مفاتیح الحیات

تالیف

حضرت آیت اللہ العظمیٰ جوادی آملی مدظلہ العالی

مترجم

حجۃ الاسلام والمسلمین مولانا سید ظفر حسین نقوی (قم المقدس)

زیر نگرانی

حجۃ الاسلام والمسلمین مولانا سید شہنشاہ حسین نقوی

ناشر

معراج کمپنی لاہور

بیسمنٹ میاں مارکیٹ، غزنی سٹریٹ اردو بازار۔ لاہور

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں۔

نام کتاب ـــــــ

عرض ناشر

حمد ہے اللہ رب العزت کے لئے جس نے انسان کو قلم کے ساتھ لکھنا سکھایا اور درود وسلام ہو نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جسے خالق کائنات نے عالمین کے لئے سراپا رحمت بنا کر مبعوث فرمایا اور سلام ورحمت ہو اُن کی آل پر جنہیں اس نے پورے جہاں کے لئے چراغ ہدایت بنایا۔ ہمارا درود وسلام ہو خاص طور پر سید الساجدین زین العابدین امام العارفین سید سجاد علیہ السلام پر کہ جنہوں نے واقعہ کربلا کے بعد جب سرکاری سطح پر دین ختم کیا جا رہا تھا جب حق کی آواز اٹھانا ناممکن تھا جب حق کی آواز بلند کرنے والی زبانیں قطع کر دی جاتی تھیں ایسے پُرآشوب دور میں پیغام کربلا کے رکھوالے اور دین خدا کے محافظ نے دعاؤں کے ذریعے دین کو نہ صرف زندہ رکھا بلکہ آج تک امام مظلوم کے اشکوں کی آبیاری دین کو تر وتازہ رکھے ہوئے ہے۔

الحمدللہ! آج ہمارے ادارے کو یہ فخر حاصل ہو رہا ہے کہ آیت اللہ جواد آملی کی مفاتیح الحیات کا اردو ترجمہ شائع کر رہے جس کے لئے ہم جناب حجۃ السلام والمسلمین مولانا سید ظفر حسین نقوی اور جناب مولانا مجاہد حسین حرؔ صاحب کے انتہائی مشکور ہیں۔

اللہ رب العزت کی بارگاہ میں دعا گو ہیں کہ وہ ہمیں اور تمام مومنین کرام کو اپنی ذمہ داریاں ادا کرنے کی توفیق عنایت فرمائے اور ہر قسم کی خطا ولغزش سے بچائے رکھے کہ یقیناً اس کی توفیق شامل حال نہ ہو تو کوئی بھی ہدایت نہیں پا سکتا اور اگر اس کی مرضی نہ ہو تو کوئی اس دنیا میں ایک سانس بھی نہیں لے سکتا۔ وہی ہے کہ جس کے بھروسے پر ہم قدم اٹھاتے ہیں اور وہی ہمارے قدموں کو سنبھالے رکھتا ہے۔

درود وسلام ہو محمد وآلِ محمد علیہم السلام پر کہ جن کے دامن سے منسلک ہو کر قرب خدا حاصل کیا جاتا ہے اور جن کے نقش قدم پر چل کر دنیا و آخرت کی بھلائیاں حاصل کی جاتی ہیں۔

ادارہ

معراج کمپنی پاکستان

عرض مترجم

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعَالَمِیۡنَ. وَ الصَّلَاۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِہِ الطَّیِّبِیۡنَ الطَّاہِرِیۡنَ.

موجودہ دور میں جبکہ اخلاقی و انسانی قدریں معدوم ہوتی جارہی ہیں ضرورت اس امر کی ہے کہ انسان کو اس کی ذمہ داریوں کا احساس دلایا جائے اور یہ بات اس وقت تک ممکن نہیں ہے جب تک کہ انسان کو علم کی روشنی میں داخل نہ کیا جائے اور علم کی روشنی سوائے معصومین علیہم السلام کے فرامین کے مطالعہ کے حاصل نہیں ہوسکتی۔

جناب مولانا مجاہد حسین حرؔ صاحب نے ایک کتاب کا ترجمہ کرنے کو کہا میں نے حامی بھر لی اور جب انہوں نے کتاب میرے سامنے رکھی تو حضرت آیت اللہ آقائی جوادی آملی کی کتاب "مفاتیح الحیاۃ" کو دیکھ کر جناب موصوف کے انتخاب کی داد دیئے بغیر نہ رہ سکا اور پھر دن رات ایک کر کے کتاب کا ترجمہ مکمل کر دیا۔

کتاب کے ترجمہ کرنے کا مشورہ دینے کے ساتھ ساتھ جناب موصوف نے ایک بات یہ بھی کہی کہ موجودہ کتاب میں احادیث کو حاشیہ میں لکھا گیا ہے اور اس کے ترجمہ کو یا مفہوم کو متن میں لکھا ہوا ہے پاکستانی معاشرے کے مطابق یہ بات معیوب سمجھی جاتی ہے کہ کلام معصوم نیچے ہو اور اپنے الفاظ اوپر لکھے جائیں لہٰذا ترجمہ اس طرح کروں کہ وہ احادیث کو متن میں لاسکیں۔ اگرچہ کتاب کے متن میں بعض جگہ احادیث کا ترجمہ کرنے کی بجائے صرف مفہوم بیان کیا گیا تھا یا صرف اشارہ کیا گیا تھا میں نے اپنی سی کوشش کی کہ ترجمہ کو اصل حدیث کے مطابق کر دوں لیکن پھر بھی بعض جگہوں پر ایسا نہ ہوسکا تو اس کی تصحیح جناب مجاہد حسین حرؔ صاحب نے کر دی۔

خالق کائنات کی توفیق کس حد تک ہمارے شامل حال رہی اور ہم اپنی ذمہ داریاں نبھانے میں کس قدر کامیاب رہے اس کا فیصلہ تو قارئین کرام ہی کر سکتے ہیں۔ اگر قارئین کرام اس کتاب میں کوئی خامی محسوس کریں تو ہمیں مطلع ضرور فرمائیں۔

اللہ رب العزت کی بارگاہ میں دعا گو ہیں کہ وہ ہمیں اور تمام مومنین کرام کو ہر قسم کی خطا ولغزش سے بچائے رکھے اور اپنے دین مبین کی خدمت کی توفیق عنایت فرماتا رہے

آخر میں قارئین کرام سے التماس ہے کہ وہ ہمیں اور ہمارے والدین کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔ والسلام

طالب دعا

سید ظفر حسین نقوی

تقریظ

امیر المومنین مولائے کائنات حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں:

ہر شخص کی قیمت وہ ہنر ہے جو اس میں ہے۔[1]

حضرت آیت اللہ جوادی آملی دام عزہ کی مکمل وجامع کتاب "مفاتیح الحیات" اخلاقیات کی بیسیوں جہات اور ذمہ داریوں کا احاطہ کئے ہوئے ہے۔ یہ کتاب خودسازی اور معاشرہ سازی کے ہر پہلو کو اپنے اندر سموئے ہے۔

جناب مولانا سید ظفر حسین نقوی نے اس کتاب مفاتیح الحیات کا ترجمہ کر کے دین حقہ کی خدمت کا فریضہ انجام دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی توفیقات میں اضافہ فرمائے۔

یقیناً جہاں اس کتاب سے مقررین ومحققین استفادہ کریں گے وہاں یہ کتاب ایک عام قاری کے لئے بھی فائدہ مند واقع ہوگی اور اس کتاب کا مطالعہ مومنین کے اخلاق وکردار میں بہتری کا باعث بنے گا۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو مومن حقیقی بننے کی توفیق عنایت فرمائے۔ (آمین)

سید شہنشاہ حسین نقوی

باب العلم دار التحقیق

مسجد باب العلم (فروغِ ایمان ٹرسٹ) بلاک ڈی، شمالی ناظم آباد، کراچی

---

[1] نہج البلاغہ کلمات قصار ۸۱

اعتراف

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعَالَمِیۡنَ. وَ الصَّلَاۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِہِ الطَّیِّبِیۡنَ الطَّاہِرِیۡنَ.

ایک دن میں نے حجۃ الاسلام والمسلمین جناب مولانا اعجاز حیدر مظاہری کے ہاتھ میں ایک کتاب دیکھی اس کا نام "مفاتیح الحیاۃ" ہی اپنی طرف متوجہ کرنے والا تھا۔ جب کھول کر دیکھی تو معلوم ہوا کہ اس کتاب کے ایک سو سترہ ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔ میں نے سوچا کہ اگر میں ایران سے نسخہ منگوانے کے چکر میں رہا تو یقیناً اس کتاب کا ترجمہ کرنے میں تاخیر ہوتی جائے گی لہٰذا موصوف سے نسخہ لے کر فوٹو کاپی کروائی اور اپنے دوستوں سے اس کے ترجمہ کے لئے بات چیت کی۔ آخر کار جناب مولانا سید ظفر حسین نقوی نے اس کام کی ذمہ داری لی۔

ترجمہ کرواتے وقت ہی مجھے اندازہ تھا کہ ہمیں اس کتاب کی شکل میں کچھ تبدیلی کرنا پڑے گی اور وہ یہ کہ اصل کتاب میں احادیث کو حواشی میں لکھا گیا تھا اور اس کے ترجمہ یا مفہوم کو متن میں۔ لیکن ہم نے احادیث کو متن میں کر دیا تا کہ قاری کلام معصومین علیہم السلام سے مستفید ہو سکے۔ میں نے کوشش کی ہے کہ نسخہ میں موجود احادیث کو اصل ماخذ سے چیک کر کے لکھوں لیکن پھر بھی بعض جگہوں پر ایسا نہ ہو سکا کیونکہ میرے پاس جامع الصغیر کا نسخہ کتابی صورت میں یا کمپیوٹر میں کسی صورت میں بھی موجود نہ تھا لہٰذا جامع الصغیر سے حاصل کی گئی احادیث اگر کسی اور ماخذ سے نہ مل سکیں تو کتاب میں موجود حوالے پر اعتبار کرتے ہوئے وہی حوالہ لکھ دیا گیا ہے۔ اگر چہ ایسی احادیث کی تعداد دو چار ہی ہوں گی۔

ہم نے اپنی سی کوشش کی ہے کہ کتاب میں کوئی نقص نہ رہنے پائے لیکن پھر بھی قارئین کرام اگر کہیں خامی یا نقص محسوس کریں تو ہمیں مطلع ضرور فرمائیں تا کہ آئندہ ایڈیشن میں اس کی تصحیح کر دی جائے۔

طالب دعا

مجاہد حسین حرؔ

جامعہ علمیہ۔ ڈیفنس فیز ۴۔ کراچی

رابطہ کے لئے

hurr512@gmail.com

0345-2401125

فہرست کتاب

پہلا حصہ: انسان کا اپنے آپ سے تعامل

پہلی فصل: تفکر وتدبر 25

اہمیت تفکر وتدبر 25

امور میں تدبیر وتدبر 28

تکلفات سے پرہیز 29

عقل مندی کی نشانی 32

دوسری فصل: حصول علم 33

علم حاصل کرنے کی اہمیت 33

تعلیم وتعلم کی فضیلت 34

ضرورت کے علوم کا حاصل کرنا 36

بعض مورد نیاز علوم 39

۱۔ دینی علوم کی تعلیم 39

۲۔ عقائد کی تعلیم 39

۳۔ آموزش قرآن 40

۴۔ حدیث کی تعلیم 40

۵۔ فقہ وواجبات کی تعلیم 41

۶۔ دستکاری وصنعت کی تعلیم 42

۷۔ دینی اشعار کی تعلیم 42

۸۔ مہارت کی تعلیم 43

آداب تعلیم وتعلم 44

۱۔ اہل علم سے سیکھنا 44

۲۔ صبر 44

۳۔ حصول علم میں شرم نہ کرنا 45

۴۔ تعلیم میں خوشامد جائز ہے 45

۵۔ حصول علم دنیاداری کے لئے نہ ہو 45

۶۔ علم کا سیکھنا 46

۷۔ حصول علم کے لئے سوال کرنا 46

۸۔ دوسروں کو تعلیم دینا 47

۹۔ تعلیم میں مساوات 47

۱۰۔ آسان تعلیم 47

۱۱۔ تعلیم کی اجرت 48

تیسری فصل: روزگار اور سعی وکوشش کی اہمیت 49

محنت ومشقت اور سیرت الانبیاء وائمہ علیہم السلام 51

کم ہمتی اور سستی سے پرہیز 53

سحر خیزی اور کام 55

امور میں سرپرستی 56

چوتھی فصل: جسم کی حفاظت اور نفس کو ضرر نہ دینا 58

اہمیت حفظ جان وسلامتی 59

عوامل سلامت 61

۱۔کھانے میں اعتدال 61
۲۔ پیدل چلنا 63
۳۔شب بیداری 63
۴۔سکوت وخاموشی 63
بدن کے لئے آرام وسکون 64
بدن کو ضرر پہنچانے سے پرہیز 65
بیماری سے پیشگی تحفظ 65
عوامل بیماری 68
۱۔عوامل مادی 68
۲۔عوامل غیر مادی 72
دوا اور علاج 73
لازمی علاج 74
علاج کے طریقے 76
حرام علاج سے پرہیز 80
شادابی طبیعت کے عوامل 81
پانچویں فصل: نظافت 82
اہمیت نظافت 83
بدن کا دھونا 84
منہ اور دانتوں کی صفائی 87
ناخن اور مونچھ کا کاٹنا 91
بدن کے زائد بالوں کی صفائی 92
جمعہ کے دن نظافت و پاکیزگی 94
نظافت میں پیغمبرؐ کی سیرت 96
عمومی جگہوں کی صفائی ستھرائی 97
بیت الخلاء کے آداب 101
نفسیاتی نظافت 102
نظافت عقل 103
عقل کی تباہی کے عوامل 103
عقل کی سلامتی ورشد کے عوامل 107
رشد عقل میں غذا کی تاثیر 107
دل کی نظافت 108
بیماری کے عوامل اور دل کی موت 110
دل کی سلامتی کے عوامل 112
چھٹی فصل: کھانا اور پینا 115
غذا کھانے کے آداب 115
کھانا کھانے کے اوقات 121
دسترخوان آداب 122
پینے کے آداب 126
کھانے کے بچے ہوئے ٹکڑوں کو اٹھانا 129
پرخوری 130
کھانے پینے میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت ... 132
ساتویں فصل: لباس وزینت 136
لباس کی اہمیت 136
برہنگی کی ممانعت 137
جوتا پہننے کے آداب 137
پسندیدہ لباس 141
ناپسند لباس 143
نمود ونمائش والا لباس 145
آٹھویں فصل: زینت وخوبصورتی 147
اصلاح 147
خوشبو اور آراستہ 151
زینت وآراستگی 155
نویں فصل: مکان وامکانات زندگی 157
سواری اور گھر کی خوبیاں 158

دسویں فصل: سفر 161
سفر کی اہمیت 161
آداب سفر 162
سفر کے لئے ضروری ہے 168
گروہی سفر کی ذمہ داری 169
مسافر کا دیدار 172
سفر کے بارے میں حضرت لقمان کی نصیحتیں 173
گیارہویں فصل: خواب و بیداری 175
دائیں سمت 175
سونے کے آداب 176
سونے کا مکان 177
وقت نیند 178
نیند میں میانہ روی 178
پریشان خواب 179
فرصت سے استفادہ 180
فکر گناہ سے نجات 183
بارہویں فصل: تفریحات اور ورزش 186
صحتمند تفریحات کی اہمیت 186
تفریح کے مصادیق 188
ناپسندیدہ کھیل 190

دوسرا حصہ: تعامل انسان باہم نوع

پہلی فصل: رشتہ داروں سے تعلق 195
صلہ رحمی کی اہمیت 196
صلہ رحمی کے آثار 197
قطع رحمی کے آثار 199
قطع رحمی کے بعض عوامل 200
صلہ رحمی کے طریقے 201
صلہ رحمی کی حد 202
رشتہ داری کے مراتب 203
صلہ رحمی کے موارد 204
(۱) والدین سے نیکی 205
والدین 205
والدین سے نیکی کرنے کے مخصوص اوقات . 206
والدین سے نیکی کے آثار 207
والدہ 208
پہلے ماں کا حق 209
ماں سے زیادہ نیکی کرنا 209
والد 210
باپ نعمتوں کی جڑ 211
باپ سے ہمیشہ کے لئے نیکی 212
والدین سے قطع رحمی 213
والدین سے بدسلوکی کے بعض آثار 214
والدین کے لئے دعا 215
(۲) اہل وعیال سے نیکی 219
اہل وعیال 219
اپنے اہل وعیال کے ہمراہ کھانا کھانا 221
دوسروں پر خاندان کو مقدم کرنا 222
جمعہ کے دن اہل وعیال پر توجہ 223
اہل خانہ کے ساتھ نیکی کرنے کا ثواب 223
اہل خانہ کے لئے سوچ و بچار کا ثواب 224
اہل خانہ کو تباہ کرنے کا انجام 225
اہل خانہ سے بداخلاقی کا انجام 225
اولاد 226

بچے کی صفائی ستھرائی 227
بچے کی غذا 230
بچے کی تعلیم وتربیت 231
قرآن اوراحکام دین کا ثواب 231
بچوں کو دینی تعلیم سے محروم رکھنے کا انجام 232
دفاعی واجتماعی مہارت 232
بچوں سے محبت 233
اولاد سے سختی کرنے کا انجام 234
اولاد کا احترام کرنا 234
بچے کو اچھے نام سے بلانا 234
پیغمبرؐ کے نام کا ثواب 235
بچے کی شادی 235
بچے کی مدد کرنا 235
بچوں میں مساوات 236
بیٹیوں سے پہلے نیکی 236
اولاد کے لئے دعا 237
مرد کی عورت پر توجہ 240
عورت کی عظمت 240
بیوی سے نیکی 243
بیوی سے نیکی کا ثواب 244
عورت کی بداخلاقی پر مرد کو ثواب 244
بیوی سے نیکی کی حد 245
بیوی سے شوہر کی ناراضگی کا انجام 246
حق مہر نہ ادا کرنے کا انجام 246
شوہر سے نیکی 247
شوہر کی اطاعت کی حد 252
(۳) بہن بھائیوں سے نیکی 253
بڑے بھائی کا مقام 254
رضاعی بہن بھائیوں سے نیکی 254
(۴) نسبی رشتہ داروں سے نیکی 254
خالہ سے نیکی 255
(۵) سببی رشتہ داروں سے نیکی 255
رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی کے آثار 256
(۶)۔ بہترین رشتہ دار 257
سادات سے نیکی 257
سادات سے نیکی کا ثواب 259
دوسری فصل: مسلمان 261
دینی بھائیوں کے حقوق 261
۱۔ مومنین کے ساتھ میل جول 263
مومنین کا جمع ہونا 263
مومنین کے اجتماع کی برکتیں 264
مومنوں سے نیکی 265
(الف) مادی حمایت 265
ضروریات کو پورا کرنے کا ثواب 265
اطعام مومن کی اہمیت 267
مومن کو سیراب کرنا 268
مومن کو لباس دینے کا ثواب 269
مومن کو مکان نہ دینے کا انجام 270
مومن کی شادی 270
مومن کی خدمت 270
مومن کو ہدیہ دینا 271
مومن کی تجارت حمایت 272
(ب) حمایت معنوی 272
(ج)۔ عاطفی حمایت 281

اہل سنت سے نیکی 286
۲۔ فاسقین سے میل جول 286
گناہ گاروں سے حسن خلق 287
گناہ گاروں کا احترام کرنا 288
(۳) ظاہری مسلمانوں سے میل جول 288
منافق کے بعض اوصاف 289
عیاشی 292
منافقین سے سلوک 292
تیسری فصل: اغیار سے سلوک 294
توحید پرست (اہل کتاب) 294
عام ارتباط کا قانون 294
(الف) اہل کتاب سے انسانی دوستی 296
(ب) غیر مسلم سے دل بستگی کی ممانعت 300
(ج) اہل کتاب سے محتاط 302
یہودی اور عیسائی 303
عیسائی یہودیوں سے بہتر اور ان سے تعامل 303
۱۔ مجوسی 304
مجوسی کی اہانت سے ممانعت 304
۲۔ بت پرست 305
بت پستوں کا کھانا کھانے کی ممانعت 305
مشرکین کے ہدیہ کو قبول نہ کرنا 305
کفار کی شباہت سے ممانعت 306
مشرکین کے شہروں میں زہر آلود نہ کرو 306
مشرکین کے بچے اور بوڑھوں کو قتل نہ کرو 306
۳۔ انحرافی فرقہ 307
چوتھی فصل: مستضعفین 308
مستضعفین سے تبرا کی ممانعت 308
مستضعفین کی مالی حمایت 309
پانچویں فصل: دشمن افراد 310
اقسام دشمن 312
(۱) دشمن شخص 312
مومن کے حقوق سے شکایت 314
دشمنی کم ہونے کے عوامل 315
۲۔ مذہبی دشمنی 315
شر دشمن کو دفع کرنے کی دعا 319
چھٹی فصل: معاشرے کے افراد 324
حسن خلق و معاشرے کے بارے میں نکات 324
حسن خلق کی اہمیت 325
خوش اخلاقی کے فوائد 326
خوش اخلاقی کا ثواب 326
بد اخلاقی کے آثار 328
تزاحم اخلاقی 329
خوب سے خوب تر کی تشخیص 329
تزاحم اخلاقی کے نمونے 330
ڈاکٹری امور میں تزاحم اخلاقی 331
شہریوں کے مصادیق 332
۱۔ ہمسائے 332
ہمسایہ کے ساتھ نیکی کی اہمیت 332
مقام ہمسایہ 333
حق ہمسایہ 333
ہمسائے کے راز چھپانا 334
ہمسائیگی کی حدود 334
ہمسایہ سے بردباری 334
ہمسائے سے نیکی کا ثواب 335

ہمسائے پر توجہ نہ دینے کا انجام 336
ہمسائے کو تکلیف دینے کا انجام 336
ہمسایوں کے لئے دعا کرنا 338
۲۔ دانشمند افراد 339
علم و عالم کی قدر 339
(الف) علماء 340
عالم کی زیارت کا ثواب 340
عالم کے احترام کا ثواب 341
علماء کا دوسروں پر حق 341
عالم کی ہمنشینی کا ادب 342
عالم کی ہمنشینی کا ثواب 342
علمی مجالس میں شرکت 343
عالموں کا احترام قرآن میں 344
فقیہ کی نشانیاں 346
عالموں کی اہانت کا انجام 346
عالم کی اہانت کے آثار 347
بے عمل عالم سے پرہیز 347
(ب) استاد اہمیت 348
استاد کے حقوق کی رعایت کا ثواب 349
استاد کی بے احترامی کا عامل 350
(ج) شاگرد 350
طالب علم کی شفاعت 351
طالب علم کے اکرام کا ثواب 351
طالب علم کی مدد کرنے کا ثواب 352
طالب علم سے کینہ رکھنا 352
۳۔ ساتھی افراد 352
۴۔ مریض افراد 353
بیمار کی عیادت 354
بیمار کی عیادت کا ثواب 356
عیادت کا ادب 360
(۵) مردے و مرحوم افراد 361
مرنے والوں سے سلوک 362
(الف) مرنے کے وقت 362
(ب) مرنے کے بعد 363
(ج) ۔ دفن کے بعد 367
۶۔ مصیبت زدہ افراد 369
تعزیت 369
تعزیت کا ثواب 371
۷۔ مہمان 371
مہمان کی عزت لازم ہے 372
مہمان نوازی کے آداب 374
مہمان کی عزت کا ثواب 377
مہمان کو قبول نہ کرنے کا انجام 378
۸۔ مجاہدین 380
بہترین مجاہدین 381
غازی افراد سے نیکی 381
مجاہدین کو آزار پہنچانے کا انجام 382
۹۔ بچے 382
۱۰۔ جوان 385
جوانوں کی اہمیت 386
جوانوں سے مشورہ 386
جوانوں سے مدد لینا 386
جوانوں کو غیروں کی ثقافت سے بچانا 387
جوانوں کو مناظرہ کی تعلیم دینا 388

جوانوں کی شادی کرانا 388
جوان کی زینت کی اہمیت 389
جوانوں کی تربیت 389
علم کے لئے تنبیہ 390
۱۱۔بوڑھے افراد 390
بزرگوں کی عظمت 391
جنگ بوڑھوں کے قتل کی نہی 391
بوڑھوں کی عزت کا ثواب 391
سفید ریش مسلمان کی اہانت کا نتیجہ 392
۱۲۔یتیم افراد 392
یتیم نوازی 393
مال یتیم کی حفاظت 395
یتیم نوازی کے آثار 396
جنت کا حقدار 397
یتیموں کی سرپرستی 400
۱۳۔فقیر لوگ 400
فقیروں سے محبت 402
انفاق کرنے والے کا بابرکت ہاتھ 402
فقیروں کی مدد کا ثواب 402
فقیر پر توجہ نہ دینے کے آثار 405
۱۴۔امداد کرنے والے 408
(الف) قرض دار افراد 408
محبوب ترین اعمال 408
مقروض پر سختی نہ کرنا 409
مقروض کو مہلت دینا 409
سائل کی ضرورت پوری کرنے کا ثواب 410
(ب)۔سائل افراد 410
سائل افراد کو رد کرنا 411
سائل فرشتہ بھی ہوسکتا ہے 412
سائل کو عطا کرنے کا ثواب 412
سائل سے برتاؤ 413
(ج)۔مسافر 415
مدد کرنا 416
مسافر کی مدد کا ثواب 417
(د)۔پناہ دینے والے 417
مومن باصلاحیت کو پناہ دینا 418
پناہ دینے کا ثواب 418
پناہ لینے والے سے خیانت کا انجام 418
(س)۔قیدی افراد 419
وراثت پر زندانی افراد کے حقوق 419
قیدیوں سے نیکی 421
(ش) اسیر افراد 421
ماہ رمضان میں اسیروں کو آزاد کرنا 422
اسیر کی آزادی کے لئے شفاعت 422
اسیروں سے نیکی 422
(ص)۔آسیب زدہ افراد 423
(ط)۔جسمی اور ذہنی معذور 424
معذور افراد سے اچھا برتاؤ 425
معذور افراد سے نیکی کا ثواب 425
۱۵۔مسافروں کی مدد کرنے کا ثواب 426

تیسرا حصہ: لوگوں کا تعامل اور اسلامی نظام

پہلی فصل: سیاسی نظام 429
اہمیت تشکیل اسلامی نظام 429

عادل حاکم کی ضرورت 430
اسلامی حاکم کے اوصاف 430
حاکم کے وظائف 433
اسلامی حاکم کے مقابلے میں لوگوں کے وظائف . 438
جزاوسزا 442
دوسری فصل: اجتماعی نظام 447
۱۔اتحاد و یکجہتی 449
آثار وحدت ومحبت 450
فتنہ وفساد کی ممنوعیت 451
اجتماع میں جدائی اور تفرقہ کا خطرہ 452
دشمنی سے نہی 453
دشمنی اور تفرقہ کے آثار 454
صلح کے لئے جھوٹ بولنا 455
۲۔انسان کی آزادی 456
آزادی کی حدود 456
۳۔امن وامان اور ہرج ومرج سے دوری 458
بدامنی کا انجام 461
۴۔استقلال اور ذلت پذیری کی نفی 462
۵۔سیاست اور انتخابات میں شرکت 462
سیاست اور بیعت میں مشارکت 463
۶۔مشورہ دینا 464
۷۔ظلم کے مقابلے میں قیام 464
ظالموں سے برائت 465
ظالموں کی مدد نہ کرنا 465
۸۔سرحد اور اس کی اہمیت 467
نگہبانی کے معنوی آثار 467
سرحدوں کے محافظوں کے لئے امام کی دعا.. 468
۹۔قانون 473
سیرت انبیاء وائمہ علیہم السلام میں قانون 474
۱۰۔حق الناس 475
حقوق پر تجاوز کا انجام 476
۱۱۔ضروری عدالت 476
حاکموں کی عدالت 477
عدالت کی سفارش 477
آثار عدالت 478
ترک عدالت کا انجام 479
۱۲۔خیر ونیکی کی دعوت 480
اندرونی دعوت 481
خیر کی دعوت دینے کی روش 481
موعظ رفع عذاب ہے 481
وعظ قبول کرنے والوں کی صفات 481
وعظ کرنے والوں کی منزلت 482
۱۳۔مشورہ 482
مشیر کا وظیفہ 483
مشیر کی صفات 483
مشورہ اور ہدایت 483
۱۴۔گواہی دینا 484
جھوٹی گواہی دینا 484
گواہی کا چھپانا 485
سچی گواہی کے آثار 486
۱۵۔اہمیت وصیت 486
۱۶۔رازداری اور حفظ آبرو کی اہمیت 487
رازی داری کا ثواب 488
دوسروں کے عیب جوئی کا انجام 488

۱۷۔لوگوں کی ضروریات کو پورا کرنا 489
ضرورت پورا کرنے کے آثار 491
لوگوں کی ضروریات پر توجہ نہ دینے کا انجام. 494
روز قیامت میں عذاب..... 496
۱۸۔روابط کی اصلاح..... 498
۱۹۔کار خیر میں سبقت 500
وسیلہ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم 501
کسی کی شادی کے وسیلہ بننا 502
کسی کی شادی کے وسیلہ بننے کا ثواب..... 502
۲۰۔خلاف شرع کاموں میں عدم شرکت..... 503
۲۱۔مظلومین کا دفاع 503
مظلوم کی مدد کا ثواب 504
۲۲۔امر بہ معروف ونہی عن المنکر..... 505
قرآن میں امر ونہی کی اہمیت 505
امر ونہی حدیث کی روشنی میں 506
امر ونہی کے مراتب 507
امر ونہی کے آثار قرآن کی روشنی میں..... 508
امر ونہی کے آثار حدیث کی روشنی میں 510
نااہل حاکم اور دادرس کا نہ ہونا..... 511
۲۳۔بدعت 513
بدعت گزار افراد سے سلوک 513
علماء کا بدعت سے مقابلہ کرنا..... 515
بدعت کا مقابلہ کرنے کا ثواب 515
بدعت آثار 516
۲۴۔تعاون..... 518
۲۵۔عمومی وعلمی انجمن 519
مذہبی تحریکیں..... 520
۲۶۔حاکم اور کاریگر 521
کاریگر کی عظمت..... 521
نمائندوں کا انتخاب..... 522
کام کرنے والے کے وظائف 522
کاریگر پر ظلم کے آثار 522
۲۷۔اچھے برتاؤ کی اہمیت 524
۲۸۔امانتداری کی اہمیت 524
امانتداری کا ثواب 525
ایمان وتقویٰ کی نشانی..... 526
امانت میں خیانت کا انجام 526
۲۹۔نیک کام کی اہمیت..... 527
نیک وکاری کے آداب 527
کار خیر کا اجر وثواب..... 529
نیک افراد کے لئے دعا..... 531
نااہل افراد سے نیکی 532
۳۰۔مومنین کے ساتھ شریک ہونا..... 532
صالح شریک..... 532
حقوق شریک..... 533
ہم محفل فرد کے حقوق 533
طلب کار کے حقوق..... 533
۳۱۔نفع پہچانے کی اہمیت..... 534
نفع پہنچانے کے آثار..... 534
تیسری فصل: شہر سازی اور شہرداری..... 536
اسلامی شہر کی ساخت 536
۱۔عمارتوں کی تعمیر کے اہداف..... 536
۲۔شہرداری 537
اموال بیت المال 537

اموال عمومی کے استعمال میں دقت 538
اموال شخصی سے فائدہ اٹھانا 538
عمومی اموال میں خزانہ دار کی شرائط 539
بیت المال کے مستحقین 539
بیت المال کا بیہودہ استعمال 540
۳۔عمومی خدمات کے بعض مصادیق 541
(الف) صدقہ اور ضرورت مند افراد کی مدد 541
صدقہ کی اہمیت 541
صدقہ کے اوقات 542
غذا کے بعد 542
صبح وشام کا آغاز 543
روز جمعہ صدقہ دینا 543
سفر کے شروع میں صدقہ 544
وقت افطار میں صدقہ 544
ماہِ رجب میں صدقہ 545
ماہِ شعبان میں صدقہ 545
ماہِ رمضان میں صدقہ 546
مصدیق وصدقہ 546
نیک کام 546
پانی پلانا 546
بہرہ انسان 547
علم کا پھیلانا 547
لوگوں سے اچھا سلوک 547
آداب صدقہ 547
قصد قربت 547
پاکیزہ ترین مال سے صدقہ 548
صدقہ اپنے ہاتھ سے دو 548
چھپا کر صدقہ دینا 548
قناعت فقیر کا امتحان 549
شوہر کی اجازت سے صدقہ دینا 549
آثار صدقہ 550
بے نیازی 550
نحوست کو دفع کرنا 550
غضب الٰہی سے نجات 552
مال وعمر میں برکت 552
بلا و بیماری سے نجات 553
صراط سے عبور کرنے کا عمل 554
جنت کی ضمانت کا سبب 554
خاندان پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر صدقہ حرام ہے 554
(ب) وقف 555
(ج) گدائی اور بھیک سے بچنے کا حل 555
بے نیازی کی فضیلت 556
نیازمند افراد کی بے نیازی 556
محبوبیت عزت نفس 556
گداگری کا انجام 558
فقر 558
حقارت وذلت 559
قیامت حساب کا طولانی ہونا 559
ضرورت کے بغیر سوال 560
گدائی کرنے والے افراد کیلئے نصیحت 560
(د) آب رسانی 561
پیاسے افراد کو سیراب کرنا 561
ولایت الٰہی سے پیوستہ ہونا 561
با فضیلت ترین عمل 562

جبرائیل علیہ السلام کی پسندیدہ عبادت 562
آخرت میں پہلا ثواب 562
عرش الٰہی کے سائے میں ہونا 563
انسانوں کو زندہ کرنا 563
پانی پلانے کا ثواب 564
جنت کا باعث 564
اعمال نامہ کھلا رہنا 564
آب رسانی کے بعض مصادیق 565
دینی بھائی 565
تمام موجودات کو پانی دینا 566
عبادی امور کے لئے پانی دینا 566
(ھ) ثقافتی اور عبادی مراکز 567
(۱) تعمیر مسجد 567
تعمیر مسجد کا ثواب 567
تعمیر مسجد میں سادگی کا لحاظ رکھنا 568
راستوں میں مساجد کی تعمیر 568
(۲) مسجد کی تعمیر میں توسیع 568
(۳) مسجد کی آبادکاری 569
مسجد کو آباد کرنے سے دنیا و آخرت 569
مساجد کو آباد کرنا جوانمردی کی نشانی ہے۔ ... 569
مسجد کے احترام کا ثواب 569
مسجد کو حقیر نہ سمجھنا 570
اجتماع مسجد میں حضور کی سفارش 570
مسجد میں چراغ جلانے کا ثواب 571
(۴) مسجد کی صفائی وستھرائی کا ثواب 571
چوتھی فصل: امور اقتصادی 573
۱۔ مال وثروت کی اہمیت 573
مال میں برکت 574
بہترین مال 575
مال کی حفاظت اور بعض عوامل 575
زکات وانفاق 576
مال کو ضائع کرنے کی ممانعت 577
مال کی تباہی کے آثار 578
مال ذخیرہ کرنے کا خطرہ 579
۲۔ پیداوار 580
پیداوار کی سفارش 580
پیداوار کا ہدف 582
مال سے بہرہ مند ہونے کے عوامل 583
کسب معاش 584
کسب معاش تلاش وجستجو کی اہمیت 584
پاک ترین کسب 588
کسب کے لئے مناسب زمانہ 589
کسب حلال اور اس کی فضیلت 590
شرائط کسب حلال 592
کسب حلال کے آثار 593
کسب حلال میں آلودگی کے آثار 595
حرام درآمد 595
ناپسندیدہ درآمد 597
حرام درآمد کے آثار 597
روزگار کی اقسام 599
(الف) کھیتی باڑی 599
کھیتی باڑی اور کسانوں کی فضیلت 599
کھیتی باڑی کی حفاظت 601
کھیتی باڑی کے آداب 601

کھیتی باڑی کا طریقہ اور دعا 603
(ب) گلہ بانی 605
(ج) تجارت 607
فضیلت واہمیت تجارت 607
آثار تجارت 608
حلال تجارت کے آداب 609
سودا کرتے وقت دعا 613
سودے میں ناپسندہ برتاؤ 614
بعض معاملات سے پرہیز 617
(د) صنعت وحرفہ 619
اہمیت صنعت 619
آداب صنعت گری 620
اقسام دستکاری 621
۳۔ مال کی تقسیم 622
تقسیم کا ہدف 622
اشیاء اور رقم کی تقسیم 624
عادلانہ تقسیم کا حل 627
انواع تقسیم 627
۴۔ خرچ 627
خرچ کرنے کا ہدف 629
انواع خرچ 630
(۱) بخل 630
بخیل افراد سے پرہیز 632
(۲) اسراف کا خرچ 633
اسراف کی نشانیاں 635
اسراف کا نقصان 635
اسراف سے پرہیز 638
(۳) معیشت میں اعتدال 638
اعتدال کے بعض آثار 640
خرچ میں قناعت 642
قناعت کے بعض آثار 643

چوتھا حصہ: انسان کا حیوان سے تعامل

پہلی فصل: حیوانات کی نگہداری 649
بعض حیوانات رکھنے کی نصیحت 649
گھر میں کتا رکھنے کی مذمت 651
دوسری فصل: حیوان سے فائدہ اٹھانا 653
جانوروں کے فائدے 653
(۱) حمل ونقل میں استعمال کرنا 653
اوصاف کا بیان 653
(۲) جہاد میں استعمال 655
(۳) ورزشی فائدہ 655
استعمال کے آداب 656
سوار ہوتے وقت اللہ کا نام لینا 656
سواری پر سوار ہونے کی دعا 657
جانوروں سے اچھا برتاؤ 658
سواری پر سوار ہونا 659
مال برداری کے وقت حیوان پر توجہ دینا 659
حیوان کے بال اور دم نہ پکڑنا 660
سوار ہونے میں رعایت 660
حیوان کی توہین اور ناروا سلوک 661
حیوان کو آزار پہچانے کی ممانعت 662
(۴) غذا 664
حیوان ذبح کرنے کے آداب 664

(۵) غیر مناسب فائدہ 667
حیوان کو ناحق ذبح کرنا 670
حیوان پر ستم کا انجام 670
موذی حیوان کو مارنا 670
تیسری فصل: حقوق حیوان 672
حیوان کے حقوق کی اہمیت 673
حیوانات کے حقوق 674
۱۔ چارے کا حق 674
چارے کے لئے حیوان کی صبح کی دعا ... 675
حیوان کو چارہ دینے کی سفارش 675
حیوان کی غذا 676
دودھ دینے والے حیوانات پر توجہ 676
سواری کی غذا 677
حرام ونجس غذا 678
بھوک سے حیوان کی شکایت 679
وضو پر حیوان کی پیاس مقدم ہے 679
پیاسے حیوان کو پانی پلانے کا ثواب 679
حیوان کو پیاسا رکھنے کا انجام 680
حیوان کی خدمت کا ثواب 680
چھوٹی مخلوقات کی حمایت 681
۲۔ حیوان کا علاج اور اس کی سلامتی 681
۳۔ آرام کا حق 682
حیوان کو آرام دینے کی سفارش 682
حیوان کے آرام کیلئے مناسب جگہ 682
حیوان کیلئے سبزہ کی جگہ مناسب ہے ... 683
پرندوں کا آشیانہ 683
۴۔ حیوان کی نسل 683
۵۔ حیوان کی دوستی کا حق 684
۶۔ ہم نوع کی دوستی 685
۷۔ حیوان کے احترام کا حق 686
حقوق حیوان کی رعایت نہ کرنا 687

پانچواں حصہ: تعامل انسان با ماحولیات

پہلی فصل: ماحولیات 693
ماحولیات کے آثار 695
ماحول کو آلودہ کرنا 695
ماحولیات پر گناہ کا اثر 696
آگ کا بجھانا 698
دوسری فصل: آب وہوا اور زرخیز زمین 700
پانی ذخیرہ 702
پانی کے بعض آثار 703
آب زم زم 704
پانی پر نگاہ ڈالنا 704
پانی پینے کی دعا 705
قیامت میں ٹھنڈے پانی کا سوال 705
پانی کو آلودہ نہ کرنا 706
پانی میں پیشاب کا نقصان 707
پانی سے منع نہ کرو 708
مردہ زمین کو زندہ کرنا 708
تیسری فصل: شجرکاری اور جنگل 710
شجرکاری کی اہمیت 711
شجرکاری کے آثار 712
درخت کے نیچے والی جگہ کو آلودہ نہ کرنا 713
چوتھی فصل: سرسبز وشاداب فضا 715

فضا سبز بنانا 715
سبزے پر نگاہ کرنا 716
مسلمانوں کا اشتراک 717
عمومی منافع کا انحصار 717
پانچویں فصل: ہوا اور بارش 719
ہوا کو گالیاں نہ دو 719
خشک سالی کے عوامل 719
بارش کے پانی کے فوائد 720
طلب باراں کی دعا 721
چھٹی فصل: نہر و دریا 723
نہر میں پانی جاری کرنے کا ثواب 723
ساحل سے فائدہ اٹھانا 724
ساتویں فصل: راستے اور سڑکیں 726
راستے بنانا 726
راستے کی وسعت 726
سوار پیدل پر مقدم 727
راستوں کی صفائی ستھرائی 727
عمومی راستوں کی صفائی ستھرائی کے آثار 728
عمومی راستوں پر روشنی کا انتظام 730
راستہ بند کرنے کا انجام 731
راستہ بند کرنے کے بعض نمونے 733
آٹھویں فصل؛ معدنیات 736
مستحکم زندگی کا سبب 737
بجلی کا استعمال 737
نویں فصل: سیر و سیاحت 739
سیر و سیاحت کے آثار 740
گوشہ نشینی کی ممانعت 741

خاتمہ

قمری دنوں میں کام 745
کاموں کا انجام 746
صدقہ کے ذریعے خطرے کا دفاع 746
صدقہ سے پہلے اور بعد میں دعا 747
بعض دنوں کی فضیلت 748
ایام ہفتہ 749
نماز جمعہ سے پہلے کام کرنا مکروہ ہے 752
جمعہ میں دین شناسی کے ترک کرنے کی مذمت 752
دن کی ساعات 752
رسم و رواج 753
نوروز 753

پہلا حصہ

انسان کا اپنے آپ سے تعامل

اسلامی تعلیمات میں انسان کو خدا کی بندگی کی دعوت کے علاوہ اسے زمین کو آباد کرنے کی بھی نصیحت کی گئی ہے۔ خداوند فرماتا ہے:

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ﴿۵۶﴾ [1]

اور میں نے جنوں اور انسانوں کو پیدا نہیں کیا مگر اس لئے کہ وہ میری عبادت کریں۔

نیز فرماتا ہے:

وَاِلٰى ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا ۘ قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ هُوَ اَنْشَاَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ وَاسْتَعْمَرَكُمْ فِيْهَا فَاسْتَغْفِرُوْهُ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ ؕ اِنَّ رَبِّيْ قَرِيْبٌ مُّجِيْبٌ﴿۶۱﴾ [2]

اور ہم نے قومِ ثمود کی طرف ان کے بھائی صالح (ع) کو بھیجا انہوں نے کہا اے میری قوم! اللہ کی عبادت کرو اس کے سوا تمہارا کوئی الٰہ نہیں ہے اسی نے تمہیں زمین سے پیدا کیا اور اسی نے تمہیں اس میں آباد کیا لہٰذا اس سے مغفرت طلب کرو اور اس کی جناب میں توبہ کرو بے شک میرا پروردگار قریب بھی ہے اور مجیب (دعاؤں کا قبول کرنے والا) بھی۔

ان دو آیات کو ایک دوسرے کے ساتھ رکھنے سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ خدا نے بشر کو اس لئے خلق کیا تا کہ وہ زمین کو آباد کرے اور

---

[1] سورۂ ذاریات: ۵۶

[2] سورۂ ہود: ۶۱

اس کی بندگی کا حق ادا کرے۔ خدا نے دونوں یعنی اپنی زمین آباد کرنے اور حق بندگی کے لئے راستے بنائے۔ پس خدا نے بشر کو بندگی کا حق ادا کرنے کے طریقے بتائے نیز عقل و نقل کے ذریعے زمین کو آباد کرنے کی تعلیم دی۔ یہ علم خدائی عطا ہونے کے لحاظ سے ایک ہدف رکھنے والا خدائی محور ہے۔

انسانی تعامل سے زمین کو آباد کرنا اور ہر لحاظ سے افراد کو اپنے ہم نوع، اسلامی نظام کے تحت، حیوانات اور معاشرتی زندگی کے منابع اس سے زندہ ہیں۔

امور جیسے کام و تلاش، صحت عامہ، خدمت خلق، عبادی و علمی مراکز کا قیام، پیداوار اور محصولات کے مراکز بنانا، سرسبز کھیت اور مناسب آبپاشی وغیرہ اس کے مصادیق میں سے ہے۔ یہ آبادکاری اس طرح ہو کہ زمین اور زندگی بسر کرنے کے لئے مکانات سے انسانی کمال حاصل ہو اور خدا سے ارتباط ہو۔ ہر جگہ خدا سے ارتباط نظر آئے۔ ہر فرد یہ احساس کرے کہ وہ خدا اور اس کی آیات کو دیکھ رہا ہے۔

ایسی صورت میں سراسر جہان اور آیت الٰہی پر نگاہ ہوتی ہے۔ ایک اہم نکتہ یہ ہے کہ اس کتاب کے آغاز میں روایات سے ربط دینے کی تاکید ہوئی ہے تاکہ دنیا و آخرت کے ثواب و عذاب کا فرق معلوم ہو جائے۔ بعض روایات میں اخروی اعمال کا ثواب و عذاب اس طرح بیان ہوا ہے کہ بعض افراد اسے سمجھ نہیں سکتے۔ مثال کے طور پر عذاب کے بارے میں آیا ہے کہ سود کا ایک درہم خدا سے جنگ کرنے کے حکم میں ہے اور سخت عذاب ہے۔

نیز ثواب کے بارے میں آیا ہے کہ اگر نماز جماعت میں افراد کی تعداد دس سے زیادہ ہو تو اس کا اتنا زیادہ ثواب ہے کہ اگر تمام دریا سیاہی بن جائیں اور انسان اور جنات لکھنے والے ہوں۔ تب بھی اس کی ایک رکعت کا ثواب نہیں لکھ سکتے۔

یا بعض روایات میں ملتا ہے کہ اگر کوئی شخص کسی یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرتا ہے تو ایسے شخص کو خداوند عالم اتنا ثواب دیتا ہے کہ جتنے بال ہاتھ کے نیچے آتے ہیں۔ ہر بال کے بدلے اسے دنیا و آخرت سے زیادہ وسیع محل عطا کرتا ہے۔ یہ مثالیں قابل فہم نہیں ہیں ایسے مطالب کو سمجھنے کے لئے مقدمات اور مبادی کی ضرورت ہوتی ہے اور وہ یہ ہے کہ اعتقاد کی بنیاد پر اُخروی ثواب و عذاب کو دنیوی محسوسات درک نہیں کر سکتے کیونکہ آخرت ہمیشہ کے لئے اور دنیا ختم ہو جانے والی ہے۔ دنیا کی چیزیں آخرت کی چیزوں سے مختلف ہیں۔ اگر انسان اور جنات جمع ہو جائیں اور ایک آخرت کے پھل کی عظمت و خصوصیات بیان کریں تو وہ اس سے قاصر ہیں۔ کیونکہ یہ دنیا کی چیز نہیں ہے کہ جس کا حساب ہو سکتا ہے۔

آخرت میں ملنے والے پھل سے پیاس اور بھوک دونوں دور ہوتے ہیں یعنی نہ پیاس لگتی ہے اور نہ بھوک۔ سود کے بارے میں جو فرمایا گیا ہے: سود کا ایک درہم فلاں کام کی مانند ہے یا یہ کہ سود خور کو آخرت میں ایک تھپڑ لگنے سے وہ ہزار سال عذاب میں رہے گا۔ آخرت میں سود خور کو لگنے والا تھپڑ دنیا کے تھپڑ سے مختلف ہے۔ دنیا میں دو یا تین گھنٹے کے بعد انسان صحیح ہو جاتا ہے لیکن قیامت کا تھپڑ اس کا ابدی ہے۔

حضرت امام رضا علیہ السلام سے پوچھا گیا: شجرہ ممنوعہ کے بارے میں کون سی روایات درست ہیں؟ کیا آدم علیہ السلام نے کھجور کھائی تھی یا

انگور یا گندم؟

آپ علیہ السلام نے فرمایا: یہ سب کچھ درست ہے۔

لوگوں نے عرض کیا: کیسے؟

آپ علیہ السلام نے فرمایا: جنت کا درخت یا اس کی شاخ دنیا کی درخت کے مانند نہیں ہے مثال کے طور پر دنیا میں گندم کا خوشہ چاول نہیں دیتا۔لیکن جنت میں انسان کے ارادے سے ہر پھل ایک خوشے سے ملے گا۔

امین الاسلام طبرسیؒ اس آیت "یُفَجِّرُوْنَهَا تَفْجِيْرًا" (جدھر جائیں گے ادھر بہا کر لے جائیں گے) کے ذیل میں لکھتے ہیں: دنیا میں انسان وہاں سکونت پذیر ہوتا ہے جہاں چشمہ اور پانی ہو۔ جہاں پانی ہو وہاں گھر بنائے جاتے ہیں لیکن آخرت میں چشمہ اور پانی انسان کے تابع ہوگا۔ "یُفَجِّرُوْنَهَا تَفْجِيْرًا" انسان اپنے ہاتھ سے لکیر کھینچے گا اور اس سے چشمہ اور پانی جاری ہو جائے گا۔آخرت کو دنیا سے قیاس نہیں کرنا چاہیے۔ دنیا کا حساب آخرت کے حساب سے مختلف ہے۔ یہ وضاحت کرنے کے بعد ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ یہ روایات صحیح نہیں ہیں کیونکہ اصل حق اور ہماری ذمہ داری یہ ہے کہ ہم عقیدہ کے مبانی کو درست کریں۔ جو شخص مبانی نہیں جانتا وہ درک کرنے سے عاجز ہے۔

بعض روشن فکر افراد اور علما مفاتیح الجنان کے بعض مطالب پر اعتراض کرتے ہیں کہ فلاں عمل کا اتنا ثواب ہزاروں نیکیوں کے برابر ہے یہ سب کچھ درست ہے۔لیکن اعتراض کرنے والے مبانی سے غافل ہیں۔ پہلے ایسے افراد کے لئے جواب دیا گیا ہے کہ آخرت کا حساب دنیا کے حساب سے مختلف ہے، دنیا میں ان کا مقائسہ کرنا انسان کے فہم میں نہیں آسکتا۔ ایسے افراد ہر چیز کو خود اپنے معیار پر پرکھتے ہیں۔لہٰذا آخرت کا ثواب وعذاب آخرت کے معیار کے مطابق ہوگا نہ کہ دنیا کے مطابق۔

کتاب کے اس حصے اور دوسرے حصے میں راہ حل کو بیان کیا جائے گا کہ انسانی حیات زمین کو آباد کرنے سے کمال کو پہنچتی ہے۔

پہلی فصل:

تفکر و تدبر

اہمیت تفکر و تدبر

قرآن و حدیث میں انسان و تفکر کی دعوت دی گئی ہے قرآن میں فکر کرنا عقل مند لوگوں کے اوصاف میں سے شمار کیا جائے گا۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد رب العزت ہے:

اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّیْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی الْاَلْبَابِ ﴿۱۹۰﴾ الَّذِیْنَ یَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِیٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰی جُنُوْبِهِمْ وَیَتَفَكَّرُوْنَ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا ۚ سُبْحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ﴿۱۹۱﴾

بے شک آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں اور رات دن کی ادل بدل میں صاحبانِ عقل کے لیے بڑی نشانیاں ہیں۔ جو اٹھتے، بیٹھتے اور پہلوؤں پر لیٹے ہوئے (برابر) اللہ کو یاد کرتے ہیں اور آسمانوں و زمین کی تخلیق و ساخت میں غور و فکر کرتے ہیں (اور بے ساختہ بول اٹھتے ہیں) اے ہمارے پروردگار! تو نے یہ سب کچھ فضول و بیکار پیدا نہیں کیا۔ تو (عبث کام کرنے سے) پاک ہے ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچا۔[1]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

---

[1] سورۂ آل عمران: ۱۹۰، ۱۹۱

يَا ابْنَ مَسْعُودٍ إِذَا عَمِلْتَ عَمَلًا فَاعْمَلْ بِعِلْمٍ وَ عَقْلٍ وَ إِيَّاكَ وَ أَنْ تَعْمَلَ عَمَلًا بِغَيْرِ تَدَبُّرٍ وَ عِلْمٍ فَإِنَّهُ جَلَّ جَلَالُهُ يَقُولُ وَلَا تَكُونُوا كَالَّتِي نَقَضَتْ غَزْلَهَا مِنْ بَعْدِ قُوَّةٍ أَنْكَاثًا ط [1] [2]

اے ابن مسعود! تم جب بھی کوئی کام کرنا چاہو تو اسے علم و عقل کے مطابق ہونا چاہئے۔ ایسے کام سے پرہیز کرو جو تدبر اور علم کے بغیر ہو۔ پس اللہ جل جلالہ فرماتا ہے: خبردار تم اس عورت کی مانند نہ ہو جانا جس نے بڑی مضبوطی سے سوت کاتنے کے بعد اسے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔

اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

رَكْعَتَانِ خَفِيفَتَانِ فِي تَدَبُّرٍ خَيْرٌ مِنْ قِيَامِ لَيْلَةٍ. [3]

دو رکعت نماز جو تدبر و فکر کے ساتھ پڑھی جائے وہ اس نماز سے بہتر ہے جو ساری رات پڑھی جائے لیکن اس میں تفکر نہ ہو۔

پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

إِذَا أَرَادَ أَنْ يَتَكَلَّمَ تَدَبَّرَ فَإِنْ كَانَ خَيْراً تَكَلَّمَ فَغَنِمَ وَ إِنْ كَانَ شَرّاً سَكَتَ فَسَلِمَ..... [4]

عقل مند شخص کی نشانی یہ ہے کہ جب بھی وہ کوئی کلام کرتا ہے تو تدبر و تفکر کے ساتھ کرتا ہے۔ اگر کلام مفید ہو تو اسے کہتا ہے اور اسے نفع پہنچتا ہے اور سود مند نہ ہو تو خاموش رہتا ہے جس سے وہ امان میں رہتا ہے۔

امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

إِنَّ رَجُلًا أَتَى النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فَقَالَ لَهُ يَا رَسُولَ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم أَوْصِنِي
فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فَهَلْ أَنْتَ مُسْتَوْصٍ إِنْ أَنَا أَوْصَيْتُكَ حَتَّى قَالَ لَهُ ذَلِكَ ثَلَاثاً
وَ فِي كُلِّهَا يَقُولُ لَهُ الرَّجُلُ نَعَمْ يَا رَسُولَ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فَإِنِّي أُوصِيكَ إِذَا أَنْتَ هَمَمْتَ بِأَمْرٍ فَتَدَبَّرْ عَاقِبَتَهُ فَإِنْ يَكُ رُشْداً فَامْضِهِ وَ إِنْ يَكُ غَيّاً فَانْتَهِ عَنْهُ. [5]

ایک شخص رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا: اے اللہ کے رسولؐ! مجھے کوئی نصیحت فرمائیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تین بار یہ پوچھا: اگر میں نصیحت کروں تو اسے انجام دے گا؟

---

[1] سورۂ نحل: ۹۲

[2] مکارم الاخلاق/ ۴۵۸/ الفصل الرابع فی موعظۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لابن مسعود..... ص: ۴۴۶

[3] مکارم الاخلاق/ ۳۰۰/ فی فضل الصلاۃ..... ص: ۳۰۰

[4] تحف العقول/ النص/ ۲۸/ ذکر ص العلم والعقل والجہل..... ص: ۲۸

[5] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۸/ ۱۵۰/ حدیث من ولد فی الاسلام..... ص: ۱۴۸

اس شخص نے تینوں بار یہ کہا: میں عمل کروں گا۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب تو کوئی کام کرنا چاہے تو اس کام کے انجام دینے سے پہلے تدبر و تفکر ضرور کرنا۔ اگر ہدایت کا باعث ہو تو اسے انجام دینا اور اگر گمراہی کا باعث ہو تو اس سے پرہیز کرنا۔

امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

أَلَا لَا خَيْرَ فِي عِبَادَةٍ لَيْسَ فِيهَا تَفَكُّرٌ.[1]

آگاہ رہو! جس عبادت میں تفکر نہ ہو اس کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔

نیز فرمایا:

أَلَا لَا خَيْرَ فِي قِرَاءَةٍ لَيْسَ فِيهَا تَدَبُّرٌ.[2]

آگاہ رہو! ایسی تلاوت قرآن جس میں غور و فکر نہ ہو تو اس کا بھی کوئی فائدہ نہیں ہے۔

اسی طرح مولا امیر علیہ السلام محمد بن حنفیہ کو وصیت کرتے ہیں اور فرماتے ہیں:

وَ مَنْ تَوَرَّطَ فِي الْأُمُورِ غَيْرَ نَاظِرٍ فِي الْعَوَاقِبِ فَقَدْ تَعَرَّضَ لِمُفْظِعَاتِ النَّوَائِبِ وَ التَّدْبِيرُ قَبْلَ الْعَمَلِ يُؤْمِنُكَ مِنَ النَّدَمِ .....[3]

جو شخص بھی ایسے کام کرتا ہو جن میں توجہ اور تفکر نہ ہو تو ایسا شخص مشکلات میں پڑ جاتا ہے عمل سے پہلے تدبر کرنے سے انسان پشیمانی سے محفوظ رہتا ہے۔

ابن کواء نے حضرت علی علیہ السلام سے اسلام کی خصوصیات کے بارے میں پوچھا تو آپ علیہ السلام نے فرمایا:

فَإِنَّ اللهَ تَبَارَكَ وَ تَعَالَى- شَرَعَ الْإِسْلَامَ ..... وَ لِبَاساً لِمَنْ تَدَبَّرَ وَ فَهْماً لِمَنْ تَفَطَّنَ وَ يَقِيناً لِمَنْ عَقَلَ وَ بَصِيرَةً لِمَنْ عَزَمَ[4]

خدا نے اسلام کو بنایا..... اور اسے عاقبت اندیش اور دانش مند افراد کا لباس قرار دیا۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:

أَفْضَلُ الْعِبَادَةِ إِدْمَانُ التَّفَكُّرِ فِي اللهِ وَ فِي قُدْرَتِهِ.[5]

بہترین عبادت وہ ہے جس میں خدا اور اس کی قدرت کے بارے میں تدبر ہو۔

امام رضا علیہ السلام فرماتے ہیں:

---

[1] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۱/ ۳۶/ باب صفۃ العلماء..... ص:۳۶

[2] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۱/ ۳۶/ باب صفۃ العلماء..... ص:۳۶

[3] وسائل الشیعۃ/ ج۱۵/ ۲۸۱/ ۳۳-باب وجوب تدبر العاقبۃ قبل العمل..... ص:۲۸۱

[4] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۲/ ۴۹/ باب..... ص:۴۹

[5] کافی (ط-دار الحدیث)/ ج۳/ ۱۴۱/ ۲۸-باب التفکر..... ص:۱۴۰

لَيْسَ الْعِبَادَةُ كَثْرَةَ الصَّلَاةِ وَ الصَّوْمِ اِنَّمَا الْعِبَادَةُ التَّفَكُّرُ فِي اَمْرِ اللهِ عَزَّ وَ جَلَّ.[1]

زیادہ نمازیں اور روزہ رکھنا عبادت نہیں بلکہ امور الٰہی میں تفکر کرنا حقیقی عبادت ہے۔

امور میں تدبیر و تدبر

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک شخص سے فرمایا:

فَاِنِّي اُوصِيكَ اِذَا اَنْتَ هَمَمْتَ بِاَمْرٍ فَتَدَبَّرْ عَاقِبَتَهُ فَاِنْ يَكُ رُشْداً فَامْضِهِ وَ اِنْ يَكُ غَيّاً فَانْتَهِ عَنْهُ.[2]

تو جب کوئی کام کرے تو پہلے اس کے انجام کے بارے میں ضرور سوچنا۔ اگر ترقی کا باعث ہے تو اسے انجام دے اور اگر فساد و تباہی کا باعث ہو تو اسے ترک کر دو۔

اسی طرح آپ علیہ السلام نے فرمایا:

اِنَّ اللهَ تَعَالٰى يُحِبُّ اِذَا عَمِلَ اَحَدُكُمْ عَمَلًا اَنْ يَتْقِنَهُ.[3]

خداوند عالم انسان سے یہ چاہتا ہے کہ جب بھی کوئی کام کیا جائے استوار و پائیدار ہو۔

حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں:

قِوَامُ الْعَيْشِ حُسْنُ التَّقْدِيرِ وَ مِلَاكُهُ حُسْنُ التَّدْبِيرِ.[4]

استوار زندگی، حسن تقدیر میں ہے اور اس کا معیار حسن تدبیر ہے۔

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

ثَلَاثٌ يَحْجُزْنَ الْمَرْءَ عَنْ طَلَبِ الْمَعَالِي قِصَرُ الْهِمَّةِ وَ قِلَّةُ الْحِيلَةِ وَ ضَعْفُ الرَّأْيِ.[5]

تین چیزیں ایسی ہیں جن سے انسان کمال حاصل نہیں کر سکتا:

(۱) ہمت میں کوتاہی (۲) کم تدبیری

(۳) کم اندیشی۔

نیز امام صادق علیہ السلام جناب سلمان فارسی کی حسن تدبیر کے بارے میں فرماتے ہیں:

---

[1] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۲/ ۵۵/ باب التفکر ص:۵۴

[2] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۸/ ۱۵۰/ حدیث من ولد فی الاسلام..... ص:۱۴۸

[3] نہج الفصاحۃ (مجموعہ کلمات قصار حضرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ)/ ۳۰۵/ نہج الفصاحۃ مجموعہ کلمات قصار حضرت رسول اکرم، ص، با ترجمہ فارسی

[4] عیون الحکم والمواعظ (للیثی)/ ۳۷۰/ الفصل الثانی باللفظ المطلق..... ص:۳۶۹

[5] تحف العقول/ النص/ ۳۱۸/ ومن کلامہ ع سماہ بعض الشیعۃ نثر الدرر..... ص:۳۱۵

.....فَاَمَّا سَلْمَانُ فَكَانَ اِذَا اَخَذَ عَطَاهُ رَفَعَ مِنْهُ قُوتَهُ لِسَنَتِهِ حَتّٰى يَحْضُرَ عَطَاؤُهُ مِنْ قَابِلٍ.[1]

وہ اپنی ایک سالہ درآمد میں سے اخراجات جدا کرتے تھے یہاں تک کہ آنے والے سال کی درآمد پک جاتی۔

امام جواد علیہ السلام فرماتے ہیں:

اِظْهَارُ الشَّيْءِ قَبْلَ اَنْ يُسْتَحْكَمَ مَفْسَدَةٌ لَهُ.[2]

یعنی کبھی عمل کا فاش ہونا، مستحکم ہونے سے پہلے فساد کا باعث بن جاتا ہے۔

تکلفات سے پرہیز

اسلام میں انسانی زندگی کے لئے نہ صرف ایک نظام موجود ہے بلکہ اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے۔ اہل بیت علیہم السلام نے اپنے ماننے والوں کو تمام زندگی میں آرام، اعتدال اور تکلفات سے دوری کی نصیحت فرمائی ہے۔[3]

ایک حدیث میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

اِنِّي لَا اُحِبُّ الْمُتَكَلِّفِينَ.[4]

میں تکلف کرنے والے افراد کو پسند نہیں کرتا ہوں۔

لَا تُلْزِمْ ضَيْفَكَ بِمَا يَشُقُّ عَلَيْهِ.[5]

اپنے مہمان کو کسی ایسے عمل پر مجبور نہ کرو جو اس کے لئے دشوار ہو۔

نَهَى عَنِ التَّكَلُّفِ لِلضَّيْفِ.[6]

اپنے آپ کو مہمان کے لئے سختی میں نہ ڈالو۔

مِنْ تَكْرِمَةِ الرَّجُلِ لِاَخِيهِ اَنْ يَقْبَلَ تُحْفَتَهُ وَ اَنْ يُتْحِفَهُ بِمَا عِنْدَهُ وَ لَا يَتَكَلَّفَ لَهُ شَيْئاً.[7]

---

[1] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۵ / ۶۸ / باب دخول الصوفیۃ علی ابی عبداللہؑ واحتجاجہم علیہ فیما ینہون الناس عنہ من طلب الرزق..... ص:۶۵

[2] تحف العقول/ النص/ ۴۵۷ / وروی عنہ ع فی قصار ہذہ المعانی..... ص:۴۵۵

[3] یہاں تکلفات سے مراد ایسی زحمتیں ہیں کہ جن کو انسان خود پر بغیر کسی وجہ کے مسلط کر لے جبکہ ان کی کوئی ضرورت بھی نہ ہو مثلاً خدا کی نعمتیں استفادہ کے لئے ہیں اور وہ تقویٰ کے نام پر نعمات خدا کو اپنے اوپر حرام کر لے۔

میں نے ایک خاندان کے افراد کو دیکھا ہے کہ جو گوشت بالکل بھی نہیں کھاتے اور جواز یہ پیش کرتے ہیں کہ معصومؑ نے گوشت کم کھانے کی نصیحت کی۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ شکم کو جانوروں کا قبرستان بنانے سے منع کیا گیا ہے لیکن اس کا یہ مقصد ہرگز نہیں کہ گوشت کو بالکل ہی ترک کر دیا جائے۔ (مجاہد حسین حرؔ)

[4] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۶ / ۲۷۶ / باب انس الرجل فی منزل اخیہ ص:۲۷۵

[5] مکارم الاخلاق/ ۱۳۵ / الفصل الاول فی فضل اطعام الطعام واصطناع المعروف وصوم التطوع..... ص:۱۳۴

[6] قرب الاسناد (ط-الحدیثۃ)/ النص/ ۷۵ / احادیث متفرقۃ..... ص:۹

[7] المحاسن/ ج۲ / ۴۱۵ / ۲۰ باب انس الرجل فی منزل اخیہ..... ص:۴۱۴

دینی بھائی کا اکرام یہ ہے کہ وہ اپنے دوست کا ہدیہ قبول کرلے اور وہ بھی اپنے مال میں سے ہدیہ دے۔لیکن زحمت و تکلیف میں نہ پڑے۔

حضرت امیر علیہ السلام فرماتے ہیں:

اَهْنَأُ الْعَيْشِ اِطِّرَاحُ الْكُلَفِ.[1]

خوشگوار زندگی یہ ہے کہ جس میں تکلیف اور زحمت نہ ہو۔

اسی طرح اپنے بیٹے سے فرماتے ہیں:

يَا بُنَيَّ الرِّزْقُ رِزْقَانِ رِزْقٌ تَطْلُبُهُ وَ رِزْقٌ يَطْلُبُكَ فَإِنْ لَمْ تَأْتِهِ أَتَاكَ فَلَا تَحْمِلْ هَمَّ سَنَتِكَ عَلَى هَمِّ يَوْمِكَ وَ كَفَاكَ كُلَّ يَوْمٍ مَا هُوَ فِيهِ.[2]

بیٹا! رزق دو قسم کا ہے: ایک وہ رزق جسے تم طلب کرتے ہو اور ایک وہ رزق ہے جو تمہیں طلب کرتا ہے۔اگر تم نے اس کا پیچھا نہ کیا تو بھی وہ تمہارے پاس آئے گا۔ایک دن کے غم کو اپنے سال کے غم برابر نہ بناؤ۔صرف اسی دن کی روزی کی مشکلات کے بارے میں سوچو کہ جس دن تم زندہ ہو۔

حضرت امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

وَ لَا يَتَحَامَلُ لِلْأَصْدِقَاءِ.[3]

مومن، اپنے دوستوں کے لئے زحمت و مشقت کا باعث نہیں بنتا۔

نیز فرمایا:

أَثْقَلُ إِخْوَانِي عَلَيَّ مَنْ يَتَكَلَّفُ لِي وَ أَتَحَفَّظُ مِنْهُ وَ أَخَفُّهُمْ عَلَى قَلْبِي مَنْ أَكُونُ مَعَهُمْ كَمَا أَكُونُ وَحْدِي.[4]

سب سے زیادہ زحمت دینے والے افراد میں سے وہ افراد ہیں جو میرے لئے زحمت کرتے ہیں اور سب سے کم زحمت دینے والے وہ افراد ہیں جو میرے لئے زحمت نہ کریں۔

اسی طرح آپ علیہ السلام فرماتے ہیں:

إِذَا أَتَاكَ أَخُوكَ فَأْتِهِ بِمَا عِنْدَكَ وَ إِذَا دَعَوْتَهُ فَتَكَلَّفْ لَهُ.[5]

اگر کوئی مہمان تمہارے پاس آئے تو جو کچھ تمہارے پاس ہے اسے پیش کرو لیکن اگر تم نے اسے دعوت دی ہے تو پھر

---

[1] عیون الحکم والمواعظ (للیثی)/ ۱۱۸/ الفصل التاسع فی وزن افعل ویعبر عنہ بالف التعظیم..... ص:۱۱۱

[2] نہج البلاغۃ (للصبحی صالح)/ ۴۰۴/ وصایا شتی..... ص:۴۰۲

[3] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۲/ ۴۷/ باب خصال المؤمن..... ص:۴۷

[4] مستدرک الوسائل ومستنبط المسائل/ ج۹/ ۱۵۵/ ۱۴۶-باب نوادر ما یتعلق بابواب احکام العشرۃ فی السفر والحضر..... ص:۱۵۳

[5] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۶/ ۲۷۶/ باب انس الرجل فی منزل اخیہ..... ص:۲۷۵

ایسی صورت میں تمہیں تکلف وزحمت کرنا چاہیے۔

نیز روایت میں ہے:

سَمِعْتُ اَبَا عَبْدِ اللهِ عليه السلام يَقُولُ: لَا يَنْبَغِي لِلْمُؤْمِنِ اَنْ يُذِلَّ نَفْسَهُ

قِيلَ لَهُ عليه السلام: وَ كَيْفَ يُذِلُّ نَفْسَهُ

قَالَ عليه السلام: يَتَعَرَّضُ لِمَا لَا يُطِيقُ. [1]

سنا گیا کہ امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: یہ اچھا نہیں کہ مومن اپنے آپ کو ذلیل کرے۔

پوچھا گیا: کیسے؟

آپؑ نے فرمایا: کوئی ایسا کام کرنا جو طاقت وہمت میں نہ ہو۔

اسی طرح آپ علیہ السلام سے منقول ہے کہ

وَ لَيْسَ فِي الْجُمْلَةِ مِنْ اَخْلَاقِ الصَّالِحِينَ وَ لَا مِنْ شِعَارِ الْمُتَّقِينَ التَّكَلُّفُ فِي اَيِّ بَابٍ كَانَ قَالَ اللهُ تَعَالَى لِنَبِيِّهِ صلى الله عليه وآله - قُلْ ما اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ وَ ما اَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِينَ قَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وآله نَحْنُ مَعَاشِرَ الْاَنْبِيَاءِ وَ الْاَتْقِيَاءِ وَ الْاُمَنَاءِ بِرَاءٌ مِنَ التَّكَلُّفِ فَاتَّقِ اللهَ تَعَالَى وَ اسْتَقِمْ يُغْنِكَ عَنِ التَّكَلُّفِ وَ يَطْبَعُكَ بِطِبَاعِ الْاِيمَانِ وَ لَا تَشْتَغِلْ بِلِبَاسٍ آخِرُهُ الْبَلَاءُ وَ طَعَامٍ آخِرُهُ الْخَلَاءُ وَ دَارٍ آخِرُهَا الْخَرَابُ وَ مَالٍ آخِرُهُ الْمِيرَاثُ وَ اِخْوَانٍ آخِرُهُمُ الْفِرَاقُ وَ عِزٍّ آخِرُهُ الذُّلُّ وَ وَقَارٍ آخِرُهُ الْجَفَاءُ وَ عَيْشٍ آخِرُهُ الْحَسْرَةُ. [2]

زحمت وسختی صالح و پرہیز گار افراد کے اخلاق کے منافی ہے (یعنی وہ ایسا نہیں کرتے ہیں) خداوند عالم نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرمایا: میں تم سے اجر رسالت نہیں چاہتا اور میں زحمت میں ڈالنے والوں سے نہیں ہوں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ہم انبیاء واولیاء تکلف سے بیزار ہیں۔ پس تقویٰ اختیار کرو۔ صبر واستقامت سے کام لوتا کہ خدا تمہیں تکلف سے بے نیاز فرمائے اور تمہیں اچھا صلہ دے۔ رنگا رنگ کھانوں میں سرگرم نہ رہو کہ جس سے نجس فضلہ بنتا ہے۔ لباس میں رغبت نہ کرو کہ جس کا کام انجام ٹوٹ پھوٹ اور خراب ہوجانا ہے اور گھر بنانے میں مست نہ رہنا کہ جس کا انجام ویرانی ہے، اسی طرح مال (کے پیچھے نہ بھاگنا) کہ جس کا انجام یہ ہے کہ (یا خرچ ہوجاتا ہے یا) وہ میراث میں چھوڑ دیا جاتا ہے، دوست (بنانے ہی میں لگے مت رہنا) کہ جن کا انجام جدائی ہے، (دنیاوی) عزت (کی جستجو میں نہ پڑ جانا) کہ جس کی عاقبت ذلت ہے، (دنیا کے) وقار (کے حصول کو اپنا مقصد نہ بنانا) کہ جس کا نتیجہ ستم ہے اور ناشکری (نہ کرنا) کہ جس کا انجام حسرت ہے۔

---

[1] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۵ / ۶۴ / باب کراہۃ التعرض لما لا یطیق ..... ص: ۶۳

[2] مصباح الشریعۃ/ ۱۴۰ / الباب السادس والستون فی المتکلف

عقل مندی کی نشانی

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

سِتَّةٌ تُخْتَبَرُ بِهَا عُقُولُ الرِّجَالِ [النَّاسِ] الْمُصَاحَبَةُ وَ الْمُعَامَلَةُ وَ الْوِلَايَةُ وَ الْعَزْلُ وَ الْغِنَى وَ الْفَقْرُ.[1]

لوگوں کی عقل کا چھ چیزوں کے ذریعے مقائسہ کیا جاتا ہے:

(۱، ۲) معاشرت یعنی لین دین میں

(۳، ۴) مقام حاصل کرنا، مقام سے کنارہ کشی

(۵، ۶) ثروت مندی اور تنگدستی میں۔

---

[1] تصنیف غرر الحکم و درر الکلم / ۳۴۳ / الفصل الخامس مواعظ للحکام..... ص: ۳۴۲

دوسری فصل

حصول علم

اسلام میں تحصیل علم کی بڑی تاکید کی گئی ہے اور انسان کو نصیحت کی گئی ہے کہ وہ گہوارے سے لے کر قبر تک علم حاصل کرے۔
بہت سی روایات میں سودمند علوم کو حاصل کرنے کی سفارش کی گئی ہے۔
روایات کے مطابق والدین اپنی اولاد کو بچپن ہی میں تعلیم دیں تاکہ وہ بڑے ہو کر اس علم سے فائدہ اٹھائیں۔

علم حاصل کرنے کی اہمیت

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان کے مطابق:

اغْدُ عَالِماً أَوْ مُتَعَلِّماً-وَإِيَّاكَ أَنْ تَكُونَ لَاهِياً مُتَلَذِّذاً.[1]

یا عالم بنو یا طالب علم اور وقت کو بیہودہ زندگی میں ضائع کرنے سے پرہیز کرو۔

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

خُذِ الْحِكْمَةَ وَلَوْ مِنَ الْمُشْرِكِينَ.[2]

حکمت کو حاصل کرو اگرچہ یہ حکمت مشرکین کے پاس ہو۔

اسی طرح فرمایا:

---

[1] مشکاۃ الانوار فی غرر الاخبار/ النص/ ۱۳۳ / الفصل الثامن فی العلم والعالم وتعلیمہ وتعلمہ واستعمالہ..... ص:۱۳۲
[2] مشکاۃ الانوار فی غرر الاخبار/ النص/ ۱۳۴ / الفصل الثامن فی العلم والعالم وتعلیمہ وتعلمہ واستعمالہ..... ص:۱۳۲

خُذِ الْحِكْمَةَ وَلَوْ مِنْ اَفْوَاهِ الْمَجَانِينِ.[1]

حکمت کو حاصل کرو اگر چہ دیوانے کی زبان سے ہو۔

نیز فرمایا:

عَلَيْكُمْ بِالْعِلْمِ وَ الْاَدَبُ فَاِنَّ الْعَالِمَ يُكْرَمُ وَاِنْ لَمْ يَنْتَسِبْ وَيُكْرَمُ وَاِنْ كَانَ فَقِيراً وَيُكْرَمُ وَاِنْ كَانَ حَدَثاً.

تم پر لازم ہے کہ علم حاصل کرو کیونکہ دانشمند قابل احترام ہوتا ہے اور اگر چہ وہ کسی خاندان سے منسوب نہ ہو وہ قابل عزت ہے خواہ فقیر ہو اور خواہ نوجوان ہی ہو۔

تعلیم و تعلم کی فضیلت

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

..... فَاِنَّ تَعْلِيمَهُ لِلّٰهِ حَسَنَةٌ، وَ طَلَبَهُ عِبَادَةٌ، وَ الْمُذَاكَرَةَ فِيهِ تَسْبِيحٌ، وَ الْعَمَلَ بِهِ جِهَادٌ، وَ تَعْلِيمَهُ مَنْ لَا يَعْلَمُهُ صَدَقَةٌ، وَبَذْلَهُ لِاَهْلِهِ قُرْبَةٌ اِلَى اللّٰهِ (تَعَالَى)، لِاَنَّهُ مَعَالِمُ الْحَلَالِ وَ الْحَرَامِ، وَ مَنَارُ سَبِيلِ الْجَنَّةِ، وَ الْمُؤْنِسُ فِي الْوَحْشَةِ.[2]

خدا کی رضا کے لئے دوسروں کو علم دینا ایک نیکی ہے اور علم حاصل کرنا عبادت ہے، علمی گفتگو تسبیح ہے، جو علم نہیں رکھتے انہیں تعلیم دینا صدقہ ہے اور ایسے شخص کو تعلیم دینا جس کی وہ صلاحیت رکھتا ہو؛ قرب الٰہی کا سبب ہے کیونکہ علم سے حلال و حرام کی پہچان ہوتی ہے، علم جنت کا صحیح راستہ اور تنہائی میں مونس و مددگار ہے۔

اسی طرح آپ علیہ السلام نے فرمایا:

مَنْ تَعَلَّمَ بَاباً مِنَ الْعِلْمِ (عَمَّنْ يَثِقُ بِهِ) كَانَ اَفْضَلَ مِنْ اَنْ يُصَلِّيَ اَلْفَ رَكْعَةٍ.[3]

جو شخص کچھ علم حاصل کرتا ہے اور لوگوں کو خدا کی رضا کے لئے علم دیتا ہے تو خداوند عالم ایسے شخص کو ستر انبیاء کا ثواب عطا فرماتا ہے۔

نیز فرمایا:

مَنْ اَحَبَّ اَنْ يَنْظُرَ اِلَى عُتَقَاءِ اللّٰهِ مِنَ النَّارِ فَلْيَنْظُرْ اِلَى الْمُتَعَلِّمِينَ فَوَ الَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ مَا مِنْ مُتَعَلِّمٍ يَخْتَلِفُ اِلَى بَابِ الْعَالِمِ اِلَّا كَتَبَ اللّٰهُ لَهُ بِكُلِّ قَدَمٍ عِبَادَةَ سَنَةٍ وَ بَنَى اللّٰهُ لَهُ بِكُلِّ قَدَمٍ

---

[1] مصباح الشریعۃ/ ۱۶۱ / الباب السادس والسبعون فی الموعظۃ

[2] الامالی (للطوسی) / المجلس/ ۵۶۹ / [۲۲] مجلس یوم الجمعۃ السابع عشر من صفر سنۃ سبع وخمسین واربعمائۃ

[3] وسائل الشیعۃ/ ج ۲۷ / ۲۷ / ۴ - باب عدم جواز القضاء والافتاء بغیر علم بورود الحکم عن المعصومین ع..... ص: ۲۰

مَدِينَةً فِي الْجَنَّةِ وَ يَمْشِي عَلَى الْاَرْضِ وَ هِيَ تَسْتَغْفِرُ لَهُ وَ يُمْسِي وَ يُصْبِحُ مَغْفُوراً لَهُ وَ شَهِدَتِ الْمَلَائِكَةُ اَنَّهُمْ عُتَقَاءُ اللهِ مِنَ النَّارِ.[1]

جو شخص یہ چاہتا ہے کہ وہ دوزخ کی آگ سے نجات پائے، اسے علم حاصل کرنا چاہیے۔ خدا کی قسم! جو طالب علم عالم کے پاس علم حاصل کرنے جاتا ہے تو خدا اسے ہر قدم کے بدلے ایک سال کی عبادت کا ثواب لکھتا ہے اور ہر قدم کے بدلے جنت میں ایک شہر بناتا ہے۔ جب طالب علم زمین پر چلتا ہے تو زمین اس کے لئے مغفرت کرتی ہے ہر صبح و شام کو اس کی بخشش ہوتی ہے فرشتے گواہی دیتے ہیں کہ وہ دوزخ کی آگ سے نجات پانے والے ہیں۔

اسی طرح آپ علیہ السلام نے فرمایا:

فَاِنَّ حُضُورَ مَجْلِسِ عَالِمٍ اَفْضَلُ مِنْ حُضُورِ اَلْفِ جِنَازَةٍ وَمِنْ عِيَادَةِ اَلْفِ مَرِيضٍ.[2]

عالم کی مجلس میں حاضر ہونا ہزار جنازے اور ہزار بیمار افراد کی عیادت کرنے سے افضل ہے۔

نیز فرمایا:

مَنْ غَدَا اِلَى الْمَسْجِدِ لَا يُرِيدُ اِلَّا لِيَتَعَلَّمَ خَيْراً اَوْ لِيُعَلِّمَهُ كَانَ لَهُ اَجْرُ مُعْتَمِرٍ تَامِّ الْعُمْرَةِ وَمَنْ رَاحَ اِلَى الْمَسْجِدِ لَا يُرِيدُ اِلَّا لِيَتَعَلَّمَ خَيْراً اَوْ لِيُعَلِّمَهُ فَلَهُ اَجْرُ حَاجٍّ تَامِّ الْحِجَّةِ.[3]

یعنی جو شخص مسجد میں آتا جاتا ہے تا کہ وہ علم حاصل کرے یا دوسروں کو علم دیتا ہے تو اس کے اس عمل سے اسے عمرہ اور حج کا ثواب ملتا ہے۔

حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں:

يَا مُؤْمِنُ اِنَّ هَذَا الْعِلْمَ وَ الْاَدَبَ ثَمَنُ نَفْسِكَ فَاجْتَهِدْ فِي تَعَلُّمِهَا فَمَا يَزِيدُ مِنْ عِلْمِكَ وَ اَدَبِكَ يَزِيدُ فِي ثَمَنِكَ وَ قَدْرِكَ فَاِنَّ بِالْعِلْمِ تَهْتَدِي اِلَى رَبِّكَ وَ بِالْاَدَبِ تُحْسِنُ خِدْمَةَ رَبِّكَ وَ بِاَدَبِ الْخِدْمَةِ يَسْتَوْجِبُ الْعَبْدُ وَلَايَتَهُ وَ قُرْبَهُ فَاقْبَلِ النَّصِيحَةَ كَيْ تَنْجُوَ مِنَ الْعَذَابِ.[4]

اے مومن! علم و ادب تیری قدر و قیمت ہے، علم کو حاصل کرنے کی کوشش کرو۔ جتنا تیرے علم و ادب میں اضافہ ہوتا ہے تیری قدر و منزلت بڑھتی ہے کیونکہ علم سے قرب الٰہی حاصل ہوتا ہے اور ادب سے تیرے پروردگار کی خدمت ہے اور انسان ولایت و قرب الٰہی حاصل کرتا ہے پس میں نصیحت کرتا ہوں لہٰذا اسے قبول کرتا کہ تو عذاب سے نجات پا سکے۔

نیز فرمایا:

---

[1] منیۃ المرید/ ۱۰۰ / ۲ فصل فیما روی عن النبی ص فی فضل العلم..... ص:۹۹

[2] مشکاۃ الانوار فی غرر الاخبار/ النص/ ۱۳۶ / الفصل الثامن فی العلم والعالم وتعلیمہ وتعلمہ واستعمالہ..... ص:۱۳۲

[3] منیۃ المرید/ ۱۰۶ / ۲ فصل فیما روی عن النبی ص فی فضل العلم..... ص:۹۹

[4] روضۃ الواعظین وبصیرۃ المتعظین (ط-القدیمۃ)/ ج ۱ / ۱۱ / باب الکلام فی ماہیۃ العلوم وفضلہا..... ص:۵

اَلْكَلِمَةُ مِنَ الْحِكْمَةِ يَسْمَعُهَا الرَّجُلُ فَيَقُولُ اَوْ يَعْمَلُ بِهَا خَيْرٌ مِنْ عِبَادَةِ سَنَةٍ.[1]

جوآدمی ایک حکیمانہ بات کوسنتا ہےاور پھراسے نقل کرتا ہے یااس پرعمل کرلےتواس کا یہ عمل ایک سال کی عبادت سے بہتر ہے۔

حضرت امیر علیہ السلام فرماتے ہیں:

مَنْ مَشَى فِي طَلَبِ الْعِلْمِ خُطْوَتَيْنِ وَ جَلَسَ عِنْدَ الْعَالِمِ سَاعَتَيْنِ وَ سَمِعَ مِنَ الْمُعَلِّمِ كَلِمَتَيْنِ اَوْجَبَ اللهُ لَهُ جَنَّتَيْنِ كَمَا قَالَ اللهُ تَعَالَى وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهِ جَنَّتَانِ.[2]

جوآدمی کسب علم کے لئے دوقدم اٹھاتا ہےاور دو گھنٹے عالم کے پاس بیٹھتا ہےاوراستاد سے دوکلمات سیکھتا ہے،خدااسے شخص کے لئے دوجنت واجب کرتا ہے۔

خداوندفرماتا ہے:

وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ﴿۴۶﴾

اورجوشخص اپنے پروردگار کے سامنے کھڑے ہونے سے ڈرتا رہااس کے لئے دو باغ ہیں۔

امام باقر علیہ السلام نے فرمایا:

اِنَّ الَّذِي يُعَلِّمُ الْعِلْمَ مِنْكُمْ لَهُ اَجْرٌ مِثْلُ اَجْرِ الْمُتَعَلِّمِ وَ لَهُ الْفَضْلُ عَلَيْهِ فَتَعَلَّمُوا الْعِلْمَ مِنْ حَمَلَةِ الْعِلْمِ وَ عَلِّمُوهُ اِخْوَانَكُمْ كَمَا عَلَّمَكُمُوهُ الْعُلَمَاءُ.[3]

جوآدمی دوسروں کوتعلیم دیتا ہےاسے اس شخص کا ثواب ملتا ہے جوعلم حاصل کرتا ہےاوراسے علم حاصل کرنے والے پر برتری حاصل ہے پس علم؛اہل علم سے سیکھواور جس طرح علماء نے تجھے تعلیم دی اپنے دینی بھائی کوتعلیم دو۔

ضرورت کے علوم کا حاصل کرنا

ہمارے اسلامی معاشرہ میں مختلف علوم کی ضرورت ہے جس سے مسلمانوں کی عزت وقدرت محفوظ رہتی ہے۔حضرت علی علیہ السلام سے منقول ہے کہ

اَلْعِلْمُ سُلْطَانٌ مَنْ وَجَدَهُ صَالَ بِهِ وَ مَنْ لَمْ يَجِدْهُ صِيلَ عَلَيْهِ.[4]

علم قدرت ہے جوشخص علم حاصل کرتا ہے؛وہ غلبہ پاتا ہےاور جوشخص علم حاصل نہیں کرتا وہ مغلوب رہتا ہے۔

---

[1] بحارالانوار(ط-بیروت)/ج۱/۱۸۳/باب افرض العلم ووجوب طلبہ والحث علیہ وثواب العالم والمتعلم..... ص:۱۶۲

[2] ارشادالقلوب الی الصواب(للدیلمی)/ج۱/۱۹۵/الباب الثانی والخمسون فی احادیث منتخبۃ..... ص:۱۸۷

[3] الکافی(ط-الاسلامیۃ)/ج۱/۳۵/باب ثواب العالم والمتعلم..... ص:۳۴

[4] شرح نہج البلاغۃ لابن ابی الحدید/ج۲۰/۳۱۹/الحکم المنسوبۃ..... ص:۲۵۳

خَرَجَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَإِذَا فِي الْمَسْجِدِ مَجْلِسَانِ مَجْلِسٌ يَتَفَقَّهُونَ وَ مَجْلِسٌ يَدْعُونَ اللهَ تَعَالَى وَ يَسْأَلُونَهُ فَقَالَ كِلَا الْمَجْلِسَيْنِ إِلَى خَيْرٍ أَمَّا هَؤُلَاءِ فَيَدْعُونَ اللهَ وَ أَمَّا هَؤُلَاءِ فَيَتَعَلَّمُونَ وَ يُفَقِّهُونَ الْجَاهِلَ هَؤُلَاءِ أَفْضَلُ بِالتَّعْلِيمِ أُرْسِلْتُ ثُمَّ قَعَدَ مَعَهُمْ. [1]

ایک دفعہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد میں داخل ہوئے تو مسجد میں دو مجالس برپا تھیں ایک مجلس میں دینی معارف بیان کئے جارہے تھے اور دوسری مجلس میں دعا مانگی جارہی تھی۔ آنحضرتؐ نے فرمایا: ہر دو مجالس میں بیٹھنے والوں کو ثواب ملے گا۔ ایک مجلس میں خدا کو پکارا جارہا ہے اور دوسری مجلس میں علم و احکام کی تعلیم لوگوں کو دی جارہی تھی۔ لیکن جس مجلس میں علم و احکام بیان ہورہا ہے وہ مجلس دوسری مجلس پر برتری رکھتی ہے۔ میں تعلیم دینے کے لئے بھیجا گیا ہوں۔ پھر اس مجلس والوں کے ساتھ بیٹھ گئے جہاں علمی بحث و مباحثہ ہورہا تھا۔

امام کاظم علیہ السلام نے فرمایا:

دَخَلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ الْمَسْجِدَ فَإِذَا جَمَاعَةٌ قَدْ أَطَافُوا بِرَجُلٍ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مَا هَذَا فَقَالُوا عَلَّامَةٌ يَا رَسُولَ اللهِ ﷺ! فَقَالَ ﷺ وَ مَا الْعَلَّامَةُ قَالُوا عَالِمٌ بِأَنْسَابِ الْعَرَبِ وَ وَقَائِعِهَا وَ أَيَّامِ الْجَاهِلِيَّةِ وَ الشِّعْرِ وَ الْعَرَبِيَّةِ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ذَلِكَ عِلْمٌ لَا يَضُرُّ مَنْ جَهِلَهُ وَ لَا يَنْفَعُ مَنْ عَلِمَهُ. [2]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد میں داخل ہوئے۔ آپؐ نے دیکھا ایک گروہ ایک مرد کے اردگرد جمع تھا۔

آپؐ نے پوچھا: یہ مرد کون ہے؟

کہا گیا: اے اللہ کے رسولؐ وہ علامہ ہے۔

آپؐ نے پوچھا: وہ کس چیز کا عالم ہے؟

لوگوں نے بتایا کہ وہ حسب و نسب، ان کی تاریخ اور عربی کے اشعار و ادب جانتا ہے۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یہ وہ علم ہے کہ اگر کوئی نہ جانتا تو اسے کوئی نقصان نہیں ہے جو شخص یہ علم جانتا ہے اسے اس کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔

یہ اس مطلب کی طرف کنایہ ہے کہ مسلمان اور اسلامی معاشرے کو علم ترتیب وار سیکھنا چاہیے۔ ایسا علم حاصل کرے جو اس کے لئے دنیا و آخرت میں کام آئے۔

حضرت امیر علیہ السلام فرماتے ہیں:

---

[1] منیۃ المرید/ ۱۰۶ / ۲ فصل فیما روی عن النبی ص فی فضل العلم..... ص:۹۹

[2] السرائر الحاوی لتحریر الفتاوی (والمستطرفات)/ ج ۳/ ۶۲۶/ ومما استطرف فناہ من کتاب جعفر بن محمد بن سنان الدہقان..... ص:۶۲۶

اَوْلَی الْاَشْیَاءِ اَنْ یَتَعَلَّمَهَا الْاَحْدَاثِ الْاَشْیَاءِ الَّتِی اِذَا صَارُوا رِجَالًا احْتَاجُوا اِلَیْهَا.[1]

نوجوانوں اور جوانوں کے لئے بہتر علوم وہ ہیں جن سے وہ اپنی زندگی (دنیوی واُخروی) میں بہرہ مند ہوں۔

نیز فرمایا:

تَعَلَّمُوا الْعِلْمِ صِغَاراً تسودوا بِهِ کِبَاراً.[2]

بچپن میں علم حاصل کرو تا کہ بڑے ہوکر شرف حاصل ہو۔

اسی طرح فرمایا:

اَلْعِلْمُ اَکْثَرُ مِنْ اَنْ یُحَاطَ بِهِ فَخُذُوا مِنْ کُلِّ شَیْءٍ اَحْسَنَهُ.[3]

زیادہ علم اس شخص کا ہے جو علوم کے بارے سوچ بچار کرتا ہے اور پھر اس میں سے بہترین علم کو سیکھتا ہے۔

خطبہ ہمام میں ارشاد فرماتے ہیں:

.....وَقَفُوا اَسْمَاعَهُمْ عَلَی الْعِلْمِ النَّافِعِ.[4]

.....وہ باتیں سنتے ہیں جو فائدہ مند ہوں۔

یعنی علمی گفتگو کو سنتے ہیں بیہودہ گفتگو کو سننا بھی پسند نہیں کرتے۔

امام باقر علیہ السلام نے فرمایا:

تَنَازَعُوا فِی طَلَبِ الْعِلْمِ.

وَ الَّذِی نَفْسِی بِیَدِهِ لَحَدِیثٌ وَاحِدٌ فِی حَلَالٍ وَ حَرَامٍ تَاْخُذُهُ عَنْ صَادِقٍ خَیْرٌ مِنَ الدُّنْیَا وَ مَا حَمَلَتْ مِنْ ذَهَبٍ وَ فِضَّةٍ.[5]

علم حاصل کرنے میں ایک دوسرے پر سبقت حاصل کرو۔

خدا کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے! ایک سچے آدمی سے حلال وحرام کے بارے میں ایک حدیث کو یاد کرنا اس کا یہ عمل دنیا، سونا اور چاندی سے بہتر ہے۔

---

[1] شرح نہج البلاغۃ لابن ابی الحدید/ ج۲۰ / ۳۳۳ / الحکم المنسوبۃ..... ص: ۲۵۳

[2] شرح نہج البلاغۃ لابن ابی الحدید/ ج۲۰ / ۲۶۷ / الحکم المنسوبۃ..... ص: ۲۵۳

[3] عیون الحکم والمواعظ (للیثی)/ ۵۴ / الفصل الاول مما اولہ الالف واللام..... ص: ۱۷

[4] نہج البلاغۃ (للصبحی صالح)/ ۳۰۳ / ۱۹۳ ومن خطبۃ لہ ع یصف فیہا المتقین..... ص: ۳۰۳

[5] السرائر الحاوی لتحریر الفتاوی (والمستطرفات)/ ج۳/ ۶۴۵ / باب محبۃ المسلمین والاہتمام بہم..... ص: ۶۴۲

بعض مورد نیاز علوم

۱۔ دینی علوم کی تعلیم:

امام رضا علیہ السلام فرماتے ہیں:

رَحِمَ اللهُ عَبْداً اَحْیَا اَمْرَنَا

فَقُلْتُ لَهُ فَکَیْفَ یُحْیِی اَمْرَکُمْ

قَالَ یَتَعَلَّمُ عُلُومَنَا وَ یُعَلِّمُهَا النَّاسَ فَاِنَّ النَّاسَ لَوْ عَلِمُوا مَحَاسِنَ کَلَامِنَا لَاتَّبَعُونَا.[۱]

خدا اس شخص پر رحمت کرے جو ہمارے اقوال کو زندہ کرتا ہے۔

راوی نے پوچھا: آپ کے اقوال کو کیسے زندہ کرتا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: ہمارے اقوال کو سیکھو اور لوگوں کو تعلیم دو کیونکہ جن لوگوں نے ہمارے اقوال کو سنا وہ ہماری پیروی کریں گے۔

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا:

اَلَا فَمَنْ کَانَ مِنْ شِیعَتِنَا عَالِماً بِعُلُومِنَا وَ هَذَا الْجَاهِلُ بِشَرِیعَتِنَا.....وَ اَرْشَدَهُ وَ عَلَّمَهُ شَرِیعَتَنَا کَانَ مَعَنَا فِی الرَّفِیقِ الْاَعْلَی.[۲]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو شخص ہمارے علوم کی تعلیم حاصل کرے گا اور جہالت کو ہدایت میں بدلے گا اور ہماری شریعت لوگوں تک پہنچائے گا ایسا شخص جنت میں ہمارے ساتھ ہوگا۔

۲۔ عقائد کی تعلیم

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

اِفْتَحُوا عَلَی صِبْیَانِکُمْ اَوَّلَ کَلِمَةٍ بِلَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ.[۳]

اپنے بچوں کی زبان پر سب سے پہلے "لا الہ الا اللہ" کا کلمہ جاری کرائیں۔

---

[۱] معانی الاخبار/ النص/ ۱۸۰/ باب معنی قول الصادق ع من تعلم علما لیماری بہ السفہاء او یباہی بہ العلماء او لیقبل بوجوہ الناس الیہ فہو فی النار..... ص:۱۸۰

[۲] الاحتجاج علی اہل اللجاج (للطبرسی)/ ج ۱/ ۱۶/ فصل فی ذکر طرف مما امر اللہ فی کتابہ من الحجاج والجدال بالتی ہی احسن وفضل اہلہ ص:۱۵

[۳] کنز العمال: ج ۱۶، ص ۴۴۱

یعنی ان کی زبان سے توحید کی گواہی دلوائیں۔

۳۔آموزش قرآن

امام باقر علیہ السلام نے فرمایا:

.....كَانَ اَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ عَلِيٌّ عليه السلام لَيَأْمُرُ وُلْدَهُ بِقِرَاءَةِ الْمُصْحَفِ. [۱]

حضرت علی علیہ السلام اپنے بچوں کو قرآن پڑھنے کا حکم دیتے تھے۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

حَقُّ الْوَلَدِ عَلَى وَالِدِهِ اِذَا كَانَ ذَكَراً اَنْ يَسْتَفْرِهَ اُمَّهُ وَ يَسْتَحْسِنَ اسْمَهُ وَ يُعَلِّمَهُ كِتَابَ اللهِ وَ يُطَهِّرَهُ وَ يُعَلِّمَهُ السِّبَاحَةَ وَ اِذَا كَانَتْ اُنْثَى اَنْ يَسْتَفْرِهَ اُمَّهَا وَ يَسْتَحْسِنَ اسْمَهَا وَ يُعَلِّمَهَا سُورَةَ النُّور [۲]

اولاد کا حق ہے اپنے والد پر یہ ہے کہ اگر بیٹا ہو تو اس کی ماں کو خوشنود کرے، اس کا اچھا نام رکھے، کتاب خدا کی تعلیم دے، انہیں صاف ستھرا رکھے، ضرورت کے علوم سکھائے اور اگر بیٹی ہو تو بیٹی کا باپ پر یہ حق ہے اس کی ماں کو خوشنود کرے، اس کا اچھا سا نام رکھے وہ اسے سورۂ نور کی تعلیم دے۔

۴۔حدیث کی تعلیم

امام باقر علیہ السلام نے فرمایا:

تَنَازَعُوا فِي طَلَبِ الْعِلْمِ وَ الَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَحَدِيثٌ وَاحِدٌ فِي حَلَالٍ وَ حَرَامٍ تَأْخُذُهُ عَنْ صَادِقٍ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَ مَا حَمَلَتْ مِنْ ذَهَبٍ وَ فِضَّةٍ وَ ذَلِكَ اَنَّ اللهَ عَزَّ وَ جَلَّ يَقُولُ ما آتاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَ ما نَهاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا. [۳]

دینی علوم کو حاصل کرنے میں ایک دوسرے پر سبقت حاصل کرو۔ خدا کی قسم! جو شخص حلال وحرام کے بارے میں ایک حدیث بیان کرتا ہے وہ اس کے لئے دنیا، سونا اور چاندی سے بہتر ہے اور یہ وہی ہے کہ جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اللہ کا رسول جس کا حکم دے اسے بجالاؤ اور جس سے منع کرے اس سے پرہیز کرو۔

---

[۱] السرائر الحاوی لتحریر الفتاوی (والمستطرفات)/ ج ۳/ ۶۴۵/ باب محبۃ المسلمین والاہتمام بہم..... ص: ۶۴۲

[۲] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۶/ ۴۹/ باب حق الاولاد..... ص: ۴۸

[۳] السرائر الحاوی لتحریر الفتاوی (والمستطرفات)/ ج ۳/ ۶۴۵/ باب محبۃ المسلمین والاہتمام بہم..... ص: ۶۴۲

۵۔فقہ وواجبات کی تعلیم

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میراث کے احکام کے بارے میں فرماتے ہیں:

تَعَلَّمُوا الْقُرْآنَ وَ عَلِّمُوهُ النَّاسَ وَ تَعَلَّمُوا الْفَرَائِضَ وَ عَلِّمُوهَا النَّاسَ فَإِنِّي امْرِءٌ مَقْبُوضٌ وَ سَيُقْبَضُ الْعِلْمُ وَ تَظْهَرُ الْفِتَنُ حَتَّى يَخْتَلِفَ الرَّجُلَانِ فِي فَرِيضَةٍ لَا يَجِدَانِ مَنْ يَفْصِلُ بَيْنَهُمَا.[۱]

میراث کے احکام کو یاد کرو اور دوسرے لوگوں کو تعلیم دو کیونکہ میں دنیا سے چلا جاؤں گا اور عنقریب علم ختم ہو جائے گا اور فتنے وفساد اٹھ کھڑے ہوں گے، لوگ میراث کے احکام میں دو افراد اس طرح اختلاف کریں گے کہ کوئی ان کے درمیان فیصلہ نہیں کر سکے گا۔

آپ کا ارشاد ہے:

تَعَلَّمُوا الْفَرَائِضَ وَ عَلِّمُوهَا النَّاسَ فَإِنَّهَا نِصْفُ الْعِلْمِ وَ هُوَ يُنْسَى وَ هُوَ أَوَّلُ شَيْءٍ يُنْتَزَعُ مِنْ أُمَّتِي.[۲]

میراث کے احکام کو یاد کرو اور دوسرے لوگوں کو تعلیم دو کیونکہ ان مسائل کا سیکھنا نصف علم ہے۔ اگر یہ احکام یاد نہ کئے گئے تو لوگ بھول جائیں گے اور میری امت میں یہ پہلی چیز ہے کہ جو میری امت سے جدا ہوگی۔

روایت میں ہے:

أَنَّ رَجُلًا قَالَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ إِنِّي أُرِيدُ التِّجَارَةَ قَالَ أَفَقِهْتَ فِي دِينِ اللهِ قَالَ يَكُونُ بَعْدَ ذَلِكَ قَالَ وَيْحَكَ الْفِقْهَ ثُمَّ الْمَتْجَرَ فَإِنَّهُ مَنْ بَاعَ وَ اشْتَرَى وَ لَمْ يَسْأَلْ عَنْ حَرَامٍ وَ لَا حَلَالٍ ارْتَطَمَ فِي الرِّبَا ثُمَّ ارْتَطَمَ.[۳]

ایک شخص نے حضرت علی علیہ السلام سے عرض کی: میں تجارت کرنا چاہتا ہوں۔

آپ علیہ السلام نے پوچھا: کیا فقہ کا علم سیکھا ہے؟

اس نے عرض کیا: بعد میں سیکھ لوں گا۔

آپ علیہ السلام نے فرمایا: وائے ہو تجھ پر، پہلے فقہ یاد کرو اور پھر تجارت کرو کیونکہ جو شخص خرید وفروخت کرتا ہے لیکن حلال و حرام کے مسائل نہیں جانتا وہ سود میں مبتلا ہو جائے گا۔

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

---

[۱] عوالی اللئالی العزیزیۃ فی الاحادیث الدینیۃ/ ج ۳/ ۴۹۱/ باب المواریث..... ص:۴۹۱

[۲] عوالی اللئالی العزیزیۃ فی الاحادیث الدینیۃ/ ج ۳/ ۴۹۱/ باب المواریث..... ص:۴۹۱

[۳] مستدرک الوسائل ومستنبط المسائل/ ج ۱۳/ ۲۴۷/ ۲۔باب استحباب التفقہ فیما یتولاہ وزیادۃ التحفظ من الربا..... ص:۲۴۷

اِنَّهُ لَا یُصْلِحُ الْمَرْءَ الْمُسْلِمَ اِلَّا ثَلَاثَةٌ التَّفَقُّهُ فِی الدِّینِ وَ الصَّبْرُ عَلَی النَّائِبَةِ وَ حُسْنُ التَّقْدِیرِ فِی الْمَعِیشَةِ.[1]

مطابق مسلمان تین چیزوں سے اپنی اصلاح کریں:

(۱) معرفت دین (۲) مصیبت میں صبر

(۳) معیشت میں حسن تدبیر۔

۶۔ دستکاری وصنعت کی تعلیم

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

اَلْحِرْفَةُ مَعَ الْعِفَّةِ خَیْرٌ مِنَ الْغِنَی مَعَ الْفُجُورِ.[2]

دستکاری وصنعت میں عزت نفس کے ساتھ کام کرنا اس ثروت سے بہتر ہے جو ناپاک ہو۔

نکتہ:

بہت سے پیشوں کے بارے میں بہت سی روایات موجود ہیں۔ جیسے: گلہ بانی، کھیتی باڑی، باغبانی، کشتی رانی، مچھلی کا شکار اور صبح سویرے کام پر جانا وغیرہ ان سب کو یاد کرنے کی تاکید کی گئی ہے۔

۷۔ دینی اشعار کی تعلیم

اسلام نے اس ہنر کی تعلیم کی تاکید کی ہے اور ہمارے اہل بیت علیہم السلام نے دینی اور اعتقادی اشعار یاد کرنے کی وصیت کی ہے۔

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

کَانَ اَمِیرُ الْمُؤْمِنِینَ علیہ السلام یُعْجِبُهُ اَنْ یُرْوَی شِعْرُ اَبِی طَالِبٍ علیہ السلام وَ اَنْ یُدَوَّنَ وَ قَالَ تَعَلَّمُوهُ وَ عَلِّمُوهُ اَوْلَادَکُمْ فَاِنَّهُ کَانَ عَلَی دِینِ اللهِ وَ فِیهِ عِلْمٌ کَثِیرٌ.[3]

حضرت علی علیہ السلام اس بات پر بڑے خوش تھے کہ ابوطالبؑ کے اشعار کو لکھا جائے۔

اور حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: ان (ابوطالبؑ) کے اشعار کو یاد کرو اور اپنے بچوں کو بھی یاد کراؤ۔ کیونکہ ابوطالبؑ خدا کے دین پر تھے اور ان اشعار میں علمی مطالب ہیں۔

حضرت ابوطالب علیہ السلام کے چند اشعار ہم یہاں تبرکاً ذکر رہے ہیں:

---

[1] الکافی (ط۔الاسلامیۃ)/ ج۵/ ۸۷/ باب اصلاح المال وتقدیر المعیشۃ..... ص:۸۷

[2] نہج البلاغۃ (للصبحی صالح)/ ۴۰۲/ وصایا شتی..... ص:۴۰۲

[3] ایمان ابی طالب (الحجۃ علی الذاہب الی کفر ابی طالب)/ ۱۳۰/ عودۃ للاخبار الدالۃ علی ایمان ابی طالب..... ص:۱۰۳

اَ لَمْ تَعْلَمُوا اَنَّا وَجَدْنَا مُحَمَّداً
نَبِیّاً کَمُوسَی خُطَّ فِی اَوَّلِ الْکُتُب
لَقَدْ عَلِمُوا اَنَّ ابْنَنَا لَا مُکَذَّبٌ
لَدَیْنَا وَ لَا یَعْبَأُ بِقِیلِ الْاَبَاطِلِ
وَ اَبْیَضَ یُسْتَسْقَی الْغَمَامُ بِوَجْهِهِ
ثِمَالُ الْیَتَامَی عِصْمَةٌ لِلْاَرَامِل[1]

ترجمہ اشعار:

آیا تم نہیں جانتے کہ ہم نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو موسیٰ علیہ السلام کی طرح
نبی پایا ہے جن کا ذکر سابقہ کتب میں آیا ہے۔
اے میرے فرزندو! جان لو کہ میں جھوٹ نہیں کہتا اور نہ ہی
بیہودہ کلام کرنے والوں کی طرح کلام کرتا ہوں۔
یہ وہی روشن چہرہ ہے کہ جس کے صدقے میں بارش برستی ہے
یہ یتیموں کا فریادرس اور بیواؤں کی پناہگاہ ہے۔

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

یَا مَعْشَرَ الشِّیعَةِ عَلِّمُوا اَوْلَادَکُمْ شِعْرَ الْعَبْدِیِّ فَاِنَّهُ عَلَی دِینِ اللهِ.[2]
اے شیعو! اپنے بچوں کو عبدی کے اشعار یاد کراؤ کیونکہ وہ دین خدا پر تھے۔

۸۔ مہارت کی تعلیم

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

عَلِّمُوْا اَبْنَائَکُمُ الرَّمْیَ[3]
اپنے بچوں کو تیراندازی کی تعلیم دو۔

ایک اور حدیث میں فرمایا:

---

[1] الکافی (ط۔الاسلامیۃ)/ ج۱/ ۴۴۹/ باب مولد النبی ص ووفاتہ..... ص:۴۳۹
[2] رجال الکشی۔اختیار معرفۃ الرجال/ النص/ ۴۰۱/ فی سفیان بن مصعب العبدی ابی محمد..... ص:۴۰۱
[3] النوادر (للراوندی)/ ترجمہ صادقی اردستانی/ ۱۳۴/ فی الصدقۃ و..... ص:۱۳۴

عَلِّمُوا اَوْلَادَكُمُ السِّبَاحَةَ.[۱]
بچوں کو تیراکی کی تعلیم دو۔

آداب تعلیم و تعلم

۱۔اہل علم سے سیکھنا:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيضَةٌ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ،.....وَ اقْتَبِسُوهُ مِنْ اَهْلِهِ.[۲]
علم حاصل کرنا تمام مسلمانوں پر واجب ہے۔.....پس اہل علم سے علم حاصل کرو۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

وَ مِنْ وَصِيَّةِ ذِي الْقَرْنَيْنِ لَا تَتَعَلَّمِ الْعِلْمَ مِمَّنْ لَمْ يَنْتَفِعْ بِهِ فَإِنَّ مَنْ لَمْ يَنْفَعْهُ عِلْمُهُ لَا يَنْفَعُكَ.[۳]
ذوالقرنین کی وصیتوں میں سے ایک وصیت یہ تھی کہ ایسے شخص سے علم حاصل نہ کرنا جو اپنے علم سے خود بہرہ مند نہ ہو کیونکہ جس کا علم اس کے لئے مفید نہیں تو تمہارے لئے کیسے مفید ہوسکتا ہے۔

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

اَيُّهَا النَّاسُ اعْلَمُوا اَنَّ .....وَ الْعِلْمُ مَخْزُونٌ عِنْدَ اَهْلِهِ وَ قَدْ اُمِرْتُمْ بِطَلَبِهِ مِنْ اَهْلِهِ فَاطْلُبُوهُ.[۴]
اے لوگو! جان لو کہ.....علم اہل علم کے پاس ہوتا ہے اور تم مامور ہو کہ اہل علم سے علم سیکھو۔

۲۔صبر:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

---

[۱] الکافی (ط۔الاسلامیۃ)/ ج۶/ ۴۷/ باب تادیب الولد..... ص:۴۶
[۲] الامالی (للطوسی)/ النص/ ۴۸۸/ [۱۷] المجلس السابع عشر
[۳] الدعوات (للراوندی)/ سلوۃ الحزین/ النص/ ۶۳/ فصل فی الح الدعاء واوجزہ..... ص:۴۴
[۴] الکافی (ط۔الاسلامیۃ)/ ج۱/ ۳۰/ باب فرض العلم ووجوب طلبہ والحث علیہ..... ص:۳۰

مَنْ لَمْ يَصْبِرْ عَلَى ذُلِّ التَّعَلُّمِ سَاعَةً بَقِيَ فِي ذُلِّ الْجَهْلِ اَبَداً.[1]
جو شخص ایک لمحہ بھی صبر نہیں کرتا کہ خضوع کے ساتھ علم حاصل کرے وہ ہمیشہ جاہل رہے گا۔

۳۔ حصول علم میں شرم نہ کرنا:

امام رضا علیہ السلام نے فرمایا:

وَلَا يَسْتَحْيِي الْجَاهِلُ اِذَا لَمْ يَعْلَمْ اَنْ يَتَعَلَّمَ.[2]
جس شخص کے پاس علم نہیں اسے علم حاصل کرنے میں شرمندگی نہیں کرنی چاہیے۔

۴۔ تعلیم میں خوشامد جائز ہے:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

لَيْسَ مِنْ اَخْلَاقِ الْمُؤْمِنِ الْمَلَقُ اِلَّا فِي طَلَبِ الْعِلْمِ.[3]
خوشامد اور چاپلوسی مومن کی صفت نہیں ہے لیکن علم حاصل کرنے میں جائز ہے۔

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

لَيْسَ مِنْ اَخْلَاقِ الْمُؤْمِنِ الْمَلَقُ وَلَا الْحَسَدُ اِلَّا فِي طَلَبِ الْعِلْمِ.[4]
چاپلوسی اور حسد مومنین کی صفت نہیں ہے لیکن حصول علم میں جائز ہے۔

۵۔ حصول علم دنیاداری کے لئے نہ ہو:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

لَا تَطْلُبُوا الْعِلْمَ لِتُبَاهُوا بِهِ الْعُلَمَاءَ وَلَا لِتُمَارُوا بِهِ السُّفَهَاءَ وَلَا لِتُرَاءُوا بِهِ فِي الْمَجَالِسِ وَلَا لِتَصْرِفُوا وُجُوهَ النَّاسِ اِلَيْكُمْ لِلتَّرَاؤُسِ فَمَنْ فَعَلَ ذَلِكَ كَانَ فِي النَّارِ وَ كَانَ عِلْمُهُ حُجَّةً عَلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَكِنْ تَعَلَّمُوهُ وَ عَلِّمُوهُ.[5]

---

[1] عوالی اللئالی العزیزیۃ فی الاحادیث الدینیۃ/ ج۱ / ۲۸۵ / الفصل العاشر فی احادیث تتضمن شیئا من الآداب الدینیۃ ص:۲۴۶
[2] عیون اخبار الرضا علیہ السلام/ ج ۲ / ۴۴ / ۳۱ باب فیما جاء عن الرضا ع من الاخبار المجموعۃ ص:۲۴
[3] عدۃ الداعی ونجاح الساعی/ ۸۱ / فصل فی آداب المتعلم مع العالم ص:۸۰
[4] تحف العقول/ النص/ ۲۰۷ / وروی عنہ ع فی قصار ہذہ المعانی ص:۲۰۰
[5] ارشاد القلوب الی الصواب (للدیلمی) / ج ۱ / ۱۶ / الباب الاول فی ثواب الموعظۃ والنصیحۃ بہا ص:۱۳

علم کو دانشمندوں پر فخر کرنے بے عقل افراد سے جدال، مجالس میں ریا کاری، شہرت طلبی اور ریاست طلبی کے لئے حاصل نہ کرو کیونکہ جو شخص ایسا کرے گا وہ جہنمی ہے اور قیامت کے دن اس کا علم اس کے مخالف ہوگا۔

راوی کہتا ہے:

سَمِعْتُ اَبَا عَبْدِ اللهِ عليه السلام يَقُولُ مَنِ اسْتَأْكَلَ بِعِلْمِهِ افْتَقَرَ.

فَقُلْتُ لَهُ عليه السلام: جُعِلْتُ فِدَاكَ اِنَّ فِي شِيعَتِكَ وَ مَوَالِيكَ قَوْماً يَتَحَمَّلُونَ عُلُومَكُمْ وَ يَبُثُّونَهَا فِي شِيعَتِكُمْ فَلَا يَعْدَمُونَ عَلَى ذَلِكَ مِنْهُمُ الْبِرَّ وَ الصِّلَةَ وَ الْاِكْرَامَ.

فَقَالَ عليه السلام: لَيْسَ اُولَئِكَ بِمُسْتَأْكِلِينَ اِنَّمَا الْمُسْتَأْكِلُ بِعِلْمِهِ الَّذِي يُفْتِي بِغَيْرِ عِلْمٍ وَ لَا هُدًى مِنَ اللهِ عَزَّ وَ جَلَّ لِيُبْطِلَ بِهِ الْحُقُوقَ طَمَعاً فِي حُطَامِ الدُّنْيَا.[1]

میں نے امام صادق علیہ السلام سے سنا کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا: جو شخص علم پر گھمنڈ کرے وہ فقیر رہے گا۔

میں نے امامؑ سے عرض کیا: میں قربان ہوجاؤں! آپ کے دوستوں اور شیعوں میں کچھ گروہ ایسے ہیں جو آپ کے علم کو سیکھتے اور شیعوں میں ترویج کرتے ہیں اور لوگ بھی ان سے احسان و اکرام سے پیش آتے ہیں۔

آپ علیہ السلام نے فرمایا: یہ لوگ علم پر غرور نہیں کرتے بلکہ مغرور عالم دنیا کی طمع میں علم کے بغیر فتویٰ دیتا ہے تاکہ دوسروں کے حقوق پامال ہوں۔

۶۔ علم کا سیکھنا:

روایت میں ہے کہ:

اَنَّهُ دَعَا بَنِيهِ وَ بَنِي اَخِيهِ فَقَالَ اِنَّكُمْ صِغَارُ قَوْمٍ وَ يُوشِكُ اَنْ تَكُونُوا كِبَارَ قَوْمٍ آخَرِينَ فَتَعَلَّمُوا الْعِلْمَ فَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ مِنْكُمْ اَنْ يَحْفَظَهُ فَلْيَكْتُبْهُ وَ لْيَضَعْهُ فِي بَيْتِهِ.[2]

امام حسن علیہ السلام نے اپنے بچوں اور اپنے بھائی کے بچوں کو بلایا اور ان سے فرمایا: تم خاندان کے نونہال ہو۔ ایک دن آئے گا کہ تم خاندان کے بزرگ ہوگے پس علم حاصل کرو جو شخص تم میں سے علم کو حفظ نہیں کرسکتا وہ لکھ لے اور گھر رکھ لے۔

۷۔ حصول علم کے لئے سوال کرنا:

امام باقر علیہ السلام نے فرمایا:

اَلْعِلْمُ خَزَائِنُ وَ الْمَفَاتِيحُ السُّؤَالُ فَاسْأَلُوا يَرْحَمْكُمُ اللهُ فَاِنَّهُ يُؤْجَرُ فِي الْعِلْمِ اَرْبَعَةٌ السَّائِلُ

---

[1] معانی الاخبار/النص/۱۸۱/باب معنی الاستئکال بالعلم..... ص:۱۸۱

[2] منیۃ المرید/۳۴۰/۱۔الکتابۃ من اجل المطالب الدینیۃ۔..... ص:۳۳۹

وَ الْمُتَكَلِّمُ وَ الْمُسْتَمِعُ وَ الْمُحِبُّ لَهُمْ.[1]

علم خزانہ ہے اور اس کی چابی سوال ہے۔ لہٰذا پوچھو اور سوال کرو، خدا تم پر رحمت کرے اور علم کا چار افراد کو ثواب ملے گا:

(۱) پوچھنے والے کو (۲) جواب دینے والے کو

(۳) سننے والے کو (۴) طالب علم کے دوست کو۔

۸۔ دوسروں کو تعلیم دینا:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اَفْضَلُ الصَّدَقَةِ اَنْ يَعْلَمَ الْمَرْءُ عِلْماً ثُمَّ يُعَلِّمُهُ اَخَاهُ.[2]

بہترین صدقہ یہ ہے کہ لوگ ایسا علم حاصل کریں جو اپنے دینی بھائیوں کو تعلیم دیں۔

۹۔ تعلیم میں مساوات:

حسان معلم سے روایت ہے:

سَاَلْتُ اَبَا عَبْدِ اللهِ عليه السلام عَنِ التَّعْلِيمِ فَقَالَ لَا تَاْخُذْ عَلَى التَّعْلِيمِ اَجْراً ..... بَعْدَ اَنْ يَكُونَ الصِّبْيَانُ عِنْدَكَ سَوَاءً فِي التَّعْلِيمِ لَا تُفَضِّلُ بَعْضَهُمْ عَلَى بَعْضٍ.[3]

میں نے امام صادق علیہ السلام سے تعلیم کے بارے میں سوال کیا تو امام نے فرمایا: تعلیم کی اجرت نہ لینا..... اور تمام طلباء تمہارے نزدیک مساوی ہونا چاہئے۔ ان میں سے بعض کو بعض پر برتری نہ دینا۔

۱۰۔ آسان تعلیم:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اِنَّ اللهَ تَعَالَى .....بَعَثَنِي مُعَلِّماً مُيَسِّراً.[4]

یقیناً خداوند قدوس نے ..... مجھے آسان تعلیم دینے کے لئے مبعوث فرمایا ہے۔

---

[1] الخصال/ ج۱/ ۲۴۵/ یؤجر فی العلم اربعۃ..... ص:۲۴۴

[2] منیۃ المرید/ ۱۰۵/ ۲ فصل فیما روی عن النبی ص فی فضل العلم..... ص:۹۹

[3] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۵/ ۱۲۱/ باب کسب المعلم..... ص:۱۲۱

[4] نہج الفصاحۃ (مجموعہ کلمات قصار حضرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ)/ ۳۰۱/ نہج الفصاحۃ مجموعہ کلمات قصار حضرت رسول اکرم ص، باترجمہ فارسی

۱۱۔ تعلیم کی اجرت:

روایت میں ہے:

اَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ السُّلَمِیَّ عَلَّمَ وَلَدَ الْحُسَیْنِ علیہ السلام الْحَمْدَ فَلَمَّا قَرَاَهَا عَلٰی اَبِیهِ اَعْطَاهُ اَلْفَ دِینَارٍ وَ اَلْفَ حُلَّةٍ وَ حَشَا فَاهُ دُرّاً فَقِیلَ لَهُ فِی ذٰلِكَ فَقَالَ علیہ السلام وَ اَیْنَ یَقَعُ هٰذَا مِنْ عَطَائِهِ یَعْنِی تَعْلِیمَهُ.[1]

عبدالرحمٰن سلمی نے امام حسین علیہ السلام کے بچے کو سورۂ حمد کی تعلیم دی۔ جب بچے نے اپنے والد کو سورۂ حمد سنائی تو انہوں نے ہزار دینار اور ہزار خوبصورت لباس استاد کو دیئے۔

اس پر بعض لوگوں نے اعتراض کیا تو آپ علیہ السلام نے فرمایا: یہ سب کچھ استاد کی تعلیم دینے کے مقابلے میں کوئی چیز نہیں ہے۔

---

[1] مناقب آل ابی طالب علیہم السلام (لابن شہر آشوب)/ ج ۴/ ۶۶ /فصل فی مکارم اخلاقہ ع..... ص:۶۵

تیسری فصل

روزگار اور سعی وکوشش کی اہمیت

خدا کی طرف سے بندوں کے لئے روزی کی ضمانت دی گئی ہے اور ساتھ ہی سعی وکوشش کی نصیحت ہوئی ہے۔

قرآن میں ہے:

وَاَنْ لَّيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰى ﴿۳۹﴾

اور یہ کہ انسان کو وہی ملتا ہے جس کی وہ کوشش کرتا ہے۔[۱]

بہت سی روایات میں حلال روزی کے سعی وکوشش بہترین عبادت سے تعبیر کیا گیا ہے۔[۲]

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

مَا غَدْوَةُ اَحَدِكُمْ فِي سَبِيلِ اللهِ بِاَعْظَمَ مِنْ غَدْوَتِهِ يَطْلُبُ لِوُلْدِهِ وَ عِيَالِهِ مَا يُصْلِحُهُمْ

یعنی صبح سویرے روزگار کی تلاش میں نکلنا کہ جس کے ذریعے وہ اپنے اہل وعیال کی ضرورت کو پورا کرے جہاد در راہِ خدا سے کم تر نہیں ہے۔

امام رضا علیہ السلام نے فرمایا:

اَلَّذِي يَطْلُبُ مِنْ فَضْلِ اللهِ عَزَّ وَ جَلَّ مَا يَكُفُّ بِهِ عِيَالَهُ اَعْظَمُ اَجْراً مِنَ الْمُجَاهِدِ فِي سَبِيلِ اللهِ عَزَّ وَ جَلَّ.[۳]

جو اپنے اہل عیال کے لئے فضل خدا سے رزق کی تلاش کرتا ہے اس کا اجر جہاد در راہِ خدا سے زیادہ ہے۔

---

[۱] سورۂ نجم: ۳۹

[۲] اَلْعِبَادَةُ سَبْعُونَ جُزْءاً اَفْضَلُهَا طَلَبُ الْحَلَالِ. (الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۵/ ۷۸/ باب الحث علی الطلب والتعرض للرزق....ص:۷۷)

[۳] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۵/ ۸۸/ باب من کد علی عیالہ..... ص:۸۸

اور حدیث قدسی میں روزگار کی کوشش وجستجو عبادت کا نوّے فیصد بیان ہوا ہے۔ جیسا کہ ایک روایت میں ہے:

قَالَ اللهُ تَعَالَى فِي الْمِعْرَاجِ: ..... يَا اَحْمَدُ اِنَّ الْعِبَادَةَ عَشَرَةُ اَجْزَاءٍ تِسْعَةٌ مِنْهَا طَلَبُ الْحَلَالِ فَاِنْ اُطِيبَ مَطْعَمُكَ وَ مَشْرَبُكَ فَاَنْتَ فِي حِفْظِي وَ كَنَفِي. [1]

اللہ تعالیٰ نے معراج کے روز فرمایا: ..... اے احمدؐ! عبادت کے دس (۱۰) اجزا ہیں ان میں سے نو (۹) طلب حلال میں ہیں۔ پس اگر تمہارا کھانا پینا پاک ہوا تو تم میری پناہ وحفاظت میں ہو۔

کم ہمتی کی مذمت پر بھی بہت سی روایات موجود ہیں کہ جن کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر سعی وکوشش نہ ہو تو ترقی نہیں ہوتی، سستی حقارت کا باعث ہے، دوسروں پر بوجھ بننا ناشائستہ شمار کیا گیا ہے۔ ایک روایت میں ہے:

مَنْ بَاتَ سَاهِراً فِي كَسْبٍ وَلَمْ يُعْطِ الْعَيْنَ حَظَّهَا مِنَ النَّوْمِ فَكَسْبُهُ ذٰلِكَ حَرَامٌ. [2]

یعنی جو شخص رات بھر جاگ کر روزگار کی فکر کرے اور دن میں اس پر سستی دکھائے تو اس کی کمائی حرام ہے۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

لَاَنْ يَحْتَطِبَ الرَّجُلُ عَلَى ظَهْرِهِ فَيَبِيعَهُ وَ يَسْتَغْنِيَ بِهِ وَ يَتَصَدَّقَ بِفَضْلِهِ خَيْرٌ مِنْ اَنْ يَسْاَلَ رَجُلًا آتَاهُ اللهُ مِنْ فَضْلِهِ فَيُعْطِيَهُ اَوْ يَمْنَعَهُ اِنَّ الْيَدَ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِنَ الْيَدِ السُّفْلَى. [3]

اگر کوئی مرد اپنے کاندھوں پر ایندھن اٹھائے اور جس سے اپنی ضرورت پوری کرے اور باقی بچنے والا مال اللہ کی راہ صدقہ دے دے۔ یہ اس سے بہتر ہے کہ وہ کسی سے سوال کرے کیونکہ دینے والا ہاتھ لینے والے ہاتھ سے بہتر ہوتا ہے۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ بَاتَ كَالًّا مِنْ طَلَبِ الْحَلَالِ بَاتَ مَغْفُوراً لَهُ. [4]

جو شخص کام کاج کی وجہ سے تھک کر سو جائے اس کی بخشش ہے۔

نیز فرمایا:

تَحْتَ ظِلِّ الْعَرْشِ يَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلُّهُ رَجُلٌ خَرَجَ ضَارِباً فِي الْاَرْضِ يَطْلُبُ مِنْ فَضْلِ اللهِ مَا يَكُفُّ بِهِ نَفْسَهُ وَ يَعُودُ بِهِ عَلَى عِيَالِهِ. [5]

روزِ قیامت عرش الٰہی کے سائے کے علاوہ کوئی سایا نہ ہوگا جو شخص اپنی اور خاندان کے لئے حلال روزی کو کمانے کے لئے سفر کرتا ہے روز قیامت وہ عرش الٰہی کے سائے میں ہوگا۔

---

[1] ارشاد القلوب الی الصواب (للدیلمی) / ج ۱ / ۲۰۳ / الباب الرابع والخمسون فیما سال رسول اللہ ص ربہ لیلۃ المعراج..... ص: ۱۹۹

[2] الکافی (ط-الاسلامیۃ) / ج ۵ / ۱۲۷ / باب السحت ..... ص: ۱۲۶

[3] مجموعۃ ورام / ج ۲ / ۲۲۹ / الجزء الثانی

[4] الامالی (للصدوق) / النص / ۲۸۹ / المجلس الثامن والاربعون

[5] دعائم الاسلام / ج ۲ / ۱۵ / افصل ذکر الحض علی طلب الرزق وما جاء فیہ عن اہل البیت صلوات اللہ علیہم اجمعین..... ص: ۱۳

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

اِنْ کُنْتُمْ لِلنَّجَاۃِ طَالِبِینَ فَارْفُضُوا الْغَفْلَۃَ وَ اللَّھْوَ وَ الْزَمُوا الِاجْتِھَادَ وَ الْجِدَّ.[1]

اگر تم ترقی چاہتے ہو تو غفلت اور فضولیات کو چھوڑ دو اور ہمت و جستجو کرو۔

محنت و مشقت اور سیرت الانبیاء و ائمہ علیہم السلام:

خداوند عالم حضرت داؤد علیہ السلام کے بارے میں فرماتا ہے:

وَعَلَّمْنٰهُ صَنْعَةَ لَبُوْسٍ لَّكُمْ لِتُحْصِنَكُمْ مِّنْۢ بَاْسِكُمْ ۚ فَهَلْ اَنْتُمْ شٰكِرُوْنَ.[2]

اور ہم ہی نے ان کو تمہاری جنگی پوشش (زرہ) کا بنانا سکھا دیا تا کہ تمہیں (ایک دوسرے کے) وار سے بچائے تو کیا تم (اب بھی) شکر گزار نہ بنو گے۔

پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَا اَکَلَ اَحَدٌ طَعَاماً قَطُّ خَیْراً مِنْ اَنْ یَاْکُلَ مِنْ عَمَلِ یَدِہٖ وَ اِنَّ نَبِیَّ اللہِ دَاوُدَ کَانَ یَاْکُلُ مِنْ عَمَلِ یَدِہٖ.[3]

اپنے ہاتھوں کی کمائی سے بڑھ کر کوئی چیز نہیں اور حضرت داؤد علیہ السلام اپنے ہاتھوں سے کما کر کھاتے تھے۔

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

اَوْحَی اللہُ عَزَّ وَ جَلَّ اِلَی دَاوُدَ علیہ السلام اَنَّکَ نِعْمَ الْعَبْدُ لَوْ لَا اَنَّکَ تَاْکُلُ مِنْ بَیْتِ الْمَالِ وَ لَا تَعْمَلُ بِیَدِکَ شَیْئاً قَالَ فَبَکَی دَاوُدُ علیہ السلام اَرْبَعِینَ صَبَاحاً فَاَوْحَی اللہُ عَزَّ وَ جَلَّ اِلَی الْحَدِیدِ اَنْ لِنْ لِعَبْدِی دَاوُدَ فَاَلَانَ اللہُ عَزَّ وَ جَلَّ لَہُ الْحَدِیدَ فَکَانَ یَعْمَلُ کُلَّ یَوْمٍ دِرْعاً فَیَبِیعُھَا بِاَلْفِ دِرْھَمٍ فَعَمِلَ ثَلَاثَمِائَۃٍ وَ سِتِّینَ دِرْعاً فَبَاعَھَا بِثَلَاثِمِائَۃٍ وَ سِتِّینَ اَلْفاً وَ اسْتَغْنَی عَنْ بَیْتِ الْمَالِ.[4]

خدا تعالیٰ نے داؤد علیہ السلام کو وحی فرمائی کہ تو نیک بندہ ہے لیکن شرط یہ ہے کہ بیت المال سے رزق نہ لینا اور اپنے ہاتھوں سے کمانا۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے چالیس دن تک گریہ کیا۔ اس وقت خداوند قدوس نے لوہے کی طرف وحی فرمائی کہ میرے بندے داؤد علیہ السلام کے لئے نرم ہو جا۔ لوہا اللہ تعالیٰ کے حکم سے نرم ہو گیا۔ حضرت داؤد علیہ السلام ہر روز لوہے کی زرہ بناتے تھے اور انہیں ہزار درہم میں بیچتے تھے اور بیت المال سے بے نیاز ہو گئے۔

---

[1] عیون الحکم والمواعظ (للیثی)/ ۱۶۳ / الفصل الثالث عشر بلفظ الشرط ان..... ص:۱۶۱

[2] سورۂ انبیاء:۸۰

[3] نہج الفصاحۃ (مجموعہ کلمات قصار حضرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ)/ ۶۹۶ / نہج الفصاحۃ مجموعہ کلمات قصار حضرت رسول اکرم، ص، باترجمہ فارسی

[4] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۵ / ۷۴ / باب مایجب من الاقتداء بالائمۃ ع فی التعرض للرزق..... ص:۷۳

روایت میں ہے کہ:

اِنَّ رَجُلًا اَتَی اَبَا عَبْدِ اللهِ علیہ السلام فَقَالَ اِنِّی لَا اُحْسِنُ اَنْ اَعْمَلَ عَمَلًا بِیَدِی وَ لَا اُحْسِنُ اَنْ اَتَّجِرَ وَ اَنَا مُحَارَفٌ مُحْتَاجٌ فَقَالَ اعْمَلْ فَاحْمِلْ عَلَی رَاْسِكَ وَ اسْتَغْنِ عَنِ النَّاسِ فَاِنَّ رَسُولَ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قَدْ حَمَلَ حَجَراً عَلَی عَاتِقِهِ فَوَضَعَهُ فِی حَائِطٍ لَهُ مِنْ حِیطَانِهِ وَ اِنَّ الْحَجَرَ لَفِی مَكَانِهِ.[1]

ایک شخص نے امام صادق علیہ السلام سے عرض کیا: میں اپنے ہاتھوں سے کام کرنا اچھا نہیں سمجھتا اور تجارت بھی نہیں کرسکتا، اب محروم اور محتاج ہوں۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا: مزدوری کرو تا کہ تم لوگوں کے محتاج نہ بنو بے نیاز ہو جاؤ۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود اپنے کاندھوں پر پتھر اٹھاتے تھے اور باغ کی ایک دیوار میں ان کا لگایا ہوا پتھر آج بھی موجود ہے۔

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

كَانَ اَمِیرُ الْمُؤْمِنِینَ صَلَوَاتُ اللهِ عَلَیْهِ یَضْرِبُ بِالْمَرِّ وَ یَسْتَخْرِجُ الْاَرَضِینَ ..... وَ اِنَّ اَمِیرَ الْمُؤْمِنِینَ علیہ السلام اَعْتَقَ اَلْفَ مَمْلُوكٍ مِنْ مَالِهِ وَ كَدِّ یَدِهِ.[2]

حضرت علی علیہ السلام لکڑیاں جمع کرتے تھے، کنویں سے پانی کھینچتے تھے، کھیتوں میں ہل چلاتے تھے اور اپنے ہاتھ سے کمائی سے کئی غلام آزاد کئے۔ گھر میں جھاڑو دیتے تھے حضرت فاطمہؑ اپنے ہاتھ سے آٹا پیستی تھیں، پھر اسے گوندتیں اور روٹی پکاتی تھیں۔

راوی کہتا ہے:

اَنَّهُ لَمَّا كَانَ یَفْرُغُ مِنَ الْجِهَادِ یَتَفَرَّغُ لِتَعْلِیمِ النَّاسِ وَ الْقَضَاءِ بَیْنَهُمْ فَاِذَا یَفْرُغُ مِنْ ذَلِكَ اشْتَغَلَ فِی حَائِطٍ لَهُ یَعْمَلُ فِیهِ بِیَدِهِ وَ هُوَ مَعَ ذَلِكَ ذَاكِرٌ لِلّٰهِ جَلَّ جَلَالُهُ.[3]

جب حضرت علی علیہ السلام جہاد سے فارغ ہوجاتے تو لوگوں کو تعلیم دینے اور ان کے درمیان قضاوت کرنے میں مشغول ہوجاتے تھے جب حضرت علی علیہ السلام فارغ ہوتے اپنے باغ میں کام کرتے تھے اس کے ساتھ ساتھ ذکرِ خدا میں بھی مشغول رہتے تھے۔

حسن بن علی بن ابی حمزہ اپنے باپ سے نقل کرتا ہے کہ اس نے کہا:

رَاَیْتُ اَبَا الْحَسَنِ علیہ السلام یَعْمَلُ فِی اَرْضٍ لَهُ وَ قَدِ اسْتَنْقَعَتْ قَدَمَاهُ فِی الْعَرَقِ

فَقُلْتُ لَهُ جُعِلْتُ فِدَاكَ اَیْنَ الرِّجَالُ

فَقَالَ یَا عَلِیُّ عَمِلَ بِالْیَدِ مَنْ هُوَ خَیْرٌ مِنِّی وَ مِنْ اَبِی فِی اَرْضِهِ

---

[1] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۵ / ۷۶ / باب مایجب من الاقتداء بالائمۃ ع فی التعرض للرزق..... ص:۷۳

[2] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۵ / ۷۴ / باب مایجب من الاقتداء بالائمۃ ع فی التعرض للرزق..... ص:۷۳

[3] عدۃ الداعی ونجاح الساعی/ ۱۱۱ /فصل..... ص:۱۰۶

فَقُلْتُ لَهُ مَنْ هُوَ

فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَ اَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ وَ آبَائِي عليهم السلام كُلُّهُمْ قَدْ عَمِلُوا بِأَيْدِيهِمْ وَ هُوَ مِنْ عَمَلِ النَّبِيِّينَ وَ الْمُرْسَلِينَ وَ الصَّالِحِينَ.[1]

امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کو میں نے دیکھا وہ اپنی زمین میں کام کرتے تھے اور ان کے پاؤں پسینہ پسینہ ہو جاتے تھے۔

میں نے کہا: قربان جاؤں! مزدور کہاں ہیں؟

آپؑ نے فرمایا: اے علی! جن افراد نے اپنے ہاتھوں سے زمین میں کام کیا وہ مجھ اور میرے باپ سے افضل ہیں۔

میں نے پوچھا: وہ کون افراد ہیں؟

آپ نے فرمایا: حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، امیر المومنین علیہ السلام اور میرے آبائے کرام علیہم السلام یہ سب اپنے ہاتھوں سے کام کرتے تھے اور یہ انبیاء و رسول اور صالح افراد کی سیرت ہے۔

ابو عمر شیبانی کہتا ہے:

رَاَيْتُ اَبَا عَبْدِ اللهِ ﷺ وَ بِيَدِهِ مِسْحَاةٌ وَ عَلَيْهِ اِزَارٌ غَلِيظٌ يَعْمَلُ فِي حَائِطٍ لَهُ وَ الْعَرَقُ يَتَصَابُّ عَنْ ظَهْرِهِ فَقُلْتُ جُعِلْتُ فِدَاكَ اَعْطِنِي اَكْفِكَ فَقَالَ لِي اِنِّي اُحِبُّ اَنْ يَتَاَذَّى الرَّجُلُ بِحَرِّ الشَّمْسِ فِي طَلَبِ الْمَعِيشَةِ.[2]

میں نے دیکھا کہ امام صادق علیہ السلام کو ہاتھ میں بیلچہ لئے اپنے باغ میں کام کر رہے تھے اور آپ کے بدن سے پسینہ بہہ رہا تھا۔

میں نے عرض کیا: قربان جاؤں۔ بیلچہ مجھے دیں میں آپ کے لئے کام کرتا ہوں۔

آپ نے فرمایا: مجھے یہ پسند ہے کہ انسان سخت گرمی میں اپنی زندگی کی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے محنت کرے۔

کم ہمتی اور سستی سے پرہیز:

حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا:

اِنْ يَكُنِ الشُّغْلُ مَجْهَدَةً فَاتِّصَالُ الْفَرَاغِ مَفْسَدَةٌ.[3]

اگرچہ کام سخت ہو تو بھی کرنا چاہئے کیونکہ فارغ رہنا فساد کا باعث ہے۔

امام باقر علیہ السلام نے فرمایا:

---

[1] من لایحضرہ الفقیہ/ ج ۳/ ۱۶۲/ باب المعایش والمکاسب والفوائد والصناعات..... ص:۱۵۶

[2] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۵/ ۷۶/ باب مایجب من الاقتداء بالائمۃ ع فی التعرض للرزق..... ص:۷۳

[3] الارشاد فی معرفۃ حجج اللہ علی العباد/ ج ۱/ ۲۹۸/ کلامہ ع فی الحکمۃ والموعظۃ..... ص:۲۹۵

الْكَسَلُ يَضُرُّ بِالدِّينِ وَ الدُّنْيَا.[1]

سستی دین و دنیا دونوں کے لئے نقصاندہ ہے۔

امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت ہے:

قَالَ اَبِي عليه السلام لِبَعْضِ وُلْدِهِ اِيَّاكَ وَ الْكَسَلَ وَ الضَّجَرَ فَاِنَّهُمَا يَمْنَعَانِكَ مِنْ حَظِّكَ مِنَ الدُّنْيَا وَ الْآخِرَةِ.[2]

میرے والد گرامی نے اپنے بعض بچوں سے فرمایا: دو خصلت سستی اور بے حوصلہ ہونے سے بچو کیونکہ یہ دونوں دنیا و آخرت کی کامیابی سے مانع ہے۔

نیز فرمایا:

.....وَلَا تَكُنْ وَاهِناً يُحَقِّرُكَ مَنْ عَرَفَكَ.[3]

.....سست نہ بنو تا کہ لوگ تمہیں دیکھ کر حقارت کا اظہار نہ کریں۔

اور فرمایا:

وَلَا تَكُونُوا كُلّاً عَلَى النَّاسِ.[4]

لوگوں پر بوجھ مت بنو۔

پھر فرمایا:

اَبْغَضُ الْخَلْقِ اِلَى اللهِ جِيفَةٌ بِاللَّيْلِ بَطَّالٌ بِالنَّهَارِ.[5]

خدا کے نزدیک بدترین شخص وہ ہے جو رات کو سوتا ہے اور دن کو بے کار رہتا ہے۔

امام کاظم علیہ السلام فرماتے ہیں:

اِنَّ اللهَ جَلَّ وَ عَزَّ يُبْغِضُ الْعَبْدَ النَّوَّامَ الْفَارِغَ.[6]

خداوند زیادہ سونے والے اور بے کار رہنے والے شخص کو دشمن رکھتا ہے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ

كَانَ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وآله اِذَا نَظَرَ اِلَى الرَّجُلِ فَاَعْجَبَهُ قَالَ لَهُ حِرْفَةٌ فَاِنْ قَالُوا لَا قَالَ سَقَطَ مِنْ عَيْنِي.

---

[1] تحف العقول/ النص/ ۳۰۰/ وروی عنہ ع فی قصار ہذہ المعانی..... ص: ۲۹۲

[2] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۵/ ۸۵/ باب کراہیۃ الکسل..... ص: ۸۵

[3] تحف العقول/ النص/ ۳۰۴/ وصیتہ ع لعبداللہ بن جندب..... ص: ۳۰۱

[4] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۵/ ۷۲/ باب الاستعانۃ بالدنیا علی الآخرۃ..... ص: ۷۱

[5] بحار الانوار (ط-بیروت)/ ج۸۴/ ۱۵۸/ باب ۶ فضل صلاۃ اللیل وعبادتہ..... ص: ۱۱۶

[6] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۵/ ۸۴/ باب کراہیۃ النوم والفراغ..... ص: ۸۴

قِيلَ: وَ كَيْفَ ذَاكَ يَا رَسُولَ اللهِ؟

قَالَ لِاَنَّ الْمُؤْمِنَ اِذَا لَمْ يَكُنْ لَهُ حِرْفَةٌ يَعِيشُ بِدِينِهِ.[1]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب کسی کو دیکھ کر خوش ہوتے تو اس سے پوچھتے تھے کہ کوئی کام کرتے ہو؟ اگر کوئی کہتا کہ نہیں تو فرماتے: میری نظروں سے گر گئے ہو۔

لوگوں نے پوچھا: ایسا کیوں ہے اے اللہ کے رسولؐ!

آپ نے فرمایا: جب مومن کوئی کام نہ کرتا ہو تو (مجبور ہو کر ایک دن) دین فروشی کرتا ہے۔

سحر خیزی اور کام:

روایت ہے:

وَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: ..... اَلْبُكُورُ مُبَارَكٌ يَزِيدُ فِي جَمِيعِ النِّعَمِ خُصُوصاً فِي الرِّزْقِ.....[2]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ..... سحر خیزی مبارک و بابرکت ہے اور تمام نعمتوں میں اضافے کا باعث ہوتی ہے خاص کر رزق و روزی میں.....۔

اسی طرح آپ نے فرمایا:

بَاكِرُوا بِالْحَوَائِجِ فَاِنَّهَا مُيَسَّرَةٌ.....[3]

صبح سویرے اپنی زندگی کی ضروریات کے لئے نکلو کیونکہ اس وقت روزگار آسانی سے ہاتھ آجاتا ہے۔

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

وَ الْبُكُورُ فِي طَلَبِ الرِّزْقِ يَزِيدُ فِي الرِّزْقِ.[4]

صبح اٹھنا اور روزی کے لئے جانا روزی میں اضافہ کا باعث ہے۔

اسی طرح فرمایا:

مَنْ اَرَادَ الْبَقَاءَ وَ لَا بَقَاءَ- فَلْيُبَاكِرِ الْغَدَاءَ.[5]

ہر وہ شخص جو صحت مندی اور عمر میں زیادتی چاہتا ہو اسے چاہئے کہ سحر خیز بنے۔

نیز فرمایا:

---

[1] مستدرک الوسائل و مستنبط المسائل/ ج ۱۳/ ۱۱/ ۲- باب کراہۃ ترک التجارۃ..... ص: ۱۰

[2] بحار الانوار (ط- بیروت)/ ج ۷۳/ ۳۱۸/ باب ۶۰ مایورث الفقر والغناء..... ص: ۳۱۴

[3] الخصال/ ج ۲/ ۳۹۴/ ماجاء فی یوم السبت..... ص: ۳۹۳

[4] وسائل الشیعۃ/ ج ۱۵/ ۷ ۳۴/ ۴۹- باب جملۃ مما ینبغی ترکہ من الخصال المحرمۃ والمکروہۃ..... ص: ۳۳۹

[5] عیون اخبار الرضا علیہ السلام/ ج ۲/ ۳۸/ ۳۱ باب فیما جاء عن الرضا ع من الاخبار المجموعۃ..... ص: ۲۴

مَا غَدْوَةُ اَحَدِكُمْ فِي سَبِيلِ اللهِ بِاَعْظَمَ مِنْ غَدْوَتِهِ يَطْلُبُ لِوُلْدِهِ وَ عِيَالِهِ مَا يُصْلِحُهُمْ.[1]

سحر خیزی راہِ خدا میں اچھی چیز ہے، اس سحر خیزی سے بھی برتر سحر خیزی یہ ہے اہل وعیال کی خاطر روزی کی تلاش میں نکلے۔

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

فَعَلَيْكُمْ بِالْجِدِّ وَ الِاجْتِهَادِ وَ اِذَا صَلَّيْتُمُ الصُّبْحَ وَ انْصَرَفْتُمْ فَبَكِّرُوا فِي طَلَبِ الرِّزْقِ وَ اطْلُبُوا الْحَلَالَ فَاِنَّ اللهَ عَزَّ وَ جَلَّ سَيَرْزُقُكُمْ وَ يُعِينُكُمْ عَلَيْهِ.[2]

کوشش کرو جب بھی صبح کی نماز پڑھ کر واپس آؤ تو روزی کی تلاش میں جاؤ اور حلال کماؤ۔ پس خداوند عالم تمہیں روزی میں برکت دے گا اور تمہاری مدد کرے گا۔

اسی طرح فرمایا:

كَانَ عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ عليه السلام اِذَا اَصْبَحَ خَرَجَ غَادِياً فِي طَلَبِ الرِّزْقِ فَقِيلَ لَهُ يَا ابْنَ رَسُولِ اللهِ اَيْنَ تَذْهَبُ فَقَالَ اَتَصَدَّقُ لِعِيَالِي قِيلَ لَهُ اَ تَتَصَدَّقُ قَالَ مَنْ طَلَبَ الْحَلَالَ فَهُوَ مِنَ اللهِ عَزَّ وَ جَلَّ صَدَقَةٌ عَلَيْهِ.[3]

امام سجاد علیہ السلام صبح سویرے روزی کے لئے نکلتے تھے۔ لوگ پوچھتے تھے اے فرزند رسولؐ! کہاں جارہے ہیں؟

آپ علیہ السلام فرماتے: میں اپنے اہل وعیال کا صدقہ لینے جارہا ہوں۔

لوگوں پوچھتے: آپ اپنے اہل وعیال کے لئے صدقہ لیتے ہیں؟

آپؑ فرماتے: جو شخص اپنے اہل وعیال کے لئے حلال روزی کماتا ہے وہ خدا کی طرف سے اپنے اہل وعیال کے لئے صدقہ قبول کرتا ہے اور ان تک پہنچاتا ہے۔

امور میں سرپرستی:

امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے فرمایا:

اِنَّهُ لَا يُصْلِحُ الْمَرْءَ الْمُسْلِمَ اِلَّا ثَلَاثَةٌ التَّفَقُّهُ فِي الدِّينِ وَ الصَّبْرُ عَلَى النَّائِبَةِ وَ حُسْنُ التَّقْدِيرِ فِي الْمَعِيشَةِ.[4]

مسلمان کی تین چیزوں سے اصلاح ہوتی ہے:

---

[1] دعائم الاسلام/ ج ۲ / ۱۵ / افصل ذکر الحض علی طلب الرزق وما جاء فیہ عن اہل البیت صلوات اللہ علیہم اجمعین..... ص: ۱۳

[2] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۵ / ۷۹ / باب الحث علی الطلب والتعرض للرزق..... ص: ۷۷

[3] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۴ / ۱۲ / باب کفایۃ العیال والتوسع علیہم..... ص: ۱۱

[4] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۵ / ۸۷ / باب اصلاح المال وتقدیر المعیشۃ..... ص: ۸۷

(۱) دین شناسی (۲) مصیبت میں صبر

(۳) زندگی کے امور میں نظم وضبط۔

نیز فرمایا:

بَاشِرْ كِبَارَ اُمُورِكَ بِنَفْسِكَ وَ كِلْ مَا صَغُرَ مِنْهَا اِلَى غَيْرِكَ.[۱]

بڑے اور مہم کاموں کو خود انجام دو اور چھوٹے امور دوسروں کے سپرد کیا کرو۔

نیز فرمایا:

لِيَكُنْ طَلَبُكَ لِلْمَعِيشَةِ فَوْقَ كَسْبِ الْمُضَيِّعِ وَ دُونَ طَلَبِ الْحَرِيصِ الرَّاضِي بِدُنْيَاهُ الْمُطْمَئِنِّ اِلَيْهَا وَ لَكِنْ آنْزِلْ نَفْسَكَ مِنْ ذَلِكَ بِمَنْزِلَةِ الْمُنْصِفِ الْمُتَعَفِّفِ تَرْفَعُ نَفْسَكَ عَنْ مَنْزِلَةِ الْوَاهِنِ الضَّعِيفِ وَ تَكْتَسِبُ مَا لَا بُدَّ مِنْهُ اِنَّ الَّذِينَ اُعْطُوا الْمَالَ ثُمَّ لَمْ يَشْكُرُوا لَا مَالَ لَهُمْ.[۲]

تمہیں روزی کی تلاش میں زیادہ وقت صرف کرنا چاہیے۔ پس کوشش کو جاری رکھو اور سست وناتوان افراد سے برتر بنو۔ یہ مومن کی صفت ہے کہ جب اسے مال ملتا ہے وہ شکر گزار ہوتا ہے۔ لہٰذا جو شخص کمانے کے بعد شکر نہیں کرتا، درحقیقت اس کے پاس کوئی مال نہیں ہے۔

---

[۱] عوالی اللئالی العزیزیۃ فی الاحادیث الدینیۃ/ ج ۳/ ۱۹۷/ باب التجارۃ..... ص: ۱۹۳

[۲] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۵/ ۸۱/ باب الاجمال فی الطلب..... ص: ۸۰

چوتھی فصل

جسم کی حفاظت اور نفس کو ضرر نہ دینا

انسان جسے خدا نے خلق کیا ہے وہ خلیفہ اور امانت دار ہے اسے زندگی کے لئے خلق کیا گیا ہے اس آیت کریمہ کے مطابق:

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَجِيبُوا لِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ إِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيكُمْ [1]

اے ایماندار و جب تم کو (ہمارا) رسولؐ (محمدؐ) ایسے کام کے لیے بلائے جو تمہاری روحانی زندگی کا باعث ہو تو تم خدا اور رسولؐ کا حکم دل سے قبول کرلو۔

انسان کو اپنی زندگی میں سالم جسم کی ضرورت ہوتی ہے۔ زندگی کی مادی و معنوی سرگرمیاں کی بنیاد سلامتی میں منحصر ہے۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قول کے مطابق یہ ایک پنہانی اور ناشناختہ نعمت ہے۔ [2]

خدا کی بندگی بجالانا اور آرام کی زندگی بسر کرنا صحت و سلامتی پر منحصر ہے۔ اس لئے عقل و نقل کی رو سے تندرستی اور نفس کی حفاظت واجب ہے یہ انسان کے لئے جائز نہیں کہ وہ سخت ترین مصیبت میں جان بوجھ کر اپنے جسم کو نقصان پہنچائے۔ پس جسم کو ضرر پہچانا حرام ہے۔

کچھ روایات میں حفظ نفس اور جسم کی حفاظت کی تاکید کی گئی ہے نیز جسم کو ضرر پہچانا حرام ہے۔ [3]

بعض روایات میں جسم کے اعضا کو امانت الٰہی شمار کیا گیا ہے۔

---

[1] سورۂ انفال: ۲۴

[2] قَالَ رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نِعْمَتَانِ مَجْهُولَتَانِ الْأَمْنُ وَالْعَافِيَةُ. (روضۃ الواعظین وبصیرۃ المتعظین (ط-القدیمۃ) / ج ۲ / ۴۷۲ / مجلس فی ذکر الرضا والشکر للہ تعالی..... ص: ۴۷۲)

[3] لَا يَجُوزُ اللَّطْمُ وَالْخَدْشُ وَجَزُّ الشَّعْرِ (عروۃ الوثقی / ج ۲ / ص ۱۳۱).....لِحُرْمَةِ الْإِضْرَارِ بِالنَّفْسِ..... (عروۃ الوثقی / ج ۴ / ص ۴۲۴)

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

وَ السَّمْعُ اَمَانَةٌ وَ الْبَصَرُ اَمَانَةٌ وَ اللِّسَانُ اَمَانَةٌ وَ الْقَلْبُ اَمَانَةٌ وَ لَا اِيْمَانَ لِمَنْ لَا اَمَانَةَ لَهُ.[1]

کان، آنکھ، زبان اور دل امانت ہیں۔ جو امانت میں خیانت کرے اس کا ایمان نہیں۔

اہمیت حفظ جان وسلامتی:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

يَا عَلِيُّ مَنْ تَرَكَ الْخَمْرَ لِغَيْرِ اللهِ سَقَاهُ اللهُ مِنَ الرَّحِيقِ الْمَخْتُومِ.

فَقَالَ: عَلِيٌّ عليه السلام لِغَيْرِ اللهِ.

قَالَ نَعَمْ وَ اللهِ مَنْ تَرَكَهَا صِيَانَةً لِنَفْسِهِ يَشْكُرُهُ اللهُ عَلَى ذَلِكَ.[2]

اے علی! جو شخص غیر خدا[3] کے لئے بھی شراب کو ترک کرتا ہے، خداوند عالم اسے جنت کی شراب سے سیراب کرے گا۔

حضرت علی علیہ السلام نے پوچھا: غیر خدا کے لئے بھی (اجر ملے گا)؟

آپ نے فرمایا: ہاں! خدا کی قسم! جو شخص اسے اپنے جسم وجان کی حفاظت کے لئے ترک کرتا ہے خدا اس کو بھی اجر دیتا ہے۔

ایک اور روایت میں ملتا ہے کہ:

نَهَى رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وآله وسلم اَنْ يُبَاتَ عَلَى سَطْحٍ غَيْرِ مُحَجَّرٍ.[4]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسی چھت پر سونے سے منع فرمایا ہے جو محفوظ نہ ہو۔

اس طرح آپ ابوذرؓ سے فرمایا:

.....خُذْ مِنْ صِحَّتِكَ لِسُقْمِكَ.....[5]

اے ابوذر! بیمار ہونے سے پہلے سلامتی کی قدر کرو۔

نیز فرمایا:

مَنْ اَصْبَحَ وَ اَمْسَى وَ عِنْدَهُ ثَلَاثٌ فَقَدْ تَمَّتْ عَلَيْهِ النِّعْمَةُ فِي الدُّنْيَا مَنْ اَصْبَحَ وَ اَمْسَى مُعَافًى فِي

---

[1] موسوعۃ احادیث اہل البیت: ج8/ص۳۷۰

[2] مکارم الاخلاق/ ۴۳۳/ الفصل الثالث فی وصیۃ النبی ص لعلیؑ..... ص:۴۳۳

[3] کفایۃ الاصول: ج۱/ص۲۷

[4] المحاسن/ ج۲/ ۶۲۲/ ۶ باب تجیر السطوح..... ص:۶۲۱

[5] الامالی (للطوسی)/ النص/ ۴۰۲/ [۱۴] المجلس الرابع عشر

بَدَنِهِ آمِناً فِي سَرْبِهِ عِنْدَهُ قُوتُ يَوْمِهِ فَإِنْ كَانَتْ عِنْدَهُ الرَّابِعَةُ فَقَدْ تَمَّتْ عَلَيْهِ النِّعْمَةُ فِي الدُّنْيَا وَ الْآخِرَةِ وَ هُوَ الْإِسْلَامُ.[1]

جو شخص دن رات گزارتا ہے اور تین نعمتیں اس کے پاس موجود ہوں تو گویا دنیا کی تمام نعمتیں اس کے پاس ہیں:

(۱) سلامت بدن (۲) امن وامان

(۳) ہر روز کا خرچ

اور اگر چوتھی نعمت بھی ہو تو گویا دنیا و آخرت دونوں نعمتیں اس کے پاس موجود ہیں اور وہ چوتھی نعمت اسلام ہے۔

اسی طرح فرماتے ہیں:

اَلْاَمْنُ وَ الْعَافِيَةُ نِعْمَتَانِ مَغْبُونٌ فِيهِمَا كَثِيرٌ مِنَ النَّاسِ.[2]

امن اور سلامتی ایسی دو نعمتیں ہیں جن سے اکثر لوگ بے خبر ہیں۔

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

شَيْئَانِ لَا يُعْرَفُ فَضْلُهُمَا إِلَّا مَنْ فَقَدَهُمَا الشَّبَابُ وَ الْعَافِيَةُ.[3]

دو چیزوں کی اہمیت کا اس وقت پتہ چلتا ہے جب کوئی شخص ان سے محروم ہو جائے اور وہ دو نعمتیں یہ ہیں:

(۱) جوانی (۲) سلامتی۔

حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے اس آیت "وَلَا تَنْسَ نَصِيبَكَ مِنَ الدُّنْيَا"[4] (اور دُنیا سے جس قدر تیرا حصّہ ہے مت بھول جا) کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا کہ اپنی سلامتی کو بھول نہ جا[5] اور اس آیت "ثُمَّ لَتُسْئَلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيمِ"[6] (پھر تم سے اُس دن نعمتوں کے بارے میں ضرور باز پُرس کی جائے گی) کی تفسیر کے بارے میں فرمایا: جس نعمت کا سوال ہوگا وہ سلامتی ہے۔[7]

البتہ نعمت ولایت بھی بہترین نعمت ہے چنانچہ روایت ہے کہ:

فِي قَوْلِهِ ثُمَّ لَتُسْئَلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيمِ قَالَ: نَحْنُ مِنَ النَّعِيمِ.[8]

---

[1] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۸/ ۱۴۸/ حدیث من ولد فی الاسلام..... ص:۱۴۸

[2] نہج الفصاحۃ (مجموعہ کلمات قصار حضرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ)/ ۳۶۸/ نہج الفصاحۃ مجموعہ کلمات قصار حضرت رسول اکرم، ص، باترجمہ فارسی

[3] تصنیف غرر الحکم ودرر الکلم/ ۳۲۴/ متفرقات اخلاقی..... ص:۳۲۳

[4] سورۂ قصص:۷۷

[5] لَا تَنْسَ صِحَّتَكَ. (الامالی صدوق، ص۲۲۸)

[6] سورۂ تکاثر:۸

[7] صِحَّةٌ. (ارشاد القلوب، ص۳۸)

[8] الامالی (للطوسی)/ النص/ ۲۷۲/ [۱۰] المجلس العاشر

امام صادق علیہ السلام نے اس آیت "ثُمَّ لَتُسْئَلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيْمِ" کے بارے میں فرمایا: ہم وہ نعمت ہیں۔

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

الْعَافِيَةُ نِعْمَةٌ خَفِيَّةٌ إِذَا وُجِدَتْ نُسِيَتْ وَإِذَا فُقِدَتْ ذُكِرَتْ.[1]

سلامتی چھپی ہوئی نعمت ہے جب یہ نعمت ہوتی ہے تو انسان کو احساس بھی نہیں ہوتا ہے اور جب یہ نعمت چھن جاتی ہے تو انسان کو یاد آتی ہے۔

اسی طرح آپ علیہ السلام نے فرمایا:

خَمْسٌ مَنْ لَمْ يَكُنَّ فِيهِ لَمْ يَتَهَنَّأْ بِالْعَيْشِ الصِّحَّةُ .....[2]

پانچ چیزیں ایسی ہیں کہ اگر انسان کے پاس نہ ہوں تو انسان خوشحال نہیں ہوتا۔ ان میں سے پہلی صحت وسلامتی ہے۔

عوامل سلامت

۱۔ کھانے میں اعتدال اور صحت کے اصولوں کی رعایت کرنا:

حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا:

مَنْ أَكَلَ الطَّعَامَ عَلَى النَّقَاءِ وَ أَجَادَ الطَّعَامَ تَمَضُّغاً وَ تَرَكَ الطَّعَامَ وَ هُوَ يَشْتَهِيهِ وَ لَمْ يَحْبِسِ الْغَائِطَ إِذَا أَتَى لَمْ يَمْرَضْ إِلَّا مَرَضَ الْمَوْتِ.[3]

جو شخص پاکیزہ غذا کھاتا ہے اور اچھی طرح چباتا ہے سیر ہونے سے پہلے کھانا کھانا چھوڑ دے۔ وقت پر بیت الخلاء میں جائے تو اسے موت کے علاوہ اور کوئی مرض نہیں ہوتا۔

روایت میں ہے کہ:

قَالَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ عليه السلام لِلْحَسَنِ ابْنِهِ عليه السلام يَا بُنَيَّ أَلَا أُعَلِّمُكَ أَرْبَعَ خِصَالٍ تَسْتَغْنِي بِهَا عَنِ الطِّبِّ فَقَالَ بَلَى يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ قَالَ لَا تَجْلِسْ عَلَى الطَّعَامِ إِلَّا وَ أَنْتَ جَائِعٌ وَ لَا تَقُمْ عَنِ الطَّعَامِ إِلَّا وَ أَنْتَ تَشْتَهِيهِ وَ جَوِّدِ الْمَضْغَ وَ إِذَا نِمْتَ فَاعْرِضْ نَفْسَكَ عَلَى الْخَلَاءِ فَإِذَا

---

[1] من لایحضرہ الفقیہ/ ج ۴/ ۴۰۶/ ومن الفاظ رسول اللہ ص الموجزۃ التی لم یسبق الیہا..... ص:۳۷۶

[2] المحاسن/ ج ۱/ ۹/ ۳ باب الخمسۃ..... ص:۹

[3] مکارم الاخلاق/ ۱۴۶/ الفصل الثالث فی آداب الاکل وما یتعلق بہ..... ص:۱۴۰

اِسْتَعْمَلْتَ هٰذَا اسْتَغْنَيْتَ عَنِ الطِّبِّ.[1]

حضرت علی علیہ السلام نے امام حسن علیہ السلام سے فرمایا:

کیا تجھے چار خصلتوں کی نصیحت کروں تا کہ تو علاج سے بے نیاز رہے۔

امام حسن علیہ السلام نے عرض کیا: فرمائیں۔

آپؑ نے فرمایا: دسترخوان پر اس وقت تک نہ بیٹھو جب تک بھوک نہ لگے، غذا کو اچھی طرح چباؤ اور سونے سے پہلے بیت الخلاء میں جاؤ۔ جب تو نے ان باتوں کی رعایت کی تو علاج سے بے نیازی ہوگی۔

امام رضا علیہ السلام فرماتے ہیں:

لَوْ اَنَّ النَّاسَ قَصَّرُوا فِي الطَّعَامِ لَاسْتَقَامَتْ اَبْدَانُهُمْ.[2]

اگر لوگ کم غذا کھائیں تو ان کا بدن معتدل ہوگا۔

معصومؑ سے نقل ہوا ہے کہ

قَلَّ طَعَامُهُ صَحَّ بَدَنُهُ وَ صَفَا قَلْبُهُ.....[3]

جو شخص کم کھانا کھائے، اس کا بدن سالم رہتا ہے اور اس کا دل جلوہ گر ہوتا ہے۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

اَلْمَعِدَةُ حَوْضُ الْبَدَنِ، وَالْعُرُوقُ اِلَيْهَا وَارِدَةٌ. فَاِذَا صَحَّتِ الْمَعِدَةُ صَدَّرَتِ الْعُرُوقَ بِالصِّحَّةِ، وَاِذَا سَقِمَتِ الْمَعِدَةُ صَدَّرَتِ الْعُرُوقَ بِالسَّقَمِ.[4]

معدہ بدن کا حوض ہے اور رگیں بدن سے پیوستہ ہیں۔ پس جب معدہ سالم ہو تو رگیں بھی سالم رہتی ہیں اور جب معدہ بیمار ہو تو رگیں بھی بیمار ہو جاتی ہیں۔

پھر فرماتے ہیں:

اَلْمَعِدَةُ بَيْتُ كُلِّ دَاءٍ وَ الْحِمْيَةُ رَأْسُ كُلِّ دَوَاءٍ فَاَعْطِ نَفْسَكَ مَا عَوَّدْتَهَا.[5]

معدہ ہر درد کا گھر ہے اور پرہیز ہر علاج کی اساس ہے۔ پس ایسی چیز کھاؤ جو تمہارے لئے سازگار ہو۔

امام کاظم علیہ السلام فرماتے ہیں:

---

[1] الخصال/ ج۱/ ۲۲۹/ اربع خصال یستغنی بہا عن الطب..... ص:۲۲۸

[2] مکارم الاخلاق/ ۳۶۲/ فی معالجۃ المریض..... ص:۳۶۲

[3] الدعوات (للراوندی)/ سلوۃ الحزین/ النص/ ۷۷/ فصل فی خصال یستغنی بہا عن الطب..... ص:۴۷

[4] / ۵/ مقدمۃ الخرسان

[5] طب النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم/ ۱۹/ النص، بحار الانوار (ط- بیروت)/ ج۵۹/ ۲۹۰/ باب ۸۹ نادر..... ص:۲۸۹

اَلْمَعِدَةُ بَيْتُ الدَّاءِ.[1]

معدہ بیماریوں کا گھر ہے۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اِخْتِنُوا اَوْلَادَكُمْ فِي السَّابِعِ فَاِنَّهُ اَطْهَرُ وَ اَسْرَعُ لِنَبَاتِ اللَّحْمِ.[2]

بچے کی ولادت کے ساتویں دن اس کا ختنہ کرو اور یہ پاکیزگی کا باعث ہے اور اس سے گوشت بڑھتا ہے۔

۲۔ پیدل چلنا:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے:

سَافِرُوا تَصِحُّوا.[3]

سفر (پیدل چلا) کرو تا کہ تندرست رہو۔

امام سجاد علیہ السلام نے فرمایا:

حُجُّوا وَ اعْتَمِرُوا تَصِحَّ اَجْسَامُكُمْ.[4]

حج وعمرہ کرو تا کہ صحت وسلامت رہو۔

۳۔ شب بیداری:

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

قِيَامُ اللَّيْلِ مَصَحَّةُ الْبَدَنِ.[5]

شب بیداری بدن کی سلامتی کا باعث ہوتی ہے۔

۴۔ سکوت وخاموشی:

حضرت امیر علیہ السلام کا فرمان ہے:

---

[1] مکارم الاخلاق/ ۳۶۲/ فی معالجۃ المریض..... ص:۳۶۲

[2] مکارم الاخلاق/ ۲۳۰/ الفصل الثامن فی الختان وما یتعلق بہ..... ص:۲۲۹

[3] المحاسن/ ج ۲/ ۳۴۵/ ۱ باب فضل السفر ص:۳۴۵

[4] ثواب الاعمال وعقاب الاعمال/ النص/ ۴۷/ ثواب الحج والعمرۃ..... ص:۴۶

[5] تہذیب الاحکام (تحقیق خرسان)/ ج ۲/ ۱۲۱/ ۸۔ باب کیفیۃ الصلاۃ وصفتہا وشرح الاحدی وخمسین رکعۃ وترتیبہا والقراءۃ فیہا والتسبیح فی رکوعہا وسجودہا والقنوت فیہا والمفروض من ذلک والمسنون..... ص:۶۵

اَلسُّكُوتُ سَلَامَة.[1]

سکوت وخاموشی آرام کا باعث ہے۔

ایسے مواقع پر خاموشی اختیار کرنی چاہیے جہاں بات کرنا ضروری نہ ہو۔اس سے انسان کو آرام وسکون ملتا ہے۔اسی طرح بعض اوقات بات کرنے سے بُرے نتائج نکلتے ہیں جیسے دشمنی۔خاموشی اختیار کرنے سے انسان کا بدن بھی خطرے سے بچ جاتا ہے۔

بدن کے لئے آرام وسکون:

جسم وجان کی سلامتی کے علاوہ بدن کے اعضاء وجوارح کو آرام وسکون کی بھی ضرورت ہوتی ہے ضروری ہے کہ اعضائے بدن کے استعمال میں اعتدال سے کام لیا جائے۔

حضرت امیر علیہ السلام فرماتے ہیں:

.....فَلَا تَجُبَّ فَهْمَكَ بِالْاِلْحَاحِ عَلَى قَلْبِكَ فَاِنَّ لِكُلِّ عُضْوٍ مِنَ الْبَدَنِ اسْتِرَاحَةً.[2]

.....اپنے دل پر فشار وبوجھ نہ ڈالو کیونکہ اس سے فہم کم ہوجاتا ہے کیونکہ بدن کا ہر عضو آرام وسکون چاہتا ہے۔

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

مَنْ بَاتَ سَاهِراً فِي كَسْبٍ وَلَمْ يُعْطِ الْعَيْنَ حَظَّهَا مِنَ النَّوْمِ فَكَسْبُهُ ذٰلِكَ حَرَامٌ.[3]

اگر ایک شخص دن بھر کام کرتا رہے اور پھر نہ سونے سے آنکھوں کو آرام نہ ملے تو یہ اس کے لئے حرام ہے۔

نیز فرمایا:

الصُّنَّاعُ اِذَا سَهِرُوا اللَّيْلَ كُلَّهُ فَهُوَ سُحْتٌ.[4]

بیداری اور تمام رات کام کرنا کہ جس سے آنکھ کو سکون نہ مل سکے تو یہ حرام ہے۔

کچھ مقامات اس حکم سے خارج ہیں۔جیسے جنگ میں یا کسی کی حفاظت ونگہداری کے لئے جاگنا وغیرہ۔

امام کاظم علیہ السلام فرماتے ہیں:

رَأْسُ الْحِمْيَةِ الرِّفْقُ بِالْبَدَنِ.[5]

پرہیز کی اساس بدن کا علاج ہے۔

---

[1] تحف العقول/النص/۲۲۳/وروی عنہ ع فی قصار ہذہ المعانی..... ص:۲۰۰

[2] تصنیف غرر الحکم ودرر الکلم/۶۰/الفصل السابع فی الفہم..... ص:۶۰

[3] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ج۵/۱۲۷/باب السحت..... ص:۱۲۶

[4] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ج۵/۱۲۷/باب السحت..... ص:۱۲۶

[5] بحار الانوار (ط-بیروت)/ج۵۹/۱۴۱/باب ۵۵ الحمیۃ..... ص:۱۴۰

امام رضا علیہ السلام نے فرمایا:

اَنَّ النَّوْمَ ..... قِوَامُ الْجَسَدِ وَ قُوَّتُهُ.[1]

سونے سے انسان کو توانائی اور قدرت حاصل ہوتی ہے۔

بدن کو ضرر پہنچانے سے پرہیز:

حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں:

مَنْ كَتَمَ الْاَطِبَّاءَ مَرَضَهُ فَقَدْ خَانَ بَدَنَهُ.[2]

جو شخص ڈاکٹر کو اپنی بیماری کی درست تفصیل نہیں بتاتا اور ڈاکٹر سے چھپاتا ہے تو وہ شخص اپنے بدن سے خیانت کرتا ہے۔

امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

.....اِنَّمَا الْاِسْرَافُ فِيمَا اَفْسَدَ الْمَالَ وَ اَضَرَّ بِالْبَدَنِ.....[3]

.....اسراف ان امور میں ہے کہ جن سے مال نابود ہو جاتا ہے اور بدن کو نقصان پہنچتا ہے.....۔

بیماری سے پیشگی تحفظ:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اِنَّ اللّٰهَ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ لَيَدْفَعُ بِالصَّدَقَةِ الدَّاءَ.[4]

وہ خدا جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے صدقہ کے ذریعے بیماری کو ختم کر دیتا ہے۔

یعنی صدقہ دینے سے بیماری دوری ہوتی ہے۔

اسی طرح آپ نے فرمایا:

لَا يَبِيتَنَّ اَحَدُكُمْ وَ يَدُهُ غَمِرَةٌ فَاِنْ فَعَلَ فَاَصَابَهُ لَمَمُ الشَّيْطَانِ فَلَا يَلُومَنَّ اِلَّا نَفْسَهُ.[5]

آلودہ اور گندے ہاتھوں کی حالت میں نہ سونا، اگر کوئی ایسا کرتا ہے تو اس کے پاس شیطان آجاتا ہے اسے اپنے آپ کی ملامت کرنی چاہیے۔

---

[1] بحار الانوار (ط-بیروت)/ ج۵۹/ ۳۱۶/ باب ۹۰ آخر فی الرسالۃ المذہبۃ المعروفۃ بالذہبیۃ..... ص:۳۰۵

[2] عیون الحکم والمواعظ (للیثی)/ ۴۵۰/ الفصل الاول بالمیم المضمومۃ بلفظ من..... ص:۴۲۳

[3] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۴/ ۵۴/ باب فضل القصد..... ص:۵۲

[4] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۴/ ۵/ باب ان الصدقۃ تدفع البلاء..... ص:۵

[5] من لایحضرہ الفقیہ/ ج۴/ ۶/ باب ذکر جمل من مناہی النبی ص..... ص:۳

نیز فرمایا:

اَلْحِمْیَۃُ رَأْسُ کُلِّ دَوَاءٍ.[1]

کم کھانا کھانا تمام دواؤں کی جڑ ہے۔

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

قِلَّۃُ الْاَکْلِ یَمْنَعُ کَثِیراً مِنَ اَعْلَالِ الْجِسْمِ.[2]

کم کھانا کھانے سے بہت سی بیماریوں سے جسم محفوظ رہتا ہے۔

اسی طرح فرمایا:

تَوَقَّوُا الْبَرْدَ فِی اَوَّلِہٖ وَ تَلَقَّوْہُ فِی آخِرِہٖ فَاِنَّہٗ یَفْعَلُ بِالْاَبْدَانِ کَفِعْلِہٖ فِی الْاَشْجَارِ اَوَّلُہٗ یُحْرِقُ وَ آخِرُہٗ یُوْرِقُ.[3]

جب موسم سرما کا آغاز ہو تو پانے آپ کو بچاؤ۔لیکن موسم سرما کے آخر میں کوئی حرج نہیں ہے۔کیونکہ بدن کے ساتھ وہی ہوتا ہے جو درختوں کے ساتھ ہوتا ہے سرما کے آغاز میں پتے جھڑ جاتے ہیں اور سرما کے آخر میں دوبارہ پتے نکل آتے ہیں۔

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

تَقْلِیمُ الْاَظْفَارِ وَ اَخْذُ الشَّارِبِ مِنْ جُمُعَۃٍ اِلَی جُمُعَۃٍ اَمَانٌ مِنَ الْجُذَامِ.[4]

جو شخص جمعہ کے دن ناخن اور مونچھیں کٹواتا ہے وہ جذام سے محفوظ رہتا ہے۔

نیز فرمایا:

اَلْبَانُ الْبَقَرِ دَوَاءٌ، وَ سُمُونُہَا شِفَاءٌ، وَ لُحُومُہَا دَاءٌ.[5]

گائے کا دودھ دوا، اس کی چربی شفا اور اس کے گوشت سے بیماری ہوتی ہے۔

پھر فرمایا:

تَرْکُ الْعَشَاءِ مَہْرَمَۃٌ وَ یَنْبَغِی لِلرَّجُلِ اِذَا اَسَنَّ اَلَّا یَبِیتَ اِلَّا وَ جَوْفُہٗ مُمْتَلِئٌ مِنَ الطَّعَامِ.[6]

شام کا کھانا نہ کھانے سے بڑھاپا آتا ہے۔بوڑھے شخص کو رات کو زیادہ کھانا چاہیے۔

---

[1] طب النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم/ ۱۹/ النص

[2] تصنیف غرر الحکم ودرر الکلم/ ۳۲۰/ الفصل السابع فی الجوع..... ص:۳۲۰

[3] نہج البلاغۃ (للصبحی صالح)/ ۴۹۱/ [۱۲۴] ۱۲۸..... ص:۴۹۱

[4] الخصال/ ج ۱/ ۳۹/ خصلتان امان من الجذام..... ص:۳۹

[5] کافی (ط-دار الحدیث)/ ج ۱۲/ ۴۲۴/ ۵۸-باب لحم البقر وشحومہا..... ص:۴۲۳

[6] المحاسن/ ج ۲/ ۴۲۲/ ۲۶ باب الغداء والعشاء..... ص:۴۲۰

ایک حدیث میں ہے:

وَ اِیَّاکَ وَ شُرْبَ الْمَاءِ الْبَارِدِ وَ الْفُقَّاعِ فِی الْحَمَّامِ فَاِنَّهُ یُفْسِدُ الْمَعِدَةَ.[۱]

حمام میں سرد پانی نہ پیو کیونکہ اس سے معدہ خراب ہو جاتا ہے۔

اسی طرح روایت ہے کہ:

کَانَ اَمِیرُ الْمُؤْمِنِینَ علیہ السلام یَقُولُ اَلَا لَا یَسْتَلْقِیَنَّ اَحَدُکُمْ فِی الْحَمَّامِ فَاِنَّهُ یُذِیبُ شَحْمَ الْکُلْیَتَیْنِ.[۲]

حضرت امیر علیہ السلام فرمایا کرتے تھے حمام میں چت نہ لیٹا کرو کیونکہ اس سے پھیپھڑے خراب ہوتے ہیں۔

اسی طرح ارشاد ہے:

وَ صُبَّ الْمَاءَ الْبَارِدَ عَلَی قَدَمَیْکَ اِذَا خَرَجْتَ فَاِنَّهُ یَسُلُّ الدَّاءَ مِنْ جَسَدِکَ فَاِذَا لَبِسْتَ ثِیَابَکَ فَقُلِ اَللّٰهُمَّ اَلْبِسْنِی التَّقْوَی وَ جَنِّبْنِی الرَّدَی فَاِذَا فَعَلْتَ ذٰلِکَ اَمِنْتَ مِنْ کُلِّ دَاءٍ.[۳]

حمام سے نکلتے وقت پاؤں پر سرد پانی ڈالو کیونکہ ایسا کرنے سے بیماریاں ختم ہوتی ہیں اور جب تم لباس پہنو تو یہ پڑھو:

اَللّٰهُمَّ اَلْبِسْنِی التَّقْوَی وَ جَنِّبْنِی الرَّدَی.

(خدایا! مجھے لباس تقویٰ پہنا اور مجھے ہلاکت سے محفوظ رکھ)

جب تم ایسا کرو گے تو ہر قسم کی بیماری سے محفوظ رہو گے۔

اسی طرح روایت ہے کہ

خَرَجَ الصَّادِقُ علیہ السلام مِنَ الْحَمَّامِ فَلَبِسَ وَ تَعَمَّمَ قَالَ فَمَا تَرَکْتُ الْعِمَامَةَ عِنْدَ خُرُوجِی مِنَ الْحَمَّامِ فِی الشِّتَاءِ وَ الصَّیْفِ.[۴]

آپؑ حمام سے باہر آئے تو فوراً لباس و عمامہ پہنا اور فرمایا: میں نے سردیوں و گرمیوں میں حمام سے نکلتے وقت عمامہ پہننے کو ترک نہیں کیا۔

یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے حمام سے نکلتے وقت سر کو ڈھانپنا چاہیے۔

امام کاظم علیہ السلام فرماتے ہیں:

اَلْحَمَّامُ یَوْمٌ وَ یَوْمٌ لَا یُکْثِرُ اللَّحْمَ وَ اِدْمَانُهُ فِی کُلِّ یَوْمٍ یُذِیبُ شَحْمَ الْکُلْیَتَیْنِ.[۵]

---

[۱] من لایحضرہ الفقیہ/ ج۱/ ۱۱۳/ باب غسل یوم الجمعۃ ودخول الحمام وآدابہ وما جاء فی التنظیف والزینۃ..... ص:۱۱۰

[۲] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۶/ ۵۰۰/ باب الحمام..... ص:۴۹۶

[۳] الامالی (للصدوق)/ النص/ ۳۶۴/ المجلس الثامن والخمسون

[۴] من لایحضرہ الفقیہ/ ج۱/ ۱۱۷/ باب غسل یوم الجمعۃ ودخول الحمام وآدابہ وما جاء فی التنظیف والزینۃ..... ص:۱۱۰

[۵] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۶/ ۴۹۶/ باب الحمام..... ص:۴۹۶

ہر روز حمام جانے سے انسان موٹا ہوتا ہے، دن میں کئی بار حمام جانے سے پھیپھڑے خراب ہوتے ہیں۔

امام رضا علیہ السلام نے فرمایا:

وَ مَنْ اَرَادَ اَنْ لَا یَشْتَکِیَ مَثَانَتَهُ فَلَا یَحْبِسِ الْبَوْلَ وَلَوْ عَلَی ظَهْرِ دَابَّتِهِ.[1]

جب کوئی آدمی سوئے تو مثانہ میں درد نہ ہو اور پیشاب کو نہ روک رکھے اگر چہ سواری پر سوار ہی کیوں نہ ہو۔

نکتہ:

البتہ جو روایات بیان ہوئی ہیں وہ کلی ہیں۔ ان روایات کے علاوہ بعض قرآنی آیات بیماری وسلامتی یا ان کے عمر کے مراحل جغرافیائی لحاظ سے مشروط ہیں۔ ممکن ہے ایک جگہ درست ہوں لیکن بعض دوسری جگہ درست نہ ہوں۔

مثال کے طور پر حدیث میں آیا ہے کہ بوڑھا آدمی پیٹ بھر کر کھانا کھائے یہ اس لئے ہے کہ عموماً بوڑھے آدمی کم کھانا کھاتے ہیں۔ اس سے مراد پُرخوری نہیں ہے۔

اسی طرح چت لیٹنے کے بارے میں روایات میں آیا ہے کہ اسی طرح آیا ہے کہ گائے کا گوشت سے بیماری ہوئی ہے یہ کلی نہیں بلکہ آب وہوا اور منطقہ کے لحاظ سے فرق کرتا ہے۔

عوامل بیماری

۱۔ عوامل مادی:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

یَا عَلِیُّ تِسْعَةُ اَشْیَاءَ تُورِثُ النِّسْیَانَ اَکْلُ التُّفَّاحِ الْحَامِضِ وَ اَکْلُ الْکُزْبَرَةِ وَ الْجُبْنِ وَ سُؤْرِ الْفَأْرَةِ وَ قِرَاءَةُ کِتَابَةِ الْقُبُورِ وَ الْمَشْیُ بَیْنَ امْرَاَتَیْنِ وَ طَرْحُ الْقَمْلَةِ وَ الْحِجَامَةُ فِی النُّقْرَةِ وَ الْبَوْلُ فِی الْمَاءِ الرَّاکِدِ.[2]

اے علیؑ! نو چیزوں سے انسان میں نسیان وفراموشی آتی ہے۔ (۱) کھٹا سیب کھانا (۲) ہرا دھنیا (زیادہ) کھانا (۳) پنیر کھانا (۴) چوہے کا جھوٹا کھانا (۵) قبر کی تحریر پڑھنا (۶) دو عورتوں کے درمیان چلنا (۷) جوں کو (مارے بغیر) پھینک دینا (۸) گدی سے خون نکلونا (یعنی پس گردن حجامہ کروانا) (۹) کھڑے پانی میں پیشاب کرنا۔

---

[1] طب الامام الرضا علیہ السلام (الرسالۃ الذہبیۃ)/ النص/ ۳۵/ النص، بحار الانوار (ط۔ بیروت)/ ج۵۹/ ۳۲۳/ باب ۹۰ آخر فی الرسالۃ المذہبۃ المعروفۃ بالذہبیۃ..... ص:۳۰۵

[2] من لایحضرہ الفقیہ/ ج۴/ ۳۶۱/ باب النوادر وہو آخر ابواب الکتاب..... ص:۳۵۲

اسی طرح فرمایا:

خَمْسٌ خِصَالٍ تُورِثُ الْبَرَصَ النُّورَةُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَ يَوْمَ الْاَرْبِعَاءِ وَ التَّوَضُّؤُ وَ الِاغْتِسَالُ بِالْمَاءِ الَّذِی تُسَخِّنُهُ الشَّمْسُ وَ الْاَكْلُ عَلَى الْجَنَابَةِ وَ غِشْيَانُ الْمَرْاَةِ فِی اَيَّامِ حَيْضِهَا وَ الْاَكْلُ عَلَى الشِّبَعِ.[1]

پانچ چیزوں سے برص کی بیماری ہوتی ہے جمعہ اور بدھ کے علاوہ کسی اور دن نورہ استعمال کرنا، سورج کے گرم پانی سے وضو یا غسل کرنا، حالت جنابت میں کھانا کھانا، حالت حیض میں جماع کرنا، سیر ہوکر کھانے کے بعد دوبارہ کھانا۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَصُّوا الْمَاءَ مَصّاً وَلَا تَعُبُّوهُ عَبّاً فَاِنَّهُ يَاْخُذُ مِنْهُ الْكُبَادُ.[2]

پانی گھونٹ گھونٹ کرکے پینا چاہئے ایک دفعہ میں نہ پئیں، کیونکہ یہ جگر کی بیماری کا باعث ہے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کا ارشاد ہے:

اِيَّاكُمْ وَ الْجُلُوسَ فِی الشَّمْسِ فَاِنَّهَا تُبْلِی الثَّوْبَ وَ تُنْتِنُ الرِّيحَ وَ تُظْهِرُ الدَّاءَ الدَّفِينَ.[3]

سورج کے نیچے بیٹھنے سے پرہیز کرو کیونکہ لباس خراب ہوتا ہے بدن میں بو آتی ہے اور چھپی بیماری آشکار ہوجاتی ہے۔

نکتہ:

یہ روایات بھی زمان ومکان کے لحاظ سے فرق کرتی ہیں مثال کے طور پر سورج کی روشنی میں نہ بیٹھنا ممکن ہے یہ ایک خاص زمان ومکان ہو۔ بعض اوقات سورج کی روشنی میں بیٹھنے سے جراثیم ختم ہوتے ہیں۔

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

مَنْ غَرَسَ فِی نَفْسِهِ مَحَبَّةَ اَنْوَاعِ الطَّعَامِ اجْتَنَى ثِمَارَ فُنُونِ الْاَسْقَامِ.[4]

جس شخص میں رنگارنگ کھانے کھانے کی ہوس وہ مختلف بیماریوں میں مبتلا ہوجاتا ہے۔

نیز فرمایا:

لَا تَطْلُبِ الْحَيَاةَ لِتَاْكُلَ بَلْ اُطْلُبِ الْاَكْلَ لِتَحْيَا.[5]

تمہاری زندگی کھانے کے لئے نہ ہو بلکہ کھانا زندگی کے لئے ہو۔

یعنی کھانے کے لئے نہ جیو بلکہ جینے کے لئے کھاؤ۔

---

[1] الخصال/ ج۱/ ۲۷۰/ خمس خصال تورث البرص..... ص:۲۷۰

[2] المحاسن/ ج۲/ ۵۷۵/ ۶ باب شرب الماء..... ص:۵۷۵

[3] الجامع الصغیر، ج۱،/ص ۴۵۰

[4] عیون الحکم والمواعظ (للیثی)/ ۴۲۶/ الفصل الاول بالمیم المفتوحۃ بلفظ من..... ص:۴۲۳

[5] شرح نہج البلاغۃ لابن ابی الحدید/ ج۲۰/ ۳۳۳/ الحکم المنسوبۃ..... ص:۲۵۳

اسی طرح فرمایا:

الْمَعِدَةُ بَيْتُ الْاَدْوَاءِ وَ الْحِمْيَةُ رَأْسُ الدَّوَاءِ وَ عَوِّدْ كُلَّ بَدَنٍ مَا اعْتَادَ لَا صِحَّةَ مَعَ التُّخَمِ لَا مَرَضَ اَضْنَى مِنْ قِلَّةِ الْعَقْلِ.[1]

یعنی معدہ بیماریوں کا گھر اور کم کھانا خود علاج ہے، تندرستی اور پرخوری جمع نہیں ہوسکتے۔ کوئی بیماری نہیں آتی مگر اس کے ساتھ کم عقلی بھی ہوتی۔

اسی طرح فرمایا:

اِذَا اشْتَرَى اَحَدُكُمُ اللَّحْمَ فَلْيُخْرِجْ مِنْهُ الْعُدَدَ فَاِنَّهُ يُجَرِّكُ عِرْقَ الْجُذَامِ.[2]

جب بھی گوشت خریدو اس میں سے غدود جدا کرلو کیونکہ اس سے جذام پیدا ہوتا ہے۔

اسی طرح روایت ہے کہ

طُولُ الْجُلُوسِ عَلَى الْخَلَاءِ يُورِثُ الْبَوَاسِيرَ.[3]

بیت الخلاء میں زیادہ بیٹھنے سے بواسیر ہوتی ہے۔

امام باقر علیہ السلام نے فرمایا:

يُكْرَهُ السِّوَاكُ فِي الْحَمَّامِ لِاَنَّهُ يُورِثُ وَبَاءَ الْاَسْنَانِ.[4]

حمام میں مسواک کرنا مکروہ ہے کیونکہ اس سے دانتوں کی بیماری ہوتی ہے۔

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

ثَلَاثَةٌ يَهْدِمْنَ الْبَدَنَ وَ رُبَّمَا قَتَلْنَ اَكْلُ الْقَدِيدِ الْغَابِّ.[5]

نمک لگا خشک گوشت (سورج کی روشنی میں) بدن کو خراب کرتا ہے اور بعض اوقات اس سے آدمی مرجاتا ہے اور اس کے کھانے سے انسان جلدی بوڑھا ہوتا ہے۔

یعنی ایسا گوشت جو نمک لگا کر خشک کیا گیا ہو اس کا استعمال انسانی کھال اور ہڈیوں کے جوڑوں کے لئے نقصان دہ ہے۔ خاص طور پر جب اس کا استعمال زیادہ ہو۔ یہ بھی ممکن ہے کہ بعض علاقوں میں اس کا اثر بہت زیادہ اور تیزی سے ہوتا ہو۔ (مجاہد حسین حرّ)

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

ثَلَاثَةٌ يَهْدِمْنَ الْبَدَنَ وَ رُبَّمَا قَتَلْنَ دُخُولُ الْحَمَّامِ عَلَى الْبِطْنَةِ وَ الْغِشْيَانُ عَلَى الِامْتِلَاءِ وَ نِكَاحُ

---

[1] الدعوات (للراوندی)/سلوۃ الحزین/النص/۷۷/فصل فی خصال یستغنی بہا عن الطب..... ص:۴۷

[2] علل الشرائع/ج۲/۵۶۱/۳۵۶ باب العلۃ التی من اجلہا یکرہ اکل الغدد..... ص:۵۶۱

[3] علل الشرائع/ج۱/۲۷۸/۱۸۷ باب العلۃ التی من اجلہا یکرہ طول الجلوس علی الخلاء..... ص:۲۷۸

[4] من لایحضرہ الفقیہ/ج۱/۵۴/باب السواک..... ص:۵۲

[5] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ج۶/۳۱۴/باب القدید..... ص:۳۱۴

الْعَجَائِزِ.[1]

تین چیزیں بدن کے لئے نقصاندہ ہیں اور موت کا موجب ہیں:

(۱) پیٹ بھر کر کھانا کھا کر حمام جانا

(۲) کھانا کھا کر جماع کرنا

(۳) بوڑھی عورت سے جماع کرنا۔

روایات میں ملتا ہے کہ::

.....وَمَنْ كَثُرَ طَعَامُهُ سَقُمَ بَدَنُهُ وَقَسَا قَلْبُهُ.[2]

زیادہ کھانے سے بدن بیمار ہوتا ہے اور انسان سنگدل ہوجاتا ہے۔

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

وَ اَمَّا الَّتِي يُهْزِلْنَ فَاِدْمَانُ اَكْلِ الْبَيْضِ وَ السَّمَكِ وَ الطَّلْعِ.[3]

تین چیزوں کو زیادہ کھانے سے انسان کمزور ہوجاتا ہے:

(۱) انڈا (۲) مچھلی (۳) کچی کھجور

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

وَلَا تُسَرِّحْ فِي الْحَمَّامِ فَاِنَّهُ يُرَقِّقُ الشَّعْرَ.[4]

حمام میں کنگھی کرنے سے بال کمزور ہوجاتے ہیں۔

امام رضا علیہ السلام نے فرمایا:

وَ مَنْ اَرَادَ اَنْ لَا تُؤْذِيَهُ مَعِدَتُهُ فَلَا يَشْرَبْ عَلَى طَعَامِهِ مَاءً حَتَّى يَفْرُغَ مِنْهُ وَ مَنْ فَعَلَ ذٰلِكَ رَطِبَ بَدَنُهُ وَ ضَعُفَ مَعِدَتُهُ وَلَمْ تَأْخُذِ الْعُرُوقُ قُوَّةَ الطَّعَامِ.....[5]

جو شخص چاہتا ہے کہ اس کے معدہ میں تکلیف نہ ہو، اُسے کھانے کے بعد پانی نہیں پینا چاہیے اور اگر کسی نے ایسا کیا تو اس کا معدہ مرطوب و کمزور ہوجاتا ہے اور کھانے کی طاقت کو رگیں دریافت نہیں کرسکتیں۔

آپ علیہ السلام فرماتے ہیں:

وَ احْذَرْ اَنْ تَجْمَعَ بَيْنَ الْبَيْضِ وَ السَّمَكِ فِي الْمَعِدَةِ فِي وَقْتٍ وَاحِدٍ فَاِنَّهُمَا مَتَى اجْتَمَعَا فِي جَوْفِ

---

[1] من لایحضرہ الفقیہ/ ج ۳/ ۵۵۵/ باب النوادر..... ص:۵۵۱

[2] الدعوات (للراوندی)/ سلوۃ الحزین/ النص/ ۷۷/ فصل فی خصال یستغنی بہا عن الطب..... ص:۷۴

[3] الخصال/ ج ۱/ ۱۵۵/ ثلاثۃ لایؤکلن فیسمن وثلاثۃ یؤکلن فیہزلن..... ص:۱۵۵

[4] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۶/ ۵۰۱/ باب الحمام..... ص:۴۹۶

[5] طب الامام الرضا علیہ السلام (الرسالۃ الذہبیۃ)/ النص/ ۳۵/ النص

الْاِنْسَانِ وَلَّدَا عَلَيْهِ الْبِقْرِسَ وَ الْقُولَنْجَ وَ الْبَوَاسِيرَ وَ وَجَعَ الْاَضْرَاسِ.[1]

ڈرواس سے کہ تم جمع کرو انڈے اور مچھلی کو اپنے معدہ میں ایک ہی وقت میں کیونکہ یہ دونوں جب انسان کے شکم میں جمع ہوتی ہیں قولنج، بواسیر اور دانتوں میں درد کا موجب بنتی ہیں۔

نیز فرماتے ہیں کہ

وَ اَكْلُ اللَّحْمِ النِّيِّ يُوَلِّدُ الدُّودَ فِي الْبَطْنِ.[2]

کچا گوشت کھانے سے شکم میں کیڑے پیدا ہوتے ہیں۔

عوامل غیر مادی:

امام رضا علیہ السلام نے فرمایا:

كُلَّمَا اَحْدَثَ الْعِبَادُ مِنَ الذُّنُوبِ مَا لَمْ يَكُونُوا يَعْمَلُونَ اَحْدَثَ اللهُ لَهُمْ مِنَ الْبَلَاءِ مَا لَمْ يَكُونُوا يَعْرِفُونَ.[3]

جب بھی لوگ گناہوں میں مبتلا ہوتے ہیں اور وہ اپنے عمل (کی سنگینی) کو نہیں جانتے تو خدا انہیں بلا (بیماری) میں مبتلا کر دیتا ہے یہاں تک کہ وہ اسے جان نہ لیں۔

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

اِنَّ اللهَ عَزَّ وَ جَلَّ بَعَثَ نَبِيّاً مِنْ اَنْبِيَائِهِ اِلَى قَوْمِهِ وَ اَوْحَى اِلَيْهِ اَنْ قُلْ لِقَوْمِكَ اِنَّهُ لَيْسَ مِنْ اَهْلِ قَرْيَةٍ وَ لَا اُنَاسٍ كَانُوا عَلَى طَاعَتِي فَاَصَابَهُمْ فِيهَا سَرَّاءُ فَتَحَوَّلُوا عَمَّا اُحِبُّ اِلَى مَا اَكْرَهُ اِلَّا تَحَوَّلْتُ لَهُمْ عَمَّا يُحِبُّونَ اِلَى مَا يَكْرَهُونَ.....[4]

اللہ تعالیٰ نے انبیاء میں سے ایک نبی کو اپنی قوم کی طرف مبعوث کیا اور ان پر وحی کی اور حکم دیا کہ اپنی قوم کو بتا دو اس بستی میں جو بھی میری فرمانبرداری کرے گا اسے خوشحالی اور فراوانی نصیب ہوگی، پس وہ کیسے دوست ہیں جو میرے ساتھ دشمنی (نافرمانی) کریں اور میں کیسا ہوں گا کہ انہیں فرمانبرداری پر ناخوش کروں (یعنی جب لوگ میری اطاعت کریں گے تو انہیں بیماریوں سے محفوظ رکھوں گا)۔

نیز فرمایا:

---

[1] مستدرک الوسائل ومستنبط المسائل/ ج۱۶/ ۳۵۹/ ۳۰-باب البیض..... ص:۳۵۸

[2] بحار الانوار (ط-بیروت)/ ج۵۹/ ۳۲۱/ باب ۹۰ آخر فی الرسالۃ المذہبۃ المعروفۃ بالذہبیۃ..... ص:۳۰۵

[3] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۲/ ۲۷۵/ باب الذنوب..... ص:۲۶۸

[4] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۲/ ۲۷۴/ باب الذنوب..... ص:۲۶۸

وَاِنَّ عَمَلَ الشَّرِّ اَسْرَعُ فِی صَاحِبِهٖ مِنَ السِّكِّيْنِ فِی اللَّحْمِ.[1]
گناہ کا اثر اتنا جلدی ہوتا ہے کہ جیسے چھری گوشت کو کاٹ دیتی ہے۔

دوا اور علاج:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اَرْبَعٌ مِنْ كُنُوزِ الْجَنَّةِ كِتْمَانُ الْفَاقَةِ وَ كِتْمَانُ الصَّدَقَةِ وَ كِتْمَانُ الْمُصِيبَةِ وَ كِتْمَانُ الْوَجَعِ.[2]
چار چیزیں جنتی خزانہ ہیں: اپنے فقر و فاقہ کو چھپانا، صدقہ کو چھپا کر دینا، بیماری پر واویلا نہ کرنا اور درد کو چھپانا (یعنی شور شرابا نہ کرنا)۔

یاد رہے کہ یہاں بیماری کو چھپانا کہا گیا ہے اس سے مراد یہ نہیں کہ اس کا علاج نہ کروایا جائے اور بیماری کو چھپایا جائے بلکہ مقصود یہ ہے کہ بیماری کا علاج تو اپنی جگہ واجب ہے لیکن اس کا بلا وجہ واویلا نہ کیا جائے کہ ہر ایک سے کہتا پھرے۔

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

اِمْشِ بِدَائِكَ مَا مَشَى بِكَ.[3]
جتنا ممکن ہو سکے درد کو برداشت کرو۔

اسی طرح آپ علیہ السلام نے فرمایا:

اَلْمُسْلِمُ حَتَّى يَغْلِبَ مَرَضُهُ صِحَّتَهُ.[4]
مسلمان عام (موسمی) بیماری کے درد کو برداشت کرتا ہے اور علاج نہیں کرتا۔

حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

لَا تَكْرَهُوا الدَّمَامِيلَ فَاِنَّهَا اَمَانٌ مِنَ الْبَرَصِ.[5]
(موسمی) پھنسنیوں کو برا شمار نہ کرو کیونکہ یہ برص کے مرض کو ختم کرنے کا سبب بنتی ہیں۔

حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں:

كَانَ رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لَا يَتَدَاوَى مِنَ الزُّكَامِ وَ يَقُولُ مَا مِنْ اَحَدٍ اِلَّا وَ بِهٖ عِرْقٌ مِنَ الْجُذَامِ فَاِذَا

---

[1] بحار الانوار (ط-بیروت)/ ج ۷۰/ ۳۵۸/ باب ۱۳۷ الذنوب وآثارہا والنہی عن استصغارہا..... ص: ۳۰۸
[2] الدعوات (للراوندی)/ سلوۃ الحزین/ النص/ ۱۶۴/ فصل فی صلاۃ المریض وصلاحہ وادبہ ودعاۂ عند المرض..... ص: ۱۶۳
[3] نہج البلاغۃ (للصبحی صالح)/ ۴۷۲/ ۲۷-..... ص: ۴۷۲
[4] تحف العقول/ النص/ ۱۱۰/ آدابہ ع لاصحابہ وہی اربعمائۃ باب للدین والدنیا..... ص: ۱۰۰
[5] الخصال/ ج ۱/ ۲۱۰/ قول النبی ص لاتکرہوا اربعۃ فانہا لاربعۃ..... ص: ۲۱۰

اَصَابَهُ الزُّكَامُ قَمَعَهُ.[1]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زکام کا علاج نہیں کرواتے تھے اور فرماتے تھے کہ جس کے بدن میں جذام کی رگ ہو جب اسے زکام لگتا ہے جذام کو ختم کر دیتا ہے۔

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

.....وَ اجْتَنِبِ الدَّوَاءَ مَا احْتَمَلَ بَدَنُكَ الدَّاءَ.[2]

.....درد برداشت کرو اور دارو سے پرہیز کرو۔

نیز فرمایا:

مَنْ ظَهَرَتْ صِحَّتُهُ عَلَى سُقْمِهِ فَيُعَالِجُ بِشَيْءٍ فَمَاتَ فَأَنَا إِلَى اللهِ مِنْهُ بَرِيءٌ.[3]

جو شخص صحت مند ہو لیکن پھر بھی دوا استعمال کرتا ہو تو وہ اس کے اثر سے مر جائے گا۔ میں خدا کے نزدیک اس سے بیزار ہوں۔

امام کاظم علیہ السلام نے فرمایا:

لَيْسَ مِنْ دَوَاءٍ إِلَّا وَ هُوَ يُهَيِّجُ دَاءً وَ لَيْسَ شَيْءٌ فِي الْبَدَنِ أَنْفَعَ مِنْ إِمْسَاكِ الْيَدِ إِلَّا عَمَّا يُحْتَاجُ إِلَيْهِ.[4]

دوا سے درد بڑھتا ہے اس لئے جہاں تک ممکن ہو درد کو برداشت کرو اور دوا نہ کھاؤ۔

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

لَا تَنْفَعُ الْحُمَيَّةُ لِمَرِيضٍ بَعْدَ سَبْعَةِ أَيَّامٍ.[5]

(موسمی بیماری میں) سات دن تک علاج سے پرہیز مریض کے لئے فائدہ مند ہے۔

لازمی علاج:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

تَدَاوَوْا فَإِنَّ اللهَ عَزَّ وَ جَلَّ لَمْ يُنْزِلْ دَاءً إِلَّا وَ أَنْزَلَ لَهُ شِفَاءً.[6]

---

[1] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۸/ ۳۸۲/ خطبۃ لامیر المؤمنین ع..... ص:۳۶۰

[2] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۶/ ۳۸۲/ باب کثرۃ شرب الماء..... ص:۳۸۲

[3] الخصال/ ج۱/ ۲۶/ فی من ظہرت صحتہ علی سقمہ فیعالج بشیء فمات..... ص:۲۶

[4] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۸/ ۲۷۳/ حدیث نوح ع یوم القیامۃ..... ص:۲۶۷

[5] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۸/ ۲۹۱/ حدیث نوح ع یوم القیامۃ..... ص:۲۶۷

[6] مکارم الاخلاق/ ۳۶۲/ فی معالجۃ المریض..... ص:۳۶۲

اپنا علاج کرو کیونکہ خدا نے کوئی ایسا درد نہیں بھیجا جس کا علاج نہ ہو۔

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

مَنْ كَتَمَ الْاَطِبَّاءَ مَرَضَهُ فَقَدْ خَانَ بَدَنَهُ.[1]

جس شخص نے ڈاکٹر سے بیماری کو چھپایا اس نے اپنے بدن سے خیانت کی۔

لیکن دوسرے لوگوں سے بیماری کو چھپانا اور اس کا شکوہ نہ کرنا جنتی خزانہ ہے۔[2]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

اِنَّ نَبِيّاً مِنَ الْاَنْبِيَاءِ مَرِضَ فَقَالَ لَا اَتَدَاوَى حَتّٰى يَكُونَ الَّذِي اَمْرَضَنِي هُوَ الَّذِي يَشْفِينِي فَاَوْحَى اللهُ عَزَّ وَ جَلَّ لَا اَشْفِيكَ حَتّٰى تَتَدَاوَى فَاِنَّ الشِّفَاءَ مِنِّي.

ایک نبی بیمار ہو گئے اور کہا: میں دوا دارو نہیں کروں گا حتیٰ کہ جس نے مجھے بیماری دی وہی شفا دے گا۔ خدا نے اس پر وحی نازل فرمائی: جب تک تم نے علاج نہ کرایا میں تمہیں شفا نہیں دوں گا۔ بے شک شفا میں ہی دیتا ہوں۔[3]

یونس بن یعقوب کہتا ہے:

سَاَلْتُ اَبَا عَبْدِ اللهِ عليه السلام عَنِ الرَّجُلِ يَشْرَبُ الدَّوَاءَ وَ رُبَّمَا قُتِلَ وَ رُبَّمَا سَلِمَ مِنْهُ وَ مَا يَسْلَمُ اَكْثَرُ قَالَ فَقَالَ اَنْزَلَ اللهُ الدَّوَاءَ وَ اَنْزَلَ الشِّفَاءَ وَ مَا خَلَقَ اللهُ دَاءً اِلَّا وَ جَعَلَ لَهُ دَوَاءً فَاشْرَبْ وَ سَمِّ اللهَ تَعَالٰى.

میں نے امام صادق علیہ السلام سے پوچھا: ایک شخص دوا کھاتا ہے کبھی مر جاتا ہے اور کبھی سالم ہو جاتا ہے۔ (اس کی وجہ کیا ہے؟)

آپ نے فرمایا:

خدا نے دارو کو بنایا اور اس میں شفا کو رکھا۔ خدا نے ہر درد کی دوا بھیجی ہے پس دارو کھاؤ اور خدا کا نام لو یعنی خدا سے شفا طلب کرو۔[4]

روایت ہے کہ:

اَنَّهُ كَانَ اِذَا رَاَى الْمَرِيضَ قَدْ بَرَاَ مِنَ الْعِلَّةِ قَالَ يُهَنِّيكَ الطَّهُورُ مِنَ الذُّنُوبِ.

---

[1] عیون الحکم والمواعظ (للیثی) / ۴۵۰ / الفصل الاول بالمیم المفتوحۃ بلفظ من..... ص: ۴۲۳

[2] وَ قَالَ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اَرْبَعٌ مِنْ كُنُوزِ الْجَنَّةِ كِتْمَانُ الْفَاقَةِ وَ كِتْمَانُ الصَّدَقَةِ وَ كِتْمَانُ الْمُصِيبَةِ وَ كِتْمَانُ الْوَجَعِ (الدعوات (للراوندی) / سلوۃ الحزین / النص / ۱۶۴ / فصل فی صلاۃ المریض وصلاحہ وادبہ ودعاءہ عند المرض..... ص: ۱۶۳)

[3] مکارم الاخلاق / ۳۶۲ / فی معالجۃ المریض..... ص: ۳۶۲

[4] وسائل الشیعۃ / ج ۲۵ / ۲۲۳ / ۱۳۴ - باب جواز التداوی بغیر الحرام لا بہ وجواز بط الجرح والکی بالنار وسقی الدواء من السموم کالاسحیقون والغاریقون وان احتمل الموت منہ وکذا قطع العرق والسعوط والحجامۃ والنورۃ والحقنۃ..... ص: ۲۲۱

امام سجاد علیہ السلام جب صحت یاب ہوجاتے تھے تو فرماتے: گناہوں سے پاک ہونے کی مبارک ہو۔[1]

علاج کے طریقے:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

لَكِنَّا اَهْلُ بَيْتٍ لَا نَحْتَمِي اِلَّا مِنَ التَّمْرِ ..... قَالَ لِاَنَّ نَبِيَّ اللهِ حَمَى عَلِيّاً عليه السلام مِنْهُ فِي مَرَضِهِ.

ہم اہل بیتؑ بیماری میں صرف کھجور سے پرہیز کرتے ہیں کیونکہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام کو ان کی بیماری کے دوران کھجور سے پرہیز فرمایا۔[2]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

يَا عَلِيُّ ابْدَأْ بِالْمِلْحِ وَ اخْتِمْ بِهِ فَاِنَّ الْمِلْحَ شِفَاءٌ مِنْ سَبْعِينَ دَاءً اَذَلُّهَا الْجُنُونُ وَ الْجُذَامُ وَ الْبَرَصُ.

اے علیؑ! تمہارے کھانے کا آغاز اور اختتام نمک کے ساتھ ہونا چاہیے کیونکہ نمک ستر بیماریوں کا علاج ہے۔ جیسے جنون، جذام اور برص وغیرہ۔[3]

فرمان نبویؐ ہے:

اِسْتَنْجُوْا بِالْمَآءِ الْبَارِدِ فَاِنَّهٗ مُصَحَّةٌ لِلْبَوَاسِيْرِ.

ٹھنڈے پانی سے استنجا کرو کیونکہ یہ بواسیر کا علاج ہے۔[4]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

اَلْمَاءُ الْبَارِدُ ..... يُذِيبُ الطَّعَامَ فِي الْمَعِدَةِ .....

ٹھنڈا پانی ..... معدے میں غذا کو ہضم کرتا ہے ..... ۔[5]

امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے فرمایا:

لَا يَذْهَبُ بِالْاَدْوَاءِ اِلَّا الدُّعَاءُ وَ الصَّدَقَةُ وَ الْمَاءُ الْبَارِدُ.

تین چیزوں سے بیماریوں کا علاج کریں:

---

[1] عیون اخبار الرضا علیہ السلام/ ج ۲/ ۴۵/ ۳۱ باب فیما جاء عن الرضا ع من الاخبار المجموعۃ ..... ص: ۲۴

[2] الکافی (ط- الاسلامیۃ)/ ج ۸/ ۲۹۱/ حدیث نوح ع یوم القیامۃ ..... ص: ۲۶۷

[3] تحف العقول/ النص/ ۱۲/ وصیۃ اخری الی امیر المومنین ع مختصرۃ ..... ص: ۱۰

[4] الجامع الصغیر، ج ۱، ص ۱۵۳

[5] مکارم الاخلاق/ ۱۵۶/ فی الماء البارد ..... ص: ۱۵۶

(۱) دعا (۲) صدقہ (۳) ٹھنڈا پانی۔[۱]

امام رضا علیہ السلام نے فرمایا:

اَلْمَاءُ الْمَغْلِيُّ يَنْفَعُ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ وَ لَا يَضُرُّ مِنْ شَيْءٍ.

گرم پانی ہر چیز کے لئے مفید ہے اور اس کا کوئی نقصان نہیں ہوتا۔[۲]

روایت ہے کہ:

دَخَلَ رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عَلَى عَلِيِّ بْنِ اَبِي طَالِبٍ عليه السلام وَ هُوَ مَحْمُومٌ فَاَمَرَهُ اَنْ يَاْكُلَ الْعُبَيْرَاءَ.

ایک دن رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت علی علیہ السلام کے پاس تشریف لائے، حضرت علی علیہ السلام بخار میں مبتلا تھے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں انار کھانے کا مشورہ دیا۔[۳]

حضرت امیر علیہ السلام فرماتے ہیں:

اِكْسِرُوا حَرَّ الْحُمَّى بِالْبَنَفْسَجِ وَ الْمَاءِ الْبَارِدِ.

ہم اہل بیتؑ بخار کا علاج ٹھنڈے پانی اور سیب کھانے سے کرتے ہیں۔[۴]

امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

اِنَّا اَهْلُ بَيْتٍ لَا نَتَدَاوَى اِلَّا بِاِفَاضَةِ الْمَاءِ الْبَارِدِ يُصَبُّ عَلَيْنَا وَ اَكْلِ التُّفَّاحِ.

ہم اہل بیتؑ بخار کو بنفشہ اور ٹھنڈے پانی سے دور کرتے ہیں اور سیب کے ذریعے علاج کرتے ہیں۔[۵]

نیز فرمایا:

كُلِ التُّفَّاحَ فَاِنَّهُ يُطْفِئُ الْحَرَارَةَ وَ يُبَرِّدُ الْجَوْفَ وَ يَذْهَبُ بِالْحُمَّى.

سیب کھانے سے بدن کی حرارت دور ہوتی ہے اور بدن کا اندرونی حصہ ٹھنڈا ہوتا ہے اور بخار کو ختم کرتا ہے۔[۶]

نیز فرمایا:

اسْحَقِ السُّكَّرَ ثُمَّ امْخُضْهُ بِالْمَاءِ وَ اشْرَبْهُ عَلَى الرِّيقِ وَ عِنْدَ الْمَسَاءِ.

بخار کے علاج کے لئے چینی کو پانی میں حل کر کے ناشتہ کے وقت اور غروب کے وقت پئیں۔[۷]

---

[۱] الفقہ المنسوب الی الامام الرضا علیہ السلام/ ۳۴۷/ ۹۲ باب فضل الدعاء

[۲] مکارم الاخلاق/ ۱۵۷/ فی الماء المغلی..... ص:۱۵۷

[۳] صحیفۃ الامام الرضا علیہ السلام/ ۸۰/ متن الصحیفۃ

[۴] تحف العقول/ النص/ ۱۱۰/ آداب ع لاصحابہ وہی اربعمائۃ باب للدین والدنیا..... ص:۱۰۰

[۵] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۶/ ۳۵۶/ باب التفاح..... ص:۳۵۵

[۶] المحاسن/ ج۲/ ۵۵۱/ ۱۱۵ باب التفاح..... ص:۵۵۱

[۷] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۸/ ۲۶۵/ حدیث القباب..... ص:۲۳۱

پھر فرمایا:

الْمَشْطُ لِلرَّأْسِ يَذْهَبُ بِالْوَبَاءِ قَالَ قُلْتُ: وَمَا الْوَبَاءُ قَالَ الْحُمَّى.

سر میں کنگھی کرنے سے بیماری ختم ہوجاتی ہے۔ پوچھا گیا: کونسی بیماری؟ فرمایا: بخار۔[1]

امام ہادی علیہ السلام نے فرمایا:

خَيْرُ الْأَشْيَاءِ لِلْحُمَّى الرِّبْحِ أَنْ يُؤْكَلَ فِي يَوْمِهَا الْفَالُوذَجُ الْمَعْمُولُ بِالْعَسَلِ وَيُكْثِرُ زَعْفَرَانَهُ وَلَا يُؤْكَلُ فِي يَوْمِهَا غَيْرُهُ.

ملیریا بخار کے علاج کے لئے بہترین چیز یہ ہے کہ شہد اور زعفران کے ساتھ فالودہ کھائیں اور اس دن اس کے علاوہ کوئی اور چیز نہ کھائیں۔[2]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

احْتَجِمُوا إِذَا هَاجَ بِكُمُ الدَّمُ فَإِنَّ الدَّمَ رُبَّمَا تَبَيَّغَ بِصَاحِبِهِ فَيَقْتُلُهُ.

جب بھی بلڈ پریشر زیادہ ہوجائے تو حجامۃ کرائیں کیونکہ بلڈ پریشر بعض اوقات موت کا سبب بنتا ہے۔[3]

حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا:

الْحِجَامَةُ تُصِحُّ الْبَدَنَ وَتَشُدُّ الْعَقْلَ.

حجامۃ بدن کی سلامتی کا سبب ہے اور اس سے عقل قوی ہوتی ہے۔[4]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

طِبُّ الْعَرَبِ فِي ثَلَاثَةٍ شَرْطَةِ الْحَجَّامِ وَالْحُقْنَةِ وَآخِرُ الدَّوَاءِ الْكَيُّ.

تین چیزوں سے علاج ہوتا ہے:

(۱) ناک میں قطرے (۲) حجامۃ (۳) نورہ[5]

اسی طرح فرمایا:

الدَّوَاءُ أَرْبَعَةٌ السَّعُوطُ وَالْحِجَامَةُ وَالنُّورَةُ وَالْحُقْنَةُ.

بہترین علاج یہ چار (طریقے) ہیں:

(۱) ناک میں قطرے ڈالنا (۲) حجامت

---

[1] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۶/ ۴۸۸/ باب التمشط ص:۴۸۸

[2] بحار الانوار (ط-بیروت)/ ج۵۹/ ۱۰۰/ باب ۵۳ علاج الحمی والیرقان وکثرۃ الدم وبیان علاماتہا..... ص:۹۳

[3] مستدرک الوسائل ومستنبط المسائل/ ج ۱۳/ ۸۰/ ۱۱-باب استحباب الحجامۃ ووقتہا وآدابہا..... ص:۷۷

[4] تحف العقول/ النص/ ۱۰۰/ آدابہ ع لاصحابہ وہی اربعمائۃ باب للدین والدنیا..... ص:۱۰۰

[5] وسائل الشیعۃ/ ج ۲۵/ ۲۳۶/ ۱۳۶-باب نبذۃ مما ینبغی التداوی بہ وما یجوز منہ..... ص:۲۲۴

(۳) حمام جانا۔ (۴) حقنہ [۱]

نیز فرمایا:

مِنْ دَوَاءِ الْاَنْبِيَاءِ الْحِجَامَةُ وَ النُّورَةُ وَ السُّعُوطُ.

یہ علاج انبیاء کی سنت ہیں:

(۱) حجامۃ (۲) نورہ (۳) ناک میں قطرے ڈالنا۔ [۲]

امام باقر علیہ السلام نے فرمایا:

طِبُّ الْعَرَبِ فِي ثَلَاثَةٍ شَرْطَةِ الْحَجَّامِ وَ الْحُقْنَةِ وَ آخِرُ الدَّوَاءِ الْكَيُّ.

عربوں میں تین علاج تھے:

(۱) گندہ خون نکالنا (۲) زائد بالوں کا صاف کرنا

(۳) داغ لگانا۔ [۳]

امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے فرمایا:

اِنَّ الْاِجَّاصَ الطَّرِيَّ يُطْفِئُ الْحَرَارَةَ.

نرم اور تازہ ناشپاتی بدن کی حرارت کو خاموش کر دیتی ہے۔ [۴]

امام رضا علیہ السلام نے فرمایا:

وَ مَنْ اَرَادَ دَرْءَ الزُّكَامِ مُدَّةَ اَيَّامِ الشِّتَاءِ فَلْيَاْكُلْ كُلَّ يَوْمٍ ثَلَاثَ لُقَمٍ مِنَ الشَّهْدِ.

جب آدمی یہ چاہے کہ اسے سردیوں میں زکام نہ ہو تو اُسے ہر روز تین لقمے شہد کے کھانے چاہئے۔ [۵]

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

اِذَا ضَعُفَ الْمُسْلِمُ فَلْيَاْكُلِ اللَّحْمَ بِاللَّبَنِ فَاِنَّ اللهَ جَعَلَ الْقُوَّةَ فِيهِمَا

جب کوئی مسلمان ضعیف ہو جائے تو اسے دودھ کے ساتھ گوشت کھانا چاہیے کیونکہ خدا نے اس میں دو قوتیں رکھی ہیں۔ [۶]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

الْحِنَّاءُ يَذْهَبُ بِالسَّهَكِ وَ يَزِيدُ فِي مَاءِ الْوَجْهِ وَ يُطَيِّبُ النَّكْهَةَ وَ يُحَسِّنُ الْوَلَدَ.

---

[۱] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۸/ ۱۹۲/ حدیث قوم صالح ع..... ص:۱۸۵

[۲] طب الائمۃ علیہم السلام/ ۵۷/ منافع الحجامۃ

[۳] وسائل الشیعۃ/ ج۲۵/ ۲۳۶/ ۱۳۶-باب نبذۃ مما ینبغی التداوی بہ و ما یجوز منہ..... ص:۲۲۴

[۴] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۶/ ۳۵۹/ باب الاجاص..... ص:۳۵۹

[۵] بحار الانوار (ط-بیروت)/ ج۵۹/ ۳۲۴/ باب ۹۰ آخر فی الرسالۃ المذہبۃ المعروفۃ بالذہبیۃ..... ص:۳۰۵

[۶] تحف العقول/ النص/ ۱۰۷/ آداب ع لاصحابہ وہی اربعمائۃ باب للدین والدنیا..... ص:۱۰۰

مہندی پسینہ کی بدبو کو ختم کر دیتی ہے اور چہرہ شاداب ہوتا ہے منہ سے خوشبو آتی ہے۔اس کی اولاد خوبصورت ہوتی ہے [1]

حرام علاج سے پرہیز:

روایت ہے کہ:

نَهَى رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عَنِ الدَّوَاءِ الْخَبِيثِ أَنْ يُتَدَاوَى بِهِ.

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع فرمایا ہے ناپاک اشیا سے علاج کرنے سے۔ [2]

نیز فرمایا:

إِنَّ اللهَ أَنْزَلَ الدَّاءَ وَ الدَّوَاءَ وَ جَعَلَ لِكُلِّ دَاءٍ دَوَاءً فَتَدَاوَوْا وَ لَا تَتَدَاوُوا بِحَرَامٍ.

خدا نے ہر مرض کا علاج بھیجا اور ہر مرض کے لئے ایک دوا قرار دی ہے پس اپنا علاج کرو لیکن حرام سے علاج نہ کرو۔ [3]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

لَيْسَ فِي حَرَامٍ شِفَاءٌ-

کسی بھی حرام میں شفا نہیں ہے۔ [4]

قائد بن طلحہ سے روایت ہے کہ

أَنَّهُ سَأَلَ أَبَا عَبْدِ اللهِ علیہ السلام عَنِ النَّبِيذِ يُجْعَلُ فِي الدَّوَاءِ فَقَالَ لَا لَيْسَ يَنْبَغِي لِأَحَدٍ أَنْ يَسْتَشْفِيَ بِالْحَرَامِ.

کسی نے آپ علیہ السلام سے پوچھا: کیا شراب کو دواؤں میں ملا سکتے ہیں؟

آپ علیہ السلام نے فرمایا: کسی کے لئے جائز نہیں وہ حرام سے شفا حاصل کرے۔ [5]

ابن مسکان نے حلبی سے روایت کی ہے:

قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللهِ علیہ السلام عَنْ دَوَاءٍ عُجِنَ بِالْخَمْرِ فَقَالَ لَا وَ اللهِ مَا أُحِبُّ أَنْ أَنْظُرَ إِلَيْهِ فَكَيْفَ أَتَدَاوَى بِهِ إِنَّهُ بِمَنْزِلَةِ شَحْمِ الْخِنْزِيرِ أَوْ لَحْمِ الْخِنْزِيرِ وَ إِنَّ أُنَاساً لَيَتَدَاوَوْنَ بِهِ.

حلبی کہتے ہیں میں نے امام صادق علیہ السلام سے اس دوا کے بارے میں پوچھا: جس میں شراب ملی ہوئی تھی۔

آپ علیہ السلام نے فرمایا: خدا کی قسم! مجھے اس کو دیکھنا پسند نہیں ہے چہ جائے کہ میں اس سے علاج کروں کیونکہ یہ خنزیر کے

---

[1] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۶/ ۴۸۴/ باب الخضاب بالحناء..... ص:۴۸۳

[2] وسائل الشیعۃ/ ج۲۵/ ۳۴۶/ ۲۰-باب عدم جواز التداوی بشیء من الخمر والنبیذ والمسکر وغیرہا من المحرمات اکلا وشربا..... ص:۳۴۳

[3] بحار الانوار (ط-بیروت)/ ج۵۹/ ۷۶/ فائدۃ..... ص:۷۶

[4] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۸/ ۱۹۳/ حدیث قوم صالح ع..... ص:۱۸۵

[5] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۶/ ۴۱۴/ باب من اضطر الی الخمر للدواء او للعطش او للتقیۃ..... ص:۴۱۳

گوشت کی مانند ہے لیکن بعض لوگ اس سے علاج کرتے ہیں۔[1]

شادابی طبیعت کے عوامل:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان کے مطابق:

اِنَّ الرِّیحَ الطَّیِّبَۃَ تَشُدُّ الْقَلْبِ.

خوشبو کے استعمال سے دل کو قوت ملتی ہے۔[2]

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

اَلتَّطَیُّبُ نُشْرَۃٌ وَ الْغُسْلُ نُشْرَۃٌ وَ النَّظَرُ اِلَی الْخُضْرَۃِ نُشْرَۃٌ وَ الرُّکُوبُ نُشْرَۃٌ.

خوشبو کا استعمال، دھونا، سبزے کو دیکھنا اور سواری کرنا۔ شادابی کا باعث ہے۔[3]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

اَلنَّشْوَۃُ فِی عَشَرَۃِ اَشْیَاءَ اَلْمَشْیُ وَ الرُّکُوبُ وَ الِارْتِمَاسُ فِی الْمَاءِ وَ النَّظَرُ اِلَی الْخُضْرَۃِ وَ الْاَکْلُ وَ الشُّرْبُ وَ النَّظَرُ اِلَی الْمَرْاَۃِ الْحَسْنَاءِ وَ الْجِمَاعُ وَ السِّوَاکُ وَ مُحَادَثَۃُ الرِّجَالِ.

دس چیزوں میں شادابی ہے:

(۱) پیدل چلنا، (۲) سواری کرنا، (۳) پانی میں غوطہ لگانا، (۴) سبزے کو دیکھنا،
(۵) کھانا پینا، (۶) خوبصورت عورت کو دیکھنا، (۷) ہمبستری، (۸) مسواک کرنا،
(۹) پھول کے عرق سے سر کو دھونا اور (۱۰) دوستوں سے گفتگو کرنا۔[4]

امام کاظم علیہ السلام نے فرمایا:

ثَلَاثَۃٌ یَجْلِینَ الْبَصَرَ اَلنَّظَرُ اِلَی الْخُضْرَۃِ وَ النَّظَرُ اِلَی الْمَاءِ الْجَارِی وَ النَّظَرُ اِلَی الْوَجْہِ الْحَسَنِ.

تین چیزوں سے آنکھ کو روشنی ملتی ہے:

(۱) سبزے پر نگاہ کرنا، (۲) جاری پانی کو دیکھنا،
(۳) خوبصورت چہرہ دیکھنا۔[5]

---

[1] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۶/ ۴۱۴/ باب من اضطر الی الخمر للدواء او للعطش او للتقیۃ..... ص:۴۱۳
[2] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۶/ ۵۱۰/ باب الطیب..... ص:۵۱۰
[3] مکارم الاخلاق/ ۴۲/ فی التطیب..... ص:۴۱
[4] الخصال/ ج۲/ ۴۴۳/ النشوۃ فی عشرۃ اشیاء..... ص:۴۴۳
[5] الخصال/ ج۱/ ۹۲/ ثلاثۃ یجلین البصر..... ص:۹۲

پانچویں فصل:

نظافت

اسلامی تعلیمات کو تین حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے:

(۱)عقائد (۲)اخلاق (۳)احکام

عقائد سے انسان توحیدی ہوتا ہے اور وہ شرک وکفر سے پاک کرتے ہیں۔اسی طرح اخلاق انسان کو ظلم کی نجاست کینہ، حسد اور ہر برائی سے پاکیزہ رکھتا ہے۔ چنانچہ فقہ واحکام انسان کو برے سلوک اور بری صفات سے بچاتے ہیں۔پس شائستہ دین الٰہی یہ ہے کہ دیندار افراد دین کے ذریعے ہر پلیدی سے پاک اور آلودگی سے طاہر ہوں۔

کیونکہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نظافت کو جس طرح تقویٰ سب کا وظیفہ اور ہمیشگی ہے، نظامت بھی سب کا وظیفہ ہے۔جس طرح قرآن مجید میں خداوند تعالیٰ تقویٰ کے بارے میں فرماتا ہے:

فَاتَّقُوا اللّٰهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ وَاسْمَعُوْا وَاَطِيْعُوْا وَاَنْفِقُوْا خَيْرًا لِّاَنْفُسِكُمْ ۭ وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ۝۱۶

لہٰذا جہاں تک ممکن ہو اللہ سے ڈرو اور اس کی بات سنو اور اطاعت کرو اور راہِ خدا میں خرچ کرو کہ اس میں تمہارے لئے خیر ہے اور جو اپنے ہی نفس کے بخل سے محفوظ ہو جائے وہی لوگ فلاح اور نجات پانے والے ہیں [1]

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نظافت کے بارے میں فرمایا:

تَنَظَّفُوا بِكُلِّ مَا اسْتَطَعْتُمْ فَإِنَّ اللهَ تَعَالَى بَنَى الْإِسْلَامَ عَلَى النَّظَافَةِ وَلَنْ يَدْخُلَ الْجَنَّةَ إِلَّا كُلُّ نَظِيْفٍ.

---

[1] سورۂ تغابن:۱۶

جتنا ممکن ہو سکے نظافت اور پاکیزگی کی پاسداری کرو کیونکہ اسلام کی بنیاد نظافت پر ہے اور جنت پاکیزہ افراد کے لئے ہے۔ دین میں نظافت کی حفاظت کے لئے تاکید کی گئی ہے۔[1]

اہمیت نظافت:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اِنَّ الْاِسْلَامَ نَظِیفٌ فَتَنَظَّفُوْا فَاِنَّهُ لَا یَدْخُلُ الْجَنَّةَ اِلَّا نَظِیفٌ.

اسلام پاکیزہ ہے، پس اپنے آپ کو پاکیزہ رکھو کیونکہ پاک شخص کے علاوہ کوئی جنت میں نہیں جائے گا۔[2]

نیز فرمایا:

اَلنَّظَافَةُ مِنَ الْاِیمَانِ وَ الْاِیمَانُ مَعَ صَاحِبِهِ فِی الْجَنَّةِ.

نظافت ایمان میں سے ہے اور باایمان افراد جنتی ہیں۔[3]

نیز فرمایا:

لَا تُؤْوُوا التُّرَابَ خَلْفَ الْبَابِ فَاِنَّهُ مَأْوَی الشَّیَاطِینِ.

گھر کے پیچھے کوڑا کرکٹ جمع نہ کرو، وہ شیطان کی جگہ ہے۔[4]

نیز فرمایا:

بِئْسَ الْعَبْدُ الْقَاذُورَةُ.

بدترین بندے گندے اور ناپاک ہیں۔[5]

نیز فرمایا:

اِنَّ اللهَ تَعَالَی یُبْغِضُ الْوَسَخَ وَ الشَّعَثَ.

تحقیق خدا گندے اور ناپاک افراد کو دشمن رکھتا ہے۔[6]

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

نَظِّفُوا بُیُوتَکُمْ مِنْ حَوْلِ الْعَنْکَبُوتِ فَاِنَّ تَرْکَهُ فِی الْبَیْتِ یُورِثُ الْفَقْرَ.

---

[1] نہج الفصاحۃ (مجموعہ کلمات قصار حضرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ)/ ۳۹۱/ نہج الفصاحۃ مجموعہ کلمات قصار حضرت رسول اکرمؐ، ص، باترجمہ فارسی

[2] نہج الفصاحۃ (مجموعہ کلمات قصار حضرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ)/ ۲۷۶/ نہج الفصاحۃ مجموعہ کلمات قصار حضرت رسول اکرمؐ، ص، باترجمہ فارسی

[3] بحارالانوار (ط-بیروت)/ ج۵۹/ ۲۹۱/ باب ۸۹ نادر..... ص:۲۸۹

[4] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۶/ ۵۳۱/ باب النوادر..... ص:۵۳۱

[5] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۶/ ۴۳۹/ باب التجمل واظہار النعمۃ..... ص:۴۳۸

[6] نہج الفصاحۃ (مجموعہ کلمات قصار حضرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ)/ ۳۰۴/ نہج الفصاحۃ مجموعہ کلمات قصار حضرت رسول اکرمؐ، ص، باترجمہ فارسی

اپنے گھر کو مکڑی کے جالے سے صاف رکھو کیونکہ اس سے فقر آتا ہے۔[1]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

مِنْ اَخْلَاقِ الْاَنْبِیَاءِ التَّنَظُّفُ.

پاکیزگی انبیا کے اخلاق میں سے ہے۔[2]

نیز فرمایا:

کَانَ اَمِیرُ الْمُؤْمِنِینَ علیہ السلام.....وَ یَکْنُسُ.....

حضرت علی علیہ السلام جو کام کرتے تھے ان میں سے ایک کام یہ تھا کہ آپ گھر میں جھاڑو دیتے تھے۔[3]

نیز فرمایا:

اِنَّ اللّٰہَ تَعَالَی اِذَا اَنْعَمَ عَلَی عَبْدٍ نِعْمَۃً اَحَبَّ اَنْ یَرَی عَلَیْہِ اَثَرَھَا قِیلَ وَ کَیْفَ ذٰلِکَ قَالَ یُنَظِّفُ ثَوْبَہُ وَ یُطَیِّبُ رِیحَہُ وَ یُجَصِّصُ دَارَہُ وَ یَکْنُسُ اَفْنِیَتَہُ.

جب بھی خدا کسی بندے کو نعمت دیتا ہے تو وہ اس کے آثار دیکھنا پسند فرماتا ہے۔

پوچھا گیا: کیسے؟

آپؑ نے فرمایا: لباس کو پاکیزہ رکھو اپنے آپ کو خوشبو لگاؤ، گھر میں سفیدی کرواور گھر میں جھاڑو دو۔ بیت الخلا کو پاکیزہ رکھنا انسان کی سعادت میں سے ہے۔[4]

نیز فرمایا:

مِنْ سَعَادَۃِ الْمَرْءِ.....وَ نَظَافَۃُ مُتَوَضَّاہُ.

انسان کی سعادتوں میں سے.....وضو کے ذریعے پاکیزہ رہنا ہے۔[5]

بدن کا دھونا:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

حَقٌّ لِلّٰہِ عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ اَنْ یَغْتَسِلَ فِی کُلِّ سَبْعَۃِ اَیَّامٍ یَوْماً یَغْسِلُ فِیہِ رَاْسَہُ وَ جَسَدَہُ.

---

[1] وسائل الشیعۃ/ ج ۵/ ۳۲۲/ ۱۳- باب استحباب تنظیف البیوت من حوک العنکبوت وکراہۃ ترکہ..... ص: ۳۲۲

[2] الکافی (ط- الاسلامیۃ)/ ج ۵/ ۵۶۷/ باب نوادر..... ص: ۵۵۴

[3] من لایحضرہ الفقیہ/ ج ۳/ ۱۶۹/ باب المعایش والمکاسب والفوائد والصناعات..... ص: ۱۵۶

[4] مکارم الاخلاق/ ۴۱/ فی التطیب..... ص: ۴۱

[5] مکارم الاخلاق/ ۱۲۶/ فی المسکن الواسع وغیرہ..... ص: ۱۲۵

خدا کا حق ہر مسلمان پر یہ ہے کہ وہ ہر ہفتے میں ایک بار سر اور جسم کو دھوئے۔[1]

نیز فرمایا:

لَا يَبِيتَنَّ اَحَدُكُمْ وَ يَدُهُ غَمِرَةٌ فَاِنْ فَعَلَ فَاَصَابَهُ لَمَمُ الشَّيْطَانِ فَلَا يَلُومَنَّ اِلَّا نَفْسَهُ.

کوئی شخص آلودہ ہاتھوں کے ساتھ نہ سوئے کیونکہ اگر کسی نے ایسا کیا تو شیطان دھوکہ دیتا ہے اور وہ شخص (بعد میں) اپنے آپ کی ملامت کرتا ہے۔[2]

نیز فرمایا:

اِذَا اسْتَيْقَظَ اَحَدُكُمْ مِنْ مَنَامِهٖ فَلْيَسْتَنْشِرْ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، فَاِنَّ الشَّيْطَانَ يَبِيْتُ عَلٰى خَيَاشِيْمِهٖ.

جب نیند سے بیدار ہو تو تین دفعہ ناک میں پانی ڈالو تا کہ ناک گندگی سے صاف ہو جائے۔[3]

نیز فرمایا:

وَ اِذَا اسْتَيْقَظَ اَحَدُكُمْ مِنْ نَوْمِهٖ فَلَا يَدْخِلُ يَدَهُ فِي الْاِنَاءِ حَتّٰى يَغْسِلَهَا ثَلَاثاً، فَاِنَّ اَحَدَكُمْ لَا يَدْرِي اَيْنَ بَاتَتْ يَدُهُ؟

جب سونے کے بعد اٹھو تو اس وقت تک کسی برتن میں ہاتھ نہ ڈالو، جب تک اپنے ہاتھوں کو اچھی طرح تین بار دھو نہ لو کیونکہ تم میں کوئی شخص یہ نہیں جانتا کہ رات کو تمہارے ہاتھ کہاں کہاں لگے ہیں۔[4]

نیز فرمایا:

قُصُّوْا اَظَافِيْرَكُمْ وَ ادْفُنُوْا قُلَامَاتِكُمْ وَ نَقُّوْا بَرَاجِمَكُمْ وَ نَظِّفُوْا لَثَّاتِكُمْ مِنَ الطَّعَامِ وَ اسْتَاكُوْا وَلَا تَدْخُلُوْا عَلَيَّ فُخَّرًا بَخَّرًا.

ناخن کو اتارو اور دفن کرو جسم کے جوڑ اور ہاتھ کی انگلیوں کے مفاصل اور اپنے پاؤں کو صاف رکھو، مسوڑوں کو غذا سے پاک رکھو، مسواک کرو، متکبرانہ صورت اور منہ میں بدبو کی صورت میں مجھے نہ ملنا۔[5]

نیز فرمایا:

اِنَّ مِنَ الْفِطْرَةِ الْمَضْمَضَةُ وَ الْاِسْتِنْشَاقُ وَ السِّوَاكُ وَ قَصُّ الشَّارِبِ وَ تَقْلِيْمُ الْاَظَافِيْرِ وَ نَتْفُ الْاِبْطِ وَ الْاِسْحَدَادُ وَ غَسْلُ الْبَرَاجِمِ وَ الْاِنْتِضَاحُ بِالْمَاءِ وَ الْاِخْتِتَانُ.

---

[1] نہج الفصاحۃ (مجموعہ کلمات قصار حضرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ)/ ۴۴۸/ نہج الفصاحۃ مجموعہ کلمات قصار حضرت رسول اکرمؐ، ص، با ترجمہ فارسی

[2] مکارم الاخلاق/ ۴۲۵/ الفصل الثانی فی ذکر جمل من مناہی النبی ص..... ص: ۴۲۴

[3] الجامع الصغیر، ج ۱، ص ۶۹

[4] الجامع الصغیر، ج ۱، ص ۶۹

[5] کنز العمال، ج ۶، ص ۶۵۵

کلی کرنا، ناک میں پانی ڈالنا، مسواک کرنا، مونچھوں کو چھوٹا کرنا، ناخن اتارنا، بغل اور شرم گاہ کے بالوں کو صاف کرنا، بدن کی گندی جگہ کو دھونا ہے، جیسے انگلیوں کے بند و جوڑ، استنجا کرنا اور ختنہ کرنا فطرت میں سے ہے۔[1]

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

..... تَنَظَّفُوا بِالْمَاءِ مِنَ النَّتْنِ الرِّيحِ الَّذِي يُتَأَذَّى بِهِ تَعَهَّدُوا أَنْفُسَكُمْ فَإِنَّ اللهَ عَزَّ وَ جَلَّ يُبْغِضُ مِنْ عِبَادِهِ الْقَاذُورَةَ الَّذِي يَتَأَنَّفُ بِهِ مَنْ جَلَسَ إِلَيْهِ.....

..... بدبو کو پانی سے دھولو اور پاک وصاف رہو کیونکہ خدا ایسے بندے کو دشمن رکھتا ہے جو گندا و ناپاک ہوتا ہے اور اس کے ساتھ بیٹھنے سے لوگ نفرت کرتے ہیں.....۔[2]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

اِسْتَأْصِلْ شَعْرَكَ، يَقِلُّ دَرَنُهُ وَ دَوَابُّهُ وَ وَسَخُهُ، وَ تَغْلُظُ رَقَبَتُكَ، وَ يَجْلُو بَصَرُكَ.

سر کے بالوں کو چھوٹا کرو تا کہ میل کچیل اور جوؤں سے پاک رہے، اس سے گردن محکم اور نظر تیز ہوتی ہے۔[3]

امام کاظم علیہ السلام فرماتے ہیں:

خَمْسٌ فِي الْجَسَدِ فَأَمَّا الَّتِي فِي الرَّأْسِ فَالسِّوَاكُ وَ أَخْذُ الشَّارِبِ وَ فَرْقُ الشَّعْرِ وَ الْمَضْمَضَةُ وَ الِاسْتِنْشَاقُ وَ أَمَّا الَّتِي فِي الْجَسَدِ فَالْخِتَانُ وَ حَلْقُ الْعَانَةِ وَ نَتْفُ الْإِبْطَيْنِ وَ تَقْلِيمُ الْأَظْفَارِ وَ الِاسْتِنْجَاءُ.

سر کے بارے میں پانچ سنتوں کی رعایت کرنی چاہیے: (۱) مسواک کرنا، (۲) مونچھوں کو چھوٹا کرنا، (۳) کنگھی کرنا، (۴) کلی کرنا اور (۵) ناک میں پانی ڈالنا۔

بدن کی بھی پانچ سنتوں کی رعایت کرنی چاہیے: (۱) ختنہ کرنا، (۲) شرمگاہ کے بال صاف کرنا، (۳) بغل کے بال صاف کرنا، (۴) ناخن اتارنا، اور (۵) استنجا کرنا۔[4]

یا سر خادم کہتا ہے:

كَانَ عليه السلام يَدْخُلُ الْمُتَوَضَّأَ فِي خُفٍّ صَغِيرٍ.

امام رضا علیہ السلام (ہمیشہ) جوتوں کے ساتھ بیت الخلاء میں جاتے تھے۔[5]

---

[1] الجامع الصغیر، ج۱، ص۱۷۳

[2] الخصال/ ج۲/ ۶۲۰/ علم امیر المؤمنین ع اصحابہ فی مجلس واحد اربعمائۃ باب مما یصلح للمسلم فی دینہ ودنیاہ..... ص:۶۱۰

[3] کافی (ط-دار الحدیث)/ ج۱۳/ ۱۲۰/ ۳۳-باب جز الشعر وحلقہ..... ص:۱۲۰

[4] الخصال/ ج۱/ ۲۷۱/ خمس من السنن فی الراس وخمس فی الجسد ص:۲۷۱

[5] مکارم الاخلاق/ ۱۲۱/ الفصل الثامن فی لبس الخف والنعل..... ص:۱۲۱

منہ اور دانتوں کی صفائی:

مسواک کی نصیحت:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اِسْتَاكُوْا وَ تَنَظَّفُوْا.

مسواک کرو اور پاکیزہ رہو۔[1]

اَلسِّوَاكُ شَطْرُ الْوُضُوءِ.

مسواک کرنا وضو کا ایک حصہ ہے۔[2]

لَوْلَا اَنْ اَشُقَّ عَلَى اُمَّتِي لَاَمَرْتُهُمْ بِالسِّوَاكِ مَعَ كُلِّ صَلَاةٍ.

اگر یہ میری امت کے لئے مشکل نہ ہوتا تو میں اسے حکم دیتا کہ ہر نماز کے لئے مسواک کرو۔[3]

مَا زَالَ جَبْرَئِيلُ عليه السلام يُوصِينِي بِالسِّوَاكِ حَتَّى خِفْتُ اَنْ اُحْفِيَ اَوْ اَدْرَدَ.

جبرائیلؑ نے مسواک کرنے کی اتنی تاکید کی ہے کہ مجھے ڈر تھا کہ کہیں دانت گر نہ جائیں۔[4]

اَلْاَصَابِعُ تَجْرِي مَجْرَى السِّوَاكِ اِذَا لَمْ يَكُنْ سِوَاكٌ.

اگر مسواک نہ مل سکے تو انگلیوں سے مسواک کا کام لیں۔[5]

نیز فرمایا:

نَظِّفُوا طَرِيقَ الْقُرْآنِ قِيلَ يَا رَسُولَ اللهِ وَ مَا طَرِيقُ الْقُرْآنِ قَالَ اَفْوَاهُكُمْ قِيلَ بِمَا ذَا قَالَ بِالسِّوَاكِ.

راہ قرآن کو پاکیزہ رکھو۔ پوچھا گیا: راہ قرآن سے کیا مراد ہے؟

آپؐ نے فرمایا: تمہارے منہ۔

لوگوں نے پوچھا: کس چیز سے؟

حضور اکرمؐ نے فرمایا: مسواک۔[6]

---

[1] الجامع الصغیر، ج۱، ص148

[2] من لایحضرہ الفقیہ/ ج۱/ ۵۳/ باب السواک..... ص:۵۲

[3] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۳/ ۲۲/ باب السواک..... ص:۲۲

[4] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۳/ ۲۳/ باب السواک..... ص:۲۲

[5] الجامع الصغیر، ج۱، ص۴۷۵

[6] المحاسن/ ج۲/ ۵۵۸/ ۱۲۳ باب الخلال والسواک..... ص:۵۵۸

نیز فرمایا:

مَا لِی اَرَاکُمْ تَدْخُلُونَ عَلَیَّ قُلْحاً مُرْغاً مَا لَکُمْ لَا تَسْتَاکُونَ.

میرے پاس زرد دانتوں اور بدبودار منہ کے ساتھ نہ آؤ، (اس کے لئے) مسواک کیوں نہیں کرتے ہو۔[۱]

امام باقر و امام جعفر صادق علیہما السلام نے فرمایا:

لِکُلِّ شَیْءٍ طَهُورٌ وَ طَهُورُ الْفَمِ السِّوَاکُ.

ہر شے کے لئے پاکیزگی ہے اور منہ کو پاک وصاف رکھو مسواک کے ذریعے۔[۲]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

.....وَ نَظِّفُوا الْمَاضِغَیْنِ.....

.....اور اپنے دانتوں کو پاک وصاف رکھو.....۔[۳]

رُوِیَ اَنَّ الْکَعْبَةَ شَکَتْ اِلَی اللهِ عَزَّ وَ جَلَّ مِمَّا تَلْقَی مِنْ اَنْفَاسِ الْمُشْرِکِینَ فَاَوْحَی اللهُ تَبَارَکَ وَ تَعَالَی اِلَیْهَا قِرِّی یَا کَعْبَةُ فَاِنِّی مُبْدِلُکِ بِهِمْ قَوْماً یَتَنَظَّفُونَ بِقُضْبَانِ الشَّجَرَةِ فَلَمَّا بَعَثَ اللهُ نَبِیَّهُ مُحَمَّداً صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نَزَلَ عَلَیْهِ الرُّوحُ الْاَمِینُ جِبْرِیلُ بِالسِّوَاکِ وَ الْخِلَالِ.

ایک روایت کے مطابق کعبہ نے مشرکین کی بدبودار نفسوں کا شکوہ کیا تو خدا نے وحی فرمائی: میں ایسی قوم کو جانشین کروں گا جو لکڑی کی مسواک سے صفائی کی رعایت کریں گے۔

خدا نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مبعوث فرمایا اور پھر جبریلؑ کو حکم دیا کہ مسواک کرو۔[۴]

مسواک کرنے کا طریقہ:

راوی کہتا ہے:

کَانَ اَمِیرُ الْمُؤْمِنِینَ علیہ السلام یَسْتَاکُ عَرْضاً وَ یَاْکُلُ هَرْتاً وَ قَالَ الْهَرْتُ اَنْ یَاْکُلَ بِاَصَابِعِهِ جَمِیعاً.

حضرت علی علیہ السلام اپنے دانتوں کو اوپر سے نیچے مسواک کرتے تھے اور غذا کو تمام انگلیوں کے ساتھ کھاتے تھے۔[۵]

آثار مسواک:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

فِی السِّوَاکِ اثْنَتَا عَشْرَةَ خَصْلَةً هُوَ مِنَ السُّنَّةِ وَ مَطْهَرَةٌ لِلْفَمِ وَ مَجْلَاةٌ لِلْبَصَرِ وَ یُرْضِی الرَّحْمَنَ وَ

---

[۱] المحاسن/ ج ۲/ ۵۶۱/ ۱۲۳ باب الخلال والسواک..... ص:۵۵۸

[۲] من لایحضرہ الفقیہ/ ج ۱/ ۵۳/ باب السواک..... ص:۵۲

[۳] الخصال/ ج ۱/ ۲۵۸/ اتی الناس الحدیث من رسول اللہ ص من اربعۃ لیس لہم خامس..... ص:۲۵۵

[۴] مکارم الاخلاق/ ۵۰/ الفصل الثالث فی السواک..... ص:۴۸

[۵] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۶/ ۲۹۷/ باب نوادر..... ص:۲۹۶

يُبَيِّضُ الْاَسْنَانَ وَ يَذْهَبُ بِالْحَفَرِ وَ يَشُدُّ اللِّثَةَ وَ يُشَهِّي الطَّعَامَ وَ يَذْهَبُ بِالْبَلْغَمِ وَ يَزِيدُ فِي الْحِفْظِ وَ يُضَاعِفُ الْحَسَنَاتِ وَ تَفْرَحُ بِهِ الْمَلَائِكَةُ.

مسواک کرنے کے بارہ (۱۲) فائدے ہیں:

(۱) سنت رسولؐ ہے۔
(۲) دانتوں کو پاکیزہ رکھتا ہے۔
(۳) آنکھ کو روشنی ملتی ہے۔
(۴) خدا خوش ہوتا ہے۔
(۵) دانتوں کو سفید کرتا ہے۔
(۶) دانتوں کو پوسیدگی سے بچاتا ہے۔
(۷) مسوڑوں کو محکم۔
(۸) غذا کی میل دور کرتا ہے۔
(۹) بلغم کو ختم کرتا ہے۔
(۱۰) حافظہ کو قوت دیتا ہے۔
(۱۱) نیکی میں اضافہ ہوتا ہے۔
(۱۲) فرشتے خوش ہوتے ہیں۔[۱]

مسواک کرنے کا ثواب:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

وَ رکعتین [رَكْعَتَانِ] بِسِوَاكٍ اَحَبُّ اِلَى اللهِ عَزَّ وَ جَلَّ مِنْ سَبْعِينَ رَكْعَةً بِغَيْرِ سِوَاكٍ.

مسواک کے ساتھ دو رکعت نماز پڑھنا، خدا کے نزدیک ستر رکعت سے افضل ہے۔[۲]

نیز فرمایا:

مَنِ اسْتَاكَ كُلَّ يَوْمٍ مَرَّةً رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَلَهُ الْجَنَّةُ وَ مَنِ اسْتَاكَ كُلَّ يَوْمٍ مَرَّتَيْنِ فَقَدْ اَدَامَ سُنَّةَ الْاَنْبِيَاءِ عليهم السلام.

جو شخص دن میں ایک بار مسواک کرتا ہے خدا اس سے راضی اور خوش ہوتا ہے اور وہ جنت میں جائے گا اور جو انسان دن میں دو بار مسواک کرتا ہے اس نے انبیاء کی سنت جاری رکھی۔[۳]

خلال کی نصیحت:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

حَبَّذَا الْمُتَخَلِّلُونَ فِي الْوُضُوءِ وَ مِنَ الطَّعَامِ وَ لَيْسَ شَيْءٌ اَشَدَّ عَلَى مَلَكِيِ الْمُؤْمِنِ مِنْ اَنْ يَرَيَا شَيْئاً مِنَ الطَّعَامِ فِي فَمِهِ وَ هُوَ قَائِمٌ يُصَلِّي

کتنے اچھے ہیں وہ لوگ جو وضو اور غذا کھانے کے بعد خلال کرتے ہیں۔ مومن کے دو فرشتوں پر یہ سخت ہوتا ہے کہ

---

[۱] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۶/ ۴۹۶/ باب السواک..... ص:۴۹۵

[۲] الخصال/ ج۲/ ۴۸۱/ فی السواک اثنتا عشرۃ خصلۃ..... ص:۴۸۰

[۳] مستدرک الوسائل ومستنبط المسائل/ ج۱/ ۳۶۱/ ۱-باب تاکد استحبابہ وعدم وجوبہ واستحباب مداومتہ..... ص:۳۵۹

مومن اس حال میں نماز پڑھے کہ اس کے دانتوں میں غذا ہو۔[1]

نیز فرمایا:

تَخَلَّلُوا فَاِنَّهُ لَيْسَ شَيْءٌ اَبْغَضَ اِلَى الْمَلَائِكَةِ مِنْ اَنْ يَرَوْا فِي اَسْنَانِ الْعَبْدِ طَعَاماً.

خلال کرو اور دانتوں میں غذا کا ہونا فرشتوں کے لئے بہت نفرت کا باعث ہے۔[2]

امام حسین علیہ السلام فرماتے ہیں:

كَانَ اَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ عليه السلام يَاْمُرُنَا اِذَا تَخَلَّلْنَا اَنْ لَا نَشْرَبَ الْمَاءَ حَتَّى نَتَمَضْمَضَ ثَلَاثاً.

حضرت علیؑ ہمیشہ وصیت کرتے تھے کہ خلال کرنے اور تین بار کلی کرنے کے بعد پانی پیو۔[3]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

كَانَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وآله يَتَخَلَّلُ بِكُلِّ مَا اَصَابَ مَا خَلَا الْخُوصَ وَ الْقَصَبَ.

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھجور کی شاخ اور سرکنڈوں سے مسواک نہیں کرتے تھے۔[4]

اسی طرح آپ نے فرمایا:

تَخَلَّلُوا عَلَى اَثَرِ الطَّعَامِ فَاِنَّهُ مَصَحَّةٌ لِلْفَمِ وَ النَّوَاجِذِ وَ يَجْلِبُ الرِّزْقَ عَلَى الْعَبْدِ.

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے کہ کھانا کھانے کے بعد خلال کرو کیونکہ یہ منہ اور دانتوں کی سلامتی کا باعث ہے اور انسان کی روزی میں اضافہ ہوتا ہے۔[5]

امام کاظم علیہ السلام نے فرمایا:

..... حَتَّى اِذَا فَرَغَ اُتِيَ بِالْخِلَالِ فَقَالَ يَا فَضْلُ اَدِرْ لِسَانَكَ فِي فِيكَ فَمَا تَبِعَ لِسَانَكَ فَكُلْهُ اِنْ شِئْتَ وَ مَا اسْتَكْرَهَتْهُ بِالْخِلَالِ فَالْفِظْهُ.

اپنی زبان کو اپنے منہ میں گھماؤ اور جو کچھ زبان کے ساتھ لگے چاہو تو کھالو۔لیکن خلال کرنے سے دانتوں سے جو چیزیں نکلیں اور تم اس سے کراہت کرو تو اسے باہر پھینک دو۔[6]

---

[1] دعائم الاسلام/ ج ۲ / ۱۲۰ / ۳ فصل ذکر آداب الاکل..... ص:۱۱۷

[2] مکارم الاخلاق/ ۱۵۳ / الفصل الخامس فی آداب الخلال..... ص:۱۵۲

[3] مکارم الاخلاق/ ۱۵۳ / الفصل الخامس فی آداب الخلال..... ص:۱۵۲

[4] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۶ / ۳۷۷ / باب الخلال..... ص:۳۷۶

[5] مکارم الاخلاق/ ۱۵۳ / الفصل الخامس فی آداب الخلال..... ص:۱۵۲

[6] المحاسن/ ج ۲ / ۴۵۱ / ۸ باب نوادر فی الطعام....ص:۴۴۹، وسائل الشیعۃ/ ج ۲۴ / ۴۳۴ / ۱۱۲-باب جملۃ من آداب المائدۃ..ص:۴۳۱، بحار الانوار (ط-بیروت)/ ج ۶۳ / ۴۰۷ / باب ۱۷ جوامع آداب الاکل..... ص:۴۰۷

ناخن اور مونچھ کا کاٹنا:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

.....وَ كَيْفَ لَا يَحْتَبِسُ عَنِّي الْوَحْيُ وَ أَنْتُمْ لَا تُقَلِّمُونَ أَظْفَارَكُمْ وَ لَا تُنَقُّونَ رَوَائِحَكُمْ.

.....تمہارا ناخن نہ اتارنا اور تمہاری بدبو مجھ پر وحی نازل ہونے سے مانع ہے۔[1]

مروی ہے کہ:

قَالَ رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لِلرِّجَالِ قُصُّوا أَظَافِيرَكُمْ وَ قَالَ لِلنِّسَاءِ اتْرُكْنَ مِنْ أَظَافِيرِكُنَّ فَإِنَّهُ أَزْيَنُ لَكُنَّ.

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مردوں سے فرمایا: اپنے ناخن کو چھوٹا کرو لیکن عورتوں سے فرمایا: کچھ ناخن کاٹیں اور کچھ حصہ رہنے دیں کیونکہ یہ تمہارے لئے زینت ہے۔[2]

حضرت امیر علیہ السلام کے فرمان کے مطابق:

أَخْذُ الشَّارِبِ مِنَ النَّظَافَةِ وَ هُوَ مِنَ السُّنَّةِ الطِّيبُ فِي الشَّارِبِ كَرَامَةٌ لِلْكَاتِبَيْنِ وَ هُوَ مِنَ السُّنَّةِ الدُّهْنُ يُلَيِّنُ الْبَشَرَةَ.

مونچھوں کو چھوٹا کرنا پاکیزگی اور سنت ہے اور مونچھوں پر خوشبو لگانا سنت ہے اور جلد پر تیل ملنے سے وہ نرم ہوتی ہے۔[3]

امام باقر علیہ السلام نے فرمایا:

إِنَّمَا قُصَّتِ الْأَظْفَارُ لِأَنَّهَا مَقِيلُ الشَّيْطَانِ وَ مِنْهُ يَكُونُ النِّسْيَانُ.

شیطان کے لئے سب سے زیادہ چھپنے کی جگہ کہ جہاں وہ سکونت اختیار کرتا ہے اور انسان پر غلبہ پاتا ہے وہ ناخن کی جگہ ہے۔[4]

امام باقر علیہ السلام نے فرمایا:

إِنَّ أَسْتَرَ وَ أَخْفَى مَا يُسَلِّطُ الشَّيْطَانَ مِنِ ابْنِ آدَمَ أَنْ صَارَ أَنْ يَسْكُنَ تَحْتَ الْأَظَافِيرِ.

ناخن کو چھوٹا کرو کیونکہ یہ شیطان کی آرام کرنے کی جگہ ہے اور یہ انسان کے لئے نسیان کا باعث بھی ہے۔[5]

---

[1] بحار الانوار (ط-بیروت)/ ج ۱۸ / ۲۵۵ / باب ۲ آخر فی کیفیۃ صدور الوحی ونزول جبرئیل ع وعلۃ احتباس الوحی و بیان انہ ص ہل کان قبل البعثۃ متعبدا بشریعۃ ام لا..... ص: ۲۴۴

[2] مکارم الاخلاق/ ۶۶ / الفصل الاول فی تقلیم الاظفار..... ص: ۶۴

[3] تحف العقول/ النص/ ۱۰۰ / آداب ع لاصحابہ وہی اربعمائۃ باب للدین والدنیا..... ص: ۱۰۰

[4] مکارم الاخلاق/ ۶۶ / الفصل الاول فی تقلیم الاظفار..... ص: ۶۴

[5] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۶ / ۴۹۰ / باب قص الاظفار..... ص: ۴۹۰

اسی طرح امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

تَقْلِيمُ الْاَظْفَارِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ يُؤْمِنُ مِنَ الْجُذَامِ وَ الْبَرَصِ وَ الْعَمَى وَ اِنْ لَمْ تَحْتَجْ فَحُكَّهَا.

جمعہ کے دن ناخن کو اتارنے سے انسان جذام، دیوانگی، برص اور نابینائی سے محفوظ رہتا ہے۔ اگر اتارنا نہ ہوں تو کناروں سے تراش دیں۔[1]

نیز فرمایا:

مَنْ قَلَّمَ اَظْفَارَهُ وَ قَصَّ شَارِبَهُ فِي كُلِّ جُمُعَةٍ ثُمَّ قَالَ بِسْمِ اللهِ وَ بِاللهِ وَ عَلَى سُنَّةِ مُحَمَّدٍ وَ آلِ مُحَمَّدٍ اُعْطِيَ بِكُلِّ قُلَامَةٍ وَ جُزَازَةٍ عِتْقَ رَقَبَةٍ مِنْ وُلْدِ اِسْمَاعِيلَ.

جو شخص جمعہ کے دن ناخن اتارتا ہے اور مونچھوں کو چھوٹا کرتا ہے اور پھر یہ پڑھتا ہے: "بِسْمِ اللهِ وَ بِاللهِ وَ عَلٰى سُنَّةِ مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِ مُحَمَّدٍ" تو ہر ایک جملہ کے مقابلے میں اسے حضرت اسماعیلؑ کی نسل سے غلام آزاد کرنے کے برابر ثواب ملتا ہے۔[2]

بدن کے زائد بالوں کی صفائی:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَ الْيَوْمِ الْآخِرِ فَلَا يَتْرُكْ عَانَتَهُ فَوْقَ اَرْبَعِينَ يَوْماً وَ لَا يَحِلُّ لِامْرَاَةٍ تُؤْمِنُ بِاللهِ وَ الْيَوْمِ الْآخِرِ اَنْ تَدَعَ ذٰلِكَ مِنْهَا فَوْقَ عِشْرِينَ يَوْماً.

جو شخص خدا اور قیامت پر ایمان رکھتا ہے اگر مرد ہے تو چالیس دن بدن کے زائد بالوں کو صاف کرنے کو ترک نہ کرے اور اگر عورت ہے تو بیس دن سے زیادہ بدن کے زائد بالوں کو صاف کرنے کو ترک نہ کرے۔[3]

..... وَ الْجُنُبُ لَا بَأْسَ اَنْ يَتَطَلَّى لِاَنَّ النُّورَةَ تَزِيدُ نَظَافَةً.

اور اس میں کوئی اشکال نہیں کہ مثانہ کے بالوں کو نورہ پاؤڈر سے صاف کریں کیونکہ اس سے پاکیزگی میں اضافہ ہوتا ہے۔[4]

مَنْ لَمْ يَحْلِقْ عَانَتَهُ وَ يُقَلِّمْ اَظْفَارَهُ وَ يَجُزَّ شَارِبَهُ فَلَيْسَ مِنَّا.

جو شخص شرمگاہ کے بال صاف نہیں کرتا، ناخن نہیں اتارتا اور مونچھوں کو چھوٹا نہیں کرتا، وہ ہم میں سے نہیں ہے۔[5]

---

[1] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۶/ ۴۹۰/ باب قص الاظفار..... ص:۴۹۰

[2] الخصال/ ج۲/ ۳۹۱/ ماجاء فی یوم الجمعۃ..... ص:۳۹۰

[3] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۶/ ۵۰۶/ باب النورۃ..... ص:۵۰۵

[4] مکارم الاخلاق/ ۶۰/ الفصل الرابع فی حلق الراس والعانۃ والابط..... ص:۵۸

[5] الجامع الصغیر، ج۱، ص ۶۴۵

لَا يُطَوِّلَنَّ اَحَدُكُمْ شَارِبَهُ وَلَا عَانَتَهُ وَلَا شَعْرَ اِبْطَيْهِ فَاِنَّ الشَّيْطَانَ يَتَّخِذُهَا مَخَابِئَ يَسْتَتِرُ بِهَا.

مونچھوں، بغل اور زیر ناف کے بالوں کو دراز نہ ہونے دو۔ کیونکہ شیطان وہاں مخفی ہوتا ہے۔[1]

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

نَتْفُ الْاِبْطِ يَنْفِي الرَّائِحَةَ الْمُنْكَرَةَ وَهُوَ طَهُورٌ.

بغل کے بالوں کو صاف کرنے سے بدبو دور ہوتی ہے اور پاکیزگی کا سبب ہے۔[2]

چنانچہ آپ نے فرمایا:

النُّورَةُ مَشَدَّةٌ لِلْبَدَنِ وَطَهُورٌ لِلْجَسَدِ.

نورہ (بال صاف کرنے والا پاؤڈر) بدن کو تقویت دیتا اور پاکیزہ کرتا ہے۔[3]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

السُّنَّةُ فِي النُّورَةِ فِي كُلِّ خَمْسَةَ عَشَرَ يَوْماً فَاِنْ اَتَتْ عَلَيْكَ عِشْرُونَ يَوْماً وَ لَيْسَ عِنْدَكَ فَاسْتَقْرِضْ عَلَى اللهِ.

ہر پندرہ دن میں نورے کا استعمال کرنا سنت ہے اگر بیس دن گزر جائیں اور تم وسیلہ بھی نہ رکھتے ہو تو قرض لے کر یہ کام انجام دو۔[4]

امام رضا علیہ السلام نے فرمایا:

وَ اِذَا اَرَدْتَ اسْتِعْمَالَ النُّورَةِ وَ لَا يُصِيبَكَ قُرُوحٌ وَ لَا شُقَاقٌ وَ لَا سُوَادٌ فَاغْتَسِلْ بِالْمَاءِ الْبَارِدِ قَبْلَ اَنْ تَتَنَوَّرَ وَ مَنْ اَرَادَ دُخُولَ الْحَمَّامِ لِلنُّورَةِ فَلْيَجْتَنِبِ الْجِمَاعَ قَبْلَ ذَلِكَ بِاثْنَتَيْ عَشْرَةَ سَاعَةً وَهُوَ تَمَامُ يَوْمٍ.

اگر تم یہ چاہتے ہو کہ نورہ سے نہ کسی قسم کا زخم نہ آئے اور نہ بدن سیاہ پڑے تو پہلے بدن کو سرد پانی سے دھولو اور جب تم حمام جانے (یعنی نورہ کے استعمال) کا ارادہ ہو تو اس کے بارہ گھنٹے تک ہمبستری نہ کرو۔[5]

امام سجاد علیہ السلام نے فرمایا:

مَنْ قَالَ اِذَا اَطْلَى بِالنُّورَةِ- اَللّٰهُمَّ طَيِّبْ مَا طَهُرَ مِنِّي وَ طَهِّرْ مَا طَابَ مِنِّي وَ اَبْدِلْنِي شَعْراً طَاهِراً لَا يَعْصِيكَ اَللّٰهُمَّ اِنِّي تَطَهَّرْتُ ابْتِغَاءَ سُنَّةِ الْمُرْسَلِينَ وَ ابْتِغَاءَ رِضْوَانِكَ وَ مَغْفِرَتِكَ فَحَرِّمْ شَعْرِي وَ

---

[1] علل الشرائع/ ج ۲/ ۵۱۹/ ۲۹۲ باب العلۃ التی من اجلہا لا یجوز تطویل شعر الشارب والابط والعانۃ..... ص:۵۱۹

[2] تحف العقول/ النص/ ۱۰۱/ آداب ع لاصحابہ وہی اربعمائۃ باب للدین والدنیا..... ص:۱۰۰

[3] تحف العقول/ النص/ ۱۰۱/ آداب ع لاصحابہ وہی اربعمائۃ باب للدین والدنیا..... ص:۱۰۰

[4] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۶/ ۵۰۶/ باب النورۃ..... ص:۵۰۵

[5] مستدرک الوسائل ومستنبط المسائل/ ج ۱/ ۴۳۸/ ۷۸-باب نوادر ما یتعلق بابواب التنظیف..... ص:۴۳۴

بَشَرِی عَلَی النَّارِ وَ طَهِّرْ خَلْقِی وَ طَیِّبْ خُلُقِی وَ زَكِّ عَمَلِی وَ اجْعَلْنِی مِمَّنْ یَلْقَاكَ عَلَی الْحَنِیفِیَّةِ السَّمْحَةِ مِلَّةِ اِبْرَاهِیمَ خَلِیلِكَ وَ دِینِ مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حَبِیبِكَ وَ رَسُولِكَ عَامِلًا بِشَرَائِعِكَ تَابِعاً لِسُنَّةِ نَبِیِّكَ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آخِذاً بِهِ مُتَأَدِّباً بِحُسْنِ تَأْدِیبِكَ وَ تَأْدِیبِ رَسُولِكَ وَ تَأْدِیبِ أَوْلِیَائِكَ الَّذِینَ غَذَوْتَهُمْ بِأَدَبِكَ وَ زَرَعْتَ الْحِكْمَةَ فِی صُدُورِهِمْ وَ جَعَلْتَهُمْ مَعَادِنَ لِعِلْمِكَ صَلَوَاتُكَ عَلَیْهِمْ.

جب کوئی زائد بالوں کو صاف کرتے وقت نورہ لگاتا ہے اور یہ پڑھتا ہے:

(یعنی) خدایا! جو کچھ میں نے پاکیزگی حاصل کی ہے اسے خوشبو بنا دے اور جو کچھ میں نے خوشبو حاصل کی ہے اسے پاکیزہ فرما، خدوندا! میں ارادہ کیا ہے تیرے انبیا علیہم السلام کی سنت تک پہنچنے کا، تیری خوشنودی اور تیری مغفرت کا۔ پس تو حرام کر دے میرے بالوں اور کھال پر جہنم اور پاکیزہ قرار دے میری تخلیق اور میرے خُلق کو، میرے عمل کو پاکیزہ کر دے، مجھے قرار دے دین حنیف اور تیرے خلیل ابراہیمؑ کی ملت سے ملحق والوں میں، اور قرار دے اپنے حبیب اور اپنے رسول حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دین پر عمل کرنے والا، اپنے نبیؐ کی سنت کی پیروی کرنے والا، مجھے آراستہ فرما اپنے اچھے ادب کے ساتھ، اپنے رسول کے ادب کے ساتھ اور اپنے اولیا کے ادب کے ساتھ۔ یہ وہ لوگ تھے کہ جنہوں نے تیرے ادب کو پایا اور جن کے دلوں میں تیری حکمت پھلی پھولی اور ان کے لئے اپنے علم کے خزانے قرار دیئے ان سب پر تیرا درود ہو۔ [1]

شیخ صدوق کی روایت کے مطابق:

وَ كَانَ الصَّادِقُ علیہ السلام یَطْلِی اِبْطَیْهِ فِی الْحَمَّامِ وَ یَقُولُ نَتْفُ الْاِبْطِ یُضْعِفُ الْمَنْكِبَیْنِ وَ یُوهِی وَ یُضْعِفُ الْبَصَرَ.

امام صادق علیہ السلام اپنی بغلوں کے بال حمام میں نورے سے صاف کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ بغل کے بالوں کو اکھاڑنے سے نظر ضعیف ہوتی ہے۔ [2]

جمعہ کے دن نظافت و پاکیزگی:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

لِیَتَزَیَّنْ اَحَدُكُمْ یَوْمَ الْجُمُعَةِ یَغْتَسِلُ وَ یَتَطَیَّبُ وَ یُسَرِّحُ لِحْیَتَهُ وَ یَلْبَسُ اَنْظَفَ ثِیَابِهِ .....
فَاِنَّ اللهَ یَطَّلِعُ عَلَی اَهْلِ الْاَرْضِ لِیُضَاعِفَ الْحَسَنَاتِ.

روز جمعہ اپنے آپ کو زینت دو، غسل کرو، خوشبو لگاؤ، بالوں میں کنگھی کرو، پاکیزہ ترین لباس پہنو کیونکہ اس دن خدا

---

[1] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۶/ ۵۰۷/ باب النورۃ..... ص:۵۰۵

[2] من لایحضرہ الفقیہ/ ج۱/ ۱۲۰/ باب غسل یوم الجمعۃ ودخول الحمام وآدابہ وما جاء فی التنظیف والزینۃ..... ص:۱۱۰

زمین پر رہنے والوں پر نظر کرم فرماتا ہے تا کہ نیکیوں کو چند برابر کرے۔[1]

اس طرح فرمایا:

مَنِ اغْتَسَلَ لِلْجُمُعَةِ فَقَالَ- اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَ اَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهُ وَ رَسُولُهُ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَ آلِ مُحَمَّدٍ- وَ اجْعَلْنِي مِنَ التَّوَّابِينَ وَ اجْعَلْنِي مِنَ الْمُتَطَهِّرِينَ كَانَ طُهْراً مِنَ الْجُمُعَةِ اِلَى الْجُمُعَةِ.

جو شخص جمعہ کے دن غسل کرے اور یہ دعا پڑھے:

میں گواہی دیتا ہوں کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں اور اس کا کوئی شریک نہیں، محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اس کا بندہ اور بھیجا ہوا ہے۔ خدایا! محمد اور اس کے خاندان پر درود بھیج۔ مجھے توبہ کرنے والوں اور پاک و پاکیزہ قرار دے تا کہ آنے والے جمعہ تک پاک و پاکیزہ رہے گا۔[2]

امام رضا علیہ السلام فرماتے ہیں:

قَلِّمُوا اَظْفَارَكُمْ يَوْمَ الثَّلَاثَاءِ وَ اسْتَحِمُّوا يَوْمَ الْاَرْبِعَاءِ وَ اَصِيبُوا مِنَ الْحِجَامَةِ حَاجَتَكُمْ يَوْمَ الْخَمِيسِ وَ تَطَيَّبُوا بِاَطْيَبِ طِيبِكُمْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ.

ناخن کو منگل کے دن اتارو اور بدھ کو حمام جاؤ اور جمعرات کو حجامت کراؤ۔ جمعہ کے دن اپنے آپ کو بہترین عطر سے معطر کرو۔[3]

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ قَلَّمَ اَظَافِيرَهُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَ اَخَذَ مِنْ شَارِبِهِ وَ اسْتَاكَ وَ اَفْرَغَ عَلَى رَاْسِهِ مِنَ الْمَاءِ حِينَ يَرُوحُ اِلَى الْجُمُعَةِ شَيَّعَهُ سَبْعُونَ اَلْفَ مَلَكٍ كُلُّهُمْ يَسْتَغْفِرُونَ لَهُ وَ يَشْفَعُونَ لَهُ.

جو شخص جمعہ کے دن ناخن کاٹتا ہے اور مونچھوں کو چھوٹا کرتا ہے، مسواک کرتا ہو، جب نماز جمعہ کے لئے جائے تو اپنے سر پر پانی ڈالے۔ ایسا کرنے سے ستر ہزار فرشتے اس کی ہمراہی کرتے ہیں اور اس کی مغفرت اور شفاعت کرتے ہیں۔[4]

امام صادق علیہ السلام اجتماعی غسل جمعہ کی حکمت کے بارے میں فرماتے ہیں:

اِنَّ الْاَنْصَارَ كَانَتْ تَعْمَلُ فِي نَوَاضِحِهَا وَ اَمْوَالِهَا فَاِذَا كَانَ يَوْمُ الْجُمُعَةِ حَضَرُوا الْمَسْجِدَ فَتَاَذَّى النَّاسُ بِاَرْوَاحِ اَبَاطِهِمْ وَ اَجْسَادِهِمْ فَاَمَرَهُمْ رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بِالْغُسْلِ فَجَرَتْ بِذَلِكَ السُّنَّةُ.

---

[1] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۳/ ۴۱۷/ باب التزین یوم الجمعۃ..... ص: ۴۱۷

[2] من لایحضرہ الفقیہ/ ج ۱/ ۱۱۲/ باب غسل یوم الجمعۃ ودخول الحمام وآدابہ وما جاء فی التنظیف والزینۃ..... ص: ۱۱۰

[3] عیون اخبار الرضا علیہ السلام/ ج ۱/ ۲۷۹/ ۲۸ باب فیما جاء عن الامام علی بن موسی ع من الاخبار المتفرقۃ..... ص: ۲۷۲

[4] مستدرک الوسائل ومستنبط المسائل/ ج ۶/ ۴۶/ ۲۷- باب استحباب تقلیم الاظفار وحکمہا مع عدم الحاجۃ والاخذ من الشارب یوم الجمعۃ.. ص: ۴۴

انصار زمین کو پانی دیتے اور اپنے اموال کی حفاظت کرتے تھے اور جمعہ کے دن مسجد میں حاضر ہوتے تھے لوگ ان کی بغلوں سے آنے والی بدبو سے نفرت کرتے تھے۔ اس لئے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں غسل کا حکم دیا اور اس طرح یہ غسل سنت ہو گیا۔ [1]

نظافت میں پیغمبرؐ کی سیرت:

جیسے نظافت خدا کے ہاں محبوب عمل ہے خوشبو بھی نظافت کے مصادیق میں سے ہے۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دوست رکھتے تھے۔ اس لئے آپ نے فرمایا:

حُبِّبَ اِلَیَّ مِنْ دُنْیَاکُمُ النِّسَاءُ وَ الطِّیبُ وَ جُعِلَ قُرَّةُ عَیْنِی فِی الصَّلَاةِ.

تمہاری دنیا میں عورتیں اور خوشبو میرے لئے محبوب ہے اور نماز میری نور چشم ہے۔ [2]

وَ کَانَ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اِذَا غَسَلَ رَأْسَهُ وَ لِحْیَتَهُ غَسَلَهُمَا بِالسِّدْرِ.

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سر اور داڑھی کو سدر کے پانی سے دھوتے تھے۔ [3]

وَ رُوِیَ اَنَّهُ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کَانَ لَا یَنَامُ اِلَّا وَ السِّوَاکُ عِنْدَ رَأْسِهِ فَاِذَا نَهَضَ بَدَأَ بِالسِّوَاکِ.

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسواک کو سرہانے کے نیچے رکھتے تھے اور بیدار ہونے کے بعد پہلے مسواک کرتے تھے۔ [4]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

وَ کَانَ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رَسُولُ اللهِ یَسْتَاکُ اِذَا اَرَادَ اَنْ یَنَامَ.

جب بھی رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سونا چاہتے تھے تو پہلے مسواک کرتے تھے۔ [5]

وَ کَانَ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یَسْتَاکُ کُلَّ لَیْلَةٍ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ مَرَّةً قَبْلَ نَوْمِهِ وَ مَرَّةً اِذَا قَامَ مِنْ نَوْمِهِ اِلَی وِرْدِهِ وَ مَرَّةً قَبْلَ خُرُوجِهِ اِلَی صَلَاةِ الصُّبْحِ

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر رات تین بار مسواک کرتے تھے:

(۱) سونے سے پہلے

(۲) رات کو مناجات کرنے کے لئے جب اٹھتے تھے

---

[1] من لایحضرہ الفقیہ/ ج۱/ ۱۱۲/ باب غسل یوم الجمعۃ ودخول الحمام وآدابہ وما جاء فی التنظیف والزینۃ..... ص:۱۱۰

[2] الخصال/ ج۱/ ۱۶۵/ حبب الی النبی ص من الدنیا ثلاث..... ص:۱۶۵

[3] مکارم الاخلاق/ ۳۲/ فی غسل راسہ..... ص:۳۲

[4] مکارم الاخلاق/ ۳۹/ مایقول عند استیقاظہ ص..... ص:۳۹

[5] مکارم الاخلاق/ ۲۹۱/ فیمن ارادالانتباہ للصلاۃ..... ص:۲۹۱

(۳) نماز صبح جانے سے پہلے۔[۱]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

كَانَ رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم يَطْلِي الْعَانَةَ وَمَا تَحْتَ الْأَلْيَتَيْنِ فِي كُلِّ جُمُعَةٍ.

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر جمعہ کو بدن کے زائد (بغلوں اور زیر ناف) بالوں کو صاف کرتے تھے۔[۲]

عمومی جگہوں کی صفائی ستھرائی:

عمومی جگہیں:

وَ نَهَى صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم أَنْ يَبُولَ أَحَدٌ تَحْتَ شَجَرَةٍ مُثْمِرَةٍ أَوْ عَلَى قَارِعَةِ الطَّرِيقِ.

حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پھل دار درخت کے نیچے اور راستے میں پیشاب کرنے سے منع فرمایا۔[۳]

امام سجاد علیہ السلام نے فرمایا:

أَيْنَ يَتَوَضَّأُ الْغُرَبَاءُ قَالَ يَتَّقُونَ شُطُوطَ الْأَنْهَارِ وَ الطُّرُقَ النَّافِذَةَ وَ تَحْتَ الْأَشْجَارِ الْمُثْمِرَةِ وَ مَوَاضِعَ اللَّعْنِ قِيلَ لَهُ وَ مَا مَوَاضِعُ اللَّعْنِ فَقَالَ أَبْوَابُ الدُّورِ.

بیت الخلاء میں جانے کے وقت ان مقامات سے پرہیز کریں:

(۱) دریا کے کنارے

(۲) گزرنے کا راستہ، پھل دار درخت کے نیچے

(۳) وہ جگہ جو مورد لعنت ہو جیسے گھروں کے دروازوں کے سامنے۔[۴]

ایک روایت میں ملتا ہے کہ

وَ فِي خَبَرٍ آخَرَ لَعَنَ اللهُ الْمُتَغَوِّطَ فِي ظِلِّ النُّزَّلِ

خدا لعنت کرے اس شخص پر جو سائے کے نیچے پیشاب کرتا ہو۔[۵]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

نَظِّفُوا سَاحَاتِكُمْ فَإِنَّ الْيَهُودَ آنَتَنُ النَّاسِ سَاحَةً.

---

[۱] مکارم الاخلاق/ ۳۹/ فی سواکہ ص..... ص:۳۹

[۲] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۶/ ۵۰۷/ باب النورۃ..... ص:۵۰۵

[۳] من لایحضرہ الفقیہ/ ج ۴/ ۴/ باب ذکر جمل من مناہی النبی ص..... ص:۳

[۴] معانی الاخبار/ النص/ ۳۶۸/ باب معنی مواضع اللعن..... ص:۳۶۸

[۵] من لایحضرہ الفقیہ/ ج ۱/ ۲۵/ باب ارتیاد المکان للحدث والسنۃ فی دخولہ والآداب فیہ الی الخروج منہ..... ص:۲۲

گھر کا صحن اور گھر کے اردگرد کی جگہ کو پاکیزہ رکھو کہ یہ یہودیوں کا بدترین محلہ ہے۔[1]

پانی:

روایت ہے کہ:

وَنَهَى صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم أَنْ يَبُولَ أَحَدُكُمْ فِي الْمَاءِ الرَّاكِدِ فَإِنَّهُ مِنْهُ يَكُونُ ذَهَابُ الْعَقْلِ.

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کھڑے ہوئے پانی میں پیشاب کرنے سے ممانعت فرمائی ہے کیونکہ اس سے عقل زائل ہوتی ہے۔[2]

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

الْمَاءُ لَهُ سُكَّانٌ فَلَا تُؤْذُوهُمْ بِبَوْلٍ وَلَا غَائِطٍ.

پانی میں مخلوق رہتی ہے پیشاب، پاخانہ کرکے اسے تکلیف نہ دو۔[3]

روایت میں ملتا ہے کہ

وَرُوِيَ أَنَّ الْبَوْلَ فِي الْمَاءِ الْجَارِي يُورِثُ السَّلَسَ وَفِي الرَّاكِدِ يُورِثُ الْحُصْرَ.

جاری پانی میں پیشاب کرنے سے تسلسل بول کی بیماری ہوتی ہے اور کھڑے پانی میں پیشاب کرنے سے پیشاب کے بند ہونے کی بیماری آتی ہے۔[4]

برتن:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

غَسْلُ الْإِنَاءِ وَكَسْحُ الْفِنَاءِ مَجْلَبَةٌ لِلرِّزْقِ.

برتنوں کو دھونے اور گھر میں جھاڑو دینے سے روزی میں اضافہ ہوتا ہے۔[5]

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

..... وَخَمِّرُوا آنِيَتَكُمْ وَأَوْكُوا أَسْقِيَتَكُمْ فَإِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَكْشِفُ غِطَاءً وَلَا يَحُلُّ وِكَاءً.

اپنے برتنوں کو ڈھانپ کر رکھیں اور مشکیزے کے منہ بند کرکے رکھیں کیونکہ شیطان ڈھکنوں کو دور نہیں پھینکتا اور بند برتن کو نہیں کھولتا۔[6]

---

[1] موسوعۃ احادیث اہل البیتؑ، ج۱۱، ص۳۷۱

[2] مکارم الاخلاق/ ۴۲۴/ الفصل الثانی فی ذکر جمل من مناہی النبی ص..... ص: ۴۲۴

[3] مستدرک الوسائل ومستنبط المسائل/ ج۱/ ۲۷۱/ ۱۹- باب کراہۃ البول فی الماء جاریا وراکدا وجملۃ من المناہی..... ص: ۲۷۰

[4] مستدرک الوسائل ومستنبط المسائل/ ج۱/ ۲۷۱/ ۱۹- باب کراہۃ البول فی الماء جاریا وراکدا وجملۃ من المناہی..... ص: ۲۷۰

[5] الخصال/ ج۱/ ۵۴/ خصلتان مجلبتان للرزق..... ص: ۵۴

[6] علل الشرائع/ ج۲/ ۵۸۲/ ۳۸۵- باب نوادر العلل..... ص: ۵۷۷

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

.....وَ اَكْفِئْ اِنَاءَكَ فَاِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَرْفَعُ اِنَاءً مُكْفَاً.

برتنوں کو الٹا کر کے رکھیں کیونکہ شیطان (آلودگی) الٹے برتنوں کو اٹھا نہ سکے۔[1]

کوڑا کرکٹ:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اُخْرِجُوْا مَنَادِيْلَ الْغَمْرِ مِنْ بُيُوْتِكُمْ، فَاِنَّهٗ مَبِيْتُ الْخَبِيْثِ وَ مَجْلِسُهٗ.

آلودہ کپڑوں کو گھر سے باہر پھینک دو کیونکہ یہ آلودگی کے لئے بدترین جگہ ہے۔[2]

اسی طرح فرمایا:

لَا تُبَيِّتُوا الْقُمَامَةَ فِيْ بُيُوْتِكُمْ وَ اَخْرِجُوْهَا نَهَاراً فَاِنَّهَا مَقْعَدُ الشَّيْطَانِ.

رات کو کوڑا کرکٹ گھروں میں نہ رکھو کیونکہ یہ شیطان کی (آلودگی والی) جگہ ہے۔[3]

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

اَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ بِدَفْنِ اَرْبَعَةٍ الشَّعْرِ وَ السِّنِّ وَ الظُّفُرِ وَ الدَّمِ.

ہمیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چار چیزوں کو دفن کرنے کا حکم دیا:

(۱) بال۔ (۲) ناخن۔ (۳) خون۔ (۴) دانت۔[4]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

يَدْفِنُ الرَّجُلُ اَظَافِيْرَهٗ وَ شَعْرَهٗ اِذَا اَخَذَ مِنْهَا وَ هِيَ سُنَّةٌ.

ناخن اور بالوں کو دفن کرنا سنت ہے۔[5]

استعمال شدہ پانی:

امام رضا علیہ السلام نے فرمایا:

مَنِ اغْتَسَلَ مِنَ الْمَاءِ الَّذِيْ قَدِ اغْتُسِلَ فِيْهِ فَاَصَابَهُ الْجُذَامُ فَلَا يَلُوْمَنَّ اِلَّا نَفْسَهٗ.

جو شخص اپنے آپ کو استعمال شدہ پانی سے دھوئیں اور وہ جذام میں مبتلا ہو جائے تو اسے اپنی خود سرزنش کرنی چاہیے۔

---

[1] مکارم الاخلاق/ ۱۲۸/ فی اغلاق الابواب وغیرہا..... ص:۱۲۸

[2] الجامع الصغیر، ج۱، ص۶۹

[3] من لایحضرہ الفقیہ/ ج۴/ ۵/ باب ذکر جمل من مناہی النبی ص..... ص:۳

[4] الخصال/ ج۱/ ۲۵۱/ الامر بدفن اربعۃ اشیاء..... ص:۲۵۱

[5] من لایحضرہ الفقیہ/ ج۱/ ۱۲۸/ تقلیم الاظفار واخذ الشارب والمشط ص:۱۲۶

[1]

چھینک:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اِذَا عَطَسَ اَحَدُکُمْ فَلْیَضَعْ کَفَّیْہِ عَلٰی وَجْھِہٖ وَلْیَخْفِضْ صَوْتَہٗ.

جب تمہیں چھینک آئے تو اپنے ہاتھوں کو چہرے کے سامنے کرلو اور آہستہ آواز سے چھینک لو۔[2]

جھانویں کے استعمال کی ممانعت:

امام رضا علیہ السلام نے فرمایا:

مَنْ اَخَذَ مِنَ الْحَمَّامِ خَزَفَۃً فَحَکَّ بِھَا جَسَدَہٗ فَاَصَابَہُ الْبَرَصُ فَلَا یَلُوْمَنَّ اِلَّا نَفْسَہٗ وَمَنِ اغْتَسَلَ مِنَ الْمَاءِ الَّذِیْ قَدِ اغْتُسِلَ فِیْہِ فَاَصَابَہُ الْجُذَامُ فَلَا یَلُوْمَنَّ اِلَّا نَفْسَہٗ.

جو شخص حمام میں جھانواں (پاؤں کی میل اتارنے والا پتھر) استعمال کرے اور برص و جذام کے مرض میں مبتلا ہوجائے تو ایسے شخص کو اپنی سرزنش کرنی چاہیے۔[3]

آلودہ تیل:

امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے چوہے اور کتے کے جھوٹے کے بارے میں پوچھا گیا:

قَالَ علیہ السلام: اِنْ کَانَ جَرَّۃً اَوْ نَحْوَھَا فَلَا یَاْکُلْہُ وَلٰکِنْ یُنْتَفَعُ بِہٖ فِیْ سِرَاجٍ اَوْ غَیْرِہٖ.

امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے فرمایا: تیل اور دودھ جو چوہے اور کتے کا بچا ہوا ہو اس کو نہ پینا لیکن تیل اس سے چراغ جلانے اور دیگر فوائد حاصل کر سکتے ہو۔[4]

بلغم:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

مَنْ تَنَخَّمَ فِی الْمَسْجِدِ ثُمَّ رَدَّھَا فِیْ جَوْفِہٖ لَمْ تَمُرَّ بِدَاءٍ اِلَّا اَبْرَاَتْہُ.

جو شخص مسجد میں کھانسی کرے اور ناک وسینہ کی بلغم کو روک لے اس سے وہ بیماری سے بچ جاتا ہے۔[5]

راوی کہتا ہے:

---

[1] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۶ / ۵۰۳ / باب الحمام..... ص:۴۹۶

[2] الجامع الصغیر، ج۱، ص۱۱۶

[3] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۶ / ۵۰۳ / باب الحمام..... ص:۴۹۶

[4] بحار الانوار (ط-بیروت)/ ج۱۰ / ۲۶۱ / باب ۱۷ ما وصل الینا من اخبار علی بن جعفر عن اخیہ موسی ع بغیر روایۃ الحمیری نقلنا ہا مجتمعۃ لما بینہا و بین اخبار الحمیری من اختلاف یسیر وفرقناہا ورد بروایۃ الحمیری علی الابواب..... ص:۲۴۹

[5] من لایحضرہ الفقیہ/ ج۱ / ۲۳۳ / باب فضل المساجد وحرمتہا وثواب من صلی فیہا..... ص:۲۲۸

.....وَلَا رَاَیْتُہٗ تَفَلَ.....

.....میں نے امام رضا علیہ السلام کو لعاب دہن پھینکتے نہیں دیکھا.....۔[1]

بیت الخلاء کے آداب:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

كَانَ رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اَشَدَّ النَّاسِ تَوَقِّیاً لِلْبَوْلِ حَتّٰی اَنَّہٗ كَانَ اِذَا اَرَادَ الْبَوْلَ عَمَدَ اِلٰی مَكَانٍ مُرْتَفِعٍ مِنَ الْاَرْضِ اَوْ مَكَانٍ یَكُونُ فِیہِ التُّرَابُ الْكَثِیرُ كَرَاھِیَۃَ اَنْ یُنْضَحَ عَلَیْہِ الْبَوْلُ.

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیشاب کے لئے سب سے زیادہ شدید احتیاط سے کام لیتے جب آپ پیشاب کرنے کا ارادہ فرماتے تو بلندی (ایسی جگہ) پر تشریف لے جاتے (خود اونچی جگہ بیٹھیں اور پیشاب پستی میں گرے) یا ایسی جگہ جہاں دھول والی مٹی زیادہ ہو تشریف لے جاتے تاکہ پیشاب کے چھنٹے آپ پر نہ پڑیں۔[2]

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

اَلْوُضُوءُ بَعْدَ الطُّھُورِ عَشْرُ حَسَنَاتٍ فَتَطَھَّرُوا.

طہارت کے بعد وضو کرنے سے دس نیکیاں ملتی ہیں۔ پس باطہارت رہو۔[3]

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اِذَا اَتَی الْخَلَا لَا یَمْسَحْ بِیَمِینِہٖ.

بیت الخلاء میں دائیں ہاتھ سے استنجا نہ کرنا۔[4]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

وَ كَانَ رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اِذَا اَرَادَ دُخُولَ الْمُتَوَضَّاِ قَالَ اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَعُوذُ بِكَ مِنَ الرِّجْسِ النِّجْسِ الْخَبِیثِ الْمُخْبِثِ الشَّیْطَانِ الرَّجِیمِ اَللّٰھُمَّ اَمِتْ عَنِّی الْاَذَی وَ اَعِذْنِی مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیمِ.

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیت الخلاء میں داخل ہوتے وقت یہ پڑھتے تھے:

اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَعُوذُ بِكَ مِنَ الرِّجْسِ النِّجْسِ الْخَبِیثِ الْمُخْبِثِ الشَّیْطَانِ الرَّجِیمِ. اَللّٰھُمَّ اَمِتْ عَنِّی الْاَذَی وَ اَعِذْنِی مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیمِ.

---

[1] عیون اخبار الرضا علیہ السلام/ ج ۲ / ۱۸۴ / ۴۴ باب فی ذکر اخلاق الرضا ع الکریمۃ ووصف عبادتہ..... ص:۱۷۸

[2] من لایحضرہ الفقیہ/ ج ۱ / ۲۲ / باب ارتیاد المکان للحدث والسنۃ فی دخولہ والآداب فیہ الی الخروج منہ..... ص:۲۲

[3] المحاسن/ ج ۱ / ۴۷ / ۴۷ ثواب الطہر علی الطہر ص:۴۷

[4] الجامع الصغیر، ج ۱، ص ۱۰۹

خدایا! میں پناہ مانگتا ہوں پلیدگی، نجاست اور شیطان سے جو خود بھی خبیث ہے اور دوسرو ں کو بھی خبیث بنا دیتا ہے۔
اے معبود! مجھ سے اذیت دینے والی چیزوں کو دور فرما اور پناہ دے مجھے شیطان رجیم سے۔ [1]

امام حسن علیہ السلام نے فرمایا:

وَ اَقْوَی الْاَسْبَابِ الْجَالِبَةِ لِلرِّزْقِ.....وَ الْمُدَاوَمَةُ عَلَی الطَّهَارَةِ.

جو شخص ہمیشہ باطہارت رہتا ہے اس کی روزی میں برکت ہوتی ہے۔ [2]

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

اَلْمَضْمَضَةُ وَ الِاسْتِنْشَاقُ بِالْمَاءِ عِنْدَ الطَّهُورِ طَهُورٌ لِلْفَمِ وَ الْاَنْفِ.

طہارت (وضو) کے وقت منہ اور ناک کے دھونے کی وجہ سے منہ اور ناک پاک و پاکیزہ رہتے ہیں۔ [3]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

یَا اَنَسُ اَکْثِرْ مِنَ الطَّهُورِ یَزِدِ اللّٰهُ فِی عُمُرِكَ.

اے انس رضی اللہ عنہ! طہارت اور پاکیزگی کی زیادہ رعایت کرو تا کہ خدا تیری عمر طولانی کرے۔ [4]

نفسیاتی نظافت:

جس طرح نظافت اور علاج انسان کے جسم کے لئے ضروری ہے اس طرح اس کی نفسیات کے لئے بھی ضروری ہے۔ آیات و روایات میں نفسانی سلامتی اور اس سے بچنے کے راہ حل ذکر ہوئے ہیں۔ بہت سے احکام انسان کی جان اور اس کی عقل کی حفاظت و رشد کے لئے بیان ہوئے ہیں۔ اس کا دوسرا حصہ جیسے کفارات، طہارت، آلودہ روح کے علاج ذکر ہوا ہے۔

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

فَرَضَ اللّٰهُ تَعَالَی.....وَ تَرْكَ شُرْبِ الْخَمْرِ تَحْصِیناً لِلْعَقْلِ.

خدا نے عقل کی پاکیزگی کے لئے اور ترک شراب پر جنت واجب کی ہے۔ [5]

خداوند عالم نے قرآن کو شفا کے طور پر تعارف کرایا ہے۔ مرض کو بھی بیان کیا ہے۔ ہم ظاہری بیماری اور اس کے نقصانات بھی دیکھ رہے ہیں۔ لیکن باطنی بیماریوں جیسے حرام نگاہ، بے عفتی، بے حجابی سے غافل ہیں۔

---

[1] من لایحضرہ الفقیہ/ ج۱/ ۲۳/ باب ارتیاد المکان للحدث والسنۃ فی دخولہ والآداب فیہ الی الخروج منہ..... ص:۲۲
[2] بحار الانوار (ط- بیروت)/ ج۷۳/ ۳۱۸/ باب ۶۰ مایورث الفقر والغناء..... ص:۳۱۴
[3] تحف العقول/ النص/ ۱۰۱/ آداب ع لاصحابہ وہی اربعمائۃ باب للدین والدنیا..... ص:۱۰۰
[4] مکارم الاخلاق/ ۴۰/ فی التنظیف..... ص:۴۰
[5] نہج البلاغۃ (للصبحی صالح)/ ۵۱۲/ [۲۴۹] ۲۵۲..... ص:۵۱۲

قرآن فرماتا ہے:

فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِيْ فِيْ قَلْبِهٖ مَرَضٌ وَّقُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ۚ﴿۳۲﴾

کسی آدمی سے لگی لپٹی بات نہ کرنا کہ جس کے دل میں بیماری ہو اسے لالچ پیدا ہو جائے اور ہمیشہ نیک باتیں کیا کرو۔ [1]

اسی طرح قرآن میں ہے:

فَتَرَى الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ يُّسَارِعُوْنَ فِيْهِمْ يَقُوْلُوْنَ نَخْشٰٓى اَنْ تُصِيْبَنَا دَآىِٕرَةٌ ؕ فَعَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّاْتِيَ بِالْفَتْحِ اَوْ اَمْرٍ مِّنْ عِنْدِهٖ فَيُصْبِحُوْا عَلٰى مَآ اَسَرُّوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ نٰدِمِيْنَ ﴿۵۲﴾

تم دیکھو گے کہ جن کے دلوں میں نفاق کی بیماری ہے وہ دوڑ دوڑ کر ان کی طرف جا رہے ہیں اور یہ عذر بیان کرتے ہیں کہ ہمیں گردشِ زمانہ کا خوف ہے۔ پس عنقریب خدا اپنی طرف سے فتح یا کوئی دوسرا امر لے آئے گا تو یہ اپنے دل کے چھپائے ہوئے راز پر پشیمان ہو جائیں گے۔ [2]

آیات و روایات میں نفسانی نظافت سے مربوط دو عنوان عقل و دل بیان ہوئے ہیں۔

نظافت عقل:

عقل کا معنی منع ہے۔ اونٹ کے زانوں کا باندھنے کو عقال کہتے ہیں کیونکہ اونٹ کے زانو کو باندھنے سے وہ حرکت نہیں کر سکتا۔

عقل کی دو قسمیں ہیں:

(۱) نظری (۲) عملی۔

عقل نظری انسان کے لئے اندیشہ و فکر کی رہنمائی کا نام ہے اور عقل عملی اس کے لئے انگیزہ کار رہبر ہے۔

عقل کی تباہی کے عوامل

شراب کی مستی:

خداوند عالم قرآن مجید میں فرماتا ہے:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۹۰﴾

اے ایمان والو! شراب، قمار اور قربانی کے لئے نصب شدہ سنگ کہ جن کو مشرکین تبرک سمجھتے ہیں اور قمار کے تیر کہ جن

---

[1] سورۂ احزاب: ۳۲

[2] سورۂ مائدہ: ۵۲

سے بت پرست اور جانور کا گوشت تقسیم کرتے ہیں یہ سب کچھ پلیدی ہے اور شیطانی وسوسہ ہے لہٰذا ان سے پرہیز کرو تا کہ کامیابی حاصل کرسکو۔[1]

امام رضا علیہ السلام نے فرمایا:

حَرَّمَ اللهُ الْخَمْرَ لِمَا فِيهَا مِنَ الْفَسَادِ وَ مِنْ تَغْيِيرِهَا.

بے شک خدا نے شراب کو اس لئے حرام قرار دیا ہے کہ یہ تباہی کا موجب اور اس سے عقل میں تبدیلی ہوتی ہے (یعنی عقل ختم ہوجاتی ہے)۔[2]

گناہ کی مستی:

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

يَنْبَغِي لِلْعَاقِلِ اَنْ يَحْتَرِسَ مِنْ سُكْرِ الْمَالِ وَ سُكْرِ الْقُدْرَةِ وَ سُكْرِ الْعِلْمِ وَ سُكْرِ الْمَدْحِ وَ سُكْرِ الشَّبَابِ فَاِنَّ لِكُلِّ ذٰلِكَ رِيحاً خَبِيثَةً تَسْلُبُ الْعَقْلَ وَ تَسْتَخِفُّ الْوَقَارَ.

عاقل شخص پر ضروری ہے کہ وہ اپنے آپ کو ثروت کی مستی، طاقت کی مستی، علم کی مستی، مدح کی مستی اور جوانی کی مستی سے روکے کیونکہ ان میں سے ہر ایک کے لئے بدبو ہے اور جو عقل کو سلب کردیتی ہے اور ان سے انسان کی عزت کم ہوجاتی ہے۔[3]

جس طرح شراب مستی کا عامل ہے اور عقل سلب ہوجاتی ہے اسی طرح گناہ کی مستی سے عقل زائل ہوجاتی ہے اور انسان درست ادراک نہیں کرسکتا۔[4]

امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے فرمایا:

اِنَّ اللهَ تَبَارَكَ وَ تَعَالَى لَمْ يُحَرِّمِ الْخَمْرَ لِاسْمِهَا وَ لٰكِنْ حَرَّمَهَا لِعَاقِبَتِهَا فَمَا فَعَلَ فِعْلَ الْخَمْرِ فَهُوَ خَمْرٌ.

اللہ تعالیٰ نے شراب کو اس کے نام کی وجہ سے حرام نہیں کیا بلکہ حرام کیا ہے اس کے نتیجہ کی بنا پر لہٰذا جو چیز بھی شراب والا کام کرے وہ شراب (والا حکم رکھتی) ہے۔[5]

مَنْ سَلَّطَ ثَلَاثاً عَلَى ثَلَاثٍ فَكَاَنَّمَا اَعَانَ عَلَى هَدْمِ عَقْلِهِ مَنْ اَظْلَمَ نُورَ تَفَكُّرِهِ بِطُولِ اَمَلِهِ وَ مَحَا طَرَائِفَ حِكْمَتِهِ بِفُضُولِ كَلَامِهِ وَ اَطْفَاَ نُورَ عِبْرَتِهِ بِشَهَوَاتِ نَفْسِهِ.

---

[1] سورۂ مائدہ: ۹۰

[2] عیون اخبار الرضا علیہ السلام/ ج ۲ / ۹۸ / ۳۳۔ باب فی ذکر ما کتب بہ الرضا ع الی محمد بن سنان فی جواب مسائلہ فی العلل ..... ص: ۸۸

[3] عیون الحکم والمواعظ (للیثی)/ ۵۵۲ / الباب التاسع والعشرون مما ورد من حکم امیر المؤمنین علی بن ابی طالب ع فی حرف الیاء

[4] تسنیم، ج ۲، ص ۳۳۶

[5] الکافی (ط۔الاسلامیۃ)/ ج ۶ / ۴۱۲ / باب ان الخمر انما حرمت لفعلہا فما فعل فعل الخمر فہو خمر..... ص: ۴۱۲

تین چیزوں کو تین چیزوں پر مسلط کریں کیونکہ اس سے عقل کی نابودی ہوجاتی ہے:
(۱) جو شخص اپنے نورانی فکر کو لمبی امیدوں کے ساتھ تاریک کرتا ہے۔
(۲) جو شخص اپنی حکمت کو بیہودہ گفتگو سے زائل کرے۔
(۳) جو نور نصیحت کو اپنی خواہش نفسانی سے زائل کرے۔[۱]

خود پسندی:

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

اَلْمَرْءُ بِنَفْسِهٖ اَحَدُ حُسَّادِ عَقْلِهٖ.

خود پسندی حاسد عقل ہے۔[۲]

نادان افراد کی ہمراہی:

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

مَنْ صَحِبَ جَاهِلًا نَقَصَ مِنْ عَقْلِهٖ.

جو شخص نادان لوگوں کے ساتھ رہتا ہے اس کی عقل کم ہوجاتی ہے۔[۳]

عقل مند افراد کی نصیحت پر توجہ نہ دینا۔

حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا:

مَنْ تَرَكَ الِاسْتِمَاعَ مِنْ ذَوِی الْعُقُولِ مَاتَ عَقْلُهٗ.

جو شخص عقل مند افراد کی نصیحت کو ترک کرتا ہے اس کی عقل مردہ ہوجاتی ہے۔[۴]

بیہودہ گفتگو کرنا:

حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا:

مَنْ غَلَبَ عَلَيْهِ الْهَزْلُ فَسَدَ عَقْلُهٗ.

جو شخص بیہودہ گفتگو زیادہ کرتا ہو تو ایسے شخص کی عقل تباہ ہوجاتی ہے۔[۵]

زیادہ مذاق کرنا:

حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا:

---

[۱] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۱/ ۱۷/ کتاب العقل والجہل ص:۱۰
[۲] نہج البلاغۃ (للصبحی صالح)/ ۵۰۷/ [۲۰۸] ۲۱۲..... ص:۵۰۷
[۳] کنز الفوائد/ ج۱/ ۱۹۹/ فصل من کلام امیر المؤمنین ص فی العقل..... ص:۱۹۹
[۴] کنز الفوائد/ ج۱/ ۱۹۹/ فصل من کلام امیر المؤمنین ص فی العقل..... ص:۱۹۹
[۵] تصنیف غرر الحکم ودرر الکلم/ ۲۲۲/ ذم المزح وکثرۃ الضحک وآثارہما..... ص:۲۲۲

مَنْ كَثُرَ مِزَاحُهُ اسْتُخِفَّ.

جو شخص زیادہ مذاق کرے گا احمق بن جائے گا۔[1]

فقر و تنگدستی:

حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا:

يَا بُنَيَّ مَنِ ابْتُلِيَ بِالْفَقْرِ فَقَدِ ابْتُلِيَ بِأَرْبَعِ خِصَالٍ بِالضَّعْفِ فِي يَقِينِهِ وَ النُّقْصَانِ فِي عَقْلِهِ وَ الرِّقَّةِ فِي دِينِهِ وَ قِلَّةِ الْحَيَاءِ فِي وَجْهِهِ فَنَعُوذُ بِاللهِ مِنَ الْفَقْرِ.

اے فرزند! جو شخص بھی فقر و تنگدستی میں گرفتار ہوتا ہے وہ چار مصیبتوں میں مبتلا ہو جاتا ہے:

(۱) یقین ضعیف ہو جاتا ہے (۲) عقل کم ہو جاتا ہے

(۳) دین میں سستی ہوتی ہے (۴) بے حیائی ہوتی ہے۔

پس فقر سے خدا کی پناہ مانگتا ہوں۔[2]

ترک تجارت:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

تَرْكُ التِّجَارَةِ يَنْقُصُ الْعَقْلَ.

ترک تجارت سے عقل کم ہو جاتی ہے۔[3]

زیادہ گوشت کھانا:

امام رضا علیہ السلام نے فرمایا:

الْإِكْثَارُ مِنْ لُحُومِ الْوَحْشِ وَ الْبَقَرِ يُورِثُ تَغْيِيرَ الْعَقْلِ وَ تَحَيُّرَ الْفَهْمِ وَ تَبَلُّدَ الذِّهْنِ وَ كَثْرَةَ النِّسْيَانِ.

گوشت زیادہ کھانا وحشی جانوروں کا اور گائے کا عقل کی تغییر، چہرے کی بے رونقی، کند ذہنی اور نسیان کا باعث ہے۔[4]

گوشت کھانے سے پرہیز کی ممانعت:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

اللَّحْمُ يُنْبِتُ اللَّحْمَ وَ مَنْ تَرَكَ اللَّحْمَ أَرْبَعِينَ صَبَاحاً سَاءَ خُلُقُهُ.

---

[1] عیون الحکم والمواعظ (للیثی) / ۴۵۴ / الفصل الاول بالمیم المفتوحۃ بلفظ من..... ص: ۴۲۳

[2] جامع الاخبار (للشعیری) / ۱۱۰ / الفصل السابع والستون فی الفقراء

[3] الکافی (ط-الاسلامیۃ) / ج ۵ / ۱۴۸ / باب فضل التجارۃ والمواظبۃ علیہا..... ص: ۱۴۸

[4] مستدرک الوسائل ومستنبط المسائل / ج ۱۶ / ۴۵۸ / ۱۱۲-باب نوادر ما یتعلق بابواب الاطعمۃ المباحۃ ..... ص: ۴۵۵

جو شخص چالیس دن تک گوشت نہ کھائے وہ بداخلاق ہو جاتا ہے اور اس کا اخلاق تباہ ہو جاتا ہے۔[1]

عقل کی سلامتی و رشد کے عوامل:

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

اَلْعَقْلُ غَرِيزَةٌ تَزِيدُ بِالْعِلْمِ وَ التَّجَارِبِ.

عقل ایک غریزہ ہے جو علم و تجربہ سے زیادہ ہوتا ہے۔[2]

نیز فرمایا:

كَثْرَةُ النَّظَرِ فِي الْحِكْمَةِ تَلْقَحُ الْعَقْلَ.

زیادہ سوچنے سے حکمت و عقل زیادہ ہوتی ہے۔[3]

اسی طرح فرمایا:

بِتَرْكِ مَا لَا يَعْنِيكَ يَتِمُّ لَكَ الْعَقْلُ.

اس چیز کو چھوڑ دو جو تمہارے لئے سودمند نہیں۔ اپنی عقل کی تکمیل کرو۔[4]

رشد عقل میں غذا کی تاثیر:

ہم یہاں پر بعض غذائی مواد اور دوسرے امور جو عقل کی رشد و تقویت میں موثر ہیں ذکر کرتے ہیں:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

إِذَا اتَّخَذَ أَحَدُكُمْ مَرَقاً فَلْيُكْثِرْ فِيهِ مِنَ الدُّبَّاءِ فَإِنَّهُ يَزِيدُ فِي الدِّمَاغِ وَ فِي الْعَقْلِ.

کدو کا سالن زیادہ کھاؤ کیونکہ اس سے مغز کی رشد اور عقل میں اضافہ ہوتا ہے۔[5]

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

إِنَّ الْحِجَامَةَ تُصَحِّحُ الْبَدَنَ وَ تَشُدُّ الْعَقْلَ.

حجامۃ صحت بدن کا سبب اور قوت عقل کا باعث ہے۔[6]

---

[1] بحار الانوار (ط-بیروت) / ج ۶۳ / ۶۶ / باب ۱۴ فضل اللحم والشحم وذم من ترک اللحم اربعین یوما وانواع اللحم..... ص:۵۶

[2] عیون الحکم والمواعظ (للیثی) / ۵۲ / الفصل الاول مما اوله الالف واللام..... ص:۱۷

[3] تحف العقول / النص / ۳۶۴ / وروی عنه ع فی قصار هذه المعانی..... ص:۳۵۷

[4] عیون الحکم والمواعظ (للیثی) / ۱۸۹ / الفصل الاول الباء الزائدة..... ص:۱۸۵

[5] مکارم الاخلاق / ۱۷۷ / فی الدباء..... ص:۱۷۶

[6] الخصال / ج ۲ / ۶۱۱ / علم امیر المؤمنین ع اصحابه فی مجلس واحد اربعمائة باب مما یصلح للمسلم فی دینه ودنیاه..... ص:۶۱۰

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

مَنْ تَطَيَّبَ أَوَّلَ النَّهَارِ، لَمْ يَزَلْ عَقْلُهُ مَعَهُ إِلَى اللَّيْلِ.

جو شخص دن کا آغاز خوشبو سے شروع کرے تو اس کی عقل رات تک اس کے ساتھ ہوگی۔[1]

امام کے فرمان کے مطابق:

إِنَّ الْخَلَّ يَشُدُّ الذِّهْنَ وَيَزِيدُ فِي الْعَقْلِ.

سرکہ کھانے سے ذہن تیز ہوتا ہے اور عقل میں اضافے کا سبب ہے۔[2]

نیز فرمایا:

عَلَيْكُمْ بِالسَّفَرْجَلِ فَإِنَّهُ يَزِيدُ فِي الْعَقْلِ.

بہ (ایک سبزی ہے) کھاؤ اس سے عقل میں اضافہ ہوتا ہے۔[3]

نکتہ:

بے شک اس بات کا انکار نہیں کہ کچھ اعمال اور کھانوں کا انسان کے فہم وادراک پر اثر ہوتا ہے۔لیکن قابل توجہ نکتہ یہ ہے کہ ذہن کی سلامتی، حافظہ میں تقویت اور رشد وفہم میں بہت سے عوامل مؤثر ہیں غذا ان میں سے ایک ہے۔

ممکن ہے کہ غذا اور اعمال انسانی فکر میں رشد کا باعث ہو لیکن کچھ موانع ہوں گے جو ان عوامل کے لئے مانع ہوتے ہیں۔لہٰذا جو کچھ ان روایات میں بیان کیا گیا ہے وہ کلی اور عمومی نہیں ہے تاہم ہر جگہ اور ہر موقع پر یہی عوامل موثر ہوں۔

دل کی نظافت

دل کی سلامتی کی اہمیت:

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

أَلَا وَ إِنَّ مِنَ الْبَلَاءِ الْفَاقَةَ وَ أَشَدُّ مِنَ الْفَاقَةِ مَرَضُ الْبَدَنِ وَ أَشَدُّ مِنْ مَرَضِ الْبَدَنِ مَرَضُ الْقَلْبِ أَلَا وَ إِنَّ مِنَ النِّعَمِ سَعَةَ الْمَالِ وَ أَفْضَلُ مِنْ سَعَةِ الْمَالِ صِحَّةُ الْبَدَنِ وَ أَفْضَلُ مِنْ صِحَّةِ الْبَدَنِ تَقْوَى الْقَلْبِ.

آگاہ رہو! تنگ دستی ایک بلا ہے اور تنگ دستی سے بھی بدتر، بدن کی بیماری ہے اور بدن کی بیماری سے بھی بد،تر دل کی بیماری ہے۔آگاہ رہو نعمتیں، مال وثروت میں گنجائش، مال کی کشائش سے برتر، تندرستی ہے اور تندرستی سے بڑھ کر دل کی

---

[1] کافی (ط-دارالحدیث)/ ج ۱۳ / ۱۹۲ / ۴۸-باب الطیب ص:۱۹۰

[2] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۶ / ۳۲۹ / باب الخل ص:۳۲۹

[3] مکارم الاخلاق/ ۱۷۲ / فی السفر جل..... ص:۱۷۱

سلامتی ہے۔[1]

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

لَا وَجَعَ اَوْجَعُ لِلْقُلُوبِ مِنَ الذُّنُوبِ.

دل کے لئے کوئی درد بھی گناہ سے بدتر نہیں ہے۔[2]

تندرستی میں سالم دل کی تاثیر:

اَلَا وَاِنَّ مِنْ صِحَّةِ الْبَدَنِ تَقْوَى الْقَلْبِ.

ہوشیار رہو کہ بدن کی تندرستی کا کچھ حصہ دل کی سلامتی ہے۔[3]

اسی طرح فرمایا:

فَاِنَّ تَقْوَى اللهِ.....شِفَاءُ مَرَضِ اَجْسَادِكُمْ.

تقویٰ الٰہی.....بدن کی بیماریوں کا علاج ہے۔[4]

امام باقر علیہ السلام نے فرمایا:

لَا عِلْمَ كَطَلَبِ السَّلَامَةِ وَلَا سَلَامَةَ كَسَلَامَةِ الْقَلْبِ.

کوئی بھی علم سلامتی جیسا علم نہیں اور کوئی سلامتی دل کی سلامتی جیسی نہیں ہے۔[5]

سلامت دل پر اثر:

خدا نے قرآن مجید میں فرمایا:

يَوْمَ لَا يَنْفَعُ مَالٌ وَّلَا بَنُوْنَ ﴿۸۸﴾ اِلَّا مَنْ اَتَى اللّٰهَ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ ﴿۸۹﴾

وہ دن کہ جس میں انسان کا نہ مال کام آئے گا اور نہ اولاد۔ سوائے ان کے جو شرک و گناہ سے پاک دل لئے ہوئے خدا کے پاس آئیں ان کے لئے فائدہ ہوگا۔[6]

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

يَا اَبَا ذَرٍّ اِنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَ تَعَالَى لَا يَنْظُرُ اِلَى صُوَرِكُمْ وَ لَا اِلَى اَمْوَالِكُمْ وَ اَقْوَالِكُمْ وَ لَكِنْ يَنْظُرُ اِلَى قُلُوبِكُمْ وَ اَعْمَالِكُمْ

---

[1] تحف العقول/ النص/ ۲۰۳/ وروی عنہ ع فی قصار ہذہ المعانی..... ص:۲۰۰

[2] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۲/ ۲۷۵/ باب الذنوب..... ص:۲۶۸

[3] نہج البلاغۃ (للصبحی صالح)/ ۵۴۵/ [۳۹۵]۳۸۸..... ص:۵۴۴

[4] نہج البلاغۃ (للصبحی صالح)/ ۳۱۲/ الوصیۃ بالتقوی..... ص:۳۱۲

[5] تحف العقول/ النص/ ۲۸۶/ وصیتہ ع لجابر بن یزید الجعفی..... ص:۲۸۴

[6] سورۂ شعراء:۸۸،۸۹

اے ابوذرؓ! خداوند قدوس تمہارے چہروں اور اموال کو نہیں دیکھتا بلکہ وہ تمہارے دل اور کردار کو دیکھتا ہے۔[1]

بیماری کے عوامل اور دل کی موت:

دل کی مندرجہ ذیل یہ بیماریاں ہیں: قساوت، اندھاپن، زنگ آلودگی، ان کے درج ذیل عوامل ہیں:

پیمان شکنی:

خداوند فرماتا ہے:

فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِّيْثَاقَهُمْ لَعَنّٰهُمْ وَجَعَلْنَا قُلُوْبَهُمْ قٰسِيَةً ۚ يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ ۙ وَنَسُوْا حَظًّا مِّمَّا ذُكِّرُوْا بِهٖ ۚ وَلَا تَزَالُ تَطَّلِعُ عَلٰى خَآئِنَةٍ مِّنْهُمْ اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْهُمْ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاصْفَحْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ۝۱۳

پھر ان کی عہد شکنی کی بنا پر ہم نے ان پر لعنت کی اور ان کے دلوں کو سخت بنا دیا وہ ہمارے کلمات کو ان کی جگہ سے ہٹا دیتے ہیں اور انہوں نے ہماری یاددہانی کا اکثر حصّہ فراموش کر دیا ہے اور تم ان کی خیانتوں پر برابر مطلع ہوتے رہو گے علاوہ چند افراد کے لہٰذا ان سے درگزر کرو اور ان کی طرف سے کنارہ کشی کرو کہ اللہ احسان کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔[2]

زیادہ بولنا:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

فَاِنَّ كَثْرَةَ الْكَلَامِ بِغَيْرِ ذِكْرِ اللهِ قَسْوَةُ الْقَلْبِ.

خدا کی یاد کے علاوہ زیادہ باتیں کرنا دل کو سخت کر دیتی ہیں۔[3]

طولانی عمر:

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

لَا يَطُولَنَّ عَلَيْكُمُ الْاَمَدُ فَتَقْسُوَ قُلُوبُكُمْ.

اپنی عمر کو طولانی نہ سمجھو کہ قساوت کا موجب ہوگا۔[4]

اگر گناہ ہو گیا ہو اور دائمی طور پر گناہ پر اصرار ہو تو قساوت قلبی کا باعث ہے۔

لہو ولعب:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

---

[1] مکارم الاخلاق/ ۴۶۹/ الفصل الخامس فی وصیۃ رسول اللہ ص لابی ذر الغفاری رضی اللہ عنہ..... ص:۴۵۸

[2] سورۂ مائدہ: ۱۳

[3] الامالی (للطوسی)/ النص/ ۳/ [۱] المجلس الاول

[4] تحف العقول/ النص/ ۱۱۲/ آداب ع لاصحابہ وہی اربعمائۃ باب للدین والدنیا..... ص:۱۰۰

ثَلَاثَةٌ يُقْسِينَ الْقَلْبَ اسْتِمَاعُ اللَّهْوِ وَ طَلَبُ الصَّيْدِ وَ اِتْيَانُ بَابِ السُّلْطَانِ.

تین چیزوں سے دل میں قساوت پیدا ہوتی ہے لہو کو سننا، تفریحی پر جانا، بادشاہ کے دربار میں رفت و آمد رکھنا۔[1]

بخیل آدمی کو دیکھنا:

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

اَلنَّظَرُ اِلَى الْبَخِيلِ يُقْسِي الْقَلْبَ.

بخیل کو دیکھنے سے دل سخت ہو جاتا ہے۔[2]

بے فائدہ گفتگو:

حضرت امیر علیہ السلام فرماتے ہیں:

اِيَّاكُمْ وَ الْمِرَاءَ وَ الْخُصُومَةَ فَاِنَّهُمَا يُمْرِضَانِ الْقُلُوبَ عَلَى الْاِخْوَانِ.

گفتگو بے حاصل اور دشمنی والی ہو تو ان دو چیزوں سے دل بیمار ہو جاتا ہے۔[3]

غیر خدا سے عشق:

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

مَنْ عَشِقَ شَيْئاً اَعْشَى بَصَرَهُ وَ اَمْرَضَ قَلْبَهُ.

جو شخص کسی چیز کا عاشق ہو جائے تو اس کی آنکھیں اندھی اور اس کا دل بیمار ہو جاتا ہے۔[4]

گناہ کا تکرار اور ثروت مند افراد کی محفل

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اَرْبَعٌ يُمِتْنَ الْقَلْبَ الذَّنْبُ عَلَى الذَّنْبِ وَ كَثْرَةُ مُنَاقَشَةِ النِّسَاءِ يَعْنِي مُحَادَثَتَهُنَّ وَ مُمَارَاةُ الْاَحْمَقِ تَقُولُ وَ يَقُولُ وَ لَا يَرْجِعُ اِلَى خَيْرٍ اَبَداً وَ مُجَالَسَةُ الْمَوْتَى فَقِيلَ لَهُ يَا رَسُولَ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وَ مَا الْمَوْتَى قَالَ كُلُّ غَنِيٍّ مُتْرَفٍ.

چار چیزوں سے دل مردہ ہو جاتا ہے۔ گناہ پر گناہ۔ زیادہ گفتگو۔ احمق سے میل جول جس طرح تم کہو وہ بھی کہے تو کبھی خیر کی طرف نہیں آئے گا اور مُردوں سے ہمنشینی۔

پوچھا گیا: اے اللہ کے رسولؐ! مُردہ کون ہیں؟

---

[1] من لایحضرہ الفقیہ/ ج ۴/ ۳۶۶/ باب النوادر وہو آخر ابواب الکتاب..... ص: ۳۵۲

[2] تحف العقول/ النص/ ۲۱۴/ وروی عنہ ع فی قصار ہذہ المعانی..... ص: ۲۰۰

[3] الکافی (ط- الاسلامیۃ)/ ج ۲/ ۳۰۰/ باب المراء والخصومۃ ومعاداۃ الرجال..... ص: ۳۰۰

[4] نہج البلاغۃ (للصبحی صالح)/ ۱۶۰/ عصیان الخلق..... ص: ۱۵۹

آپ نے فرمایا: ہر ثروت مند جو عیاش ہو۔[1]

عورت کی محفل اور گمراہ افراد کی ہمنشینی:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اَرْبَعٌ مَفْسَدَةٌ لِلْقُلُوبِ الْخَلْوَةُ بِالنِّسَاءِ- وَ الِاسْتِمَاعُ مِنْهُنَّ وَ الْاَخْذُ بِرَأْيِهِنَّ وَ مُجَالَسَةُ الْمَوْتَى فَقِيلَ لَهُ يَا رَسُولَ اللهِ وَ مَا مُجَالَسَةُ الْمَوْتَى قَالَ مُجَالَسَةُ كُلِّ ضَالٍّ عَنِ الْاِيمَانِ وَ جَائِرٍ فِي الْاَحْكَامِ.

چار چیزیں ایسی ہیں جو دل کی تباہی کا موجب بنتی ہیں۔ عورتوں کے ساتھ بیٹھنا اور ان کی باتیں سننا، ان کی رائے کو قبول کرنا اور مُردوں سے ہمنشینی۔

سوال ہوا: اے اللہ کے رسولؐ! مُردوں کی مجالس سے مراد کیا ہے؟

آپ نے فرمایا: ہر قسم کی محفل جس میں گمراہ لوگ ہوں اور احکام الٰہی سے غافل ہوں۔[2]

زیادہ ہنسنا:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اِيَّاكَ وَ كَثْرَةَ الضِّحْكِ، فَاِنَّهُ يُمِيتُ الْقَلْبَ.

زیادہ نہ ہنسو کہ اس سے دل مردہ ہو جاتا ہے۔[3]

دل کی سلامتی کے عوامل:

قرآن وسنت میں ایسے امور ذکر ہوئے ہیں جو دل کو زندہ کرتے ہیں اور نظافت کا باعث ہیں۔

(۱) قرآن کی تلاوت
(۲) نصیحت
(۳) یادِ خدا
(۴) موت کو یاد کرنا
(۵) تفکر
(۶) نورِ حکمت
(۷) دانشمندوں کی محفل
(۸) علمی گفتگو، نیک لوگوں کا دیدار
(۹) صاحبِ معرفت کی محفل
(۱۰) غریبوں کو کھانا کھلانا
(۱۱) یتیم سے محبت
(۱۲) گناہ سے پاک رہنا
(۱۳) تقویٰ
(۱۴) غیرِ خدا سے دوری

---

[1] الخصال/ ج۱/ ۲۲۸/ اربع خصال یمتن القلب..... ص:۲۲۸

[2] الامالی (للمفید)/ النص/ ۳۱۵/ المجلس السابع والثلاثون

[3] الامالی (للطوسی)/ النص/ 1 ۵۴/ [۱۹] مجلس یوم الجمعۃ الرابع من المحرم سنۃ سبع وخمسین واربعمائۃ

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

يَآأَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَتْكُمْ مَّوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَشِفَآءٌ لِّمَا فِي الصُّدُوْرِ ۙ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ۝۵۷

ایہاالناس! تمہارے پاس پروردگار کی طرف سے نصیحت اور دلوں کی شفا کا سامان اور ہدایت اور صاحبانِ ایمان کے لئے رحمت قرآن آچکا ہے۔[۱]

حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا:

تَعَلَّمُوا الْقُرْآنَ فَإِنَّهُ أَحْسَنُ الْحَدِيثِ وَ تَفَقَّهُوا فِيهِ فَإِنَّهُ رَبِيعُ الْقُلُوبِ وَ اسْتَشْفُوا بِنُورِهِ فَإِنَّهُ شِفَاءُ الصُّدُورِ.

قرآن کو سیکھو اور اس میں غور و فکر کرو۔ کیونکہ یہ دلوں کی بہار ہے اور اس کے نور سے شفا حاصل کرو کہ جو دلوں کی شفا ہے۔[۲]

اسی طرح فرمایا:

مُجَالَسَةُ ذَوِي الْفَضَائِلِ حَيَاةُ الْقُلُوبِ.

صاحبانِ فضیلت کی محفل میں جاؤ اس سے دل زندہ رہتے ہیں۔[۳]

نیز فرمایا:

لِقَاءُ أَهْلِ الْخَيْرِ عِمَارَةُ الْقُلُوبِ.

نیک افراد کا دیدار دل کو آباد کرتا ہے۔[۴]

اور فرمایا:

لِقَاءُ أَهْلِ الْمَعْرِفَةِ عِمَارَةُ الْقُلُوبِ.

اہل معرفت کا دیدار دلوں کو حیات بخشتا ہے۔[۵]

ایک اور حدیث میں ہے کہ فرمایا:

عِمَارَةُ الْقُلُوبِ فِي مُعَاشَرَةِ ذَوِي الْعُقُولِ.

---

[۱] سورۂ یونس: ۵۷

[۲] نہج البلاغۃ (للصبحی صالح)/ ۱۶۴/ فضل القرآن..... ص: ۱۶۴

[۳] عیون الحکم والمواعظ (للیثی)/ ۴۸۵/ الفصل الرابع باللفظ المطلق..... ص: ۴۸۵

[۴] تحف العقول/ النص/ ۸۰/ کتابہ الی ابنہ الحسن ع..... ص: ۶۸

[۵] عیون الحکم والمواعظ (للیثی)/ ۴۱۹/ الفصل السابع باللفظ المطلق..... ص: ۴۱۹

دلوں کی حیات عقل مند افراد کی محفل ہے۔[1]

نیز امام حسن علیہ السلام کو وصیت میں فرمایا:

أُوصِيكَ ..... عِمَارَةِ قَلْبِكَ بِذِكْرِهِ.

میں تجھے نصیحت کرتا ہوں ..... یاد خدا سے اپنے دلوں کو زندہ رکھو۔[2]

روایت میں ہے کہ

وَ رُوِيَ أَنَّ رَجُلًا شَكَا إِلَى النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قَسَاوَةَ قَلْبِهِ فَقَالَ إِذَا أَرَدْتَ أَنْ يَلِينَ قَلْبُكَ فَأَطْعِمِ الْمِسْكِينَ وَ امْسَحْ رَأْسَ الْيَتِيمِ.

ایک شخص نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں اپنی قساوت قلبی کی شکایت کی۔

آنحضرتؐ نے فرمایا: جب چاہو کہ تمہارا دل نرم ہو غریبوں کو کھانا کھلاؤ اور یتیم کے سر پر نوازش کا ہاتھ پھیرو۔[3]

---

[1] عیون الحکم والمواعظ (للیثی)/ ۳۴۰/ الفصل الخامس باللفظ المطلق ص:۳۳۹

[2] تحف العقول/ النص/ ۶۸/ کتابہ الی ابنہ الحسن ع ص:۶۸

[3] مشکاۃ الانوار فی غرر الاخبار/ النص/ ۱۶۷/ الفصل السادس عشر فی ذکر الایتام ص:۱۶۷

چھٹی فصل:

کھانا اور پینا

اسلام میں کھانا پینا درحقیقت نعمت الٰہی سے فائدہ اٹھانے کا نام ہے اور خدا کی بندگی کی راہ میں۔
اسی لئے روایات میں اس کی تاکید ہوئی ہے اور غیروں کی چیزیں کھانے پینے سے منع کیا گیا ہے۔ امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:
لَا تَزَالُ هَذِهِ الْاُمَّةُ بِخَيْرٍ مَا لَمْ يَلْبَسُوا لِبَاسَ الْعَجَمِ وَ يَطْعَمُوا اَطْعِمَةَ الْعَجَمِ فَاِذَا فَعَلُوا ذٰلِكَ ضَرَبَهُمُ اللّٰهُ بِالذُّلِّ.
حضرت علی علیہ السلام ہمیشہ فرمایا کرتے تھے کہ اس امت کے امور اس وقت تک خیر وصلاح تھے کہ جب تک انہوں نے غیروں کی غذا نہ کھائی اور لباس نہ پہنا تھا جب انہوں نے ایسا کیا تو خدا نے انہیں ذلیل وخوار کیا۔ [1]

غذا کھانے کے آداب

حلال خوری:

حدیث معراج میں ملتا ہے:
يَا اَحْمَدُ!..... فَاِنْ اُطِيْبَ مَطْعَمُكَ وَ مَشْرَبُكَ فَاَنْتَ فِي حِفْظِي وَ كَنَفِي.
اے حمدؐ!..... اگر تمہارا کھانا اور پینا پاک ہو تم میری حفظ وامان میں ہو۔ [2]
رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

---

[1] المحاسن/ ج ۲ / ۴۱۰ / ۱۵ باب التواضع..... ص:۴۰۹
[2] ارشاد القلوب الی الصواب (للدیلمی) / ج ۱ / ۲۰۳ / الباب الرابع والخمسون فیما سال رسول اللہ ص ربہ لیلۃ المعراج..... ص:۱۹۹

مَنْ اَكَلَ الْحَلَالَ قَامَ عَلَى رَأْسِهِ مَلَكٌ يَسْتَغْفِرُ لَهُ حَتّٰى يَفْرُغَ مِنْ اَكْلِهِ.

جو شخص حلال رزق کھاتا ہے۔ تو ایک ایسے شخص کے سر پر ایک فرشتہ کھڑا ہوتا ہے جو اس کے لئے کھانے کے دوران مغفرت کرتا ہے اور کھانے سے فارغ ہونے تک وہ کھڑا رہتا ہے۔[1]

ہاتھوں کا دھونا:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اَلْوُضُوءُ قَبْلَ الطَّعَامِ يَنْفِي الْفَقْرَ وَبَعْدَهُ يَنْفِي الْهَمَّ وَيُصَحِّحُ الْبَصَرَ.

کھانا کھانے سے پہلے ہاتھوں کے دھونے سے غربت وفقر دور ہوتا ہے۔ کھانے کے بعد ہاتھ دھونے سے غم ختم ہوجاتے ہیں اور نظر تیز ہوتی ہے۔[2]

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

غَسْلُ الْيَدَيْنِ قَبْلَ الطَّعَامِ وَبَعْدَهُ زِيَادَةٌ فِي الرِّزْقِ.

غذا کھانے سے پہلے ہاتھوں کا دھونا اور کھانے کے بعد دھونے سے روزی میں اضافہ ہوتا ہے۔[3]

امام باقر علیہ السلام نے فرمایا:

صَاحِبُ الرَّحْلِ يَتَوَضَّأُ اَوَّلَ الْقَوْمِ قَبْلَ الطَّعَامِ، وَآخِرَ الْقَوْمِ بَعْدَ الطَّعَامِ.

میزبان کھانا کھانے سے پہلے، دوسروں سے پہلے اور غذا کے بعد اور دوسروں کے بعد اپنے ہاتھوں کو دھوئے۔[4]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

اَلْوُضُوءُ قَبْلَ الطَّعَامِ وَبَعْدَهُ يَزِيدَانِ فِي الرِّزْقِ.

کھانے سے پہلے اور بعد میں ہاتھ دھونے سے روزی میں اضافہ ہوتا ہے۔[5]

اسی طرح فرمایا:

اَلْوُضُوءُ قَبْلَ الطَّعَامِ، يَبْدَأُ صَاحِبُ الْبَيْتِ لِئَلَّا يَحْتَشِمَ اَحَدٌ، فَاِذَا فَرَغَ مِنَ الطَّعَامِ بَدَأَ بِمَنْ عَلٰى يَمِينِ الْبَابِ حُرّاً كَانَ اَوْ عَبْداً.

میزبان کھانا کھانے سے پہلے ہاتھوں کا دھونا شروع کرے تاکہ کوئی شرمندگی محسوس نہ کرے۔ لیکن کھانے کے بعد

---

[1] مکارم الاخلاق/ ۱۵۰/ الفصل الثالث فی آداب الاکل وما یتعلق بہ..... ص: ۱۴۰

[2] مکارم الاخلاق/ ۱۳۹/ الفصل الثانی فی آداب غسل الید وغیرہا..... ص: ۱۳۹

[3] تحف العقول/ النص/ ۱۰۱/ آداب ہ ع لاصحابہ وہی اربعمائۃ باب للدین والدنیا..... ص: ۱۰۰

[4] قرب الاسناد (ط-الحدیثۃ)/ النص/ ۷۰/ احادیث متفرقۃ..... ص: ۹

[5] المحاسن/ ج ۲/ ۴۲۴/ ۳۰ باب الوضوء قبل الطعام وبعدہ..... ص: ۴۲۴

کھڑے لوگوں میں سے دائیں سمت سے ہاتھ دھونا شروع کریں۔[1]

نیز فرمایا:

مَنْ غَسَلَ يَدَهُ قَبْلَ الطَّعَامِ وَ بَعْدَهُ عَاشَ فِي سَعَةٍ وَ عُوفِيَ مِنْ بَلْوَى فِي جَسَدِهِ.

جو شخص کھانے سے پہلے اور بعد میں ہاتھ دھوتا ہے۔ وہ کشائش وسلامتی میں ہوتا ہے۔[2]

اور فرمایا:

وَ كَانَ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم إِذَا أَكَلَ الْخُبْزَ وَ اللَّحْمَ خَاصَّةً غَسَلَ يَدَيْهِ غَسْلًا جَيِّداً ثُمَّ مَسَحَ بِفَضْلِ الْمَاءِ الَّذِي فِي يَدِهِ وَجْهَهُ.

جس وقت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاص کر روٹی اور گوشت کھاتے تھے ہاتھوں کو اچھی طرح دھوتے تھے اور ہاتھوں کی تری کو منہ پر ملتے تھے۔[3]

بسم اللہ کہنا:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

فَاجْتَمِعُوا عَلَيْهِ وَ اذْكُرُوا اسْمَ اللهِ عَلَيْهِ يُبَارَكْ لَكُمْ.

اکھٹے کھانا کھاؤ اور بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ پڑھو تا کہ کھانے میں برکت ہو۔[4]

امام باقر علیہ السلام نے فرمایا:

.....إِذَا وَضَعْتَهُ فَسَمِّ اللهَ.....

.....جب کھانے کا دسترخوان بچھاؤ تو بھی بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ پڑھا کرو.....۔[5]

امام کاظم علیہ السلام فرماتے تھے:

إِذَا شَرِبْتَ سَمَّيْتَ وَ إِذَا فَرَغْتَ حَمِدْتَ اللهَ.

کوئی بھی چیز پیتے وقت "بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ" پڑھو اور اس کے بعد "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ" پڑھو۔[6]

مرحوم صدوق لکھتے ہیں کہ روایت ہے کہ

أَنَّ مَنْ نَسِيَ أَنْ يُسَمِّيَ عَلَى كُلِّ لَوْنٍ فَلْيَقُلْ بِسْمِ اللهِ عَلَى أَوَّلِهِ وَ آخِرِهِ.

---

[1] کافی (ط-دارالحدیث)/ ج۱۲/ ۳۵۷/ ۴۵-باب صفۃ الوضوء قبل الطعام..... ص:۳۵۶

[2] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۶/ ۲۹۰/ باب الوضوء قبل الطعام وبعدہ..... ص:۲۹۰

[3] مکارم الاخلاق/ ۳۱/ الفصل الثالث فی صفۃ اخلاقہ ص فی مطعمہ..... ص:۲۶

[4] بحار الانوار (ط-بیروت)/ ج۶۳/ ۳۴۹/ باب ۸ ذم الاکل وحدہ واستحباب اجتماع الایدی علی الطعام والتصدق مما یؤکل..... ص:۳۴۷

[5] من لایحضرہ الفقیہ/ ج۳/ ۳۵۶/ باب الاکل والشرب فی آنیۃ الذہب والفضۃ وغیر ذلک من آداب الطعام..... ص:۳۵۲

[6] مکارم الاخلاق/ ۱۵۲/ الدعاء المروی عند شرب الماء..... ص:۱۵۱

جوشخص ہر قسم کے کھانے سے پہلے بسم اللہ پڑھنا بھول جائے تو جب اسے یاد آئے یہ پڑھے:

بِسْمِ اللّٰهِ عَلٰى اَوَّلِهٖ وَ آخِرِهٖ.

اللہ کے نام کے ساتھ آغاز بھی اختتام بھی۔[1]

شکرگزاری:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اَلطَّاعِمُ الشَّاكِرُ لَهٗ مِنَ الْاَجْرِ مِثْلُ اَجْرِ الصَّائِمِ الْمُحْتَسِبِ.

جوشخص کھاتا ہے اور شکر بجالاتا ہے وہ اس شخص کی مانند ہے کہ جس نے خدا کے لئے روزہ رکھا ہو۔[2]

راستے میں کھانا:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

لَا تَاْكُلْ وَ اَنْتَ تَمْشِيْ اِلَّا اَنْ تُضْطَرَّ اِلٰى ذٰلِكَ.

چلتے پھرتے کھانا نہ کھاؤ سوائے مجبوری کے۔[3]

روایت ہے کہ

نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اَنْ يُشْرَبَ قَائِمًا قُلْتُ فَالْاَكْلُ قَالَ الْاَكْلُ اَشَدُّ.

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کھڑے ہوکر پینے سے منع فرمایا: پوچھا گیا: کھانا؟ تو آپؐ نے فرمایا: کھڑے ہوکر کھانا بدتر ہے۔[4]

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اِذَا اَكَلْتُمْ فَاخْلَعُوْا نِعَالَكُمْ فَاِنَّهٗ اَرْوَحُ لِاَقْدَامِكُمْ وَ اِنَّهَا سُنَّةٌ جَمِيْلَةٌ.

کھانے کے وقت جوتوں کو اتارو کیونکہ اس سے پاؤں کو آرام ملتا ہے اور ایک اچھی سنت بھی ہے۔[5]

نیز فرمایا:

اَلْاَكْلُ فِي السُّوْقِ دَنَاءَةٌ.

---

[1] من لایحضرہ الفقیہ/ ج ۳/ ۳۵۶/ باب الاکل والشرب فی آنیۃ الذہب والفضۃ وغیر ذلک من آداب الطعام..... ص: ۳۵۲

[2] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۲/ ۹۴/ باب الشکر..... ص: ۹۴

[3] من لایحضرہ الفقیہ/ ج ۳/ ۳۵۴/ باب الاکل والشرب فی آنیۃ الذہب والفضۃ وغیر ذلک من آداب الطعام..... ص: ۳۵۲

[4] عوالی اللئالی العزیزیۃ فی الاحادیث الدینیۃ/ ج ۱/ ۶۷/ الفصل الرابع فی ذکر احادیث رویتہا بطرقی المذکورۃ مخذوفۃ الاسناد اعتمادا علی الاسناد المذکور اولا وہی کلہا تنتہی الی الرسول ص..... ص: ۳۰

[5] مکارم الاخلاق/ ۱۲۴/ فی خلع النعال والخفاف اذا جلس..... ص: ۱۲۴

بازار میں غذا کھانا پستی کا موجب ہے۔[1]

پھونک نہ مارنا:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

نَهٰى عَنِ النَّفْخِ فِي الطَّعَامِ وَ الشَّرَابِ[2]

کھانے اور پینے میں پھونک نہ مارو۔[3] (کھانا اس قدر گرم نہ ہو کہ کھانا مشکل ہو اسی طرح نہ ہی زیادہ ٹھنڈا ہو)

امام صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ

اَنَّهُ رَخَّصَ فِي النَّفْخِ فِي الطَّعَامِ وَ الشَّرَابِ وَ قَالَ اِنَّمَا يُكْرَهُ ذٰلِكَ لِمَنْ كَانَ مَعَهُ غَيْرُهُ كَيْ لَا يَعَافَهُ.

آنحضرتؐ نے کھانے اور پینے کے وقت پھونک مارنے سے منع فرمایا اور فرمایا: یہ کام دوسروں کی موجودگی میں ناپسند ہے کیونکہ ممکن ہے وہ اسے نہ پسند کرتا ہو۔[4]

پیٹ کے بل نہ لیٹنا:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اَنْ يَّاْكُلَ الرَّجُلُ وَ هُوَ مُنْبَطِحٌ عَلٰى بَطْنِهٖ.

کھانا کھا کر شکم کے بل نہ لیٹو۔[5]

غذا گرم نہ ہو:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اَلطَّعَامُ الْحَارُّ غَيْرُ ذِي بَرَكَةٍ.

گرم کھانا بے برکت ہوتا ہے۔[6]

طہارت میں رہنا:

حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا:

نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عَنِ الْاَكْلِ عَلَى الْجَنَابَةِ.

---

[1] تحف العقول/ النص/ ۴۸/ وروی عنہ ص فی قصار ہذہ المعانی..... ص:۳۵

[2] الجامع الصغیر، ج ۲، ص ۶۹۵

[3] دعائم الاسلام/ ج ۲/ ۱۱۸/ ۳ فصل ذکر آداب الاکل..... ص:۱۱۷

[4] دعائم الاسلام/ ج ۲/ ۱۱۸/ ۳ فصل ذکر آداب الاکل..... ص:۱۱۷

[5] الجامع الصغیر ج ۲، ص ۶۹۵

[6] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۶/ ۳۲۲/ باب الطعام الحار..... ص:۳۲۱

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جنابت کی حالت میں غذا کھانے سے منع فرمایا۔[1]

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

اَلْاَکْلُ عَلَی الْجَنَابَةِ یُوْرِثُ الْفَقْرَ.

جنابت کی حالت میں غذا کھانا فقر کا باعث ہوتا ہے۔[2]

اچھی غذائیں:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

اَلْجُبْنُ وَ الْجَوْزُ اِذَا اجْتَمَعَا فِی کُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا شِفَاءٌ وَ اِنِ افْتَرَقَا کَانَ فِی کُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا دَاءٌ.

جب کبھی پنیر اور اخروٹ اکٹھے کھائے جائیں تو ہر ایک میں شفا پائی جاتی ہے اور ہر ایک کو جدا جدا کھائیں تو ہر ایک بیماری کا سبب بنتا ہے۔[3]

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

یَنْبَغِی لِلْعَاقِلِ اَنْ یَتَذَکَّرَ عِنْدَ حَلَاوَةِ الْغَذَاءِ مَرَارَةَ الدَّوَاءِ.

عقل مند شخص کے لئے ضروری ہے کہ ہر قسم کی غذا نہ کھائے بلکہ اس کا مٹھاس اور تلخ ہونے کو بھی دیکھ لے۔[4]

متناسب غذا:

امام رضا علیہ السلام نے فرمایا:

فَاغْتَذِ مَا یُشَاکِلُ جَسَدَکَ وَ مَنْ اَخَذَ مِنَ الطَّعَامِ زِیَادَةً لَمْ یُغَذِّهِ وَ مَنْ اَخَذَهُ بِقَدَرٍ لَا زِیَادَةَ عَلَیْهِ وَ لَا نَقْصَ فِی غِذَائِهِ نَفَعَهُ وَ کَذَلِکَ الْمَاءُ.

مناسب غذا کھانا جو بدن کے لئے مفید ہو اور زیادہ کھانے کا کوئی فائدہ نہیں اور جو شخص اندازے کے مطابق کھاتا ہے وہ فائدے میں ہوتا ہے اور اسی طرح پانی پینے میں یہی اصول رعایت کرے۔[5]

رعایت غذا بر موسم:

امام رضا علیہ السلام نے فرمایا:

کُلِ الْبَارِدَ فِی الصَّیْفِ وَ الْحَارَّ فِی الشِّتَاءِ وَ الْمُعْتَدِلَ فِی الْفَصْلَیْنِ عَلَی قَدْرِ قُوَّتِکَ وَ شَهْوَتِکَ.

گرمیوں میں میل کے مطابق سرد غذائیں کھائیں اور سردیوں میں گرم غذائیں کھائیں اور باقی موسم میں معتدل

---

[1] من لایحضرہ الفقیہ/ ج ۴ / ۳ / باب ذکر جمل من مناہی النبی ص..... ص: ۳

[2] الخصال/ ج ۲ / ۵۰۵ / ست عشرۃ خصلۃ تورث الفقر وسبع عشرۃ خصلۃ تزید فی الرزق..... ص: ۵۰۴

[3] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۶ / ۳۴۰ / باب الجبن والجوز..... ص: ۳۴۰

[4] شرح نہج البلاغۃ لابن ابی الحدید/ ج ۲۰ / ۲۷۲ / الحکم المنسوبۃ..... ص: ۲۵۳

[5] بحار الانوار (ط-بیروت)/ ج ۵۹ / ۳۱۱ / باب ۹۰ آخر فی الرسالۃ المذہبۃ المعروفۃ بالذہبیۃ..... ص: ۳۰۵

غذائیں کھائیں۔[1]

غذا کھانے کے بعد پشت کے بل سونا:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

اَلاِسْتِلْقَاءُ بَعْدَ الشِّبَعِ یُسْمِنُ الْبَدَنَ وَ یُمْرِءُ الطَّعَامَ وَ یَسُلُّ الدَّاءَ.

کھانا کھانے کے بعد پشت کے بل لیٹنے سے انسان میں مٹاپا آتا ہے اور اس سے غذا خوشگوار اور بیماری ختم ہوتی ہے۔[2]

امام رضا علیہ السلام نے فرمایا:

اِذَا اَکَلْتَ شَیْئاً فَاسْتَلْقِ عَلٰی قَفَاکَ، وَضَعْ رِجْلَکَ الْیُمْنٰی عَلَی الْیُسْرٰی.

جب کبھی کھانا کھانے کے بعد لیٹو تو پشت کے بل لیٹو اور دائیں پاؤں کو بائیں پاؤں پر رکھیں۔[3]

نکتہ:

اس سے مراد کھانے کے بعد تھوڑی سی دیر کے لئے ایسی حالت میں لیٹا جائے اور ایسی حالت میں نہ سونا کیونکہ ایسی حالت میں سونے سے منع کیا گیا ہے۔

کھانا کھانے کے اوقات:

روایت میں ہے کہ

عَنِ ابْنِ اَخِی شِهَابِ بْنِ عَبْدِ رَبِّهِ قَالَ: شَکَوْتُ اِلَی اَبِی عَبْدِ اللهِ ع مَا اَلْقٰی مِنَ الْاَوْجَاعِ وَ التُّخَمِ فَقَالَ تَغَدَّ وَ تَعَشَّ وَ لَا تَاْکُلْ بَیْنَهُمَا شَیْئاً فَاِنَّ فِیهِ فَسَادَ الْبَدَنِ اَ مَا سَمِعْتَ اللهَ عَزَّ وَ جَلَّ یَقُولُ-لَهُمْ رِزْقُهُمْ فِیهَا بُکْرَةً وَ عَشِیًّا.

شہاب بن عبد ربہ کہتے ہیں میں نے امام صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر آنتوں کی بیماریوں کی شکایت کی۔

آپ علیہ السلام نے فرمایا: ناشتہ اور شام کا کھانا کھاؤ اور ان کے درمیان کچھ نہ کھاؤ کیونکہ اس سے بدن کی بیماریاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ کیا تو نے نہیں سنا کہ خدا فرماتا ہے:

وَلَهُمْ رِزْقُهُمْ فِيهَا بُكْرَةً وَّعَشِيًّا.[4]

---

[1] بحار الانوار (ط-بیروت)/ ج۵۹/ ۳۱۱/ باب ۹۰ آخر فی الرسالۃ المذہبۃ المعروفۃ بالذہبیۃ..... ص:۳۰۵

[2] الدعوات (للراوندی)/ سلوۃ الحزین/ النص/ ۸۰/ فصل فی خصال یستغنی بہا عن الطب..... ص:۴۷

[3] کافی (ط-دار الحدیث)/ ج۱۲/ ۳۸۹/ ۴۸-باب نوادر..... ص:۳۷۷

[4] سورۂ مریم:۶۲

اور انہیں صبح وشام رزق ملتا رہے گا۔[1]

لیکن ایسی بیماری سے دوچار ہونے کی صورت میں ڈاکٹر حضرات مشورہ دیتے ہیں کہ کم فاصلے میں مناسب غذا کا استعمال کرو۔

امام رضا علیہ السلام نے فرمایا:

اِنَّ فِی الْجَسَدِ عِرْقاً یُقَالُ لَهُ الْعَشَاءُ فَاِنْ تَرَكَ الرَّجُلُ الْعَشَاءَ لَمْ یَزَلْ یَدْعُو عَلَیْهِ ذَلِكَ الْعِرْقُ اِلَی اَنْ یُصْبِحَ یَقُولُ اَجَاعَكَ اللّٰهُ كَمَا اَجَعْتَنِی وَ اَظْمَاَكَ اللّٰهُ كَمَا اَظْمَاْتَنِی فَلَا یَدَعَنَّ اَحَدُكُمُ الْعَشَاءَ وَ لَوْ بِلُقْمَةٍ مِنْ خُبْزٍ اَوْ شَرْبَةٍ مِنْ مَاءٍ.

انسان کے جسم میں عشاء نامی ایک رگ ہے کہ اگر کوئی شخص شام کو کچھ نہ کھائے تو وہ رگ صبح نفرین کرتی ہے اور کہتی ہے: خدا تجھے بھوکا و پیاسا کرے کیونکہ تو نے مجھے پیاسا رکھا ہے۔

پس تم میں کوئی آدمی شام کا کھانا ترک نہ کرے اگر روٹی کا ایک لقمہ ہی کیوں نہ ہو یا پانی کا ایک گھونٹ ہو۔[2]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

اِذَا صَلَّیْتَ الْفَجْرَ فَكُلْ كِسْرَةً تُطَیِّبُ بِهَا نَكْهَتَكَ وَ تُطْفِئُ بِهَا حَرَارَتَكَ وَ تُقَوِّمُ بِهَا اَضْرَاسَكَ وَ تَشُدُّ بِهَا لِثَتَكَ وَ تَجْلِبُ [بِهَا] رِزْقَكَ وَ تُحَسِّنُ بِهَا خُلُقَكَ.

جب تم نماز صبح پڑھتے ہو تو تھوڑی سی غذا ابھی کھالو تا کہ تمہارے جسم کی حرارت خاموش رہے اور دانتوں میں خوشبو آتی ہے اور وہ محکم ہے۔ مسوڑے سخت ہوتے ہیں اور روزی میں اضافہ ہوتا ہے اور اخلاق اچھا ہوتا ہے۔[3]

دسترخوان آداب

اکھٹے کھانا کھانا:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اَحَبُّ الطَّعَامِ اِلَی اللّٰهِ تَعَالَی مَا كَثُرَتْ عَلَیْهِ الْاَیْدِی.

خدا کے نزدیک محبوب ترین غذا وہ ہے جس میں زیادہ ہاتھ ہوں۔[4]

كُلُوا جَمِیعاً وَ لَا تَفَرَّقُوا فَاِنَّ الْبَرَكَةَ فِی الْجَمَاعَةِ.

اکھٹے کھانا کھاؤ اور جدا جدا نہ کھاؤ کیونکہ یہ اجتماعی برکت ہوتی ہے۔[5]

---

[1] المحاسن/ ج ۲/ ۴۲۰/ ۲۶ باب الغداء والعشاء..... ص: ۴۲۰

[2] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۶/ ۲۸۹/ باب فضل العشاء وکراہیۃ ترکہ..... ص: ۲۸۸

[3] الدعوات (للراوندی)/ سلوۃ الحزین/ النص/ ۱۴۰/ فصل فی ذکر اشیاء من المأکولات والمشروبات وکیفیۃ تناولہا

[4] طب النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم/ ۱۹/ النص

[5] طب النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم/ ۲۱/ النص

اسی طرح فرمایا:

اِنَّ مِنْ شِرَارِ رِجَالِكُمْ ..... اَلْآكِلَ وَحْدَهُ.

تم میں سے بدترین افراد وہ ہیں جو اکیلے کھانا کھاتے ہیں۔[1]

نیز فرمایا:

اَلْبَرَكَةُ فِي الثَّلَاثَةِ الْجَمَاعَةِ وَ السَّحُورِ وَ الثَّرِيدِ.

تین چیزوں میں برکت ہے: (۱) اکھٹے کھانا کھانا (۲) سحری کا کھانا اور (۳) ثرید کا کھانا (شوربے والا سالن)۔[2]

مزید فرمایا:

اَلطَّعَامُ اِذَا جَمَعَ اَرْبَعَ خِصَالٍ فَقَدْ تَمَّ اِذَا كَانَ مِنْ حَلَالٍ وَ كَثُرَتِ الْاَيْدِي وَ سُمِّيَ فِي اَوَّلِهِ وَ حُمِدَ اللهُ عَزَّ وَ جَلَّ فِي آخِرِهِ.

جب بھی چار صفات کے ساتھ کھانا کھاؤ تو وہ کامل ہوگا: (۱) حلال ہوتا، (۲) زیادہ ہاتھ ہوں، (۳) بسم اللہ اول میں پڑھی جائے اور (۴) آخر میں الحمدللہ پڑھنا۔[3]

امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے فرمایا:

لَعَنَ رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ثَلَاثاً : اَلْآكِلُ زَادِهِ وَحْدَهُ وَ الرَّاكِبَ الْفَلَاةِ وَحْدَهُ وَ النَّائِمَ فِي بَيْتٍ وَحْدَهُ.

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تین گروہ پر نفرین کی ہے۔ (۱) جو شخص سفر میں زادہ راہ اکیلا کھائے۔ (۲) اکیلا سواری سواری پر سفر کرے اور (۳) گھر میں اکیلا سوئے۔[4]

راوی کہتا ہے:

.....وَ كَانَ اِذَا خَلَا وَ نَصَبَ مَائِدَتَهُ اَجْلَسَ مَعَهُ عَلَى مَائِدَتِهِ مَمَالِيكَهُ وَ مَوَالِيَهُ حَتَّى الْبَوَّابَ السَّائِسَ.

جب بھی امام رضا علیہ السلام دستر خوان پھیلاتے غلاموں، دربانوں، تیمار داروں کو بھی اپنے ساتھ دستر خوان پر بیٹھاتے تھے۔[5]

---

[1] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۲/ ۲۹۲/ باب فی اصول الکفر وارکانہ..... ص:۲۸۹

[2] طب النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم/ ۲۰/ النص

[3] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۶/ ۲۷۳/ باب اجتماع الایدی علی الطعام..... ص:۲۷۳

[4] تفسیر نور الثقلین/ ج ۴/ ۱۷۹/ [سورۃ الروم (۳۰): الآیات ۲۰ الی ۲۴]..... ص:۱۷۳

[5] عیون اخبار الرضا علیہ السلام/ ج ۲/ ۱۸۴/ ۴۴ باب فی ذکر اخلاق الرضا الکریمۃ ووصف عبادتہ..... ص:۱۷۸

اپنے پاس سے اٹھانا:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اِذَا وُضِعَتِ الْمَائِدَةُ بَيْنَ يَدَيِ الرَّجُلِ فَلْيَأْكُلْ مِمَّا يَلِيهِ وَلَا يَتَنَاوَلْ مِمَّا بَيْنَ يَدَيْ جَلِيسِهِ وَلَا يَأْكُلْ مِنْ ذِرْوَةِ الْقَصْعَةِ فَإِنَّ مِنْ أَعْلَاهَا تَأْتِي الْبَرَكَةُ.

جب بھی دستر خوان پھیلاؤ تو اس پر اس چیز کو کھاؤ جو تمہارے نزدیک ہے اور دوسروں سے پہلے غذا پر لپک نہ پڑنا کیونکہ برکت سکون سے کھانے میں آتی ہے۔[1]

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اِذَا أَكَلْتُمُ الثَّرِيدَ فَكُلُوا مِنْ جَوَانِبِهِ فَإِنَّ الذِّرْوَةَ فِيهَا الْبَرَكَةُ.

جب بھی تم شوربے والا گوشت کھاؤ تو اس کے اردگرد سے کھاؤ۔ کیونکہ برکت وسط میں ہے۔[2]

سادہ بیٹھنا:

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

اِذَا جَلَسَ أَحَدُكُمْ عَلَى الطَّعَامِ فَلْيَجْلِسْ جِلْسَةَ الْعَبْدِ وَلَا يَضَعَنَّ أَحَدُكُمْ إِحْدَى رِجْلَيْهِ عَلَى الْأُخْرَى وَيَتَرَبَّعَ فَإِنَّهَا جِلْسَةٌ يُبْغِضُهَا اللهُ وَيَمْقُتُ صَاحِبَهَا.

جب تم دستر خوان پر بیٹھو تو غلاموں کو بھی بٹھاؤ اور ایک پاؤں کو دوسرے پاؤں پر نہ رکھو اور چار زانوں کی حالت میں بھی نہ بیٹھو کیونکہ خدا ایسے بیٹھنے والے شخص کو دشمن رکھتا ہے۔[3]

آرام سے کھانا:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

أَطِيلُوا الْجُلُوسَ عَلَى الْمَائِدَةِ فَإِنَّهَا سَاعَةٌ لَا تُحْسَبُ مِنْ أَعْمَارِكُمْ.

دستر خوان پر زیادہ دیر نہ بیٹھو کیونکہ یہ وقت تمہاری عمر میں شمار نہیں ہوتے۔[4]

دعوت کو قبول کرنا:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

أَنْ يُدْعَى الرَّجُلُ إِلَى طَعَامٍ فَلَا يُجِيبَ أَوْ يُجِيبَ فَلَا يَأْكُلَ.....

---

[1] مکارم الاخلاق/ ۱۴۹/ الفصل الثالث فی آداب الاکل وما یتعلق بہ..... ص: ۱۴۰

[2] عیون اخبار الرضا علیہ السلام/ ج ۲/ ۳۴/ ۳۱ باب فیما جاء عن الرضا ع من الاخبار المجموعۃ..... ص: ۲۴

[3] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۶/ ۲۷۲/ باب الاکل متکئا..... ص: ۲۷۰

[4] مستدرک الوسائل ومستنبط المسائل/ ج ۱۶/ ۲۳۳/ ۱۳-باب استحباب طول الجلوس علی المائدۃ وترک استعجال الذی یاکل ..... ص: ۲۳۳

جب تم کسی کو دعوت دو لیکن وہ قبول نہ کرے یا قبول کرے اور کھانا نہ کھائے یہ اس نے جفا کی ہے۔[1]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اِذَا دَخَلَ اَحَدُکُمْ عَلٰی اَخِیہِ الْمُسْلِمِ فَاَطْعَمَہٗ فَلْیَاْکُلْ وَ لَا یَسْئَلْ عَنْہُ وَ اِنْ سَقَاہُ مِنْ شَرَابِہٖ فَلْیَشْرَبْ وَلَا یَسْئَلْ عَنْہُ.

جب بھی کسی مسلمان بھائی کے پاس جاؤ اور تمہیں کھانے پینے کی دعوت دیں اور کھاؤ پیو اور اس سے پوچھنے کی ضرورت نہیں ہے۔[2]

دعوت کے علاوہ کھانا نہ کھانا:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت علی علیہ السلام سے فرماتے ہیں:

یَا عَلِیُّ ثَمَانِیَۃٌ اِنْ اُھِینُوا فَلَا یَلُومُوا اِلَّا اَنْفُسَھُمْ الذَّاھِبُ اِلَی مَائِدَۃٍ لَمْ یُدْعَ اِلَیْھَا.....

اگر آٹھ گروہوں کی اہانت ہو تو انہیں خود اپنی سرزنش کرنی چاہیے۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ دعوت کے بغیر آ کر کھانا کھانا۔[3]

سبزیوں سے فائدہ اٹھانا:

حدیث میں ملتا ہے کہ

خَمِّرُوا مَوَائِدَکُمْ بِالْبَقْلِ فَاِنَّہٗ مَطْرَدَۃٌ لِلشَّیْطَانِ مَعَ التَّسْمِیَۃِ وَ فِی رِوَایَۃٍ زَیِّنُوا مَوَائِدَکُمْ.

اپنے دسترخوانوں کو سبزیوں سے سرسبز کرو کیونکہ سبزی کھانے سے اور بسم اللہ پڑھنے سے شیطان دور ہوتا ہے۔[4]

امام رضا علیہ السلام نے فرمایا:

اَنِّی لَا آکُلُ عَلٰی مَائِدَۃٍ لَیْسَ عَلَیْھَا خَضْرَاءُ.....

میں اس دسترخوان سے کھانا نہیں کھاتا جس پر سبزی نہ ہو۔[5]

امام حسن علیہ السلام کا دسترخوان کے بارے میں حکم:

امام حسن علیہ السلام فرماتے ہیں:

فِی الْمَائِدَۃِ اثْنَتَا عَشْرَۃَ خَصْلَۃً یَجِبُ عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ اَنْ یَعْرِفَھَا اَرْبَعٌ مِنْھَا فَرْضٌ وَ اَرْبَعٌ سُنَّۃٌ وَ اَرْبَعٌ تَاْدِیبٌ فَاَمَّا الْفَرْضُ فَالْمَعْرِفَۃُ وَ الرِّضَا وَ التَّسْمِیَۃُ وَ الشُّکْرُ وَ اَمَّا السُّنَّۃُ فَالْوُضُوءُ قَبْلَ

---

[1] وسائل الشیعۃ/ ج ۱۲/ ۱۴۵/ ۱۰۱- باب استحباب سؤال الصاحب والجلیس عن اسمہ وکنیتہ ونسبہ وحالہ وکراہۃ ترکہ..... ص: ۱۴۴

[2] الجامع الصغیر، ج ۱، ص ۹۱

[3] الخصال/ ج ۲/ ۴۱۰/ ثمانیۃ ان اینوا فلا یلوموا الا انفسہم..... ص: ۴۱۰

[4] مکارم الاخلاق/ ۱۷۶/ الفصل الحادی عشر فی البقول..... ص: ۱۷۶

[5] مکارم الاخلاق/ ۱۷۶/ الفصل الحادی عشر فی البقول..... ص: ۱۷۶

اَلطَّعَامِ وَ الْجُلُوْسُ عَلَى الْجَانِبِ الْاَيْسَرِ وَ الْاَكْلُ بِثَلَاثِ اَصَابِعَ وَ لَعْقُ الْاَصَابِعِ وَ اَمَّا التَّأْدِيبُ فَالْاَكْلُ مِمَّا يَلِيكَ وَ تَصْغِيرُ اللُّقْمَةِ وَ تَجْوِيدُ الْمَضْغِ وَ قِلَّةُ النَّظَرِ فِي وُجُوهِ النَّاسِ.

دسترخوان کے بارے میں بارہ نکات ہیں کہ ہر مسلمان کو یاد ہونے چاہیے۔ چار نکات لازم اور ضروری ہیں اور چار مستحب اور چار آداب میں سے ہیں۔

لازمی نکات یہ ہیں: خدا کی معرفت، خدا کی خوشنودی، بسم اللہ پڑھنا، الحمد اللہ کہنا۔

سنتی نکات یہ ہیں: غذا سے پہلے ہاتھوں کو دھونا۔ جسم کے بائیں طرف ہو کر بیٹھنا، تین انگلیوں سے کھانا، انگلیوں کا چاٹنا۔ ادب کے نکات یہ ہیں: اپنے سامنے سے کھانا۔ چھوٹا لقمہ کھانا اچھی طرح چبانہ اور دوسروں کے چہرے کی طرف کم دیکھنا۔[1]

پینے کے آداب

دھلے ہاتھوں سے:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اُغْسِلُوْا اَيْدِيَكُمْ ثُمَّ اشْرِبُوْا فِيْهَا فَلَيْسَ مِنْ اِنَاءٍ اَطْيَبَ مِنَ الْيَدِ.

اپنے ہاتھوں کو دھولو اور پھر ان میں پانی پیو کیونکہ ہاتھ سے بڑھ کر پاکیزہ برتن نہیں ہے۔[2]

برتن کا استعمال:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

نَهَى صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عَنِ اخْتِنَاثِ الْاَسْقِيَةِ.

حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے برتن کے دہانے سے پانی پینے سے منع فرمایا ہے۔[3]

نیز فرمایا:

وَ نَهَى اَنْ يُشْرَبَ الْمَاءُ كَمَا تَشْرَبُ الْبَهَائِمُ وَ قَالَ اشْرَبُوْا بِاَيْدِيكُمْ فَاِنَّهُ اَفْضَلُ اَوَانِيكُمْ.

(جب پینے کا برتن موجود نہ ہو تو) حیوانات کی مانند پانی نہ پیو بلکہ اپنے ہاتھوں سے پانی پیو کیونکہ ہاتھ بہترین برتن ہوتے

---

[1] من لایحضرہ الفقیہ/ ج ۳/ ۳۵۹/ باب الاکل والشرب فی آنیۃ الذہب والفضۃ وغیر ذلک من آداب الطعام..... ص: ۳۵۲

[2] الجامع الصغیر، ج ۱، ص ۱۸۴

[3] معانی الاخبار/ النص/ ۲۸۱/ باب معنی الحاقلۃ والمزابنۃ والعرایا والمخابرۃ والمحاضرۃ والمنابذۃ والملامسۃ وبیع الحصاۃ وغیر ذلک من المناہی..... ص: ۲۷۷

ہیں۔[1][2]

سونے کا برتن:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اِنَّ الَّذِی یَأْکُلُ اَوْ یَشْرَبُ فِی آنِیَةِ الْفِضَّةِ وَ الذَّهَبِ اِنَّمَا یُجَرْجِرُ فِی بَطْنِهِ نَارُ جَهَنَّمَ.

جو شخص سونے یا چاندی کے برتن میں کھانا کھائے یا پانی پیئے تو ایسا شخص اپنے شکم میں دوزخ کی آگ بھرتا ہے۔[3]

برتن کے دستہ کی جگہ سے نہ پینا:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

لَا یَشْرَبَنَّ اَحَدُکُمُ الْمَاءَ مِنْ مُجَاوِرِ عُرْوَةِ الْاِنَاءِ فَاِنَّهُ مُجْتَمَعُ الْوَسَخِ.

برتن کے پکڑنے کی جگہ سے پانی نہ پیو کیونکہ یہ کثافت وگندگی کی جگہ ہے۔[4]

ٹوٹے پیندے سے پانی نہ پینا:

امام کاظم علیہ السلام نے فرمایا:

سُئِلَ عَنْهُ عَنْ حَدِّ الْاِنَاءِ فَقَالَ حَدُّهُ اَنْ لَا تَشْرَبَ مِنْ مَوْضِعِ کَسْرٍ اِنْ کَانَ بِهِ فَاِنَّهُ مَجْلِسُ الشَّیْطَانِ فَاِذَا شَرِبْتَ سَمَّیْتَ فَاِذَا فَرَغْتَ حَمِدْتَ اللهَ.

برتن کے ٹوٹے پیندے سے پانی نہ پیو کیونکہ یہ آلودگی کی جگہ ہے۔ پانی کو بسم اللہ کے ساتھ پیو اور آخر میں الحمد اللہ پڑھو۔[5]

شکر گزاری:

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

کَانَ رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اِذَا شَرِبَ الْمَاءَ قَالَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِی لَمْ یَجْعَلْهُ اُجَاجاً بِذُنُوبِنَا وَ جَعَلَهُ عَذْباً فُرَاتاً بِنِعْمَتِهِ.

---

[1] ہاتھوں سے پانی پینے سے مراد یہ ہے کہ دیہاتوں میں جہاں پانی نہروں اور کھائیوں میں بہہ رہا ہوتا ہے تو وہاں لوگ پانی کو منہ لگا کر پیتے ہیں جیسے حیوانات پانی پیتے ہیں۔ اس طرح پینے سے منع کیا گیا ہے کہا گیا ہے اور حکم دیا گیا ہے کہ برتن نہ ہونے کی صورت میں چلو میں بھر کر پانی پیا جائے۔ شہروں میں بھی بعض افراد کو اس سے ملتا جلتا کام کرتے ہوئے دیکھا گیا ہے وہ یہ کہ ٹونٹی سے منہ لگا کر پانی پینے کی کوشش کرتے ہیں تو وہ بھی یقیناً اس حدیث کے زمرے میں آتے ہیں۔ (مجاہد حسین حرؔ)

[2] من لایحضرہ الفقیہ/ ج ۴/ ۱۰/ باب ذکر جمل من مناہی النبی ص..... ص: ۳

[3] نہج الفصاحۃ (مجموعہ کلمات قصار حضرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ)/ ۳۱۸/ نہج الفصاحۃ مجموعہ کلمات قصار حضرت رسول اکرم، ص، با ترجمہ فارسی، عوالی اللئالی العزیزیۃ فی الاحادیث الدینیۃ/ ج ۲/ ۲۱۱/ باب الطہارۃ..... ص: ۱۶۷

[4] مکارم الاخلاق/ ۴۲۴/ الفصل الثانی فی ذکر جمل من مناہی النبی ص..... ص: ۴۲۴

[5] بحار الانوار (ط- بیروت)/ ج ۶۳/ ۴۷۵/ باب ۲ آداب الشرب واوانیہ..... ص: ۴۵۸

جب بھی رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پانی پیتے تو یہ فرماتے تھے؛

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِی لَمْ یَجْعَلْهُ اُجَاجاً بِذُنُوبِنَا وَ جَعَلَهُ عَذْباً فُرَاتاً بِنِعْمَتِهِ.

اس خدا کا شکر کہ جس نے اسے میرے گناہوں کو ایمان پر تلخ قرار نہیں دیا بلکہ اسے نعمت کے سبب خوشگوار بنایا ہے۔ [1]

کھڑے ہو کر پانی پینا:

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

اِیَّاکُمْ وَ شُرْبَ الْمَاءِ قِیَاماً عَلَی اَرْجُلِکُمْ فَاِنَّهُ یُورِثُ الدَّاءَ الَّذِی لَا دَوَاءَ لَهُ اِلَّا اَنْ یُعَافِیَ اللّٰهُ عَزَّ وَ جَلَّ.

پانی کھڑے ہو کر نہ پیو اور لا علاج مرض لاحق ہوتا ہے سوائے اس کے کہ خدا اسے شفا دے دے۔ [2]

امام صادق علیہ السلام نے دن اور رات میں پانی پینے میں فرق رکھا کہ درحقیقت حضرت علی علیہ السلام کے قول کی تفسیر ہے کہ فرمایا:

شُرْبُ الْمَاءِ مِنْ قِیَامٍ بِالنَّهَارِ یُمْرِءُ الطَّعَامَ وَ شُرْبُ الْمَاءِ مِنْ قِیَامٍ بِاللَّیْلِ یُورِثُ الْمَاءَ الْاَصْفَرَ.

دن میں کھڑے ہو کر پانی پینا، غذا کو خوشگوار بناتا ہے اور رات میں بیماری کا باعث ہے رات کو کھڑے ہو کر پانی پینا چاہئے۔ [3]

دوسروں کے بعد پینا:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اَنَّ سَاقِیَ الْقَوْمِ آخِرُهُمْ شُرْبًا.

اگر ایک گروہ کو پانی دیا جائے تو پہلے دوسروں کو پلائیں اور آخر میں خود پئیں۔ [4]

امام صادق علیہ السلام پینے کے بارے میں فرماتے ہیں:

اِنَّ الرَّجُلَ مِنْکُمْ لَیَشْرَبُ الشَّرْبَةَ مِنَ الْمَاءِ فَیَحْمَدُ اللّٰهَ فَیُوجِبُ اللّٰهُ لَهُ بِهَا الْجَنَّةَ ثُمَّ قَالَ یَأْخُذُ الْاِنَاءَ فَیَضَعُهُ عَلَی فِیهِ ثُمَّ یَشْرَبُ فَیُنَحِّیهِ فَهُوَ یَشْتَهِیهِ فَیَحْمَدُ اللّٰهَ ثُمَّ یَعُودُ فَیَشْرَبُ ثُمَّ یُنَحِّیهِ فَیَحْمَدُ اللّٰهَ ثُمَّ یَعُودُ فَیَشْرَبُ ثُمَّ یُنَحِّیهِ فَیَحْمَدُ اللّٰهَ ثُمَّ یَعُودُ فَیَشْرَبُ ثُمَّ یُنَحِّیهِ فَیَحْمَدُ اللّٰهَ فَیُوجِبُ لَهُ بِهَا الْجَنَّةَ.

جو شخص پانی پینے میں ان آداب کی رعایت کرے خدا اسے جنت عطا کرتا ہے:

---

[1] ارشاد القلوب الی الصواب (للدیلمی) / ج ۱ / ۳۸ / الباب الخامس فی التخویف والترہیب..... ص: ۳۱

[2] علل الشرائع / ج ۲ / ۴۶۴ / ۲۲۲ باب النوادر..... ص: ۴۶۰

[3] الکافی (ط - الاسلامیۃ) / ج ۶ / ۳۸۳ / باب شرب الماء من قیام والشرب فی نفس واحد..... ص: ۳۸۲

[4] بحار الانوار (ط - بیروت) / ج ۶۳ / ۳۶۷ / باب ۱۰ غسل الید قبل الطعام وبعدہ وآدابہ..... ص: ۳۵۲، کنز الفوائد، ج ۱، ص ۱۷۰

جب پانی پینے کا برتن منہ کے قریب لے جاؤ تو بسم اللہ پڑھو اور پھر پینا شروع کرو اور سیر ہونے سے پہلے برتن منہ سے ہٹالو اور خدا کی حمد بجالاؤ۔ پھر دوبارہ پیو اور برتن کو منہ سے دور کرلو، خدا کی حمد بجالاؤ پھر پیو اور برتن کو منہ سے ہٹالو اور اللہ کی حمد بجالاؤ۔[1]

کھانے کے بچے ہوئے ٹکڑوں کو اٹھانا:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ تَتَبَّعَ مَا يَسْقُطُ مِنَ السُّفْرَةِ غُفِرَ لَهُ.

جو شخص دسترخوان پر روٹی کے بچے ٹکڑوں کو کھاتا ہے اس کی مغفرت ہوتی ہے۔[2]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام سے فرمایا:

..... كُلُّ مَا وَقَعَ تَحْتَ مَائِدَتِكَ فَإِنَّهُ يَنْفِي عَنْكَ الْفَقْرَ وَ هُوَ مُهُورُ حُورِ الْعِينِ وَ مَنْ أَكَلَهُ حُشِيَ قَلْبُهُ عِلْماً وَ حِلْماً وَ إِيمَاناً وَ نُوراً.

.....غذا دسترخوان پر گر جاتی ہے اسے کھالیا کرو اس سے تیرا فقر دور ہوگا اور حور العین کا حق مہر ہے۔ جو شخص یہ کھاتا ہے اس کا دل، علم، حلم اور ایمان نورانی سے ہو جاتا ہے۔[3]

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

كُلُوا مَا يَسْقُطُ مِنَ الْخِوَانِ فَإِنَّهُ شِفَاءٌ مِنْ كُلِّ دَاءٍ.

دسترخوان پر بچے ہوئے ٹکڑے کھاؤ کہ اس میں ہر بیماری کی شفا ہے۔[4]

راوی کہتا ہے:

أَكَلْتُ بَيْنَ يَدَيْ أَبِي جَعْفَرٍ الثَّانِي عليه السلام حَتَّى إِذَا فَرَغْتُ وَ رُفِعَ الْخِوَانُ ذَهَبَ الْغُلَامُ يَرْفَعُ مَا وَقَعَ مِنْ فُتَاتِ الطَّعَامِ فَقَالَ لَهُ مَا كَانَ فِي الصَّحْرَاءِ فَدَعْهُ وَ لَوْ فَخِذَ شَاةٍ وَ مَا كَانَ فِي الْبَيْتِ فَتَتَبَّعْهُ وَ الْقُطْهُ.

میں نے امام جواد علیہ السلام کے ساتھ غذا کھائی۔ کھانے کے بعد خادم دسترخوان کو جمع کرنے آیا تو امام نے اس سے فرمایا: صحرا میں غذا کے بچے ہوئے ٹکڑوں کو جمع نہ کرو اگرچہ وہ بھیڑ کی ران ہی کیوں نہ ہو لیکن جو گھر میں گرے اسے جمع کرو۔[5]

---

[1] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۲/ ۹۶/ باب الشکر..... ص: ۹۴

[2] الجامع الصغیر، ج۲، ص۵۸۷

[3] الدعوات (للراوندی)/ سلوۃ الحزین/ النص/ ۱۵۴/ فصل فی ذکر اشیاء من الماکولات والمشروبات وکیفیۃ تناولہا

[4] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۶/ ۳۰۰/ باب اکل مایسقط من الخوان..... ص:۲۹۹

[5] من لایحضرہ الفقیہ/ ج۳/ ۳۵۶/ باب الاکل والشرب فی آنیۃ الذہب والفضۃ وغیر ذلک من آداب الطعام..... ص:۳۵۲

پرخوری:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

لَا تُشْبِعُوا فَيُطْفَأَ نُورُ الْمَعْرِفَةِ مِنْ قُلُوبِكُمْ وَ مَنْ بَاتَ يُصَلِّي فِي خِفَّةٍ مِنَ الطَّعَامِ بَاتَتِ الْحُورُ الْعِينُ حَوْلَهُ.

اپنے آپ کو غذا سے سیر نہ کرو کیونکہ زیادہ کھانے سے تمہارے دلوں سے نور معرفت خاموش ہو جائے گا۔ جو شخص ہلکے پیٹ سے نماز شب پڑھے اس کے اردگرد حور العین رہتی ہیں۔ [1]

نیز فرمایا:

لَا تُمِيتُوا الْقُلُوبَ بِكَثْرَةِ الطَّعَامِ وَ الشَّرَابِ فَإِنَّ الْقُلُوبَ تَمُوتُ كَالزُّرُوعِ إِذَا كَثُرَ عَلَيْهِ الْمَاءُ.

اپنے دلوں کو زیادہ کھانے سے مردہ نہ کرو۔ کیونکہ دل زراعت کی مانند ہیں کہ زیادہ پانی انہیں نابود کر دیتا ہے۔ [2]

اسی طرح فرمایا:

مَنْ أَكَلَ مَا يَشْتَهِي وَلَبِسَ مَا يَشْتَهِي وَرَكِبَ مَا يَشْتَهِي لَمْ يَنْظُرِ اللهُ إِلَيْهِ حَتَّى يَنْزِعَ أَوْ يَتْرُكَ.

جو شخص اپنی مرضی کا کھاتا، پہنتا اور سواری کرتا ہے خدا اس پر اس وقت تک نظر کرم نہیں کرتا جب تک وہ اس روش کو ترک نہ کر دے۔ [3]

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

كَثْرَةُ الْأَكْلِ وَ النَّوْمِ تُفْسِدَانِ النَّفْسَ وَ تُجْلِبَانِ الْمَضَرَّةَ.

زیادہ کھانا اور زیادہ سونا انسان کے نفس کو خراب کر دیتا ہے اور نقصان دہ ثابت ہوتا ہے۔ [4]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

ثَلَاثَةٌ يُحِبُّهَا اللهُ قِلَّةُ الْكَلَامِ وَ قِلَّةُ الْمَنَامِ وَ قِلَّةُ الطَّعَامِ.

خدا تین چیزوں کو دوست رکھتا ہے کم باتیں کرنا، کم سونا اور کم کھانا۔ [5]

نیز فرمایا:

---

[1] مکارم الاخلاق/ ۱۵۰/ الفصل الثالث فی آداب الاکل وما یتعلق بہ..... ص:۱۴۰

[2] مکارم الاخلاق/ ۱۵۰/ الفصل الثالث فی آداب الاکل وما یتعلق بہ..... ص:۱۴۰

[3] تحف العقول/ النص/ ۳۸/ وروی عنہ ص فی قصار ہذہ المعانی..... ص:۳۵

[4] عیون الحکم والمواعظ (للیثی)/ ۳۸۹/ الفصل الخامس بلفظ کثرۃ..... ص:۳۸۹

[5] مجموعۃ ورام/ ج ۲/ ۱۲۱/ الجزء الثانی

اَذِیبُوا طَعَامَکُمْ بِذِکْرِ اللّٰہِ وَ الصَّلَاۃِ وَلَا تَنَامُوا عَلَیْھَا فَتَقْسُوَ قُلُوبُکُمْ.

اپنی غذاؤں کو یادِ خدا اور نماز سے ہضم کرو اور پر شکم ہو کر نہ سونا۔ کیونکہ اس سے انسان سنگ دل ہو جاتا ہے۔[1]

پھر فرمایا:

اَطْوَلُکُمْ جُشَاءً اَطْوَلُکُمْ جُوعاً یَوْمَ الْقِیَامَۃِ.

جو شخص دنیا میں زیادہ کھا کر ڈکار لیتا ہے روز قیامت اس کی بھوک زیادہ ہوگی۔[2]

اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے اس طرح نقل ہوا ہے کہ

اِذَا اَکَلْتِ فَاِیَّاکِ اَنْ تَشْبَعِینَ لِاَنَّ الطَّعَامَ اِذَا تَکَاثَرَ عَلَی الصَّدْرِ فَزَادَ فِی الْقَدْرِ ذَھَبَ مَاءُ الْوَجْہِ.....

کھانے سے معدے کو پر نہ کرو کیونکہ غذا معدے پر سنگین ہوتی ہے جس سے چہرے کی شادابی ختم ہو جاتی ہے.....۔[3]

حضرت لقمان اپنے بیٹے سے فرماتے ہیں:

یَابُنَیَّ اِذَا امْتَلَاَتِ الْمَعِدَۃُ نَامَتِ الْفِکْرَۃُ وَ خَرِسَتِ الْحِکْمَۃُ وَ قَعَدَتِ الْاَعْضَاءُ عَنِ الْعِبَادَۃِ

اے فرزند! جس کا بھی معدہ پر ہوتا ہے اس کی فکر سو جاتی ہے اور حکمت گنگ ہو جاتی ہے اور بدن کے اعضاء میں عبادت کرنے کے لئے سستی پیدا ہو جاتی ہے۔[4]

حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا:

وَ ھُوَ یَتَجَشَّاُ فَقَالَ اکْفُفْ جُشَاءَکَ فَاِنَّ اَکْثَرَ النَّاسِ فِی الدُّنْیَا شِبَعاً اَکْثَرُھُمْ جُوعاً یَوْمَ الْقِیَامَۃِ قَالَ فَمَا مَلَاَ اَبُو جُحَیْفَۃَ بَطْنَہُ مِنْ طَعَامٍ حَتّٰی لَحِقَ بِاللّٰہِ.

ابو جحیفہ نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ڈکار لی تو حضرت نے فرمایا: اپنے ڈکار کو روکو (یعنی اتنا نہ کھاؤ کہ ڈکار آئے) جو لوگ دنیا میں سیر ہو کر کھاتے ہیں وہ قیامت کے دن زیادہ بھوکے ہوں گے۔

امام نے فرمایا: اس دن کے بعد ابو جحیفہ نے مرتے دم تک پر خوری نہیں کی۔[5]

نیز فرمایا:

لَا تَرْفَعْ یَدَکَ مِنَ الطَّعَامِ اِلَّا وَ اَنْتَ تَشْتَھِیہِ فَاِنْ فَعَلْتَ ذٰلِکَ فَاَنْتَ تَسْتَمْرِئُہُ.

---

[1] الدعوات (للراوندی)/ سلوۃ الحزین/ النص/ ۶۷/ فصل فی خصال یستغنی بہا عن الطب..... ص: ۴۷

[2] مکارم الاخلاق/ ۱۴۷/ الفصل الثالث فی آداب الاکل وما یتعلق بہ..... ص: ۱۴۰

[3] علل الشرائع/ ج ۲/ ۴۹۷/ ۲۵۲ باب علۃ خلق الوجہ من غیر کبر..... ص: ۴۹۷

[4] مجموعۃ ورام/ ج ۱/ ۱۰۲/ باب تہذیب الاخلاق..... ص: ۹۴

[5] عیون اخبار الرضا علیہ السلام/ ج ۲/ ۳۹/ ۳۱ باب فیما جاء عن الرضا ع من الاخبار المجموعۃ..... ص: ۲۴

اگر سیر ہونے سے پہلے کھانا کھانا چھوڑ دو تو تم غذا سے لذت اٹھاؤ گے۔[1]

حدیث میں ملتا ہے:

مَنْ قَلَّ طَعَامُهُ صَحَّ بَدَنُهُ وَ صَفَا قَلْبُهُ وَ مَنْ كَثُرَ طَعَامُهُ سَقُمَ بَدَنُهُ وَ قَسَا قَلْبُهُ.

جو شخص کم کھاتا ہے اس کا بدن سالم رہتا ہے اور اس کا دل صفا ہوتا ہے۔ جو شخص زیادہ کھائے اس کا بدن بیمار اور دل سخت ہوتا ہے۔[2]

امام باقر علیہ السلام نے فرمایا:

مَا مِنْ شَيْءٍ أَبْغَضَ إِلَى اللهِ عَزَّ وَ جَلَّ مِنْ بَطْنٍ مَمْلُوءٍ.

خدا کے نزدیک مبغوض ترین وہ شخص ہے جو پرخوری کرتا ہے۔[3]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

إِنَّ اللهَ عَزَّ وَ جَلَّ يُبْغِضُ كَثْرَةَ الْأَكْلِ وَ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ عليه السلام لَيْسَ لِابْنِ آدَمَ بُدٌّ مِنْ أَكْلَةٍ يُقِيمُ بِهَا صُلْبَهُ فَإِذَا أَكَلَ أَحَدُكُمْ طَعَاماً فَلْيَجْعَلْ ثُلُثَ بَطْنِهِ لِلطَّعَامِ وَ ثُلُثَ بَطْنِهِ لِلشَّرَابِ وَ ثُلُثَ بَطْنِهِ لِلنَّفَسِ.

خدا ایسے شخص کو دشمن رکھتا ہے جو پرخوری کرتا ہے۔

اور مزید فرمایا: انسان ناچار ہے کہ اپنی زندگی کے لئے غذا کھاتا ہے پس جب وقت غذا کھائے تو ایک تہائی شکم غذا کے لئے اور ایک تہائی پینے کے لئے اور ایک تہائی سانس لینے کے لئے قرار دے۔[4]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

الْمُؤْمِنُ لَا يَغْلِبُهُ فَرْجُهُ وَ لَا يَفْضَحُهُ بَطْنُهُ.

مومن کو یہ زیب نہیں دیتا کہ وہ شہوت میں مبتلا ہو اور شکم سے رسوا ہو۔[5]

کھانے پینے میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت:

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

أُتِيَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بِطَعَامٍ فَأَدْخَلَ إِصْبَعَهُ فِيهِ فَإِذَا هُوَ حَارٌّ فَقَالَ دَعُوهُ حَتَّى يَبْرُدَ فَإِنَّهُ أَعْظَمُ

---

[1] تحف العقول/ النص/ ۱۷۲/ وصیتہ ع لکمیل بن زیاد مختصرۃ..... ص:۱۷۱

[2] الدعوات (للراوندی)/ سلوۃ الحزین/ النص/ ۷۷/ فصل فی خصال یستغنی بہا عن الطب..... ص:۷۴

[3] المحاسن/ ج ۲/ ۴۴۷/ ۴۴ باب النہی عن کثرۃ الطعام وکثرۃ الاکل..... ص:۴۴۵

[4] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۶/ ۲۶۹/ باب کراہیۃ کثرۃ الاکل..... ص:۲۶۸

[5] تحف العقول/ النص/ ۳۵۸/ وروی عنہ ع فی قصار ہذہ المعانی..... ص:۳۵۷

بَرَكَةً وَإِنَّ اللهَ تَعَالَى لَمْ يُطْعِمْنَا الْحَارَّةَ.

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے غذا لے آئے تھے آپ نے اپنی انگلی کو کھانے میں ڈالا اور جب دیکھا کہ گرم ہے۔ فرمایا کہ ٹھنڈا ہو جائے کہ اس کی برکت زیادہ ہے۔ خدا نے ہمیں گرم کھانا نہیں دیا ہے۔ [1]

امام حسین علیہ السلام نے فرمایا:

كَانَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم إِذَا أَكَلَ طَعَاماً يَقُولُ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيهِ وَارْزُقْنَا خَيْراً مِنْهُ وَإِذَا أَكَلَ لَبَناً أَوْ شَرِبَهُ يَقُولُ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيهِ وَارْزُقْنَا فِيهِ.

جب بھی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غذا کھاتے تھے تو یہ پڑھتے تھے:

اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيهِ وَارْزُقْنَا خَيْراً مِنْهُ.

خدایا! ہمارے لئے اس میں برکت قرار دے اور اس سے بہتر روزی ہمیں عطا فرما۔

جب آپ دودھ پیتے تو یہ پڑھتے تھے:

اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيهِ وَارْزُقْنَا فِيهِ.

خدایا! اس میں ہمارے لئے برکت قرار دے اور اس میں ہماری روزی قرار دے۔ [2]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

مَا أَكَلَ رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مُتَّكِئاً مُنْذُ بَعَثَهُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ إِلَى أَنْ قَبَضَهُ وَكَانَ يَأْكُلُ أَكْلَةَ الْعَبْدِ وَيَجْلِسُ جِلْسَةَ الْعَبْدِ قُلْتُ وَلِمَ ذَلِكَ قَالَ تَوَاضُعاً لِلّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ.

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بعثت سے لے کر آخری عمر تک لیٹنے کی حالت میں کھانا نہیں کھایا اور ہمیشہ غلام کی مانند غذا کھاتے تھے اور غلام کی مانند بیٹھتے تھے اور وہ اس کو خدا کے لئے تواضع اور فروتنی انجام دیتے تھے۔ [3]

اسی طرح فرمایا:

أَنَّهُ كَرِهَ أَنْ يَأْكُلَ بِشِمَالِهِ أَوْ يَشْرَبَ بِهَا أَوْ يَتَنَاوَلَ بِهَا.

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: کھانے پینے اور کسی چیز اٹھانے کے لئے بایاں ہاتھ استعمال نہیں کرتے تھے۔ (یعنی نہ بائیں سے کھاتے پیتے اور نہ کوئی چیز اٹھاتے تھے) [4]

راوی کہتا ہے:

---

[1] عیون اخبار الرضا علیہ السلام/ ج ۲/ ۴۰/ ۳۱ باب فیما جاء عن الرضا ع من الاخبار المجموعۃ..... ص: ۲۴

[2] عیون اخبار الرضا علیہ السلام/ ج ۲/ ۳۹/ ۳۱ باب فیما جاء عن الرضا ع من الاخبار المجموعۃ..... ص: ۲۴

[3] الکافی (ط- الاسلامیۃ)/ ج ۶/ ۲۷۰/ باب الاکل متکئا..... ص: ۲۷۰

[4] مکارم الاخلاق/ ۱۴۲/ الفصل الثالث فی آداب الاکل وما یتعلق بہ..... ص: ۱۴۰

كَانَ ﷺ يَجْعَلُ يَمِيْنَهُ لِاَكْلِهٖ وَشُرْبِهٖ وَوُضُوْئِهٖ.....

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھانے پینے اور وضو دائیں ہاتھ سے کرتے تھے۔[1]

روایت ہے کہ:

كَانَ ﷺ لَا يَأْكُلُ الْحَارَّ حَتّٰى يَبْرُدَ وَ يَقُوْلُ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُطْعِمُنَا نَارًا اِنَّ الطَّعَامَ الْحَارَّ غَيْرُ ذِيْ بَرَكَةٍ فَاَبْرِدُوْهُ وَ كَانَ ﷺ اِذَا اَكَلَ سَمَّى وَ يَأْكُلُ بِثَلَاثِ اَصَابِعَ وَ مِمَّا يَلِيْهِ وَ لَا يَتَنَاوَلُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْ غَيْرِهٖ وَ يُؤْتٰى بِالطَّعَامِ فَيَشْرَعُ قَبْلَ الْقَوْمِ ثُمَّ يَشْرَعُوْنَ وَ كَانَ يَأْكُلُ بِاَصَابِعِهِ الثَّلَاثِ الْاِبْهَامِ وَ الَّتِيْ تَلِيْهَا وَ الْوُسْطٰى وَ رُبَّمَا اسْتَعَانَ بِالرَّابِعَةِ وَ كَانَ ﷺ يَأْكُلُ بِكَفِّهَا كُلِّهَا وَ لَمْ يَأْكُلْ بِاِصْبَعَيْنِ وَ يَقُوْلُ اِنَّ الْاَكْلَ بِاِصْبَعَيْنِ هُوَ اَكْلَةُ الشَّيْطَانِ.

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سرد گرم غذا نہیں کھاتے تھے۔ جب تک سرد نہ ہو جاتی اور فرمایا کرتے تھے۔ خدا نے ہمیں آگ نہیں کھلائی۔ گرم غذا میں برکت نہیں ہے۔ پس اسے سرد ہونے دو۔ آنحضرتؐ جب بھی غذا کھاتے بسم اللہ پڑھتے اور اپنے سامنے سے تین انگلیوں سے غذا کھاتے تھے۔ دوسروں کے سامنے والی جگہ سے تناول نہ فرماتے تھے، کھانے میں دوسروں سے پہلے شروع کرتے اور تین انگلیوں سے غذا کھاتے تھے اور کبھی کبھی چوتھی انگلی سے بھی مدد لیتے تھے اور کبھی کبھی پورے ہاتھ سے کھانا کھاتے اور دو انگلیوں سے کھانا نہیں کھاتے تھے اور فرماتے: دو انگلیوں سے غذا کھانا شیطان ی کام ہے۔[2]

انس کہتے ہیں:

مَا ذَمَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ طَعَامًا قَطُّ كَانَ اِذَا اَعْجَبَهُ اَكَلَهُ وَ اِذَا كَرِهَهُ تَرَكَهُ.

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کبھی کھانے کی مذمت نہیں فرمائی، اگر غذا کو پسند فرماتے تو اسے کھا لیتے اور اگر پسند نہ کرتے تو نہیں کھاتے تھے۔[3]

روایت ہے کہ:

كَانَ ﷺ لَا يَأْكُلُ الثُّوْمَ وَ لَا الْبَصَلَ وَ لَا الْكُرَّاثَ وَ لَا الْعَسَلَ الَّذِيْ فِيْهِ الْمَغَافِيْرُ وَ هُوَ مَا يَبْقٰى مِنَ الشَّجَرِ فِيْ بُطُوْنِ النَّحْلِ فَيُلْقِيْهِ فِي الْعَسَلِ فَيَبْقٰى رِيْحٌ فِي الْفَمِ.

حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیاز، لہسن، ککڑی اور شہد کو سرکہ کے ساتھ ملا کر نہیں کھاتے تھے کیونکہ اس کی وجہ سے منہ سے بدبو آتی ہے۔[4]

---

[1] الجامع الصغیر، ج ۲، ص ۳۷۲

[2] مکارم الاخلاق/ ۲۸/ الفصل الثالث فی صفۃ اخلاقہ ص فی مطعمہ..... ص:۲۶

[3] بحار الانوار (ط- بیروت)/ ج ۱۶/ ۲۴۵/ فی صفۃ اخلاقہ فی مطعمہ..... ص:۲۴۱

[4] مکارم الاخلاق/ ۳۰/ الفصل الثالث فی صفۃ اخلاقہ ص فی مطعمہ..... ص:۲۶

روایت ہے کہ:

اِذَا جَلَسَ عَلَى الطَّعَامِ جَلَسَ مُحَقَّراً وَ كَانَ يَلْطَعُ اَصَابِعَهُ وَلَمْ يَتَعَجَّشْ قَطُّ وَ يُجِيبُ دَعْوَةَ الْحُرِّ وَ الْعَبْدِ وَلَوْ عَلَى ذِرَاعٍ اَوْ كُرَاعٍ وَيَقْبَلُ الْهَدِيَّةَ وَلَوْ اَنَّهَا جُرْعَةُ لَبَنٍ وَيَاْكُلُهَا وَلَا يَاْكُلُ الصَّدَقَةَ.

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دسترخوان پر سادہ طریقے سے بیٹھتے اور کھانے کے بعد انگلیوں کو چاٹتے تھے اور ہرگز ڈکار نہیں لیتے تھے اور ہر آزاد و غلام کی دعوت کو قبول فرماتے تھے۔ اگرچہ غذا میں سری پائے اور اوجھری ہی کیوں نہ ہوتی۔ ہدیہ کو قبول فرماتے اگرچہ دودھ کا ایک گھونٹ ہی کیوں نہ ہوتا۔ اسے پی لیتے، لیکن آپ صدقہ نہیں کھاتے تھے۔[1]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

اِنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم كَانَ قُوتُهُ الشَّعِيرَ مِنْ غَيْرِ اُدْمٍ.....

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوراک نانِ جوتھی بغیر روغن وغیرہ کے ہوتے تھے۔[2]

روایت ہے کہ:

كَانَ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لَا يَتَنَفَّسُ فِي الْاِنَاءِ اِذَا شَرِبَ فَاِنْ اَرَادَ اَنْ يَتَنَفَّسَ.

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پانی پینے کے دوران برتن میں سانس نہیں لیتے بلکہ سانس لینے کے لئے برتن کو منہ سے جدا کرتے اور پھر دوبارہ پیتے تھے۔[3]

راوی کہتا ہے:

كَانَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اِذَا اَكَلَ لَقَّمَ مَنْ بَيْنَ عَيْنَيْهِ وَاِذَا شَرِبَ سَقَى مَنْ عَلَى يَمِينِهِ.

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب بھی کھانا کھاتے تھے تو سامنے والے فرد کو پہلے لقمہ کھانے کے لئے فرماتے تھے اور پینے کے وقت جو شخص آپ کے دائیں طرف ہوتا ہے اسے پانی پہلے دیتے تھے۔[4]

---

[1] بحار الانوار (ط-بیروت)/ ج ۱۶/ ۲۲۷/ باب ۹ مکارم اخلاقہ وسیرہ وسننہ صلی اللہ علیہ وآلہ وما ادبہ اللہ تعالی بہ..... ص: ۱۹۴

[2] الزہد/ النص/ ۲۹/ ۳ باب حسن الخلق والرفق والغضب

[3] مکارم الاخلاق/ ۳۱/ الفصل الرابع فی صفۃ اخلاقہ ص فی مشربہ..... ص: ۳۱

[4] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۶/ ۲۹۹/ باب نوادر..... ص: ۲۹۶

ساتویں فصل:

لباس وزینت

لباس کی اہمیت:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

لیسَ لِابْنِ آدَمَ حَقٌّ فِیمَا سِوَی هذِهِ الخِصَالِ، ..... ثَوْبٌ یُوَارِی عَوْرَتَهُ .....

انسان کو حق حاصل ہے کہ اس کے پاس لباس ہو، تا کہ وہ اپنی شرمگاہ کو چھپائے۔[1]

نیز فرمایا:

اَللِّبَاسُ یُظْهِرُ الْغِنَی .....

لباس بے نیازی کی نشانی ہے۔[2]

اسی طرح فرمایا:

ثَلَاثٌ یَفْرَحُ بِهِنَّ الْجِسْمُ وَ یَزْبُو الطِّیبُ وَ اللِّبَاسُ اللَّیِّنُ وَ شُرْبُ الْعَسَلِ.

بدن کو تین چیزوں سے شاداب اور پرورش دیں: (۱) خوشبو (۲) نرم لباس (۳) شہد کا کھانا۔[3]

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

---

[1] الجامع الصغیر، ج ۲، ص ۴۶۲

[2] نہج الفصاحۃ (مجموعہ کلمات قصار حضرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ) / ۶۶۵ / نہج الفصاحۃ مجموعہ کلمات قصار حضرت رسول اکرمؐ، ص، با ترجمہ فارسی

[3] بحار الانوار (ط - بیروت) / ج ۵۹ / ۲۹۵ / باب ۸۹ نادر..... ص: ۲۸۹

الثِّيَابُ تُظْهِرُ الْجَمَالَ.....

لباس زیبائی کو ظاہر کرتا ہے۔[1]

نیز فرمایا:

النَّظِيفُ مِنَ الثِّيَابِ يُذْهِبُ الْهَمَّ وَ الْحَزَنَ وَ هُوَ طَهُورٌ لِلصَّلَاةِ.

پاکیزہ لباس غم واندوہ کو ختم کرتا ہے اور نماز میں لباس کی پاکیزگی لازم ہے۔[2]

برہنگی کی ممانعت:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

.....لَعَنَ رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم النَّاظِرَ وَ الْمَنْظُورَ إِلَيْهِ فِي الْحَمَّامِ بِلَا مِئْزَرٍ.

جو شخص حمام میں لنگ کے بغیر ہو اور دوسرا اسے دیکھتا ہو۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہر دو پر لعنت بھیجی ہے۔[3]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

يَا عَلِيُّ كَرِهَ اللهُ عَزَّ وَ جَلَّ لِأُمَّتِي..... الْغُسْلَ تَحْتَ السَّمَاءِ إِلَّا بِمِئْزَرٍ وَ كَرِهَ دُخُولَ الْأَنْهَارِ إِلَّا بِمِئْزَرٍ إِلَّا بِمِئْزَرٍ فَإِنَّ فِيهَا سُكَّاناً مِنَ الْمَلَائِكَةِ وَ كَرِهَ دُخُولَ الْحَمَّامِ إِلَّا بِمِئْزَرٍ.....

اے علیؑ! خدا تعالیٰ ننگے ہونے، آسمان کے نیچے لنگی کے بغیر غسل کرنے اور ننگے نہر یا حمام میں داخل ہونے کو ناپسند فرماتا ہے۔[4]

نیز حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا:

إِذَا تَعَرَّى أَحَدُكُمْ نَظَرَ إِلَيْهِ الشَّيْطَانُ فَطَمِعَ فِيهِ فَاسْتَتِرُوا.

جب بھی تم برہنی کی حالت میں ہوتے ہو تو شیطان طمع کی نگاہ کرتا ہے پس خود کو ڈھانپو۔[5]

جوتا پہننے کے آداب:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

---

[1] الخصال/ ج۱/ ۹۲/ ثلاث خصال خصلة منها تظهر الغنى وخصلة تظهر الجمال وخصلة تكبت الاعداء..... ص:۹۱

[2] الکافی (ط-الاسلامیة)/ ج۶/ ۴۴۴/ باب اللباس..... ص:۴۴۱

[3] الکافی (ط-الاسلامیة)/ ج۶/ ۵۰۳/ باب الحمام..... ص:۴۹۶

[4] مکارم الاخلاق/ ۴۳۵/ الفصل الثالث فی وصیة النبی ص لعلی ع..... ص:۴۳۳

[5] تہذیب الاحکام (تحقیق خرسان)/ ج۱/ ۳۷۳/ ۱۸-باب دخول الحمام وآدابه وسننه..... ص:۳۷۳

اِنْتَعِلُوْا وَ تَخَفَّفُوْا وَ خَالِفُوْا اَهْلَ الْكِتَابِ.

جوتے ہلکے اور آرام دہ پہنو۔ اہل کتاب کی مانند نہ ہو جاؤ۔[1]

اسی طرح فرمایا:

وَمَنِ اتَّخَذَ نَعْلًا فَلْيَسْتَجِدْهَا ..... وَمَنِ اتَّخَذَ ثَوْباً فَلْيُنَظِّفْهُ.

جوتے اچھے اور لباس پاکیزہ پہنو۔[2]

نیز فرمایا:

اِذَا اشْتَرَيْتَ نَعْلًا فَاسْتَجِدْهَا اِذَا اشْتَرَيْتَ ثَوْبًا فَاسْتَجِدْهُ.

جب تم لباس اور جوتے خریدنا چاہو تو اچھا اور نیا انتخاب کرو۔[3]

اور فرمایا:

اِذَا تَخَفَّفَتْ اُمَّتِيْ بِالْخِفَافِ ذَاتَ الْمَنَاقِبِ الرِّجَالُ وَ النِّسَاءِ وَ خَصَفُوْا نِعَالَهُمْ تَخَلَّى اللهُ عَنْهُمْ.

میری امت کے جب مرد و عورت لیٹے (یعنی تلوا مکمل زمین پر لگتے) ہوئے جوتے نہ پہنیں اور صلہ رحمی سے دریغ نہ کریں تو خداوند ان پر آسانی فرماتا ہے۔[4]

نکتہ:

ایسی احادیث کا پیغام یہ ہے کہ مسلمان نظافت کی رعایت کریں، اچھا لباس پہنیں، سادہ زندگی گزاریں اور سجاوٹ نہ کریں۔

اس طرح فرمایا:

اِذَا خَلَعَ اَحَدُكُمْ ثِيَابَهُ فَلْيُسَمِّ .....

جب تم لباس کو اتارتے ہو تو اس وقت بسم اللہ پڑھو.....۔[5]

نیز فرمایا:

..... اذا فَاِذَا نَزَعَ اَحَدُكُمْ ثَوْبَهُ فَلْيَطْوِهِ.....

جب لباس اتارو تو اسے تہہ کر لیا کرو۔[6]

---

[1] الجامع الصغیر، ج۱، ص۴۱۷

[2] دعائم الاسلام/ ج۲/ ۱۵۸/ ا فصل ذکر آداب اللباس..... ص:۱۵۳

[3] الجامع الصغیر، ج۱، ص۷۲

[4] الجامع الصغیر، ج۱، ص۸۲

[5] علل الشرائع/ ج۲/ ۵۸۳/ ۳۸۵ باب نوادر العلل..... ص:۵۷۷

[6] الجامع الصغیر، ج۱، ص۸۹

حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا:

مَنْ اَرَادَ الْبَقَاءَ وَلَا بَقَاءَ فَلْيُبَاكِرِ الْغَدَاءَ وَلْيُجَوِّدِ الْحِذَاءَ وَلْيُخَفِّفِ الرِّدَاءَ.

جو شخص باقی رہنا چاہتا ہو، ویسے تو کسی کے لئے بقا نہیں ہے تو اسے چاہیے کہ وہ جلد ناشتہ کرے اور اچھا جوتا پہنے اور کم سے کم قرض لے۔

امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:

فَإِذَا لَبِسْتَ ثِيَابَكَ فَقُلِ- اَللّٰهُمَّ اَلْبِسْنِي التَّقْوَى وَ جَنِّبْنِي الرَّدَى فَإِذَا فَعَلْتَ ذَلِكَ اَمِنْتَ مِنْ كُلِّ دَاءٍ.

جب (نیا) لباس پہنو تو دعا مانگو:

اَللّٰهُمَّ اَلْبِسْنِي التَّقْوَى وَ جَنِّبْنِي الرَّدَى.

اے معبود! مجھے تقویٰ کا لباس پہنا اور ہلاکت سے محفوظ رکھ۔

جب تم ایسا کرو گے تو تمام بیماریوں سے محفوظ رہو گے۔[1]

راوی کہتا ہے:

اَنَّهُ كَانَ يَلْبَسُ ثِيَابَهُ مِمَّا يَلِي يَمِينَهُ فَإِذَا لَبِسَ ثَوْباً جَدِيداً دَعَا بِقَدَحٍ مِنْ مَاءٍ فَقَرَاَ عَلَيْهِ إِنَّا اَنْزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ[2] عَشْرَ مَرَّاتٍ وَ قُلْ هُوَ اللهُ اَحَدٌ[3] عَشْرَ مَرَّاتٍ وَ قُلْ يا اَيُّهَا الْكَافِرُونَ[4] عَشْرَ مَرَّاتٍ ثُمَّ نَضَحَهُ عَلَى ذَلِكَ الثَّوْبِ ثُمَّ قَالَ مَنْ فَعَلَ هَذَا بِثَوْبِهِ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَلْبَسَهُ لَمْ يَزَلْ فِي رَغَدٍ مِنْ عَيْشِهِ مَا بَقِيَ مِنْهُ سِلْكٌ.

امام رضا علیہ السلام لباس کو دائیں طرف سے پہنتے تھے اور جب بھی نیا لباس پہنتے تو پانی کے کاسہ پر تین بار سورۂ قدر، دس مرتبہ قل ھو اللہ احد اور دس مرتبہ یا ایھا الکافرون پڑھتے تھے پھر اس نئے لباس کو پہنتے تھے اس وقت فرماتے: جو شخص نئے لباس کو پہننے سے پہلے ایسا کرتا ہے وہ ہمیشہ نعمتوں سے مالا مال ہوتا ہے جب تک اس لباس کے دھاگے باقی رہتے ہیں۔[5]

اسحاق بن عمار کہتا ہے:

قُلْتُ لِاَبِي عَبْدِ اللهِ عليه السلام يَكُونُ لِلْمُؤْمِنِ عَشَرَةُ اَقْمِصَةٍ قَالَ نَعَمْ قُلْتُ عِشْرِينَ قَالَ نَعَمْ وَ لَيْسَ

---

[1] عیون اخبار الرضا علیہ السلام/ ج ۲/ ۳۸/ ۳۱ باب فیما جاء عن الرضا ع من الاخبار المجموعۃ..... ص: ۲۴

[2] سورۂ قدر

[3] سورۂ اخلاص

[4] سورۂ کافرون

[5] عیون اخبار الرضا علیہ السلام/ ج ۱/ ۳۱۵/ ۲۸ باب فیما جاء عن الامام علی بن موسی ع من الاخبار المتفرقۃ..... ص: ۲۷۲

ذٰلِكَ مِنَ السَّرَفِ اِنَّمَا السَّرَفُ اَنْ يُجْعَلَ ثَوْبُ صَوْنِكَ ثَوْبَ بِذْلَتِكَ.

میں نے امام صادق علیہ السلام سے پوچھا! کیا مومن کے لئے جائز ہے کہ اس کی دس قمیص ہوں۔

آپؑ نے فرمایا: ہاں جائز ہے۔

پھر پوچھا گیا: اگر بیس قمیص رکھتا ہو تو؟

آپ نے فرمایا: اس کے لئے جائز ہے اور اسراف نہیں بلکہ اسراف یہ ہے کہ مہمانی اور جشن پر پہننے والا لباس عام حالت میں پہنے۔[1]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

اَدْنَى الْاِسْرَافِ..... اِبْتِذَالُ ثَوْبِ الصَّوْنِ.

اسراف کم ترین یہ ہے..... اچھے لباس کو بیجا استعمال کیا جائے۔[2]

اسی طرح فرمایا:

مِنَ السُّنَّةِ الْخُفُّ الْاَسْوَدُ وَ النَّعْلُ الصَّفْرَاءُ.

سیاہ جوتے اور زرد نعلین پہننا سنت ہے۔[3]

نیز فرمایا:

مَنْ لَبِسَ نَعْلًا صَفْرَاءَ لَمْ يُبْلِهَا حَتّٰى يَسْتَفِيدَ مَالًا.

زرد نعلین پہننے والے کو سود مندی حاصل ہوتی ہے۔[4]

اسی طرح فرمایا:

مَنْ لَبِسَ نَعْلًا صَفْرَاءَ كَانَ فِي سُرُورٍ حَتّٰى يُبْلِيَهَا.

زرد جوتے پہننے سے انسان ہمیشہ شادابی میں رہتا ہے۔[5]

اسی طرح فرمایا:

يَنْبَغِي لِصَاحِبِ الْجِنَازَةِ اَنْ يُلْقِيَ رِدَاءَهُ حَتّٰى يُعْرَفَ وَ يَنْبَغِي لِجِيرَانِهِ اَنْ يُطْعِمُوا عَنْهُ ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ.

یہ ضروری ہے کہ صاحب عزا عبا نہ پہنے اور قمیص ہی پہنے تا کہ شناخت ہو سکے اور ضروری ہے کہ صاحب عزا کی اطراف

---

[1] مکارم الاخلاق/ ۹۸/ فی کثرۃ الثیاب..... ص:۹۸

[2] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۶/ ۴۶۰/ باب لبس الخلقان..... ص:۴۶۰

[3] مکارم الاخلاق/ ۱۲۵/ فی خلع النعال والخفاف اذا جلس..... ص:۱۲۴

[4] مکارم الاخلاق/ ۱۲۴/ فی خلع النعال والخفاف اذا جلس..... ص:۱۲۴

[5] مکارم الاخلاق/ ۱۲۴/ فی خلع النعال والخفاف اذا جلس..... ص:۱۲۴

میں ہمسائے تین روز تک کھانے کا اہتمام کریں۔[1]

اس مطلب کی طرف کنایہ ہے کہ صاحب عزا ہمیشہ اور ہر حالت میں معمولی لباس پہنے۔

پسندیدہ لباس:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اِنَّكُمْ قَادِمُوْنَ عَلٰى اِخْوَانِكُمْ فَاَصْلِحُوْا رِحَالِكُمْ وَ اَصْلِحُوْا لِبَاسَكُمْ حَتّٰى تَكُوْنُوْا كَاَنَّكُمْ شَامَةٌ فِي النَّاسِ، فَاِنَّ اللهَ يُحِبُّ الْفَحْشَ وَلَا تَفَحُّشَ.

اپنے دینی مسلمان بھائی کے درمیان خوبصورت اور اچھا لباس پہنو۔ اس طرح کہ تم لوگوں کے درمیان بارعب ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ برائی کو دوست نہیں رکھتا۔[2]

اسی طرح فرمایا:

لَيْسَ مِنْ لِبَاسِكُمْ شَيْءٌ اَحْسَنَ مِنَ الْبَيَاضِ فَالْبَسُوْهُ وَ كَفِّنُوا فِيْهِ مَوْتَاكُمْ.

سفید لباس ہر لباس سے بہتر ہے۔ پس سفید لباس زیب تن کرو اور مردوں کو اس میں دفن کرو۔[3]

نیز فرمایا:

خَمْسٌ لَا اَدَعُهُنَّ حَتّٰى الْمَمَاتِ.....وَ لُبْسُ الصُّوْفِ.....لِيَكُوْنَ ذٰلِكَ سُنَّةً مِنْ بَعْدِي.

میں پانچ چیزوں کو مرنے تک ترک نہیں کروں گا.....(ان میں سے ایک) پشم کا لباس ہے.....تاکہ میرے بعد سنت قرار پائے۔[4]

حضرت امیر علیہ السلام فرماتے ہیں:

اِلْبَسُوْا مِنَ الْقُطْنِ فَاِنَّهُ لِبَاسُ رَسُوْلِ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وَ لِبَاسُنَا وَ لَمْ يَكُنْ يَلْبَسُ الصُّوْفَ وَ الشَّعْرَ اِلَّا مِنْ عِلَّةٍ.

سوتی لباس پہنو کیونکہ یہ لباس رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا لباس تھا اور ہمارا بھی لباس یہی ہے۔ آپ پشم کا لباس اور بالوں سے بنا ہوا لباس صرف بیماری کے وقت پہنا کرتے تھے۔[5]

البتہ اس کا یہ معنی ہے کہ پشم اور سوتی ہر ایک لباس مناسب اور پہننے کے لئے مناسب ہے۔

---

[1] من لایحضرہ الفقیہ/ ج۱/ ۱۷۴/ باب التعزیۃ والجزع عند المصیبۃ وزیارۃ القبور والنوح والماتم..... ص: ۱۷۳

[2] جامع الصغیر، ج۱، ص ۳۸۸

[3] دعائم الاسلام/ ج ۲/ ۱۶۱/ ۲ فصل ذکر ما یحل من اللباس وما یحرم منہ..... ص: ۱۶۰

[4] علل الشرائع/ ج۱/ ۱۳۰/ ۱۰۸ باب علۃ تسلیم النبی ص علی الصبیان..... ص: ۱۳۰

[5] مکارم الاخلاق/ ۱۰۳/ فی لبس الثیاب البیض..... ص: ۱۰۳

راوی کہتا ہے:

اِذَا قَامَ اِلَی الصَّلَاۃِ لَبِسَ اَجْوَدَ ثِیَابِہٖ فَقِیلَ لَہٗ یَا ابْنَ رَسُولِ اللّٰہِ لِمَ تَلْبَسُ اَجْوَدَ ثِیَابِکَ فَقَالَ اِنَّ اللّٰہَ جَمِیلٌ یُحِبُّ الْجَمَالَ فَاَتَجَمَّلُ لِرَبِّی وَ ھُوَ یَقُولُ خُذُوا زِینَتَکُمْ عِنْدَ کُلِّ مَسْجِدٍ[1] فَاُحِبُّ اَنْ اَلْبَسَ اَجْوَدَ ثِیَابِی.

امام حسن علیہ السلام جب بھی نماز پڑھنے کے لئے اٹھتے تو بہترین لباس پہنتے تھے۔

آپ سے پوچھا گیا: آپ کیوں بہترین لباس پہنتے ہیں؟

آپ نے فرمایا: خدا زیبا ہے اور زیبائی کو پسند کرتا ہے، پس خود کو خدا کے لئے زیبا بناتا ہوں۔ وہ فرماتا ہے: مسجد میں زینت کے ساتھ آؤ۔ لہٰذا مجھے یہ پسند ہے کہ بہترین لباس پہنوں۔[2]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

اَلْکَتَّانُ مِنْ لِبَاسِ الْاَنْبِیَاءِ.

سوتی لباس انبیا علیہم السلام کا لباس ہے۔[3]

اسی طرح فرمایا:

لِیَتَزَیَّنَنَّ اَحَدُکُمْ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ..... وَ یَلْبَسُ اَنْظَفَ ثِیَابِہٖ.

روز جمعہ زینت کرو..... اور پاکیزہ لباس پہنو۔[4]

راوی کہتا ہے:

کَانَ جُلُوسُ الرِّضَا علیہ السلام فِی الصَّیْفِ عَلَی حَصِیرٍ وَ فِی الشِّتَاءِ عَلَی مِسْحٍ وَ لُبْسُہُ الْغَلِیظَ مِنَ الثِّیَابِ حَتّٰی اِذَا بَرَزَ لِلنَّاسِ تَزَیَّنَ لَھُمْ.

امام صادق علیہ السلام گرمیوں میں چٹائی پر بیٹھتے تھے اور سردیوں میں زیرِ لباس بالوں سے بنا اور سخت لباس پہنتے تھے۔ جب آپ کو لوگوں میں آنا ہوتا تو اچھا لباس زیب تن فرماتے تھے۔[5]

امام رضا علیہ السلام نے فرمایا:

یُسْتَحَبُّ اَنْ یَعْتَمَّ الرَّجُلُ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ وَ اَنْ یَلْبَسَ اَحْسَنَ ثِیَابِہٖ وَ اَنْظَفَھَا.

---

[1] سورۂ اعراف: ۳۱

[2] بحار الانوار (ط-بیروت)/ ج ۸۰/ ۱۷۵/ تذنیب..... ص: ۱۷۳

[3] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۶/ ۴۴۹/ باب الکتان..... ص: ۴۴۹

[4] من لایحضرہ الفقیہ/ ج ۱/ ۱۱۶/ باب غسل یوم الجمعۃ ودخول الحمام وآدابہ وما جاء فی التنظیف والزینۃ..... ص: ۱۱۰

[5] عیون اخبار الرضا علیہ السلام/ ج ۲/ ۱۷۸/ ۴۴ باب فی ذکر اخلاق الرضا ع الکریمۃ ووصف عبادتہ..... ص: ۱۷۸

جمعہ کے دن مستحب ہے کہ عمامہ باندھے، بہترین و پاکیزہ لباس پہنے اور اچھے عطر سے خوشبو لگا کر جائے۔[1]

ناپسند لباس:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

هَلَاكُ نِسَاءِ أُمَّتِي فِي الْأَحْمَرَيْنِ الذَّهَبِ وَ الثِّيَابِ الرِّقَاقِ.

میری امت کی عورتیں دو سرخ چیزوں سے ہلاک ہوں گے:

(۱) سونا (۲) باریک لباس۔[2]

نیز فرمایا:

يَا عَلِيُّ! مَنْ أَطَاعَ امْرَأَتَهُ أَكَبَّهُ اللهُ عَلَى وَجْهِهِ فِي النَّارِ فَقَالَ عَلِيٌّ عليه السلام وَ مَا تِلْكَ الطَّاعَةُ قَالَ صلى الله عليه وآله يَأْذَنُ لَهَا فِي..... وَ لُبْسِ الثِّيَابِ الرِّقَاقِ.

اے علیؑ! جو مرد اپنی عورت کی اطاعت کرتا ہے خدا اسے دوزخ میں ڈالے گا۔

حضرت علی علیہ السلام نے پوچھا: یہ کس قسم کی اطاعت ہے؟

آپؐ نے فرمایا: جو مرد عورت کو باریک لباس پہننے کی اجازت دیتا ہے۔[3]

آپؐ ہی نے حضرت علی علیہ السلام سے فرمایا:

أَيْ أَخِيْ! إِنِّيْ مُوْصِيْكَ بِوَصِيَّةٍ فَاحْفَظْهَا، لَعَلَّ اللهَ أَنْ يَنْفَعَكَ بِهَا..... وَ الْبَسِ الْخَشِنَ الضَّيِّقَ مِنَ الثِّيَابِ لَعَلَّ الْعِزَّ وَ الْكِبْرِيَاءَ لَا يَكُوْنَ لَهُمَا فِيْكَ مَسَاغٌ.....

اے میرے بھائی! میں تجھے نصیحت کرتا ہوں کہ اس کی رعایت کرنا۔ شاید خدا تجھے فائدہ دے، اپنے اعضائے بدن کے مناسب لباس (سخت) پہنو تا کہ غرور و تکبر تمہیں نہ گھیر سکے۔[4]

اسی طرح فرمایا:

عَشَرَ خِصَالٍ عَمِلَهَا قَوْمُ لُوْطٍ بِهَا أَهْلِكُوْا..... وَ لِبَاسَ الْحَرِيْرِ.....

حضرت لوط علیہ السلام کی قوم اس لئے ہلاک ہوئی کہ وہ ریشم کا لباس پہنتی تھی۔[5]

حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا:

---

[1] من لایحضرہ الفقیہ/ ج۱/ ۴۲۵/ باب وجوب الجمعۃ وفضلہا ومن وضعت عنہ والصلاۃ والخطبۃ فیہا..... ص:۴۰۹

[2] ارشاد القلوب الی الصواب (للدیلمی)/ ج۱/ ۱۸۳/ الباب الحادی والخمسون فی اخبار عن النبی ص والائمۃ الاطہار..... ص:۱۷۳

[3] مکارم الاخلاق/ ۴۳۸/ الفصل الثالث فی وصیۃ النبی ص لعلی ع..... ص:۴۳۳

[4] الجامع الصغیر، ج۱، ص۴۶۸

[5] الجامع الصغیر، ج۲، ص۱۵۵

.....سِتَّةٌ فِي هَذِهِ الْأُمَّةِ مِنْ أَخْلَاقِ قَوْمِ لُوطٍ .....وَ إِرْخَاءُ الْإِزَارِ خُيَلَاءَ وَ حَلُّ الْأَزْرَارِ مِنَ الْقَبَاءِ وَ الْقَمِيصِ.

چھ چیزیں قوم لوط کے اخلاق میں سے اس امت میں ہیں: تکبر میں لمبا لباس پہننا کہ جو زمین سے گھسٹتا ہو، قمیص وقبا کے بٹنوں کو کھلے رکھنا۔ [1]

اسی طرح روایت ہے:

قَالَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ عليه السلام فِيمَا عَلَّمَ أَصْحَابَهُ لَا تَلْبَسُوا السَّوَادَ فَإِنَّهُ لِبَاسُ فِرْعَوْنَ.

حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے اپنے اصحاب سے فرمایا: کالا لباس نہ پہننا کیونکہ یہ لباس فرعون کا تھا۔

نیز امیر المومنین علیہ السلام سے ہی مروی ہے کہ

مَنْ لَبِسَ الثِّيَابَ الْفَاخِرَةَ فَلَا بُدَّ لَهُ مِنَ الْكِبْرِ وَ لَا بُدَّ لِصَاحِبِ الْكِبْرِ مِنَ النَّارِ.

جو شخص فاخرہ لباس پہنتا ہے اس میں تکبر آتا ہے اور متکبر شخص دوزخ میں جائے گا۔ [2]

امام باقر علیہ السلام نے فرمایا:

أَنَّ رَسُولَ اللهِ صلى الله عليه وآله .....نَهَاهُمْ عَنِ التَّخَتُّمِ بِالذَّهَبِ، .....وَ عَنْ لِبَاسِ الْإِسْتَبْرَقِ وَ الْحَرِيرِ وَ الْقَزِّ وَ الْأُرْجُوَانِ.

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی امت کو سونے کی انگوٹھی، چمکیلا لباس، ریشمی لباس اور ارغوانی لباس پہننے سے منع فرمایا۔ [3]

كَانَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ عليه السلام يَقُولُ لَا تَزَالُ هَذِهِ الْأُمَّةُ بِخَيْرٍ مَا لَمْ يَلْبَسُوا لِبَاسَ الْعَجَمِ وَ يَطْعَمُوا أَطْعِمَةَ الْعَجَمِ فَإِذَا فَعَلُوا ذَلِكَ ضَرَبَهُمُ اللهُ بِالذُّلِّ.

حضرت علی علیہ السلام فرمایا کرتے تھے: اس امت کے امور ہمیشہ خیر وصلاح میں ہوں گے۔ جب تک غیروں کی مانند کھانا نہ کھائیں اور لباس نہ پہنیں۔ پس اگر اس نے ایسا کیا تو خدا اسے ذلیل کرے گا۔ [4]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

لَا تَتَّخِذُوا الْمُلَسَّنَ فَإِنَّهُ حِذَاءُ فِرْعَوْنَ وَ هُوَ أَوَّلُ مَنْ حَذَا الْمُلَسَّنَ.

باریک اور نوک دار جوتے نہ پہنو کیونکہ یہ فرعون کے جوتے تھے اور پہلی بار اس نے پہنے تھے۔ [5]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

---

[1] الخصال/ ج۱/ ۳۳۱/ ستة لاینبغی ان یسلم علیہم وستة لاینبغی لہم ان یؤ مواوستة اشیاء فی ہذہ الامة من اخلاق قوم لوط..... ص:۳۳۰

[2] من لایحضرہ الفقیہ/ ج۱/ ۲۵۱/ باب مایصلی فیہ ومالایصلی فیہ من الثیاب وجمیع الانواع..... ص:۲۴۷

[3] قرب الاسناد (ط-الحدیثة)/ النص/ ۱۷/ احادیث متفرقة..... ص:۹

[4] المحاسن/ ج۲/ ۴۱۰/ ۱۵ باب التواضع..... ص:۴۰۹

[5] تحف العقول/ النص/ ۱۰۵/ آداب رع لاصحابہ وہی اربعمائة باب للدین والدنیا..... ص:۱۰۰

كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَزْجُرُ الرَّجُلَ يَتَشَبَّهُ بِالنِّسَاءِ وَ يَنْهَى الْمَرْاَةَ اَنْ تَتَشَبَّهَ بِالرِّجَالِ فِي لِبَاسِهَا.

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مردوں کو عورتوں کا لباس اور عورتوں کو مردوں کا لباس پہننے سے منع فرمایا۔[1]

نمود و نمائش والا لباس:

لباس کے استعمال میں کمی یا زیادتی سے منع کیا گیا ہے۔ (افراط و تفریط) زیادہ تر نازک لباس پہننا، نرم اور لمبا یا کم جیسے سخت لباس پہننا، چھوٹا لباس ہونا۔

نیز فرمایا:

نَهٰى عَنِ الشُّهْرَتَيْنِ دِقَّةُ الثِّيَابِ وَ غِلَظِهَا وَ لِيْنُهَا وَ خُشُوْنَتُهَا وَ طُوْلُهَا وَ قِصَرُهَا وَ لٰكِنْ سِدَادَ فِيْمَا بَيْنَ ذَالِكَ وَ اِقْتِصَادٍ.

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہر دو طرح کے لباس پہننے سے منع فرمایا ہے: بہت زیادہ باریک لباس پہنے سے اور نمود و نمائش والے لباس سے یا بہت زیادہ لمبے یا بہت زیادہ چھوٹے لباس سے۔[2]

نیز فرمایا:

نَهٰى عَنْ لُبْسَتَيْنِ: اَلْمَشْهُوْرَةُ فِيْ حُسْنِهَا وَ الْمَشْهُوْرَةُ فِيْ قُبْحِهَا.

جو تم لباس پہنتے ہو اگر وہ نمود و نمائش والا لباس ہے تو اس سے پرہیز کرو۔[3]

نیز فرمایا:

مَنْ لَبِسَ ثَوْبَ شُهْرَةٍ اَعْرَضَ اللهُ عَنْهُ حَتّٰى يَضَعَهُ مَتٰى وَضَعَهُ.

جو بھی نمود و نمائش والا لباس پہنے گا اور اس کو منہ کے بل گراتا ہے جب تک وہ اسے ترک نہ کر دے۔[4]

اسی طرح فرمایا:

مَنْ لَبِسَ ثِيَابَ شُهْرَةٍ فِي الدُّنْيَا اَلْبَسَهُ اللهُ لِبَاسَ الذُّلِّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ.

جو کوئی اس دنیا میں نمود و نمائش والا لباس پہنتا ہے خدا اسے روز قیامت ذلت کا لباس پہنائے گا۔[5]

---

[1] مکارم الاخلاق/ ۱۱۸ / فی تشبہ الرجال بالنساء..... ص:۱۱۸

[2] الجامع الصغیر، ج ۲، ص ۶۹۱

[3] الجامع الصغیر، ج ۲، ص ۷۰۳

[4] الجامع الصغیر، ج ۲، ص ۶۴۳

[5] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۶ / ۴۴۵ / باب کراہیۃ الشہرۃ..... ص:۴۴۴

امام حسین علیہ السلام نے فرمایا:

مَنْ لَبِسَ ثَوْباً یَشْهَرُهُ کَسَاهُ اللهُ یَوْمَ الْقِیَامَةِ ثَوْباً مِنَ النَّارِ.

جوکوئی نمود ونمائش والا لباس پہنتا ہے، قیامت کے دن خدا اسے آگ کا لباس پہنائے گا۔[1]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

اِنَّ اللهَ یُبْغِضُ شُهْرَةَ اللِّبَاسِ.

خدا نمود ونمائش والے لباس کو دشمن رکھتا ہے۔[2]

اس طرح فرمایا:

کَفَی بِالرَّجُلِ خِزْیاً اَنْ یَلْبَسَ ثَوْباً مُشَهِّراً.....

مرد کی ذلت اتنی ہی کافی ہے کہ شہرت کا لباس پہنے۔[3]

---

[1] مکارم الاخلاق/ ۱۱۶ / فی لباس الشہرۃ..... ص:۱۱۶

[2] مکارم الاخلاق/ ۱۱۶ / فی لباس الشہرۃ..... ص:۱۱۶

[3] مکارم الاخلاق/ ۱۱۶ / فی لباس الشہرۃ..... ص:۱۱۶

آٹھویں فصل:

زینت وخوبصورتی

انسان کی زندگی میں مناسب زینت اور خوبصورتی کی تاکید کی گئی ہے۔
اسلام ہمیں یہ درس دیتا ہے کہ ہم ایسے امور پر توجہ دیں۔

اصلاح:

روایت ہے کہ:

وَ كَانَ ﷺ يُحِبُّ الدُّهْنَ وَ يَكْرَهُ الشَّعَثَ.

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صفائی کو دوست رکھتے تھے اور کثافت کو ناپسند کرتے تھے۔[1]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

فَالْبَسْ وَ تَجَمَّلْ فَإِنَّ اللهَ جَمِيلٌ وَ يُحِبُّ الْجَمَالَ وَ لْيَكُنْ مِنَ الْحَلَالِ.

پہنو اور زینت کرو کیونکہ خدا جمیل ہے اور جمال کو پسند کرتا ہے۔[2]

نیز ابوبصیر امام صادق علیہ السلام روایت کرتے ہیں کہ:

قَالَ: سَأَلْتُهُ عَنْ قَوْلِهِ تَعَالَى خُذُوا زِينَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ[3] قَالَ هُوَ الْمَشْطُ عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ

---

[1] مکارم الاخلاق/ ۳۳/ فی دہنہ ص..... ص: ۳۳

[2] بحار الانوار (ط- بیروت)/ ج ۶۲/ ۱۲۵/ باب ۱ جوامع ما یحل وما یحرم من المأکولات والمشروبات وحکم المشتبہ بالحرام وما اضطروا الیہ..... ص: ۹۲

[3] سورۂ اعراف: ۳۱

فَرِيضَةٍ وَ نَافِلَةٍ.

آپ سے اس آیت خدواند "خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ" (ہر نماز کے وقت اور ہر مسجد کے پاس زینت ساتھ رکھو) کی تفسیر کے بارے میں پوچھا تو آپؑ نے فرمایا: زینت سے مراد واجب اور مستحب نماز کے وقت سر میں کنگھی کرنا ہے۔[1]

آپ نے عبید بن زیاد سے فرمایا:

اِظْهَارُ النِّعْمَةِ اَحَبُّ اِلَى اللهِ مِنْ صِيَانَتِهَا فَاِيَّاكَ اَنْ تَتَزَيَّنَ اِلَّا فِي اَحْسَنِ زِيِّ قَوْمِكَ.....

خدا کے ہاں نعمت کو آشکار کرنا اس کے چھپانے سے بہتر ہے۔ پس اپنے آپ کو بہترین زینت سے آراستہ کرو۔[2]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

الشَّعْرُ الْحَسَنُ مِنْ كِسْوَةِ اللهِ تَعَالَى فَاَكْرِمُوْهُ.

اچھے اور خوبصورت بال اللہ کی طرف سے ایک لباس ہے، پس اس کا اکرام کرو۔[3]

نیز فرمایا:

الْمُؤْمِنُ لَهُ..... وَ تَجَمُّلٌ فِي فَاقَةٍ.....

مومن کی صفات میں سے ہے کہ..... (اسے) زیبا اور آراستہ رہنا چاہئے خواہ فقر کی حالت ہو۔[4]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

الشَّيْبُ نُوْرٌ فَلَا تَنْتِفُوْهُ.

سفید بال نورانیت ہے انہیں صاف نہ کرو۔[5]

راوی کہتا ہے:

وَ كَانَ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم يَتَمَشَّطُ وَ يُرَجِّلُ رَاْسَهُ بِالْمِدْرَى وَ تُرَجِّلُهُ نِسَاؤُهُ.

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیشہ بالوں میں کنگھی کرتے تھے اور آراستہ کرتے اور بعض اوقات آپؐ کی زوجات آپؐ کے بالوں میں کنگھی کرتی تھیں اور مرتب و آراستہ کرتی تھیں۔[6]

روایت ہے کہ:

---

[1] تفسیر العیاشی/ ج ۲ / ۱۳ / [سورۃ الاعراف (۷): ۳۱]..... ص: ۱۲

[2] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۶ / ۴۴۰ / باب التجمل واظہار النعمۃ..... ص: ۴۳۸

[3] من لایحضرہ الفقیہ/ ج ۱ / ۱۲۹ / تقلیم الاظفار واخذ الشارب والمشط..... ص: ۱۲۶

[4] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۲ / ۲۳۱ / باب المؤمن وعلاماتہ وصفاتہ..... ص: ۲۲۶

[5] من لایحضرہ الفقیہ/ ج ۱ / ۱۳۰ / تقلیم الاظفار واخذ الشارب والمشط..... ص: ۱۲۶

[6] مکارم الاخلاق/ ۳۳ / فی تسریحہ ص..... ص: ۳۳

وَ كَانَ ﷺ يَنْظُرُ فِي الْمِرْآةِ وَيُرَجِّلُ جُمَّتَهُ وَيَتَمَشَّطُ وَرُبَّمَا نَظَرَ فِي الْمَاءِ وَسَوَّى جُمَّتَهُ فِيهِ.

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آئینہ یا پانی پر نگاہ ڈالتے تھے بالوں میں کنگھی کر کے انہیں آراستہ کرتے تھے۔ [1]

روایت ہے کہ:

لَقَدْ كَانَ يَتَجَمَّلُ لِأَصْحَابِهِ فَضْلًا عَلَى تَجَمُّلِهِ لِأَهْلِهِ وَ قَالَ إِنَّ اللهَ يُحِبُّ مِنْ عَبْدِهِ إِذَا خَرَجَ إِلَى إِخْوَانِهِ أَنْ يَتَهَيَّأَ لَهُمْ وَيَتَجَمَّلَ.

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہ صرف خود آراستہ ہوتے تھے بلکہ اصحاب کو بھی آراستہ کراتے تھے اور فرماتے: خدا اس آدمی کو دوست رکھتا ہے جو اپنے بھائیوں میں آراستہ ہو کر جائے۔ [2]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عورتوں سے فرمایا:

لِلنِّسَاءِ اتْرُكْنَ مِنْ أَظَافِيرِكُنَّ فَإِنَّهُ أَزْيَنُ لَكُنَّ.

اپنے ناخنوں کا ایک حصہ رہنے دو کیونکہ یہ تمہارے لئے زینت ہے۔ [3]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنِ اتَّخَذَ شَعْراً فَلْيُحْسِنْ إِلَيْهِ.

جس شخص کے سر کے بال ہوں وہ انہیں مرتب و آراستہ رکھے۔ [4]

امام کاظم علیہ السلام نے فرمایا:

خَمْسٌ مِنَ السُّنَنِ فِي الرَّأْسِ..... وَ فَرْقُ الشَّعْرِ.....

سر کے بارے میں پانچ سنت ہیں:.....سر میں کنگھی کی جائے.....۔ [5]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

ثَلَاثَةٌ مِنَ النُّبُوَّةِ طَمُّ الشَّعْرِ وَ طِيبُ الرِّيحِ وَ كَثْرَةُ الطَّرُوقَةِ.

تین باتیں انبیا علیہم السلام کی سنت ہیں: بالوں کی اصلاح کرنا، خوشبو لگانا اور بہت زیادہ چلنا۔ [6]

راوی کہتا ہے:

قُلْتُ لَهُ عليه السلام أَكَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَفْرُقُ شَعْرَهُ؟ قَالَ عليه السلام: لَا إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ إِذَا طَالَ

---

[1] مکارم الاخلاق/ ۳۴/ فی تسریحہ ص..... ص: ۳۴

[2] وسائل الشیعۃ/ ج ۵/ ۱۱/ ۴- باب استحباب تزین المسلم للمسلم وللغریب والاہل والاصحاب..... ص: ۱۱

[3] مکارم الاخلاق/ ۶۶/ الفصل الاول فی تقلیم الاظفار..... ص: ۶۴

[4] دعائم الاسلام/ ج ۱/ ۱۲۵/ ذکر التنظف وطہارات الفطرۃ..... ص: ۱۲۳

[5] الخصال/ ج ۱/ ۲۷۱/ خمس من السنن فی الراس وخمس فی الجسد..... ص: ۲۷۱

[6] مکارم الاخلاق/ ۴۲/ فی التطیب..... ص: ۴۱

شَعْرُهُ كَانَ اِلَى شَحْمَةِ اُذُنِهِ.

میں نے امام صادق علیہ السلام سے پوچھا: آیا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بالوں میں کنگھی کیا کرتے ہیں؟

آپؑ نے فرمایا: نہیں، جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی داڑھی کے بال بکھر جاتے تھے تو داڑھی میں کنگھی کیا کرتے تھے۔ [1]

روایت ہے کہ:

اَنَّهُ يَقُولُ عِنْدَ تَسْرِيحِ لِحْيَتِهِ:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَ آلِ مُحَمَّدٍ وَ اَلْبِسْنِي جَمَالًا فِي خَلْقِكَ وَ زِينَةً فِي عِبَادِكَ وَ حَسِّنْ شَعْرِي وَ بَشَرِي وَ لَا تَبْتَلِيَنِّي بِالشِّفَاقِ وَ ارْزُقْنِي الْمَهَابَةَ بَيْنَ بَرِيَّتِكَ وَ الرَّحْمَةَ مِنْ عِبَادِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ.

پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم داڑھی میں کنگھی کرتے ہوئے یہ دعا پڑھتے تھے:

خدایا! محمدؐ اور اس خاندان پر درود بھیج، تیری مخلوق کے درمیان زیبائی اور اپنے بندوں میں زینت قرار دے۔ جلد اور بالوں کو زیبا بنا دے۔ نفاق میں مبتلا نہ فرما۔ اپنی مخلوق میں میری ہیبت قرار دے اور اپنے بندوں پر رحمت فرما۔ اے مہربان اللہ تو سب سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔ [2]

راوی کہتا ہے:

سَاَلْتُهُ عَنِ النِّسَاءِ هَلْ عَلَيْهِنَّ مِنَ التَّطَيُّبِ وَ التَّزَيُّنِ فِي الْجُمُعَةِ وَ الْعِيدَيْنِ مَا عَلَى الرِّجَالِ؟ قَالَ نَعَمْ.

میں نے امام صادق علیہ السلام سے پوچھا: زینت کرنا اور خوشبو لگانا، روز جمعہ و عید قربان و عید فطر کے دن کیا مردوں کی طرح عورتوں پر بھی لازم ہے؟

آپ نے فرمایا: ہاں۔ [3]

نکتہ:

یہ ایسی صورت میں ہے کہ جب عورتیں نامحرم کو نہ دیکھیں۔

امام کاظم علیہ السلام نے فرمایا:

..... وَ طَمُّ الشَّعْرِ يَجْلُو الْبَصَرَ وَ يَزِيدُ فِي ضَوْءِ نُورِهِ.

سر کے بالوں کو چھوٹا کرنے سے آنکھ کو جلا ملتی ہے اور اس کا نور زیادہ ہوتا ہے۔ [4]

---

[1] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۶/ ۴۸۵/ باب اتخاذ الشعر والفرق..... ص:۴۸۵

[2] بحار الانوار (ط-بیروت)/ ج۷۳/ ۱۱۶/ باب ۱۴ تسریح الراس واللحیۃ وآدابہ وانواع الامشاط..... ص:۱۱۳

[3] بحار الانوار (ط-بیروت)/ ج۸۶/ ۳۴۸/ باب ۱۴ اعمال یوم الجمعۃ وآدابہ ووظائفہ..... ص:۳۲۹

[4] وسائل الشیعۃ/ ج۲/ ۱۰۷/ ۶۰-باب استحباب حلق الراس للرجل وکراہۃ اطالۃ شعرہ..... ص:۱۰۵

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

اَخْذُ الشَّعْرِ مِنَ الْاَنْفِ یُحَسِّنُ الْوَجْهَ.

ناک کے بال صاف کرنے سے چہرے کو زیبائی ملتی ہے۔[1]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

حَلْقُ اللِّحْیَةِ مِنَ الْمُثْلَةِ وَ مَنْ مَثَّلَ فَعَلَیْهِ لَعْنَةُ اللهِ.

داڑھی کا منڈوانا مثلہ[2] کرنا ہے اور مثلہ کرنے والے پر اللہ کی نفرین ہے۔[3]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

.....اَلْمَشْطُ لِلرَّاْسِ یَذْهَبُ بِالْوَبَاءِ قَالَ قُلْتُ وَ مَا الْوَبَاءُ قَالَ الْحُمَّی وَ الْمَشْطُ لِلّحْیَةِ یَشُدُّ الْاَضْرَاسَ.

.....سر میں کنگھی کرنے سے بخار ختم ہوتا ہے راوی کہتا ہے: میں نے پوچھا کہ وبا کیا ہے؟ فرمایا: بخار۔ اور فرمایا کہ کنگھی کرنے سے بالوں کی جڑیں مضبوط ہوتی ہیں۔[4]

بعض اوقات سر کے بال منڈوانے سے زیبائی آتی ہے اس لئے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک شخص کو حکم دیا:

اِحْلِقْ فَاِنَّهُ یَزِیدُ فِی جَمَالِكَ.

اپنے بالوں کو منڈاؤ کہ اس سے تمہاری زیبائی میں اضافہ ہوگا۔[5]

اگرچہ ان روایات میں سر کے بالوں کی آرائش کے بارے میں بڑی تاکید ہوئی ہے۔ لیکن بعض روایات میں منع کیا گیا ہے یعنی افراط سے کام نہ لیا جائے۔ چنانچہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سر کے بالوں کو زیادہ لمبا کرنے سے منع فرمایا ہے۔[6]

خوشبو اور آراستہ:

امام کاظم علیہ السلام نے فرمایا:

اَرْبَعٌ مِنْ اَخْلَاقِ الْاَنْبِیَاءِ علیہم السلام التَّطَیُّبِ.....

---

[1] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۶/ ۴۸۸/ باب اخذ الشعر من الانف..... ص:۴۸۸

[2] مثلہ مردے کے اعضا کے کاٹنے کو کہا جاتا ہے۔ قرآن مجید میں مثلہ کرنے سے منع کیا گیا ہے۔

[3] مستدرک الوسائل ومستنبط المسائل/ ج۱/ ۴۰۶/ ۴۰-باب عدم جواز حلق اللحیۃ واستحباب توفیرہا قدر قبضۃ..... ص:۴۰۶

[4] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۶/ ۴۸۸/ باب التمشط..... ص:۴۸۸

[5] من لایحضرہ الفقیہ/ ج۱/ ۱۲۴/ باب غسل یوم الجمعۃ ودخول الحمام وآدابہ وما جاء فی التنظیف والزینۃ..... ص:۱۱۰

[6] مکارم الاخلاق/ ۶۹/ فی الترجل..... ص:۶۹

چار باتیں اخلاق انبیاء میں سے ہیں: (۱) خوشبو لگانا.....۔[۱]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

مَا اَنْفَقْتَ فِي الطِّيبِ فَلَيْسَ بِسَرَفٍ.

خوشبو پر خرچ ہونے والا مال اسراف نہیں ہے۔[۲]

امام باقر علیہ السلام نے فرمایا:

لَا يَنْبَغِي لِلْمَرْاَةِ اَنْ تَدَعَ يَدَيْهَا مِنَ الْخِضَابِ وَلَوْ اَنْ تَمْسَحَهُمَا بِالْحِنَّاءِ مَسْحاً وَلَوْ كَانَتْ مُسِنَّةً.

ضروری ہے کہ عورتیں اپنے ہاتھوں کو مہندی سے خضاب کریں اگر چہ وہ بوڑھی ہی ہوں۔[۳]

اور اگر ان کے لئے زینت شمار ہوتی ہو تو نامحرم سے پردہ کریں۔

روایت ہے کہ کچھ خواتین نے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آ کر اپنے شوہروں کی شکایت کی تو:

فَخَرَجَ رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم يَجُرُّ رِدَاءَهُ حَتَّى صَعِدَ الْمِنْبَرَ فَحَمِدَ اللهَ وَاَثْنَى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ مَا بَالُ اَقْوَامٍ مِنْ اَصْحَابِي لَا يَاْكُلُونَ اللَّحْمَ وَلَا يَشَمُّونَ الطِّيبَ وَلَا يَاْتُونَ النِّسَاءَ اَمَا اِنِّي آكُلُ اللَّحْمَ وَاَشَمُّ الطِّيبَ وَآتِي النِّسَاءَ فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِي فَلَيْسَ مِنِّي.

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے گھر سے اس حالت میں نکلے کہ آپؐ کی عبا زمین پر گھسٹ رہی تھی (یعنی آنحضرت بہت ہی ناراحت تھے) آپؐ سیدھے منبر پر تشریف لے گئے اور حمد وثنا کے بعد فرمایا: وہ شخص میرے اصحاب میں سے نہیں ہے جو گوشت نہ کھائے، خوشبو نہ لگائے اور اپنی بیویوں سے دور رہے۔ میں خود گوشت کھاتا ہوں، خوشبو لگاتا ہوں اور اپنی زوجات سے تعلقات رکھتا ہوں (یہی میری سنت ہے) جو میری سنت سے دوری اختیار کرے وہ مجھ سے نہیں ہے۔[۴]

نیز فرمایا:

لِيَتَطَيَّبْ اَحَدُكُمْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَلَوْ مِنْ قَارُورَةِ امْرَاَتِهِ.

روز جمعہ خوشبو لگاؤ اگر چہ عطر کی شیشی تمہاری بیویوں کی ہی کیوں نہ ہو۔[۵]

نیز فرمایا:

اقْبَلُوا الْكَرَامَةَ وَاَفْضَلُ الْكَرَامَةِ الطِّيبُ اَخَفُّهُ حَمْلًا وَاَطْيَبُهُ رِيحاً.

---

[۱] من لایحضرہ الفقیہ/ ج۱/ ۱۳۱/ تقلیم الاظفار واخذ الشارب والمشط ص:۱۲۶

[۲] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۶/ ۵۱۲/ باب الطیب ص:۵۱۰

[۳] دعائم الاسلام/ ج۲/ ۱۶۷/ ۴ فصل ذکر الطیب واستحبابہ وفضلہ..... ص:۱۶۵

[۴] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۵/ ۴۹۶/ باب کراہیۃ الرہبانیۃ وترک الباہ..... ص:۴۹۴

[۵] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۶/ ۵۱۱/ باب الطیب ص:۵۱۰

ہدیہ کو قبول کرو اور بہترین ہدیہ عطر اور خوشبو ہے۔ ہلکا بھی ہے اور خوشبودار بھی۔ [1]

امام رضا علیہ السلام نے فرمایا:

يُسْتَحَبُّ أَنْ يَعْتَمَّ الرَّجُلُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ..... وَ يَتَطَيَّبَ فَيَدَّهِنَ بِأَطْيَبِ دُهْنِهِ.

مرد کے لئے مستحب ہے کہ وہ روز جمعہ..... بہترین عطر سے خوشبو لگائے۔ [2]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

كَانَ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم يَتَطَيَّبُ بِذُكُورِ الطِّيبِ وَ هُوَ الْمِسْكُ وَ الْعَنْبَرُ.

بہترین عطر استعمال کرو، بہترین عطر، مشک اور عنبر ہیں۔ [3]

راوی کہتا ہے کہ:

أَنِّي كُنْتُ أَرَاهُ يَتَبَخَّرُ بِالْعُودِ الْهِنْدِيِّ السَّنِيِّ وَ يَسْتَعْمِلُ بَعْدَهُ مَاءَ وَرْدٍ وَ مِسْكاً.

میں ان کو (ہمیشہ) دیکھا کہ وہ بخور ہندی سلگاتے تھے، اس کے بعد عرق گلاب اور مشک استعمال کرتے۔ [4]

امام کاظم علیہ السلام نے فرمایا:

تَطَيَّبُوا بِأَطْيَبِ طِيبِكُمْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ.

روز جمعہ کو بہترین عطر سے خوشبو لگاؤ۔ [5]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

طِيبُ الرِّجَالِ مَا ظَهَرَتْ رَائِحَتُهُ وَ خَفِيَ لَوْنُهُ وَ طِيبُ النِّسَاءِ مَا ظَهَرَ لَوْنُهُ وَ خَفِيَ رَائِحَتُهُ.

مردوں کے عطر زیادہ خوشبودار اور عورتوں کے کم خوشبو والے ہونے چاہئے۔ [6]

روایت ہے کہ:

وَ كَانَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وَ الْحُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ وَ أَبُو جَعْفَرٍ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ علیہم السلام يَخْتَضِبُونَ بِالْكَتَمِ.

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور امام حسین علیہ السلام اور امام باقر علیہ السلام ہمیشہ برگ نیل سے خضاب کرتے تھے۔ [7]

روای کہتا ہے:

---

[1] تحف العقول/ النص/ ۶۰/ وروی عنہ ص فی قصار ہذہ المعانی..... ص:۳۵

[2] من لایحضرہ الفقیہ/ ج ۱/ ۴۲۵/ باب وجوب الجمعۃ وفضلہا ومن وضعت عنہ والصلاۃ والخطبۃ فیہا..... ص:۴۰۹

[3] مستدرک الوسائل ومستنبط المسائل/ ج ۱/ ۴۲۵/ ۶۶- باب استحباب التطیب بالمسک والعنبر والزعفران والعود وما ینبغی..... ص:۴۲۵

[4] عیون اخبار الرضا علیہ السلام/ ج ۲/ ۱۷۹/ ۴۴ باب فی ذکر اخلاق الرضا الکریمۃ ووصف عبادتہ..... ص:۱۷۸

[5] الخصال/ ج ۲/ ۳۹۲/ ماجاء فی یوم الجمعۃ..... ص:۳۹۰

[6] دعائم الاسلام/ ج ۲/ ۱۶۶/ ۴ فصل ذکر الطیب واستحبابہ وفضلہ..... ص:۱۶۵

[7] من لایحضرہ الفقیہ/ ج ۱/ ۱۲۲/ باب غسل یوم الجمعۃ ودخول الحمام وآدابہ وما جاء فی التنظیف والزینۃ..... ص:۱۱۰

رَاَیْتُ اَبَا جَعْفَرٍ علیہ السلام یَخْتَضِبُ بِالْحِنَّاءِ خِضَاباً قَانِیاً.

میں نے امام باقر علیہ السلام کو دیکھا کہ سرخ مہندی سے خضاب کر رہے تھے۔[1]

امام رضا علیہ السلام نے فرمایا:

لَا یَنْبَغِی لِلرَّجُلِ اَنْ یَدَعَ الطِّیبَ فِی کُلِّ یَوْمٍ فَاِنْ لَمْ یَقْدِرْ عَلَیْهِ فَیَوْمٌ وَ یَوْمٌ لَا فَاِنْ لَمْ یَقْدِرْ فَفِی کُلِّ جُمُعَةٍ وَلَا یَدَعْ.

اچھا ہے کہ مرد ہر روز خوشبو اور عطر لگائے اور اگر ہر روز نہ ہو سکے تو درمیان میں ایک بار اور اگر نہ ہو سکے تو جمعہ کے دن خوشبو لگائے۔[2]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

حُبِّبَ اِلَیَّ مِنْ دُنْیَاکُمْ .....وَ الطِّیبُ .....

مجھے تمہاری دنیا کی محبوب ترین چیزوں میں سے.....خوشبو لگانا..... ہے۔[3]

اسی طرح آپ نے فرمایا:

ثَلَاثَةٌ یَفْرَحُ بِهِنَّ الْجِسْمُ وَ یَزْبُو الطِّیبُ وَلِبَاسُ اللَّیِّنِ وَشُرْبُ الْعَسَلِ.

تین چیزوں کے استعمال سے جسم میں شادابی آتی ہے (۱) خوشبو کا استعمال (۲) اچھے لباس کا استعمال (۳) شہد کا کھانا۔[4]

اسی طرح فرمایا:

اَلدُّهْنَ یَذْهِبُ الْبُؤْسَ.....

جسم پر تیل کی مالش کرنے سے بدبختی و سستی ختم ہوتی ہے اور جلد نرم ہوتی ہے۔[5]

نیز فرمایا:

اخْتَضِبُوا بِالْحِنَّاءِ فَاِنَّهُ یَزِیدُ فِی شَبَابِکُمْ وَ جَمَالِکُمْ وَ نِکَاحِکُمْ وَ حُسْنِ وُجُوهِکُمْ وَ یُبَاهِی اللهُ بِکُمُ الْمَلَائِکَةَ.....

مہندی سے خضاب کرو کیونکہ اس سے جوانی، زیبائی اور تمہاری جنسی توانائی میں اضافہ ہوگا۔ یہ مباہات میں سے ہے کہ

---

[1] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۶/ ۴۸۲/ باب الخضاب..... ص:۴۸۰

[2] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۶/ ۵۱۰/ باب الطیب..... ص:۵۱۰

[3] الخصال/ ج۱/ ۱۶۵/ حبب الی النبی ص من الدنیا ثلاث..... ص:۱۶۵

[4] طب النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم/ ۲۵/ النص

[5] الجامع الصغیر، ج۲، ص۵۱۹

خدا تمہاری وجہ سے اپنے فرشتوں پر فخر کرتا ہے۔[1]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

اَرْبَعٌ يُضِئْنَ الْوَجْهَ النَّظَرُ اِلَى الْوَجْهِ الْحَسَنِ وَ النَّظَرُ اِلَى الْمَاءِ وَ النَّظَرُ اِلَى الْخُضْرَةِ وَ الْكُحْلُ عِنْدَ النَّوْمِ.

چار چیزیں چہرے کو نورانی کرتی ہیں: (۱) خوبصورت چہرے کو دیکھنا، (۲) پانی کو دیکھنا، (۳) سبزے کو دیکھنا اور (۴) سوتے وقت آنکھوں میں سرمہ لگانا۔[2]

امام رضا علیہ السلام نے فرمایا:

اِنَّ الْخِضَابَ وَ التَّهْيِئَةَ مِمَّا يَزِيدُ فِي عِفَّةِ النِّسَاءِ وَ لَقَدْ تَرَكَ النِّسَاءُ الْعِفَّةَ لِتَرْكِ اَزْوَاجِهِنَّ التَّهْيِئَةَ لَهُنَّ.

مردوں کی زیبائی اور خضاب کرنا عورتوں کی پاکدامنی کا سبب ہے۔ بعض عورتیں، اپنے چہروں کی زیبائی نہ ہونے سے ان سے جدا ہوتی ہیں۔[3]

زینت و آراستگی:

امام باقر علیہ السلام نے فرمایا:

لَا يَنْبَغِي لِلْمَرْاَةِ اَنْ تُعَطِّلَ نَفْسَهَا وَ لَوْ تُعَلِّقُ فِي عُنُقِهَا قِلَادَةً.

یہ ضروری ہے کہ عورتیں خود کو آراستہ کرنے سے دور نہ رکھیں اگرچہ وہ گردن میں گردن بندھی کے ذریعے کیوں نہ ہو۔[4]

روایت میں ہے کہ:

وَ نَهَى عَنِ التَّخَتُّمِ بِخَاتَمِ صُفْرٍ اَوْ حَدِيدٍ وَ نَهَى اَنْ يُنْقَشَ شَيْءٌ مِنَ الْحَيَوَانِ عَلَى الْخَاتَمِ.

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لوہے کی انگوٹھی پہننے سے منع فرمایا ہے اور انگوٹھی پر حیوان کی شکل بنانے سے بھی منع فرمایا۔[5]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

تَخَتَّمُوا بِالْعَقِيقِ فَاِنَّهُ لَا يُصِيبُ اَحَدَكُمْ غَمٌّ مَا دَامَ ذٰلِكَ عَلَيْهِ.

---

[1] مکارم الاخلاق/ ۸۲/ الفصل الثالث فی الخضاب بالحناء والکتم والصفرۃ وخضاب الید للنساء..... ص:۸۰

[2] الخصال/ ج۱/ ۲۳۷/ اربعۃ یضئن الوجہ..... ص:۲۳۷

[3] مکارم الاخلاق/ ۷۹/ الفصل الثانی فی الخضاب بالسواد..... ص:۷۹

[4] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۵/ ۵۰۹/ باب کراہیۃ ان تتبتل النساء ویعطلن انفسہن..... ص:۵۰۹

[5] من لایحضرہ الفقیہ/ ج۴/ ۱۰/ باب ذکر جمل من مناہی النبی ص..... ص:۳

ہاتھ میں عقیق کی انگوٹھی پہنو کیونکہ جب تک یہ تمہارے ہاتھ میں ہے تمہارا غم دور رہے گا۔[1]

راوی کہتا ہے:

سَأَلْتُهُ عَنِ الْخَلَاخِيلِ أَيَصْلُحُ لُبْسُهَا لِلنِّسَاءِ وَ الصِّبْيَانِ قَالَ إِنْ كُنَّ صُمّاً فَلَا بَأْسَ وَإِنْ يَكُنْ لَهَا صَوْتٌ فَلَا.

میں امام صادق علیہ السلام سے سوال کیا کیا عورتوں اور بچیوں کے لئے پازیب پہننا جائز ہے؟ آپؑ نے فرمایا: ان کے لئے پازیب کا پہننا جائز ہے لیکن ان کی آواز نہ آئے وگرنہ جائز نہیں ہے۔[2]

---

[1] عیون اخبار الرضا علیہ السلام/ ج ۲ / ۴۷ / ۳۱ باب فیما جاء عن الرضا عن الاخبار المجموعۃ ..... ص: ۲۴

[2] مسائل علی بن جعفر و مستدرکاتہا/ ۱۳۸ / قسم المسائل

نویں فصل:

مکان وامکانات زندگی

پانی، غذا، لباس اور گھر انسان کی اہم ضروریات زندگی میں سے ہیں، مسکن، سکن سے بنا ہے یعنی آرام دہ جگہ۔ مسکن یعنی گھر جس میں انسان زندگی گزارتا ہے بعض اہل بیتؑ کی روایات موجود ہیں جو اس کی اہمیت بیان کرتی ہیں۔[1]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مِنْ سَعَادَةِ الْمَرْءِ الْمَرْأَةُ الصَّالِحَةُ وَ الْمَسْكَنُ الْوَاسِعُ وَ الْمَرْكَبُ الْبَهِيُّ وَ الْوَلَدُ الصَّالِحُ.

مسلمان مرد سعادت منداور خوش بخت وہ ہے جس کا گھر وسیع، سواری اچھی، بیوی اور صالح اولاد ہو۔[2]

مَنْ بَنَى مَنْزِلًا فَلْيَذْبَحْ كَبْشاً وَ لْيُطْعِمْ لَحْمَهُ الْمَسَاكِينَ.

جب آدمی گھر بنائے تو اسے (صدقہ کی نیت سے) بھیڑ ذبح کر کے اس کا گوشت غریبوں میں تقسیم کرنا چاہئے۔[3]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

خَيْرُ بُيُوتِكُمْ بَيْتٌ فِيهِ يَتِيمٌ يُحْسَنُ إِلَيْهِ وَ شَرُّ بُيُوتِكُمْ بَيْتٌ يُسَاءُ إِلَيْهِ.

تمہارے گھروں میں سے بہترین گھر وہ ہے جس گھر میں یتیم ہو جس کا احترام بھی ہو، بدترین گھر وہ ہے جس میں یتیم ہو لیکن اس کے ساتھ برا سلوک کیا جائے۔[4]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

---

[1] ادب فنائی مقربان، ج ۲، ص ۱۴۹، تسنیم، ج ۳، ص ۳۳۳، توحید در قرآن، ص ۱۲۲

[2] مکارم الاخلاق/ ۱۲۵ / فی المسکن الواسع وغیرہ..... ص: ۱۲۵

[3] مکارم الاخلاق/ ۱۲۷ / فیما یستحب عند البناء..... ص: ۱۲۷

[4] مستدرک الوسائل ومستنبط المسائل/ ج ۲ / ۴۷۴ / ۸ - باب استحباب مسح راس الیتیم ترحمالہ وملاطفتہ واسکاتہ اذا بکی..... ص: ۴۷۲

اِذَا اَرَادَ اللّٰہُ بَعِیْدٌ ھَوَانًا اَنْفَقَ مَالَہٗ فِی الْبُنْیَانِ.....

خداوند عالم جس کو پست اور ذلیل کرنا چاہے اس کے مال کو تعمیرات میں خرچ کراتا ہے۔[1]

سواری اور گھر کی خوبیاں:

اچھا محلہ اور ہمسایہ:

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

اِنَّ لِلدَّارِ شَرَفاً وَ شَرَفُھَا السَّاحَۃُ الْوَاسِعَۃُ وَ الْخُلَطَاءُ الصَّالِحُونَ وَ اِنَّ لَھَا بَرَکَۃً وَ بَرَکَتُھَا جَوْدَۃُ مَوْضِعِھَا وَ سَعَۃُ سَاحَتِھَا وَ حُسْنُ جِوَارِ جِیرَانِھَا.

ہر گھر کے لئے ایک شرف ہے اور اس کا شرف وسیع صحن میں ہے اور ہر گھر کے لئے برکت ہے اور گھر کی برکت یہ ہے کہ وہ بڑا اور اچھی جگہ ہو اور اس کی خوبی یہ ہے کہ اس کا ہمسایہ نیک اور صالح ہو۔[2]

بنیاد و استحکام:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اِنَّ اللّٰہَ تَعَالَی یُحِبُّ اِذَا عَمِلَ اَحَدُکُمْ عَمَلًا اَنْ یُتْقِنَہٗ.

بے شک! خدا تم میں سے ہر ایک سے یہ پسند کرتا ہے کہ تم جو کام بھی کرو اسے اچھا اور محکم کرو۔[3]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ سعد بن معاذ کو دفن کرنے کے بعد رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

.....اِنِّی لَاَعْلَمُ اَنَّہٗ سَیَبْلَی ..... وَلٰکِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ عَبْداً اِذَا عَمِلَ عَمَلًا اَحْکَمَہٗ.

میں جانتا ہوں کہ یہ قبر جلدی ویران ہو جائے گی لیکن خدا یہ پسند کرتا ہے کہ جب بھی آدمی کوئی کام کرے تو محکم و حکیمانہ کرے۔[4]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

ثَلَاثَۃٌ لَا یُحِبُّھُمْ رَبُّکَ عَزَّ وَ جَلَّ رَجُلٌ نَزَلَ بَیْتًا خَرِبًا.....

(تین مرتبہ دہرایا) جو شخص ویران گھر میں رہے خدا اسے دوست نہیں رکھتا۔[5]

---

[1] الجامع الصغیر، ج۱، ص ۶۴

[2] بحار الانوار (ط۔ بیروت) / ج ۷۳ / ۱۵۴ / باب ۲۶ سعۃ الدار و برکتہا و شومہا و حد ہا و ذم من بنا ہا ریاء و سمعۃ..... ص: ۱۴۸

[3] نہج الفصاحۃ (مجموعہ کلمات قصار حضرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ) / ۳۰۵ / نہج الفصاحۃ مجموعہ کلمات قصار حضرت رسول اکرم، ص، با ترجمہ فارسی

[4] الامالی (للصدوق) / النص / ۳۸۵ / المجلس الحادی والستون

[5] الجامع الصغیر، ج۱، ص ۵۴۵

متعادل چھت:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

ابْنِ بَيْتَكَ سَبْعَةَ اَذْرُعٍ فَمَا كَانَ فَوْقَ ذٰلِكَ سَكَنَهُ الشَّيَاطِينُ.

گھر کی چھت متعادل بناؤ (یعنی سات ہاتھ اونچی) اس سے اونچی بنانا شیطانوں کی رہائش کا باعث ہوتی ہے۔[1]

وسعت اور صفائی:

امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

مِنْ سَعَادَةِ الْمَرْءِ حُسْنُ مَجْلِسِهِ وَ سَعَةُ فِنَائِهِ وَ نَظَافَةُ مُتَوَضَّاهُ.

انسان کی سعادتوں میں سے ہے کہ اسکے رہنے کا کمرہ اچھا ہو، گھر کا صحن وسیع ہو، بیت الخلاء اور حمام صاف ستھرا ہو۔[2]

آپ ہی مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

يَا عَلِيُّ! ثَلَاثٌ مُنْجِيَاتٌ.....وَ يَسَعُكَ بَيْتُكَ

اے تین چیزیں نجات دینے والی ہیں:.....(تیسری چیز) وسیع گھر۔[3]

اسی طرح فرمایا:

.....الشُّؤْمُ فِي ثَلَاثَةٍ.....مَّا الدَّارُ فَضِيقُ سَاحَتِهَا وَ شَرُّ جِيرَانِهَا وَ كَثْرَةُ عُيُوبِهَا.

نحوست تین چیزوں میں ہوتی ہے:.....(تیسری چیز) وہ گھر ہے جس کا صحن چھوٹا ہو، جس کے ہمسائے برے ہوں اور جس کے زیادہ عیب ہوں۔[4]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

ثَلَاثٌ مِنْ نَعِيمِ الدُّنْيَا.....مَرْكَبٌ وَطِيءٌ وَ الْمَرْاَةُ الصَّالِحَةُ وَ الْمَنْزِلُ الْوَاسِعُ.

تین چیزیں دنیا کی نعمتوں میں سے ہیں.....اچھی سواری، صالح بیوی اور وسیع گھر۔[5]

درست استعمال:

آنحضورؐ نے فرمایا:

مَنْ اَكَلَ مَا يَشْتَهِي وَ لَبِسَ مَا يَشْتَهِي وَ رَكِبَ مَا يَشْتَهِي لَمْ يَنْظُرِ اللّٰهُ اِلَيْهِ حَتّٰى يَنْزِعَ اَوْ يَتْرُكَ.

جو شخص ہوس کی خاطر کھانا کھاتا، لباس پہنتا اور سواری پر سوار ہوتا ہے تو خدا اس پر لطف و کرم نہیں کرتا یہاں تک کہ

---

[1] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۶/ ۵۲۹/ باب تشیید البناء..... ص:۵۲۸

[2] مکارم الاخلاق/ ۱۲۶/ فی المسکن الواسع وغیرہ..... ص:۱۲۵

[3] تحف العقول/ النص/ ۷/ وصیۃ لامیر المؤمنین ع..... ص:۶

[4] من لایحضرہ الفقیہ/ ج۳/ ۵۵۶/ باب النوادر..... ص:۵۵۱

[5] نہج الفصاحۃ (مجموعہ کلمات قصار حضرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ)/ ۴۲۵/ نہج الفصاحۃ مجموعہ کلمات قصار حضرت رسول اکرمؐ، ص۔ باترجمہ فارسی

اسے ترک نہ کردے۔[1]

امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے فرمایا:

حَقٌّ عَلَى اللهِ اَنْ لَا يُعْصَى فِي دَارٍ اِلَّا اَضْحَاهَا لِلشَّمْسِ حَتّٰى تُطَهِّرَهَا.

خدا کے لئے یہ جائز ہے کہ ہر وہ گھر جس میں اللہ کی نافرمانی ہو، اسے برباد کردے یا اس پر سورج چمکے اور (اسے جلا ڈالے تاکہ معنوی نجاست سے) وہ پاک ہو (پس خدا کی معصیت گھر کی ویرانی کا سبب ہے)۔[2]

گھر کے انتخاب میں زمان کی شرائط کی رعایت کرنا:

روایت ہے کہ:

اِنَّ اَبَا الْحَسَنِ علیہ السلام اشْتَرَى دَاراً وَ اَمَرَ مَوْلًى لَهُ يَتَحَوَّلُ اِلَيْهَا وَ قَالَ اِنَّ مَنْزِلَكَ ضَيِّقٌ فَقَالَ قَدْ اَجْزَاَتْ هٰذِهِ الدَّارُ لِاَبِي فَقَالَ اَبُو الْحَسَنِ علیہ السلام اِنْ كَانَ اَبُوكَ اَحْمَقَ فَتَبْغِي اَنْ تَكُونَ مِثْلَهُ.

امام رضا علیہ السلام نے ایک گھر خریدا اور ایک صحابی سے فرمایا کہ وہ وہاں منتقل ہوجائے اور آپ نے فرمایا: تمہاری جائے رہائش چھوٹی ہے۔

اس شخص نے کہا: یہ گھر میرے والد نے بنایا تھا۔

آپ نے فرمایا: اگر تمہارے والد نادان تھے تو کیا ضروری ہے تم بھی اسی کی مانند ہوجاؤ۔[3]

---

[1] تحف العقول/النص/۳۸/وروی عنہ ص فی قصار ہذہ المعانی..... ص:۳۵

[2] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ج۲/۲۷۲/باب الذنوب..... ص:۲۶۸

[3] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ج۶/۵۲۵/باب سعۃ المنزل..... ص:۵۲۵

دسویں فصل:

سفر

سفر کرنے کے کچھ آداب ہیں جن کی رعایت کرنا ضروری ہے تا کہ سفر اچھا رہے۔ اس فصل میں تین قسم کے مطالب کو ذکر کیا گیا ہے کہ آداب سفر، سفر میں ساتھی اور مسافر کا دیدار۔

سفر کی اہمیت:

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

وَ سَافِرْ فَفِی الْاَسْفَارِ خَمْسُ فَوَائِدَ
تَفَرُّجُ هَمٍّ وَ اکْتِسَابُ مَعِیشَةٍ
وَ عِلْمٌ وَ آدَابٌ وَ صُحْبَةُ مَاجِد

سفر کرو کہ اس میں پانچ فائدے ہیں: (۱) غم دور ہوتا ہے (۲) رزق میں اضافہ ہوتا ہے (۳) عقل میں اضافہ ہوتا ہے (۴) علم میں اضافہ ہوتا ہے اور (۵) باشرف ادب ہمراہی ملتا ہے۔[1]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

ثَلَاثُ دَعَوَاتٍ مُسْتَجَابَاتٌ لَا شَكَّ فِيهِنَّ دَعْوَةُ الْوَالِدِ وَ دَعْوَةُ الْمَظْلُومِ وَ دَعْوَةُ الْمُسَافِرِ.

بے شک تین دعائیں مستجاب ہوتی ہیں: (۱) دعائے مظلوم، (۲) دعائے مسافر اور (۳) باپ کی دعا اولاد کے لئے۔

---

[1] دیوان امیر المؤمنین علیہ السلام/ ۱۳۹ / امر بہ مسافرت و بیان فوائد و ثمرات آن..... ص: ۱۳۹

[1]

حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا:

لَا یَخْرُجِ الرَّجُلُ فِی سَفَرٍ یَخَافُ فِیهِ عَلَی دِینِهِ وَ صَلَاتِهِ.

ایسے شخص کو سفر نہیں کرنا چاہیے جس کے دین و نماز خطرے میں ہوں۔[2]

آداب سفر:

دعا اور صدقہ:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب سفر پر جاتے تو اس طرح دعا مانگتے تھے:

اَللّٰهُمَّ اِنِّی اَعُوذُ بِكَ مِنْ وَعْثَاءِ السَّفَرِ وَ كَآبَةِ الْمُنْقَلَبِ وَ سُوءِ الْمَنْظَرِ فِی الْاَهْلِ وَ الْمَالِ وَ الْوَلَدِ.

اے اللہ! میں سفر کی مشقت اور واپسی کے غم واندوہ اور اہل و مال کی بدحالی کے منظر سے پناہ مانگتا ہوں۔[3]

حضرت علی علیہ السلام جب سفر پر جاتے تو یہ دعا پڑھا کرتے تھے:

اَللّٰهُمَّ اَنْتَ الصَّاحِبُ فِی السَّفَرِ وَ اَنْتَ الْخَلِیفَةُ فِی الْاَهْلِ وَ لَا یَجْمَعُهُمَا غَیْرُكَ لِاَنَّ الْمُسْتَخْلَفَ لَا یَكُونُ مُسْتَصْحَباً وَ الْمُسْتَصْحَبُ لَا یَكُونُ مُسْتَخْلَفاً.

اے اللہ! تو ہی سفر میں رفیق اور بال بچوں کا محافظ ہے سفر و حضر کو تیرے علاوہ کوئی یکجا نہیں کر سکتا، کیونکہ جسے پیچھے چھوڑا جائے وہ ساتھی نہیں ہو سکتا، اور جسے ساتھ لیا جائے اسے پیچھے نہیں چھوڑا جا سکتا۔[4]

فقہ الرضاؑ میں آیا ہے کہ

اِذَا اَرَدْتَ الْخُرُوجَ اِلَی الْحَجِّ اِلَی اَنْ قَالَ وَ اجْمَعْ اَهْلَكَ وَ صَلِّ رَكْعَتَیْنِ وَ مَجِّدِ اللهَ عَزَّ وَ جَلَّ وَ صَلِّ عَلَی النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وَ ارْفَعْ یَدَیْكَ اِلَی اللهِ تَعَالَی وَ قُلِ اَللّٰهُمَّ اِنِّی اَسْتَوْدِعُكَ الْیَوْمَ دِینِی وَ نَفْسِی وَ مَالِی وَ اَهْلِی وَ وُلْدِی وَ جَمِیعَ جِیرَانِی وَ اِخْوَانِنَا الْمُؤْمِنِینَ الشَّاهِدَ مِنَّا وَ الْغَائِبَ عَنَّا.

---

[1] مکارم الاخلاق/ ۲۷۵/ فیمن یستجاب دعاؤہ..... ص:۲۷۵

[2] الخصال/ ج ۲/ ۶۳۰/ علم امیر المؤمنین ع اصحابہ فی مجلس واحد اربعمائۃ باب مما یصلح للمسلم فی دینہ ودنیاہ..... ص:۶۱۰

[3] مصباح المتہجد وسلاح المتعبد/ ج ۲/ ۶۷۴/ ذوالحجۃ..... ص:۶۷۱

مصباح المتہجد میں یہ دعا کس معصومؑ کی ہے مذکور نہیں ہے کافی طویل دعا ہے یہ درمیان کا ایک ٹکڑا ہے۔لیکن نہج البلاغہ ترجمہ مفتی جعفر حسینؒ کا خطبہ نمبر ۴۶ کا پہلا حصہ ہے اور دوسرا حصہ وہ ہے جو آئندہ حدیث میں آرہا ہے۔میری ناقص نظر میں یہ دعا مولا علی علیہ السلام ہی کی ہے لہٰذا اس کو دوسرے حصہ کے ساتھ ملا کر پڑھنا بہتر ہے۔(مجاہد حسین حرؔ)

[4] نہج البلاغۃ (للصبحی صالح)/ ۸۶/ ۴۶ ومن کلام لہ ع عند عزمہ علی المسیر الی الشام وہو دعاء دعا بہ عند وضع رجلہ فی الرکاب..... ص:۸۶

جب تم حج کا قصد کرو اپنے خاندان کو جمع کر کے دو رکعت نماز پڑھو اور خدا کی تعریف کرو۔ پیغمبرؐ پر درود بھیجو، اپنے ہاتھوں کو بلند کرو اور یہ دعا پڑھو:

اَللّٰهُمَّ اِنِّي اَسْتَوْدِعُكَ الْيَوْمَ دِينِي وَ نَفْسِي وَ مَالِي وَ اَهْلِي وَ وُلْدِي وَ جَمِيعَ جِيرَانِي وَ اِخْوَانِنَا الْمُؤْمِنِينَ الشَّاهِدَ مِنَّا وَ الْغَائِبَ عَنَّا.

خدایا: آج میں دین و دنیا، جان و مال، خاندان و اولاد اور تمام ہمسائے اور مومن بھائی حاضر و غائب سب کو تجھے سونپتا ہوں۔ [1]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

اِفْتَتِحْ سَفَرَكَ بِالصَّدَقَةِ وَ اقْرَأْ آيَةَ الْكُرْسِي

سفر کا آغاز صدقہ دینے سے اور آیت الکرسی کی تلاوت سے کرو۔ [2]

سفر کا وقت:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

عَلَيْكُمْ بِالدُّلْجَةِ فَاِنَّ الْاَرْضَ تُطْوَى بِاللَّيْلِ مَا لَا تُطْوَى بِالنَّهَارِ.

رات کو سفر کرو کیونکہ جس طرح رات کو زمین کو طے کرنا ہوتا ہے اسی طرح دن کو نہیں ہوتا۔ [3]

روایت میں ہے کہ:

.....وَ كَرِهَ رُكُوبَ الْبَحْرِ فِي هَيَجَانِهِ.

(رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے) طوفان کے دوران دریائی سفر کو ناپسند فرمایا۔ [4]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

مَنْ كَانَ مُسَافِراً فَلْيُسَافِرْ يَوْمَ السَّبْتِ فَلَوْ اَنَّ حَجَراً زَالَ عَنْ جَبَلٍ يَوْمَ السَّبْتِ لَرَدَّهُ اللهُ عَزَّ ذِكْرُهُ اِلَى مَوْضِعِهِ.

مسافر کو چاہیے کہ جب سفر کا ارادہ کرے تو ہفتے کے دن سفر شروع کرے حتیٰ کہ اگر اس پر پہاڑ سے کوئی پتھر گرنا (مقدر) ہو تو خدا اسے روک دیتا ہے یہاں تک کہ وہ اپنے مقام (گھر) پر لوٹ آئے۔ [5]

---

[1] مستدرک الوسائل و مستنبط المسائل/ ج ۸ / ۱۲۱ / ۱۰- باب استحباب الوصیۃ لمن اراد السفر والغسل والدعاء..... ص: ۱۲۱

[2] الکافی (ط- الاسلامیۃ)/ ج ۴ / ۲۸۳ / باب القول عند الخروج من بیتہ وفضل الصدقۃ..... ص: ۲۸۳

[3] مجموعۃ ورام/ ج ۱ / ۳۴ / باب السفر والسیر والفراق والقدوم والوداع..... ص: ۳۳

[4] من لایحضرہ الفقیہ/ ج ۳ / ۵۵۷ / باب النوادر..... ص: ۵۵۱

[5] الکافی (ط- الاسلامیۃ)/ ج ۸ / ۱۴۳ / حدیث محاسبۃ النفس..... ص: ۱۴۳

لوازمات سفر:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مِنْ شَرَفِ الرَّجُلِ اَنْ یُطَیِّبَ زَادَهُ اِذَا خَرَجَ فِی سَفَرِهِ.

انسان کے باشرف ہونے کی نشانی یہ ہے کہ سفر کے لئے نکلے تو زادراہ اچھا اور دل پسند ساتھ رکھے۔[1]

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

زَادُ الْمُسَافِرِ الْحُدَاءُ وَ الشِّعْرُ مَا كَانَ مِنْهُ لَيْسَ فِيهِ جَفَاءٌ.

مسافر کا (ایک) زادِراہ راستے میں حدی (عربی شاعری کی ایک صنف) اور شعر پڑھنا (بھی) ہے لیکن بے ہودہ نہ ہوں۔[2]

راوی کہتا ہے:

اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم كَانَ اِذَا سَافَرَ حَمَلَ مَعَهُ خَمْسَةَ اَشْيَاءَ الْمِرْآةَ وَ الْمُكْحُلَةَ وَ الْمِذْرَى وَ السِّوَاكَ وَ الْمُشْطَ وَ فِی رِوَايَةٍ اُخْرَى وَ الْمِقْرَاضَ

جب بھی رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سفر کرتے تھے پانچ چیزوں کو ہمراہ لے جاتے تھے: آئینہ، سرمہ دانی، کنگھی، مسواک اور قینچی۔[3]

امام صادق علیہ السلام کے فرمان کے مطابق:

فِی وَصِيَّةِ لُقْمَانَ لِابْنِهِ يَا بُنَيَّ سَافِرْ بِسَيْفِكَ وَ خُفِّكَ وَ عِمَامَتِكَ وَ خِبَائِكَ وَ سِقَائِكَ وَ اِبْرَتِكَ وَ خُيُوطِكَ وَ مِخْرَزِكَ وَ تَزَوَّدْ مَعَكَ الْاَدْوِيَةَ تَنْتَفِعُ بِهَا اَنْتَ وَ مَنْ مَعَكَ.

لقمان نے اپنے بیٹے کو نصیحت فرمائی: اے میرے بیٹے! سفر میں ان وسائل کو ساتھ رکھا کرو: تلوار، جوتا، عمامہ، خیمہ، مشک، سوئی ودھاگہ اور اپنے اور اپنے ساتھیوں کے لئے ضرورت کی دوا۔[4]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

وَ اَمَّا الَّتِی فِی السَّفَرِ فَكَثْرَةُ الزَّادِ وَ طِيبُهُ وَ بَذْلُهُ لِمَنْ كَانَ مَعَكَ وَ كِتْمَانُكَ عَلَى الْقَوْمِ اَمْرَهُمْ - بَعْدَ مُفَارَقَتِكَ اِيَّاهُمْ وَ كَثْرَةُ الْمِزَاحِ فِی غَيْرِ مَا يُسْخِطُ اللهَ عَزَّ وَ جَلَّ.....

جب بھی سفر کا ارادہ کرو تو اپنے ساتھ اچھا اور زیادہ زادراہ رکھو تا کہ اپنے ہمراہیوں کی خدمت کرسکو، اپنے ہمراہیوں

---

[1] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۸/ ۳۰۳/ حدیث ابی ذر رضی اللہ عنہ..... ص:۲۹۷

[2] المحاسن/ ج۲/ ۳۵۸/ ۱۸باب الحداء..... ص:۳۵۸

[3] بحار الانوار (ط- بیروت)/ ج۷۳/ ۲۳۹/ باب ۴۸ حمل العصا وادارۃ الحنک وسائر آداب الخروج من الصدقۃ والدعاء والصلاۃ وسائر الادعیۃ المتعلقۃ بالسفر..... ص:۲۲۹

[4] المحاسن/ ج۲/ ۳۶۰/ ۲۲باب ما یحمل المسافر معہ من السلاح والآلات..... ص:۳۶۰

کے رازوں کو ان سے جدا ہو جانے بعد بھی پوشیدہ رکھو اور ان کے ساتھ ایسی خوش مزاجی سے پیش آؤ کہ جو ناراضگی خدا کا باعث نہ ہو۔[1]

خدا حافظی:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اِذَا خَرَجَ اَحَدُکُمْ اِلَی سَفَرٍ فَلْیُوَدِّعْ اِخْوَنَهٗ فَاِنَّ اللّٰهَ جَاعِلٌ لَهٗ فِیْ دُعَائِهِمُ الْبَرَکَةَ.

جب بھی تم سفر پر جاؤ تو اپنے دینی بھائیوں سے خدا حافظی کرو کیونکہ خدا تمہارے لئے ان کی دعاؤں سے برکت قرار دے گا۔[2]

حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا:

وَدِّعُوا اَخَاکُمْ فَاِنَّهٗ لَا بُدَّ لِلشَّاخِصِ اَنْ یَمْضِیَ وَ لِلْمُشَیِّعِ مِنْ اَنْ یَرْجِعَ.

جب تم سفر پر جاؤ تو اپنے دینی بھائیوں کو الوداع کرو کیونکہ مسافر کو جانا ہے اور رخصت کرنے والا واپس آجاتا ہے۔[3]

رخصت کی دعا:

روایت ہے کہ:

شَیَّعَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جَعْفَرَ الطَّیَّارِ لَمَّا وَجَّهَهٗ اِلَی الْحَبَشَةِ وَ زَوَّدَهٗ هٰذِهِ الْکَلِمَاتِ:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب جعفر طیارؑ کو حبشہ کی طرف روانہ کیا تو اس دعا کو توشہ راہ قرار دیا:

اَللّٰهُمَّ الْطُفْ بِهٖ فِیْ تَیْسِیْرِ کُلِّ عَسِیْرٍ فَاِنَّ تَیْسِیْرَ الْعَسِیْرِ عَلَیْکَ یَسِیْرٌ اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ اَسْاَلُکَ لَهُ الْیُسْرَ وَ الْمُعَافَاةَ الدَّائِمَةَ فِی الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَةِ.

خدایا! اس کی حل مشکلات اور سختی میں نظر کرم فرما کیونکہ سختی کو تو ہی آسان کر سکتا ہے ہر چیز پر تیری قدرت ہے، تجھ سے آسائش و عافیت دائمی دنیا و آخرت میں چاہتا ہوں۔[4]

روایت ہے کہ:

کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اِذَا وَدَّعَ مُسَافِراً اَخَذَ بِیَدِهٖ ثُمَّ قَالَ اَحْسَنَ اللّٰهُ لَکَ الصِّحَابَةَ وَ اَکْمَلَ لَکَ الْمَعُوْنَةَ وَ سَهَّلَ لَکَ الْحُزُوْنَةَ وَ قَرَّبَ لَکَ الْبَعِیْدَ وَ کَفَاکَ الْمُهِمَّ وَ حَفِظَ لَکَ دِیْنَکَ وَ اَمَانَتَکَ وَ خَوَاتِیْمَ عَمَلِکَ وَوَجَّهَکَ لِکُلِّ خَیْرٍ عَلَیْکَ بِتَقْوَی اللّٰهِ اسْتَوْدِعِ اللّٰهَ نَفْسَکَ سِرَّ عَلٰی بَرَکَةِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ.

جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی کو رخصت کرتے تو اس کا ہاتھ پکڑتے اور اس طرح دعا دیتے۔ خدا تیرے لئے اچھا ساتھی

---

[1] من لایحضرہ الفقیہ/ ج ۲ / ۲۹۴ / باب المروءۃ فی السفر ..... ص: ۲۹۴

[2] الجامع الصغیر، ج ۱، ص ۸۹

[3] من لایحضرہ الفقیہ/ ج ۲ / ۲۷۵ / باب تشییع المسافر وتودیعہ والدعاء لہ..... ص: ۲۷۵

[4] مکارم الاخلاق/ ۲۴۹ / فی التشییع..... ص: ۲۴۹

قرار دے اور تیری پوری مدد کرے، مشکل کو آسان کرے، دور کو نزدیک کرے، تیری حاجات پوری ہوں۔ تیرے امانت اور دین کی حفاظت کرے آخر میں تیرے کام کو بابرکت بنائے، تجھے خیر کی رہنمائی کرے، تقویٰ الٰہی اختیار کرو، اپنے آپ کو بابرکت اُمید سے حرکت کرو اور اپنے آپ کو خدا کے سپرد کرو۔

راستے میں کم ٹھہراؤ:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اِذَا كُنْتُمْ فِيْ سَفَرٍ فَاَقِلُّوْا الْمُكْثَ فِي الْمَنَازِلِ.

جب بھی سفر کرو تو دوران سفر تھوڑا تھوڑا آرام کرلیا کرو۔[1]

امام باقر علیہ السلام نے فرمایا:

اِذَا سِرْتَ فِيْ اَرْضٍ خِصْبَةٍ فَارْفُقْ بِالسَّيْرِ وَ اِذَا سِرْتَ فِيْ اَرْضٍ مُجْدِبَةٍ فَعَجِّلْ بِالسَّيْرِ.

جب تم سرسبز اور نرم زمین پر سفر کر رہے ہو تو آرام سے سفر کرو اور جب زمین سخت و خشک آئے تو جلدی حرکت کرو۔[2]

گروہی سفر میں اخراجات:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مِنَ السُّنَّةِ اِذَا خَرَجَ الْقَوْمُ فِيْ سَفَرٍ اَنْ يُخْرِجُوا نَفَقَتَهُمْ فَاِنَّ ذٰلِكَ اَطْيَبُ لِاَنْفُسِهِمْ وَ اَحْسَنُ لِاَخْلَاقِهِمْ.

سفر کے آداب میں سے یہ ہے کہ سفر کرنے والے پہلے اپنے اخراجات کے پیسے جدا کرلیں اور معین کریں کہ اس میں آرام کا باعث اور نیک بختی ہوتی ہے۔[3]

مالی لحاظ سے ہم سفر:

حسین ابن اعلاء کہتا ہے کہ

خَرَجْنَا اِلٰى مَكَّةَ نَيِّفاً وَ عِشْرِيْنَ رَجُلًا فَكُنْتُ اَذْبَحُ لَهُمْ فِيْ كُلِّ مَنْزِلٍ شَاةً فَلَمَّا اَرَدْتُ اَنْ اَدْخُلَ عَلٰى اَبِيْ عَبْدِ اللّٰهِ عليه السلام قَالَ وَا اَهاً يَا حُسَيْنُ اَوَ اَتُنْزِلُ الْمُؤْمِنِيْنَ قُلْتُ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ ذٰلِكَ فَقَالَ عليه السلام بَلَغَنِيْ اَنَّكَ كُنْتَ تَذْبَحُ لَهُمْ فِيْ كُلِّ مَنْزِلٍ شَاةً قُلْتُ يَا مَوْلَايَ وَ اللّٰهِ مَا اَرَدْتُ بِذٰلِكَ اِلَّا وَجْهَ اللّٰهِ تَعَالٰى فَقَالَ عليه السلام اَمَا كُنْتَ تَرٰى اَنَّ فِيْهِمْ مَنْ يُحِبُّ اَنْ يَفْعَلَ مِثْلَ فَعَالِكَ فَلَا يَبْلُغُ مَقْدُرَتُهُ ذٰلِكَ فَتَتَقَاصَرُ اِلَيْهِ نَفْسُهُ قُلْتُ يَا ابْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَ عَلَيْكَ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَلَا اَعُوْدُ.

ہم پچیس آدمیوں کا ایک گروہ مکہ میں حج کرنے کے لئے نکلے اور ہر ٹھہرنے والی جگہ میں مختصر توقف کیا۔ میں نے ان

---

[1] الجامع الصغیر، ج۱، ص۱۲۹

[2] من لایحضرہ الفقیہ/ ج۲/ ۲۹۰/ باب حسن القیام علی الدواب..... ص:۲۸۹

[3] من لایحضرہ الفقیہ/ ج۲/ ۲۷۸/ باب الرفقاء فی السفر ووجوب حق بعضہم علی بعض..... ص:۲۷۸

کے لئے بھیڑ ذبح کی۔ جب ہم امام صادق علیہ السلام کی خدمت میں پہنچے تو آپ نے فرمایا: اے حسین! تو اپنے مومن ساتھیوں کو ذلیل وخوار کیا؟

میں نے عرض کیا: ایسے کام کرنے سے خدا کی پناہ چاہتا ہوں۔

آپ نے فرمایا: مجھے خبر ملی ہے کہ تو نے ہر ٹھہراؤ پر ایک بھیڑ ذبح کی ہے۔

میں نے عرض کیا: میں نے یہ کام اللہ کی رضایت کے لئے کیا ہے۔

آپ نے فرمایا: کیا تو جانتا ہے ان میں سے بعض افراد یہی کام کرنا چاہتے تھے لیکن ان کے پاس مال نہ تھا۔ یہ اس کا موجب بنا کہ انہوں نے شرمندگی کا اظہار کیا اور ذلت کا حساس ہوا؟

میں نے کہا: خدا سے مغفرت طلب کرتا ہوں اور دوبارہ ایسا نہیں کروں گا۔[1]

امام باقر علیہ السلام نے فرمایا:

إِذَا صَحِبْتَ فَاصْحَبْ نَحْوَكَ وَلَا تَصْحَبَنَّ مَنْ يَكْفِيكَ فَإِنَّ ذَلِكَ مَذَلَّةٌ لِلْمُؤْمِنِ.

اپنے جیسے کے ساتھ سفر کرو کیونکہ ایسے شخص کے ساتھ سفر کرنا جو تمہاری جگہ بھی خرچ کرے مومن کے لئے ذلت ہے۔[2]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

اصْحَبْ مَنْ تَتَزَيَّنُ بِهِ وَلَا تَصْحَبْ مَنْ يَتَزَيَّنُ بِكَ.

ایسے ہم سفر کا انتخاب کرو جس کا خرچ تیرے خرچ کے برابر ہوتا کہ تمہیں ذلت کا احساس نہ ہو۔[3]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

قُلْتُ لِأَبِي عَبْدِ اللهِ عليه السلام يَخْرُجُ الرَّجُلُ مَعَ قَوْمٍ مَيَاسِيرَ وَهُوَ أَقَلُّهُمْ شَيْئاً فَيُخْرِجُ الْقَوْمُ النَّفَقَةَ وَلَا يَقْدِرُ هُوَ أَنْ يُخْرِجَ مِثْلَ مَا أَخْرَجُوا فَقَالَ مَا أُحِبُّ أَنْ يُذِلَّ نَفْسَهُ لِيَخْرُجَ مَعَ مَنْ هُوَ مِثْلُهُ.

میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام بیان کیا کہ ایک شخص سفر پر نکلا ایک ایسے گروہ کے ساتھ کہ وہ کم خرچ رکھتا ہے اور وہ اپنے ہمراہیوں کی مثل وافر مقدار میں زادِ راہ خرچ کرنے کی قدرت نہیں رکھتا (اس کے بارے میں آپؑ کیا فرماتے ہیں)۔ پس امامؑ نے فرمایا کہ میں دوست نہیں رکھتا کہ کوئی خود کو ذلت میں ڈالے پس چاہئے کہ انسان ایسے لوگوں کے ساتھ سفر کرے جو اس کی مثل ہوں۔[4]

نکتہ:

ایسی احادیث کا پیغام یہ ہے کہ امکان کی صورت میں مال کے لحاظ سے برابر کے شخص کے ساتھ سفر کیا جائے۔

---

[1] عدۃ الداعی ونجاح الساعی/۱۹۱/فصل..... ص:۱۸۶

[2] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ج۴/۲۸۶/باب الوصیۃ..... ص:۲۸۵

[3] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ج۴/۲۸۷/باب الوصیۃ..... ص:۲۸۵

[4] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ج۴/۲۸۷/باب الوصیۃ..... ص:۲۸۵

تحفے:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

اِذَا سَافَرَ اَحَدُکُمْ فَقَدِمَ مِنْ سَفَرِہٖ فَلْیَاْتِ اَھْلَہٗ بِمَا تَیَسَّرَ وَلَوْ بِحَجَرٍ.

جب تم سفر سے واپس آؤ تو اپنے اہل وعیال کے لئے تحفے لاؤ اگرچہ پتھر کا ٹکڑا ہی کیوں نہ ہو۔[1]

سفر کے لئے ضروری ہے:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اَلرَّفِیقَ ثُمَّ السَّفَرَ.

اپنے ہم سفر کو پہچان لو اور پھر سفر کرو۔[2]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علیؑ کو وصیت فرمائی:

لَا تَخْرُجْ فِی سَفَرٍ وَحْدَکَ فَاِنَّ الشَّیْطَانَ مَعَ الْوَاحِدِ.

اکیلے سفر نہ کرو۔ کیونکہ تنہا مسافر کے ساتھ شیطان ہوتا ہے۔[3]

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اَلَا اُنَبِّئُکُمْ بِشَرِّ النَّاسِ قَالُوا بَلَی یَا رَسُولَ اللّٰہِ قَالَ مَنْ سَافَرَ وَحْدَہٗ.....

کیا میں تمہیں شریر لوگوں کے بارے میں بتاؤں؟

اصحاب نے عرض کی: ضرور یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم!

آپؐ نے فرمایا: بدترین افراد وہ ہیں جو اکیلے سفر کرتے ہیں.....۔[4]

حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا:

لَا تَصْحَبَنَّ فِی سَفَرِکَ مَنْ لَا یَرَی لَکَ مِنَ الْفَضْلِ عَلَیْہِ کَمَا تَرَی لَہٗ عَلَیْکَ.

ایسے انسان کے ساتھ سفر نہ کرو جو تمہارا اتنا احترام نہ کرتا ہو جتنا تم اس کا احترام کرتے ہو۔[5]

---

[1] وسائل الشیعۃ/ ج۱۱/ ۴۵۹/ ۶۷- باب استحباب استصحاب المسافر ہدیۃ لاہلہ اذا رجع..... ص:۴۵۹

[2] من لایحضرہ الفقیہ/ ج۲/ ۲۷۸/ باب الرفقاء فی السفر ووجوب حق بعضہم علی بعض..... ص:۲۷۸

[3] الکافی (ط- الاسلامیۃ)/ ج۸/ ۳۰۳/ حدیث ابی ذر رضی اللہ عنہ..... ص:۲۹۷

[4] من لایحضرہ الفقیہ/ ج۲/ ۲۷۷/ باب کراہۃ الوحدۃ فی السفر ص:۲۷۶

[5] الکافی (ط- الاسلامیۃ)/ ج۴/ ۲۸۶/ باب الوصیۃ..... ص:۲۸۵

گروہی سفر کی ذمہ داری:

سرپرست کا انتخاب:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

إِذَا خَرَجَ ثَلَاثَةٌ فِي سَفَرٍ فَلْيُؤَمِّرُوا أَحَدَهُمْ.

جب تین آدمی اکٹھے سفر کریں تو ان میں ایک کو امیر اور سرپرست کا انتخاب کرو۔[1]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

إِنَّكَ سَتَصْحَبُ أَقْوَاماً فَلَا تَقُولَنَّ انْزِلُوا هَاهُنَا وَلَا تَنْزِلُوا هَاهُنَا فَإِنَّ فِيهِمْ مَنْ يَكْفِيكَ.

گروہی سفر میں دوسروں سے یہ نہ کہو یہاں توقف کریں یا وہاں، کیونکہ ان کے درمیان ایک شخص ذمہ دار ہونا چاہئے جو اس کا فیصلہ کرے۔[2]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَا اصْطَحَبَ اثْنَانِ إِلَّا كَانَ أَعْظَمُهُمَا أَجْراً وَ أَحَبُّهُمَا إِلَى اللهِ عَزَّ وَ جَلَّ أَرْفَقُهُمَا بِصَاحِبِهِ.

جو شخص اپنے ہم سفر کے ساتھ زیادہ اچھا سلوک کرے تو اسے زیادہ ثواب ملتا ہے اور وہ خدا کے نزدیک زیادہ محبوب ہوتا ہے۔[3]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

وَصِيَّةُ لُقْمَانَ لِابْنِهِ يَا بُنَيَّ..... كُنْ لِأَصْحَابِكَ مُوَافِقاً إِلَّا فِي مَعْصِيَةِ اللهِ عَزَّ وَ جَلَّ.

لقمان حکیم نے اپنے فرزند سے نصیحت کی کہ..... اے میرے بیٹے! خدا کی نافرمانی کے علاوہ ہر بات میں اپنے سفروں کے ہم موافق و ہم دل رہنا۔[4]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

وَ حُسْنِ الْخُلُقِ وَ حُسْنِ الصِّحَابَةِ لِمَنْ صَحِبَكَ وَ كَظْمِ الْغَيْظِ.

ہم سفر افراد کے ساتھ خوش اخلاقی سے پیش آنا اور غصہ پینا سفر کے آداب میں سے ہے۔[5]

أَنَّ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ عليه السلام صَاحَبَ رَجُلًا ذِمِّيّاً فَقَالَ لَهُ الذِّمِّيُّ أَيْنَ تُرِيدُ يَا عَبْدَ اللهِ فَقَالَ أُرِيدُ

---

[1] الجامع الصغیر، ج۱، ص۸۹

[2] المحاسن/ ج۲/ ۳۶۴/ ۲۸ باب ارتیاد المنازل..... ص: ۳۶۴

[3] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۲/ ۱۲۰/ باب الرفق..... ص: ۱۱۸

[4] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۸/ ۳۰۳/ حدیث ابی ذر رضی اللہ عنہ..... ص: ۲۹۷

[5] من لایحضرہ الفقیہ/ ج۲/ ۵۲۷/ باب سیاق مناسک الحج..... ص: ۵۲۵

الْكُوفَةَ فَلَمَّا عَدَلَ الطَّرِيقُ بِالذِّمِّيِّ عَدَلَ مَعَهُ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ عليه السلام فَقَالَ لَهُ الذِّمِّيُّ أَلَسْتَ زَعَمْتَ أَنَّكَ تُرِيدُ الْكُوفَةَ فَقَالَ لَهُ بَلَى فَقَالَ لَهُ الذِّمِّيُّ فَقَدْ تَرَكْتَ الطَّرِيقَ فَقَالَ لَهُ قَدْ عَلِمْتُ قَالَ فَلِمَ عَدَلْتَ مَعِي وَ قَدْ عَلِمْتَ ذَلِكَ فَقَالَ لَهُ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ عليه السلام هَذَا مِنْ تَمَامِ حُسْنِ الصُّحْبَةِ أَنْ يُشَيِّعَ الرَّجُلُ صَاحِبَهُ هُنَيْئَةً إِذَا فَارَقَهُ وَ كَذَلِكَ أَمَرَنَا نَبِيُّنَا صلى الله عليه وآله فَقَالَ لَهُ الذِّمِّيُّ هَكَذَا قَالَ قَالَ نَعَمْ قَالَ الذِّمِّيُّ لَا جَرَمَ أَنَّمَا تَبِعَهُ مَنْ تَبِعَهُ لِأَفْعَالِهِ الْكَرِيمَةِ فَأَنَا أُشْهِدُكَ أَنِّي عَلَى دِينِكَ وَ رَجَعَ الذِّمِّيُّ مَعَ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ عليه السلام فَلَمَّا عَرَفَهُ أَسْلَمَ.

ایک دفعہ حضرت امیر علیہ السلام ایک غیر مسلم کے ساتھ ہمسفر تھے۔

اس نے پوچھا: اے اللہ کے بندے! کہاں جارہے ہو؟

آپ نے فرمایا: میں کوفہ جارہا ہوں۔

جب دو جدا ہونے والے راستوں پر پہنچے تو اس غیر مسلم کا راستہ جدا ہو گیا۔ لیکن حضرت چند قدم اس کے ساتھ چلے۔

وہ کہنے لگے: آپ نے تو کوفہ جانا تھا لیکن میرے ساتھ آرہے ہیں؟

آپ نے فرمایا: یہ اچھے ہمسفر کے آداب میں سے ہے کہ جیسے انسان اپنے سفر میں دوسرے سے جدا ہوجاتا ہے تو چند قدم اسے رخصت کرنا چاہیے۔ ہمارے رسولؐ نے یہی حکم دیا ہے۔

وہ آپ سے پوچھتا ہے: کیا ایسا ہی فرمان ہے؟

آپ نے فرمایا: ہاں۔

وہ غیر مسلم کہنے لگا: بے شک ان کے پیروکاروں نے کریمانہ کردار سے ان کی اتباع کی۔ پس میں تجھے گواہ بناتا ہوں کہ تیرے دین کا پیروکار رہوں۔ اس وقت اس غیر مسلم نے حضرت امیر علیہ السلام کو پہچان لیا اور اسلام لے آیا۔[1]

خدمت:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

سَيِّدُ الْقَوْمِ خَادِمُهُمْ فِي السَّفَرِ.

سفر میں قوم کا سردار ان کا خادم ہوتا ہے۔[2]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

كَانَ عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ عليه السلام لَا يُسَافِرُ إِلَّا مَعَ رِفْقَةٍ لَا يَعْرِفُونَهُ وَيَشْتَرِطُ عَلَيْهِمْ أَنْ يَكُونَ مِنْ خَدَمِ الرِّفْقَةِ.

---

[1] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۲/ ۶۷۰/ باب حسن الصحابۃ وحق الصاحب فی السفر ص:۶۶۹

[2] مکارم الاخلاق/ ۲۵۱/ الفصل الرابع فی مکارم الاخلاق فی السفر وحسن الصحبۃ ومراقبۃ الحقوق وطلب الرفقۃ..... ص:۲۵۰

امام سجاد علیہ السلام ایسے افراد کے ساتھ سفر کرتے تھے جو آپ کو نہ جانتے تھے اور شرط کرتے تھے کہ آپ بھی خدمت کرنے والوں میں سے ہوں گے۔[1]

بخشش:

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

وَ اَمَّا مُرُوءَةُ السَّفَرِ فَبَذْلُ الزَّادِ وَ قِلَّةُ الْخِلَافِ عَلَى مَنْ صَحِبَكَ وَ كَثْرَةُ ذِكْرِ اللهِ عَزَّ وَ جَلَّ فِي كُلِّ مَصْعَدٍ وَ مَهْبَطٍ وَ نُزُولٍ وَ قِيَامٍ وَ قُعُودٍ.

سفر میں جوان مردی یہ ہے: ہم سفروں کو کھانا کھلانا، زادہ راہ کا خرچ کرنا، ہم سفر افراد سے کم مخالفت کرنا، کوچ کرنے، ٹھہرنے اور قیام وقعود کے وقت ذکر خدا زیادہ کرنا۔[2]

نیز فرمایا:

اَكْثِرِ التَّبَسُّمَ فِي وُجُوهِهِمْ وَ كُنْ كَرِيماً عَلَى زَادِكَ.

سفر میں اپنے ہمسفر افراد سے تبسم کا اظہار کرو اور اپنے زادہ راہ کو بخش دے۔[3]

اور فرمایا:

وَ اغْلِبْهُمْ بِثَلَاثٍ بِطُولِ الصَّمْتِ وَ كَثْرَةِ الصَّلَاةِ وَ سَخَاءِ النَّفْسِ بِمَا مَعَكَ مِنْ دَابَّةٍ أَوْ مَالٍ أَوْ زَادٍ.

زیادہ نمازیں پڑھنا، طولانی سکوت، اور ہمسفر افراد سے سخاوت کرنا سفر کے آداب میں سے ہے۔[4]

بیماروں کی تیمارداری:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

إِذَا كُنْتُمْ فِي سَفَرٍ فَمَرِضَ أَحَدُكُمْ، فَأَقِيمُوا عَلَيْهِ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ.

جب سفر میں تم میں سے کوئی شخص بیمار ہو جائے تو تین دن تک جلدی نہ کرو۔[5]

نیز فرمایا:

سِيرُوا سَيْرَ أَضْعَفِكُمْ.

---

[1] عیون اخبار الرضا علیہ السلام/ ج ۲ / ۱۴۵ / ۴۰ باب السبب الذی من اجلہ قبل علی بن موسی الرضا ع ولایۃ العہد من المامون و ذکر ما جری فی ذلک و من کرہہ و من رضی بہ و غیر ذلک..... ص:۱۳۸

[2] الخصال/ ج ۱ / ۵۴ / المروءۃ مروءتان..... ص:۵۴

[3] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۸ / ۳۴۸ / حدیث اسلام علی ع..... ص:۳۳۸

[4] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۸ / ۳۴۸ / حدیث اسلام علی ع..... ص:۳۳۸

[5] قرب الاسناد (ط-الحدیثۃ)/ النص/ ۱۳۶ / احادیث متفرقۃ..... ص:۹

سفر میں کمزور افراد کے حال پر رحم کرو۔[1]

ہمسفر افراد کے احترام کی رعایت:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

.....مُرُوَّةُ السَّفَرِ ..... تَرْكُ الرِّوَايَةِ عَلَيْهِمْ إِذَا أَنْتَ فَارَقْتَهُمْ.

سفر میں مردانگی یہ ہے کہ..... جب ہم سفر افراد سے جدا ہو تو ان کی برائی نہ کرو۔[2]

نیز فرمایا:

لَيْسَ مِنَ الْمُرُوءَةِ أَنْ يُحَدِّثَ الرَّجُلُ بِمَا يَلْقَى فِي السَّفَرِ مِنْ خَيْرٍ أَوْ شَرٍّ.

یہ جواں مردی نہیں ہے کہ سفر کی برائی یا اچھائی کو بیان کرتا پھرے۔[3]

مسافر کا دیدار:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

حَقٌّ عَلَى الْمُسْلِمِ إِذَا أَرَادَ سَفَراً أَنْ يُعْلِمَ إِخْوَانَهُ وَ حَقٌّ عَلَى إِخْوَانِهِ إِذَا قَدِمَ أَنْ يَأْتُوهُ.

ہر مسلمان پر لازم ہے کہ جب وہ سفر کا قصد کرے تو اپنے دوستوں کو خبر دے اور ان کے دوستوں پر لازم ہے کہ جب وہ سفر سے واپس آئے تو اس کے دیدار کے لئے آئیں۔[4]

امام حسن عسکری علیہ السلام اپنے آباؤ اجداد سے نقل فرماتے ہیں:

أَنَّ رَسُولَ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لَمَّا جَاءَهُ جَعْفَرُ بْنُ أَبِي طَالِبٍ مِنَ الْحَبَشَةِ قَامَ إِلَيْهِ وَ اسْتَقْبَلَهُ اثْنَتَيْ عَشْرَةَ خُطْوَةً وَ عَانَقَهُ وَ قَبَّلَ مَا بَيْنَ عَيْنَيْهِ.....وَبَكَى فَرَحاً بِرُؤْيَتِهِ.

جب جعفر بن ابی طالبؑ حبشہ سے واپس آئے تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے احترام کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے اور بارہ قدم آگے بڑھ کر ان کا استقبال کیا۔ ان کی آنکھوں کو آپؐ نے چوما.....اور ان کے دیدار کی خوشحالی سے آپ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔[5]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

السَّفَرُ قِطْعَةٌ مِنَ الْعَذَابِ فَلْيُسْرِعْ أَحَدُكُمْ بِالْإِيَابَةِ إِلَى أَهْلِهِ.

---

[1] عوالی اللئالی العزیزیۃ فی الاحادیث الدینیۃ/ ج۱/ ۲۸۴/ الفصل العاشر فی احادیث تتضمن شیئاً من الآداب الدینیۃ..... ص:۲۴۶

[2] تحف العقول/ النص/ ۳۷۴/ وروی عنہ ع فی قصار ہذہ المعانی..... ص:۳۵۷

[3] من لایحضرہ الفقیہ/ ج۲/ ۲۷۴/ باب مایجب علی المسافر فی الطریق من حسن الصحابۃ وکظم الغیظ وحسن الخلق وکف الاذی والورع. ص:۲۷۴

[4] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۲/ ۱۷۴/ باب حق المؤمن علی اخیہ واداء حقہ..... ص:۱۶۹

[5] الخصال/ ج۲/ ۴۸۴/ استقبل النبی ص جعفر بن ابی طالب ع لما انصرف من الحبشۃ اثنتی عشرۃ خطوۃ..... ص:۴۸۴

سفر ایک قسم کا عذاب ہے۔ پس جب تمہارا سفر ختم ہو جائے تو جلدی اپنے اہل وعیال کے پاس جاؤ۔[1]

..... كَانَ إِذَا قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ اسْتَقْبَلَ بِالْحَسَنِ وَ الْحُسَيْنِ عليهما السلام فَأَخَذَهُمَا إِلَيْهِ.

جب بھی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سفر سے واپس آتے تو امام حسن وحسین علیہما السلام کے دیدار کے لئے جاتے تھے اور انہیں آغوش میں اٹھا لیتے تھے۔[2]

سفر کے بارے میں حضرت لقمان کی نصیحتیں:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

قَالَ لُقْمَانُ لِابْنِهِ إِذَا سَافَرْتَ مَعَ قَوْمٍ فَأَكْثِرِ اسْتِشَارَتَهُمْ فِي أَمْرِكَ وَ أُمُورِهِمْ وَ أَكْثِرِ التَّبَسُّمَ فِي وُجُوهِهِمْ وَ كُنْ كَرِيماً عَلَى زَادِكَ بَيْنَهُمْ وَ إِذَا دَعَوْكَ فَأَجِبْهُمْ وَ إِذَا اسْتَعَانُوا بِكَ فَأَعِنْهُمْ وَ اسْتَعْمِلْ طُولَ الصَّمْتِ وَ كَثْرَةَ الصَّلَاةِ وَ سَخَاءَ النَّفْسِ بِمَا مَعَكَ مِنْ دَابَّةٍ أَوْ مَاءٍ أَوْ زَادٍ وَ إِذَا اسْتَشْهَدُوكَ عَلَى الْحَقِّ فَاشْهَدْ لَهُمْ وَ اجْهَدْ رَأْيَكَ لَهُمْ إِذَا اسْتَشَارُوكَ ثُمَّ لَا تَعْزِمْ حَتَّى تَتَثَبَّتَ وَ تَنْظُرَ وَ لَا تُجِبْ فِي مَشُورَةٍ حَتَّى تَقُومَ فِيهَا وَ تَقْعُدَ وَ تَنَامَ وَ تَأْكُلَ وَ تُصَلِّيَ وَ أَنْتَ مُسْتَعْمِلٌ فِكْرَتَكَ وَ حِكْمَتَكَ فِي مَشُورَتِكَ فَإِنَّ مَنْ لَمْ يُمْحِضِ النَّصِيحَةَ لِمَنِ اسْتَشَارَهُ سَلَبَهُ اللهُ رَأْيَهُ وَ نَزَعَ عَنْهُ الْأَمَانَةَ وَ إِذَا رَأَيْتَ أَصْحَابَكَ يَمْشُونَ فَامْشِ مَعَهُمْ وَ إِذَا رَأَيْتَهُمْ يَعْمَلُونَ فَاعْمَلْ مَعَهُمْ وَ إِذَا تَصَدَّقُوا وَ أَعْطَوْا قَرْضاً فَأَعْطِ مَعَهُمْ وَ اسْمَعْ لِمَنْ هُوَ أَكْبَرُ مِنْكَ سِنّاً وَ إِذَا أَمَرُوكَ بِأَمْرٍ أَوْ سَأَلُوكَ شَيْئاً فَقُلْ نَعَمْ وَ لَا تَقُلْ لَا فَإِنَّ لَا عِيٌّ وَ لُؤْمٌ وَ إِذَا تَحَيَّرْتُمْ فِي الطَّرِيقِ فَانْزِلُوا وَ إِذَا شَكَكْتُمْ فِي الْقَصْدِ فَقِفُوا وَ تَآمَرُوا وَ إِذَا رَأَيْتُمْ شَخْصاً وَاحِداً فَلَا تَسْأَلُوهُ عَنْ طَرِيقِكُمْ وَ لَا تَسْتَرْشِدُوهُ فَإِنَّ الشَّخْصَ الْوَاحِدَ فِي الْفَلَاةِ مُرِيبٌ لَعَلَّهُ يَكُونُ عَيْنَ اللُّصُوصِ أَوْ يَكُونُ هُوَ الشَّيْطَانَ الَّذِي حَيَّرَكُمْ وَ احْذَرُوا الشَّخْصَيْنِ أَيْضاً إِلَّا أَنْ تَرَوْا مَا لَا أَرَى فَإِنَّ الْعَاقِلَ إِذَا أَبْصَرَ بِعَيْنِهِ شَيْئاً عَرَفَ الْحَقَّ مِنْهُ وَ الشَّاهِدُ يَرَى مَا لَا يَرَى الْغَائِبُ يَا بُنَيَّ إِذَا جَاءَ وَقْتُ الصَّلَاةِ فَلَا تُؤَخِّرْهَا لِشَيْءٍ وَ صَلِّهَا وَ اسْتَرِحْ مِنْهَا فَإِنَّهَا دَيْنٌ وَ صَلِّ فِي جَمَاعَةٍ وَ لَوْ عَلَى رَأْسِ زُجٍّ وَ لَا تَنَامَنَّ عَلَى دَابَّتِكَ فَإِنَّ ذَلِكَ يُسْرِعُ فِي دَبَرِهَا وَ لَيْسَ ذَلِكَ مِنْ فِعْلِ الْحُكَمَاءِ إِلَّا أَنْ تَكُونَ فِي مَحْمِلٍ يُمْكِنُكَ التَّمَدُّدُ لِاسْتِرْخَاءِ الْمَفَاصِلِ فَإِذَا قَرُبْتَ مِنَ الْمَنْزِلِ فَانْزِلْ عَنْ دَابَّتِكَ وَ ابْدَأْ بِعَلْفِهَا قَبْلَ نَفْسِكَ فَإِنَّهَا نَفْسُكَ وَ إِذَا أَرَدْتُمُ النُّزُولَ فَعَلَيْكُمْ مِنْ بِقَاعِ الْأَرْضِ بِأَحْسَنِهَا لَوْناً وَ أَلْيَنِهَا تُرْبَةً وَ أَكْثَرِهَا عُشْبَةً وَ إِذَا نَزَلْتَ فَصَلِّ رَكْعَتَيْنِ

---

[1] من لایحضرہ الفقیہ/ ج ۲/ ۳۰۰/ باب النوادر..... ص: ۳۰۰

[2] اعلام الوری باعلام الہدی (ط- القدیمۃ)/ النص/ ۱۲۴/ غزوۃ تبوک..... ص: ۱۲۲

قَبْلَ اَنْ تَجْلِسَ فَاِذَا اَرَدْتَ قَضَاءَ حَاجَتِكَ فَاَبْعِدِ الْمَذْهَبَ فِي الْاَرْضِ وَ اِذَا ارْتَحَلْتَ فَصَلِّ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ وَدِّعِ الْاَرْضَ الَّتِي حَلَلْتَ بِهَا وَ سَلِّمْ عَلَيْهَا وَ عَلَى اَهْلِهَا فَاِنَّ لِكُلِّ بُقْعَةٍ اَهْلًا مِنَ الْمَلَائِكَةِ وَاِنِ اسْتَطَعْتَ اَنْ لَا تَاْكُلَ طَعَاماً حَتَّى تَبْدَاَ فَتَتَصَدَّقَ مِنْهُ فَافْعَلْ وَ عَلَيْكَ بِقِرَاءَةِ كِتَابِ اللهِ عَزَّ وَ جَلَّ مَا دُمْتَ رَاكِباً وَ عَلَيْكَ بِالتَّسْبِيحِ مَا دُمْتَ عَامِلًا عَمَلًا وَ عَلَيْكَ بِالدُّعَاءِ مَا دُمْتَ خَالِياً وَ اِيَّاكَ وَ السَّيْرَ مِنْ اَوَّلِ اللَّيْلِ اِلَى آخِرِهِ وَاِيَّاكَ وَ رَفْعَ الصَّوْتِ فِي مَسِيرِكَ.

حضرت لقمان نے اپنے بیٹے سے فرمایا: جب بھی تم گروہ کے ساتھ سفر کرو۔ اپنے امور میں دوسروں سے مشورہ کرو۔ ان سے خوشی کا اظہار کرو۔ اپنے مال میں سے ان پر خرچ کرو۔ ان کی دعوت کو قبول کرو اور ان کی مدد میں جلدی کرو۔ طولانی سکوت، زیادہ نمازیں اور سخاوت مندی کرو۔ ان کے لئے حق کا گواہ بنو۔ مشورے کے وقت اپنی رائے دینے کی کوشش کرو۔ تحقیق سے پہلے قطعی فیصلہ نہ دو۔ مشورے کا جواب اٹھتے بیٹھتے سونے کھانے اور نماز کے بعد دو اور فکر و حکمت سے کام لو۔

جو کوئی مکمل طور پر خیر خواہی نہیں کر سکتا خدا اس کی رائے کو سلب کر دیتا ہے۔ امانت کو واپس کرو۔ جب تیرے ہمسفر جا رہے ہوں تو تو بھی ان کے ہمراہ جانا۔ جب وہ کام کرتے ہیں تو بھی کام کر۔ جب وہ قرضہ یا صدقہ دیں تو تم بھی شریک ہونا، اپنے سے بڑے آدمی کی بات کو سنو، جب وہ تمہیں کوئی کام کہیں تو اسے قبول کرو اور منع نہ کرو کیونکہ نہ کہنا پستی ہے۔

جب راستے میں پریشان ہو تو اتر کر آرام کرنا۔ جب تو نے سفر کرنے میں تردید کی تو توقف کرنا۔ مشورہ کرنا۔ جب تو ایک شخص کو دیکھے تو اس سے راہ نہ پوچھنا۔ کیونکہ بیابان میں ایک شخص گمراہ کرنے والا ہوتا ہے۔ شاید چور اور ڈاکو ہوں شاید جاسوس ہوں یا شیطان ہو جو تجھے پریشان کرتا ہے۔

دو آدمیوں سے بھی پرہیز کرنا مگر یہ کہ کوئی ہاتھ میں آئے کیونکہ عقل مند شخص اس وقت چیز کو دیکھتا ہے جب حق کی شناخت رکھتا ہو۔ حاضر چیز کو دیکھو گے اور غائب کو نہیں دیکھے گا۔

اے بیٹے! جب بھی نماز کا وقت آئے اس میں تاخیر نہ کرنا بلکہ اسے وقت پر بجالاؤ اور آسودہ حال رہو۔ نماز ایسا دین ہے جو آدمی پر فرض ہے۔ اسے جماعت کے ساتھ پڑھو اگرچہ نوک نیزہ پر ہو۔ سواری پر نہ سونا کیونکہ یہ حکیمانہ کام نہیں مگر یہ کہ کجاوہ میں ہو اور آرام ممکن ہو۔ جب منزل مقصود پر پہنچو تو پیدل ہو جاؤ پہلے سواری کو غذا دو پھر خود کھاؤ کیونکہ ان کی جان تیری جان ہے۔ جب راستے میں ٹھہرنا ہو تو ایسی جگہ کا انتخاب کرنا جو سرسبز و شاداب اور خرم ہو۔ جس میں زیادہ گھاس ہو اور خاک نرم ہو۔ جب سواری سے اترو تو پہلے دو رکعت نماز پڑھو اس کے بعد اس سرزمین کو الوداع کہو۔ اس اور اس سرزمین پر رہنے والوں پر سلام بھیجو۔ جب بیت الخلاء جانا ہو تو دور چلے جانا۔ حرکت سے پہلے بھی دو رکعت نماز پڑھو۔ ہر جگہ فرشتے ساکن ہوتے ہیں اگر ہو سکے تو کھانے سے پہلے صدقہ دینا جب تک سوار ہو قرآن کی تلاوت کرو۔ کام کرتے وقت تسبیح پڑھو۔

اگر کوئی کام نہ ہو تو دعا کرو۔ رات کے اول تا آخر حرکت کرنے سے پرہیز کرو۔ راستے میں اپنی آواز بلند نہ کرو۔ [1]

---

[1] من لایحضرہ الفقیہ/ ج ۲/ ۲۹۶/ باب آداب المسافر..... ص:۲۹۶

گیارہویں فصل:

خواب و بیداری

نیند اور بیداری انسان کی بنیادی ضروریات میں سے ہیں اور انہیں ایک خاص نظم وضبط سے تنظیم کیا جائے۔ نیند سے جسم میں قوت و پائیداری ہوتی ہے اور اس کے خلل سے انسان کو اپنی زندگی کے وظائف سرانجام دینے سے مشکل پیش آتی ہے۔ یعنی وقت پر سونا اور وقت پر جاگنا۔

اہل بیتؑ کی روایات میں سے بہت خاص دستورات ہیں جن کی رعایت کرنا ضروری ہے۔ جیسے سونے کے آداب ہیں کہ وقت پر سونا اور زیادہ یا کم نہ سونا۔

دائیں سمت:

اسلام میں بعض کام انجام دینے کے لئے دائیں طرف کو اولویت دی گئی ہے جیسے دائیں ہاتھ سے کھانا کھانا، مسجد میں داخل ہوتے وقت دایاں پاؤں رکھنا، بیت الخلاء سے خارج ہوتے وقت دایاں پاؤں باہر رکھنا، وغیرہ ان کے مصادیق ہیں۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اِنَّ اللهَ يُحِبُّ التَّيَامُنَ فِي كُلِّ شَيْءٍ.

خدا ہر چیز میں دائیں سمت کو دوست رکھتا ہے۔[1]

روایت میں ملتا ہے کہ:

كَانَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم يُعْجِبُهُ التَّيَامُنُ فِي كُلِّ شَيْءٍ حَتّٰى فِي التَّرَجُّلِ وَ الْاِنْتِعَالِ.

---

[1] مستدرک الوسائل ومستنبط المسائل/ ج ۱/ ۳۳۰/ ۳۰۔ باب وجوب الترتیب فی الوضوء وجواز مسح الرجلین معا..... ص:۳۲۹

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس بات پر خوش ہوتے تھے کہ کاموں کو دائیں ہاتھ سے انجام دیا جائے۔حتیٰ کہ جوتے اتارتے وقت اور پہنتے وقت دائیں طرف سے شروع کریں۔[1]

دائیں سمت کو آلودہ کرنے سے نہی ہوئی ہے۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

إِذَا أَرَدْتَّ أَنْ تَبْزُقَ فَلَا تَبْزُقْ عَنْ يَمِيْنِكَ وَ لَكِنْ عَنْ يَسَارِكَ إِنْ كَانَ فَارِغًا، فَإِنْ لَمْ يَكُنْ فَارِغًا فَتَحْتَ قَدَمَيْكَ.

لعاب دہن کو دائیں طرف نہ پھینکو اور اگر بائیں طرف خالی فضا نہ ہو تو اپنے پیروں کے درمیان پھینکو۔[2]

سونے کے آداب:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

يَا عَلِيُّ! النَّوْمُ أَرْبَعَةٌ نَوْمُ الْأَنْبِيَاءِ عَلَى أَقْفِيَتِهِمْ وَ نَوْمُ الْمُؤْمِنِينَ عَلَى أَيْمَانِهِمْ وَ نَوْمُ الْكُفَّارِ وَ الْمُنَافِقِينَ عَلَى أَيْسَارِهِمْ وَ نَوْمُ الشَّيَاطِينِ عَلَى وُجُوهِهِمْ.

اے علیؑ! سونا چار قسم کا ہوتا ہے۔انبیاء پشت کے بل سوتے ہیں مومنین دائیں پہلو سوتے ہیں۔کافر اور منافق بائیں پہلو سوتے ہیں اور ان کے چہروں پر شیطان کی نیند ہے۔[3]

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

النَّوْمُ عَلَى أَرْبَعَةِ أَصْنَافٍ الْأَنْبِيَاءُ تَنَامُ عَلَى أَقْفِيَتِهَا مُسْتَلْقِيَةً وَ أَعْيُنُهَا لَا تَنَامُ مُتَوَقِّعَةً لِوَحْيِ رَبِّهَا عَزَّ وَ جَلَّ وَ الْمُؤْمِنُ يَنَامُ عَلَى يَمِينِهِ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ وَ الْمُلُوكُ وَ أَبْنَاؤُهَا تَنَامُ عَلَى شِمَالِهَا لِيَسْتَمْرِءُوا مَا يَأْكُلُونَ وَ إِبْلِيسُ وَ أَخَوَاتُهُ وَ كُلُّ مَجْنُونٍ وَ ذُو عَاهَةٍ يَنَامُونَ عَلَى وُجُوهِهِمْ مُنْبَطِحِينَ.

سونے کی چار قسمیں ہیں انبیاء پشت کے بل سوتے ہیں اور ان کی آنکھیں خدا کی وحی کے لئے نہیں سوتی ہیں۔مومن قبلہ رخ دائیں پہلو سوتا ہے۔بادشاہ اور ان کی اولاد غذا کو خوشگوار بنانے کے لئے بائیں پہلو سوتے ہیں۔ابلیس اور اس کے بھائی، دیوانے اور نفسیاتی مریض شکم کے بل سوتے ہیں۔[4]

---

[1] اخلاق النبیؐ وآدابہ؛ص ۱۴۹

[2] الجامع الصغیر، ج ۱، ص ۶۶

[3] مکارم الاخلاق/ ۴۴۰/ الفصل الثالث فی وصیۃ النبی ص لعلی ع..... ص: ۴۳۳

[4] عیون اخبار الرضا علیہ السلام/ ج ۱/ ۲۴۶/ ۲۴ باب ما جاء عن الرضاؑ من خبر الشامی وما سال عنہ امیر المؤمنین ع فی جامع الکوفۃ..... ص: ۲۴۰

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

وَ كَانَ رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم يَسْتَاكُ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَنَامَ وَ يَأْخُذُ مَضْجَعَهُ وَ كَانَ إِذَا أَوَى إِلَى فِرَاشِهِ اضْطَجَعَ عَلَى شِقِّهِ الْأَيْمَنِ وَ وَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنَى تَحْتَ خَدِّهِ الْأَيْمَنِ.

جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سونا چاہتے تھے تو مسواک کرتے اور بستر پر جاتے اور دائیں پہلو سوتے تھے دائیں ہاتھ کو دائیں رخسار کے نیچے رکھتے تھے۔ [1]

امام رضا علیہ السلام نے فرمایا:

أَنَّ النَّوْمَ سُلْطَانُ الدِّمَاغِ وَ هُوَ قِوَامُ الْجَسَدِ وَ قُوَّتُهُ فَإِذَا أَرَدْتَ النَّوْمَ فَلْيَكُنْ اضْطِجَاعُكَ أَوَّلًا عَلَى شِقِّكَ الْأَيْمَنِ ثُمَّ انْقَلِبْ عَلَى الْأَيْسَرِ وَ كَذَلِكَ فَقُمْ مِنْ مَضْجَعِكَ عَلَى شِقِّكَ الْأَيْمَنِ كَمَا بَدَأْتَ بِهِ عِنْدَ نَوْمِكَ.

نیند کی قدرت اور سلطنت مغز میں ہے اور اس سے جسم طاقتور اور پائیدار ہوتا ہے پس جب بھی سونے کا ارادہ ہو پہلے دائیں پہلو لیٹیں پھر بائیں پہلو سوئیں اس طرح اٹھتے وقت دائیں سمت سے اٹھیں۔ [2]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

لَا يَنْبَغِي لِلشَّيْخِ الْكَبِيرِ أَنْ يَنَامَ إِلَّا وَ جَوْفُهُ مُمْتَلِئٌ مِنَ الطَّعَامِ فَإِنَّهُ أَهْدَأُ لِنَوْمِهِ وَ أَطْيَبُ لِنَكْهَتِهِ.

ضروری ہے کہ بوڑھے افراد پرشکم سوئیں مگر یہ کہ ان کے لئے پرشکم ہونا نقصان دہ ہو کیونکہ اس سے اچھی نیند ہوگی۔ [3]

سونے کا مکان:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

نَهَى أَنْ يَنَامَ الرَّجُلُ عَلَى سَطْحٍ لَيْسَ بِمَحْجُورٍ عَلَيْهِ.

چھت یا وہ جگہ جو محفوظ نہیں وہاں مت سوئیں۔ [4]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

وَ لَا تَنَامَنَّ عَلَى دَابَّتِكَ فَإِنَّ ذَلِكَ سَرِيعٌ فِي دَبَرِهَا وَ لَيْسَ ذَلِكَ مِنْ فِعْلِ الْحُكَمَاءِ إِلَّا أَنْ تَكُونَ فِي

---

[1] مکارم الاخلاق/ ۲۹۱ / فیمن اراد الانتباہ للصلاۃ..... ص:۲۹۱

[2] بحار الانوار (ط-بیروت) / ج ۵۹ / ۳۱۶ / باب ۹۰ آخر فی الرسالۃ المذہبۃ المعروفۃ بالذہبیۃ..... ص:۳۰۵

[3] مکارم الاخلاق/ ۱۴۷ / الفصل الثالث فی آداب الاکل وما یتعلق بہ..... ص:۱۴۰

[4] الجامع الصغیر، ج ۲، ص ۷۰۷

هَمْلٍ يُمْكِنُكَ التَّمَدُّدُ لِاسْتِرْخَاءِ الْمَفَاصِلِ.

چارپائے کی پشت پر مت سونا کیونکہ اس سے پشت کے زخم جلدی آتے ہیں اور یہ حکیمانہ کام نہیں۔مگر یہ کہ تو کجاوہ میں ہواور وہاں آرام کررہے ہو(اور نیند آجائے)۔[1]

امام کاظم علیہ السلام نے فرمایا:

لَعَنَ رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ثَلَاثَةً ..... وَ النَّائِمَ فِي بَيْتٍ وَحْدَهُ.

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس شخص پر تین مرتبہ لعنت کی ہے.....اور جو اکیلا سوتا ہے۔[2]

وقت نیند:

امام باقر علیہ السلام نے فرمایا:

اَلنَّوْمُ اَوَّلَ النَّهَارِ خُرْقٌ وَ الْقَائِلَةُ نِعْمَةٌ وَ النَّوْمُ بَعْدَ الْعَصْرِ حُمْقٌ وَ النَّوْمُ بَيْنَ الْعِشَاءَيْنِ يَحْرِمُ الرِّزْقَ.

دن کے آغاز میں سونا نادانی کا سبب ہے۔قیلولہ کرنا نعمت ہے۔عصر کے بعد سونا حماقت ہے اور مغرب وعشاء کے درمیان سونے سے روزی میں کمی آتی ہے۔[3]

نیند میں میانہ روی:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اَلنَّوْمُ بَيْنَ الْعِشَاءَيْنِ يُورِثُ الْفَقْرَ وَ النَّوْمُ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ يُورِثُ الْفَقْرَ.

مغرب اور عشا کے درمیان سونا باعث فقر وتنگدستی ہے اور طلوع آفتاب سے پہلے سونا باعث فقر ہے۔[4]

نیز فرمایا:

ثَلَاثَةٌ يُحِبُّهَا اللهُ قِلَّةُ الْكَلَامِ وَ قِلَّةُ الْمَنَامِ وَ قِلَّةُ الطَّعَامِ.

خدا تین چیزوں کو دوست رکھتا ہے۔کم بولنا،کم سونا اور کم کھانا۔[5]

نیز فرمایا:

---

[1] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۸/ ۳۴۹/ حدیث اسلام علی ع..... ص:۳۳۸

[2] من لایحضرہ الفقیہ/ ج۲/ ۲۷۷/ باب کراہۃ الوحدۃ فی السفر ص:۲۷۶

[3] من لایحضرہ الفقیہ/ ج۱/ ۵۰۲/ باب کراہیۃ النوم بعد الغداۃ..... ص:۵۰۱

[4] الخصال/ ج۲/ ۵۰۵/ ست عشرۃ خصلۃ تورث الفقر وسبع عشرۃ خصلۃ تزید فی الرزق..... ص:۵۰۴

[5] مجموعۃ ورام/ ج۲/ ۱۲۱/ الجزء الثانی

اَخْشَی مَا خَشِیتَ عَلَی اُمَّتِی .....وَ مُدَاوَمَةِ النَّوْمِ.....

(بدترین چیزوں میں سے ایک چیز کہ) جس کی وجہ سے میں اپنی امت کے بارے میں زیادہ خوفزدہ ہوں وہ.....زیادہ سونا ہے.....۔[۱]

حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا:

اَهْلُ الدُّنْیَا مَنْ کَثُرَ اَکْلُهُ وَ ضَحِکُهُ وَ نَوْمُهُ

اہل دنیا وہ شخص ہے جو زیادہ کھاتا ہے، زیادہ ہنستا ہے اور زیادہ سوتا ہو۔[۲]

اسی طرح فرمایا:

کَثْرَةُ الْاَکْلِ وَ النَّوْمِ تُفْسِدَانِ النَّفْسَ وَ تُجْلِبَانِ الْمَضَرَّةَ.

زیادہ کھانا اور زیادہ سونے سے نفس کو نقصان پہنچتا ہے اور ضرر ہوتا ہے۔[۳]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

کَثْرَةُ النَّوْمِ مَذْهَبَةٌ لِلدِّینِ وَ الدُّنْیَا.

زیادہ سونے سے دین و دنیا دونوں نابود ہوتے ہیں۔[۴]

امام باقر علیہ السلام نے فرمایا:

اَرْبَعَةٌ الْقَلِیلُ مِنْهَا کَثِیرٌ النَّارُ الْقَلِیلُ مِنْهَا کَثِیرٌ وَ النَّوْمُ الْقَلِیلُ مِنْهُ کَثِیرٌ وَ الْمَرَضُ الْقَلِیلُ مِنْهُ کَثِیرٌ وَ الْعَدَاوَةُ الْقَلِیلُ مِنْهَا کَثِیرٌ.

چار چیزیں ایسی ہیں کہ اگر کم بھی ہوں تو زیادہ ہیں۔ آگ کم بھی ہو تو (جلانے کے لئے) زیادہ ہے، نیند کم بھی ہو تو بھی بہت ہے، بیماری کم بھی ہو تو زیادہ (لگتی) ہے، دشمنی کم بھی ہو تو بھی زیادہ ہے۔[۵]

پریشان خواب:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

اِذَا رَاَی الرَّجُلُ مَا یَکْرَهُ فِی مَنَامِهِ فَلْیَتَحَوَّلْ عَنْ شِقِّهِ الَّذِی کَانَ عَلَیْهِ نَائِماً وَ لْیَقُلْ اِنَّمَا النَّجْوَی مِنَ الشَّیْطَانِ لِیَحْزُنَ الَّذِینَ آمَنُوا وَ لَیْسَ بِضَارِّهِمْ شَیْئاً اِلَّا بِاِذْنِ اللهِ ثُمَّ لْیَقُلْ عُذْتُ

---

[۱] نہج الفصاحۃ (مجموعہ کلمات قصار حضرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ)/ ۱۷۳/ نہج الفصاحۃ مجموعہ کلمات قصار حضرت رسول اکرمؐ، ص۔ باترجمہ فارسی

[۲] ارشاد القلوب الی الصواب (للدیلمی)/ ج۱/ ۲۰۱/ الباب الرابع والخمسون فیما سال رسول اللہ ص ربہ لیلۃ المعراج..... ص:۱۹۹

[۳] عیون الحکم والمواعظ (للیثی)/ ۳۸۹/ الفصل الخامس بلفظ کثرۃ..... ص:۳۸۹

[۴] کافی (ط-دارالحدیث)/ ج۹/ ۵۵۸/ ۹-باب کراہیۃ النوم والفراغ..... ص:۵۵۸

[۵] الخصال/ ج۱/ ۲۳۸/ اربعۃ القلیل منہا کثیر..... ص:۲۳۸

بِمَا عَاذَتْ بِهِ مَلَائِكَةُ اللهِ الْمُقَرَّبُونَ وَ اَنْبِيَاؤُهُ الْمُرْسَلُونَ وَ عِبَادُهُ الصَّالِحُونَ مِنْ شَرِّ مَا رَاَيْتُ وَ مِنْ شَرِّ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ.

جب بھی کوئی شخص ڈراؤنا خواب دیکھے۔ پہلو بہ پہلو ہو کر یہ آیت پڑھے:

اِنَّمَا النَّجْوٰى مِنَ الشَّيْطٰنِ لِيَحْزُنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَيْسَ بِضَآرِّهِمْ شَيْـًٔا اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ

(بُری باتوں کی) سرگوشی تو بس ایک شیطانی کام ہے (اور اس لئے کرتے ہیں) تا کہ ایمانداروں کو اس سے رنج پہنچے۔ حالانکہ خدا کی مشیّت کے بغیر سرگوشی ان (مومنین) کا کچھ بگاڑ نہیں سکتی

پھر یہ پڑھو:

عُذْتُ بِمَا عَاذَتْ بِهِ مَلَائِكَةُ اللهِ الْمُقَرَّبُونَ وَ اَنْبِيَاؤُهُ الْمُرْسَلُونَ وَ عِبَادُهُ الصَّالِحُونَ مِنْ شَرِّ مَا رَاَيْتُ وَ مِنْ شَرِّ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ.

وہ چیز کہ جس سے مقرب فرشتوں، انبیاء مرسل اور شائستہ بندوں نے خدا کی پناہ لی ہے، میں پناہ لیتا ہوں اس خواب سے جو میں نے دیکھا اور شر شیطان سے پناہ لیتا ہوں خدا کی۔ [1]

فرصت سے استفادہ:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اِنَّ لِرَبِّكُمْ فِي اَيَّامِ دَهْرِكُمْ نَفَحَاتٍ اَلَا فتعرضين [فَتَعَرَّضُوا] لَهَا بِكَثْرَةِ الِاسْتِعْدَادِ.

خدا نے تمہیں تمہاری زندگیوں میں حیات بخش نسیم دی ہے۔ زیادہ آمادگی اور فرصت سے حاصل کرو اور ان سے فائدہ اٹھاؤ۔ [2]

نیز فرمایا:

فَلْيَاْخُذِ الْعَبْدُ الْمُؤْمِنُ مِنْ نَفْسِهِ لِنَفْسِهِ وَ مِنْ دُنْيَاهُ لِآخِرَتِهِ وَ فِي الشَّبِيبَةِ قَبْلَ الْكِبَرِ وَ فِي الْحَيَاةِ قَبْلَ الْمَمَاتِ.

مومن کو چاہیے کہ اپنی قدرت کو اپنے نفع، اپنی دنیا کو اپنی آخرت، جوانی سے پہلے بڑھاپے اور موت سے پہلے زندگی سے فائدہ اٹھائے۔ [3]

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

---

[1] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۸/ ۱۴۲/ حدیث ابلیس..... ص:۱۴۱

[2] عوالی اللئالی العزیزیۃ فی الاحادیث الدینیۃ/ ج۴/ ۱۱۸/ الجملۃ الثانیۃ فی الاحادیث المتعلقۃ بالعلم واہلہ وحاملیہ..... ص:۵۹

[3] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۲/ ۷۰/ باب الخوف والرجاء..... ص:۶۷

اَلْفُرْصَةُ تَمُرُّ مَرَّ السَّحَابِ فَانْتَهِزُوا فُرَصَ الْخَيْرِ.

اور فرصت کی گھڑیاں (تیز رو) ابر کی طرح گزر جاتی ہیں۔ لہٰذا بھلائی کے ملے ہوئے موقعوں کو غنیمت جانو۔[1]

نیز فرمایا:

اَلْفُرْصَةُ سَرِيعَةُ الْفَوْتِ، بَطِيئَةُ الْعَوْدِ.

فرصت کے لمحات گزر جلدی جاتے ہیں اور آتے دیر سے ہیں۔[2]

امام باقر علیہ السلام نے فرمایا:

وَ بَادِرْ بِانْتِهَازِ الْبُغْيَةِ عِنْدَ إِمْكَانِ الْفُرْصَةِ وَ لَا إِمْكَانَ كَالْأَيَّامِ الْخَالِيَةِ مَعَ صِحَّةِ الْأَبْدَانِ.

اپنے مطلوب امور کو فرصت سے ملنے سے حاصل کرو اور کوئی فرصت، فراغت اور تندرستی سے بڑھ کر نہیں ہے۔[3]

اسی طرح فرمایا:

إِيَّاكَ وَ التَّفْرِيطَ عِنْدَ إِمْكَانِ الْفُرْصَةِ فَإِنَّهُ مَيْدَانٌ يَجْرِي لِأَهْلِهِ بِالْخُسْرَانِ.

فرصت ملنے سے فائدہ نہ اٹھانا سے پرہیز کرو کیونکہ یہ وہ وقت ہے جب صاحب فرصت کے لئے نقصان دہ ہے۔[4]

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

إِنَّ اللَّيْلَ وَ النَّهَارَ يَعْمَلَانِ فِيكَ فَاعْمَلْ فِيهِمَا وَ يَأْخُذَانِ مِنْكَ فَخُذْ مِنْهُمَا.

تحقیق دن رات تمہارے اندر کام کر رہے ہیں پس تم بھی ان میں کام کرو اور یہ دونوں تم سے کچھ لے رہے لہٰذا تم بھی ان سے کچھ حاصل کرو۔[5]

نیز فرمایا:

وَ قَالَ عليه السلام كُلُّ مُعَاجَلٍ يَسْأَلُ الْإِنْظَارَ وَ كُلُّ مُؤَجَّلٍ يَتَعَلَّلُ بِالتَّسْوِيفِ.

جسے جلدی سے موت آ جاتی ہے وہ مہلت کا خواہاں ہوتا ہے اور جسے مہلت زندگی دی گئی ہے وہ ٹال مٹول کرتا رہتا ہے۔[6]

نکتہ:

یاقوت بروقت مل سکتا ہے لیکن وقت پر یاقوت ساتھ نہیں آئے گا۔

---

[1] نہج البلاغۃ (للصبحی صالح)/ ۴۷۱/ ۲۱-..... ص:۴۷۱

[2] غرر الحکم ودرر الکلم/ ۱۱۳/ ۲۰۴۱..... ص:۱۱۳

[3] تحف العقول/ النص/ ۲۸۶/ وصیۃ ع لجابر بن یزید الجعفی..... ص:۲۸۴

[4] تحف العقول/ النص/ ۲۸۶/ وصیۃ ع لجابر بن یزید الجعفی..... ص:۲۸۴

[5] غرر الحکم ودرر الکلم/ ۲۵۴/ ۳۲۹..... ص:۲۵۴

[6] نہج البلاغۃ (للصبحی صالح)/ ۵۲۵/ [۲۹۱]۲۸۵..... ص:۵۲۵

حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا:

مَنْ لَمْ يَتَأَدَّبْ لِلْوَقْتِ فَوَقْتُهُ مَقْتٌ.

جو وقت بیہودہ گزر جائے وہ باعث افسوس و شرمندگی ہے۔[1]

جوانی کی فرصت:

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

لَمْ يَمْهَدُوا فِي سَلَامَةِ الْأَبْدَانِ وَ لَمْ يَعْتَبِرُوا فِي أُنُفِ الْأَوَانِ فَهَلْ يَنْتَظِرُ أَهْلُ بَضَاضَةِ الشَّبَابِ إِلَّا حَوَانِيَ الْهَرَمِ.

اس وقت انہوں نے کچھ سامان نہ کیا کہ جب بدن تندرست تھے، اور اس وقت عبرت و نصیحت حاصل نہ کی کہ جب جوانی کا دَور تھا۔ کیا یہ بھرپور جوانی والے کمر جھکا دینے والے بڑھاپے کے منتظر ہیں۔[2]

نیز فرمایا:

مَنْ شَغَلَ نَفْسَهُ بِمَا لَا يَجِبُ ضَيَّعَ مِنْ أَمْرِهِ مَا يَجِبُ.

ہر وہ شخص کہ جو خود کو ایسے کام میں مشغول کرلے کہ جو اس پر لازم نہ ہو خود کو ضائع کرلے گا ایسے کام سے جو اس پر لازم ہے۔[3]

نیز فرمایا:

غَافِصِ [عافص] الْفُرْصَةَ عِنْدَ إِمْكَانِهَا فَإِنَّكَ غَيْرُ مُدْرِكِهَا بَعْدَ فَوْتِهَا.

فرصت کے وقت غفلت سے امکان کی حد تک بچو کیونکہ ہوسکتا ہے کہ ضائع ہوجانے والا وقت دوبارہ درک نہ کرسکو۔[4]

نیز فرمایا:

مَنْ أَخَّرَ الْفُرْصَةَ عَنْ وَقْتِهَا فَلْيَكُنْ عَلَى ثِقَةٍ مِنْ فَوْتِهَا.

فرصت کے اوقات کو دوسرے وقت کے لئے مؤخر کردینا وقت کے ضائع ہوجانے کا باعث بن سکتا ہے۔[5]

نیز فرمایا:

إِضَاعَةُ الْفُرْصَةِ غُصَّةٌ.

---

[1] شرح نہج البلاغۃ لابن ابی الحدید/ ج ۱۱ / ۲۳۳ / [بیان احوال العارفین]..... ص:۱۸۱

[2] نہج البلاغۃ (للصبحی صالح) / ۱۱۰ / التذکیر بضروب النعم..... ص:۱۱۰

[3] غرر الحکم ودرر الکلم / ۶۲۱ / ۸۷۴..... ص:۶۲۱

[4] غرر الحکم ودرر الکلم / ۴۷۵ / ۶۳..... ص:۴۷۵

[5] غرر الحکم ودرر الکلم / ۶۳۸ / ۱۱۴۰..... ص:۶۳۸

موقع کو ہاتھ سے جانے دینا رنج واندوہ کا باعث ہوتا ہے۔[1]

نیز فرمایا:

بَادِرِ الْفُرْصَةَ قَبْلَ اَنْ تَكُونَ غُصَّةً.

فرصت کا موقع غنیمت جانو۔قبل اس کے کہ وہ رنج واندوہ کا سبب بن جائے۔[2]

فکر گناہ سے نجات:

جب کسی میں فکر گناہ ہجوم لاتی ہے تو اسے انجام نہیں دینا چاہیے بلکہ خدا کی پناہ لینی چاہیے اور خدا پر توکل کرنا چاہیے اور شیطانی دام سے نجات پانی چاہیے۔

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

وَ مَنْ هَمَّ بِسَيِّئَةٍ فَلَا يَعْمَلْهَا فَإِنَّهُ رُبَّمَا عَمِلَ الْعَبْدُ السَّيِّئَةَ فَيَرَاهُ اللهُ سُبْحَانَهُ فَيَقُولُ لَا وَ عِزَّتِي وَ جَلَالِي لَا اَغْفِرُ لَكَ بَعْدَهَا اَبَداً.

بعض دفعہ انسان گناہ کے بارے میں سوچتا ہے اور انجام نہیں دیتا کیونکہ بعض اوقات بندہ خدا کے حضور گناہ کا مرتکب ہوتا ہے اور خدا نے فرمایا: میری عزت وجلالت کی قسم! اس کے بعد تیری مغفرت نہیں ہے۔[3]

ذکر خدا گناہ سے راہ نجات ہے:

جو شخص خود سے غافل ہے لیکن شیطان اس سے غافل نہیں ہے پس انسان کو اپنا حساب کرنا چاہیے اور اپنے سرمائے سے فائدہ اٹھانا چاہیے۔

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

لَا يَتَمَكَّنُ الشَّيْطَانُ بِالْوَسْوَسَةِ مِنَ الْعَبْدِ اِلَّا وَ قَدْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِ اللهِ تَعَالَى وَ اسْتَهَانَ بِاَمْرِهِ وَ سَكَنَ اِلَى نَهْيِهِ وَ نَسِيَ اطِّلَاعَهُ عَلَى سِرِّهِ.....

شیطان بندے میں وسوسہ ڈالنے کی قدرت نہیں رکھتا مگر وہ انسان ذکر خدا سے غافل ہو اور اس کے حکم کو اہمیت نہ دے اور نافرمانی کرے۔خدا کی معرفت اس کے اسرار کو خاموش کر دیتی ہے۔[4]

نیز فرمایا:

---

[1] نہج البلاغۃ (للصبحی صالح)/ ۴۸۹/ [۱۱۴]۱۱۸..... ص:۴۸۹

[2] نہج البلاغۃ (للصبحی صالح)/ ۴۰۲/ وصایا شتی..... ص:۴۰۲

[3] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۲/ ۱۴۳/ باب تعجیل فعل الخیر..... ص:۱۴۲

[4] مصباح الشریعۃ/ ۷۹/ الباب الخامس والثلاثون فی الوسوسۃ

اِذَا اَتَاكَ الشَّيْطَانُ مُوَسْوِساً لِيُضِلَّكَ عَنْ سَبِيلِ الْحَقِّ وَ يُنْسِيَكَ ذِكْرَ اللهِ فَاسْتَعِذْ مِنْهُ بِرَبِّكَ وَ رَبِّهِ فَاِنَّهُ يُؤَيِّدُ الْحَقَّ عَلَى الْبَاطِلِ وَ يَنْصُرُ الْمَظْلُومَ بِقَوْلِهِ عَزَّ وَ جَلَّ اِنَّهُ لَيْسَ لَهُ سُلْطَانٌ عَلَى الَّذِينَ آمَنُوا وَ عَلى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ.

جب شیطان وسوسہ ڈالے اور راہ حق سے منحرف کرے تو خدا کو یاد کرو اور اس کے بعد خدا کی پناہ لو۔ خدا پر توکل کرو کیونکہ وہ حق کو باطل پر غالب کرتا ہے اور مظلوم کی مدد کرتا ہے۔ کیونکہ خداوند قدوس نے خود فرمایا ہے: شیطان مومنین اور خدا پر توکل کرنے والے افراد پر غلبہ نہیں پا سکتا۔[1]

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

وَ اِيَّاكَ وَ الْاِعْجَابَ بِنَفْسِكَ وَ الثِّقَةَ بِمَا يُعْجِبُكَ مِنْهَا وَ حُبَّ الْاِطْرَاءِ فَاِنَّ ذَلِكَ مِنْ اَوْثَقِ فُرَصِ الشَّيْطَانِ فِي نَفْسِهِ لِيَمْحَقَ مَا يَكُونُ مِنْ اِحْسَانِ الْمُحْسِنِينَ.

اور دیکھو خود پسندی سے بچتے رہنا اور اپنی جو باتیں اچھی معلوم ہوں ان پر اترانا نہیں اور نہ لوگوں کے بڑھا چڑھا کر سراہنے کو پسند کرنا۔ کیونکہ شیطان کو جو مواقع ملا کرتے ہیں ان میں یہ سب سے زیادہ اس کے نزدیک بھروسے کا ذریعہ ہے کہ وہ اس طرح نیکوکاروں کی نیکیوں پر پانی پھیر دے۔[2]

نکتہ:

یاد خدا اور اس کی پناہ دام شیطان سے نجات کا ایک بہترین راہ ہے۔ جیسے کوئی زمین اور زمان خدا کے حضور سے خالی نہیں ہے۔ کوئی زیادہ یاد خدا سے خاموش نہ رہے۔ کیونکہ بشر کی دائمی نیاز ہے۔ رفع نیاز کا بہترین عامل ہے۔ یاد خدا بے نیازی ہے اور ہمیشہ نیاز مندوں کی حاجت کو پورا کرتی ہے۔ اس لئے اگر زمان، مکان یا زبان سے اس فرصت سے فائدہ نہ اٹھایا گیا تو حسرت کے علاوہ کچھ نہیں ملے گا۔[3]

مصداق ذکر:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

ذِكْرُ اللهِ عَلَى كُلِّ حَالٍ لَيْسَ سُبْحَانَ اللهِ وَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَ اللهُ اَكْبَرُ فَقَطْ وَ لَكِنْ اِذَا وَرَدَ عَلَيْكَ شَيْءٌ اَمَرَ اللهُ عَزَّ وَ جَلَّ بِهِ اَخَذْتَ بِهِ اَوْ اِذَا وَرَدَ عَلَيْكَ شَيْءٌ نَهَى اللهُ عَزَّ وَ جَلَّ عَنْهُ تَرَكْتَهُ.

ذکر صرف یہ نہیں کہ "سُبْحَانَ اللهِ وَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَ اللهُ اَكْبَرُ" (اللہ کی ذات پاک، حمد ساری کی ساری اللہ تعالیٰ کے لئے ہے، کوئی معبود نہیں اللہ کے سوا اور اللہ بزرگ و برتر ہے) پڑھیں بلکہ ذکر یہ ہے کہ جب اس کا حکم ہو

---

[1] مستدرک الوسائل و مستنبط المسائل/ ج۱/ ۱۷۹/ ۲۹- باب نوادر ما یتعلق بابواب مقدمۃ العبادات..... ص:۱۷۶

[2] نہج البلاغۃ (للصبحی صالح)/ ۴۴۳/ ۵۳- ومن کتاب لہ ع کتبہ للاشتر النخعی [رحمہ اللہ] لما ولاہ علی مصر واعمالہا حین اضطرب امرا میر ہا محمد بن ابی بکر، وہو اطول عہد کتبہ واجمعہ للمحاسن..... ص:۴۲۶

[3] ر۔ک: تسنیم، ج۷، ص ۵۵۴

اس کی پیروی کرو اور جب کسی چیز سے منع کر دیا جائے اسے ترک کر دو۔[1]

جس طرح اسلام میں اصل ذکر کرنے کی سفارش کی گئی ہے اس کی کیفیت بھی بیان ہوئی ہے یاد خدا ذکر ماثور یعنی حدیث کی روشنی میں بیان ہوا ہو وہ ذکر کریں۔ اپنے پاس سے ذکر نہ بناتے پھریں۔ اہل معرفت کی بھی یہی تاکید ہے۔ ذکر ماثور زبان یا قلم سے ہو۔ ایک عمل صالح ہے، لیکن اعمال کا سردار نہیں ہوگا بلکہ ذکر قلبی تمام صالح اعمال کا سردار ہے۔[2]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

مَنْ اَكْثَرَ ذِكْرَ اللهِ اَظَلَّهُ اللهُ فِي جَنَّتِهِ.

جو خدا کو زیادہ یاد کرتا ہے خدا اسے اپنی بہشت کے سائے میں جگہ عطا کرتا ہے۔[3]

نکتہ:

کثرت ذکر خدا سے اس کا دشمن دفع ہوتا ہے کیونکہ ابلیس اپنی ساری فوج کے ساتھ انسانی دل میں وسوسہ ڈالنے کی کوشش کرتا ہے اور تکرار ذکر سے وہ دور ہو سکتا ہے۔ اس کے آسیب بھی رافع ہیں کیونکہ اگر مستی کے اثر سے شیطان نفوذ کر جائے تو اس کے برے اثرات ہوتے ہیں لیکن کثرت ذکر سے دفع کیا جا سکتا ہے۔ اسی طرح یاد خدا رغبت و جذب کا وسیلہ بھی ہے۔ لہٰذا ہمیشہ خدا کی یاد میں رہنا چاہیے تا کہ کثرت برکات سے بہرہ مند ہوں اگر ایسا ہو تو خوف خدا سراسر وجود میں آجاتا ہے۔ دل نرم اور اندرونی آرام حاصل ہوتا ہے اور عشق کے اشک آنکھوں سے گرنا شروع ہو جاتے ہیں۔

---

[1] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۲/ ۱۴۴/ باب الانصاف والعدل..... ص: ۱۴۴

[2] ر.ک: تسنیم، ج ۷، ص ۵۵۴

[3] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۲/ ۱۲۲/ باب التواضع..... ص: ۱۲۱

بارہویں فصل:

تفریحات اور ورزش

سالم تفریحات روشن انسان کی سلامتی کو برقرار رکھنے کے عوامل ہیں۔ اہل بیتؑ نے ان کی بڑی تاکید کی ہے ان کے مصادیق ذکر ہوئے ہیں۔ سالم تفریحات کے آثار میں سے ایک یہ ہے کہ انسان دینی و زندگی کے امور میں مدد حاصل کرتا ہے۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

عَلَى الْعَاقِلِ مَا لَمْ يَكُنْ مَغْلُوباً عَلَى عَقْلِهِ أَنْ يَكُونَ لَهُ سَاعَاتٌ..... وَ سَاعَةٌ يَخْلُو فِيهَا بِحَظِّ نَفْسِهِ مِنَ الْحَلَالِ وَ إِنَّ هَذِهِ السَّاعَةَ عَوْنٌ لِتِلْكَ السَّاعَاتِ وَ اسْتِجْمَامٌ لِلْقُلُوبِ وَ تَفْرِيغٌ لَهَا.

عقل مند افراد اپنے فراغت کے اوقات کو چار حصوں میں تقسیم کرتے ہیں۔..... ایک حصہ حلال کمائی کے لئے اور یہ حصہ دوسرے امور میں قوت کا سبب بنتا ہے اور دل کو آرام و سکون ملتا ہے۔ [1]

صحتمند تفریحات کی اہمیت:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

أَلْهُوا وَ الْعَبُوا فَإِنِّي أَكْرَهُ أَنْ يُرَى فِي دِينِكُمْ غِلْظَةٌ.

سرگرمی اور کھیل کھیلیں کیونکہ مجھے یہ پسند نہیں تم میں سختی ہو۔ [2]

---

[1] معانی الاخبار/ النص/ ۳۳۴/ باب معنی تحیۃ المسجد و معنی الصلاۃ و ما یتصل بذلک من تمام الحدیث..... ص:۳۳۲

[2] نہج الفصاحۃ (مجموعہ کلمات قصار حضرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ)/ ۲۵۹/ نہج الفصاحۃ مجموعہ کلمات قصار حضرت رسول اکرمؐ، ص، با ترجمہ فارسی

حضرت علی علیہ السلام اس آیت "لَا تَنْسَ نَصِيبَكَ مِنَ الدُّنْيَا" [1] کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ

لَا تَنْسَ صِحَّتَكَ وَ [قُوَّتَكَ] وَ فَرَاغَكَ وَ شَبَابَكَ وَ نَشَاطَكَ وَ غِنَاكَ اَنْ تَطْلُبَ بِهِ الْآخِرَةِ.

سلامتی، قدرت، فراغت، جوانی، نشاط، بے نیازی اور اپنی ثروت کو فراموش نہ کرو اور اس کے ذریعے آخرت کا فائدہ اٹھاؤ۔ [2]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

اِنَّ فِي حِكْمَةِ آلِ دَاوُدَ يَنْبَغِي لِلْمُسْلِمِ الْعَاقِلِ اَنْ لَا يُرَى ظَاعِناً اِلَّا فِي ثَلَاثٍ مَرَمَّةٍ لِمَعَاشٍ اَوْ تَزَوُّدٍ لِمَعَادٍ اَوْ لَذَّةٍ فِي غَيْرِ ذَاتِ مُحَرَّمٍ.

آل داؤد کی حکمت میں آیا ہے کہ عقل مند مسلمان کے لئے لازم ہے کہ تین کاموں کے علاوہ کوئی اور کام نہ کریں۔ (۱) ترمیم زندگی (۲) زادہ راہ (۳) غیر حرام میں لذت۔ [3]

امام کاظم علیہ السلام نے فرمایا:

اجْتَهِدُوا فِي اَنْ يَكُونَ زَمَانُكُمْ اَرْبَعَ سَاعَاتٍ سَاعَةً لِمُنَاجَاةِ اللهِ وَ سَاعَةً لِاَمْرِ الْمَعَاشِ وَ سَاعَةً لِمُعَاشَرَةِ الْاِخْوَانِ وَ الثِّقَاتِ الَّذِينَ يُعَرِّفُونَكُمْ عُيُوبَكُمْ وَ يُخْلِصُونَ لَكُمْ فِي الْبَاطِنِ وَ سَاعَةً تَخْلُونَ فِيهَا لِلَذَّاتِكُمْ فِي غَيْرِ مُحَرَّمٍ.

کوشش کرو اپنے دن رات کو چار حصوں میں تقسیم کرو: ایک حصہ مناجات خدا کے لئے، ایک حصہ اپنی ضروریات زندگی کے حصول کے لئے، ایک حصہ اپنے دوستوں سے ملاقات کے لئے ایسے دوست جو تمہیں تمہارے عیوب سے آگاہ کریں اور باطنی طور پر تم سے مخلص ہوں اور ایک حصہ ایسی لذات کے حصول کے کہ جو تم پر حرام نہ ہوں۔ [4]

امام کاظم علیہ السلام نے فرمایا:

اِجْعَلُوا لِاَنْفُسِكُمْ حَظّاً مِنَ الدُّنْيَا بِاِعْطَائِهَا مَا تَشْتَهِي مِنَ الْحَلَالِ وَ مَا لَا يَثْلِمُ الْمُرُوَّةَ وَ مَا لَا سَرَفَ فِيهِ وَ اسْتَعِينُوا بِذَلِكَ عَلَى اُمُورِ الدِّينِ فَاِنَّهُ رُوِيَ لَيْسَ مِنَّا مَنْ تَرَكَ دُنْيَاهُ لِدِينِهِ.....

خود کو دنیا سے استفادہ کرنے والا قرار دو اس طرح کہ اس کے حلال کی رغبت رکھو اور جس میں تمہاری عزت نفس نہ ہو

---

[1] سورۂ قصص: ۷۷

[2] الدعوات (للراوندی)/ سلوۃ الحزین/ النص/ ۱۲۲/ فصل فی فنون شتی من حالات العافیۃ والشکر علیہا

[3] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۵/ ۸۷/ باب اصلاح المال وتقدیر المعیشۃ..... ص: ۸۷

[4] بحار الانوار (ط-بیروت)/ ج ۷۵/ ۳۲۱/ باب ۲۵ مواعظ موسی بن جعفر وحکمہ ع..... ص: ۲۹۶

اس سے دور رہو اس طرح تم دینی کاموں میں معاونت کرو کیونکہ ایک روایت میں کہ وہ ہم میں سے نہیں ہے جو دنیا کے کاموں کو دین کی خاطر چھوڑ دے.....۔[1]

حضرت امیر علیہ السلام فرماتے ہیں:

اَوْقَاتُ السُّرُورِ خُلْسَةٌ.

خوشی کے لمحات بہت جلد رخصت ہو جاتے ہیں۔[2]

نیز فرمایا:

اَلسُّرُورُ یَبْسُطُ النَّفْسَ وَیُثِیرُ النَّشَاطَ.

یعنی خوشی کے لمحات انسان میں وسعت پیدا کر دیتے ہیں اور باعث طراوت ہوتے ہیں۔[3]

تفریح کے مصادیق

گھڑسواری اور تیراندازی:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اَحَبُّ اللَّهْوِ اِلَی اللهِ تَعَالَی اِجْرَاءُ الْخَیْلِ وَ الرَّمْیُ.

خدا کے نزدیک بہترین سرگرمیاں گھڑسواری اور تیراندازی ہیں۔[4]

نیز فرمایا:

اِرْمُوا وَ ارْکَبُوا وَ اَنْ تَرْمُوا اَحَبُّ اِلَیَّ مِنْ اَنْ تَرْکَبُوا.....

تیراندازی اور گھڑسواری سیکھو کیونکہ تیراندازی خدا کے نزدیک زیادہ محبوب ہے۔[5]

اسی طرح فرمایا:

.....وَ الرُّکُوبُ یُسْرٌ.

.....اور گھڑسواری سرور و شادابی کا سبب ہے۔[6]

پھر فرمایا:

---

[1] تحف العقول/ النص/ ۴۱۰/ وروی عنہ ع فی قصار ہذہ المعانی..... ص:۴۰۸

[2] غرر الحکم و درر الکلم/ ۵۸/ ۱۱۲۶..... ص:۵۸

[3] غرر الحکم و درر الکلم/ ۱۱۳/ ۲۰۴۵..... ص:۱۱۳

[4] نہج الفصاحۃ (مجموعہ کلمات قصار حضرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ)/ ۱۶۹/ نہج الفصاحۃ مجموعہ کلمات قصار حضرت رسول اکرم، ص، باترجمہ فارسی

[5] وسائل الشیعۃ/ ج ۲۰/ ۱۱۸/ ۵۷- باب استحباب ملاعبۃ الزوجۃ و مداعبتہا..... ص:۱۱۸

[6] مستدرک الوسائل و مستنبط المسائل/ ج ۱۶/ ۳۶۷/ ۳۷- باب اکل العسل والاستشفاء بہ..... ص:۳۶۵

كُلُّ لَهْوِ الْمُؤْمِنِ بَاطِلٌ اِلَّا فِي ثَلَاثٍ فِي تَأْدِيبِهِ الْفَرَسَ وَرَمْيِهِ عَنْ قَوْسِهِ وَمُلَاعَبَتِهِ امْرَاَتَهُ.

مومن کی سرگرمیوں میں ہے کہ گھوڑے کو تربیت دے، تیراندازی سیکھے اور اپنی عورتوں سے استفادہ کرے کیونکہ یہ ان کا حق ہے۔[1]

تیراندازی اور عورت سے فائدہ:

مروی ہے کہ

سُئِلَ ابْنُ مَالِكٍ هَلْ كُنْتُمْ تَتَرَاهَنُونَ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فَقَالَ نَعَمْ رَاهَنَ رَسُولُ اللهِ عَلَى فَرَسٍ لَهُ فَسَبَقَ فَسُرَّ بِذَلِكَ وَاَعْجَبَهُ.

انس بن مالک سے لوگوں نے پوچھا: کیا تم نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں گھڑسواری کی ہے؟

اس نے کہا: ہاں۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اپنے گھوڑے کے ساتھ مقابلہ کیا اور وہ جیت گئے اس کام سے وہ خوش ہوا۔[2]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

كَانَتْ لِرَسُولِ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نَاقَةٌ لَا تُسْبَقُ فَسَابَقَ اَعْرَابِيٌّ بِنَاقَتِهِ فَسَبَقَتْهَا فَاكْتَاَبَ لِذَلِكَ الْمُسْلِمُونَ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اِنَّهَا تَرَفَّعَتْ فَحَقٌّ عَلَى اللهِ اَنْ لَا يَرْتَفِعَ شَيْءٌ اِلَّا وَضَعَهُ اللهُ.

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ایک اونٹ تھا جو دوڑ میں کبھی پیچھے نہیں رہتا تھا ہمیشہ مقابلہ جیت جاتا تھا کہ ایک دفعہ آپؐ نے ایک دیہاتی عرب کے ساتھ مقابلہ کیا۔ اس دیہاتی کا اونٹ آپ کے اونٹ سے آگے نکل گیا یہ دیکھ مسلمان غمگین ہوئے۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اس اونٹ نے اپنے آپ کو برتر سمجھا (یعنی تکبر کیا لہٰذا اسے شکست ہوئی)۔[3]

مروی ہے کہ:

وَرُوِيَ اَنَّهُ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مَرَّ بِقَوْمٍ مِنَ الْاَنْصَارِ يَتَرَامَوْنَ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اَنَا فِي الْحِزْبِ الَّذِي فِيهِ ابْنُ الْاَدْرَعِ فَاَمْسَكَ الْحِزْبُ الْآخَرُ.

ایک دفعہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انصار کے گروہ کے پاس سے گزرے جو تیراندازی کر رہے تھے۔ آپ بھی ایک گروہ میں شامل ہو گئے اور اکٹھے مقابلہ کیا۔[4]

مروی ہے کہ

اَنَّهُ كَانَ يَحْضُرُ الرَّمْيَ وَالرِّهَانَ.

---

[1] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۵/ ۵۰/ باب فضل ارتباط الخیل واجرائہا والرمی..... ص:۴۷

[2] عوالی اللئالی العزیزیۃ فی الاحادیث الدینیۃ/ ج۳/ ۲۶۵/ باب السبق والرمایۃ..... ص:۲۶۵

[3] المحاسن/ ج۱/ ۱۲۲/ ۶۶ عقاب الکبر..... ص:۱۲۲

[4] عوالی اللئالی العزیزیۃ فی الاحادیث الدینیۃ/ ج۳/ ۲۶۶/ باب السبق والرمایۃ..... ص:۲۶۵

امام صادق علیہ السلام تیراندازی اور گھڑسواری کے مقابلوں میں شریک ہوتے تھے۔[1]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ تَرَكَ الرَّمْيَ بَعْدَ مَا عَلِمَهُ فَقَدْ كَفَرَ الَّذِي عَلَّمَهُ.

جو شخص تیراندزی یاد کر کے بھول جائے اور ترک کر دے، بے شک اس نے استاد کی ناشکری کی ہے۔[2]

تیراکی اور بُنائی:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

خَيْرُ لَهْوِ الْمُؤْمِنِ السِّبَاحَةُ وَ خَيْرُ لَهْوِ الْمَرْأَةِ الْمِغْزَل.

مومن مرد کی بہترین سرگرمی تیراکی اور عورت کی سرگرمی بنائی ہے۔[3]

روایت ہے کہ:

كَانَ رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم يُعْجِبُهُ أَنْ يَكُونَ الرَّجُلُ سَابِحًا رَامِيًا.

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس شخص سے (مل کر) خوش ہوتے تھے جو تیراکی اور تیراندازی کا ماہر ہوتا۔[4]

آپؐ نے فرمایا:

عَلِّمُوا أَبْنَائَكُمُ الرَّمْيَ وَ السِّبَاحَةَ.

اپنے بچوں کو تیراندازی اور تیراکی کی تعلیم دو۔[5]

لطیفہ گوئی:

امام باقر علیہ السلام نے فرمایا:

لَهْوُ الْمُؤْمِنِ فِي ثَلَاثَةِ أَشْيَاءَ التَّمَتُّعِ بِالنِّسَاءِ وَ مُفَاكَهَةِ الْإِخْوَانِ وَ الصَّلَاةِ بِاللَّيْلِ.

مومن کی سرگرمیاں تین چیزوں میں ہیں: (۱) بیوی سے فائدہ، (۲) دوستوں سے خوش مزاجی اور (۳) نماز شب۔[6]

ناپسندیدہ کھیل:

حضرت امیر علیہ السلام سے منقول ہے کہ

---

[1] الکافی (ط-الاسلامیۃ) / ج ۵ / ۵۰ / باب فضل ارتباط الخیل واجرائہا والرمی..... ص: ۴۷

[2] نہج الفصاحۃ (مجموعہ کلمات قصار حضرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ) / ۲۰۶ / نہج الفصاحۃ مجموعہ کلمات قصار حضرت رسول اکرمؐ، ص، با ترجمہ فارسی

[3] نہج الفصاحۃ (مجموعہ کلمات قصار حضرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ) / ۴۷۳ / نہج الفصاحۃ مجموعہ کلمات قصار حضرت رسول اکرمؐ، ص، با ترجمہ فارسی

[4] الدر المنثور، ج ۳، ص ۱۹۳

[5] النوادر (للراوندی) / ترجمہ صادقی اردستانی / ۱۳۴ / فی الصدقۃ و..... ص: ۱۳۴

[6] الخصال / ج ۱ / ۱۶۱ / لہوالمؤمن فی ثلاثۃ اشیاء..... ص: ۱۶۱

وَ اَمَّا الَّتِی مِنْ اَخْلَاقِ قَوْمِ لُوطٍ فَالْجُلَاهِقُ وَ هُوَ الْبُنْدُقُ وَ الحذف [الْخَذْفُ] وَ مَضْغُ الْعِلْكِ وَ اِرْخَاءُ الْاِزَارِ خُيَلَاءَ وَ حَلُّ الْاَزْرَارِ مِنَ الْقَبَاءِ وَ الْقَمِيصِ.

قوم لوط کی ناپسندیدہ مندرجہ ذیل خصلتیں تھیں: مہرہ بازی، تیلہ بازی، سقز کو چوسنا، گریبان کے بٹن کھولنا۔[1]

امام باقر علیہ السلام نے فرمایا:

يَدْخُلُ فِي الْمَيْسِرِ ، ..... مِنْ اَنْوَاعِ الْقِمَارِ.

قمار کا کھیل میسر کی مانند ہے۔[2]

جیسا کہ قرآن مجید میں بھی ذکر ہوا ہے:

اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ.

شراب اور جوا اور بت اور پاسے تو بس ناپاک (بُرے) شیطانی کام ہیں۔[3]

امام رضا علیہ السلام نے فرمایا:

نَهٰى عَنْ جَمِيعِ الْقِمَارِ وَ اَمَرَ الْعِبَادَ بِالاجْتِنَابِ مِنْهَا وَ سَمَّاهَا رِجساً فَقَالَ رِجْسٌ مِنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ فَاجْتَنِبُوهُ.

خدا نے بندوں کو تمام قسم کے قمار سے منع فرمایا اور اسے پلیدی کا نام دیا اور فرمایا:

رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ.[4]

پلید چیزیں وہ ہیں کہ جن سے وسوسہ شیطانی ہو۔ پس ان سے پرہیز کرو۔[5]

---

[1] الخصال/ ج۱/ ۳۳۱/ ستة لاينبغي ان يسلم عليهم وستة لاينبغي لهم ان يؤ مواوستة اشياء في هذه الامة من اخلاق قوم لوط..... ص:۳۳۰

[2] تفسیر کنز الدقائق وبحر الغرائب/ ج ۴/ ۲۲۰/ [سورة المائدة (۵): الآيات ۹۰ الى ۹۴]..... ص:۲۱۸

[3] سورۂ مائدہ:۹۰

[4] سورۂ مائدہ:۹۰

[5] الفقه المنسوب الى الامام الرضا عليه السلام/ ۲۸۴/ ۴۶ باب اللعب بالشطرنج والنرد والقمار والضرب بالصوالج وغيره

دوسرا حصہ

تعامل انسان باہم نوع

پہلی فصل:

رشتہ داروں سے تعلق

رشتہ داروں سے تعلق اوران کے ساتھ نیکی کرنا خاص کر ماں باپ کے ساتھ، ایک رشد کی ایک مہم راہ ہے۔[1] قرب الٰہی حاصل ہوتا ہے۔[2] خدا پر ایمان کے بعد با فضیلت ترین اعمال شمار ہوتے ہیں۔[3] اس کا مادی اور معنوی بہت ہی ثواب ہے۔[4] یہ تعلق اتنا مہم ہے کہ شیعہ علماء کا اجماع ہے۔(قرآن، سنت، اجماع وعقل) کہ یہ ایک اہم دینی واجب ہے[5] اسے پانے کے لئے ایک سال کا سفر کرنے کی سفارش کی گئی ہے۔[6]

رشتہ داروں سے قطع تعلق کرنا ایک قسم کی خدا سے پیمان شکنی شمار ہوتی ہے[7] اور خدا کے نزدیک اتنی نفرت انگیز ہے کہ قطع رحمی سے منع کیا گیا ہے۔[8] خدا نے قرآن میں تین جگہ ان پر لعنت بھیجی ہے[9] اور فقہ میں بھی قطع رحمی گناہان کبیرہ میں سے ہے۔[10] اس

---

[1] الکافی، ج ۲، ص ۱۵۷

[2] الخصال، ج ۱، ۱۵۷

[3] سورۂ بقرہ: ۱۸۳، سورۂ نساء: ۳۶، سورۂ انعام: ۱۵۱

[4] الکافی، ج ۲، ص ۱۵۷

[5] مفاتیح الشرائع، ج ۲، ص ۷، ۸

[6] من لایحضرہ الفقیہ، ج ۴، ص ۳۶۱

[7] سورۂ بقرہ: ۲۷، ۳، سورۂ رعد: ۲۵

[8] سورۂ بقرہ: ۲۷، سورۂ رعد: ۲۵، سورۂ محمدؐ: ۲۲، ۲۳

[9] الکافی، ج ۲، ص ۶۴۱

[10] [1] تحریر الوسیلہ، ج ۱، ص ۲۷۴

سے انسان بہت ہی جلد نابود ہو جاتا ہے [1] ہزار سال کی مسافت سے آنے والی جنت کی خوشبو قطع رحم کرنے والا نہیں سونگھ سکتا۔ [2]

اس حصے میں پہلے اس کی اہمیت، آثار، عوامل، مصادیق اور مراتب بطور کلی اور مختصر بیان ہوں گے۔ اس کے بعد صلہ رحمی کے موارد تفصیل سے ذکر ہوں گے۔

صلہ رحمی کی اہمیت:

خداوند فرماتا ہے:

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ وَقَفَّيْنَا مِنْۢ بَعْدِهٖ بِالرُّسُلِ ۡ وَاٰتَيْنَا عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ الْبَيِّنٰتِ وَاَيَّدْنٰهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ ؕ اَفَكُلَّمَا جَآءَكُمْ رَسُوْلٌۢ بِمَا لَا تَهْوٰٓى اَنْفُسُكُمُ اسْتَكْبَرْتُمْ ۚ فَفَرِيْقًا كَذَّبْتُمْ ۡ وَفَرِيْقًا تَقْتُلُوْنَ ﴿۸۷﴾

اور یہ تحقیقی بات ہے کہ ہم نے موسیٰؑ کو کتاب (توریت) دی اور انکے بعد بہت سے پیغمبروں کو انکے قدم بہ قدم لے چلے اور مریمؑ کے بیٹے عیسیٰؑ کو (بھی بہت سے) واضح اور روشن معجزے دیئے اور پاک رُوح (جبرئیل) کے ذریعے سے انکی مدد کی۔ (کیا تم اس قدر بد دماغ ہو گئے ہو) کہ جب کوئی پیغمبر تمہارے پاس تمہاری خواہش نفسانی کیخلاف کوئی حکم لیکر آیا تو تم اکڑ بیٹھے پھر تم نے بعض (پیغمبروں) کو تو جھٹلایا اور بعض کو جان سے مار ڈالا۔۔ [3]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اَلَا اُخْبِرُكُمْ عَلٰى خَيْرِ اَخْلَاقِ الدُّنْيَا وَ الْاٰخِرَةِ؟ قَالُوْا: بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قَالَ: مَنْ وَصَلَ مَنْ قَطَعَه.....

کیا تمہیں دنیا و آخرت کے بہترین انسانوں کے بارے اخلاق کے لحاظ سے رہنمائی کروں۔

لوگوں نے کہا: جی ہاں (ضرور کیجئے)۔

آپؐ نے فرمایا: وہ شخص ہے کہ جس سے کوئی قطع رحم کرے تو وہ صلہ رحمی کرتا ہو.....۔ [4]

صلہ رحمی خدا کے ہاں اتنی اہم ہے کہ اسے ثواب کے لحاظ سے سریع ترین عبادت قرار دیا ہے۔ آخرت کے ثواب کے علاوہ دنیا میں ثواب بھی ہے۔ [5]

---

[1] علل الشرائع، ص ۵۸۴

[2] الکافی، ج ۶، ص ۵۰

[3] سورہ بقرہ: ۸۳

[4] الزہد، ص ۳۹

[5] وَ اِنَّ اَعْجَلَ الطَّاعَةِ ثَوَاباً لَصِلَةُ الرَّحِمِ وَ اِنَّ الْقَوْمَ لَيَكُوْنُوْنَ فُجَّاراً فَيَتَوَاصَلُوْنَ فَتَنْمِى اَمْوَالُهُمْ وَ يَبْرُّوْنَ فَتَزْدَادُ اَعْمَارُهُمْ (الخصال/ ج ۱ / ۱۲۴ / ثلاث خصال لا یموت صاحبھن حتی یری وبالھن..... ص: ۱۲۴)

ایک اور روایت میں صلہ رحمی کی اہمیت کے بارے میں امام رضا علیہ السلام سے منقول ہے کہ

اِنَّ اللهَ عَزَّ وَ جَلَّ اَمَرَ بِثَلَاثَةٍ مَقْرُونٍ بِهَا ثَلَاثَةٌ اُخْرَى اَمَرَ بِالصَّلَاةِ وَ الزَّكَاةِ فَمَنْ صَلَّى وَ لَمْ يُزَكِّ لَمْ تُقْبَلْ مِنْهُ صَلَاتُهُ وَ اَمَرَ بِالشُّكْرِ لَهُ وَ لِلْوَالِدَيْنِ فَمَنْ لَمْ يَشْكُرْ وَالِدَيْهِ لَمْ يَشْكُرِ اللهَ وَ اَمَرَ بِاتِّقَاءِ اللهِ وَ صِلَةِ الرَّحِمِ فَمَنْ لَمْ يَصِلْ رَحِمَهُ لَمْ يَتَّقِ اللهَ عَزَّ وَ جَلَّ.

تین چیزوں کو تین اور چیزوں کے ساتھ ذکر کیا:

(۱) نماز پڑھنے اور زکات ادا کرنے کا حکم دیا۔ پس جو بھی زکات ادا نہ کرے اس کی نماز قبول نہیں۔

(۲) شکر خدا کے ساتھ والدین کا ذکر ہوا ہے پس جس نے والدین کا شکریہ ادا نہیں کیا اس نے خدا کا شکر نہیں کیا۔

(۳) تقویٰ الٰہی اور صلہ رحمی کا حکم دیا۔ پس جس نے صلہ رحمی نہیں کی اس نے تقویٰ اختیار نہیں کیا۔ [۱]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اُوصِي الشَّاهِدَ مِنْ اُمَّتِي وَ الْغَائِبَ مِنْهُمْ وَ مَنْ فِي اَصْلَابِ الرِّجَالِ وَ اَرْحَامِ النِّسَاءِ اِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ اَنْ يَصِلَ الرَّحِمَ وَ اِنْ كَانَتْ مِنْهُ عَلَى مَسِيرَةِ سَنَةٍ فَاِنَّ ذَلِكَ مِنَ الدِّينِ.

میں اپنی امت کے تمام افراد خواہ وہ غائب ہیں یا حاضر حتیٰ جو ماں باپ کی صلب میں ہیں اور پیدا ہوں گے، ان سب کو سفارش کرتا ہوں کہ صلہ رحمی کریں اگرچہ ان کے درمیان ایک سال کا فاصلہ ہو اور یہ دین اسلام ہے۔ [۲]

صلہ رحمی کے آثار:

دنیا و آخرت دونوں میں صلہ رحمی کرنے والوں کو ثواب ملتا ہے۔ ہم بعض کو بیان کرتے ہیں۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

وَ مَنْ سَرَّهُ اَنْ يُنْسَاَ لَهُ فِي عُمُرِهِ وَ يُوَسَّعَ لَهُ فِي رِزْقِهِ فَلْيَتَّقِ اللهَ وَ لْيَصِلْ رَحِمَهُ.

جو شخص یہ چاہتا ہے کہ اس کی موت میں تاخیر اور روزی میں اضافہ ہو۔ تو پس تقویٰ اختیار کرے اور صلہ رحمی کرے۔ [۳]

اسی طرح فرمایا:

اِنَّ الرَّجُلَ لَيَصِلُ رَحِمَهُ وَ مَا بَقِيَ مِنْ عُمُرِهِ اِلَّا ثَلَاثُ سِنِينَ، فَيَزِيدُ اللهُ تَبَارَكَ وَ تَعَالَى فِي عُمُرِهِ ثَلَاثِينَ سَنَةً.

اگر کسی کی عمر میں سے صرف تین سال رہتے ہوں تو صلہ رحمی کرنے سے خداوند اس کی عمر تینتیس (۳۳) کر دیتا ہے۔

---

[۱] الخصال/ ج۱/ ۱۵۶/ ثلاثة مقرون بها ثلاثة..... ص:۱۵۶

[۲] الکافی (ط-الاسلامیة)/ ج۲/ ۱۵۱/ باب صلة الرحم..... ص:۱۵۰

[۳] الزہد/ النص/ ۳۹/ ۵ باب بر الوالدین والقرابة والعشیرة والقطیعة

[1]

ایک اور روایت میں ہے کہ:

قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مَنْ ضَمِنَ لِي وَاحِدَةً ضَمِنْتُ لَهُ أَرْبَعَةً- يَصِلُ رَحِمَهُ فَيُحِبُّهُ أَهْلُهُ وَ يُوَسَّعُ عَلَيْهِ فِي رِزْقِهِ- وَيُزَادُ فِي أَجَلِهِ وَ يُدْخِلُهُ اللهُ فِي الْجَنَّةِ الَّتِي وَعَدَهُ.

آپ نے فرمایا: جو شخص مجھے ایک عمل کی ضمانت دیتا ہے میں اسے چار چیزوں کی ضمانت دوں گا۔ جو کوئی صلہ رحمی کرے گا میں اسے دوست رکھتا ہوں اس کی روزی میں اضافہ کرتا ہوں اس کی عمر طولانی کرتا ہوں اور جنت میں بھیجوں گا۔ [2]

امام باقر علیہ السلام نے فرمایا:

صِلَةُ الْأَرْحَامِ تُزَكِّي الْأَعْمَالَ وَ تُنْمِي الْأَمْوَالَ وَ تَدْفَعُ الْبَلْوَى وَ تُيَسِّرُ الْحِسَابَ وَ تُنْسِئُ فِي الْأَجَلِ.

صلہ رحمی اعمال کی پاکیزگی، مال میں اضافہ، بلا کو دفع کرنے، حساب کو آسان کرنے اور موت میں تاخیر کا موجب ہے۔ [3]

مروی ہے کہ:

قَالَ مُوسَى إِلَهِي فَمَا جَزَاءُ مَنْ وَصَلَ رَحِمَهُ قَالَ يَا مُوسَى أُنْسِي لَهُ أَجَلَهُ وَ أُهَوِّنُ عَلَيْهِ سَكَرَاتِ الْمَوْتِ وَ يُنَادِيهِ خَزَنَةُ الْجَنَّةِ هَلُمَّ إِلَيْنَا فَادْخُلْ مِنْ أَيِّ أَبْوَابِهَا شِئْتَ.

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے خدا سے پوچھا: جو صلہ رحمی کرتا ہے اسے کتنا ثواب ملتا ہے؟

فرمایا: اس کی موت میں تاخیر کر دیتا ہوں، اس پر موت کے سکرات آسان کرتا ہوں، جنت کے فرشتے ندا دیں گے، ہماری طرف آؤ، جس دروازے سے داخل ہونا چاہتے ہو داخل ہو جاؤ۔ [4]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

صِلَةُ الرَّحِمِ وَ حُسْنُ الْجِوَارِ يَعْمُرَانِ الدِّيَارَ وَ يَزِيدَانِ فِي الْأَعْمَارِ.

صلہ رحمی سے اچھے پڑوسی ملتے ہیں، شہر آباد ہوتے ہیں، اور عمریں طولانی ہوتی ہیں۔ [5]

---

[1] قرب الاسناد (ط-الحدیثۃ)/ النص/ ۳۵۵/ احادیث متفرقۃ..... ص: ۳۴۲

[2] عیون اخبار الرضا علیہ السلام/ ج ۲/ ۳۷/ ۳۱ باب فیما جاء عن الرضا ع من الاخبار المجموعۃ..... ص: ۲۴

[3] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۲/ ۱۵۰/ باب صلۃ الرحم..... ص: ۱۵۰

[4] الامالی (للصدوق)/ النص/ ۲۰۸/ المجلس السابع والثلاثون

[5] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۲/ ۱۵۲/ باب صلۃ الرحم..... ص: ۱۵۰

قطع رحمی کے آثار:

امام رضا علیہ السلام نے فرمایا:

اِنَّ اللهَ عَزَّ وَ جَلَّ اَمَرَ بِثَلَاثَةٍ مَقْرُونٍ بِهَا ثَلَاثَةٌ اُخْرَى اَمَرَ بِالصَّلَاةِ وَ الزَّكَاةِ فَمَنْ صَلّٰى وَ لَمْ يُزَكِّ لَمْ تُقْبَلْ مِنْهُ صَلَاتُهُ وَ اَمَرَ بِالشُّكْرِ لَهُ وَ لِلْوَالِدَيْنِ فَمَنْ لَمْ يَشْكُرْ وَالِدَيْهِ لَمْ يَشْكُرِ اللهَ وَ اَمَرَ بِاتِّقَاءِ اللهِ وَ صِلَةِ الرَّحِمِ فَمَنْ لَمْ يَصِلْ رَحِمَهُ لَمْ يَتَّقِ اللهَ عَزَّ وَ جَلَّ.

اللہ نے تقویٰ الٰہی کے ساتھ صلہ رحمی کو قرار دیا ہے۔ پس جو کوئی صلہ رحمی نہ کرے، اس میں تقویٰ الٰہی نہیں ہے۔ جس کے نتیجے میں دوسرے اعمال بھی قبول نہیں ہوں گے۔ اس کے دنیا اور آخرت کے امور سخت ہوں گے۔ [1]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

.....قَطِيعَةُ الرَّحِمِ تَحْجُبُ الدُّعَاءَ

قطع رحمی سے دعا قبول نہیں ہوتی ہے۔ [2]

اس طرح فرمایا:

وَ اِذَا قَطَّعُوا الْاَرْحَامَ جُعِلَتِ الْاَمْوَالُ فِي اَيْدِي الْاَشْرَارِ.

جو شخص ہمیشہ قطع رحمی کرتا ہو اس کا مال شریر لوگوں کے ہاتھوں قرار دیا جاتا ہے۔ [3]

امام باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ

اَرْبَعَةٌ اَسْرَعُ شَيْءٍ عُقُوبَةً ..... وَ رَجُلٌ يَصِلُ قَرَابَتَهُ وَ يَقْطَعُونَهُ.

چار چیزوں کی جلدی سزا ملتی ہے:..... جو شخص تعلق بناتا ہے اور پھر قطع رحمی کرتا ہے۔ [4]

امام صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ

الذُّنُوبُ .....وَ الَّتِي تُعَجِّلُ الْفَنَاءَ قَطِيعَةُ الرَّحِمِ.

وہ گناہ جو انسان کو جلدی فنا کر دیتا ہے قطع رحمی ہے۔ [5]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

---

[1] الخصال/ ج۱/ ۱۵۶/ ثلاثۃ مقرون بہا ثلاثۃ..... ص:۱۵۶

[2] مستدرک الوسائل ومستنبط المسائل/ ج ۱۲/ ۳۳۴/ ۳۹- باب تحریم التظاہر بالمنکرات وذکر جملۃ من المحرمات والمکروہات..... ص:۳۲۶

[3] الکافی (ط- الاسلامیۃ)/ ج ۲/ ۳۷۴/ باب فی عقوبات المعاصی العاجلۃ..... ص:۳۷۳

[4] الخصال/ ج۱/ ۲۳۰/ اربعۃ اسرع شیء عقوبۃ..... ص:۲۳۰

[5] معانی الاخبار/ النص/ ۲۷۰/ باب معنی الذنوب التی تغیر النعم والتی تورث الندم والتی تنزل النقم والتی تدفع القسم والتی تہتک العصم ومعنی الذنوب التی تنزل البلاء والتی تدیل الاعداء والتی تعجل الفناء والتی تقطع الرجاء والتی تظلم الہواء والتی تکشف الغطاء والتی ترد الدعاء..... ص:۲۶۹

.....وَ يَكُونُ اَجَلُهُ ثَلَاثاً وَ ثَلَاثِينَ سَنَةً فَيَكُونُ قَاطِعاً لِلرَّحِمِ فَيَنْقُصُهُ اللهُ ثَلَاثِينَ سَنَةً وَ يَجْعَلُ اَجَلَهُ اِلَى ثَلَاثِ سِنِينَ.

وہ شخص کہ جس کی عمر میں تینتیس (۳۳) سال رہتے ہوں اور قطع رحمی کرے، پس خدا کی اس کی عمر تیس سال کم کر دیتا ہے۔[۱]

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

فَاِنَّ الرَّحِمَ لَهَا لِسَانٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ذَلْقٌ تَقُولُ يَا رَبِّ صِلْ مَنْ وَصَلَنِي وَ اقْطَعْ مَنْ قَطَعَنِي فَالرَّجُلُ لَيُرَى بِسَبِيلِ خَيْرٍ اِذَا اَتَتْهُ الرَّحِمُ الَّتِي قَطَعَهَا فَتَهْوِي بِهِ اِلَى اَسْفَلِ قَعْرٍ فِي النَّارِ.

قیامت کے دن اللہ تعالیٰ رحم کو بولنے کی طاقت دے گا تو وہ خدا کی بارگاہ میں التجا کرے گی خدایا! اس کے ساتھ تعلق جوڑ جس نے مجھ سے تعلق جوڑا اور اس سے قطع تعلق کر جس نے مجھ سے قطع تعلق کیا پس جب وہ شخص کہ جو ظاہر طور پر نیک ہو اور اس نے اچانک صلہ رحمی کو قطع رحمی میں تبدیل کر دیا ہوگا اس کے پاس آئے گا تو اسے دوزخ کی آگ میں ڈالا جائے گا۔[۲]

نیز رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

فَاِنَّ رِيحَ الْجَنَّةِ تُوجَدُ مِنْ مَسِيرَةِ اَلْفِ عَامٍ وَ لَا يَجِدُهَا عَاقٌّ وَ لَا قَاطِعُ رَحِمٍ.

ہزار سال دور سے جنت کی آنے والی ایک خوشبو ہے۔ قطع رحمی کرنے والا اور والدین پر ستم کرنے والا، دونوں وہ خوشبو نہیں سونگھ سکتے۔[۳]

قطع رحمی کے بعض عوامل:

رشتہ داروں سے تعلق توڑنا اور والدین کے ساتھ ستم کرنے کے مختلف عوامل ہیں۔ لیکن دو مہم عوامل یہ ہیں:

(۱) بے حیائی (۲) حرص۔

امام صادق علیہ السلام نے مفضل سے فرمایا:

فَاِنَّ مِنَ النَّاسِ مَنْ لَوْ لَا الْحَيَاءُ لَمْ يَرْعَ حَقَّ وَالِدَيْهِ وَ لَمْ يَصِلْ ذَا رَحِمٍ.

بعض ایسے افراد ہیں کہ اگر حیا نہ ہوتی تو ماں باپ کا حق اور صلہ رحمی کی رعایت نہ کرتے۔[۴]

---

[۱] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۲/ ۱۵۳/ باب صلۃ الرحم..... ص:۱۵۰

[۲] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۲/ ۱۵۶/ باب صلۃ الرحم..... ص:۱۵۰

[۳] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۲/ ۳۴۹/ باب العقوق..... ص:۳۴۸

[۴] توحید المفضل/ ۷۹/ اختصاص الانسان بالحیاء دون بقیۃ الحیوانات..... ص:۷۹

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

وَ الشُّحَّ فَاِنَّهُ دَعَا الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ حَتّٰى سَفَكُوا دِمَاءَهُمْ وَ دَعَاهُمْ حَتّٰى قَطَعُوا اَرْحَامَهُمْ.

حرص سے پرہیز کرو کیونکہ یہی پہلی اقوام میں خون ریزی اور قطع رحمی کا موجب بنا۔[1]

صلہ رحمی کے طریقے:

صلہ رحمی اس کا نام نہیں کہ انسان رشتہ داروں کے گھر جائے بلکہ اس کے کئی طریقے ہیں۔ اس کا کامل مصداق یہ ہے کہ دوسروں سے پہلے رشتہ داروں کی ضرورت کو پورا کرے اور انہیں خوشحال کرے۔[2] پس صلہ رحمی اور اس سے رشتہ داروں کی شان کے متناسب ہو۔ چنانچہ بعض اوقات اس سے سلام کرنا یا سلام کا اچھا جواب دینا ہو۔ صلہ رحمی کے بعض طریقے مندرجہ ذیل ہیں: رشتہ داروں کو تکلیف نہ دینا، سلام و اکرام کرنا، کھانا کھلانا، اگرچہ کم ہی کیوں نہ ہو، بیمار کی تیمارداری کرنا[3]، مراسم عزا میں شرکت کرنا[4]، ان کا دیدار کرنا[5]، ہدیہ دینا[6]، دوسروں سے پہلے ان کی ضروریات کو پورا کرنا۔[7]

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

يَا اَهْلَ الْقَرَابَةِ تَزَاوَرُوا وَ لَا تَتَجَاوَرُوا وَ تَهَادَوْا فَاِنَّ الزِّيَارَةَ تَزِيْدُ فِي الْمَوَدَّةِ وَ التَّجَاوُرَ يُحْدِثُ الْقَطِيعَةَ وَ الْهَدِيَّةَ تَسُلُّ الشَّحْنَاءَ.

اے رشتہ دارو! ایک دوسرے کا دیدار کیا کرو لیکن ہمسایہ نہ بنو، ایک دوسرے کو ہدیہ دو کیونکہ دیدار سے دوستی میں اضافہ ہوتا ہے اور ہمسائیگی ممکن ہے تعلق کو توڑنے کا سبب بنے۔ تحفہ آدمی کے دل کو نرم کرتا ہے۔[8]

امام صادق علیہ السلام ایسے ہی احادیث میں فرماتے ہیں کہ صلہ رحمی کرو اگرچہ وہ سلام کرنا ہی کیوں نہ ہو،[9] اپنے رشتہ داروں سے تعلق بناؤ، اگرچہ ایک گھونٹ پانی کا دینے سے ہو۔[10] اپنے قریبی رشتہ داروں سے صلہ رحمی کرو اور ان کے جنازوں میں شرکت کرو

---

[1] الخصال/ ج۱/ ۱۷۶/ الشح یولد ثلاث خصال مذمومۃ..... ص:۱۷۵

[2] تسنیم، ج۲، ص۵۶۰

[3] وَعُودُوا مَرْضَاهُمْ (الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۲/ ۲۱۹/ باب التقیۃ..... ص:۲۱۶)

[4] وَاشْهَدُوا جَنَائِزَهُمْ (الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۲/ ۲۱۹/ باب التقیۃ..... ص:۲۱۶)

[5] يَا اَهْلَ الْقَرَابَةِ تَزَاوَرُوا (الجعفریات (الاشعثیات)/ ۱۵۳/ باب فضل الہدیۃ..... ص:۱۵۳)

[6] يَا اَهْلَ الْقَرَابَةِ.....وَ تَهَادَوْا (الجعفریات (الاشعثیات)/ ۱۵۳/ باب فضل الہدیۃ..... ص:۱۵۳)

[7] لَا صَدَقَةَ وَذُو رَحِمٍ مُحْتَاجٌ. (من لایحضرہ الفقیہ/ ج۲/ ۶۸/ باب فضل الصدقۃ..... ص:۶۶)

[8] مستدرک الوسائل ومستنبط المسائل/ ج۱۳/ ۲۰۵/ ۷۱- باب استحباب الاہداء الی المسلم ولو بقا وقبول ہدیتہ..ص:۲۰۳

[9] صِلُوا اَرْحَامَكُمْ وَلَوْ بِالتَّسْلِيمِ (الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۲/ ۱۵۵/ باب صلۃ الرحم.....ص:۱۵۰)

[10] صِلْ رَحِمَكَ وَلَوْ بِشَرْبَةٍ مِنْ مَاءٍ. (قرب الاسناد (ط-الحدیثۃ)/ النص/ ۳۵۵/ احادیث متفرقۃ.....ص:۳۴۲)

اوران کی بیماری سے ان کی عیادت کرو۔ان کے حقوق کی رعایت کرو[1] بہترین رشتہ داری سے تعلق یہ ہے کہ انہیں کوئی تکلیف نہ دو۔[2]

صلہ رحمی کی حد:

رشتہ داروں میں سے صرف اچھے لوگوں سے تعلق قائم نہیں کرنا چاہیے کیونکہ صلہ رحمی کا حکم صرف باایمان رشتہ داروں سے مخصوص نہیں ہے بلکہ یہ ایک وظیفہ الٰہی واخلاقی ہے اوراس کا دائرہ وسیع تر ہے۔والدین اگرچہ مسلمان نہ بھی ہوں تو بھی ان کا احترام لازم ہے اوران کی ضروریات پورا کرنا ہمارا فرض ہے۔اگر غیر مسلمانوں سے تعلق سے دین کے احکام وعقائد کا مسئلہ ہو یعنی ہمارا دین خطرے میں ہوتو ایسی صورت میں ان سے نہ صرف تعلق نہ قائم کریں بلکہ تعلق قائم کرنا جائز بھی نہیں ہے۔[3]

خداوندفرماتا ہے:

وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ ۚ حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ وَهْنًا عَلٰى وَهْنٍ وَّفِصٰلُهٗ فِيْ عَامَيْنِ اَنِ اشْكُرْ لِيْ وَلِوَالِدَيْكَ ؕ اِلَيَّ الْمَصِيْرُ ﴿۱۴﴾ وَاِنْ جَاهَدٰكَ عَلٰٓى اَنْ تُشْرِكَ بِيْ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ۙ فَلَا تُطِعْهُمَا وَصَاحِبْهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوْفًا ۙ وَّاتَّبِعْ سَبِيْلَ مَنْ اَنَابَ اِلَيَّ ۚ ثُمَّ اِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۵﴾

اورہم نے انسان کو جسے اس کی ماں نے دُکھ پر دُکھ سہ کے پیٹ میں رکھا (اس کے علاوہ) دو برس میں (جا کے) اس کی دودھ بڑھائی کی (اپنے اور) اس کے ماں باپ کے بارے میں تاکید کی کہ میرا بھی شکر یہ ادا کرو اور اپنے والدین کا (بھی اور آخر سب کو) میری طرف لوٹ کر جانا ہے۔اوراگر تیرے ماں باپ تجھے اس بات پر مجبور کریں کہ تو میرا شریک ایسی چیز کو قرار دے جس کا تجھے کچھ علم بھی نہیں تو تُو (اس میں) ان کی اطاعت نہ کر (مگر تکلیف نہ پہنچا) اور دنیا (کے کاموں) میں ان کا اچھی طرح ساتھ دے اوراس کے طریقہ پر چل جو (ہر بات میں) میری (ہی) طرف رجوع کرے پھر تو (آخر) تم سب کی رجوع میری ہی طرف ہے تب (دنیا میں) جو کچھ تم کرتے تھے (اس وقت اس کا انجام) بتادونگا۔[4]

امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے:

اَنَّ رَجُلًا اَتَى النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ اَهْلُ بَيْتِي اَبَوْا اِلَّا تَوَثُّباً عَلَيَّ وَ قَطِيعَةً لِي وَ شَتِيمَةً

---

[1] صِلُوا عَشَائِرَكُمْ وَ اشْهَدُوا جَنَائِزَهُمْ وَ عُودُوا مَرْضَاهُمْ وَ اَدُّوا حُقُوقَهُمْ (الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۲/ ۶۳۶/ باب مایجب من المعاشرۃ..... ص:۶۳۵)

[2] اَفْضَلُ مَا تُوصَلُ بِهِ الرَّحِمُ كَفُّ الْاَذَى عَنْهَا (الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۲/ ۱۵۱/ باب صلۃ الرحم..... ص:۱۵۰)

[3] تسنیم، ج۲، ص۵۶۰، ۵۶۱

[4] سورۂ لقمان: ۱۴، ۱۵

فَأَرْفُضُهُمْ قَالَ إِذاً يَرْفُضَكُمُ اللهُ جَمِيعاً قَالَ فَكَيْفَ أَصْنَعُ قَالَ تَصِلُ مَنْ قَطَعَكَ وَ تُعْطِي مَنْ حَرَمَكَ وَ تَعْفُو عَمَّنْ ظَلَمَكَ فَإِنَّكَ إِذَا فَعَلْتَ ذَلِكَ كَانَ لَكَ مِنَ اللهِ عَلَيْهِمْ ظَهِيرٌ.

ایک شخص رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آیا اور عرض کرنے لگا: اے اللہ کے رسولؐ! ہمارے کچھ ایسے رشتہ دار ہیں جو مجھ پر ستم کرتے ہیں، مجھے گالیاں دیتے ہیں اور میرے لئے کوئی کام نہیں کرتے۔ کیا میں اسے چھوڑ سکتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: ایسی صورت میں خدا تم سب کو چھوڑ دے گا، اس شخص نے دوبارہ پوچھا: پس میں کیا کروں؟ آپ نے فرمایا: جو تم سے تعلق توڑتا ہے اس سے تعلق بناؤ اور اگر تو نے ایسا کیا تو خداوند عالم ان کو تیرے لئے مددگار بنائے گا۔[1]

مروی ہے کہ:

عَنِ الْجَهْمِ بْنِ حُمَيْدٍ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي عَبْدِ اللهِ عليه السلام تَكُونُ لِيَ الْقَرَابَةُ عَلَى غَيْرِ أَمْرِي أَلَهُمْ عَلَيَّ حَقٌّ قَالَ نَعَمْ حَقُّ الرَّحِمِ لَا يَقْطَعُهُ شَيْءٌ وَ إِذَا كَانُوا عَلَى أَمْرِكَ كَانَ لَهُمْ حَقَّانِ حَقُّ الرَّحِمِ وَ حَقُّ الْإِسْلَامِ.

جہم بن حمید نے امام صادق علیہ السلام سے پوچھا: جو میرے رشتہ داری میرے عقیدے کے مخالف عقیدہ رکھتے ہوں، کیا ان کا مجھ پر کوئی حق ہے؟ آپ نے فرمایا: ہاں رشتہ دار حق رکھتے ہیں کہ ان سے کسی قسم کا تعلق ختم نہ کرو۔ اگر وہ تیرے عقیدے کے مطابق ہیں تو وہ تجھ پر دو حق رکھتے ہیں حق صلہ رحمی اور حق اسلام۔[2]

رشتہ داری کے مراتب

رشتہ داروں سے تعلقات قائم ایک طرف اور سب رشتہ داروں سے تعلقات قائم کرنے میں ناتوانی دوسری طرف۔

آیات[3] و روایات میں رشتہ داروں سے مراتب کے لحاظ سے ان سے تعلقات قائم کرنے کی تاکید کی گئی ہے صلہ رحمی کے مراتب مندرجہ ذیل ہیں:

(۱) ماں باپ اور ان دونوں میں ماں مقدم ہے۔

(۲) بہن اور بھائی۔

(۳) دوسرے نسبی رشتہ دار جیسے چچا، پھوپھی، ماما، ممانی، خالہ، چچازاد۔

(۴) دوسرے سببی رشتہ دار جیسے: داماد، بیوی، شوہر۔

ان سب کو تفصیل سے ذکر کریں گے۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت منقول ہے کہ

---

[1] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۲/ ۱۵۰/ باب صلۃ الرحم..... ص: ۱۵۰

[2] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۲/ ۱۵۷/ باب صلۃ الرحم..... ص: ۱۵۰

[3] سورۂ بقرہ: ۱۸۰، ۲۱۵

خَمْسُ تَمَرَاتٍ اَوْ خَمْسُ قُرَصٍ اَوْ دَنَانِيرُ اَوْ دَرَاهِمُ يَمْلِكُهَا الْاِنْسَانُ وَ هُوَ يُرِيدُ اَنْ يُمْضِيَهَا فَاَفْضَلُهَا مَا اَنْفَقَهُ الْاِنْسَانُ عَلَى وَالِدَيْهِ ثُمَّ الثَّانِيَةُ عَلَى نَفْسِهِ وَ عِيَالِهِ ثُمَّ الثَّالِثَةُ عَلَى قَرَابَتِهِ الْفُقَرَاءِ ثُمَّ الرَّابِعَةُ عَلَى جِيرَانِهِ الْفُقَرَاءِ ثُمَّ الْخَامِسَةُ فِي سَبِيلِ اللهِ وَ هُوَ اَخَسُّهَا اَجْراً.

جس شخص کے پاس پانچ کھجور کے دانے، پانچ روٹیاں، یا پانچ درہم و دینار ہوں تو انہیں بہترین خرچ کرنا والدین پر خرچ کرنا ہے۔ دوسرے حصہ اپنے اور اہل وعیال کے لئے تیسری حصہ غریب رشتہ داروں کے لئے، چوتھا حصہ فقیر ہمسایہ کے لئے پانچواں حصہ خدا کی راہ میں خرچ کرنا جس کا ان سب سے کم ثواب ہے۔[1]

ان سب کو دینا حکم خدا ہے اور ثواب بھی ہے یاد رہے کہ ان کار خیر سے صدقے کا ثواب کم ہے۔

امام حسین علیہ السلام نے فرمایا:

اِبْدَأْ بِمَنْ تَعُولُ اُمَّكَ وَ اَبَاكَ وَ اُخْتَكَ وَ اَخَاكَ ثُمَّ اَدْنَاكَ فَاَدْنَاكَ وَ قَالَ لَا صَدَقَةَ وَ ذُو رَحِمٍ مُحْتَاجٌ.

میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا کہ آپؐ نے فرمایا: حقوق کے رعایت میں اپنے آپ سے آغاز کرو۔ سب سے پہلے تیری ماں، پھر تیرا باپ، پھر بہنیں اور بھائی پھر ان سب کے حقوق کی رعایت کرنا جو زیادہ قریب ہوں۔[2]

نیز حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

يَا عَلِيُّ سِرْ سَنَتَيْنِ بَرَّ وَالِدَيْكَ سِرْ سَنَةً صِلْ رَحِمَكَ.

اے علیؑ! والدین سے نیکی کے لئے دو سال اور رشتہ داروں سے تعلق رکھنے کے لئے ایک سال کا سفر کریں۔[3]

صلہ رحمی کے موارد:

آیات و روایات میں صلہ رحمی کے مندرجہ ذیل موارد بیان ہوئے ہیں: والدین، ماں، باپ، اہل وعیال، اولاد، بیٹا، بیٹی، بیوی، شوہر، بھائی، بہن اور دوسرے سببی اور نسبی رشتہ دار جیسے سسر، ساس، داماد وغیرہ۔

ہم ہر ایک کو تربیت سے بیان کرتے ہیں۔

---

[1] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۵ / ۶۶ / باب دخول الصوفیۃ علی ابی عبداللہ ع واحتجاجہم علیہ فیما یتہمون الناس عنہ من طلب الرزق... ص: ۶۵

[2] الاختصاص/ النص/ ۲۱۹ / حدیث فی اوقات المکروہۃ للجماع وجملۃ من وصایاہم ع..... ص: ۲۱۸

[3] من لایحضرہ الفقیہ/ ج ۴ / ۳۶۱ / باب النوادر وہو آخر ابواب الکتاب..... ص: ۳۵۲

(۱) والدین سے نیکی

والدین

والدین کے ساتھ احسان کرنا اتنا اہم ہے کہ اگر چہ وہ مشرک ہوں اور ان کا شرک بھی ان سے نیکی میں مانع نہیں ہے کم سے کم بے احترامی و گستاخی کرنے سے منع کیا گیا ہے۔ ان سے دنیا میں اور مرنے کے بعد بھی بہت ہی تواضع سے پیش آنے کی سفارش کی گئی ہے اور نماز، جہاد، حج.....کا ثواب ملتا ہے حتیٰ کہ ان کا شکر خدا کے شکر کے ساتھ ذکر ہوا ہے۔ بہترین شاہد آیات ہیں جن میں والدین سے نیکی کرنے کی تاکید کی گئی ہے۔

وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ۭ اِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَآ اَوْ كِلٰهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا ۝۲۳

اور تمہارے پروردگار نے تو حکم ہی دیا ہے کہ اس کے سوا کسی دوسرے کی عبادت نہ کرنا اور ماں باپ سے نیکی کرنا اگر ان میں سے ایک یا دونوں تیرے سامنے بڑھاپے کو پہنچیں (اور کسی بات پر خفا ہوں) تو (خبردار ان کے جواب میں) اُف تک نہ کہنا اور نہ ان کو جھڑکنا اور (جو کچھ کہنا سننا ہو تو) بہت ادب سے کہا کرو۔ [1]

وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا ۝۲۴

اور ان کے سامنے نیاز سے خاکساری کا پہلو جھکائے رکھو اور (ان کے حق میں) دُعا کرو کہ اے میرے پالنے جس طرح ان دونوں نے میرے چھٹپنے میں میری پرورش کی اسی طرح تو بھی اُن پر رحم فرما۔ [2]

وَاِنْ جَاهَدٰكَ عَلٰٓى اَنْ تُشْرِكَ بِيْ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ۙ فَلَا تُطِعْهُمَا وَصَاحِبْهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوْفًا ۡ وَّاتَّبِعْ سَبِيْلَ مَنْ اَنَابَ اِلَيَّ ۚ ثُمَّ اِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝۱۵

اور اگر تیرے ماں باپ تجھے اس بات پر مجبور کریں کہ تو میرا شریک ایسی چیز کو قرار دے جس کا تجھے کچھ علم بھی نہیں تو تُو (اس میں) ان کی اطاعت نہ کر (مگر تکلیف نہ پہنچا) اور دنیا (کے کاموں) میں ان کا اچھی طرح ساتھ دے اور اس کے طریقہ پر چل جو (ہر بات میں) میری (ہی) طرف رجوع کرے پھر تو (آخر) تم سب کی رجوع میری ہی طرف ہے تب (دنیا میں) جو کچھ تم کرتے تھے (اس وقت اس کا انجام) بتا دونگا۔ [3]

مروی ہے کہ:

---

[1] سورۂ اسراء: ۲۳

[2] سورۂ اسراء: ۲۴

[3] سورۂ لقمان: ۱۵

عَنْ مَنْصُورِ بْنِ حَازِمٍ عَنْ اَبِی عَبْدِ اللهِ علیہ السلام قَالَ: قُلْتُ اَیُّ الْاَعْمَالِ اَفْضَلُ قَالَ الصَّلَاۃُ لِوَقْتِهَا وَبِرُّ الْوَالِدَیْنِ وَالْجِهَادُ فِی سَبِیلِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ.

منصور بن حازم نے امام صادق علیہ السلام سے پوچھا: سب سے بہترین عمل کونسا ہے؟

امام نے فرمایا: بروقت نماز، والدین سے نیکی اور راہ خدا میں جہاد کرنا۔[1]

امام باقر علیہ السلام نے فرمایا:

ثَلَاثٌ لَمْ یَجْعَلِ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ لِاَحَدٍ فِیهِنَّ رُخْصَةً اَدَاءُ الْاَمَانَةِ اِلَی الْبَرِّ وَالْفَاجِرِ وَالْوَفَاءُ بِالْعَهْدِ لِلْبَرِّ وَالْفَاجِرِ وَبِرُّ الْوَالِدَیْنِ بَرَّیْنِ کَانَا اَوْ فَاجِرَیْنِ.

خدا نے تین چیزوں میں کسی کو کوئی رعایت نہیں دی۔ (۱) امانت میں خیانت نہ کرو، اگرچہ نیک شخص کی ہو یا بدآدمی کی۔ (۲) عہد پورا کرو اگرچہ نیک آدمی سے ہو یا بد سے۔ (۳) والدین سے نیکی کرو اگرچہ مشرک ہی کیوں نہ ہو۔ والدین کے ساتھ نیکی کرنا ان کے مرنے کے بعد بھی تاکید کی گئی ہے۔[2]

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

سَیِّدُ الْاَبْرَارِ یَوْمَ الْقِیَامَةِ رَجُلٌ بَرَّ وَالِدَیْهِ بَعْدَ مَوْتِهِمَا.

قیامت کے دن نیک افراد میں وہ شخص زیادہ خوش ہوگا جو اپنے والدین کے ساتھ مرنے کے بعد بھی نیکی کرتا ہے۔[3]

فوت ہوجانے بعد نیکی یعنی ان کی نمازیں پڑھنا وقرآن خوانی کرنا وغیرہ۔

والدین سے نیکی کرنے کے مخصوص اوقات:

والدین سے نیکی کرنے کا کوئی خاص زمانہ نہیں ہے لیکن بعض اوقات میں دوبرابر ثواب ملتا ہے۔

امام باقر علیہ السلام نے فرمایا:

مَا مِنْ عَمَلٍ اَفْضَلَ یَوْمَ النَّحْرِ مِنْ دَمٍ مَسْفُوكٍ اَوْ مَشْیٍ فِی بِرِّ الْوَالِدَیْنِ اَوْ ذِی رَحِمٍ قَاطِعٍ.

کوئی عمل ایسا نہیں ہے جو عید قربان کے اعمال اور والدین سے نیکی کرنے سے افضل ہو۔[4]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ زَارَ قَبْرَ اَبَوَیْهِ اَوْ اَحَدِهِمَا فِی کُلِّ جُمُعَةٍ غُفِرَ لَهُ وَکُتِبَ بَرّاً.

---

[1] الکافی (ط-الاسلامیة)/ ج۲/ ۱۵۸/ باب البر بالوالدین..... ص:۱۵۷

[2] الکافی (ط-الاسلامیة)/ ج۲/ ۱۶۲/ باب البر بالوالدین..... ص:۱۵۷

[3] بحار الانوار (ط-بیروت)/ ج۷۱/ ۸۶/ باب ۲ بر الوالدین والاولاد وحقوق بعضہم علی بعض والمنع من العقوق..... ص:۲۲

[4] الخصال/ ج۱/ ۲۹۸/ ما من عمل یوم النحر افضل من خمس خصال..... ص:۲۹۸

جو شخص ہر جمعہ کے دن ماں باپ کی قبروں کی زیارت کرتا ہے اس کی مغفرت ہوتی ہے اور اس کا شمار نیک افراد میں سے ہے۔[1]

والدین سے نیکی کے آثار:

رضایت الٰہی:

روایت میں ملتا ہے کہ

رُوِیَ: اَنَّ اَوَّلَ مَا کَتَبَہُ اللّٰہُ فِی اللَّوحِ الْمَحْفُوظِ اِنِّی لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنَا مَنْ رَضِیَ عَنْہُ وَالِدَاہُ فَاَنَا عَنْہُ رَاضٍ.

خداوند نے لوح محفوظ پر سب سے پہلے جو چیز لکھی ہے۔ وہ یہ ہے کہ خدا کے علاوہ کوئی معبود نہیں جس کے والدین اس سے راضی ہوں میں بھی اس سے راضی ہوں۔[2]

آسمانی نزول رحمت:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

یُفَتَّحُ اَبْوَابُ السَّمَاءِ بِالرَّحْمَةِ فِی اَرْبَعِ مَوَاضِعَ عِنْدَ نُزُولِ الْمَطَرِ وَ عِنْدَ نَظَرِ الْوَلَدِ فِی وَجْہِ الْوَالِدَیْنِ وَ عِنْدَ فَتْحِ بَابِ الْکَعْبَةِ وَ عِنْدَ النِّکَاحِ.

آسمانی رحمت کے دروازے چار وقت میں کھلتے ہیں، بارش برسنے کے دوران، بچے کا والدین کے چہرے پر نگاہ کرتے وقت، کعبہ کے کھلنے کے دوران اور شام کے نکاح کے وقت۔[3]

جنت کے بہترین مراتب:

امام باقر علیہ السلام نے فرمایا:

اَرْبَعٌ مَنْ کُنَّ فِیہِ مِنَ الْمُؤْمِنِینَ اَسْکَنَہُ اللّٰہُ فِی اَعْلَی عِلِّیِّینَ فِی غُرَفٍ فَوْقَ غُرَفٍ فِی مَحَلِّ الشَّرَفِ کُلِّ الشَّرَفِ مَنْ آوَی الْیَتِیمَ وَ نَظَرَ لَہُ فَکَانَ لَہُ اَبًا رَحِیماً وَ مَنْ رَحِمَ الضَّعِیفَ وَ اَعَانَہُ وَ کَفَاہُ وَ مَنْ اَنْفَقَ عَلَی وَالِدَیْہِ وَ رَفَقَ بِہِمَا وَ بَرَّہُمَا وَ لَمْ یَخْزُنْہُمَا.

چار صفات ایسی ہیں کہ اگر ان میں ایک مومن میں پائی جائے تو خدا اسے جنت میں بہترین مرتبہ عطا کرتا ہے اور جنت کے تمام بہترین محلوں میں اور عالی ترین شرف کے محل پر فائز کرتا ہے:

(۱) جو ماں باپ پر خرچ کرتا ہو،

---

[1] بحار الانوار (ط-بیروت)/ ج۸۶/ ۳۵۹/ باب ۱۴ اعمال یوم الجمعۃ وآدابہ ووظائفہ..... ص:۳۲۹

[2] مستدرک الوسائل ومستنبط المسائل/ ج۱۵/ ۱۷۶/ ۶۸-باب وجوب بر الوالدین..... ص: ۱۷۳

[3] جامع الاخبار (للشعیری)/ ۱۰۱/ الفصل الثامن والخمسون فی التزویج

(۲)ان کے ساتھ اچھا برتاؤ کرتا ہو،
(۳)ان دونوں کے ساتھ نیکی کرتا ہو
(۴)ان دونوں کو غمگین نہ کرتا ہو۔[۱]

عرش الٰہی کے سائے کے فائدے:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

بَيْنَا مُوسَى بْنُ عِمْرَانَ يُنَاجِي رَبَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ إِذْ رَأَى رَجُلًا تَحْتَ ظِلِّ عَرْشِ اللهِ عَزَّ وَ جَلَّ فَقَالَ يَا رَبِّ مَنْ هَذَا الَّذِي قَدْ أَظَلَّهُ عَرْشُكَ فَقَالَ هَذَا كَانَ بَارّاً بِوَالِدَيْهِ وَ لَمْ يَمْشِ بِالنَّمِيمَةِ.

ایک دن حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ایک شخص کو عرش الٰہی کے نیچے دعا و مناجات کرتے ہوئے دیکھا۔
پوچھا گیا: پروردگارا! یہ کون ہے جس پر تیرے عرش کا سایہ ہوگا؟
فرمایا: یہ وہ شخص ہے جو اپنے ماں باپ سے نیکی کرے اور چاپلوس نہ ہو۔[۲]

شیعت کی علامت:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

فَوَ اللهِ مَا شِيعَتُنَا إِلَّا مَنِ اتَّقَى اللهَ وَ أَطَاعَهُ وَ مَا كَانُوا يُعْرَفُونَ يَا جَابِرُ إِلَّا بِالتَّوَاضُعِ وَ التَّخَشُّعِ وَ الْأَمَانَةِ وَ كَثْرَةِ ذِكْرِ اللهِ وَ الصَّوْمِ وَ الصَّلَاةِ وَ الْبِرِّ بِالْوَالِدَيْنِ.

ہمارا شیعہ نہیں ہے مگر وہ کہ جو اللہ کا تقویٰ اختیار کرے اس کی اطاعت کرے، اے جابر! ہمارے شیعہ معروف نہیں ہوں گے مگر تواضع، خشیت، امانت، کثرت سے ذکرِ خدا، روزہ، نماز اور والدین کے ساتھ نیک سلوک سے۔[۳]

والدہ:

ماں کی بڑی عظمت ہے وہ اپنے بچوں کے لئے کتنی ہی مشکلات برداشت کرتی ہے، اسی سے ماں کے مقام کی فضیلت بھی معلوم ہوجاتی ہے۔ اسی وجہ سے امام سجاد علیہ السلام نے فرمایا ہے:

وَ أَمَّا حَقُّ أُمِّكَ فَأَنْ تَعْلَمَ أَنَّهَا حَمَلَتْكَ حَيْثُ لَا يَحْتَمِلُ أَحَدٌ أَحَداً وَ أَعْطَتْكَ مِنْ ثَمَرَةِ قَلْبِهَا مَا لَا يُعْطِي أَحَدٌ أَحَداً وَ وَقَتْكَ بِجَمِيعِ جَوَارِحِهَا وَ لَمْ تُبَالِ أَنْ تَجُوعَ وَ تُطْعِمَكَ وَ تَعْطَشَ وَ تَسْقِيَكَ وَ تَعْرَى وَ تَكْسُوَكَ وَ تَضْحَى وَ تُظِلَّكَ وَ تَهْجُرَ النَّوْمَ لِأَجْلِكَ وَ وَقَتْكَ الْحَرَّ وَ الْبَرْدَ لِتَكُونَ لَهَا فَإِنَّكَ لَا تُطِيقُ شُكْرَهَا إِلَّا بِعَوْنِ اللهِ وَ تَوْفِيقِهِ.

---

[۱] الامالی (للمفید)/ النص/ ۱۶۷/ المجلس الحادی والعشرون
[۲] بحار الانوار (ط-بیروت)/ ج ۷۱/ ۶۵/ باب ۲ بر الوالدین والا ولاد وحقوق بعضہم علی بعض والمنع من العقوق..... ص: ۲۲
[۳] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۲/ ۷۴/ باب الطاعۃ والتقوی..... ص: ۷۳

تیری ماں کا حق یہ ہے کہ اس نے تجھے اس طرح اٹھایا کہ کسی اور نے تجھے نہیں اٹھایا۔ اس نے ثمرہ قلب سے جو کچھ عطا کیا وہ کسی نے نہیں عطا کیا۔ اس نے اپنے تمام اعضائے بدن سے تیری خدمت کی وہ خود بھوکی رہی اور تجھے غذا دیتی تھی یا خود پیاسی تھی لیکن تجھے اس نے سیراب کیا یا خود عریاں تھی اور تجھے لباس دیا خود دھوپ میں تھی اور تجھے سائے کے نیچے بٹھایا۔ وہ خود نہیں سوتی تھی اس نے تجھے گرمی وسردی سے محفوظ رکھا تا کہ تم بڑے ہو کر اس کے ہو جاؤ۔

جان لو! کہ تم اس کے شکریہ ادا کرنے کی قدرت نہیں رکھتے سوائے خدا کی توفیق اور اس کی مدد سے۔ [1]

پہلے ماں کا حق:

ماں کے حق کا دائرہ وسیع ہے اور اتنا مہم ہے کہ حتی باپ کے حق سے زیادہ حق ہے اس لئے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اِذَا كُنْتَ فِي صَلَاةِ التَّطَوُّعِ فَاِنْ دَعَاكَ وَالِدُكَ فَلَا تَقْطَعْهَا وَاِنْ دَعَتْكَ وَالِدَتُكَ فَاقْطَعْهَا.

جب تم مستحب نماز پڑھ رہے ہو اور تمہارا باپ تمہیں بلائے تو نماز کو نہ چھوڑو اور اگر ماں بلائے تو نماز توڑ دو اور اس کی بات سنو۔ [2]

ماں سے زیادہ نیکی کرنا:

امام باقر علیہ السلام نے فرمایا:

قَالَ مُوسَى بْنُ عِمْرَانَ يَا رَبِّ اَوْصِنِي قَالَ اُوصِيكَ بِي فَقَالَ يَا رَبِّ اَوْصِنِي قَالَ اُوصِيكَ بِي ثَلَاثاً قَالَ يَا رَبِّ اَوْصِنِي قَالَ اُوصِيكَ بِاُمِّكَ قَالَ يَا رَبِّ اَوْصِنِي قَالَ اُوصِيكَ بِاُمِّكَ قَالَ اَوْصِنِي قَالَ اُوصِيكَ بِاَبِيكَ قَالَ فَكَانَ يُقَالُ لِاَجْلِ ذَلِكَ اِنَّ لِلْاُمِّ ثُلُثَيِ الْبِرِّ وَلِلْاَبِ الثُّلُثَ.

حضرت موسیٰ بن عمران نے تین بار اللہ کی بارگاہ میں عرض کیا: پروردگارا! مجھے نصیحت فرما۔ خداوند عالم نے ہر تین بار یہ فرمایا: میں تجھے اپنے لئے سفارش کرتا ہوں۔

پھر عرض کیا: پروردگارا! مجھے نصیحت فرما۔

اللہ نے فرمایا: تجھے نصیحت کرتا ہوں کہ ماں کے بارے میں۔

پھر عرض کیا: اے پروردگارا! مجھے نصیحت فرما۔

اللہ نے فرمایا: میں تجھے ماں کے بارے میں نصیحت کرتا ہوں۔

پھر کہا پروردگارا! مجھے نصیحت فرما۔

---

[1] من لایحضرہ الفقیہ/ ج ۲/ ۶۲۱/ باب الحقوق..... ص:۶۱۸

[2] مستدرک الوسائل ومستنبط المسائل/ ج ۱۵/ ۱۸۱/ ۷۰- باب استحباب الزیادۃ فی برالام علی برالاب..... ص:۱۷۹

اللہ نے فرمایا: تجھے باپ کے بارے میں نصیحت کرتا ہوں یعنی ماں باپ کی خدمت کرنے کی نصیحت تھی۔

امام باقر علیہ السلام نے فرمایا:

اسی وجہ سے کہا جاتا ہے کہ نیکی میں سے دو تہائی ماں کا اور ایک تہائی باپ کا حق ہے۔[1]

نکتہ:

اگر چہ روایات میں باپ سے زیادہ ماں سے نیکی کرنے کی سفارش کی گئی ہے اس حدیث کے بارے میں یہ احتمال بھی ہے کہ یہ نصیحت حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ان کی ماں کے بارے میں ہو۔

امام رضا علیہ السلام نے ماں کے حق کے مقدم ہونے کے بارے میں فرمایا:

وَ اعْلَمْ اَنَّ حَقَّ الْاُمِّ اَلْزَمُ الْحُقُوقِ وَ اَوْجَبُهَا لِاَنَّهَا حَمَلَتْ حَيْثُ لَا يَحْمِلُ اَحَدٌ اَحَداً وَ وَقَتْ بِالسَّمْعِ وَ الْبَصَرِ وَ جَمِيعِ الْجَوَارِحِ مَسْرُورَةً مُسْتَبْشِرَةً بِذَلِكَ فَحَمَلَتْهُ بِمَا فِيهِ مِنَ الْمَكْرُوهِ وَ الَّذِي لَا يَصْبِرُ عَلَيْهِ اَحَدٌ وَ رَضِيَتْ بِاَنْ تَجُوعَ وَ يَشْبَعَ وَلَدُهَا وَ تَظْمَاَ وَ يَرْوَى وَ تَعْرَى وَ يَكْتَسِي وَ يَظَلُّ وَ تَضْحَى فَلْيَكُنِ الشُّكْرُ لَهَا وَ الْبِرُّ وَ الرِّفْقُ بِهَا عَلَى قَدْرِ ذَلِكَ وَ اِنْ كُنْتُمْ لَا تُطِيقُونَ بِاَدْنَى حَقِّهَا اِلَّا بِعَوْنِ اللهِ وَ قَدْ قَرَنَ اللهُ عَزَّ وَ جَلَّ حَقَّهَا بِحَقِّهِ فَقَالَ اشْكُرْ لِي وَ لِوالِدَيْكَ اِلَيَّ الْمَصِيرُ.

ماں کا حق لازم ترین اور واجب ترین حقوق میں سے ہے۔ کیونکہ ماں بچے کو اس طرح اٹھاتی ہے کہ کوئی دوسرا اسے نہیں اٹھا سکتا۔ ہر لحاظ سے اس کی خدمت اور حفاظت کرتی ہے حالانکہ ماں اس سے خوش ہوتی ہے پس وہ بچوں کو بڑی سختی سے پالتی ہے اور صبر کرتی ہے آپ بھوکی رہتی ہے بچوں کو سیر کرتی ہے خود پیاسی رہتی ہے بچوں کو سیراب کرتی ہے خود دھوپ میں ہوتی ہے اور بچے کو سائے میں رکھتی ہے۔ اگر چہ ماں کا پورا حق ادا کرنے کی انسان میں طاقت نہیں ہے لیکن جتنا ممکن ہو سکے اس کے حق کو ادا کریں۔

اللہ فرماتا ہے:

اَنِ اشْكُرْ لِيْ وَلِوَالِدَيْكَ ؕ اِلَيَّ الْمَصِيْرُ.[2]

میرا شکر بجالا وَاور والدین کا بھی شکریہ ادا کریں۔[3]

والد:

والد کی بھی قدر و منزلت کرنی چاہیے۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

---

[1] الامالی (للصدوق)/ النص/ ۵۱۱/ المجلس السابع والسبعون

[2] سورۂ لقمان: ۱۴

[3] الفقہ المنسوب الی الامام الرضا علیہ السلام/ ۳۳۴/ ۸۶ باب حق الوالد علی ولدہ

رِضَا الرَّبِّ فِي رِضَا الْوَالِدِ وَ سَخَطُ الرَّبِّ فِي سَخَطِ الْوَالِدِ.
خدا کی رضایت باپ کی رضا کے ساتھ ہے اور اللہ کا غضب بھی باپ کا غضب ہوتا ہے۔ [1]

باپ نعمتوں کی جڑ:

امام سجاد علیہ السلام نے فرمایا:

وَ اَمَّا حَقُّ اَبِيكَ فَتَعْلَمُ اَنَّهُ اَصْلُكَ وَ اَنَّكَ فَرْعُهُ وَ اَنَّكَ لَوْلَاهُ لَمْ تَكُنْ فَمَهْمَا رَاَيْتَ فِي نَفْسِكَ مِمَّا يُعْجِبُكَ فَاعْلَمْ اَنَّ اَبَاكَ اَصْلُ النِّعْمَةِ عَلَيْكَ فِيهِ وَ احْمَدِ اللهَ وَ اشْكُرْهُ عَلَى قَدْرِ ذَلِكَ.
باپ کا حق یہ ہے کہ تو اتنا جان لے کہ وہ تیری جڑ ہے اور تو اس کی شاخ، جان لے کہ اگر وہ نہ ہوتا تو تو بھی نہ ہوتا۔ پس جب بھی تجھے نعمت ملے خوشحال رہو۔ تیرا باپ تیری جڑ بھی ایک نعمت ہے۔ خدا کی حمد بجا اور نعمت کے برابر اس کا شکر ادا کرو۔ [2]

امام رضا علیہ السلام نے فرمایا:

عَلَيْكَ بِطَاعَةِ الْاَبِ وَ بِرِّهِ وَ التَّوَاضُعِ وَ الْخُضُوعِ وَ الْاِعْظَامِ وَ الْاِكْرَامِ لَهُ وَ خَفْضِ الصَّوْتِ بِحَضْرَتِهِ فَاِنَّ الْاَبَ اَصْلُ الِابْنِ وَ الِابْنَ فَرْعُهُ لَوْلَاهُ لَمْ يَكُنْ بِقُدْرَةِ اللهِ ابْذُلُوا لَهُمُ الْاَمْوَالَ وَ الْجَاهَ وَ النَّفْسَ وَ قَدْ اَرْوِي اَنْتَ وَ مَالُكَ لِاَبِيكَ فَجُعِلَتْ لَهُ النَّفْسُ وَ الْمَالُ تَابِعُوهُمْ فِي الدُّنْيَا اَحْسَنَ الْمُتَابَعَةِ بِالْبِرِّ وَ بَعْدَ الْمَوْتِ بِالدُّعَاءِ لَهُمْ وَ الرَّحْمِ عَلَيْهِمْ.
باپ سے نیکی کرو، اس کے ساتھ تواضع سے پیش آؤ، اس کا اکرام کرو۔ اس کے سامنے آرام اور نرم لہجہ میں بات کرو کیونکہ باپ جڑ اور بیٹا شاخ ہوتا ہے تمہاری جان و مال تیرے باپ کے لئے ہے۔ پس دنیا میں باپ سے نیکی کرو اور ان کی وفات کے بعد ان کے لئے دعائے مغفرت کرو اور طلب رحمت کرو۔ [3]

عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ اَبِي الْعَلَاءِ قَالَ: قُلْتُ لِاَبِي عَبْدِ اللهِ عليه السلام مَا يَحِلُّ لِلرَّجُلِ مِنْ مَالِ وَلَدِهِ قَالَ قُوتُهُ بِغَيْرِ سَرَفٍ اِذَا اضْطُرَّ اِلَيْهِ قَالَ فَقُلْتُ لَهُ فَقَوْلُ رَسُولِ اللهِ صلى الله عليه وآله لِلرَّجُلِ الَّذِي اَتَاهُ فَقَدَّمَ اَبَاهُ فَقَالَ لَهُ اَنْتَ وَ مَالُكَ لِاَبِيكَ فَقَالَ اِنَّمَا جَاءَ بِاَبِيهِ اِلَى النَّبِيِّ صلى الله عليه وآله فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ صلى الله عليه وآله هَذَا اَبِي وَ قَدْ ظَلَمَنِي مِيرَاثِي مِنْ اُمِّي فَاَخْبَرَهُ الْاَبُ اَنَّهُ قَدْ اَنْفَقَهُ عَلَيْهِ وَ عَلَى نَفْسِهِ فَقَالَ اَنْتَ وَ مَالُكَ لِاَبِيكَ وَ لَمْ يَكُنْ عِنْدَ الرَّجُلِ شَيْءٌ اَفَكَانَ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وآله يَحْبِسُ الْاَبَ لِلِابْنِ.

---

[1] نہج الفصاحۃ (مجموعہ کلمات قصار حضرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ) / ۵۰۲ / نہج الفصاحۃ مجموعہ کلمات قصار حضرت رسول اکرم، ص، با ترجمہ فارسی
[2] تحف العقول/ النص/ ۲۶۳ / واما حق الرحم..... ص: ۲۶۳
[3] الفقہ المنسوب الی الامام الرضا علیہ السلام/ ۳۳۴ / ۸۶ باب حق الوالد علی ولدہ

حسین بن ابی علاء کہتا ہے کہ میں نے امام صادق علیہ السلام سے پوچھتا ہے کہ باپ اپنے بچے کے مال سے کتنا حق رکھتا ہے ؟

آپ نے فرمایا: روزانہ کی غذا کے برابر اور اسراف بھی نہ ہو۔ وہ بھی محتاج اور نا چار ہونے کی صورت میں لے سکتا ہے۔

راوی نے پوچھا: پس رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس کلام کے بارے میں کیا فرمائیں گے کہ آپ نے ایک شخص سے فرمایا تھا کہ تو اور تیرا مال تیرے باپ کا ہے۔

امام نے فرمایا: وہ شخص اپنے باپ کو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں لے آیا اور کہا کہ اے اللہ کے رسولؐ! میرے والد نے میری ماں کے ترکہ میں سے ملنے والی میراث میں مجھ پر ستم کیا ہے؟ باپ نے کہا: میں نے اس مال کو اپنے اور اس بچے کے لئے خرچ کیا ہے۔ (اس پر) رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس شخص سے کہا تھا تو اور تیرا مال دونوں تیرے باپ کے ہیں۔ یہ اس صورت میں تھا کہ باپ کے پاس مال بھی نہ تھا۔ [1]

باپ سے ہمیشہ کے لئے نیکی:

امام رضا علیہ السلام نے اپنے والد گرامی کی شہادت کے بعد ان کے لئے دعا کے ضمن میں فرمایا:

عَلَيْكَ بِطَاعَةِ الْأَبِ وَ بِرِّهِ ..... وَ بَعْدَ الْمَوْتِ بِالدُّعَاءِ لَهُمْ وَ الرَّحْمِ عَلَيْهِمْ فَإِنَّهُ رُوِيَ أَنَّ مَنْ بَرَّ آبَاهُ فِي حَيَاتِهِ وَ لَمْ يَدْعُ لَهُ بَعْدَ وَفَاتِهِ سَمَّاهُ اللهُ عَاقّاً.

تم پر لازم ہے کی اپنے والد کی اطاعت کرو اس کے ساتھ نیکی کرو اور اس کے مرنے کے بعد اس کے لئے مغفرت کی دعا کرو کیونکہ مروی ہے کہ جو شخص بھی باپ کی زندگی میں تو اس سے نیکی کرتا ہے لیکن اس کے مرنے کے بعد اس کے لئے دعا نہ کرے تو خداوند عالم اسے قطع رحمی کرنے والوں میں شمار کرتا ہے۔ [2]

امام باقر علیہ السلام نے فرمایا:

إِنَّ الْعَبْدَ لَيَكُونُ بَارّاً بِوَالِدَيْهِ فِي حَيَاتِهِمَا ثُمَّ يَمُوتَانِ فَلَا يَقْضِي عَنْهُمَا الدَّيْنَ وَ لَا يَسْتَغْفِرُ لَهُمَا فَيَكْتُبُهُ اللهُ عَاقّاً.

جو شخص والدین کی زندگی میں ان سے نیکی کرے لیکن ان کے مرنے کے بعد ان کے قرض ادا نہ کرے اور اس کے لئے مغفرت کی دعا نہ کرے تو خدا ایسے شخص کو والدین کا عاق سمجھتا ہے۔ [3]

---

[1] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۵/ ۱۳۶/ باب الرجل یاخذ من مال ولدہ والولد یاخذ من مال ابیہ..... ص:۱۳۵

[2] الفقہ المنسوب الی الامام الرضا علیہ السلام/ ۳۳۴/ ۸۶ باب حق الوالد علی ولدہ

[3] الزہد/ النص/ ۳۳/ ۵ باب بر الوالدین والقرابۃ والعشیرۃ والقطیعۃ

والدین سے قطع رحمی:

والدین سے قطع رحمی کی مذمت ہوئی ہے جو اپنے والدین کی اہانت کرتے ہیں وہ مشکلات میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔

خداوند قرآن میں فرماتا ہے:

وَالَّذِیْ قَالَ لِوَالِدَیْهِ اُفٍّ لَّكُمَآ اَتَعِدٰنِنِیْٓ اَنْ اُخْرَجَ وَقَدْ خَلَتِ الْقُرُوْنُ مِنْ قَبْلِیْ ۚ وَهُمَا یَسْتَغِیْثٰنِ اللّٰهَ وَیْلَكَ اٰمِنْ ۖ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ ۖ فَیَقُوْلُ مَا هٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِیْرُ الْاَوَّلِیْنَ ﴿۱۷﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ حَقَّ عَلَیْهِمُ الْقَوْلُ فِیْٓ اُمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ ۭ اِنَّهُمْ كَانُوْا خٰسِرِیْنَ ﴿۱۸﴾

اور جس نے اپنے ماں باپ سے کہا کہ تمہارا بُرا ہو تم کیا مجھے دھمکی دیتے ہو کہ میں دوبارہ (قبر سے) نکالا جاؤں گا حالانکہ بہت سے لوگ مجھ سے پہلے گزر چکے (اور کوئی نہ زندہ ہوا) اور دونوں فریاد کر رہے تھے کہ تجھ پر وائے ہو ایمان لے آ خدا کا وعدہ ضرور سچّا ہے۔ تو وہ بول اٹھا کہ یہ تو بس اگلے لوگوں کے افسانے ہیں۔ یہ وہی لوگ ہیں کہ جنات اور آدمیوں کی (دوسری) امتیں جو ان سے پہلے گزر چکی ہیں ان ہی کے شمول میں ان پر بھی عذاب کا وعدہ متحقق ہو چکا ہے یہ لوگ بے شک گھاٹا اٹھانے والے تھے۔ [1]

فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِیْمًا ﴿۲۳﴾

(خبردار ان کے جواب میں) اُف تک نہ کہنا اور نہ ان کو جھڑکنا اور (جو کچھ کہنا سُننا ہو تو) بہت ادب سے کہا کرو۔ [2]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اِیَّاكُمْ وَعُقُوقَ الْوَالِدَیْنِ فَاِنَّ رِیحَ الْجَنَّةِ تُوجَدُ مِنْ مَسِیرَةِ اَلْفِ عَامٍ وَلَا یَجِدُهَا عَاقٌّ وَلَا قَاطِعُ رَحِمٍ.

والدین پر ستم کرنے سے پرہیز کرو کیونکہ ہزار سال کی مسافت سے جنت کی آنے والی خوشبو کو نہیں سونگھ سکتے اور والدین کی عاق اولاد بھی اسے نہیں سونگھ سکتی ہے۔ [3]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

اَدْنَی الْعُقُوقِ اُفٍّ وَلَوْ عَلِمَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ شَیْئاً اَهْوَنَ مِنْهُ لَنَهَی عَنْهُ.

عاق والدین کا کم ترین مرتبہ ان کو اف کہنا ہے۔ اگر کوئی چیز اف سے کم تر ہوتی تو خدا اس سے بھی منع فرماتا۔ [4]

---

[1] سورۂ احقاف: ۱۷، ۱۸

[2] سورۂ بنی اسرائیل: ۲۳

[3] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۲/ ۳۴۹/ باب العقوق..... ص: ۳۴۸

[4] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۲/ ۳۴۸/ باب العقوق..... ص: ۳۴۸

اسی طرح فرمایا:

مَنْ نَظَرَ اِلٰی اَبَوَیْهِ نَظَرَ مَاقِتٍ وَ هُمَا ظَالِمَانِ لَهُ لَمْ یَقْبَلِ اللّٰهُ لَهُ صَلَاةً.

جو شخص اپنے والدین کو غصے کی نظر سے دیکھے اگر چہ وہ دونوں اس پر ظلم ہی کر رہے ہوں تو بھی خداوند عالم اس کی نماز کو قبول نہیں کرتا۔[1]

عاق والدین کا شدید ترین مرتبہ ان کو قتل کرنا ہے۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اِنَّ فَوْقَ کُلِّ عُقُوقٍ عُقُوقاً حَتّٰی یَقْتُلَ الرَّجُلُ اَحَدَ وَالِدَیْهِ فَاِذَا فَعَلَ ذٰلِكَ فَلَیْسَ فَوْقَهُ عُقُوقٌ.

ہر ستم پر ایک ستم ہوتا ہے جہاں تک کہ جو والدین میں کسی ایک کو قتل کرتا ہے اس سے بڑھ کر کوئی ستم نہیں ہے۔[2]

ستم سے مراد انہیں تکلیف دینا ہے جو ان سے قطع رحمی کا سبب ہو۔[3]

والدین سے بدسلوکی کے بعض آثار:

ماں باپ سے بداخلاقی کرنے سے نہ صرف دنیا میں عذاب ہوتا ہے بلکہ آخرت میں بھی عذاب ملتا ہے[4] حدیث قدسی میں ہے کہ خدا فرماتا ہے:

بِعِزَّتِیْ وَ جَلَالِیْ وَ ارْتِفَاعِ مَکَانِیْ لَوْ اَنَّ الْعَاقَّ لِوَالِدَیْهِ یَعْمَلُ بِاَعْمَالِ الْاَنْبِیَآءِ جَمِیْعًا لَمْ اَقْبَلْهَا مِنْهُ.

میری عزت وجلالت کی قسم! اگر والدین کا عاق شخص تمام انبیاء کے برابر بھی عبادت کرے، میں اس کی وہ عبادت قبول نہیں کروں گا۔[5]

امام ہادی علیہ السلام نے فرمایا:

---

[1] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۲/ ۳۴۹/ باب العقوق..... ص:۳۴۸

[2] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۲/ ۳۴۸/ باب العقوق..... ص:۳۴۸

[3] اذا آذاه و عصاه و ترك الاحسان اليه و هو البر به. و اصله من العَقّ و هو الشق و القطع. (مجمع البحرین/ ج۵/ ۲۱۵/ (عقق) ..... ص:۲۱۵)

[4] فِی حَدٍّ مِنْ حُدُودِ الْکُفْرِ اِلَّا اَنْ یَدْخُلَ فِی عُقُوقٍ اَوْ قَطِیعَةِ رَحِمٍ ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ص- اَلْجَنَّةُ طَیِّبَةٌ طَیِّبَةٌ طَیَّبَهَا اللّٰهُ وَ طَیَّبَ رِیحَهَا یُوجَدُ رِیحُهَا مِنْ مَسِیرَةِ اَلْفَیْ عَامٍ وَ لَا یَجِدُ رِیحَ الْجَنَّةِ عَاقٌّ وَ لَا قَاطِعُ رَحِمٍ وَ لَا مُرْخِی الْاِزَارِ خُیَلَاءَ. (الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۶/ ۵۰/ باب برالاولاد..... ص:۴۹) عُقُوقُ الْوَالِدَیْنِ مِنَ الْکَبَائِرِ لِاَنَّ اللّٰهَ جَعَلَ الْعَاقَّ عَصِیّاً شَقِیّاً. (وسائل الشیعۃ/ ج۱۵/ ۳۲۸/ ۴۶-باب تعیین الکبائر التی یجب اجتنابہا..... ص:۳۱۸)

[5] جامع السعادات، ج۲، ص۲۷۱

الْعُقُوقُ يُعْقِبُ الْقِلَّةَ وَ يُؤَدِّي إِلَى الذِّلَّةِ.

عاقِ والدین خاندان و نسل کے ختم ہونے اور دنیا کی ذلت وخواری کا موجب بنتا ہے۔[1]

امام صادق علیہ السلام کے فرمان کے مطابق:

وَ الذُّنُوبُ ..... الَّتِي تَرُدُّ الدُّعَاءَ وَ تُظْلِمُ الْهَوَاءَ عُقُوقُ الْوَالِدَيْنِ.

وہ اعمال جن کا دنیا میں انجام مل جاتا ہے وہ والدین کو تکلیف دینا ہے اور دعا کی قبولیت نہیں ہوتی اور قضائے معنوی تاریک ہوتی ہے۔[2]

والدین کے لئے دعا:

مومنین کے لئے ضروری ہے کہ وہ والدین سے نیکی کرنے کے لئے امام سجاد علیہ السلام کی دعا بھی پڑھیں۔ خدا سے ادب واحترام کی توفیق اور والدین سے نیکی کرنے کی توفیق کی دعا کریں۔ دعا یہ ہے:

① اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَ رَسُولِكَ، وَ اَهْلِ بَيْتِهِ الطَّاهِرِيْنَ، وَ اخْصُصْهُمْ بِاَفْضَلِ صَلَوَاتِكَ وَ رَحْمَتِكَ وَ بَرَكَاتِكَ وَ سَلَامِكَ.

(۱) خدایا! اپنے بندہ اور رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر رحمت نازل فرما اور ان کے اہل بیت طاہرین علیہم السلام پر بھی اور ان سب کو بہترین صلوات، رحمت، برکات اور سلام کے ساتھ مخصوص فرما۔

② وَ اخْصُصِ اَللّٰهُمَّ وَالِدَيَّ بِالْكَرَامَةِ لَدَيْكَ، وَ الصَّلَاةِ مِنْكَ، يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ.

(۲) اور خدایا! میرے والدین کو بھی خصوصیت کے ساتھ اپنی بارگاہ میں کرامت اور رحمت عطا فرما اے بہترین رحم کرنے والے۔

③ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَ آلِهِ، وَ اَلْهِمْنِي عِلْمَ مَا يَجِبُ لَهُمَا عَلَيَّ إِلْهَاماً، وَ اجْمَعْ لِي عِلْمَ ذٰلِكَ كُلِّهِ تَمَاماً، ثُمَّ اسْتَعْمِلْنِي بِمَا تُلْهِمُنِي مِنْهُ، وَ وَفِّقْنِي لِلنُّفُوذِ فِيمَا تُبَصِّرُنِي مِنْ عِلْمِهِ حَتَّى لَا يَفُوتَنِي اسْتِعْمَالُ شَيْءٍ عَلَّمْتَنِيهِ، وَ لَا تَثْقُلَ اَرْكَانِي عَنِ الْحُفُوفِ فِيمَا اَلْهَمْتَنِيهِ.

(۳) خدایا! محمد وآل محمد علیہم السلام پر رحمت نازل فرما اور مجھے ان تمام امور کا الہام فرمادے جو والدین کے لئے مجھ پر واجب کیے ہیں اور ان سب کا مکمل علم میرے پاس جمع کردے اور ان پر عمل کرنے کے راستہ پر لگادے اور مجھے توفیق دے کہ جس علم کی بصیرت تو نے عطا فرمادی ہے اسے اپنی زندگی میں نافذ کرسکوں تاکہ کوئی تیرا دیا ہوا علم عمل سے الگ نہ رہ جائے اور تیرے الہام کا اتباع کرنے میں میرے اعضاء کو گرانی کا احساس نہ ہو۔

---

[1] بحار الانوار (ط-بیروت)/ ج ۷۱ / ۸۴ / باب ۲ بر الوالدین والاولاد وحقوق بعضہم علی بعض والمنع من العقوق..... ص: ۲۲

[2] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۲ / ۴۴۸ / باب فی تفسیر الذنوب..... ص: ۴۴۷

۴ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَ آلِہٖ کَمَا شَرَّفْتَنَا بِہٖ، وَ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَ آلِہٖ، کَمَا اَوْجَبْتَ لَنَا الْحَقَّ عَلَی الْخَلْقِ بِسَبَبِہٖ.

(۴) خدایا! محمد وآل محمد علیہم السلام پر رحمت نازل فرما جس طرح تو نے ہمیں ان کے ذریعہ شرف بخشا ہے اور ان پر رحمت نازل فرما جس طرح تو نے ان کے حق کو تمام مخلوقات پر لازم قرار دیا ہے۔

۵ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِی اَھَابُھُمَا ھَیْبَۃَ السُّلْطَانِ الْعَسُوفِ، وَ اَبَرُّھُمَا بِرَّ الْاُمِّ الرَّءُوفِ، وَ اجْعَلْ طَاعَتِی لِوَالِدَیَّ وَ بِرِّی بِھِمَا اَقَرَّ لِعَیْنِی مِنْ رَقْدَۃِ الْوَسْنَانِ، وَ اَثْلَجَ لِصَدْرِی مِنْ شَرْبَۃِ الظَّمْآنِ حَتّٰی اُوثِرَ عَلٰی ھَوَایَ ھَوَاھُمَا، وَ اُقَدِّمَ عَلٰی رِضَایَ رِضَاھُمَا وَ اَسْتَکْثِرَ بِرَّھُمَا بِی وَ اِنْ قَلَّ، وَ اَسْتَقِلَّ بِرِّی بِھِمَا وَ اِنْ کَثُرَ.

(۵) خدایا! مجھے توفیق دے کہ میں اپنے ماں باپ سے اس طرح ڈروں جیسے کسی جابر سلطان سے ڈرا جاتا ہے اور ان کے ساتھ اس طرح مہربانی کروں جس طرح ایک مادر مہربان اپنی اولاد کے ساتھ مہربانی کرتی ہے اور پھر میری اس اطاعت کو اور میرے اس نیک برتاؤ کو میری آنکھوں کے لئے اس سے زیادہ خوشگوار بنادے جتنا خواب آلود آنکھوں میں نیند کا خمار خوشگوار ہوتا ہے اور اس سے زیادہ باعث سکون بنادے جتنا تشنہ لب کے لئے جرعہ آب باعث سکون ہوتا ہے تاکہ میں ان کی خواہش کو اپنی خواہش پر مقدم کروں اور ان کی رضا کو اپنی رضا سے آگے رکھوں۔ ان کے کئے ہوئے احسانات کو زیادہ سمجھوں چاہے وہ قلیل ہی کیوں نہ ہوں اور اپنی خدمات کو قلیل تصور کروں چاہے وہ کثیر ہی کیوں نہ ہوں۔

۶ اَللّٰھُمَّ خَفِّضْ لَھُمَا صَوْتِی، وَ اَطِبْ لَھُمَا کَلَامِی، وَ اَلِنْ لَھُمَا عَرِیکَتِی، وَ اعْطِفْ عَلَیْھِمَا قَلْبِی، وَ صَیِّرْنِی بِھِمَا رَفِیقاً، وَ عَلَیْھِمَا شَفِیقاً.

(۶) خدایا! ان کے سامنے میری آواز کو دبا دے میرے کلام کو خوشگوار بنادے، میرے مزاج کو نرم کردے، میرے دل کو مہربان بنادے، مجھے ان کا رفیق اور ان کے حال پر شفیق بنادے۔

۷ اَللّٰھُمَّ اشْکُرْ لَھُمَا تَرْبِیَتِی، وَ اَثِبْھُمَا عَلٰی تَکْرِمَتِی، وَ احْفَظْ لَھُمَا مَا حَفِظَاہُ مِنِّی فِی صِغَرِی.

(۷) خدایا! انھیں میری تربیت کی جزا مرحمت فرما اور میری نگہداشت کا ثواب عطا فرما اور جس طرح انھوں نے بچپنے میں میری حفاظت کی ہے تو ان کی حفاظت فرما۔

۸ اَللّٰھُمَّ وَ مَا مَسَّھُمَا مِنِّی مِنْ اَذًی، اَوْ خَلَصَ اِلَیْھِمَا عَنِّی مِنْ مَکْرُوہٍ، اَوْ ضَاعَ قِبَلِی لَھُمَا مِنْ حَقٍّ فَاجْعَلْہُ حِطَّۃً لِذُنُوبِھِمَا، وَ عُلُوّاً فِی دَرَجَاتِھِمَا، وَ زِیَادَۃً فِی حَسَنَاتِھِمَا، یَا مُبَدِّلَ السَّیِّئَاتِ بِاَضْعَافِھَا مِنَ الْحَسَنَاتِ.

(۸) خدایا! اور انھیں میری طرف سے جو بھی اذیت پہنچی ہے یا کوئی ناخوشگوار صورت پیش آئی ہو یا میرے پاس ان کا کوئی حق ضائع ہوگیا ہو تو اسے ان کے گناہوں کا کفارہ، ان کے درجات میں بلندی کا سبب اور انکی نیکیوں میں اضافہ کا سامان

بنادے اے برائیوں کو کئی گنا نیکیوں میں تبدیل کر دینے والے۔

⑨ اَللّٰهُمَّ وَ مَا تَعَدَّيَا عَلَيَّ فِيهِ مِنْ قَوْلٍ، اَوْ اَسْرَفَا عَلَيَّ فِيهِ مِنْ فِعْلٍ، اَوْ ضَيَّعَاهُ لِي مِنْ حَقٍّ، اَوْ قَصَّرَا بِي عَنْهُ مِنْ وَاجِبٍ فَقَدْ وَهَبْتُهُ لَهُمَا، وَ جُدْتُ بِهِ عَلَيْهِمَا وَ رَغِبْتُ اِلَيْكَ فِي وَضْعِ تَبِعَتِهِ عَنْهُمَا، فَاِنِّي لَا اَتَّهِمُهُمَا عَلَى نَفْسِي، وَلَا اَسْتَبْطِئُهُمَا فِي بِرِّي، وَلَا اَكْرَهُ مَا تَوَلَّيَاهُ مِنْ اَمْرِي يَا رَبِّ.

(۹) خدایا! اور اگر انھوں نے کسی قول میں مجھ پر زیادتی کی ہے یا کسی عمل میں حد سے تجاوز کیا ہے یا میرے کسی حق کو برباد کیا ہے یا میرے بارے میں کسی واجب میں کوتاہی کی ہے تو میں اسے معاف کئے دیتا ہوں اور انھیں بخش رہا ہوں بلکہ یہ التماس رکھتا ہوں کہ تو ان سے اس کے مؤاخذہ کو برطرف فرمادے کہ میں انھیں اپنے بارے میں متہم نہیں کرنا چاہتا ہوں اور نہ تربیت کے سلسلہ میں انھیں سست قرار دیتا ہوں اور نہ ان کے کسی عمل کو ناگوار قرار دیتا ہوں۔

⑩ فَهُمَا اَوْجَبُ حَقّاً عَلَيَّ، وَ اَقْدَمُ اِحْسَاناً اِلَيَّ، وَ اَعْظَمُ مِنَّةً لَدَيَّ مِنْ اَنْ اُقَاصَّهُمَا بِعَدْلٍ، اَوْ اُجَازِيَهُمَا عَلَى مِثْلٍ، اَيْنَ اِذاً يَا اِلَهِي طُولُ شُغْلِهِمَا بِتَرْبِيَتِي وَ اَيْنَ شِدَّةُ تَعَبِهِمَا فِي حِرَاسَتِي وَ اَيْنَ اِقْتَارُهُمَا عَلَى اَنْفُسِهِمَا لِلتَّوْسِعَةِ عَلَيَّ

(۱۰) کہ مالک ان دونوں کا حق میرے اوپر زیادہ واجب ہے اور ان کے احسانات میری خدمات کے پہلے سے ہیں اور ان کی شان اس سے بالاتر ہے کہ میں کسی عدل کی بنا پر ان سے بدلہ لوں یا ان کے ساتھ برابر کا معاملہ کروں ایسا کروں گا تو ان کے اس احسان کا کیا ہوگا جو انھوں نے میری طویل تربیت کی مشغولیت میں کیا ہے یا میری حفاظت میں وسعت اور سکون کا سامان فراہم کیا ہے۔

⑪ هَيْهَاتَ مَا يَسْتَوْفِيَانِ مِنِّي حَقَّهُمَا، وَ لَا اُدْرِكُ مَا يَجِبُ عَلَيَّ لَهُمَا، وَ لَا اَنَا بِقَاضٍ وَظِيفَةَ خِدْمَتِهِمَا، فَصَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَ آلِهِ، وَ اَعِنِّي يَا خَيْرَ مَنِ اسْتُعِينَ بِهِ، وَ وَفِّقْنِي يَا اَهْدَى مَنْ رُغِبَ اِلَيْهِ، وَ لَا تَجْعَلْنِي فِي اَهْلِ الْعُقُوقِ لِلْآبَاءِ وَ الْاُمَّهَاتِ يَوْمَ تُجْزَى كُلُّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ وَ هُمْ لَا يُظْلَمُونَ.

(۱۱) بھلا وہ مجھ سے اپنا مکمل حق کہاں حاصل کر سکتے ہیں میں تو ان کے حقوق کا ادراک بھی نہیں رکھتا ہوں اور ان کی خدمات کے فرض کو ادا بھی نہیں کر سکتا ہوں۔

⑫ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَ آلِهِ وَ ذُرِّيَّتِهِ، وَ اخْصُصْ اَبَوَيَّ بِاَفْضَلِ مَا خَصَصْتَ بِهِ آبَاءَ عِبَادِكَ الْمُؤْمِنِينَ وَ اُمَّهَاتِهِمْ، يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ.

(۱۲) تو خدایا! محمد و آل محمد علیہم السلام پر رحمت نازل فرما اور اس راہ میں میری امداد فرما اے وہ بہترین ذات جس سے مدد مانگی جاتی ہے اور مجھے توفیق عطا فرما اے سب سے زیادہ مرکز توجہ اور ہدایت دینے والے اور مجھے ان لوگوں میں نہ قرار دے دینا جو ماں باپ کے نافرمان ہوں۔ اس دن جس دن ہر نفس کو اس کے کئے کا مکمل بدلہ دیا جائیگا اور کسی پر کوئی ظلم نہ کیا جائے گا۔ خدایا! محمد و آل محمد علیہم السلام پر رحمت نازل فرما اور میرے والدین کو وہ بہترین نعمت عطا فرما جو تو نے اپنے بندگان مومنین میں

کسی والدین کو بھی عطا فرمائی ہے اے سب سے زیادہ رحم کرنے والے۔

⑬ اَللّٰهُمَّ لَا تُنْسِنِي ذِكْرَهُمَا فِي أَدْبَارِ صَلَوَاتِي، وَفِي إِثْرِ مِنْ آنَاءِ لَيْلِي، وَفِي كُلِّ سَاعَةٍ مِنْ سَاعَاتِ نَهَارِي.

(۱۳) اور خدایا! مجھے ان کی یاد سے غافل نہ ہونے دینا، نہ نمازوں کے بعد اور نہ رات کے لمحات میں اور نہ دن کی ساعات میں۔

⑭ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِهِ، وَاغْفِرْ لِي بِدُعَائِي لَهُمَا، وَاغْفِرْ لَهُمَا بِبِرِّهِمَا بِي مَغْفِرَةً حَتْماً، وَارْضَ عَنْهُمَا بِشَفَاعَتِي لَهُمَا رِضًى عَزْماً، وَبَلِّغْهُمَا بِالْكَرَامَةِ مَوَاطِنَ السَّلَامَةِ.

(۱۴) خدایا! محمد وآل محمد علیہم السلام پر رحمت نازل فرما اور میری دعائے خیر کے سبب انھیں بخش دے اور میرے ساتھ ان کی نیکیوں کے بدلہ ان کی حتمی مغفرت فرما اور میری گزارش کی بنا پر ان سے مکمل طور پر راضی ہو جا اور اپنی کرامت کی بنا پر انھیں بہترین سلامتی کی منزل تک پہنچا دے۔

⑮ اَللّٰهُمَّ وَإِنْ سَبَقَتْ مَغْفِرَتُكَ لَهُمَا فَشَفِّعْهُمَا فِيَّ، وَإِنْ سَبَقَتْ مَغْفِرَتُكَ لِي فَشَفِّعْنِي فِيهِمَا حَتَّى نَجْتَمِعَ بِرَأْفَتِكَ فِي دَارِ كَرَامَتِكَ وَمَحَلِّ مَغْفِرَتِكَ وَرَحْمَتِكَ، إِنَّكَ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ، وَالْمَنِّ الْقَدِيمِ، وَأَنْتَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ.

(۱۵) اور خدایا! اگر تو انھیں پہلے بخش چکا ہے تو اب انھیں میرے حق میں شفیق بنا دے اور اگر میری بخشش پہلے ہو جائے تو مجھے ان کے حق میں سفارش کا حق عطا کر دینا تا کہ ہم سب ایک کرامت کی منزل اور مغفرت و رحمت کے محل میں جمع ہو جائیں۔ کہ تو عظیم ترین فضل کا مالک اور قدیم ترین احسان کرنے والا اور سب سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔[۱]

---

[۱] صحیفہ سجادیہ۔ والدین کے حق میں امام کی دعا

(۲) اہل وعیال سے نیکی:

اہل وعیال:

بشر کا سب سے پہلا رشد اور آرام بخش مرکز خاندان ہے۔[۱۱] جس کی ذمہ داری ایک بہت بڑی ذمہ داری ہے، دنیا و آخرت کی مشکلات سے نجات ملتی ہے۔[۱۲] قرآن وروایات میں اس کی بڑی اہمیت بیان ہوئی ہے۔ خاندان کے رشد اور ترقی کے لئے کئی آداب ذکر ہوئے ہیں۔[۱۳] اگر ان آداب کی رعایت کریں تو خاندان کی آسائش ترقی کا موجب ہے خدا سے خاندان کی نجات اور آسائش کی دعا کرنی چاہیے۔

جب حضرت ابراہیم علیہ السلام خدا کے حکم سے اپنے بیوی بچوں کو مکہ لے آئے۔ دعا کے لئے ہاتھ بلند کرتے ہیں اور خدا سے اس طرح عرض کرتے ہیں:

رَبَّنَآ اِنِّیۡۤ اَسۡکَنۡتُ مِنۡ ذُرِّیَّتِیۡ بِوَادٍ غَیۡرِ ذِیۡ زَرۡعٍ عِنۡدَ بَیۡتِکَ الۡمُحَرَّمِ ۙ رَبَّنَا لِیُقِیۡمُوا الصَّلٰوۃَ فَاجۡعَلۡ اَفۡئِدَۃً مِّنَ النَّاسِ تَہۡوِیۡۤ اِلَیۡہِمۡ وَارۡزُقۡہُمۡ مِّنَ الثَّمَرٰتِ لَعَلَّہُمۡ یَشۡکُرُوۡنَ﴿۳۷﴾

اے ہمارے پالنے والے میں نے تیرے معزز گھر (کعبہ) کے پاس ایک بے کھیتی (کے ویران) بیابان (مکّہ) میں اپنی (کچھ اولاد کو لاکر) بسایا ہے تاکہ اے ہمارے پالنے والے یہ لوگ برابر یہاں نماز پڑھا کریں تو تو کچھ لوگوں کے

---

[۱۱] وَمِنۡ اٰیٰتِہٖۤ اَنۡ خَلَقَ لَکُمۡ مِّنۡ اَنۡفُسِکُمۡ اَزۡوَاجًا لِّتَسۡکُنُوۡۤا اِلَیۡہَا وَجَعَلَ بَیۡنَکُمۡ مَّوَدَّۃً وَّرَحۡمَۃً ؕ اِنَّ فِیۡ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوۡمٍ یَّتَفَکَّرُوۡنَ﴿۲۱﴾ اور اسی (کی قدرت) کی نشانیوں میں ایک یہ (بھی) ہے کہ اس نے تمہارے واسطے تمہاری ہی جنس کی بیبیاں پیدا کیں تاکہ تم ان کے ساتھ رہ کر چین کرو اور تم لوگوں کے درمیان پیار اور اُلفت پیدا کر دی۔ اس میں شک نہیں کہ اس میں غور کرنے والوں کے واسطے (قدرتِ خدا کی) یقینی بہت سی نشانیاں ہیں۔ (سورۂ روم:۲۱)

ہُوَ الَّذِیۡ خَلَقَکُمۡ مِّنۡ نَّفۡسٍ وَّاحِدَۃٍ وَّجَعَلَ مِنۡہَا زَوۡجَہَا لِیَسۡکُنَ اِلَیۡہَا ۚ فَلَمَّا تَغَشّٰىہَا حَمَلَتۡ حَمۡلًا خَفِیۡفًا فَمَرَّتۡ بِہٖ ۚ فَلَمَّاۤ اَثۡقَلَتۡ دَّعَوَا اللّٰہَ رَبَّہُمَا لَئِنۡ اٰتَیۡتَنَا صَالِحًا لَّنَکُوۡنَنَّ مِنَ الشّٰکِرِیۡنَ﴿۱۸۹﴾ وہ خدا ہی تو ہے جس نے تم کو ایک شخص (آدمؑ) سے پیدا کیا اور اس (کی بچی ہوئی مٹی) سے اس کا جوڑا بھی بنا ڈالا تاکہ اس کے ساتھ رہے سہے پھر جب انسان اپنی بیوی سے ہمبستری کرتا ہے تو بیوی ایک ہلکے سے حمل سے حاملہ ہو جاتی ہے پھر اسے لیے لیے چلتی پھرتی ہے پھر جب وہ (زیادہ دن ہونے سے) بوجھل ہو جاتی ہے تو دونوں (میاں بیوی) اپنے پروردگار خدا سے دعا کرنے لگے کہ اگر تو ہمیں نیک فرزند عطا فرمائے تو ہم ضرور تیرے شکر گزار رہوں گے۔ (سورۂ اعراف:۱۸۹)

[۱۲] یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا قُوۡۤا اَنۡفُسَکُمۡ وَاَہۡلِیۡکُمۡ نَارًا وَّقُوۡدُہَا النَّاسُ وَالۡحِجَارَۃُ عَلَیۡہَا مَلٰٓئِکَۃٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ لَّا یَعۡصُوۡنَ اللّٰہَ مَاۤ اَمَرَہُمۡ وَیَفۡعَلُوۡنَ مَا یُؤۡمَرُوۡنَ﴿۶﴾ اے ایمان دارو! اپنے آپ کو اور اپنے لڑکے بالوں کو (جہنم کی) آگ سے بچاؤ جس کے ایندھن آدمی اور پتھر ہوں گے اور ان پر وہ تند خو سخت مزاج فرشتے (مقرر) ہیں کہ خدا جس بات کا حکم دیتا ہے اس کی نافرمانی نہیں کرتے اور جو حکم انہیں ملتا ہے اسے بجالاتے ہیں۔

[۱۳] ازدواج، طلاق، نفقہ اور ارث سے مربوط آیات قرآنی

دلوں کو ان کی طرف مائل کر (تا کہ وہ یہاں آ کر آباد ہوں) اور انہیں طرح طرح کے پھلوں سے روزی عطا کر تا کہ یہ لوگ (تیرا) شکر کریں۔۔[1]

اسی طرح جب حضرت لوط علیہ السلام کافی کوشش کے بعد بھی لوگوں کو ہلاکت سے نجات نہ دے سکے تو اپنے باایمان خاندان کے لئے اس طرح دعا کرتے ہیں:

رَبِّ نَجِّنِیْ وَ اَهْلِیْ مِمَّا یَعْمَلُوْنَ۝۱۶۹

پروردگارا جو کچھ یہ لوگ کرتے ہیں اس سے مجھے اور میرے لڑکے بالوں کو نجات دے۔[2]

حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے خاندان کی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے بچوں کو مصر کے حاکم کے شہر میں بھیجا تا کہ ضرورت کی گندم لے آئیں۔ قحط سالی کا سامنا تھا حتیٰ کہ دوسری بار پھر گندم کے لئے بنیامین اور دوسرے بھائیوں کو بھیجا۔[3]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

كُلُّ مَعْرُوفٍ صَدَقَةٌ وَ كُلُّ مَا اَنْفَقَ الْمُؤْمِنُ مِنْ نَفَقَةٍ عَلَى نَفْسِهِ وَ عِيَالِهِ وَ اَهْلِهِ كُتِبَ لَهُ بِهَا صَدَقَةٌ وَ مَا وَقَى بِهِ عِرْضَهُ كُتِبَ لَهُ صَدَقَةٌ الْخَبَرَ.

ہر نیکی صدقہ شمار ہوتی ہے اور ہر وہ چیز جو مومن اپنے اور اپنے خاندان پر خرچ کرتا ہے۔ نیز ہر وہ چیز جس سے انسان اپنی آبرو محفوظ کرتا ہے صدقہ میں شمار ہوتا ہے۔[4]

اور فرمایا:

خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ لِاَهْلِهِ وَ اَنَا خَيْرُكُمْ لِاَهْلِي.

تم میں سے بہترین لوگ وہ ہیں جو اپنے خاندان کے لئے اچھے ہوں میں اپنے خاندان کے لئے تم میں سے بہترین ہوں۔[5]

نیز فرمایا:

مَنْ دَخَلَ السُّوقَ فَاشْتَرَى تُحْفَةً فَحَمَلَهَا اِلَى عِيَالِهِ كَانَ كَحَامِلِ صَدَقَةٍ اِلَى قَوْمٍ مَحَاوِيجَ.

جو شخص بازار جاتا ہے اور ایک تحفہ لاتا ہے اور اپنے خاندان کو دیتا ہے وہ ایسا شخص ہے جو محتاجوں کو صدقہ دیتا ہے۔[6]

امام رضا علیہ السلام نے فرمایا:

---

[1] سورۂ ابراہیم:

[2] سورۂ شعرا:۱۶۹

[3] سورۂ یوسف آیات ۵۸ تا ۶۸

[4] مستدرک الوسائل ومستنبط المسائل/ ج ۷/ ۲۳۹/ ۳۸۔ باب استحباب فعل المعروف واحکامہ..... ص:۲۳۹

[5] من لایحضرہ الفقیہ/ ج ۳/ ۵۵۵/ باب النوادر..... ص:۵۵۱

[6] الامالی (للصدوق)/ النص/ ۵۷۷/ المجلس الخامس والثمانون

مَنْ طَلَبَ هٰذَا الرِّزْقَ مِنْ حِلِّهٖ لِيَعُوْدَ بِهٖ عَلٰى نَفْسِهٖ وَ عِيَالِهٖ، كَانَ كَالْمُجَاهِدِ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ عَزَّ وَ جَلَّ؛ فَاِنْ غُلِبَ عَلَيْهِ، فَلْيَسْتَدِنْ عَلَى اللّٰهِ وَ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مَا يَقُوْتُ بِهٖ عِيَالَهٗ، فَاِنْ مَاتَ وَ لَمْ يَقْضِهٖ، كَانَ عَلَى الْاِمَامِ قَضَاؤُهٗ.

جو شخص حلال روزی کماتا ہے اور اپنے اور اہل وعیال پر خرچ کرتا ہے وہ درحقیقت راہ خدا میں مجاہد ہے۔
اگر کوئی شخص تنگدست ہوجائے، خدا اور رسولؐ کی ضمانت دے کر قرض لے تا کہ اہل وعیال کی ضروریات کو پورا کر سکے۔ اگر وہ قرض ادا کرنے سے پہلے مرجائے تو وقت کے اسلامی حاکم پر ہے کہ وہ اس کا قرض ادا کرے۔ [1]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

اِذَا اَعْسَرَ اَحَدُكُمْ فَلْيَضْرِبْ فِي الْاَرْضِ يَبْتَغِي مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ وَ لَا يَغُمَّنَّ نَفْسَهٗ وَ اَهْلَهٗ.

جب تم میں سے کوئی تنگ دست ہوجائے وہ سفر کرے اور فضل خدا کے درپے ہو۔ اپنے آپ اور خاندان کو ناراض نہ کرے۔ [2]

لیکن یاد رہے کہ اہل وعیال سے نیکی کرنا اپنی قدرت کے مطابق ہو۔

اس لئے امام رضا علیہ السلام نے فرمایا:

صَاحِبُ النِّعْمَةِ يَجِبُ عَلَيْهِ التَّوْسِعَةُ عَنْ عِيَالِهٖ.

صاحب نعمت اپنے اہل وعیال کے لئے کشائش فراہم کرے۔ [3]

اپنے اہل وعیال کے ہمراہ کھانا کھانا:

مومن کو چاہیے کہ وہ ہر خوشی وغمی میں اپنے خاندان کو شامل کرے حتیٰ کہ کھانا کھانے میں بھی اکٹھے ہوں۔

قرآن فرماتا ہے:

وَاللّٰهُ فَضَّلَ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ فِي الرِّزْقِ ۚ فَمَا الَّذِيْنَ فُضِّلُوْا بِرَآدِّيْ رِزْقِهِمْ عَلٰى مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَهُمْ فِيْهِ سَوَآءٌ ؕ اَفَبِنِعْمَةِ اللّٰهِ يَجْحَدُوْنَ ﴿۷۱﴾

اور خدا ہی نے تم میں سے بعض کو بعض پر رزق (و دولت) میں ترجیح دی ہے۔ پھر جن لوگوں کو روزی زیادہ دی گئی ہے وہ لوگ اپنی روزی میں سے ان لوگوں کو جن پر ان کی دسترس ہے (لونڈی غلام وغیرہ) دینے والے نہیں (حالانکہ) اس مال

---

[1] کافی (ط-دارالحدیث)/ ج۹/ ۵۸۰/ ۱۹-باب الدین..... ص:۵۷۸
[2] عوالی اللئالی العزیزیۃ فی الاحادیث الدینیۃ/ ج ۳/ ۱۹۳/ باب التجارۃ..... ص: ۱۹۳
[3] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۴/ ۱۱/ باب کفایۃ العیال والتوسع علیہم..... ص:۱۱

میں تو سب کے سب (مالک غلام وغیرہ) برابر ہیں تو کیا یہ لوگ خدا کی نعمت کے منکر ہیں۔[1]

امام صادق علیہ السلام نے اس آیت کی تفسیر کے بارے میں فرمایا:

لَا یَجُوزُ لِلرَّجُلِ اَنْ یَخُصَّ نَفْسَهُ بِشَیْءٍ مِنَ الْمَاْکُولِ دُونَ عِیَالِهِ.

یہ اچھا نہیں کہ کوئی شخص کھانے کی کوئی چیز اپنے لئے مختص کرے یعنی اکیلا کھائے بلکہ اہل وعیال کے ہمراہ کھانا کھانا چاہیے۔[2]

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تواضع کی ایک نشانی یہ فرمائی کہ مرد اپنے اہل وعیال کے ساتھ کھانا کھاتا ہے اور فرمایا:

اَلَا اُنَبِّئُکُمْ بِخَمْسٍ مَنْ کُنَّ فِیهِ فَلَیْسَ بِمُتَکَبِّرٍ اعْتِقَالِ الشَّاةِ وَ لُبْسِ الصُّوفِ وَ مُجَالَسَةِ الْفُقَرَاءِ وَ اَنْ یَرْکَبَ الْحِمَارَ وَ اَنْ یَاْکُلَ الرَّجُلُ مَعَ عِیَالِهِ.

کیا میں تمہیں پانچ ایسی چیزوں کی خبر دوں جس سے انسان متکبر نہیں ہوگا۔ گلہ بانی و بھیڑ بکریوں کا باندھنا، سادہ لباس پہننا، غریبوں کی محفل میں بیٹھنا، گدھے پر سوار ہونا، اور مرد کا اپنے اہل وعیال کے ساتھ مل کر کھانا کھانا۔[3]

دوسروں پر خاندان کو مقدم کرنا:

اسلامی ثقافت میں اپنے خاندان کو اہمیت دینا ایک اصل شمار ہوتی ہے اور بہت سی روایات اس مطالب پر دلالت کرتی ہیں۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اِذَا اَعْطَی اللهُ اَحَدَکُمْ خَیْراً فَلْیَبْدَاْ بِنَفْسِهِ وَ اَهْلِ بَیْتِهِ

جب خدا تمہیں خیر عطا کرے تو پہلے اپنے اور اپنے اہل وعیال کی خدمت کرو۔[4]

نیز فرمایا:

اِبْدَاْ بِمَنْ تَعُولُ اَلْاَدْنَی فَالْاَدْنَی.

اپنے خاندان سے شروع کرو جو زیادہ قریب ہو اُسے مقدم کرو۔[5]

امام سجاد علیہ السلام نے فرمایا:

---

[1] سورۂ نحل: ۷۱

[2] بحار الانوار (ط - بیروت) / ج ۹ / ۲۲۱ / ما ورد عن المعصومین علیہم السلام فی تفسیر آیات الباب ..... ص: ۱۷۳، تفسیر القمی / ج ۱ / ۳۸۷ / [سورۃ النحل (۱۶): الآیات ۶۸ الی ۸۰] ..... ص: ۳۸۷

[3] مستدرک الوسائل و مستنبط المسائل / ج ۱۲ / ۳۵ / ۶۰ - باب حد التکبر والتجبر المحرمین ..... ص: ۳۴

[4] عمدۃ عیون صحاح الاخبار فی مناقب امام الابرار / النص / ۴۱۸ / فصل فی ذکر ما ورد فی الاثنی عشر خلیفۃ من فنون الصحاح الستۃ ..... ص: ۴۱۶، بحار الانوار (ط - بیروت) / ج ۳۶ / ۳۶۲ / باب ۴۱ نصوص الرسول ص علیہم علیہم السلام ..... ص: ۲۳۶

[5] الکافی (ط - الاسلامیۃ) / ج ۵ / ۶۷ / باب دخول الصوفیۃ علی ابی عبداللہ ع واحتجاجہم علیہ فیما ینہون الناس عنہ من طلب الرزق... ص: ۶۵

لَاَنْ اَدْخُلَ السُّوقَ وَ مَعِی دَرَاهِمُ اَبْتَاعُ بِهِ لِعِیَالِی لَحْماً وَ قَدْ قَرِمُوا اَحَبُّ اِلَیَّ مِنْ اَنْ اُعْتِقَ نَسَمَةً.

جب میں بازار میں داخل ہوتا ہوں اور میرے پاس پیسے ہوں تو اپنے اہل وعیال کے لئے گوشت خریدتا اور اس کی ضرورت کو پورا کرتا ہوں۔[1]

جمعہ کے دن اہل وعیال پر توجہ:

خاندان سے نیکی کرنا ہمیشہ ایک مطلوب عمل ہے۔ جمعہ کے دن اہل وعیال پر احسان کرنے کی بڑی تاکید کی گئی ہے۔ اسی لئے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اَطْرِفُوا اَهَالِیَکُمْ فِی کُلِّ جُمُعَةٍ بِشَیْءٍ مِنَ الْفَاکِهَةِ اَوِ اللَّحْمِ حَتَّی یَفْرَحُوا بِالْجُمُعَةِ.

جمعہ کے دن اپنے بیوی بچوں کی پھل اور گوشت سے خدمت کرو تا کہ آنے والے جمعہ تک وہ خوش ہوں۔[2]

اہل خانہ کے ساتھ نیکی کرنے کا ثواب:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام سے فرمایا:

یَا عَلِیُّ! خِدْمَةُ الْعِیَالِ کَفَّارَةٌ لِلْکَبَائِرِ وَ یُطْفِئُ غَضَبَ الرَّبِّ وَ مُهُورُ حُورِ الْعِینِ وَ یَزِیدُ فِی الْحَسَنَاتِ وَ الدَّرَجَاتِ. یَا عَلِیُّ! لَا یَخْدُمُ الْعِیَالَ اِلَّا صِدِّیقٌ اَوْ شَهِیدٌ اَوْ رَجُلٌ یُرِیدُ اللهُ بِهِ خَیْرَ الدُّنْیَا وَ الْآخِرَةِ.

اے علیؑ! بیوی بچوں کی خدمت گناہانِ کبیرہ کا کفارہ ہے۔ غضب الٰہی ختم ہوتا ہے، جنت کی حوریں حق مہر میں ملتی ہیں اور درجات بلند ہوتے ہیں۔ اے علیؑ! اہل خانہ کی خدمت صرف وہ آدمی کرسکتا ہے جو صدیق، شہید یا ایسا مرد ہو کہ خدا جس کے لئے دنیا وآخرت کی سعادت عطا کرتا ہے۔[3]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا:

اَقْرَبُکُمْ مِنِّی مَجْلِساً یَوْمَ الْقِیَامَةِ اَحْسَنُکُمْ خُلُقاً وَ خَیْرُکُمْ لِاَهْلِهِ.

روز قیامت تم میں سے میرے نزدیک ترین وہ شخص ہوگا جو تم میں سے زیادہ متقی اور جو اپنے اہل خانہ کے لئے ہمدرد

---

[1] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۴/ ۱۲/ باب کفایۃ العیال والتوسع علیہم..... ص:۱۱

[2] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۶/ ۲۹۹/ باب نوادر..... ص:۲۹۶

[3] جامع الاخبار (للشعیری)/ ۱۰۳/ الفصل التاسع والخمسون فی خدمۃ العیال

ہو۔[1]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

.....وَ سَلِّمْ فِي بَيْتِكَ يَزِدِ اللهُ فِي بَرَكَتِكَ.

.....اور جب گھر میں داخل ہو تو سلام کرو خدا برکت میں اضافہ کرتا ہے۔[2]

امام سجاد علیہ السلام نے فرمایا:

إِنَّ أَرْضَاكُمْ عِنْدَ اللهِ أَسْبَغُكُمْ عَلَى عِيَالِهِ.

خدا کے نزدیک تم میں سے پسندیدہ ترین شخص وہ ہے جو اپنے اہل خانہ پر زیادہ مہربان ہے۔ امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: جو بھی اپنے بیوی بچوں کے لئے بھلائی کا سوچتا ہے اس کی عمر طولانی ہوتی ہے۔[3]

امام کاظم علیہ السلام نے فرمایا:

وَ مَنْ حَسُنَ بِرُّهُ بِأَهْلِهِ زَادَ اللهُ فِي عُمُرِهِ.

جو اپنے اہل خانہ کے ساتھ اچھا برتاؤ کرتا ہو اس کی عمر طولانی ہوتی ہے۔[4]

نیز فرمایا:

وَ مَنْ حَسُنَ بِرُّهُ بِإِخْوَانِهِ وَ أَهْلِهِ مُدَّ فِي عُمُرِهِ.

جو اپنے بھائیوں اور اہل خانہ کے ساتھ اچھا برتاؤ کرتا ہو اس کی عمر طولانی ہوتی ہے۔[5]

اہل خانہ کے لئے سوچ و بچار کا ثواب:

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

دَخَلْتُ عَلَى رَسُولِ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ذَاتَ يَوْمٍ فَقَالَ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم كَيْفَ أَصْبَحْتَ يَا عَلِيُّ فَقُلْتُ أَصْبَحْتُ وَ لَيْسَ فِي يَدِي شَيْءٌ غَيْرُ الْمَاءِ وَ أَنَا مُغْتَمٌّ لِحَالِ فَرْخَيَّ الْحَسَنِ وَ الْحُسَيْنِ عليہما السلام فَقَالَ لِي يَا عَلِيُّ غَمُّ الْعِيَالِ سِتْرٌ مِنَ النَّارِ.

میں ایک دن رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے پوچھا: اے علیؑ! تم نے صبح کس حالت میں کی؟

میں نے کہا: میرے پاس پانی کے علاوہ کچھ نہیں تھا۔ میں حسن و حسین علیہما السلام کے لئے پریشان ہوں۔

---

[1] عیون اخبار الرضا علیہ السلام/ ج ۲/ ۳۸/ ۳۱ باب فیما جاء عن الرضا ع من الاخبار المجموعۃ..... ص: ۲۴

[2] الامالی (للمفید)/ النص/ ۶۰/ المجلس السابع

[3] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۸/ ۶۹/ حدیث علی بن الحسین ع..... ص: ۶۸

[4] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۸/ ۲۱۹/ حدیث الصیحۃ..... ص: ۲۰۹

[5] تحف العقول/ النص/ ۳۸۸/ وصیۃ ع لہشام وصفۃ للعقل..... ص: ۳۸۳

آپ نے فرمایا: اے علیؑ! اہل خانہ کے لئے پریشانی دوزخ کی آگ کے مقابلے میں حجاب ہے۔[1]

اہل خانہ کو تباہ کرنے کا انجام:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَلْعُونٌ مَلْعُونٌ مَنْ ضَيَّعَ مَنْ يَعُولُ.

خدا کی رحمت سے دور ہے، خدا کی رحمت سے دور ہے جو اپنے اہل خانہ کو تباہ کرتا ہے۔[2]

روایت میں ہے کہ:

اَنَّهُ نَهَى اَنْ يُشْبِعَ الرَّجُلُ نَفْسَهُ وَ يُجِيْعَ اَهْلَهُ وَ قَالَ كَفَى بِالْمَرْءِ هَلَاكاً اَنْ يُضَيِّعَ مَنْ يَعُولُ.

آپؐ نے جو شخص خود سیر ہو کر کھانے اور اہل خانہ کو بھوکا رکھنے سے منع فرمایا ہے اور فرمایا کہ ایک شخص کے ہلاک ہونے کے لئے یہی کافی ہے کہ وہ اپنے اہل خانہ کو تباہ کرتا ہے۔[3]

اہل خانہ سے بداخلاقی کا انجام:

روایت میں ہے کہ

..... رَجَعَ رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وَ رَجَعَ النَّاسُ فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللهِ لَقَدْ رَاَيْنَاكَ صَنَعْتَ عَلَى سَعْدٍ مَا لَمْ تَصْنَعْهُ عَلَى اَحَدٍ اِنَّكَ تَبِعْتَ جَنَازَتَهُ بِلَا رِدَاءٍ وَ لَا حِذَاءٍ فَقَالَ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اِنَّ الْمَلَائِكَةَ كَانَتْ بِلَا حِذَاءٍ وَ لَا رِدَاءٍ فَتَاَسَّيْتُ بِهِمْ قَالُوا وَ كُنْتَ تَاْخُذُ يَمْنَةَ السَّرِيرِ مَرَّةً وَ يَسْرَةَ السَّرِيرِ مَرَّةً قَالَ كَانَتْ يَدِي فِي يَدِ جَبْرَئِيلَ آخُذُ حَيْثُ مَا اَخَذَ فَقَالُوا اَمَرْتَ بِغُسْلِهِ وَ صَلَّيْتَ عَلَى جِنَازَتِهِ وَ لَحَدْتَهُ ثُمَّ قُلْتَ اِنَّ سَعْداً قَدْ اَصَابَتْهُ ضَمَّةٌ قَالَ فَقَالَ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نَعَمْ اِنَّهُ كَانَ فِي خُلُقِهِ مَعَ اَهْلِهِ سُوءٌ.

جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور لوگ سعد بن معاذ کو دفن کرنے کے بعد واپس آئے تو لوگوں نے پوچھا: اے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ نے سعد سے وہ سلوک کیا جو کسی کے ساتھ آپؐ نے نہیں کیا تھا۔ اس کے جنازے کے ساتھ ردا اور جوتوں کے بغیر تشریف لے گئے۔

آپ نے فرمایا: اس کے جنازے میں فرشتے بھی ردا اور جوتوں کے بغیر حاضر تھے۔ میں نے ان کی پیروی کی ہے۔ آپ نے اس کے تابوت کو ایک بار دائیں طرف اور دوسری بار بائیں طرف سے پکڑا ہے۔ آپ نے فرمایا: میرا ہاتھ

---

[1] جامع الاخبار (للشعیری)/ ۹۱/ الفصل التاسع والاربعون فی کیف اصبحت

[2] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۴/ ۱۲/ باب کفایۃ العیال والتوسع علیہم..... ص:۱۱

[3] دعائم الاسلام/ ج ۲/ ۱۹۳/ ۱ فصل ذکر الرغائب فی النکاح..... ص:۱۸۹

جبرائیل علیہ السلام کے ہاتھ میں تھا۔ جہاں سے وہ پکڑتا تھا میں بھی وہیں سے پکڑ لیتا تھا۔

لوگوں نے کہا: آپ نے اس کے غسل کا حکم دیا اور خود آپ نے نماز جنازہ پڑھی اور آپ ہی نے اسے دفن کیا پھر آپ نے فرمایا: بے شک! سعد کی قبر پر عذاب ہوا (اس کا کیا مطلب ایسا کیونکر ہے؟)۔

آپ نے فرمایا: ہاں! وہ اپنے اہل خانہ کے ساتھ بداخلاق تھا۔[1]

ایک اور روایت میں ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

شَرُّ النَّاسِ الْمُضَيَّقُ عَلٰى اَهْلِهٖ.

بدترین شخص وہ ہے جو اپنے اہل خانہ کے لئے سخت ہو۔[2]

ایک روایت میں ہے کہ:

قَالُوْا: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وَ كَيْفَ يَكُوْنُ ضَيِّقًا عَلٰى اَهْلِهٖ؟

قَالَ: اَلرَّجُلُ اِذَا دَخَلَ بَيْتَهٗ خَشَعَتِ امْرَاَتُهٗ وَ هَرَبَ وَلَدُهٗ وَ فَرَّ فَاِذَا خَرَجَ ضَحِكَتِ امْرَاَتُهٗ وَ اسْتَاْنَسَ اَهْلُ بَيْتِهٖ.

ایک شخص نے پوچھا: اے اللہ کے رسولؐ! اہل خانہ پر سخت گیری سے کیا مراد ہے؟

آپؐ نے فرمایا: جب کوئی شخص اپنے گھر میں داخل ہو اور اس کی بیوی، بچے ڈریں اور جب گھر سے باہر جائے تو بیوی، بچے خوش ہوں۔[3]

اولاد:

اولاد، امانت اور نعمت الٰہی ہے اور خدا کی نشانیاں ہیں۔[4]

والدین ان کی سلامتی، رشد اور تعلیم و تربیت کے ذمہ دار ہیں۔[5]

---

[1] علل الشرائع/ ج۱/ ۳۱۰/ ۲۶۲ باب العلۃ التی من اجلہا یکون عذاب القبر ص:۳۰۹

[2] نہج الفصاحۃ (مجموعہ کلمات قصار حضرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)/ ۵۳۸/ نہج الفصاحۃ مجموعہ کلمات قصار حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم با ترجمہ فارسی

[3] مجمع الزوائد و منبع الفوائد، ج۸، ص۲۵

[4] "وَجَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ بَنِيْنَ وَحَفَدَةً" اور اسی نے تمہارے واسطے تمہاری بیویوں سے بیٹے اور پوتے پیدا کیے (سورۂ نحل: ۷۲)، اَمَدَّكُمْ بِاَنْعَامٍ وَّبَنِيْنَ. اس نے تمہاری چارپایوں اور لڑکے بالوں سے مدد کی (سورۂ شعراء: ۱۳۳)

[5] يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْۤا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا. اے ایماندارو! اپنے آپ کو اور اپنے لڑکے بالوں کو (جہنم کی) آگ سے بچاؤ (سورۂ تحریم: ۶)، لَا تُضَآرَّ وَالِدَةٌۢ بِوَلَدِهَا وَلَا مَوْلُوْدٌ لَّهٗ بِوَلَدِهٖ نہ ماں کا اس کے بچے کی وجہ سے نقصان گوارا کیا جائے اور نہ جس (باپ) کا لڑکا ہے اس کا (بلکہ دستور کے مطابق دیا جائے) (سورۂ بقرہ: ۲۳۳)

اچھی تربیت کا ثواب [۱] اور بری تربیت کا عذاب ہوگا۔ [۲]

اہل بیتؑ کی روایات میں والدین، بچوں کے حقوق کے عہد یدار ہیں اور ان کے حقوق مندرجہ ذیل ہیں:

(۱) اچھا نام انتخاب کرنا
(۲) اس کی ماں کا احترام کرنا
(۳) والدین سے منسوب کرنا
(۴) نظافت
(۵) مناسب غذا
(۶) تعلیم و تربیت
(۷) اس سے محبت
(۸) اس کا اکرام
(۹) نیک کام میں اس کی مدد کرنا۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

حَقُّ الْوَلَدِ عَلَى وَالِدِهِ إِذَا كَانَ ذَكَراً أَنْ يَسْتَفْرِهَ أُمَّهُ وَ يَسْتَحْسِنَ اسْمَهُ وَ يُعَلِّمَهُ كِتَابَ اللهِ وَ يُطَهِّرَهُ وَ يُعَلِّمَهُ السِّبَاحَةَ وَ إِذَا كَانَتْ أُنْثَى أَنْ يَسْتَفْرِهَ أُمَّهَا وَ يَسْتَحْسِنَ اسْمَهَا وَ يُعَلِّمَهَا سُورَةَ النُّورِ وَ لَا يُعَلِّمَهَا سُورَةَ يُوسُفَ وَ لَا يُنْزِلَهَا الْغُرَفَ وَ يُعَجِّلَ سَرَاحَهَا إِلَى بَيْتِ زَوْجِهَا.

بچے کا باپ پر یہ حق ہے کہ اس کی ماں کا احترام کرے، اس کا اچھا نام رکھے، اگر بیٹا ہے تو اسے قرآن کی تعلیم دیں، اس کا ختنہ کرنا، تیرا کی سکھانا، اگر لڑکی ہو تو اسے سورۂ نور کی تعلیم دینا، اسے اوپر والے کمرے میں جگہ نہ دے، اس کی شادی میں جلدی کرنا۔ [۳]

امام سجاد علیہ السلام نے فرمایا:

وَ أَمَّا حَقُّ وَلَدِكَ فَأَنْ تَعْلَمَ أَنَّهُ مِنْكَ وَ مُضَافٌ إِلَيْكَ فِي عَاجِلِ الدُّنْيَا بِخَيْرِهِ وَ شَرِّهِ.

بچے کا حق یہ ہے کہ تم جان لو کہ اس دنیا میں اس کا اچھا یا برا ہونا تم سے مربوط ہے۔ [۴]

بچے کی صفائی ستھرائی:

بچے کی روحانی پاکیزگی:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

---

[۱] وَكَانَ يَأْمُرُ أَهْلَهُ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ وَكَانَ عِنْدَ رَبِّهٖ مَرْضِيًّا. اور اپنے گھر کے لوگوں کو نماز پڑھنے اور زکوۃ دینے کی تاکید کیا کرتے تھے اور اپنے پروردگار کی بارگاہ میں پسندیدہ تھے۔ (سورۂ مریم: ۵۵)

[۲] اِنَّ الْخٰسِرِيْنَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ وَاَهْلِيْهِمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ حقیقت میں وہی بڑے گھاٹے میں ہیں جنہوں نے قیامت کے دن اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو خسارے میں ڈالا۔ (سورۂ شوریٰ: ۴۵)

[۳] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۶/ ۴۹/ باب حق الاولاد..... ص: ۴۸

[۴] من لایحضرہ الفقیہ/ ج ۲/ ۶۲۲/ باب الحقوق..... ص: ۶۱۸

لَا يُجَامِعِ الرَّجُلُ امْرَاَتَهُ، وَلَا جَارِيَتَهُ وَفِي الْبَيْتِ صَبِيٌّ، فَاِنَّ ذٰلِكَ مِمَّا يُوْرِثُ الزِّنٰى.

کوئی شخص اپنی بیوی یا کنیز سے اس کمرے میں ہم بستری نہ کرے جس میں کوئی بچہ ہو، کیونکہ یہ چیز باعث بنتی ہے کہ زنا کی طرف راغب ہو جائیں۔[1]

بیماری سے پیشگی بچاؤ:

بچے کو پاکیزہ اور اسے صاف ستھرا رکھنے سے بچہ بعض بیماریوں سے بچ جاتا ہے۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

كَرِهَ اَنْ يَغْشَى الرَّجُلُ امْرَاَتَهُ وَ هِيَ حَائِضٌ فَاِنْ فَعَلَ وَ خَرَجَ الْوَلَدُ مَجْذُوماً اَوْ بِهِ بَرَصٌ فَلَا يَلُومَنَّ اِلَّا نَفْسَهُ ..... وَ كَرِهَ اَنْ يَاْتِيَ الرَّجُلُ اَهْلَهُ وَ قَدِ احْتَلَمَ حَتّٰى يَغْتَسِلَ مِنَ الِاحْتِلَامِ فَاِنْ فَعَلَ ذٰلِكَ وَ خَرَجَ الْوَلَدُ مَجْنُوناً فَلَا يَلُومَنَّ اِلَّا نَفْسَهُ

مرد کا عورت کے ساتھ جماع کرنا کہ جب عورت حیض کی حالت میں ہو تو یہ حرام ہے اگر ایسا ہو تو بچے جذام و برص کی بیماریوں میں مبتلا ہو جاتے ہیں، اسے اپنی سرزنش کرنی چاہیے۔..... غسل جنابت کرنے سے پہلے عورت کے ساتھ ہمبستری کرنا مکروہ ہے۔ اگر ایسا اس نے کیا تو بچہ، دیوانہ پیدا ہوگا اور اسے اپنی سرزنش کرنی چاہیے۔[2]

بیماری سے پیشگی بچاؤ کے ساتھ ہمبستری کو ایک زمانے میں ترک کرنا ہوتا ہے۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے بارے میں فرماتے ہیں کہ

يَا عَلِيُّ لَا تُجَامِعْ اَهْلَكَ لَيْلَةَ النِّصْفِ وَ لَا لَيْلَةَ الْهِلَالِ اَ مَا رَاَيْتَ الْمَجْنُونَ يُصْرَعُ فِي لَيْلَةِ الْهِلَالِ وَلَيْلَةِ النِّصْفِ كَثِيراً.

اے علیؑ! آدھی رات اور قمری ماہ کے اول میں جماع نہ کرنا، کیا تم نے نہیں دیکھا کہ دیوانے رات اور اول ماہ میں بے ہوش ہوتے ہیں۔[3]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

لَا تُجَامِعْ فِي اَوَّلِ الشَّهْرِ وَ لَا فِي وَسَطِهِ وَ لَا فِي آخِرِهِ فَاِنَّهُ مَنْ فَعَلَ ذٰلِكَ فَلْيُسَلِّمْ لِسِقْطِ الْوَلَدِ فَاِنْ تَمَّ اَوْشَكَ اَنْ يَكُونَ مَجْنُوناً اَلَا تَرَى اَنَّ الْمَجْنُونَ اَكْثَرُ مَا يُصْرَعُ فِي اَوَّلِ الشَّهْرِ وَوَسَطِهِ وَآخِرِهِ.

قمری ماہ کی پہلی، درمیانی اور آخری تاریخ میں جماع نہ کرو کیونکہ جو بھی ایسا کرتا ہے تو اس کا بچہ سقط ہو جاتا ہے اور ممکن ہے بچہ دیوانہ ہو۔[4]

---

[1] کافی (ط-دارالحدیث)/ ج۱۱/ ۱۴۳/ ۱۴۲-باب کراہۃ ان یواقع الرجل اہلہ وفی البیت صبی..... ص:۱۴۲

[2] من لایحضرہ الفقیہ/ ج۴/ ۳۵۷/ باب النوادر وہو آخر ابواب الکتاب..... ص:۳۵۲

[3] تحف العقول/ النص/ ۱۲/ وصیۃ اخری الی امیر المؤمنین ع مختصرۃ..... ص:۱۰

[4] من لایحضرہ الفقیہ/ ج۳/ ۴۰۳/ باب الاوقات التی یکرہ فیہا الجماع..... ص:۴۰۲

البتہ روایات میں امیر المومنین علیہ السلام سے آیا ہے کہ ماہ رمضان کی پہلی شب دوسرے مہینوں سے مستثنیٰ ہے۔[1]

بچے کی بیماری سے پیشگی احتیاط کے موارد مندرجہ ذیل ہیں: جماع کے وقت بیوی سے باتیں نہ کرنا، رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے منع فرمایا ہے کیونکہ اس سے بچہ گونگا پیدا ہوتا ہے۔[2]

صفائی ستھرائی:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اغْسِلُوا صِبْيَانَكُمْ مِنَ الْغَمَرِ فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَشَمُّ الْغَمَرَ فَيَفْزَعُ الصَّبِيُّ فِي رُقَادِهِ وَ يَتَأَذَّى بِهِمَا الْكَاتِبَانِ.

بچوں کو آلودگی سے صاف ستھرا رکھو کیونکہ شیطان آلودگی کو سونگھتا ہے بچہ خواب میں ڈرتا ہے اور بچے کے ساتھ فرشتوں کو بھی تکلیف ہوتی ہے۔[3]

بچے کا ساتویں دن ختنہ کرنا:

ختنہ سنت ہے اور نظافت بھی ہے معصومین علیہم السلام کی روایات ہیں کہ

اَنِ اخْتِنُوا اَوْلَادَكُمْ يَوْمَ السَّابِعِ يَطَّهَّرُوا.

اپنے بیٹے کا ولادت سے ساتویں دن ختنہ کروتا کہ وہ پاک ہوجائے۔[4]

پیشگی تحفظ معنوی:

پیشگی تحفظ یہ ہے کہ بچوں کی پیدائش کے وقت اس کے دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت پڑھی جائے۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

يَا عَلِيُّ! إِذَا وُلِدَ لَكَ غُلَامٌ اَوْ جَارِيَةٌ فَأْذِنْ فِي أُذُنِهِ الْيُمْنَى وَ اَقِمْ فِي الْيُسْرَى فَإِنَّهُ لَا يَضُرُّهُ الشَّيْطَانُ اَبَدًا.

اے علیؑ! جب تیرے ہاں بیٹا یا بیٹی پیدا ہوتو اس کے دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت پڑھو شیطان اسے ضرر ونقصان نہیں پہنچا سکتا ہے۔[5]

---

[1] يُسْتَحَبُّ لِلرَّجُلِ اَنْ يَأْتِيَ اَهْلَهُ-اَوَّلَ لَيْلَةٍ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ لِقَوْلِ اللهِ عَزَّ وَ جَلَّ-اُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيامِ الرَّفَثُ اِلى نِسائِكُمْ وَ الرَّفَثُ الْمُجَامَعَةُ. (الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۴/ ۱۸۰/ باب النوادر..... ص:۱۸۰)

[2] نَهَاكُمْ عَنْ..... وَ كَرِهَ الْكَلَامَ عِنْدَ الْجِمَاعِ وَ قَالَ يُورِثُ الْخَرَسَ يَعْنِي فِي الْوَلَدِ. (الخصال/ ج ۲/ ۵۲۰/ النہی عن اربع وعشرین خصلۃ..... ص:۵۲۰)

[3] عیون اخبار الرضا علیہ السلام/ ج ۲/ ۶۹/ ۳۱ باب فیما جاء عن الرضا ع من الاخبار المجموعۃ..... ص:۲۴

[4] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۶/ ۳۵/ باب التطہیر ص:۳۴

[5] تحف العقول/ النص/ ۱۳/ وصیۃ اخری الی امیر المؤمنین ع مختصرۃ..... ص:۱۰

نیز فرمایا:

يَا عَلِيُّ إِذَا جَامَعْتَ فَقُلْ:

اے علیؑ! جماع کے وقت یہ دعا پڑھو:

"بِسْمِ اللهِ اَللّٰهُمَّ جَنِّبْنَا الشَّيْطَانَ وَ جَنِّبِ الشَّيْطَانَ مَا رَزَقْتَنِي"

خدا کے نام سے، اے معبود مجھے اور میری اولاد کو جو مجھے عطا فرمائے شیطان سے دور رکھ۔

فَإِنْ قُضِيَ أَنْ يَكُونَ بَيْنَكُمَا وَلَدٌ لَمْ يَضُرَّهُ الشَّيْطَانُ أَبَداً.

اگر تمہارا بچہ پیدا ہوا تو شیطان اسے ضرر و نقصان نہیں پہنچا سکتا ہے۔[1]

بچے کی غذا:

غذا کا حق:

شیر خوار بچے کی غذا یعنی دودھ پلانا اور اس احکام پر بڑی تاکید کی گئی ہے۔ خداوند قرآن میں فرماتا ہے:

وَالْوَالِدٰتُ يُرْضِعْنَ اَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ لِمَنْ اَرَادَ اَنْ يُّتِمَّ الرَّضَاعَةَ ؕ وَعَلَى الْمَوْلُوْدِ لَهٗ رِزْقُهُنَّ وَ كِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ؕ

جو شخص اپنی اولاد کو پورے دو برس دودھ پلوانا چاہے تو اس کی خاطر سے مائیں اپنی اولاد کو پورے دو برس دودھ پلائیں اور جس (باپ) کا وہ لڑکا ہے اس پر ماؤں کا کھانا کپڑا دستور کے مطابق لازم ہے۔[2]

بچے کو دودھ پلانے کا ثواب:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

إِذَا حَمَلَتِ الْمَرْأَةُ كَانَتْ بِمَنْزِلَةِ الصَّائِمِ الْقَائِمِ الْمُجَاهِدِ بِنَفْسِهِ وَ مَالِهِ فِي سَبِيلِ اللهِ فَإِذَا وَضَعَتْ كَانَ لَهَا مِنَ الْأَجْرِ مَا لَا تَدْرِي مَا هُوَ لِعِظَمِهِ فَإِذَا أَرْضَعَتْ كَانَ لَهَا بِكُلِّ مَصَّةٍ كَعِدْلِ عِتْقِ مُحَرَّرٍ مِنْ وُلْدِ إِسْمَاعِيلَ فَإِذَا فَرَغَتْ مِنْ رَضَاعِهِ ضَرَبَ مَلَكٌ عَلَى جَنْبِهَا [جَنْبَيْهَا] وَ قَالَ استانف [اسْتَأْنِفِي] الْعَمَلَ فَقَدْ غُفِرَ لَكِ.

جب عورت حاملہ ہو تو وہ روزہ دار، نماز گزار اور ایسے مجاہد کی مانند ہے جو جان و مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتا ہے اور جب بچے کی ولادت ہوا سے اتنا ثواب ملتا ہے جسے کوئی نہیں جانتا اور جب ماں بچے کو دودھ پلاتی ہے تو بچے کا ہر دفعہ ماں کا دودھ پینا حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے ایک غلام آزاد کرنے کے برابر ثواب ملتا ہے۔ جب دودھ چھوٹ جائے تو ماں کے

---

[1] تحف العقول/ النص/ ۱۲/ وصیۃ اخری الی امیر المؤمنین ع مختصرۃ..... ص:۱۰

[2] سورۂ بقرہ: ۲۳۳

پاس ایک فرشتہ آتا ہے اور کہتا ہے: خدا نے تجھے بخش دیا ہے اپنے کام دوبارہ شروع کرو۔[1]

بچے کی تعلیم وتربیت:

اسلام نے بچے کی تعلیم وتربیت کے بارے میں چند نکات بیان کئے ہیں:

۱۔ معارف دینی، عقائد، اخلاق، قرائت، احکام کا جاننا، عبادت کرنا۔

۲۔ ادب اور اجتماعی مہارت

۳۔ ادب اور دفاعی مہارت

قرآن اور احکام دین کا ثواب:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

وَ مَنْ عَلَّمَهُ الْقُرْآنَ دُعِيَ بِالْآبَوَيْنِ فَيُكْسَيَانِ حُلَّتَيْنِ يُضِيءُ مِنْ نُورِهِمَا وُجُوهُ أَهْلِ الْجَنَّةِ.

جو اپنے بچے کو قرآن سکھاتا ہے تو قیامت کے دن اس کے ماں باپ کو بلایا جائے گا۔ دو لباس والدین پہنیں گے کہ جن کے نور سے جنتی افراد کے چہرے روشن ہوں گے۔[2]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

أَنَّ الْقُرْآنَ يَأْتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِالرَّجُلِ الشَّاحِبِ يَقُولُ لِرَبِّهِ عَزَّ وَ جَلَّ: يَا رَبِّ هَذَا أَظْمَأْتُ نَهَارَهُ، وَ أَسْهَرْتُ لَيْلَهُ، وَ قَوَّيْتُ فِي رَحْمَتِكَ طَمَعَهُ، وَ فَسَحْتُ فِي مَغْفِرَتِكَ أَمَلَهُ، فَكُنْ عِنْدَ ظَنِّي [فِيكَ] وَ ظَنِّهِ.

يَقُولُ اللهُ تَعَالَى: أَعْطُوهُ الْمُلْكَ بِيَمِينِهِ، وَ الْخُلْدَ بِشِمَالِهِ، وَ اقْرِنُوهُ بِأَزْوَاجِهِ مِنَ الْحُورِ الْعِينِ، وَ اكْسُوا وَالِدَيْهِ حُلَّةً لَا تَقُومُ لَهَا الدُّنْيَا بِمَا فِيهَا.

فَيَنْظُرُ إِلَيْهِمَا الْخَلَائِقُ فَيُعَظِّمُونَهُمَا. وَ يَنْظُرَانِ إِلَى أَنْفُسِهِمَا فَيَعْجَبَانِ مِنْهَا وَ يَقُولَانِ: يَا رَبَّنَا أَنَّى لَنَا هَذِهِ وَ لَمْ تَبْلُغْهَا أَعْمَالُنَا.

فَيُقَالُ: هَذَا بِتَعْلِيمِكُمَا وَلَدَكُمَا الْقُرْآنَ، وَ تُبْصِيرِكُمَا إِيَّاهُ بِدِينِ الْإِسْلَامِ وَ رِيَاضَتِكُمَا إِيَّاهُ- عَلَى حُبِّ مُحَمَّدٍ رَسُولِ اللهِ وَ عَلِيٍّ وَلِيِّ اللهِ

روز قیامت قرآن ایک شخص کے ساتھ آئے گا اور پروردگار فرمائے گا: یہ وہ شخص ہے جسے میں نے دن میں بھوکا اور رات کو بیدار رکھا۔ پس اس کے طمع کو تیری رحمت قرار دیا اور اس کی امیدیں تیری مغفرت ہے، پس میرے گمان کے مطابق

---

[1] الامالی (للصدوق)/ النص/ ۴۱۱/ المجلس الرابع والستون

[2] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۶/ ۴۹/ باب برالاولاد..... ص:۴۹

عمل کرو۔

خدا فرمائے گا تیرے دائیں ہاتھ میں مشک دیا اور بائیں ہاتھ میں مردانگی، اس کے ماں باپ کو زیور دے جو بہت قیمتی ہوں گے۔

پس روزِ قیامت تمام لوگ اس کے ماں باپ کو دیکھیں گے اور انہیں باعظمت شمار کیا جائے گا۔ والدین یہ دیکھ کر تعجب کریں گے اور پوچھیں گے: اے پروردگار! یہ عظمت کیسے حاصل ہوئی ہے جبکہ ہم نے یہ اعمال انجام نہیں دیئے ہیں؟

خدا فرمائے گا: یہ عظمت بچوں کو قرآن کی تعلیم دینے، اسلامی تربیت کرنے اور اللہ کے رسول (حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور اللہ کے ولی (حضرت علی علیہ السلام) سے محبت کی وجہ سے ہے۔[1]

بچوں کو دینی تعلیم سے محروم رکھنے کا انجام:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بعض افراد پر نگاہ ڈالی اور فرمایا:

اَنَّهُ نَظَرَ اِلَى بَعْضِ الْاَطْفَالِ فَقَالَ وَيْلٌ لِاَوْلَادِ آخِرِ الزَّمَانِ مِنْ آبَائِهِمْ فَقِيلَ يَا رَسُولَ اللهِ مِنْ آبَائِهِمُ الْمُشْرِكِينَ فَقَالَ لَا مِنْ آبَائِهِمُ الْمُؤْمِنِينَ لَا يُعَلِّمُونَهُمْ شَيْئاً مِنَ الْفَرَائِضِ وَ اِذَا تَعَلَّمُوا اَوْلَادُهُمْ مَنَعُوهُمْ وَرَضُوا عَنْهُمْ بِعَرَضٍ يَسِيرٍ مِنَ الدُّنْيَا فَاَنَا مِنْهُمْ بَرِيءٌ وَهُمْ مِنِّي بِرَاءٌ.

آخری زمانے کے بچوں پر افسوس ہے کہ باپ نے ان کے ساتھ کیا کیا؟

پوچھا گیا: اے اللہ کے رسولؐ! اس وجہ سے کہ ان کے باپ مشرک تھے؟

آپؐ نے فرمایا: نہیں بلکہ ایسے باپ کہ جو مومن ہیں لیکن بچوں کو واجبات دین نہیں سکھاتے بلکہ انہیں یاد کرنے سے منع کرتے ہیں۔ تو دنیا کا بہت کم فائدہ انہیں ملے گا میں ان سے بیزار ہوں وہ مجھ سے بیزار ہیں۔[2]

دفاعی و اجتماعی مہارت:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

عَلِّمُوا اَوْلَادَكُمُ السِّبَاحَةَ وَ الرِّمَايَةَ.

اپنے بچوں کو تیراکی اور تیراندازی کی تعلیم دو۔[3]

اسی طرح فرمایا:

---

[1] التفسیر المنسوب الی الامام الحسن العسکری علیہ السلام/ ۴۵۰/ [فی فضائل القرآن، وفضل تعلمہ وتعلیمہ:]..... ص:۴۴۹

[2] جامع الاخبار (للشعیری)/ ۱۰۶/ الفصل الثانی والستون فی الاولاد

[3] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۶/ ۴۷/ باب تادیب الولد..... ص:۴۶

اَکْرِمُوا اَوْلَادَکُمْ وَ اَحْسِنُوا اَدَبَهُمْ یُغْفَرْ لَکُمْ.

بچوں کا احترام کرو اور ان کی اچھی تربیت کرو تا کہ تمہاری مغفرت ہو سکے۔[1]

نیز فرمایا:

یَا عَلِیُّ حَقُّ الْوَلَدِ عَلَی وَالِدِهِ اَنْ یُحْسِنَ اسْمَهُ وَ اَدَبَهُ وَ یَضَعَهُ مَوْضِعاً صَالِحًا.

اے علیؑ! بچے کا باپ پر یہ حق ہے کہ باپ اس کا اچھا نام رکھے اور اسے ادب سکھائے اور اس کو مقام دے۔[2]

بچوں سے محبت:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ قَبَّلَ وَلَدَهُ کَتَبَ اللهُ عَزَّ وَ جَلَّ لَهُ حَسَنَةً.

جو شخص اپنے بچے کا بوسہ لیتا ہے۔ خدا اس کے لئے ایک نیکی لکھتا ہے۔[3]

اسی طرح فرمایا:

اَکْثِرُوا مِنْ قُبْلَةِ اَوْلَادِکُمْ فَاِنَّ لَکُمْ بِکُلِّ قُبْلَةٍ دَرَجَةً فِی الْجَنَّةِ مَسِیرَةَ خَمْسِ مِائَةِ عَامٍ.

بچوں کا زیادہ بوسہ لیا کرو۔ بے شک ہر بوسے کے مقابلے میں تجھے جنت میں ایک درجہ ملے گا کہ جس کی مسافت پانچ سو سال ہے۔[4]

عبداللہ بن مسعود کہتے ہیں:

کُنْتُ عِنْدَ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اِذ دَخَلَ الْحُسَیْنُ بْنُ عَلِیٍّ علیہ السلام فَاَخَذَهُ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وَ قَبَّلَهُ ثُمَّ قَالَ حُزُقَّةٌ حُزُقَّةٌ تَرَقَّ عَیْنَ بَقَّةَ وَ وَضَعَ فَمَهُ عَلَی فَمِهِ وَ قَالَ: اَللّٰهُمَّ اِنِّی اُحِبُّهُ فَاَحِبَّهُ وَ اَحِبَّ مَنْ یُحِبُّهُ.

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس تھا، جب حسین بن علی علیہ السلام داخل ہوئے تو آپؐ نے انہیں اٹھایا اور ان کا بوسہ لیا اور ان کے منہ پر اپنا منہ رکھا اور فرمایا: خدایا! میں اِسے دوست رکھتا ہوں، پس تو بھی اُسے دوست رکھ جو اِسے دوست رکھتا ہے۔[5]

نکتہ:

اس حدیث رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعا کا مطلب یہ ہے کہ آپ یہ فرمانا چاہتے ہیں کہ بچوں کی تربیت اس طرح کرو کہ امام حسین علیہ السلام کے دوست ہوں اور امام حسین علیہ السلام کو دوست رکھیں گے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعا ان کے لئے ہے۔

---

[1] مکارم الاخلاق/ ۲۲۲/ فی فضل الاولاد..... ص:۲۱۸

[2] من لایحضرہ الفقیہ/ ج ۴/ ۳۷۲/ باب النوادر وہو آخر ابواب الکتاب..... ص:۳۵۲

[3] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۶/ ۴۹/ باب بر الاولاد..... ص:۴۹

[4] روضۃ الواعظین وبصیرۃ المتعظین (ط-القدیمۃ)/ ج ۲/ ۳۶۹/ فصل فی ذکر حق الولد علی الوالد..... ص:۳۶۸

[5] بحار الانوار (ط-بیروت)/ ج ۳۶/ ۳۱۳/ باب ۴۱ نصوص الرسول ص علیہم علیہم السلام..... ص:۲۳۶

اولاد سے سختی کرنے کا انجام:

روایت میں ہے کہ

كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُقَبِّلُ الْحَسَنَ وَ الْحُسَيْنَ فَقَالَ عُيَيْنَةُ وَ فِي رِوَايَةٍ غَيْرِهِ الْاَقْرَعُ بْنُ حَابِسٍ اَنَّ لِي عَشَرَةً مَا قَبَّلْتُ وَاحِداً مِنْهُمْ قَطُّ فَقَالَ ﷺ مَنْ لَا يَرْحَمْ لَا يُرْحَمْ وَ فِي رِوَايَةٍ حَفْصٍ الْفَرَّاءِ فَغَضِبَ رَسُولُ اللهِ ﷺ حَتَّى الْتُمِعَ لَوْنُهُ وَ قَالَ لِلرَّجُلِ اِنْ كَانَ اللهُ قَدْ نَزَعَ الرَّحْمَةَ مِنْ قَلْبِكَ فَمَا اَصْنَعُ بِكَ مَنْ لَمْ يَرْحَمْ صَغِيرَنَا وَ لَمْ يُعَزِّزْ كَبِيرَنَا فَلَيْسَ مِنَّا.

ایک دن رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امام حسن و حسین علیہما السلام کا بوسہ لیا۔ (یہ دیکھ کر) اقرع بن حابس نامی شخص نے کہا: میرے دس بچے ہیں اور میں نے ان میں کسی کا بوسہ نہیں لیا۔

آپ نے فرمایا: جو شخص بچوں پر رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جائے گا۔ آپ اس شخص کی اس بات پر بہت ناراض ہوئے اور آپ کے چہرے کے آثار بدل گئے اور اسے فرمایا: اگر خدا نے تیرے دل سے محبت و عواطف کو نکال دیا ہے تو میں کیا کہہ سکتا ہوں؟ جو شخص چھوٹے بچوں پر مہربان نہ ہو اور ہمارے بزرگوں کا احترام نہ کرے تو وہ ہم میں سے نہیں ہے۔[1]

اولاد کا احترام کرنا:

کرامت اچھے اخلاق کا اہم عامل ہے۔[2] اس لئے بچے کی تربیت میں محبت کی روح پھونکی جائے۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اَكْرِمُوا اَوْلَادَكُمْ وَ اَحْسِنُوا اَدَبَهُمْ يُغْفَرْ لَكُمْ.

اپنے بچوں کا احترام و اکرام کرو ان کی اچھی تربیت کرو کیونکہ اس سے تمہاری مغفرت ہوتی ہے۔[3]

بچے کو اچھے نام سے بلانا:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اِنَّ اَوَّلَ مَا يَنْحَلُ اَحَدُكُمْ وَلَدَهُ الِاسْمُ الْحَسَنُ فَلْيُحْسِنْ اَحَدُكُمُ اسْمَ وَلَدِهِ.

---

[1] وسائل الشیعۃ/ ج۲۱/ ۴۸۵/ ۸۹- باب استحباب تقبیل الانسان ولدہ علی وجہ الرحمۃ..... ص:۴۸۴

[2] مَنْ كَرُمَتْ عَلَيْهِ نَفْسُهُ هَانَتْ عَلَيْهِ شَهْوَتُهُ. (نہج البلاغۃ (للصبحی صالح)/ ۵۵۵/ [۴۵۸]۴۴۹..... ص:۵۵۵)

[3] مکارم الاخلاق/ ۲۲۲/ فی فضل الاولاد..... ص:۲۱۸

یعنی باپ کی طرف سے بچے کے لئے سب سے پہلا ہدیہ ہے کہ اس کا اچھا نام رکھے۔[1]

نیز فرمایا:

اِذَا سَمَّيْتُمُ الْوَلَدَ مُحَمَّداً فَاَكْرِمُوهُ- وَ اَوْسِعُوا لَهُ فِي الْمَجَالِسِ وَلَا تُقَبِّحُوا لَهُ وَجْهاً.

جب بچوں کا نام محمد رکھو تو اس کا اکرام کرو اور مجالس میں اسے جگہ دو اور (اسے دیکھ کر) تیوری نہ چڑھاؤ۔[2]

پیغمبرؐ کے نام کا ثواب:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَا مِنْ مَائِدَةٍ وُضِعَتْ وَ حَضَرَ عَلَيْهَا مَنِ اسْمُهُ اَحْمَدُ اَوْ مُحَمَّدٌ اِلَّا قُدِّسَ ذٰلِكَ الْمَنْزِلُ فِي كُلِّ يَوْمٍ مَرَّتَيْنِ.

جس گھر کے دسترخوان پر احمد یا محمد نامی شخص حاضر ہوتا ہے اس گھر میں روزانہ دو بار برکت نازل ہوتی ہے۔[3]

بچے کی شادی:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مِنْ حَقِّ الْوَلَدِ عَلَى وَالِدِهِ ثَلَاثَةٌ يُحَسِّنُ اسْمَهُ وَ يُعَلِّمُهُ الْكِتَابَةَ وَ يُزَوِّجُهُ اِذَا بَلَغَ.

بچے کے باپ پر تین حق ہیں: (۱) اس کا اچھا سا نام رکھے، (۲) اسے پڑھنا لکھنا سکھائے (۳) جب وہ بالغ ہو جائے اس کی شادی کرے۔[4]

بچے کی مدد کرنا:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

رَحِمَ اللهُ مَنْ اَعَانَ وَلَدَهُ عَلَى بِرِّهِ قَالَ قُلْتُ كَيْفَ يُعِينُهُ عَلَى بِرِّهِ قَالَ يَقْبَلُ مَيْسُورَهُ وَ يَتَجَاوَزُ عَنْ مَعْسُورِهِ.

خدا ایسے شخص پر رحمت کرے جو اپنے بچے کے نیک کاموں میں اس کی مدد کرے۔

---

[1] بحار الانوار (ط- بیروت)/ ج ۱۰۱/ ۱۳۰/ باب ۱۵ الاسماء والکنی..... ص: ۱۲۷

[2] عیون اخبار الرضا علیہ السلام/ ج ۲/ ۲۹/ ۳۱ باب فیما جاء عن الرضا ع من الاخبار المجموعۃ..... ص: ۲۴

[3] عیون اخبار الرضا علیہ السلام/ ج ۲/ ۲۹/ ۳۱ باب فیما جاء عن الرضا ع من الاخبار المجموعۃ..... ص: ۲۴

[4] مکارم الاخلاق/ ۲۲۰/ فی فضل الاولاد..... ص: ۲۱۸

پوچھا: کیسے؟ نیکی میں کس طرح مدد کی جائے؟
آپ نے فرمایا: جس چیز کی وہ قدرت رکھتا ہے اس سے قبول کرو اور جو کام اس کے لئے مشکل ہو اُس سے درگزر کرو۔ [1]

بچوں میں مساوات:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

سَوُّوا بَيْنَ اَوْلَادِكُمْ فِي الْعَطِيَّةِ.

اپنے بچوں میں ہدیہ دینے میں مساوات قائم کرو۔ [2]

روایت ہے کہ:

اَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اَبْصَرَ رَجُلًا لَهُ وَلَدَيْنِ [وَلَدَانِ] فَقَبَّلَ اَحَدَهُمَا وَ تَرَكَ الْآخَرَ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فَهَلَّا وَاسَيْتَ بَيْنَهُمَا.

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک ایسے شخص کو دیکھا جس کے دو بچے تھے صرف ایک کا بوسہ لیتا تھا، آپؐ نے اس سے فرمایا: اپنے بچوں کے درمیان عدالت اور مساوات قائم کرو۔ [3]

نیز آپؐ نے فرمایا:

اعْدِلُوا بَيْنَ اَوْلَادِكُمْ فِي السِّرِّ كَمَا تُحِبُّونَ اَنْ يَعْدِلُوا بَيْنَكُمْ فِي الْبِرِّ وَ اللُّطْفِ.

اپنے بچوں کے درمیان عدالت سے کام لو جس طرح تم پسند کرتے ہو کہ وہ تمہارے ساتھ نیکی اور لطف کرنے میں عدالت سے کام لیں۔ [4]

بیٹیوں سے پہلے نیکی:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ دَخَلَ السُّوقَ فَاشْتَرَى تُحْفَةً فَحَمَلَهَا اِلَى عِيَالِهِ كَانَ كَحَامِلِ صَدَقَةٍ اِلَى قَوْمٍ مَحَاوِيجَ وَ لْيَبْدَأْ بِالْاِنَاثِ قَبْلَ الذُّكُورِ فَاِنَّهُ مَنْ فَرَّحَ اُنْثَى فَكَاَنَّمَا اَعْتَقَ رَقَبَةً مِنْ وُلْدِ اِسْمَاعِيلَ.

---

[1] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۶/ ۵۰/ باب برالاولاد..... ص:۴۹
[2] نہج الفصاحۃ (مجموعہ کلمات قصار حضرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ)/ ۵۱۹/ نہج الفصاحۃ مجموعہ کلمات قصار حضرت رسول اکرمؐ، ص، باترجمہ فارسی
[3] الجعفریات (الاشعثیات)، ص:۵۵
[4] مکارم الاخلاق/ ۲۲۰/ فی فضل الاولاد..... ص:۲۱۸

جو شخص بازار جاتا ہے اور تحفہ خرید کر لے آتا ہے اور وہ اپنے اہل وعیال کو دیتا ہے ایسا شخص درحقیقت فقیروں کے لئے صدقہ دے رہا ہوتا ہے۔ بچیوں کو بچوں پر مقدم رکھو کیونکہ جو شخص بیٹیوں کو خوشحال رکھتا ہے وہ اس شخص کی مانند ہے جس نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی نسل سے ایک غلام آزاد کیا ہو۔[1]

اس طرح آپؐ نے فرمایا:

وَلَوْ كُنْتُ مُفَضِّلًا اَحَدًا لَفَضَّلْتُ الْاِنَاثِ.

اپنے بچوں کو ہدیہ دیتے وقت مساوات قائم کرو اگر چاہتے ہو کہ کسی کو زیادہ ہدیہ دو تو پہلے بیٹیوں کو دو۔[2]

اولاد کے لئے دعا:

ضروری ہے کہ انسان اولاد کی اچھی تربیت کے ساتھ ساتھ ان کے لئے دعا کرے اور یہ دعا پڑھے جو امام سجاد علیہ السلام سے منقول ہے:

① اَللّٰهُمَّ وَمُنَّ عَلَيَّ بِبَقَاءِ وُلْدِي وَبِاِصْلَاحِهِمْ لِي وَبِاِمْتَاعِي بِهِمْ.

(۱) خدایا! مجھ پر میری اولاد کی بقا ان کے حالات کی اصلاح اور ان سے میری بہرہ مندی کے ذریعہ احسان فرما۔

② اِلٰهِي اَمْدُدْ لِي فِي اَعْمَارِهِمْ، وَزِدْ لِي فِي آجَالِهِمْ، وَرَبِّ لِي صَغِيرَهُمْ، وَقَوِّ لِي ضَعِيفَهُمْ، وَاَصِحَّ لِي اَبْدَانَهُمْ وَاَدْيَانَهُمْ وَاَخْلَاقَهُمْ، وَعَافِهِمْ فِي اَنْفُسِهِمْ وَفِي جَوَارِحِهِمْ وَفِي كُلِّ مَا عُنِيتُ بِهِ مِنْ اَمْرِهِمْ، وَاَدْرِرْ لِي وَعَلَى يَدَيَّ اَرْزَاقَهُمْ.

(۲) خدایا! میرے حق میں ان کی عمر دراز کر دے ان کی مدت حیات میں اضافہ فرما دے ان کے کمسنوں کی تربیت فرما ان کے کمزوروں کو قوت عطا فرما ان کے بدن کو صحت دے۔ ان کے دین واخلاق کو درست فرما دے ان کے نفس اور اعضاء وجوارح اور جن اشیاء کے لئے ان کے بارے میں میں فکرمند ہوں سب میں عافیت عطا فرما ان کے رزق کو میرے ذریعہ اور میرے ہاتھوں مسلسل بنا دے۔

③ وَاجْعَلْهُمْ اَبْرَاراً اَتْقِيَاءَ بُصَرَاءَ سَامِعِينَ مُطِيعِينَ لَكَ، وَلِاَوْلِيَائِكَ مُحِبِّينَ مُنَاصِحِينَ، وَلِجَمِيعِ اَعْدَائِكَ مُعَانِدِينَ وَمُبْغِضِينَ، آمِينَ.

(۳) انھیں نیک کردار، پرہیزگار، صاحب بصیرت، فرمانبردار، تیری اور تیرے اولیاء کی اطاعت کرنے والے، محب، مخلص اور اپنے دشمنوں کا دشمن اور ان سے بغض رکھنے والا بنا دے۔ آمین۔

④ اَللّٰهُمَّ اشْدُدْ بِهِمْ عَضُدِي، وَاَقِمْ بِهِمْ اَوَدِي، وَكَثِّرْ بِهِمْ عَدَدِي، وَزَيِّنْ بِهِمْ مَحْضَرِي، وَاَحْيِ

---

[1] ثواب الاعمال وعقاب الاعمال/ النص/ ۲۰۱/ ثواب من دخل السوق فاشتری تحفۃ فحملہا الی عیالہ وثواب من فرح ابنتہ ص:۲۰۱

[2] الخلاف، طوسی، ج ۳، ص ۵۶۲

بِهِمْ ذِكْرِي، وَ اكْفِنِي بِهِمْ فِي غَيْبَتِي، وَ اَعِنِّي بِهِمْ عَلَى حَاجَتِي، وَ اجْعَلْهُمْ لِي مُحِبِّيْنَ، وَ عَلَيَّ حَدِبِيْنَ مُقْبِلِيْنَ مُسْتَقِيمِيْنَ لِي، مُطِيعِيْنَ، غَيْرَ عَاصِيْنَ وَلَا عَاقِّيْنَ وَلَا مُخَالِفِيْنَ وَلَا خَاطِئِيْنَ.

(۴) خدایا! ان کے ذریعہ میرے بازوؤں کو مضبوط بنادے میرے ذکر کو زندہ بنادے اور میری غیبت میں انھیں میرا بدل بنادے میری حاجتوں میں ان کے ذریعہ میری امداد فرما اور انھیں میرا چاہنے والا اور میرے حال پر مہربانی کرنے والا اور میری طرف توجہ کرنے والا اور میرے حق میں سیدھا اور اطاعت گذار بنادے جہاں نہ معصیت کریں نہ عاق ہوں، نہ مخالفت کریں اور نہ غلطی کریں۔

۵ وَ اَعِنِّي عَلَى تَرْبِيَتِهِمْ وَ تَأْدِيبِهِمْ، وَ بِرِّهِمْ، وَ هَبْ لِي مِنْ لَدُنْكَ مَعَهُمْ اَوْلَاداً ذُكُوراً، وَ اجْعَلْ ذَلِكَ خَيْراً لِي، وَ اجْعَلْهُمْ لِي عَوْناً عَلَى مَا سَأَلْتُكَ.

(۵) اور میری امداد فرما ان کی تربیت، تادیب اور نیکی کے سلسلہ میں اور مجھے ان کے ساتھ مزید اولاد ذکور عطا فرما اور اسے بھی میرے حق میں خیر قرار دے دے جس چیز کا سوال کر رہا ہوں اور انھیں میرا مددگار بنادے۔

۶ وَ اَعِذْنِي وَ ذُرِّيَّتِي مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ، فَإِنَّكَ خَلَقْتَنَا وَ اَمَرْتَنَا وَ نَهَيْتَنَا وَ رَغَّبْتَنَا فِي ثَوَابِ مَا اَمَرْتَنَا وَ رَهَّبْتَنَا عِقَابَهُ، وَ جَعَلْتَ لَنَا عَدُوّاً يَكِيدُنَا، سَلَّطْتَهُ مِنَّا عَلَى مَا لَمْ تُسَلِّطْنَا عَلَيْهِ مِنْهُ، اَسْكَنْتَهُ صُدُورَنَا، وَ اَجْرَيْتَهُ مَجَارِيَ دِمَائِنَا، لَا يَغْفُلُ إِنْ غَفَلْنَا، وَ لَا يَنْسَى إِنْ نَسِينَا، يُؤْمِنُنَا عِقَابَكَ، وَ يُخَوِّفُنَا بِغَيْرِكَ.

(۶) اور مجھے اور میری ذات کو شیطان رجیم سے اپنی پناہ میں رکھنا کہ تو نے ہی ہمیں پیدا کیا ہے اور اپنے عذاب سے ڈرایا ہے اور شیطان کو ہمارا دشمن قرار دیا ہے جو کہ ہمیشہ مکاری کرتا رہتا ہے اور اسے میرے اوپر وہ اختیار دیدیتا ہے ہماری رگوں میں خون کی طرح دوڑا دیا ہے ہم اس سے غافل بھی ہو جائیں تو وہ ہم سے غافل نہیں ہوتا ہے ہم اسے بھول بھی جائیں تو وہ ہم کو بھلاتا نہیں ہے تیرے عقاب سے مطمئن بناتا ہے اور دوسروں کا خوف پیدا کراتا ہے۔

۷ إِنْ هَمَمْنَا بِفَاحِشَةٍ شَجَّعَنَا عَلَيْهَا، وَ إِنْ هَمَمْنَا بِعَمَلٍ صَالِحٍ ثَبَّطَنَا عَنْهُ، يَتَعَرَّضُ لَنَا بِالشَّهَوَاتِ، وَ يَنْصِبُ لَنَا بِالشُّبُهَاتِ، إِنْ وَعَدَنَا كَذَبَنَا، وَ إِنْ مَنَّانَا اَخْلَفَنَا، وَ إِلَّا تَصْرِفْ عَنَّا كَيْدَهُ يُضِلَّنَا، وَ إِلَّا تَقِنَا خَبَالَهُ يَسْتَزِلَّنَا.

(۷) ہم برائیوں کا ارادہ کرتے ہیں تو حوصلہ افزائی کرتا ہے نیک عمل کا ارادہ کرتے ہیں تو روک دیتا ہے خواہشات کو سامنے لاکر رکھ دیتا ہے اور شبہات کو ہمیشہ نظر کے سامنے رکھتا رہتا ہے وعدے کرتا ہے تو جھوٹے وعدے کرتا ہے اور امید دلاتا ہے تو اس کے برخلاف کرتا ہے اب اگر تو اس کے مکر کو توڑ نہ دے گا تو وہ ہمیں گمراہ کر کے چھوڑے گا اور ہمیں اس کے فتنہ سے بچا نہ لے گا تو وہ ہمارے قدموں کو ڈگمگا کے رہے گا۔

۸ اَللّٰهُمَّ فَاقْهَرْ سُلْطَانَهُ عَنَّا بِسُلْطَانِكَ حَتَّى تَحْبِسَهُ عَنَّا بِكَثْرَةِ الدُّعَاءِ لَكَ فَنُصْبِحَ مِنْ كَيْدِهِ

فِي الْمَعْصُومِيْنَ بِكَ.

(۸) خدایا! اب اس کے اقتدار کو اپنی طاقت کے زور سے دبا دے تا کہ ہماری کثیر دعاؤں کے سبب اسے بالکل ہماری طرف سے روک دے اور ہم تیرے طفیل اس کے مکر سے محفوظ لوگوں میں شامل ہو جائیں۔

⑨ اَللّٰهُمَّ اَعْطِنِي كُلَّ سُؤْلِي، وَ اقْضِ لِي حَوَائِجِي، وَلَا تَمْنَعْنِي الْإِجَابَةَ وَ قَدْ ضَمِنْتَهَا لِي، وَلَا تَحْجُبْ دُعَائِي عَنْكَ وَ قَدْ اَمَرْتَنِي بِهِ، وَ امْنُنْ عَلَيَّ بِكُلِّ مَا يُصْلِحُنِي فِي دُنْيَايَ وَ آخِرَتِي مَا ذَكَرْتُ مِنْهُ وَ مَا نَسِيتُ، اَوْ اَظْهَرْتُ اَوْ اَخْفَيْتُ اَوْ اَعْلَنْتُ اَوْ اَسْرَرْتُ.

(۹) خدایا! ہمارے تمام مطالبات کو عطا کر دے ہماری تمام حاجتیں پوری کر دے ہمیں قبولیت دعا سے محروم نہ کرنا جب کہ تو نے اس کی ضمانت بھی لی ہے اور ہماری دعاؤں کو اپنی بارگاہ سے دور نہ کر دینا جب کہ تو نے دعا کا حکم دیا ہے ہمیں وہ تمام چیزیں عنایت فرما دے جس میں ہماری دنیا آخرت کی بھلائی ہو چاہے وہ ہمیں یاد ہوں یا ہم انھیں بھول گئے ہوں۔

⑩ وَ اجْعَلْنِي فِي جَمِيعِ ذَلِكَ مِنَ الْمُصْلِحِيْنَ بِسُؤَالِي اِيَّاكَ، الْمُنْجِحِيْنَ بِالطَّلَبِ اِلَيْكَ غَيْرِ الْمَمْنُوعِيْنَ بِالتَّوَكُّلِ عَلَيْكَ.

(۱۰) ان تمام مراحل میں ہمیں ان مصلحین میں قرار دیدینا جو تیرے سوالی ہیں اور تجھ پر بھروسہ کرتے ہیں۔

⑪ الْمُعَوَّدِيْنَ بِالتَّعَوُّذِ بِكَ، الرَّابِحِيْنَ فِي التِّجَارَةِ عَلَيْكَ، الْمُجَارِيْنَ بِعِزِّكَ، الْمُوَسَّعِ عَلَيْهِمُ الرِّزْقُ الْحَلَالُ مِنْ فَضْلِكَ، الْوَاسِعِ بِجُودِكَ وَ كَرَمِكَ، الْمُعَزِّيْنَ مِنَ الذُّلِّ بِكَ، وَ الْمُجَارِيْنَ مِنَ الظُّلْمِ بِعَدْلِكَ، وَ الْمُعَافَيْنَ مِنَ الْبَلَاءِ بِرَحْمَتِكَ، وَ الْمُغْنَيْنَ مِنَ الْفَقْرِ بِغِنَاكَ، وَ الْمَعْصُومِيْنَ مِنَ الذُّنُوبِ وَ الزَّلَلِ وَ الْخَطَاءِ بِتَقْوَاكَ، وَ الْمُوَفَّقِيْنَ لِلْخَيْرِ وَ الرُّشْدِ وَ الصَّوَابِ بِطَاعَتِكَ، وَ الْمُحَالِ بَيْنَهُمْ وَ بَيْنَ الذُّنُوبِ بِقُدْرَتِكَ، السَّاكِنِيْنَ لِكُلِّ مَعْصِيَتِكَ، السَّاكِنِيْنَ فِي جِوَارِكَ.

(۱۱) اور وہ تیری پناہ کے طلبگار ہیں اور تیرے ساتھ تجارت کرنے میں کامیابی کے طلبگار ہیں اور تیری عزت کی پناہ میں ہیں اور تو نے اپنے جود و کرم سے ان کے رزق حلال میں وسعت دی ہے۔ تیرے کرم کے طفیل ذلت کے مقابلہ میں صاحب عزت ہیں اور تیرے عدل کے طفیل ظلم سے محفوظ ہیں تیری رحمت کے سہارے بلاؤں سے عافیت میں ہیں اور تیری بے نیازی کے صدقہ میں فقر و فاقہ سے بے نیاز ہیں تیرے تقویٰ کی بنا پر گناہ، لغزش اور خطا سے محفوظ ہیں اور تیری اطاعت کے سبب خیر۔ نیکی اور ہدایت کی توفیق حاصل کئے ہوئے ہیں تیری قدرت نے ان کے اور گناہوں کے درمیان دیوار کھڑی کر دی ہے لہٰذا ہر معصیت کے ترک کرنے والے اور تیرے جوار کے ساکن ہیں۔

⑫ اَللّٰهُمَّ اَعْطِنَا جَمِيعَ ذَلِكَ بِتَوْفِيقِكَ وَ رَحْمَتِكَ، وَ اَعِذْنَا مِنْ عَذَابِ السَّعِيرِ، وَ اَعْطِ جَمِيعَ الْمُسْلِمِيْنَ وَ الْمُسْلِمَاتِ وَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَ الْمُؤْمِنَاتِ مِثْلَ الَّذِي سَاَلْتُكَ لِنَفْسِي وَ لِوُلْدِي فِي عَاجِلِ الدُّنْيَا وَ آجِلِ الْآخِرَةِ، اِنَّكَ قَرِيبٌ مُجِيبٌ سَمِيعٌ عَلِيمٌ عَفُوٌّ غَفُورٌ رَءُوفٌ رَحِيمٌ.

(۱۲) خدایا! ہمیں اپنی توفیق اور رحمت کے طفیل میں یہ تمام نعمتیں عنایت فرمادے اور ہمیں جہنم کی آگ سے بچالے اور تمام مسلمین ومسلمات اور مومنین ومومنات کو وہ سب عطا فرمادے جس کا سوال میں نے اپنے لئے یا اپنی اولاد کے لئے کیا ہے دنیا میں آخرت میں بھی کہ تو قریب بھی ہے اور مجیب بھی ہے۔ سمیع بھی ہے اور علیم بھی معاف کرنے والا بھی ہے اور بخشنے والا بھی۔ مہربان بھی ہے اور رحیم بھی۔

۱۳ وَ آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً، وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ.

(۱۳) اور ہمیں دنیا اور آخرت دونوں مقامات پر نیکی عطا فرما اور عذاب جہنم سے محفوظ بنادے۔[۱]

مرد کی عورت پر توجہ

عورت کی عظمت:

گھر میں عورت کے وجود سے اتنی برکت ہوتی ہے کہ مرد کی زندگی آرام وسکون کی علامت شمار کیا گیا ہے، اس کی گفتگو بھی نیک کام شمار ہوتی ہے۔[۲]

بعض احادیث میں ملتا ہے کہ

رَكْعَتَانِ يُصَلِّيهِمَا مُتَزَوِّجٌ أَفْضَلُ مِنْ سَبْعِينَ رَكْعَةً يُصَلِّيهَا عَزَبٌ.

شادی شدہ شخص دو رکعت نماز غیر شادی شدہ کی دن رات کی عبادت سے افضل ہے۔[۳]

ایک حدیث میں ہے کہ

رَكْعَةٌ يُصَلِّيهَا مُتَزَوِّجٌ أَفْضَلُ مِنْ سَبْعِينَ رَكْعَةً يُصَلِّيهَا عَزَبٌ.

شادی شدہ مرد کی ایک رکعت نماز غیر شادی شدہ مرد کی ستر رکعتوں سے افضل ہے۔[۴]

امام صادق علیہ السلام سے فرمایا:

جَاءَ رَجُلٌ إِلَى أَبِي عليه السلام فَقَالَ لَهُ هَلْ لَكَ مِنْ زَوْجَةٍ قَالَ لَا فَقَالَ أَبِي عليه السلام مَا أُحِبُّ أَنَّ لِيَ الدُّنْيَا وَ مَا فِيهَا وَ إِنِّي بِتُّ لَيْلَةً وَ لَيْسَتْ لِي زَوْجَةٌ ثُمَّ قَالَ عليه السلام الرَّكْعَتَانِ يُصَلِّيهِمَا رَجُلٌ مُتَزَوِّجٌ أَفْضَلُ مِنْ رَجُلٍ أَعْزَبَ يَقُومُ لَيْلَهُ وَ يَصُومُ نَهَارَهُ ثُمَّ أَعْطَاهُ أَبِي سَبْعَةَ دَنَانِيرَ ثُمَّ قَالَ عليه السلام تَزَوَّجْ بِهَذِهِ ثُمَّ قَالَ أَبِي عليه السلام

---

[۱] صحیفۂ سجادیہ: دعا ۲۵

[۲] وَجَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا لِيَسْكُنَ إِلَيْهَا ۔ اور اس سے اس کا جوڑا بھی بناڈالا تا کہ اس کے ساتھ رہے سہے (سورۂ اعراف: ۱۸۹)

[۳] مکارم الاخلاق/ ۱۹۷ / الفصل الاول فی الرغبۃ فی التزویج وبرکۃ المراۃ وشؤمہا..... ص: ۱۹۶

[۴] روضۃ الواعظین وبصیرۃ المتعظین (ط-القدیمۃ)/ ج ۲ / ۳۷۴ /مجلس فی ذکر الحث علی النکاح وفضلہ..... ص: ۳۷۳

قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اتَّخِذُوا الْاَھْلَ فَاِنَّہُ اَرْزَقُ لَکُمْ.

ایک شخص میرے والد گرامی کے پاس آیا تو میرے والد گرامی نے اس شخص سے پوچھا: کیا تیری بیوی ہے؟

اس نے جواب دیا: نہیں۔

میرے والد گرامی نے فرمایا: میں اس پر خوش نہیں کہ دنیا اور جو کچھ دنیا میں ہے وہ میرے لئے ہو اور ایک رات بیوی کے بغیر رہوں۔

پھر فرمایا: شادی شدہ شخص کی دو رکعت نماز غیر شادی شدہ کی تمام رات کی عبادت اور روزے سے افضل ہے۔

پھر میرے باپ نے اسے سات طلائی سکے دیئے اور فرمایا: ان پیسوں سے شادی کرو۔ پھر رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ نقل فرمایا کہ بیوی اختیار کرو، بے شک اس سے تمہاری روزی میں اضافہ ہوگا۔[1]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

کُلُّ لَھْوِ الْمُؤْمِنِ بَاطِلٌ اِلَّا فِی ثَلَاثٍ فِی تَاْدِیبِہِ الْفَرَسَ وَ رَمْیِہِ عَنْ قَوْسِہِ وَ مُلَاعَبَتِہِ امْرَاَتَہُ فَاِنَّھُنَّ حَقٌّ.

ہر وہ عمل جو مومن کے لئے سرگرمی کا سبب ہو۔ باطل ہے لیکن تین چیزوں میں سرگرمی جائز ہے گھوڑے پالنا، تیر اندازی اور بیوی سے مذاق۔[2]

عورت کی منزلت اور اس کا ماں ہونے کا مقام بیان ہوا ہے اب مطلب عورت کے حقوق کے بارے میں بیان ہوگا۔ عورت اور مرد آپس میں ایک دوسرے پر کئی حقوق رکھتے ہیں تا کہ ان کی زندگی اچھی اور شیریں گزرے۔[3] ان حقوق کی رعایت نہ کرنے سے تلخ کلامی ہوتی ہے۔ خداوند نے عورتوں کو مردوں اور مردوں کو عورتوں کے لئے لباس قرار دیا ہے۔[4] لباس سے جسم کو کوئی ضرر نہیں پہنچتا۔ عیوب چھپاتا ہے، گرمی و سردی سے محفوظ رکھتا ہے اس کے علاوہ زینت بخش اور آرام کا سبب ہے مرد اور عورت ایک دوسرے کے لئے اس طرح ہیں لیکن شرط یہ ہے کہ ان میں دوستی اور مہربانی کا ماحول ہو۔[5]

خداوند فرماتا ہے:

وَمِنْ اٰیٰتِہٖٓ اَنْ خَلَقَ لَکُمْ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْکُنُوْٓا اِلَیْھَا وَجَعَلَ بَیْنَکُمْ مَّوَدَّۃً وَّرَحْمَۃً ط

اور اسی (کی قدرت) کی نشانیوں میں ایک یہ (بھی) ہے کہ اس نے تمہارے واسطے تمہاری ہی جنس کی بیبیاں پیدا

---

[1] وسائل الشیعۃ/ ج ۲۰/ ۱۹/ ۲- باب کراہۃ العزوبۃ وترک التزویج والتسری وان حلف علی الترک واستحباب تقدیمہما علی الصلاۃ ان امکن..... ص:۱۸

[2] الکافی (ط- الاسلامیۃ)/ ج ۵/ ۵۰/ باب فضل ارتباط الخیل واجرائہا والرمی..... ص:۴۷

[3] فَدَارِھَا عَلٰی کُلِّ حَالٍ وَاَحْسِنِ الصُّحْبَۃَ لَھَا لِیَصْفُوَ عَیْشُکَ. (من لایحضرہ الفقیہ/ ج ۳/ ۵۵۶/ باب النوادر..... ص:۵۵۱)

[4] ھُنَّ لِبَاسٌ لَّکُمْ وَاَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّھُنَّ ط عورتیں (گویا) تمہاری چولی اور تم گویا ان کے دامن ہو (سورۂ بقرہ: ۱۸۷)

[5] رک، تسنیم، ج ۹، ص ۴۶۰، ۴۶۲

کیں تا کہ تم ان کے ساتھ رہ کر چین کرو اور تم لوگوں کے درمیان پیار اور اُلفت پیدا کر دی۔[۱]

اسی طرح عورت سے تعاون کرنے کی سفارش کی گئی ہے:

وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ۚ

اور بیویوں کے ساتھ اچھا سلوک کرتے رہو۔[۲]

بیوی کے ساتھ نیکی سے پیش آئیں، ان کا حق مہر ادا کریں،[۳] حقوق متقابل[۴] اور زندگی کے اخراجات پورا کریں۔[۵] حتیٰ کہ طلاق دینے کے وقت بھی اس سے اچھا برتاؤ کی سفارش کی گئی ہے۔[۶] پس کبھی بھی مرد عورت پر ستم نہ کرے۔ اس کے حقوق سے غافل نہ ہو، اگر چہ وہ غلطی کی مرتکب ہو جائے۔ حتیٰ کہ طلاق کے بعد عورت کو شوہر کے مال کے مطابق ہدیہ دینے کی سفارش کی گئی ہے۔

مرد جس عورت سے جماع نہ کرے یا اس کا حق مہر معین نہ کرے اور طلاق دے دے۔ تم پر کوئی گناہ نہیں ہے لیکن ان عورتوں کو کہ جن کا حق مہر مقرر نہیں کیا گیا، طلاق دیتے وقت انہیں مناسب ہدیہ دیا جائے۔ البتہ مرد اپنی قدرت کے مطابق دے گا۔[۷]

یہ حقوق نیک افراد کے سپرد کئے گئے ہیں:

پھر اس کے بعد چند آیات کا ذکر کرتے ہیں جو اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں خداوند فرماتا ہے:

وَلِلْمُطَلَّقٰتِ مَتَاعٌۢ بِالْمَعْرُوْفِ ۭ حَقًّا عَلَى الْمُتَّقِيْنَ.

اور جن عورتوں کو (تعین مہر اور ہاتھ لگائے بغیر) طلاق دی جائے ان کے ساتھ (جوڑے، روپے وغیرہ سے) سلوک کرنا لازم ہے (یہ بھی) پرہیز گاروں پر ایک حق ہے۔[۸]

یہ ہدیہ حق مہر کے علاوہ عورت کے لئے ہے تمام مسلمانوں پر یہ واجب ہے اور یہ "حَقًّا عَلَى الْمُتَّقِيْنَ" قرینہ ہے۔ ایک

---

[۱] سورۂ روم: ۲۱

[۲] سورۂ نساء: ۱۹

[۳] وَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ اور ان کا مہر حسن سلوک سے دے دو۔ (سورۂ نساء: ۲۵)

[۴] وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِيْ عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ۠ اور شریعت کے موافق عورتوں کا (مردوں پر) وہی سب کچھ (حق) ہے جو (مردوں کا) عورتوں پر ہے، ۔ (سورۂ بقرہ: ۲۲۸)

[۵] رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ۭ اس پر ماؤں کا کھانا کپڑا دستور کے مطابق لازم ہے۔ (سورۂ بقرہ: ۲۳۳)

[۶] فَاَمْسِكُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ سَرِّحُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ ۠ تو اچھے عنوان سے ان کو روک لو یا حسن سلوک سے بالکل رخصت ہی کر دو۔ (سورۂ بقرہ: ۲۳۱)

[۷] لَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اِنْ طَلَّقْتُمُ النِّسَاۗءَ مَا لَمْ تَمَسُّوْهُنَّ اَوْ تَفْرِضُوْا لَهُنَّ فَرِيْضَةً ۖ وَّمَتِّعُوْهُنَّ ۚ عَلَى الْمُوْسِعِ قَدَرُهٗ وَعَلَى الْمُقْتِرِ قَدَرُهٗ ۚ مَتَاعًۢا بِالْمَعْرُوْفِ ۚ حَقًّا عَلَى الْمُحْسِنِيْنَ ۝ اور اگر تم نے اپنی بیبیوں کو ہاتھ نہ لگایا اور نہ مہر ہی معین کیا ہو اس کے قبل ہی تم ان کو طلاق دے دو (تو اس میں بھی) تم پر کچھ الزام نہیں ہے ہاں ان عورتوں کے ساتھ (دستور کے مطابق) مالدار پر اپنی حقیقت کے موافق اور غریب پر اپنی حیثیت کے موافق (کپڑے روپے وغیرہ سے) کچھ سلوک کرنا لازم ہے۔ نیکی کرنے والوں پر یہ بھی ایک حق ہے۔ (سورۂ بقرہ: ۲۳۶)

[۸] سورۂ بقرہ: ۲۴۱

مستحب ہدیہ ہے جو پرہیزگار افراد ادا کرتے ہیں۔[1]

ان قرآنی آیات کی روشنی میں، اہل بیت علیہم السلام سے بہت سی روایات نقل ہوئی ہیں کہ بعض کی طرف ہم اشارہ کرتے ہیں۔

بیوی سے نیکی:

بیوی سے نیکی کا مہم ترین مورد اس سے اظہار محبت والفت اور بحیثیت شوہر خود کو ایسے آراستہ رکھنا ہے کہ جیسے ایک خاندان کے حاکم کو ہونا چاہئے۔

حضرت امیر المومنین علیہ السلام محمد حنفیہؓ کو وصیت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

فَإِنَّ الْمَرْأَةَ رَيْحَانَةٌ وَ لَيْسَتْ بِقَهْرَمَانَةٍ فَدَارِهَا عَلَى كُلِّ حَالٍ وَ اَحْسِنِ الصُّحْبَةَ لَهَا لِيَصْفُوَ عَيْشُكَ.

عورت ریحانہ (ایک پھول کی شاخ) کی مانند ہے قہرمان (یعنی پہلوان یا سخت جان) نہیں۔ پس ہر حال میں اس کا خیال رکھو اور اس کے ساتھ نیکی کرو تا کہ تمہاری زندگی پرسکون گزرے۔[2]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

لَا غِنَى بِالزَّوْجِ عَنْ ثَلَاثَةِ اَشْيَاءَ فِيمَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ زَوْجَتِهِ وَ هِيَ الْمُوَافَقَةُ لِيَجْتَلِبَ بِهَا مُوَافَقَتَهَا وَ مَحَبَّتَهَا وَ هَوَاهَا وَ حُسْنُ خُلُقِهِ مَعَهَا وَ اسْتِعْمَالُهُ اسْتِمَالَةَ قَلْبِهَا بِالْهَيْئَةِ الْحَسَنَةِ فِي عَيْنِهَا وَ تَوْسِعَتُهُ عَلَيْهَا.

مرد پر لازم ہے کہ اپنی بیوی کے لئے تین باتوں میں رعایت کرے: (۱) عورت کی محبت کا جواب محبت سے دے اور اسے خود سے پیار و محبت کے لئے مائل کرے، (۲) اس کے ساتھ خوش اخلاقی سے پیش آئے، خود کو اس کی نگاہوں میں آراستہ رکھے (۳) اس کی ضروریات زندگی پوری کرے۔[3]

امام کاظم علیہ السلام نے فرمایا:

تَهْيِئَةُ الرَّجُلِ لِلْمَرْأَةِ مِمَّا تَزِيدُ فِي عِفَّتِهَا.

مرد کا آرائش کرنا اپنی بیوی کے لئے اس کی عفت میں اضافے کا باعث ہے۔[4]

---

[1] ر۔ک، تسنیم، ج۱۱، ص۵۲۰

[2] من لایحضرہ الفقیہ/ ج۳/ ۵۵۶/ باب النوادر..... ص:۵۵۱

[3] تحف العقول/ النص/ ۳۲۳/ ومن کلامہ ع سماہ بعض الشیعۃ نثر الدرر..... ص:۳۱۵

[4] مکارم الاخلاق/ ۹۷/ فی التجمل..... ص:۹۶

بیوی سے نیکی کا ثواب:

اس حصے میں وہ حدیث نقل ہوں گی جو عورت کی خدمت کرنے سے ثواب پر دلالت کرتی ہیں۔

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

دَخَلَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وَفَاطِمَةُ جَالِسَةٌ عِنْدَ الْقِدْرِ وَ اَنَا اُنَقِّي الْعَدَسَ قَالَ يَا اَبَا الْحَسَنِ قُلْتُ لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قَالَ اسْمَعْ مِنِّي وَ مَا اَقُولُ اِلَّا مَنْ اَمَرَ رَبِّي مَا مِنْ رَجُلٍ يُعِينُ امْرَاَتَهُ فِي بَيْتِهَا اِلَّا كَانَ لَهُ بِكُلِّ شَعْرَةٍ عَلَى بَدَنِهِ عِبَادَةُ سَنَةٍ صِيَامِ نَهَارُهَا وَ قِيَامِ لَيْلُهَا.

ایک دن رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے گھر تشریف لائے اور ایک طرف فاطمہؑ تشریف فرما تھیں میں مسور کی دال صاف کر رہا تھا۔ آپ نے مجھے مخاطب کیا: اے ابوالحسنؑ! میں نے کہا: لبیک یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپؐ نے فرمایا: میری بات غور سے سنو اور (یاد رکھو) میری بات کلام الٰہی ہوتی ہے جو مرد گھر میں اپنی بیوی کی مدد کرتا ہے اسے روزہ اور شب بیداری جیسی عبادت کا ثواب ملتا ہے۔[1]

آخر میں فرمایا:

يَا عَلِيُّ لَا يَخْدُمُ الْعِيَالَ اِلَّا صِدِّيقٌ اَوْ شَهِيدٌ اَوْ رَجُلٌ يُرِيدُ اللهُ بِهِ خَيْرَ الدُّنْيَا وَ الْآخِرَةِ.

اے علیؑ! اپنی بیوی کی خدمت صرف وہ کر سکتا ہے جو صدیق یا شہید ہو، یا وہ جسے خدا دنیا و آخرت کی بھلائی عطا فرماتا ہے۔[2]

عورت کی بداخلاقی پر مرد کو ثواب:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ صَبَرَ عَلَى سُوءِ خُلُقِ امْرَاَةٍ وَ احْتَسَبَهُ اَعْطَاهُ اللهُ تَعَالَى بِكُلِّ مَرَّةٍ يَصْبِرُ عَلَيْهَا مِنَ الثَّوَابِ مَا اَعْطَى اَيُّوبَ علیہ السلام عَلَى بَلَائِهِ.

خدا کے لئے اپنی بیوی کی بداخلاقی برداشت کرنا اور صبر کرنا، اللہ اسے حضرت ایوب علیہ السلام کے برابر کا ثواب عطا کرتا ہے۔[3]

---

[1] جامع الاخبار (للشعیری)/ ۱۰۲/ الفصل التاسع والخمسون فی خدمۃ العیال

[2] جامع الاخبار (للشعیری)/ ۱۰۳/ الفصل التاسع والخمسون فی خدمۃ العیال

[3] ثواب الاعمال وعقاب الاعمال/ النص/ ۲۸۷/ عقاب مجمع عقوبات الاعمال..... ص: ۲۸۰

بیوی سے نیکی کی حد:

عورت سے نیکی کرنے کی حد یہ ہے کہ اصلی ضروریات جیسے گھر، نان ونفقہ اور اخلاق سے پیش آنا۔

حتیٰ کہ گفتگو میں بھی اور معاشرت دونوں میں اخلاق سے پیش آنا، اگرچہ والدین کی اطاعت معصیت میں ضروری نہیں یعنی اگر والدین حرام کام کا حکم دیں تو لازم نہیں کہ ان کی اطاعت کی جائے۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

يَا عَلِيُّ مَنْ اَطَاعَ امْرَاَتَهُ اَكَبَّهُ اللهُ عَزَّ وَ جَلَّ عَلَى وَجْهِهِ فِي النَّارِ. فَقَالَ عَلِيٌّ عليه السلام وَ مَا تِلْكَ الطَّاعَةُ؟ قَالَ صلى الله عليه وآله يَأْذَنُ لَهَا فِي الذَّهَابِ اِلَى الْحَمَّامَاتِ وَ الْعُرُسَاتِ وَ النَّائِحَاتِ وَ لُبْسِ الثِّيَابِ الرِّقَاقِ.

اے علیؑ! جو شخص عورت کی پیروی کرتا ہے خدا اسے منہ کے بل دوزخ میں ڈالتا ہے۔

حضرت علی علیہ السلام نے پوچھا: یہ کس قسم کی پیروی ہے؟

آپ نے فرمایا: عورت کو عمومی حمام میں جانے کی اجازت دینا، خوشی وغمی کے مراسم میں بغیر اجازت کے جانا اور باریک لباس پہننا۔[1]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

وَ الْمَرْاَةُ اِذَا خَرَجَتْ مِنْ بَابِ دَارِهَا مُتَزَيِّنَةً مُتَعَطِّرَةً وَ الزَّوْجُ بِذَاكَ رَاضٍ بُنِيَ لِزَوْجِهَا بِكُلِّ قَدَمٍ بَيْتٌ فِي النَّارِ فَقَصِّرُوا اَجْنِحَةَ نِسَائِكُمْ وَ لَا تُطَوِّلُوهَا فَاِنَّ فِي تَطْوِيلِ اَجْنِحَتِهَا نَدَامَةً وَ جَزَاؤُهَا النَّارُ وَ فِي قَصْرِ اَجْنِحَتِهَا رِضًا وَ سُرُورٌ وَ دُخُولُ الْجَنَّةِ بِغَيْرِ حِسَابٍ احْفَظُوا وَصِيَّتِي فِي اَمْرِ نِسَائِكُمْ حَتَّى تَنْجُوا مِنْ شِدَّةِ الْحِسَابِ وَ مَنْ لَمْ يَحْفَظْ وَصِيَّتِي فَمَا اَسْوَاَ حَالَهُ بَيْنَ يَدَيِ اللهِ تَعَالَى.

جو عورت آرائش کرے اور معطر ہو کر گھر سے باہر جائے، اس کا شوہر اس کام سے راضی ہو تو اس شوہر کے لئے عورت کے ہر قدم کے برابر دوزخ میں گھر بنتا ہے۔ پس اپنی عورتوں کے بال چھوٹے کرائیں، کیونکہ لمبے بالوں میں پشیمانی ہوتی ہے اور اس کا انجام دوزخ ہے۔ چھوٹے بالوں سے وہ خوش ہوتی ہیں اور بغیر حساب جنت میں جائیں گے۔ عورتوں کے بارے میں میری وصیت پر عمل کرو۔ تاکہ حساب کی دشواری سے بچ جاؤ جو شخص میری وصیت پر عمل نہیں کرتا۔ خدا کے نزدیک اس کا کتنا برا حال ہوگا۔[2]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہی روایت ہے کہ

اِذَا عَمِلَتْ اُمَّتِي خَمْسَ عَشْرَةَ خَصْلَةً حَلَّ بِهِمُ الْبَلَاءُ..... وَ اَطَاعَ الرَّجُلُ امْرَاَتَهُ وَ عَصَى

---

[1] من لایحضرہ الفقیہ/ ج ۴/ ۳۶۲/ باب النوادر وہو آخر ابواب الکتاب..... ص: ۳۵۲

[2] جامع الاخبار (للشعیری)/ ۱۵۸/ الفصل الحادی والعشرون والمائۃ فی النساء

أُمَّتُهُ.....

جب میری امت میں دس عادات رائج ہوں گی وہ مصیبت میں مبتلا ہوگی۔.....جوشخص بیوی کی پیروی کرتا ہو اور ماں کی نافرمانی.....۔[1]

بیوی سے شوہر کی ناراضگی کا انجام:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ ضَرَبَ امْرَأَةً بِغَيْرِ حَقٍّ فَأَنَا خَصْمُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَا تَضْرِبُوا نِسَاءَكُمْ فَمَنْ ضَرَبَهُمْ بِغَيْرِ حَقٍّ فَقَدْ عَصَى اللهَ وَرَسُولَهُ.

جوشخص اپنی بیوی پر ستم کرتا ہو روزِ قیامت وہ اس کا دشمن ہوگا۔اپنی عورتوں کو نہ مارو۔جوعورتوں کو مارتا ہے وہ خدا و رسولؐ کا نافرمان ہوگا۔[2]

حق مہر نہ ادا کرنے کا انجام:

عورت کا حق مہر ایک قرضہ ہے کہ جس کی ادائیگی واجب ہے اور جان بوجھ کر تاخیر کرنا گناہ ہے۔

عبداللہ ابن عباس کہتا ہے کہ

خَطَبَنَا رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قَبْلَ وَفَاتِهِ وَ هِيَ آخِرُ خُطْبَةٍ خَطَبَهَا بِالْمَدِينَةِ حَتَّى لَحِقَ بِاللهِ تَعَالَى فَوَعَظَ بِمَوَاعِظَ ذَرَفَتْ مِنْهَا الْعُيُونُ وَوَجِلَتْ مِنْهَا الْقُلُوبُ.....وَمَنْ ظَلَمَ امْرَأَةً مَهْرَهَا فَهُوَ عِنْدَ اللهِ زَانٍ وَيَقُولُ اللهُ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَبْدِي زَوَّجْتُكَ أَمَتِي عَلَى عَهْدِي فَلَمْ تَفِ لِي بِالْعَهْدِ فَيَتَوَلَّى اللهُ عَزَّ وَجَلَّ طَلَبَ حَقِّهَا فَيَسْتَوْجِبُ حَسَنَاتِهِ كُلَّهَا فَلَا يَفِي بِحَقِّهَا فَيُؤْمَرُ بِهِ إِلَى النَّارِ.

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رحلت سے پہلے مدینہ میں آخری خطبہ دیا آپؐ کی حالت یہ تھی کہ آپؐ کی آنکھیں گریہ کررہی تھیں یہ دیکھ کر لوگوں کے دل خوف سے ڈر گئے۔آپؐ نے فرمایا:.....جوعورت کا حق مہر ادا نہیں کرتا۔خدا کے نزدیک وہ زنا کار ہے۔روز قیامت خدا اس سے فرمائے گا: میرے بندے! میں نے خود اپنی کنیز کو تیرے عقد میں دیا لیکن تو نے اس سے وفا نہیں کی۔پس اس حق کا طلبگار خدا ہوگا۔مرد کی تمام نیکیاں عورت کے نامہ اعمال میں لکھی جائیں گی لیکن پھر بھی مرد حق ادا نہیں کرسکے گا جس کی وجہ سے کہا جائے گا کہ اس مرد کو دوزخ میں ڈالو۔[3]

---

[1] ارشاد القلوب الی الصواب (للدیلمی) / ج ۱ / ۱۷ / الباب السابع عشر فی عقاب الزناء والربا..... ص: ۱۷

[2] ارشاد القلوب الی الصواب (للدیلمی) / ج ۱ / ۱۷۵ / الباب الحادی والخمسون فی اخبار عن النبی ص والائمۃ الاطہار..... ص: ۱۷۳

[3] ثواب الاعمال وعقاب الاعمال / النص / ۲۸۳ / عقاب مجمع عقوبات الاعمال..... ص: ۲۸۰

شوہر سے نیکی:

انسان رشد و ترقی میں عورت کا محتاج ہوتا ہے اسی لئے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عورتوں کو شادی نہ کرنے اور شوہر ترک کرنے سے منع فرمایا ہے۔[1] اس وجہ سے اگر عورتیں شادی کے دوران زندگی کی مشترک مشکلات کو برداشت نہیں کریں گی وہ فضیلت سے محروم ہیں اور جبران بھی نہیں ہوگا۔

روایت میں ہے کہ:

دَخَلَتِ امْرَاَةٌ عَلَى اَبِي عَبْدِ اللهِ عليه السلام فَقَالَتْ اَصْلَحَكَ اللهُ اِنِّي امْرَاَةٌ مُتَبَتِّلَةٌ فَقَالَ وَ مَا التَّبَتُّلُ عِنْدَكِ قَالَتْ لَا اَتَزَوَّجُ قَالَ وَ لِمَ قَالَتْ اَلْتَمِسُ بِذَلِكَ الْفَضْلَ فَقَالَ انْصَرِفِي فَلَوْ كَانَ ذَلِكِ فَضْلًا لَكَانَتْ فَاطِمَةُ عليها السلام اَحَقَّ بِهِ مِنْكِ اِنَّهُ لَيْسَ اَحَدٌ يَسْبِقُهَا اِلَى الْفَضْلِ.

ایک عورت نے امام صادق علیہ السلام سے عرض کیا: میں عورت دنیا سے جدا ہوں۔

امام نے پوچھا: اس سے تمہاری کیا مراد ہے؟

اس عورت نے کہا: شادی نہیں کروں گی۔

امام صادق علیہ السلام نے پوچھا: کیوں؟

اس نے کہا: میں با فضیلت بننا چاہتی ہوں۔

امام نے فرمایا: اس سے باز آجاؤ۔ اگر شادی نہ کرنے میں فضیلت ہوتی تو جناب فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا شادی نہ کرتیں، جبکہ فضیلت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا سے بڑھ کر کوئی با فضیلت نہیں ہے۔[2]

لڑکیوں کی شادی میں جلدی کرنے پر اسلام نے تاکید کی ہے جبرئیل رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہوئے اور کہا:

يَا مُحَمَّدُ اِنَّ رَبَّكَ يُقْرِئُكَ السَّلَامَ وَ يَقُولُ اِنَّ الْاَبْكَارَ مِنَ النِّسَاءِ بِمَنْزِلَةِ الثَّمَرِ عَلَى الشَّجَرِ فَاِذَا اَيْنَعَ الثَّمَرُ فَلَا دَوَاءَ لَهُ اِلَّا اجْتِنَاؤُهُ وَ اِلَّا اَفْسَدَتْهُ الشَّمْسُ وَ غَيَّرَتْهُ الرِّيحُ وَ اِنَّ الْاَبْكَارَ اِذَا اَدْرَكْنَ مَا يُدْرِكُنَ النِّسَاءُ فَلَا دَوَاءَ لَهُنَّ اِلَّا الْبُعُولُ وَ اِلَّا لَمْ يُؤْمَنْ عَلَيْهِنَّ الْفِتْنَةُ.

اے محمدؐ! پروردگار آپؐ پر سلام بھیجتا ہے اور فرماتا ہے: کنواری لڑکیاں درخت کے پھل کی مانند ہیں کہ اگر وقت پر پھل نہ اتارا جائے تو خراب ہوجاتا ہے سورج اور ہوا سے تباہ ہوجاتا ہے۔ لڑکیاں بھی جب بالغ ہوجائیں ان کے لئے بہترین چیز

---

[1] نَهَى رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وآله النِّسَاءَ اَنْ يَتَبَتَّلْنَ وَ يُعَطِّلْنَ اَنْفُسَهُنَّ مِنَ الْاَزْوَاجِ. (الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ج۵/۵۰۹/باب کراہیۃ ان تتبتل النساء ویعطلن انفسہن..... ص:۵۰۹)

[2] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ج۵/۵۰۹/باب کراہیۃ ان تتبتل النساء ویعطلن انفسہن..... ص:۵۰۹

شوہر ہے وگرنہ فتنہ وفساد سے دوچار ہوں گی۔[1]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

مِنْ سَعَادَةِ الْمَرْءِ اَنْ لَا تَطْمَثَ ابْنَتُهُ فِي بَيْتِهِ.

مرد کی سعادت یہ ہے کہ اس کی بیٹی کو گھر میں حیض نہ آئے۔[2]

عورت کی شوہر کے برابر ذمہ داری:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

وَ الْمَرْاَةُ رَاعِيَةٌ عَلَى اَهْلِ بَيْتِ بَعْلِهَا وَ وُلْدِهِ وَ هِيَ مَسْئُولَةٌ عَنْهُمْ.

عورت خاندان، شوہر اور اولاد کی نگہبان ہوتی ہے اور اس کی ذمہ دار ہے۔[3]

شوہر کا احترام:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

لَوْ اَمَرْتُ اَحَداً اَنْ يَسْجُدَ لِاَحَدٍ لَاَمَرْتُ الْمَرْاَةَ اَنْ تَسْجُدَ لِزَوْجِهَا.

اگر میں چاہتا اور کسی کو دستور دیتا کہ دوسروں کو سجدہ کرے تو میں عورت سے کہتا کہ شوہر کو سجدہ کرے۔[4]

شوہر سے با اخلاق:

پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اِنَّ الْمَرْاَةَ..... وَ لَا يَحِلُّ لَهَا اَنْ تَنْظُرَ اِلَى وَجْهِهِ نَظْرَةً مُغْضِبَةً.

عورت کے لئے جائز نہیں ہے کہ غصے سے شوہر کو دیکھے۔[5]

شوہر کی خدمت:

روایت میں ہے کہ:

مَا مِنِ امْرَاَةٍ تَسْقِي زَوْجَهَا شَرْبَةً مِنْ مَاءٍ اِلَّا كَانَ خَيْراً لَهَا مِنْ عِبَادَةِ سَنَةٍ صِيَامِ نَهَارُهَا وَ قِيَامِ لَيْلُهَا..... وَ غَفَرَ لَهَا سِتِّينَ خَطِيئَةً.

کوئی عورت اپنے شوہر کو ایک گھونٹ پانی نہیں دیتی مگر اس کے لئے ایک سال کی عبادت کہ جس میں دن میں روزے

---

[1] عیون اخبار الرضا علیہ السلام/ ج۱/ ۲۸۹/ ۲۸ باب فیما جاء عن الامام علی بن موسی ع من الاخبار المتفرقۃ..... ص:۲۷۲

[2] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۵/ ۳۳۶/ باب مایستحب من تزویج النساء عند بلوغہن وتحصینہن بالازواج..... ص:۳۳۶

[3] ارشاد القلوب الی الصواب (للدیلمی)/ ج۱/ ۱۸۴/ الباب الحادی والخمسون فی اخبار عن النبی ص والائمۃ الاطہار..... ص:۱۷۳

[4] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۵/ ۵۰۸/ باب حق الزوج علی المراۃ..... ص:۵۰۶

[5] مستدرک الوسائل ومستنبط المسائل، ج14، ص:۲۴۳

اور رات رات بھر عبادت کی ہو (اس کا) کا ثواب لکھا جاتا ہے.....اس کے ساٹھ گناہ بخشے جائیں گے۔[1]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اَیُّمَا امْرَاَۃٍ خَدَمَتْ زَوْجَھَا سَبْعَۃَ اَیَّامٍ اَغْلَقَ اللہُ عَنْھَا سَبْعَۃَ اَبْوَابِ النَّارِ وَ فَتَحَ لَھَا ثَمَانِیَۃَ اَبْوَابِ الْجَنَّۃِ تَدْخُلُ مِنْ اَیِّھَا شَاءَتْ.

جو عورت سات دن اپنے شوہر کی خدمت کرتی ہے تو خداوند عالم اس پر دوزخ کے سات دروازے بند کر دیتا ہے۔ جنت کے آٹھ دروازے اس کی طرف کھول دیئے جاتے ہیں۔ جس سے چاہے داخل ہو۔[2]

روایت میں ہے کہ:

سَاَلَتْ اُمُّ سَلَمَۃَ رَسُولَ اللہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عَنْ فَضْلِ النِّسَاءِ فِی خِدْمَۃِ اَزْوَاجِھِنَّ فَقَالَ اَیُّمَا امْرَاَۃٍ رَفَعَتْ مِنْ بَیْتِ زَوْجِھَا شَیْئاً مِنْ مَوْضِعٍ اِلَی مَوْضِعٍ تُرِیدُ بِہِ صَلَاحاً اِلَّا نَظَرَ اللہُ اِلَیْھَا وَ مَنْ نَظَرَ اللہُ اِلَیْہِ لَمْ یُعَذِّبْہُ.

جناب ام سلمہؓ نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا: عورتوں کو مردوں کی خدمت کرنے کا کتنا ثواب ہے؟

حضرتؐ نے فرمایا: کوئی شوہر کی اجازت کے بغیر کوئی چیز ادھر ادھر نہیں کرتی۔ خدا اس پر نظر کرم کرتا ہے اور جس پر خدا کی نظر کرم ہو وہ دوزخ میں نہیں جاتا۔[3]

شوہر کی اطاعت کا ثواب:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

اِنَّ رَجُلًا مِنَ الْاَنْصَارِ عَلَی عَھْدِ رَسُولِ اللہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خَرَجَ فِی بَعْضِ حَوَائِجِہِ فَعَھِدَ اِلَی امْرَاَتِہِ عَھْداً اَلَّا تَخْرُجَ مِنْ بَیْتِھَا حَتَّی یَقْدَمَ قَالَ وَ اِنَّ اَبَاھَا مَرِضَ فَبَعَثَتِ الْمَرْاَۃُ اِلَی النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فَقَالَتْ اِنَّ زَوْجِی خَرَجَ وَ عَھِدَ اِلَیَّ اَنْ لَا اَخْرُجَ مِنْ بَیْتِی حَتَّی یَقْدَمَ وَ اِنَّ اَبِی قَدْ مَرِضَ فَتَاْمُرُنِی اَنْ اَعُودَہُ فَقَالَ رَسُولُ اللہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لَا اجْلِسِی فِی بَیْتِكِ وَ اَطِیعِی زَوْجَكِ قَالَ فَثَقُلَ فَاَرْسَلَتْ اِلَیْہِ ثَانِیاً بِذَلِكَ فَقَالَتْ فَتَاْمُرُنِی اَنْ اَعُودَہُ فَقَالَ اجْلِسِی فِی بَیْتِكِ وَ اَطِیعِی زَوْجَكِ قَالَ فَمَاتَ اَبُوھَا فَبَعَثَتْ اِلَیْہِ اِنَّ اَبِی قَدْ مَاتَ فَتَاْمُرُنِی اَنْ اُصَلِّیَ عَلَیْہِ فَقَالَ لَا اجْلِسِی فِی بَیْتِكِ وَ اَطِیعِی زَوْجَكِ قَالَ فَدُفِنَ الرَّجُلُ فَبَعَثَ اِلَیْھَا رَسُولُ اللہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اَنَّ اللہَ قَدْ غَفَرَ لَكِ وَلِاَبِیكِ بِطَاعَتِكِ لِزَوْجِكِ.

انصار کا ایک شخص رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں سفر پر گیا اور اس نے اپنی بیوی سے عہد لیا کہ وہ گھر سے باہر نہ

---

[1] وسائل الشیعۃ/ ج ۲۰/ ۱۷۲/ ۸۹- باب استحباب خدمۃ المراۃ زوجہا فی البیت..... ص: ۱۷۲

[2] وسائل الشیعۃ/ ج ۲۰/ ۱۷۲/ ۸۹- باب استحباب خدمۃ المراۃ زوجہا فی البیت..... ص: ۱۷۲

[3] بحار الانوار (ط- بیروت)/ ج ۱۰۰/ ۲۵۱/ باب ۱۴ احوال الرجال والنساء ومعاشرۃ بعضہم مع بعض وفضل بعضہم علی بعض ..... ص: ۲۴۰

نکلے۔اس کے واپس آنے پہلے اس عورت کا باپ بیمار ہوگیا۔اس عورت نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پیغام بھیجا کہ میرا شوہر سفر پر ہے اور میں نے باہر نہ نکلنے کا عہد بھی دیا ہے۔اب میرے والد مریض ہیں کیا آپ مجھے اجازت دیں گے کہ میں اپنے والد کی عیادت کے لئے گھر سے باہر جاؤں؟

حضرتؐ نے فرمایا: نہیں، گھر ہی میں بیٹھو اور اپنے شوہر کی اطاعت کرو۔ بیمار والد روز بروز زیادہ مریض ہوتا گیا، دوبارہ اسی طرح رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پیغام بھیجا گیا۔

آپؐ نے فرمایا: گھر میں بیٹھو اور اپنے شوہر کی اطاعت کرو۔

آخر باپ فوت ہوگیا اور آپ کو پیغام بھیجا کہ کیا آپ حکم دیں گے کہ باپ کے جنازے میں شریک ہوسکوں۔

آپؐ نے فرمایا: نہیں گھر میں بیٹھو اور شوہر کی اطاعت کر۔

باپ کو دفن بھی کر دیا گیا۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پیغام بھیجا کہ خدا نے تمہیں اور تمہارے والد کو اس لئے بخش دیا کہ تم نے اپنے شوہر کی اطاعت کی ہے۔[1]

نکتہ:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان میں اس واقعہ میں اگرچہ اسرار ہیں لیکن یہ کوئی کلی قانون نہیں اور ہر زمان و مکان فرق کرتا ہے۔ یہ صرف اس لئے ہے کہ شوہر کی اطاعت کا ثواب زیادہ ہے۔

شوہر کی رضایت کا ثواب:

امام باقر علیہ السلام نے فرمایا:

لَا شَفِيعَ لِلْمَرْاَةِ اَنْجَحُ عِنْدَ رَبِّهَا مِنْ رِضَا زَوْجِهَا وَ لَمَّا مَاتَتْ فَاطِمَةُ علیہا السلام قَامَ عَلَيْهَا اَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ علیہ السلام وَ قَالَ اَللّٰهُمَّ اِنِّي رَاضٍ عَنِ ابْنَةِ نَبِيِّكَ

عورت کے لئے اپنے شوہر کی رضایت سے زیادہ کوئی چیز مؤثر نہیں ہے۔ جب حضرت فاطمہؑ اس دار فانی سے رخصت ہوئیں تو حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: خدایا! میں پیغمبرؐ کی بیٹی سے راضی ہوں۔[2]

شوہر سے نیکی اور اس کے ساتھ عورت کا اخلاق سے پیش آنا روایات کی روشنی میں عورتوں کا جہاد ہے۔[3]

صابر بیویوں کا ثواب:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

ثَلَاثٌ مِنَ النِّسَاءِ يَرْفَعُ اللهُ عَنْهُنَّ عَذَابَ الْقَبْرِ وَ يَكُونُ مَحْشَرُهُنَّ مَعَ فَاطِمَةَ بِنْتِ مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

---

[1] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۵ / ۵۱۳ / باب مایجب من طاعۃ الزوج علی المراۃ..... ص: ۵۱۳

[2] الخصال/ ج ۲ / ۵۸۸ / ثلاث وسبعون خصلۃ فی آداب النساء والفرق بین احکامہن واحکام الرجال..... ص:۵۸۵

[3] جِهَادُ الْمَرْاَةِ حُسْنُ التَّبَعُّلِ. (الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۵ / ۵۰۷ / باب حق الزوج علی المراۃ..... ص:۵۰۶)

اِمْرَاَۃٌ صَبَرَتْ عَلٰی غَیْرَۃِ زَوْجِھَا وَ اِمْرَاَۃٌ صَبَرَتْ عَلٰی سُوءِ خُلُقِ زَوْجِھَا وَ اِمْرَاَۃٌ وَھَبَتْ صَدَاقَھَا لِزَوْجِھَا یُعْطِی اللّٰہُ تَعَالٰی لِکُلِّ وَاحِدَۃٍ مِنْھُنَّ ثَوَابَ اَلْفِ شَھِیدٍ.

خداوند عالم تین قسم کی عورتوں کو عذاب نہیں دیتا اور روز قیامت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیٹی جناب فاطمہؑ کے ساتھ محشور ہوں گی۔

(۱) وہ عورت جو شوہر کی غیرت پر صبر کرے۔

(۲) وہ عورت جو شوہر کی بداخلاقی پر صبر کرے۔

(۳) وہ عورت جو اپنا حق مہر اپنے شوہر کو بخش دے۔

خدا ان سب کو ہزار شہید کا ثواب عطا کرتا ہے۔[۱]

شوہر کی اطاعت نہ کرنے کا انجام:

امام باقر علیہ السلام نے فرمایا:

یَا مَعَاشِرَ النِّسَاءِ تَصَدَّقْنَ وَ اَطِعْنَ اَزْوَاجَکُنَّ فَاِنَّ اَکْثَرَکُنَّ فِی النَّارِ فَلَمَّا سَمِعْنَ ذٰلِکَ بَکَیْنَ ثُمَّ قَامَتْ اِلَیْہِ اِمْرَاَۃٌ مِنْھُنَّ فَقَالَتْ یَا رَسُولَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فِی النَّارِ مَعَ الْکُفَّارِ وَ اللّٰہِ مَا نَحْنُ بِکُفَّارٍ فَنَکُونَ مِنْ اَھْلِ النَّارِ فَقَالَ لَھَا رَسُولُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اِنَّکُنَّ کَافِرَاتٌ بِحَقِّ اَزْوَاجِکُنَّ.

عید قربان کے دن رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ سے باہر گئے اور آپ کا عورتوں سے ملنا ہوا، آپؐ نے ان سے فرمایا: اے عورتوں کے گروہ! صدقہ دو اور اپنے شوہر کی اطاعت کرو۔ بے شک تم میں سے اکثر دوزخ میں جائیں گی۔

عورتیں یہ سن کر رونے لگیں پھر ان میں سے ایک عورت اٹھی اور کہنے لگی: اے اللہ کے رسول! ہم دوزخ میں کافروں کے ساتھ ہوں گی؟ خدا کی قسم ہم کافر نہیں ہیں کہ دوزخ میں جائیں۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم اپنے شوہروں کے حقوق کی کافر ہو۔[۲]

شوہر کی جنسی ضرورت پر توجہ نہ دینا:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اَلْمَرْاَۃُ الَّتِی یَدْعُوھَا زَوْجُھَا لِبَعْضِ الْحَاجَۃِ فَلَا تَزَالُ تُسَوِّفُہُ حَتّٰی یَنْعُسَ زَوْجُھَا وَ یَنَامَ فَتِلْکَ لَا تَزَالُ الْمَلَائِکَۃُ تَلْعَنُھَا حَتّٰی یَسْتَیْقِظَ زَوْجُھَا.

جس عورت کو شوہر ہمبستری کے لئے بلائے اور وہ تاخیر کرتی رہے اور شوہر کی خواہش ختم ہو جائے اور وہ سو جائے تو شوہر کے بیدار ہونے تک فرشتے اس عورت پر لعنت کرتے ہیں۔[۳]

---

[۱] ارشاد القلوب الی الصواب (للدیلمی) / ج ۱ / ۱۷۵ / الباب الحادی والخمسون فی اخبار عن النبی ص والائمۃ الاطہار..... ص: ۱۷۳

[۲] الکافی (ط-الاسلامیۃ) / ج ۵ / ۵۱۴ / باب ما یجب من طاعۃ الزوج علی المراۃ..... ص: ۵۱۳

[۳] الکافی (ط-الاسلامیۃ) / ج ۵ / ۵۰۹ / باب کراہیۃ ان تمنع النساء ازواجہن..... ص: ۵۰۸

تکلیف دینے والی عورت:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

وَ مَنْ كَانَتْ لَهُ امْرَاَةٌ تُؤْذِيهِ لَمْ يَقْبَلِ اللهُ صَلَاتَهَا وَ لَا حَسَنَةً مِنْ عَمَلِهَا حَتَّى تُعِينَهُ وَ تُرْضِيَهُ وَ اِنْ صَامَتِ الدَّهْرَ وَ قَامَتْ وَ اَعْتَقَتِ الرِّقَابَ وَ اَنْفَقَتِ الْاَمْوَالَ فِي سَبِيلِ اللهِ وَ كَانَتْ اَوَّلَ مَنْ يَرِدُ النَّارَ ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وَ عَلَى الرَّجُلِ مِثْلُ ذَلِكَ الْوِزْرِ وَ الْعَذَابِ.

جو عورت اپنے شوہر کو تکلیف پہنچائے نہ اس کی مدد کرے اور نہ اسے راضی کرے، خداوند عالم اس کی نماز اور کوئی دوسری نیکی قبول نہیں فرماتا۔ اگرچہ وہ عورت تمام دن روزہ رکھے اور عبادت کرے اور غلام کو آزاد کرے اور مال کو راہ خدا میں خرچ کرتی ہو۔ یہ عورت آگ میں سب سے پہلے جانے والی ہوگی۔

پھر فرمایا: شوہر کا بھی یہی انجام ہے۔ اگر شوہر اپنی بیوی پر ستم کرے۔[1]

اسی طرح آپ نے فرمایا:

اَيُّمَا امْرَاَةٍ آذَتْ زَوْجَهَا بِلِسَانِهَا لَمْ يَقْبَلِ اللهُ عَزَّ وَ جَلَّ مِنْهَا صَرْفًا.

جو عورت اپنے شوہر کو زبان سے دکھ دے خدا اس سے کوئی عمل قبول نہیں فرماتا۔[2]

ایک اور روایت میں ہے کہ

وَ مَنْ كَانَتْ لَهُ امْرَاَةٌ لَمْ تُوَافِقْهُ وَ لَمْ تَصْبِرْ عَلَى مَا رَزَقَهُ اللهُ تَعَالَى وَ شَقَتْ عَلَيْهِ وَ حَمَّلَتْهُ مَا لَمْ يُقْدِرْ عَلَيْهِ لَمْ يَقْبَلِ اللهُ مِنْهَا حَسَنَةً تَتَّقِي بِهَا حَرَّ النَّارِ وَ غَضِبَ اللهُ عَلَيْهَا مَا دَامَتْ كَذَلِكَ.

جس شخص کی بیوی اس کی موافق نہ ہو تو اُسے خدا کے لئے صبر کرنا چاہیے، شوہر کے لئے سخت ہو اور اس سے ایسی فرمائش کرے جو وہ پورا نہ کرسکتا ہو تو خداوند عالم اس کی کوئی نیکی قبول نہ کرے گا اس پر غضب ناک ہوگا اور اسے ہمیشہ کے لئے دوزخ میں ڈال دے گا۔[3]

شوہر کی اطاعت کی حد:

عورتوں سے خداوند عالم کی رضامندی و ناراضگی ان کے شوہروں کی رضامندی و ناراضگی سے مربوط ہے۔

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

اَيُّمَا امْرَاَةٍ بَاتَتْ وَ زَوْجُهَا عَلَيْهَا سَاخِطٌ فِي حَقٍّ لَمْ تُقْبَلْ مِنْهَا صَلَاةٌ حَتَّى يَرْضَى عَنْهَا.

---

[1] بحار الانوار (ط-بیروت)/ ج ۷۳/ ۳۶۳/ باب ۶۷ جوامع مناہی النبی ص ومتفرقاتہا..... ص: ۳۲۸

[2] من لایحضرہ الفقیہ/ ج ۴/ ۱۴/ باب ذکر جمل من مناہی النبی ص..... ص: ۳

[3] ثواب الاعمال وعقاب الاعمال/ النص/ ۲۸۷/ عقاب مجمع عقوبات الاعمال..... ص: ۲۸۰

وہ عورت جو رات اس حالت میں گزارتی ہے کہ اس کا شوہر اس کی خاطر غصے میں ہو تو اس کی اس وقت تک نماز قبول نہیں جب تک اس کا شوہر اس سے راضی نہ ہو جائے۔[1]

(۳) بہن بھائیوں سے نیکی:

نسبی بھائیوں سے رشتہ داری کا تعلق کی تاکید کی گئی ہے۔ امام سجاد علیہ السلام نے فرمایا:

وَ اَمَّا حَقُّ اَخِيكَ فَاَنْ تَعْلَمَ اَنَّهُ يَدُكَ وَ عِزُّكَ وَ قُوَّتُكَ فَلَا تَتَّخِذْهُ سِلَاحاً عَلَى مَعْصِيَةِ اللهِ وَ لَا عُدَّةً لِلظُّلْمِ لِخَلْقِ اللهِ وَ لَا تَدَعْ نُصْرَتَهُ عَلَى عَدُوِّهِ وَ النَّصِيحَةَ لَهُ.

تیرے بھائی کا تجھ پر یہ حق ہے کہ تو جان لے وہ تیری حمایت کرنے والا ہے پس اسے مصیبت الٰہی میں استعمال نہ کر اور مخلوق خدا پر ستم نہ کر۔ اس کی خیر خواہی سے اور اس کے دشمنوں کے مقابلے میں اس کی مدد کرے۔[2]

ایک روایت میں ہے کہ

مَنْ اَكْرَمَ اَخَاهُ فَاِنَّمَا يُكْرِمُ اللهَ عَزَّ وَ جَلَّ فَمَا ظَنُّكُمْ بِمَنْ يُكْرِمُ اللهَ عَزَّ وَ جَلَّ اَنْ يُفْعَلَ بِهِ.

جس نے بھائی کا احترام کیا، خدا اس کا احترام کرے گا پس جس شخص کا اللہ تعالیٰ اکرم کرے اس کے ثواب میں کیا گمان ہے؟[3]

نیز دوسری روایت میں ہے کہ

فَلَمَّا صَارَ ابْنَ سَبْعِ سِنِينَ قَالَ لِاُمِّهِ حَلِيمَةَ: يَا اُمَّتِي اَيْنَ اِخْوَتِي؟ قَالَتْ: يَا بُنَيَّ اِنَّهُمْ يَرْعَوْنَ الْغَنَمَ الَّتِي رَزَقَنَا اللهُ اِيَّاهَا بِبَرَكَتِكَ. قَالَ: يَا اُمَّاهُ! مَا انْصَفْتِنِي؟ قَالَتْ: كَيْفَ ذَلِكَ يَا وُلْدِي؟ قَالَ: اَكُونَ اَنَا فِي الظِّلِّ وَ اِخْوَتِي فِي الشَّمْسِ وَ الْحَرِّ الشَّدِيدِ.

جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمر سات سال ہوئی تو آپؐ نے حلیمہ سعدیہ سے فرمایا: اے ماں! میرے بھائی کہاں ہیں؟ انہوں نے جواب دیا: اے میرے دل کے چین! وہ بھیڑ بکریاں چرانے کے لئے گئے ہیں خدا نے انہیں تیری وجہ سے برکت عطا فرمائی ہے۔

آنحضورؐ نے فرمایا: اے ماں: آپ نے مجھ سے انصاف نہیں کیا۔

انہوں نے پوچھا: کیسے؟

آپؐ نے فرمایا: میں سائے میں ہوں اور میرے بھائی سورج کی دھوپ و گرمی میں ہیں۔

---

[1] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۵ / ۵۰۷ / باب حق الزوج علی المراۃ..... ص:۵۰۶

[2] من لایحضرہ الفقیہ/ ج ۲ / ۶۲۲ / باب الحقوق..... ص:۶۱۸

[3] عدۃ الداعی ونجاح الساعی/ ۱۹۰ /فصل..... ص:۱۸۶

بڑے بھائی کا مقام:

امام رضا علیہ السلام کے فرمان کے مطابق بھائیوں کے درمیان بڑے بھائی کا مقام زیادہ ہوتا ہے اور اہل خانہ میں وہ باپ کا مقام رکھتا ہے۔[1]

رضاعی بہن بھائیوں سے نیکی:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

اِنَّ رَسُولَ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اَتَتْهُ اُخْتٌ لَهُ مِنَ الرَّضَاعَةِ فَلَمَّا نَظَرَ اِلَيْهَا سُرَّ بِهَا وَ بَسَطَ مِلْحَفَتَهُ لَهَا فَاَجْلَسَهَا عَلَيْهَا ثُمَّ اَقْبَلَ يُحَدِّثُهَا وَ يَضْحَكُ فِي وَجْهِهَا ثُمَّ قَامَتْ وَ ذَهَبَتْ وَ جَاءَ اَخُوهَا فَلَمْ يَصْنَعْ بِهِ مَا صَنَعَ بِهَا فَقِيلَ لَهُ يَا رَسُولَ اللهِ صَنَعْتَ بِاُخْتِهِ مَا لَمْ تَصْنَعْ بِهِ وَ هُوَ رَجُلٌ فَقَالَ لِاَنَّهَا كَانَتْ اَبَرَّ بِوَالِدَيْهَا مِنْهُ.

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رضاعی بہن آپؐ کی خدمت میں آئی۔ آپؐ اسے دیکھ کر بڑے خوش ہوئے آپ نے اپنی اوڑھنی زمین پر بچھادی اور اُسے اس پر بٹھایا اور آپؐ اس سے باتیں کرنے لگ گئے اور خوشی سے ہنسے۔ پھر آپؐ کا رضاعی بھائی آیا۔ لیکن رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو سلوک بہن سے کیا وہ بھائی سے نہ کیا۔ آپؐ سے پوچھا گیا: اے اللہ کے رسولؐ! جو سلوک آپؐ نے بہن سے کیا وہ بھائی سے نہیں کیا۔ حالانکہ وہ ایک مرد تھا۔

آپؐ نے فرمایا: کیونکہ اس عورت کی والدین سے نیکی بھائی سے زیادہ تھی۔[2]

یہ صلہ رحمی پر دلالت کرتی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے رضاعی بہن بھائیوں سے صلہ رحمی کرتے تھے۔

(۴) نسبی رشتہ داروں سے نیکی:

گذشتہ ابحاث میں ہم نے سببی و نسبی رشتہ داروں کے ساتھ سلوک کے حوالے سے جانا اب ہم تمام رشتہ داروں کے ساتھ سلوک کے حوالے سے گزارشات پیش کریں گے۔

امام صادق علیہ السلام نے زید شحام سے فرمایا:

اِقْرَاْ عَلَى مَنْ تَرَى اَنَّهُ يُطِيعُنِي مِنْهُمْ وَ يَاْخُذُ بِقَوْلِيَ السَّلَامَ وَ اُوصِيكُمْ بِتَقْوَى اللهِ عَزَّ وَ جَلَّ ..... صِلُوا عَشَائِرَكُمْ وَ اشْهَدُوا جَنَائِزَهُمْ وَ عُودُوا مَرْضَاهُمْ وَ اَدُّوا حُقُوقَهُمْ..... قِيلَ هَذَا

---

[1] اَلْاَخُ الْاَكْبَرُ بِمَنْزِلَةِ الْاَبِ. (تحف العقول/ النص/ ۴۴۲/ وروی عنہ ع فی قصار ہذہ المعانی..... ص: ۴۴۲)

[2] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۲/ ۱۶۱/ باب البر بالوالدین..... ص: ۱۵۷

جَعْفَرِیٌّ فَیَسُرُّنِی ذٰلِكَ وَ یَدْخُلُ عَلَیَّ مِنْهُ السُّرُورُ

میرا اسلام ہو ان افراد پر جو میری پیروی کرتے اور میری باتوں پر عمل کرتے ہیں اور ان سے کہو کہ تقویٰ الٰہی اختیار کرو.....اور اپنے رشتہ داروں سے صلہ رحمی کرو۔ان کے جنازوں میں شرکت کرو،ان کی بیماری میں عیادت کرو،ان کے حقوق ادا کرو،.....اگر تم نے ایسا کیا تو کہا جائے گا کہ یہ مرد جعفری ہے۔تمہارے اس کام نے مجھے خوشحال کر دیا ہے۔[1]

خالہ سے نیکی:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

جَاءَ رَجُلٌ اِلَی النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فَقَالَ اِنِّی قَدْ وَلَدْتُ بِنْتاً وَ رَبَّیْتُهَا حَتَّی اِذَا بَلَغَتْ فَاَلْبَسْتُهَا وَ حَلَّیْتُهَا ثُمَّ جِئْتُ بِهَا اِلَی قَلِیبٍ فَدَفَعْتُهَا فِی جَوْفِهِ وَ كَانَ آخِرُ مَا سَمِعْتُ مِنْهَا وَ هِیَ تَقُولُ یَا اَبَتَاهْ فَمَا كَفَّارَةُ ذٰلِكَ قَالَ اَلَكَ اُمٌّ حَیَّةٌ قَالَ لَا قَالَ فَلَكَ خَالَةٌ حَیَّةٌ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَابْرُرْهَا فَاِنَّهَا بِمَنْزِلَةِ الْاُمِّ یُكَفِّرُ عَنْكَ مَا صَنَعْتَ.

ایک شخص رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا: میری ایک بیٹی تھی اسے پالا، جب وہ بالغ ہوگئی تو اسے لباس پہنایا اور زیور سے آراستہ کیا اور ایک کنویں میں ڈال دیا، بیٹی سے میں نے جو آخری بات سنی وہ یہ تھی کہ وہ کہہ رہی تھی: بابا جان! (یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے) اس گناہ کا کفارہ کیا ہے؟

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا: کیا تیری ماں زندہ ہے؟

اس نے جواب دیا: نہیں۔

آپؐ نے پوچھا: کیا تیری خالہ زندہ ہے؟

اس نے جواب دیا: ہاں۔

فرمایا: پس تو اپنی خالہ سے نیکی کر۔بے شک! وہ ماں کے قائم مقام ہوتی ہے خالہ سے نیکی کرو تمہارے گناہ کا کفارہ ہے۔[2]

(۵) سببی رشتہ داروں سے نیکی:

رشتہ داری میں ایک تعلق دامادی ہے کہ ایک مرد و عورت آپس میں عقد کرتے ہیں تو مرد عورت کے خاندان کے لئے داماد ہے۔

---

[1] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۲/ ۶۳۶/ باب مایجب من المعاشرۃ..... ص:۶۳۵

[2] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۲/ ۱۶۲/ باب البر بالوالدین..... ص:۱۵۷

صلۂ رحمی میں شامل ہے جو سببی اور نسبی دونوں رشتہ داروں کو شامل ہے۔ کیونکہ بعض خطبوں میں سببی رشتہ دار بھی ارحام میں آتے ہیں۔ [1]

پس انسان محتاط رہے اور اپنے سببی ارحام سے بھی قطع رحمی نہ کرے۔ خداوند قرآن میں فرماتا ہے:

وَهُوَ الَّذِيْ خَلَقَ مِنَ الْمَآءِ بَشَرًا فَجَعَلَهٗ نَسَبًا وَّصِهْرًا ؕ وَكَانَ رَبُّكَ قَدِيْرًا ﴿۵۴﴾

اور وہی تو وہ خدا ہے جس نے پانی (منی) سے آدمی کو پیدا کیا پھر اس کو خاندان اور سسرال والا بنایا اور (اے رسولؐ) تمہارا پروردگار ہر چیز پر قادر ہے۔ [2]

جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم خدا سے فاطمہؑ کی شادی علی علیہ السلام سے کی تو خطبہ میں فرمایا:

اِنَّ اللهَ تَعَالَى جَعَلَ الْمُصَاهَرَةَ نَسَباً لَاحِقاً وَ اَمْراً مُفْتَرَضاً وَشَّجَ بِهِ الْاَرْحَامَ وَ اَلْزَمَهُ الْاَنَامَ.

خداوند عالم نے دامادی کا تعلق قائم کیا ہے جو اس بات کا موجب ہے کہ داماد بھی رشتہ داروں میں شمار ہوتا ہے۔ [3]

اسی طرح فرمایا:

يَا اَهْلَ الْقَرَابَةِ! تَزَاوَرُوْا وَ لَا تَجَاوَرُوْا وَ تَهَادَوْا فَاِنَّ الْهَدِيَّةَ تَسُلُّ السَّجِيَّةَ وَ الزِّيَارَةَ تُثْبِتُ الْمَوَدَّةَ.

قریبی رشتہ دار ایک دوسرے کا دیدار کریں لیکن ہمسایہ نہ بننا اور ایک دوسرے کو ہدیہ دو کیونکہ ہدیہ کینہ کو ختم کرتا ہے اور دوستی کو محکم کرتا ہے۔ [4]

یہ حکم سببی اور نسبی دونوں رشتہ داروں کو شامل ہے۔ پس جس طرح نسبی رشتہ سے سلوک کرتے ہو سببی رشتہ داروں سے ایسا ہی سلوک کرو۔ اگرچہ پہلے سببی رشتہ داروں کا حق ہے۔

رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی کے آثار:

صلہ رحمی کے ثواب کے علاوہ اس کے دنیاوی اور آخروی آثار بھی ہیں حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

اَيُّهَا النَّاسُ اِنَّهُ لَا يَسْتَغْنِي الرَّجُلُ وَ اِنْ كَانَ ذَا مَالٍ عَنْ عِتْرَتِهِ وَ دِفَاعِهِمْ عَنْهُ بِاَيْدِيهِمْ وَ اَلْسِنَتِهِمْ وَ هُمْ اَعْظَمُ النَّاسِ حَيْطَةً مِنْ وَرَائِهِ وَ اَلَمُّهُمْ لِشَعَثِهِ وَ اَعْطَفُهُمْ عَلَيْهِ عِنْدَ نَازِلَةٍ اِذَا

---

[1] جَعَلَ الْمُصَاهَرَةَ نَسَباً لَاحِقاً (روضۃ الواعظین وبصیرۃ المتعظین (ط-القدیمۃ)/ ج۱/ ۱۴۷/ خطبۃ النبی لما اراد تزویج فاطمۃ.... ص:۱۴۷)

[2] سورۂ فرقان: ۵۴

[3] روضۃ الواعظین وبصیرۃ المتعظین (ط-القدیمۃ)/ ج۱/ ۱۴۷/ خطبۃ النبی لما اراد تزویج فاطمۃ من علی..... ص:۱۴۷

[4] جامع احادیث الشیعۃ (للبر وجردی)/ ج۲۲/ ۷۹۸/ (۷۷) باب استحباب الاہداء الی المسلم ولو مبقا وقبول ہدیتہ وجواز قبول ہدیۃ الکافر ومایہد یہ المجوس الی بیوت النیران واستحباب ردظروف الہدایا معجلا وکراہۃ ردالطیب والحلوا..... ص:۷۹۶

نَزَلَتْ بِهِ وَلِسَانُ الصِّدْقِ يَجْعَلُهُ اللهُ لِلْمَرْءِ فِي النَّاسِ خَيْرٌ لَهُ مِنَ الْمَالِ يَرِثُهُ غَيْرُهُ
و منها اَلَا لَا يَعْدِلَنَّ اَحَدُكُمْ عَنِ الْقَرَابَةِ يَرَى بِهَا الْخَصَاصَةَ اَنْ يَسُدَّهَا بِالَّذِي لَا يَزِيدُهُ اِنْ اَمْسَكَهُ وَلَا يَنْقُصُهُ اِنْ اَهْلَكَهُ وَمَنْ يَقْبِضْ يَدَهُ عَنْ عَشِيرَتِهِ فَاِنَّمَا تُقْبَضُ مِنْهُ عَنْهُمْ يَدٌ وَاحِدَةٌ وَتُقْبَضُ مِنْهُمْ عَنْهُ اَيْدٍ كَثِيرَةٌ وَمَنْ تَلِنْ حَاشِيَتُهُ يَسْتَدِمْ مِنْ قَوْمِهِ الْمَوَدَّةَ.

اے لوگو! کوئی شخص بھی اگرچہ وہ مالدار ہو اپنے قبیلہ والوں اور اس امر سے کہ وہ اپنے ہاتھوں اور زبانوں سے اس کی حمایت کریں بے نیاز نہیں ہوسکتا اور وہی لوگ سب سے زیادہ اس کے پشت پناہ اور اس کی پریشانیوں کو دور کرنے والے اور مصیبت پڑنے کی صورت میں اس پر شفیق و مہربان ہوتے ہیں۔ اللہ جس شخص کا سچا ذکرِ خیر لوگوں میں برقرار رکھتا ہے۔ تو یہ اس مال سے کہیں بہتر ہے۔ جس کا وہ دوسروں کو وارث بناجاتا ہے۔

دیکھو تم میں سے اگر کوئی شخص اپنے قریبیوں کو فقر و فاقہ میں پائے تو ان کی احتیاج کو اس امداد سے دُور کرنے میں پہلو تہی نہ کرے جس کے روکنے سے یہ کچھ بڑھ نہ جائے گا اور صرف کرنے سے اس میں کچھ کمی نہ ہوگی۔ جو شخص اپنے قبیلے کی اعانت سے ہاتھ روک لیتا ہے۔ تو اس کا تو ایک ہاتھ رکتا ہے لیکن وقت پڑنے پر بہت سے ہاتھ اس کی مدد سے رُک جاتے ہیں جو شخص نرم خو ہو وہ اپنی قوم کی محبت ہمیشہ باقی رکھ سکتا ہے۔ [1]

۶۔ بہترین رشتہ دار:

بشریت کے سب سے بڑے خادم رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اہل بیت علیہم السلام ہیں وہ انسانوں میں حیات کا واسطہ جاویداں ہیں۔ اسی لئے انسان پر معنوی حیات کا حق رکھتے ہیں۔ ان کی اطاعت اور معرفت بہترین صلہ رحمی ہے۔

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

اَللّٰهُمَّ صِلْ مَنْ وَصَلَنِي، وَاقْطَعْ مَنْ قَطَعَنِي.....

اے خدا! جو مجھ سے صلہ رحمی کرتا ہے اس پر صلہ رحمی فرما اور جو مجھ سے قطع رحمی کرتا ہے اس سے قطع رحمی فرما۔ [2]

سادات سے نیکی:

سادات سے نیکی کرنا جو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولاد ہیں کا احترام کرنا درحقیقت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا احترام ہے۔ روایت ہے کہ

---

[1] نہج البلاغہ نمبر خطبہ ۲۳

[2] الکافی (ط۔الاسلامیۃ)/ ج ۲/ ۱۵۱/ باب صلۃ الرحم..... ص: ۱۵۰

انسانی احترام کی بنا پر بھی اولاد رسولؐ احترام ضروری ہے۔[1]

خداوند فرماتا ہے:

قُلْ لَّآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى ط

(اے رسُولؐ) تم کہہ دو کہ میں اس (تبلیغ رسالت) کا تم سے کوئی صلہ نہیں مانگتا اپنے قرابت داروں (اہلبیتؑ) کی محبت کے سوائے۔[2]

ابن عباس کا قول ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی لوگوں نے رسول خداصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا: خدا نے جس سے مودت کرنے کا حکم دیا وہ کون سے افراد ہیں؟

آپؐ نے فرمایا: علیؑ، فاطمہؑ، اوران دو کی اولاد۔[3]

اس آیت کے اصلی مصداق اہل بیت علیہم السلام ہیں لیکن دوسری رسولؐ کی نسل فاطمہؑ کی اولاد کا احترام واکرام ہے۔

اسی وجہ سے احکام فقہ کے مطابق واجب صدقہ یعنی کہ جو روایات میں لوگوں کے ہاتھوں کی میل کچیل کہا گیا ہے۔ یہ صدقہ تمام سادات پر حرام ہے۔[4]

علامہ حلی فرماتے ہیں:

تمام علماء ومراجع کا یہ فتویٰ ہے کہ غیر سادات کی زکات سید پر حرام ہے۔[5]

رسول خداصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غدیر خم کے موقع پر فرمایا:

اِنَّ الصَّدَقَةَ لَا تَحِلُّ لِي وَلَا لِاَهْلِ بَيْتِي.

صدقہ میرے لئے اور میرے خاندان کے لئے حلال نہیں ہے۔[6]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

لَا تَحِلُّ الصَّدَقَةُ لِبَنِي هَاشِمٍ اِلَّا فِي وَجْهَيْنِ اِنْ كَانُوا عَطَاشَى وَ اَصَابُوا مَاءً فَشَرِبُوا وَ صَدَقَةُ

---

[1] خطبہ زہرا سلام اللہ علیہا "اَبِي يَقُولُ الْمَرْءُ يُحْفَظُ فِي وُلْدِهِ" (الاحتجاج علی اہل اللجاج (للطبرسی)/ ج ۱/ ۱۰۳/ احتجاج فاطمۃ الزہراء ع علی القوم لما منعوہا فدک وقولہا لہم عند الوفاۃ بالامامۃ..... ص: ۹۷)

[2] سورۂ شوریٰ: ۲۳

[3] البرہان فی تفسیر القرآن، ج ۲، ص ۸۲۳

[4] اِنَّ الصَّدَقَةَ اَوْسَاخُ اَيْدِي النَّاسِ وَ اِنَّ اللهَ قَدْ حَرَّمَ عَلَيَّ مِنْهَا وَ مِنْ غَيْرِهَا مَا قَدْ حَرَّمَهُ. (الکافی (ط- الاسلامیۃ)/ ج ۴/ ۵۸/ باب الصدقۃ لبنی ہاشم ومواليہم وصلتہم..... ص: ۵۸)

[5] التحریر الاحکام: ج ۱، ص ۶۹

[6] کشف الغمۃ فی معرفۃ الائمۃ (ط- القدیمۃ)/ ج ۱/ ۳۹۵/ فصل فی ذکر مناقب شتی واحادیث متفرقۃ اورد ہا الرواۃ والمحدثون واخبار وآثار دالۃ علی ما نحن بصددہ من ذکر فضلہ..... ص: ۳۷۶

بَعْضِهِمْ عَلَى بَعْضٍ.

صدقہ سادات کے لئے حلال نہیں سوائے دو صورتوں کے:

۱۔ پیاسے ہوں اور پانی آجائے تو پی لیں۔

۲۔ صدقہ سادات۔[۱]

سادات سے نیکی کا ثواب:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اَرْبَعَةٌ اَنَا لَهُمْ شَفِيعٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ الْمُكْرِمُ لِذُرِّيَّتِي مِنْ بَعْدِي وَ الْقَاضِي لَهُمْ حَوَائِجَهُمْ وَ السَّاعِي لَهُمْ فِي اُمُورِهِمْ عِنْدَ اضْطِرَارِهِمْ اِلَيْهِ وَ الْمُحِبُّ لَهُمْ بِقَلْبِهِ وَلِسَانِهِ.

روز قیامت میں چار گروہوں کی شفاعت کروں گا:

۱۔ میرے بعد میری اولاد کا احترام کرنے والا۔

۲۔ ان کی ضروریات کو پورا کرنے والا۔

۳۔ وہ لوگ جو ان کی مشکلات کو حل کریں۔

۴۔ جو انہیں دل و زبان سے دوست رکھتے ہوں۔[۲]

اسی طرح فرمایا:

عِيَادَةُ بَنِي هَاشِمٍ فَرِيضَةٌ وَ زِيَارَتُهُمْ سُنَّةٌ.

بنی ہاشم (سادات) کی عیادت فریضہ اور ان کی زیارت سنت ہے۔[۳]

امام رضا علیہ السلام نے فرمایا:

قَالَ النَّظَرُ اِلَى ذُرِّيَّتِنَا عِبَادَةٌ فَقِيلَ لَهُ يَا ابْنَ رَسُولِ اللهِ النَّظَرُ اِلَى الْاَئِمَّةِ مِنْكُمْ عِبَادَةٌ اَوِ النَّظَرُ اِلَى جَمِيعِ ذُرِّيَّةِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قَالَ بَلِ النَّظَرُ اِلَى جَمِيعِ ذُرِّيَّةِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عِبَادَةٌ مَا لَمْ يُفَارِقُوا مِنْهَاجَهُ وَ لَمْ يَتَلَوَّثُوا بِالْمَعَاصِي.

ہماری اولاد کا دیدار عبادت ہے۔

راوی نے پوچھا؛ آپ کی نسل سے ائمہؑ یا آپؑ کی زیارت عبادت ہے۔

---

[۱] الخصال/ ج۱/ ۶۲/ لاتحل الصدقۃ لبنی ہاشم الا فی وجہین..... ص: ۶۲

[۲] عیون اخبار الرضا علیہ السلام/ ج۱/ ۲۵۴/ ۲۶ باب ماجاء عن الرضا ع من الاخبار النادرۃ فی فنون شتی..... ص: ۲۵۳

[۳] بحار الانوار (ط- بیروت)/ ج ۹۳/ ۲۳۴/ باب ۲۷ مدح الذریۃ الطیبۃ وثواب صلتہم..... ص: ۲۱۷

آپؑ نے فرمایا: میری تمام اولاد سے محبت کرنا عبادت ہے جب وہ گناہوں سے آلودہ نہ ہوں۔[1]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اَیُّمَا رَجُلٍ صَنَعَ اِلٰی رَجُلٍ مِنْ وُلْدِی صَنِیعَةً فَلَمْ یُکَافِئْهُ عَلَیْهَا فَاَنَا الْمُکَافِئُ لَهُ عَلَیْهَا.

میری اولاد میں سے کسی کے ساتھ نیکی کرتا ہے اور وہ نیکی کا صلہ نہ دے تو میں اس کا صلہ دوں گا۔ سادات کو تکلیف دینے کا بُرا انجام ہوتا ہے۔[2]

امام صادق علیہ السلام اپنے آباؤ اجداد سے نقل کرتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اِذَا قُمْتُ الْمَقَامَ الْمَحْمُودَ تَشَفَّعْتُ فِی اَصْحَابِ الْکَبَائِرِ مِنْ اُمَّتِی فَیُشَفِّعُنِی اللّٰهُ فِیهِمْ وَ اللّٰهِ لَا تَشَفَّعْتُ فِیمَنْ آذَی ذُرِّیَّتِی.

جب مجھے مقام محمود ملا اور اپنی امت کے گنہگاروں کی شفاعت کروں گا اور خدا ان کے بارے میں میری شفاعت قبول فرمائے گا۔ لیکن میری اولاد کو تکلیف دینے والے شخص کی شفاعت نہیں کروں گا۔[3]

---

[1] عیون اخبار الرضا علیہ السلام/ ج ۲/ ۵۱/ ۳۱ باب فیما جاء عن الرضا ع من الاخبار المجموعۃ..... ص: ۲۴

[2] بحار الانوار (ط- بیروت)/ ج ۹۳/ ۲۳۵/ باب ۲۷ مدح الذریۃ الطیبۃ وثواب صلتہم..... ص: ۲۱۷

[3] الامالی (للصدوق)/ النص/ ۲۹۴/ المجلس التاسع والاربعون

دوسری فصل:

مسلمان

اس فصل میں دینی بھائیوں[1] کے حقوق کی رعایت کرنا، مومنین کے ساتھ تعامل گناہگاروں اور ظاہری مسلمان کے بارے میں بحث ہوگی۔

دینی بھائیوں کے حقوق:

اسلامی معاشرے میں خدا کے نزدیک انسان کی لیاقت وایمان بڑی اہمیت ہے اور یہ اصل قرآنی ہے۔

اَفَمَنْ كَانَ مُؤْمِنًا كَمَنْ كَانَ فَاسِقًا ۭ لَا يَسْتَوٗنَ ﴿۱۸﴾

کیا جو شخص ایماندار ہے اس شخص کے برابر ہوسکتا ہے جو بدکار ہے (ہرگز نہیں یہ دونوں) برابر نہیں ہوسکتے۔[2]

دوسری آیت میں ہے:

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ.

مومنین تو آپس میں بھائی بھائی ہیں۔[3]

اور دوسری جگہ اللہ فرماتا ہے:

الْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَاۗءُ بَعْضٍ ۘ

---

[1] دینی بھائیوں سے مراد یہاں مومنین کرام ہیں۔

[2] سورۂ سجدہ: ۱۸

[3] سورۂ حجرات: ۱۰

ایماندار مرد اور ایماندار عورتیں ان میں سے بعض کے بعض رفیق ہیں۔[1]

عجیب یہ بات ہے کہ تمام باایمان مسلمان بھی ایک مرتبہ والے نہیں ہیں مختلف مراتب رکھتے ہیں۔حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے:

قَامَ رَجُلٌ بِالْبَصْرَةِ اِلَى اَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ عليه السلام فَقَالَ يَا اَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ اَخْبِرْنَا عَنِ الْاِخْوَانِ فَقَالَ الْاِخْوَانُ صِنْفَانِ اِخْوَانُ الثِّقَةِ وَ اِخْوَانُ الْمُكَاشَرَةِ فَاَمَّا اِخْوَانُ الثِّقَةِ فَهُمُ الْكَفُّ وَ الْجَنَاحُ وَ الْاَهْلُ وَ الْمَالُ فَاِذَا كُنْتَ مِنْ اَخِيكَ عَلَى حَدِّ الثِّقَةِ فَابْذُلْ لَهُ مَالَكَ وَ بَدَنَكَ وَ صَافِ مَنْ صَافَاهُ وَ عَادِ مَنْ عَادَاهُ وَ اكْتُمْ سِرَّهُ وَ عَيْبَهُ وَ اَظْهِرْ مِنْهُ الْحَسَنَ وَ اعْلَمْ اَيُّهَا السَّائِلُ اَنَّهُمْ اَقَلُّ مِنَ الْكِبْرِيتِ الْاَحْمَرِ وَ اَمَّا اِخْوَانُ الْمُكَاشَرَةِ فَاِنَّكَ تُصِيبُ لَذَّتَكَ مِنْهُمْ فَلَا تَقْطَعَنَّ ذَلِكَ مِنْهُمْ وَ لَا تَطْلُبَنَّ مَا وَرَاءَ ذَلِكَ مِنْ ضَمِيرِهِمْ وَ ابْذُلْ لَهُمْ مَا بَذَلُوا لَكَ مِنْ طَلَاقَةِ الْوَجْهِ وَ حَلَاوَةِ اللِّسَانِ.

بصرہ کے لوگوں میں ایک شخص امیر المومنین علیہ السلام کے سامنے آیا اور کہنے لگا: اے امیر المومنینؑ! ہمیں اپنے برادران کے بارے میں آگاہ کیجئے۔پس آپؑ نے فرمایا: بھائی دو طرح کے ہوتے ہیں (۱) قابل اعتماد (۲) غیر قابل اعتماد۔قابل اعتماد بھائی ایسے ہیں جیسے انسان کے اپنے دست و بازو، اعضائے بدن اور مثل خانوادہ۔پس جب تمہارے پاس کوئی حد ثقہ تک پہنچا ہوا بھائی ہو تو اپنا مال و بدن سب کچھ اس پر نچھاور کر دے اس کے دوست کو اپنا دوست اور اس کے دشمن کو اپنا دشمن سمجھ اس کے رازوں اور عیبوں کو چھپا اس اچھائیوں کو ظاہر کر، پس جان لے اے سوال کرنے والے! یہ لوگ کبریت احمر[2] سے بھی زیادہ کمیاب ہوتے ہیں باقی رہے غیر قابل اعتماد بھائی تو ان سے استفادہ کرو ان سے قطع تعلق نہ کرو اور ان سے کوئی ایسی امید بھی نہ رکھو جو ان کے لئے مشکل ہو ان کے ساتھ خوش اخلاقی سے پیش آؤ۔[3]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اَنْ تُسْلِمَ قَلْبَكَ لِلّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ، وَاَنْ يَسْلَمَ الْمُسْلِمُونَ مِنْ لِسَانِكَ وَيَدِكَ.

اسلام یعنی تیرے دل کا تسلیم ہونا اور مسلمان تیرے ہاتھ اور زبان سے محفوظ ہوں۔[4]

اسی لئے فرمایا:

لَيْسَ مِنَّا مَنْ غَشَّ مُسْلِماً اَوْ ضَرَّهُ اَوْ مَاكَرَهُ.

وہ ہم میں سے نہیں جو مسلمان سے خیانت کرے یا اسے فریب و نقصان دے۔[5]

---

[1] سورۂ توبہ: ۷۱

[2] سرخ رنگ کا کمیاب و نایاب ہیرا

[3] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۲/ ۲۴۸/ باب فی ان المؤمن صنفان..... ص: ۲۴۸

[4] کنز العمال، ج ۱، ص ۴۲

[5] تحف العقول/ النص/ ۴۲/ وروی عنہ ص فی قصار ہذہ المعانی..... ص: ۳۵

نیز فرمایا:

مَنْ بَاتَ وَ فِي قَلْبِهِ غِشٌّ لِأَخِيهِ الْمُسْلِمِ بَاتَ فِي سَخَطِ اللهِ وَ أَصْبَحَ كَذَلِكَ حَتَّى يَتُوبَ.

جو شخص اس حالت میں سوتا ہے کہ دوسرے مسلمان کے لئے بدخواہ ہو اس کی نیند اور بیداری پر غضب الٰہی ہوتا رہتا ہے جب تک توبہ نہ کرے۔[1]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

مَنْ عَامَلَ النَّاسَ فَلَمْ يَظْلِمْهُمْ وَ حَدَّثَهُمْ فَلَمْ يَكْذِبْهُمْ وَ وَعَدَهُمْ فَلَمْ يُخْلِفْهُمْ كَانَ مِمَّنْ حُرِّمَتْ غِيبَتُهُ وَ كَمُلَتْ مُرُوءَتُهُ وَ ظَهَرَ عَدْلُهُ وَ وَجَبَتْ أُخُوَّتُهُ.

جو شخص لوگوں پر ستم نہ کرتا ہو انہیں زبان سے تکلیف نہ دیتا ہو، جھوٹ نہ بولتا ہو، وعدہ خلافی نہ کرتا ہو، ایسے شخص کی غیبت کرنا حرام، ان کی مروت کامل، اس کی عدالت ظاہر اور اس سے برابری لازم ہے۔[2]

نیز فرمایا:

الْمُسْلِمُ أَخُو الْمُسْلِمِ لَا يَظْلِمُهُ وَ لَا يَغُشُّهُ وَ لَا يَخْذُلُهُ وَ لَا يَغْتَابُهُ وَ لَا يَخُونُهُ وَ لَا يَحْرِمُهُ.

مسلمان مسلمان کا بھائی ہے اسے فریب نہ دے، اس کی غیبت نہ کرے، اس پر ستم نہ کرے، اس سے خیانت نہ کرے اور اسے محروم نہ کرے۔[3]

۱۔ مومنین کے ساتھ میل جول

مومنین کا جمع ہونا:

مومنین کے ایمان کا مرکز خدا، رسولؐ اور اہل بیتؑ ہیں۔ ان سب پر ضروری ہے کہ اس محور و مرکز میں ایک دوسرے کے امور میں ان کی اصلاح کرے، تفرقہ و جدائی سے پرہیز کرے تا کہ ایمان اہداف کو پا سکے۔ اسی لئے خدا نے فرمایا ہے:

وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللهِ جَمِيعًا وَّلَا تَفَرَّقُوا ۠

تم سب خدا کی رسی کو مضبوطی سے پکڑ لو اور اختلاف و تفرقہ سے پرہیز کرو۔[4]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

---

[1] من لایحضرہ الفقیہ/ ج ۴/ ۱۵/ باب ذکر جمل من مناہی النبی ص..... ص: ۳

[2] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۲/ ۲۳۹/ باب المؤمن وعلاماتہ وصفاتہ..... ص: ۲۳۶

[3] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۲/ ۱۶۷/ باب اخوۃ المؤمنین بعضہم لبعض..... ص: ۱۶۵

[4] سورۂ آل عمران: ۱۰۳

اَیُّهَا النَّاسُ! عَلَیْکُمْ بِالْجَمَاعَةِ وَاِیَّاکُمْ وَ الْفُرْقَةِ.

اے لوگو! باجماعت اور اکٹھے رہو اور جدائی سے بچو۔[1]

روایت ہے کہ

..... یَسْئَلُ الْاِمَام عَلِیٍّ عَنِ السُّنَّةِ وَ الْبِدْعَةِ وَ عَنِ الْجَمَاعَةِ وَ الْفُرْقَةِ؛ فَقَالَ ..... وَ الْجَمَاعَةُ وَ اللهِ مُجَامَعَةُ اَهْلِ الْحَقِّ وَاِنْ قَلُّوْا وَ الْفُرْقَةُ مُجَامَعَةُ اَهْلِ الْبَاطِلِ وَاِنْ کَثُرُوْا.

حضرت علی علیہ السلام سے جدائی اور تفرقہ کے بارے میں پوچھا گیا تو آپؑ نے فرمایا: خدا کی قسم! اجتماع سے مراد پیوستگی اور حق کے پیروکاروں کا اجتماع ہے اگرچہ وہ کم ہی کیوں نہ ہوں، تفرقہ سے مراد باطل کا اجتماع ہے اگرچہ وہ کثرت ہی میں کیوں نہ ہوں۔[2]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

اسْتَکْثِرُوا مِنَ الْاِخْوَانِ فَاِنَّ لِکُلِّ مُؤْمِنٍ دَعْوَةً مُسْتَجَابَةً وَ قَالَ اسْتَکْثِرُوا مِنَ الْاِخْوَانِ فَاِنَّ لِکُلِّ مُؤْمِنٍ شَفَاعَةً وَ قَالَ اَکْثِرُوا مِنْ مُؤَاخَاةِ الْمُؤْمِنِیْنَ فَاِنَّ لَهُمْ عِنْدَ اللهِ یَداً یُکَافِئُهُمْ بِهَا یَوْمَ الْقِیَامَةِ.

اپنے مومن بھائی کے لئے زیادہ اجماع کا انتظام کرو کیونکہ ہر مومن کی ایک دعا مستجاب ہوتی ہے۔ (ہوسکتا ہے اس کے ساتھ تمہاری دعا بھی مستجاب ہو)

اور فرمایا:

مومن بھائی کی خدمت کرو کیونکہ ہر ایک مومن کے لئے ایک شفاعت۔

نیز فرمایا:

مومن بھائیوں سے کثرت سے ملو کیونکہ خدا کے نزدیک ان کا ایک حق ہے اور روز قیامت خدا انہیں ثواب عطا فرمائے گا۔

مومنین کے اجتماع کی برکتیں:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

لَوْ اَنَّ اَحَدًا مِنْهُمْ یَصْبِرُ مَعَ اَصْحَابِهٖ لَا یَقْطَعُهُمْ وَ یَصْبِرُ فِیْ مِثْلِ جُوْعِهِمْ وَ مِثْلِ غَمِّهِمْ اِلَّا کَانَ لَهٗ مِنَ الْاَجْرِ کَاَجْرِ سَبْعِیْنَ مِمَّنْ غَزَا مَعِیْ غَزْوَةَ تَبُوْکَ.....

---

[1] کنز العمال، ج ۱، ص ۲۰۶

[2] کنز العمال، ج ۱، ص ۳۷۸

مسلمان بھائی اپنے دوستوں کے ساتھ مشکلات میں صبر کرے اور ان سے جدا نہ ہو ان کی بھوک اور غم کو برداشت کرے، اسے میرے ساتھ جنگ تبوک میں ستر افراد کے برابر ثواب ملتا ہے۔ [1]

امام باقر علیہ السلام نے فرمایا:

اجْتَمِعُوا وَ تَذَاكَرُوا تَحُفُّ بِكُمُ الْمَلَائِكَةُ رَحِمَ اللهُ مَنْ أَحْيَا أَمْرَنَا.

اکٹھے بیٹھو اور آپس میں گفتگو کرو، ایسی صورت میں فرشتے احاطہ کئے رہتے ہیں۔ خدا اس شخص پر رحمت کرے جو ہمارے احادیث کو زندہ کرے۔ [2]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

مَا اجْتَمَعَ ثَلَاثَةٌ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ فَصَاعِداً إِلَّا حَضَرَ مِنَ الْمَلَائِكَةِ مِثْلُهُمْ فَإِنْ دَعَوْا بِخَيْرٍ أَمَّنُوا وَ إِنِ اسْتَعَاذُوا مِنْ شَرٍّ دَعَوُا اللهَ لِيَصْرِفَهُ عَنْهُمْ وَ إِنْ سَأَلُوا حَاجَةً تَشَفَّعُوا إِلَى اللهِ وَ سَأَلُوهُ قَضَاءَهَا.

اگر تین مومنین اکٹھے ہوں تو فرشتے حاضر ہوتے ہیں اور اگر وہ دعا مانگتے ہیں تو فرشتے آمین کہتے ہیں اگر وہ کسی شر سے خدا کی پناہ لیتے ہیں تو خدا ان سے شر کو دور فرماتا ہے۔ اگر وہ لوگ کوئی حاجات طلب کریں تو خداوند عالم کے پاس فرشتے شفاعت کریں گے تاکہ ان کی حاجات پوری ہوجائیں۔ [3]

مومنوں سے نیکی:

آیات و روایات میں اس مطلب کی تاکید ہوئی ہے کہ مومنین ایک دوسرے کے ساتھ نیکی کریں اور اس نیکی کے تین عمدہ مرکز ہیں: (۱) مادی حمایت، (۲) معنوی حمایت اور (۳) عاطفی حمایت۔

(الف) مادی حمایت:

ضروریات کو پورا کرنے کا ثواب:

ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:

كُنْتُ مَعَ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ عليه السلام فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَ هُوَ مُعْتَكِفٌ وَ هُوَ يَطُوفُ حَوْلَ الْكَعْبَةِ فَعَرَضَ لَهُ رَجُلٌ مِنْ شِيعَتِهِ فَقَالَ يَا ابْنَ رَسُولِ اللهِ إِنَّ عَلَيَّ دَيْناً لِفُلَانٍ فَإِنْ رَأَيْتَ أَنْ تَقْضِيَهُ عَنِّي

---

[1] الخصین، ص ۲۴

[2] وسائل الشیعۃ/ ج ۱۲/ ۲۲/ ۱۰- باب استحباب اجتماع الاخوان ومحادثتہم..... ص: ۲۰

[3] الکافی (ط- الاسلامیۃ)/ ج ۲/ ۱۸۷/ باب تذاکر الاخوان..... ص: ۱۸۶

فَقَالَ عليه السلام وَ رَبِّ هَذَا الْبَيْتِ مَا أُصْبِحُ وَ عِنْدِي شَيْءٌ فَقَالَ إِنْ رَأَيْتَ أَنْ تَسْتَمْهِلَهُ عَنِّي فَقَدْ تَهَدَّدَنِي بِالْحَبْسِ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَقَطَعَ الْإِمَامُ الطَّوَافَ وَ سَعَى مَعَهُ فَقُلْتُ يَا ابْنَ رَسُولِ اللهِ أَ لَسْتَ [أَ] نَسِيتَ أَنَّكَ [مُعْتَكِفاً فَقَالَ بَلَى [لَا] وَ لَكِنْ سَمِعْتُ أَبِي يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صلى الله عليه وآله يَقُولُ مَنْ قَضَى أَخَاهُ الْمُؤْمِنَ حَاجَةً كَانَ كَمَنْ عَبَدَ اللهَ تِسْعَةَ آلَافِ سَنَةٍ صَائِماً نَهَارَهُ وَ قَائِماً لَيْلَهُ.

میں امام حسن علیہ السلام کے ساتھ مسجد میں تھا آپؑ اعتکاف میں بیٹھے ہوئے تھے اور کعبہ کا طواف کر رہے تھے۔ ایک شخص نے آپؑ سے کہا: اے فرزند پیغمبر! میں فلاں شخص کا مقروض ہوں کیا آپ میرا قرض ادا کروا سکتے ہیں؟

امام حسن علیہ السلام نے فرمایا: اس کعبہ کی قسم! آج میرے پاس کوئی چیز نہیں ہے۔

اس شخص نے کہا: بہتر سمجھیں تو مجھے مہلت دلوا دیں کیونکہ جس کا میں مقروض ہوں اس نے مجھے قید کرنے کی دھمکی دی ہے۔

ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ امام حسن علیہ السلام نے طواف چھوڑ دیا اور اس شخص کی ضرورت پوری کرنے چلے گئے۔ میں نے کہا: یابن رسول اللہؐ! آپ تو اعتکاف میں تھے؟

آپؑ نے فرمایا: کیوں نہیں لیکن میں نے اپنے والد گرامی سے سنا ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص کسی مومن کی ضرورت کو پورا کرتا ہے وہ اس شخص کی مانند ہے کہ جو نو ہزار سال روزے، نماز شب اور خدا کی عبادت کرتا رہا ہو۔ [11]

امام باقر علیہ السلام نے فرمایا:

لَأَنْ أَحُجَّ حِجَّةً أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أُعْتِقَ رَقَبَةً حَتَّى انْتَهَى إِلَى عَشَرَةٍ وَ مِثْلِهَا وَ مِثْلِهَا حَتَّى انْتَهَى إِلَى سَبْعِينَ.

میرے نزدیک ایک حج یا دو حج انجام دینے سے یہ بہتر ہے ایک غلام یا دو غلام یا حتیٰ ستر غلام آزاد کرو۔ [12]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ كَفَى ضَرِيراً حَاجَةً مِنْ حَوَائِجِ الدُّنْيَا وَ مَشَى لَهُ فِيهَا حَتَّى يَقْضِيَ اللهُ لَهُ حَاجَتَهُ أَعْطَاهُ اللهُ بَرَاءَةً مِنَ النِّفَاقِ وَ بَرَاءَةً مِنَ النَّارِ وَ قَضَى لَهُ سَبْعِينَ حَاجَةً مِنْ حَوَائِجِ الدُّنْيَا وَ لَا يَزَالُ يَخُوضُ فِي رَحْمَةِ اللهِ عَزَّ وَ جَلَّ حَتَّى يَرْجِعَ.

جو شخص کسی نابینا کی حاجت کو پورا کرتا ہے اور اس ضرورت کے لئے قدم اٹھاتا ہے تا کہ خدا اس کی حاجت کو پورا کرے، خدا تیرے لئے نفاق اور دوزخ سے نجات دیتا ہے۔ اس شخص کی ستر دنیاوی حاجات پوری ہوتی ہیں اور ہمیشہ رحمت

---

[11] عدۃ الداعی ونجاح الساعی/ ۱۹۲ /فصل..... ص:۱۸۶

[12] ثواب الاعمال وعقاب الاعمال/ النص/ ۱۴۱ /ثواب الصدقۃ..... ص:۱۳۹

الٰہی میں ہوتا ہے حتیٰ کہ پلٹ آنے تک۔[1]

اطعام مومن کی اہمیت:

کھانا کھلانا دوسروں سے نیکی کرنے کا اہم مورد ہے کہ جس کی آیات و روایات میں بڑی تاکید کی گئی ہے اور ابرار لوگوں کی صفات میں اس طرح آیا ہے:

وَيُطْعِمُونَ الطَّعَامَ عَلَىٰ حُبِّهِ مِسْكِينًا وَيَتِيمًا وَأَسِيرًا ﴿٨﴾ إِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللَّهِ لَا نُرِيدُ مِنكُمْ جَزَاءً وَلَا شُكُورًا ﴿٩﴾

اور اس کی محبت میں محتاج اور یتیم اور اسیر کو کھانا کھلاتے ہیں، (اور کہتے ہیں کہ) ہم تو تم کو بس خالص خدا کے لیے کھلاتے ہیں ہم نہ تم سے بدلہ کے خواستگار ہیں اور نہ شکر گزاری کے۔[2]

امام صادق علیہ السلام نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل فرمایا کہ آپ نے فرمایا:

خَيْرُكُمْ مَنْ أَطْعَمَ الطَّعَامَ وَ أَفْشَى السَّلَامَ وَ صَلَّى وَ النَّاسُ نِيَامٌ.

تم میں سے بہترین شخص وہ ہے جو کھانا کھلاتا ہے، سلام بلند آواز سے کرتا ہے اور جب لوگ سوئے ہوتے ہیں تو یہ نماز شب میں مشغول ہوتا ہے۔[3]

مومن کو کھانا کھلانے کا ثواب:

پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مِنْ مُوجِبَاتِ مَغْفِرَةِ الرَّبِّ تَبَارَكَ وَ تَعَالَى إِطْعَامُ الطَّعَامِ.

کھانا کھلانا اللہ تعالیٰ کی مغفرت کے وسیلوں میں ایک وسیلہ ہے۔[4]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

مَنْ أَطْعَمَ مُؤْمِناً حَتَّى يُشْبِعَهُ لَمْ يَدْرِ أَحَدٌ مِنْ خَلْقِ اللَّهِ مَا لَهُ مِنَ الْأَجْرِ فِي الْآخِرَةِ لَا مَلَكٌ مُقَرَّبٌ وَ لَا نَبِيٌّ مُرْسَلٌ إِلَّا اللَّهُ رَبُّ الْعَالَمِينَ.

جو شخص کسی مومن کو کھانا کھلاتا ہے اگرچہ تھوڑا سا ہی کیوں نہ ہو تو روزِ قیامت اس کے اجر کو سوائے رب العالمین کے کوئی نہ دے گا نہ کوئی ملک مقرب اور نہ نبی مرسل۔[5]

---

[1] من لایحضرہ الفقیہ/ ج ۴/ ۱۶/ باب ذکر جمل من مناہی النبی ص..... ص: ۳

[2] سورۂ انسان: ۸، ۹

[3] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۴/ ۵۰/ باب فضل اطعام الطعام..... ص: ۵۰

[4] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۴/ ۵۲/ باب فضل اطعام الطعام..... ص: ۵۰

[5] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۲/ ۲۰۱/ باب اطعام المؤمن..... ص: ۲۰۰

اسی طرح فرمایا:

مَنْ اَطْعَمَ مُؤْمِناً مُوسِراً كَانَ لَهُ يَعْدِلُ رَقَبَةً مِنْ وُلْدِ اِسْمَاعِيلَ يُنْقِذُهُ مِنَ النَّارِ وَ مَنْ اَطْعَمَ مُؤْمِناً مُحْتَاجاً كَانَ لَهُ يَعْدِلُ مِائَةَ رَقَبَةٍ مِنْ وُلْدِ اِسْمَاعِيلَ يُنْقِذُهَا مِنَ النَّارِ.

جو شخص کسی مومن کو کھانا کھلاتا ہے وہ اس شخص کی مانند ہے جس نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی نسل سے غلام آزاد کیا ہو۔ جو شخص ضرورت مند کو کھانا کھلاتا ہے اسے سو غلام آزاد کرنے کا ثواب ملتا ہے۔[1]

مومن کو کھانا نہ کھلانے کا انجام:

امام سجاد علیہ السلام نے فرمایا:

مَنْ بَاتَ شَبْعَانَ وَ بِحَضْرَتِهِ مُؤْمِنٌ جَائِعٌ طَاوٍ قَالَ اللهُ عَزَّ وَ جَلَّ مَلَائِكَتِي اُشْهِدُكُمْ عَلَى هَذَا الْعَبْدِ اَنِّي اَمَرْتُهُ فَعَصَانِي وَ اَطَاعَ غَيْرِي وَ وَكَلْتُهُ اِلَى عَمَلِهِ وَ عِزَّتِي وَ جَلَالِي لَا غَفَرْتُ لَهُ اَبَداً.

جو شخص کھانے سے سیر ہو کر سوئے اور ایک نزدیک کوئی مومن بھوکا ہو۔ خداوند عالم فرماتا ہے: اے میرے فرشتو! تمہیں اس بندے پر گواہ بناتا ہوں کہ میں نے حکم دیا، لیکن اس نے نافرمانی کی اور انجام نہیں دیا، میری عزت وجلالت کی قسم! میں انہیں ہرگز نہیں بخشوں گا۔[2]

نکتہ:

مومن کو کھانا کھلانے اور ان کی مدد کرنا ذلت وخواری کا سبب نہ بنے جیسا کہ آداب سفر میں بیان ہو چکا ہے۔[3]

حسین ابی اعلاء ایک گروہ کے ساتھ مکہ گئے، اپنے ساتھیوں کی خدمت کی خاطر جہاں بھی رکتے تھے ان کے لئے ایک بھیڑ ذبح کرتے تھے لیکن امام صادق علیہ السلام نے اس پر اعتراض کیا اور فرمایا: تو نے اس کام سے ساتھیوں کو ذلیل کیا ہے کیونکہ ان میں سے بعض کا ارادہ تھا وہ یہی کام انجام دیں لیکن مالی قدرت نہ ہونے کی وجہ سے وہ نہ کر سکے اور انہوں نے کمتری کا احساس کیا۔[4]

مومن کو سیراب کرنا:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ سَقَى مُؤْمِناً شَرْبَةً مِنْ مَاءٍ مِنْ حَيْثُ يَقْدِرُ عَلَى الْمَاءِ اَعْطَاهُ اللهُ بِكُلِّ شَرْبَةٍ سَبْعِينَ اَلْفَ

---

[1] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۲/ ۲۰۳/ باب اطعام المؤمن..... ص:۲۰۰

[2] ثواب الاعمال وعقاب الاعمال/ النص/ ۲۵۰/ عقاب من اشبع مؤمنا جائعا..... ص:۲۵۰

[3] ر.ک: بخش یکم، فصل دہم، آداب سفر، ص ۱۸۴

[4] فَقَالَ بَلَغَنِي اَنَّكَ كُنْتَ تَذْبَحُ لَهُمْ فِي كُلِّ مَنْزِلٍ شَاةً قُلْتُ مَا اَرَدْتُ اِلَّا اللهَ فَقَالَ اَمَا كُنْتَ تَرَى اَنَّ فِيهِمْ مَنْ يُحِبُّ اَنْ يَفْعَلَ فَعَالَكَ فَلَا يَبْلُغُ مَقْدُرَتُهُ ذَلِكَ فَتَتَقَاصَرُ اِلَيْهِ نَفْسُهُ. (بحار الانوار (ط-بیروت)/ ج ۷۳/ ۲۶۹/ باب ۴۹ حسن الخلق وحسن الصحابۃ وسائر آداب السفر ..... ص:۲۶۶)

حَسَنَةٍ وَ اِنْ سَقَاهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَقْدِرُ عَلَى الْمَاءِ فَكَاَنَّمَا اَعْتَقَ عَشْرَ رِقَابٍ مِنْ وُلْدِ اِسْمَاعِيلَ.

جس مومن کے ہاتھ میں پانی ہو وہ دوسروں کو پلائے خداوند عالم ہر گھونٹ کے مقابلے میں ستر ہزار نیکی عطا کرتا ہے۔ لیکن جس کے پاس نہ ہو اور کسی ذریعے سے حاصل کر کے کسی مومن کو سیراب کرے تو خدا اسے ایسا ثواب عطا کرتا ہے گویا اس نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی نسل سے دس غلام آزاد کئے ہیں۔[1]

امام سجاد علیہ السلام نے فرمایا:

وَ مَنْ سَقَى مُؤْمِناً مِنْ ظَمَإٍ سَقَاهُ اللهُ مِنَ الرَّحِيقِ الْمَخْتُومِ.

جو شخص کسی پیاسے مومن کو پانی پلاتا ہے خداوند عالم اسے قیامت کے دن رحیق مختوم سے سیراب کرے گا۔[2]

مومن کو لباس دینے کا ثواب:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ كَسَا اَحَداً مِنْ فُقَرَاءِ الْمُسْلِمِينَ ثَوْباً مِنْ عُرْيٍ اَوْ اَعَانَهُ بِشَيْءٍ مِمَّا يَقُوتُهُ مِنْ مَعِيشَتِهِ وَكَّلَ اللهُ عَزَّ وَ جَلَّ بِهِ سَبْعِينَ اَلْفَ مَلَكٍ مِنَ الْمَلَائِكَةِ يَسْتَغْفِرُونَ لِكُلِّ ذَنْبٍ عَمِلَهُ اِلَى اَنْ يُنْفَخَ فِي الصُّورِ.

جو شخص کسی مسلمان فقیر کو لباس دیتا ہے یا کوئی ایسی چیز دیتا ہے جس سے اس کی معیشت میں بہتری ہو تو خداوند عالم اس پر ستر ہزار فرشتوں کو مامور کرتا ہے تا کہ اس کے ہر ایک گناہ کے لئے مغفرت طلب کرتے رہیں یہاں تک کہ صور پھونکا جائے۔[3]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

مَنْ كَسَا مُؤْمِناً ثَوْباً مِنْ عُرْيٍ كَسَاهُ اللهُ مِنْ اِسْتَبْرَقِ الْجَنَّةِ وَ مَنْ كَسَا مُؤْمِناً ثَوْباً مِنْ غِنًى لَمْ يَزَلْ فِي سِتْرٍ مِنَ اللهِ مَا بَقِيَ مِنَ الثَّوْبِ خِرْقَةٌ.

جو شخص کسی برہنہ کو کپڑے دیتا ہے خدا اسے جنتی لباس عطا فرمائے گا اور اگر کسی صاحب مال کو لباس دیا تو جب تک لباس رہے گا وہ خدا کی پناہ میں ہوگا۔[4]

امام سجاد علیہ السلام نے فرمایا:

---

[1] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۲/ ۲۰۱/ باب اطعام المؤمن..... ص:۲۰۰

[2] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۲/ ۲۰۱/ باب اطعام المؤمن..... ص:۲۰۰

[3] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۲/ ۲۰۵/ باب من کسا مؤمنا..... ص:۲۰۴

[4] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۲/ ۲۰۵/ باب من کسا مؤمنا..... ص:۲۰۴

مَنْ كَانَ عِنْدَهُ فَضْلُ ثَوْبٍ فَعَلِمَ اَنَّ بِحَضْرَتِهِ مُؤْمِناً مُحْتَاجاً اِلَيْهِ فَلَمْ يَدْفَعْهُ اِلَيْهِ اَكَبَّهُ اللهُ تَعَالَى فِي النَّارِ عَلَى مَنْخِرَيْهِ.

اگر کسی کے پاس اضافی لباس ہو اور وہ جانتا بھی ہو کہ کوئی ضرورت مند شخص ہے لیکن اسے نہیں دیتا۔ خدا اسے منہ کے بل دوزخ میں ڈالے گا۔[1]

مومن کو مکان نہ دینے کا انجام:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

مَنْ كَانَ لَهُ دَارٌ وَ احْتَاجَ مُؤْمِنٌ اِلَى اَنْ يَسْكُنَهَا فَمَنَعَهُ اِيَّاهَا قَالَ اللهُ عَزَّ وَ جَلَّ مَلَائِكَتِي عَبْدِي بَخِلَ عَلَى عَبْدِي بِسُكْنَى الدُّنْيَا وَ عِزَّتِي لَا يَسْكُنُ جِنَانِي اَبَداً.

اگر ایک شخص کے پاس مکان ہو اور ایک محتاج مومن کو نہ دے تو خداوند عالم فرشتوں سے فرماتا ہے: اے فرشتو! میرے ایک بندے نے دوسرے بندے پر مکان کے بارے میں بخل کیا میری عزت کی قسم! اسے ہرگز جنت میں جگہ نہیں ملے گی۔[2]

مومن کی شادی:

امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے اپنی پھوپھی سے فرمایا:

اِنَّ لِلّٰهِ ظِلّاً يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَا يَسْتَظِلُّ تَحْتَهُ اِلَّا نَبِيٌّ اَوْ وَصِيُّ نَبِيٍّ اَوْ عَبْدٌ اَعْتَقَ عَبْداً مُؤْمِناً اَوْ عَبْدٌ قَضَى مَغْرَمَ مُؤْمِنٍ اَوْ مُؤْمِنٌ كَفَّ اَيِّمَةَ مُؤْمِنٍ.

محمد بن جعفر کی مدد کے لئے تعاون کریں تا کہ وہ اپنی بیوی کا حق مہر ادا کر سکے، روز قیامت اللہ کا ایک سایہ ایسا ہوگا جس کے نیچے صرف نبی یا اس کا جانشین یا وہ مومن کہ جس نے غلام مومن آزاد کیا ہو، یا مومن کا قرض ادا کیا ہو، یا وہ مومن جس نے کسی مومن کی شادی کرائی ہو۔[3]

مومن کی خدمت:

امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے فرمایا:

---

[1] ثواب الاعمال وعقاب الاعمال/ النص/ ۲۵۰/ عقاب من اکتسی مؤمن عاری..... ص:۲۵۰

[2] ثواب الاعمال وعقاب الاعمال/ النص/ ۲۴۱/ عقاب من منع مؤمنا سکنی دارہ..... ص:۲۴۱

[3] وسائل الشیعۃ/ ج ۲۰/ ۴۷/ ۱۲۔ باب استحباب السعی فی التزویج والشفاعۃ فیہ وعدم جواز السعی فی تفریق بین الزوجین..... ص:۴۵

ثَلَاثَةٌ يَسْتَظِلُّونَ بِظِلِّ عَرْشِ اللهِ يَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلُّهُ رَجُلٌ زَوَّجَ اَخَاهُ الْمُسْلِمَ اَوْ اَخْدَمَهُ اَوْ كَتَمَ لَهُ سِرّاً.

جس دن خدا کے سائے کے علاوہ کوئی سایہ نہ ہوگا تین گروہ اس سائے سے فائدہ اٹھائیں گے۔ جس شخص نے کسی مومن کی شادی میں اس کی مدد کی ہو یا اس کی کوئی اور خدمت کرے یا اس کے راز کو چھپائے رکھے۔[1]

مومن کو ہدیہ دینا:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

تَهَادَوْا تَحَابُّوا تَهَادَوْا فَاِنَّهَا تَذْهَبُ بِالضَّغَائِنِ.

ایک دوسرے کو ہدیہ دیا کروتا کہ آپس میں دوستی ہو کیونکہ ہدیہ دینے سے دل سے کینہ ختم ہو جاتا ہے۔[2]

اسی طرح فرمایا:

اَلْهَدِيَّةُ تُورِثُ الْمَوَدَّةَ وَ تَجْدُرُ الْاُخُوَّةَ وَ تُذْهِبُ الضَّغِينَةَ وَ تَهَادَوْا تَحَابُّوا.

ہدیہ دینے سے محبت پیدا ہوتی ہے رشتہ داری کو شائستہ بناتا ہے کینہ ختم ہوتا ہے، ایک دوسرے کو ہدیہ دوتا کہ تم میں دوستی بنے۔[3]

ہدیہ کو قبول کرنا:

ابراہیم کرخی کہتا ہے:

عَنِ الرَّجُلِ تَكُونُ لَهُ الضَّيْعَةُ الْكَبِيرَةُ فَاِذَا كَانَ يَوْمُ الْمِهْرَجَانِ اَوِ النَّيْرُوزِ اَهْدَوْا اِلَيْهِ الشَّيْءَ لَيْسَ هُوَ عَلَيْهِمْ يَتَقَرَّبُونَ بِذَلِكَ اِلَيْهِ فَقَالَ اَلَيْسَ هُمْ مُصَلِّينَ قُلْتُ بَلَى قَالَ فَلْيَقْبَلْ هَدِيَّتَهُمْ وَ لْيُكَافِهِمْ فَاِنَّ رَسُولَ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قَالَ لَوْ اُهْدِيَ اِلَيَّ كُرَاعٌ لَقَبِلْتُ وَ كَانَ ذَلِكَ مِنَ الدِّينِ وَ لَوْ اَنَّ كَافِراً اَوْ مُنَافِقاً اَهْدَى اِلَيَّ وَسْقاً مَا قَبِلْتُ وَ كَانَ ذَلِكَ مِنَ الدِّينِ اَبَى اللهُ عَزَّ وَ جَلَّ لِي زَبْدَ الْمُشْرِكِينَ وَ الْمُنَافِقِينَ وَ طَعَامَهُمْ.

میں نے امام صادق علیہ السلام سے پوچھا: ایک شخص ہے جس کا ایک بڑا باغ ہے، جب بھی کوئی جشن ہوتا ہے یا نوروز کے دن تو لوگ اس کی خوشامد کے لئے ہدیے لے جاتے ہیں۔ (یعنی کیا وہ قبول کر لے؟)

امام علیہ السلام نے پوچھا: کیا وہ نماز پڑھتے ہیں؟

---

[1] الخصال/ ج ۱/ ۱۴۱/ ثلاثة يستظلون بظل عرش الله عز وجل يوم القيامة..... ص: ۱۴۱

[2] الکافی (ط- الاسلامیة)/ ج ۵/ ۱۴۴/ باب الهدية..... ص: ۱۴۱

[3] بحار الانوار (ط- بیروت)/ ج ۷۴/ ۱۶۶/ باب ۷ ما جمع من مفردات كلمات الرسول ص و جوامع كلمه..... ص: ۱۳۷

میں نے کہا: جی ہاں۔

فرمایا: ان کے ہدیے کو وہ قبول کرے اور لوگوں کو ہدیے کا صلہ دے کیونکہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اگر مجھے کوئی بھیڑ کے پائے بھی ہدیہ کرے تو میں قبول کرتا ہوں کیونکہ یہ دین شمار ہوتا ہے لیکن اگر کافر میرے لئے ایک اونٹ کا بار بھی لے آئے تو میں قبول نہیں کروں گا اور یہ بھی دین ہے کیونکہ خدا مشرکین و منافقین کا ہدیہ اور غذا میرے لئے پسند نہیں فرماتا۔[1]

مسلمان کو قرض دینا:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

مَا مِنْ مُسْلِمٍ اَقْرَضَ مُسْلِماً قَرْضاً يُرِيدُ بِهِ وَجْهَ اللهِ اِلَّا احْتُسِبَ لَهُ اَجْرُهَا بِحِسَابِ الصَّدَقَةِ حَتّٰى يَرْجِعَ اِلَيْهِ.

جب مسلمان کسی کو خوشنودی خدا کی خاطر قرض دیتا ہے تو وہ قرض واپس دینے تک صدقہ شمار ہوتا ہے (یعنی گویا ہر روز صدقہ دے رہا ہے)۔[2]

مومن کی تجارت حمایت:

مسلمانوں کو چاہیے کہ ایک دوسرے کے ساتھ خرید و فروخت میں ایک دوسرے کی حمایت کریں نہ سود کے طور پر اور نہ ظالمانہ۔

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

رِبْحُ الْمُؤْمِنِ عَلَى الْمُؤْمِنِ رِبًا اِلَّا اَنْ يَشْتَرِيَ بِاَكْثَرَ مِنْ مِائَةِ دِرْهَمٍ فَارْبَحْ عَلَيْهِ قُوتَ يَوْمِكَ اَوْ يَشْتَرِيَهُ لِلتِّجَارَةِ فَارْبَحُوا عَلَيْهِمْ وَارْفُقُوا بِهِمْ.

مومن کا نفع مومن پر سود ہے مگر یہ کہ سو درہم کا خرید لے۔ (یعنی زیادہ رقم سے) ایسی صورت میں اپنے ہر روز کے کھانے کے برابر نفع لے سکتے ہو یا اگر تجارت کے قصد سے خریدے اور ان سے نفع لے لیکن ان پر رحم کرو۔[3]

(ب) حمایت معنوی

مومن کی ثقافتی ترقی:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

اتَّقُوا اللهَ وَ كُونُوا اِخْوَاناً بَرَرَةً مُتَحَابِّينَ فِي اللهِ مُتَوَاصِلِينَ مُتَرَاحِمِينَ تَزَاوَرُوا وَ تَلَاقَوْا وَ تَذَاكَرُوا اَمْرَنَا وَاَحْيُوهُ.

---

[1] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۵ / ۱۴۱ / باب الہدیۃ..... ص:۱۴۱

[2] ثواب الاعمال وعقاب الاعمال/ النص/ ۱۳۸ /ثواب من اقرض مؤمنا..... ص:۱۳۸

[3] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۵ / ۱۵۴ / باب آداب التجارۃ..... ص:۱۵۰

تقویٰ الٰہی اختیار کرو ایک دوسرے کے اچھے دینی بھائی، راہ خدا میں دوستی اور آپس میں مہر ومحبت سے ایک دوسرے کا دیدار وملاقات کرو اور ہماری احادیث کو زندہ کرو۔[1]

خیر خواہی:

امام علی علیہ السلام نے اپنے فرزند امام حسن علیہ السلام سے فرمایا:

اِمْحَضْ اَخَاكَ النَّصِيحَةَ حَسَنَةً كَانَتْ اَوْ قَبِيحَةً وَ سَاعِدْهُ عَلَى كُلِّ حَالٍ.

اپنے بھائی سے خیر خواہی کرو اور بے غرض رہو، اس کا اچھا کام ہو یا بُرا ہر حال میں اس کی مدد کرو[2]۔[3]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

اَحَبُّ اِخْوَانِي اِلَيَّ مَنْ اَهْدَى اِلَيَّ عُيُوبِي.

تم میں سے محبوب ترین شخص وہ ہے جو میرے عیب کو مجھے ہدیہ کرے۔[4]

مومن کے دشمنوں سے ترک دوستی:

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

لَا تَتَّخِذَنَّ عَدُوَّ صَدِيقِكَ صَدِيقاً فَتُعَادِيَ صَدِيقَكَ.

اپنے دوست کے دشمن کو دوست نہ بناؤ کیونکہ اس طرح سے تم اپنے دوست سے دشمنی کرو گے[5]۔[6]

اور فرمایا:

اَصْدِقَاؤُكَ ثَلَاثَةٌ وَ اَعْدَاؤُكَ ثَلَاثَةٌ فَاَصْدِقَاؤُكَ صَدِيقُكَ وَ صَدِيقُ صَدِيقِكَ وَ عَدُوُّ عَدُوِّكَ وَ اَمَّا اَعْدَاؤُكَ فَعَدُوُّكَ وَ عَدُوُّ صَدِيقِكَ وَ صَدِيقُ عَدُوِّكَ.

تیرے دوست اور دشمن تین قسم کے ہیں، دوست مندرجہ ذیل ہیں:

تیرا دوست، دوست کا دوست، تیرے دشمن کا دشمن۔

دشمن مندرجہ ذیل ہیں:

---

[1] مصادقۃ الاخوان/ ۳۴/ ہ باب اجتماع الاخوان فی محادثتہم

[2] اچھے کام میں معاونت تو یہی ہے کہ اس کی مدد کی جائے اور برے کام میں معاونت سے مراد یہ ہے کہ اسے برائی سے بچایا جائے نہ کہ اس کے ساتھ خود بھی برائی شامل ہو جائیں۔ (مجاہد حسین حرؔ)

[3] تحف العقول/ النص/ ۸۱/ کتابہ الی ابنہ الحسن ع..... ص:۶۸

[4] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۲/ ۶۳۹/ باب من یجب مصادقتہ ومصاحبتہ..... ص:۶۳۸

[5] یاد رہے کہ اس جملہ سے یہ نہ سمجھا جائے کہ اگر کسی شخص کی دو افراد سے دوستی ہوئی اور بعد میں پتہ چلے کہ ان کی آپس میں دشمنی ہے تو ان میں سے ایک سے دوستی ختم کر دے بلکہ اگر ان سے حقیقی دوستی ہے تو اپنی طرف سے پوری کوشش کرے کہ ان کی دشمنی ختم کروائے کیونکہ دوستی کا حق بھی یہی ہے کہ محبتیں بڑھائی جائیں اور نفرتیں مٹائی جائیں۔ (مجاہد حسین حرؔ)

[6] تحف العقول/ النص/ ۸۱/ کتابہ الی ابنہ الحسن ع..... ص:۶۸

تیرا دشمن، دوست کا دشمن، تیرے دشمن کا دوست۔ [1]

مومن کی رازداری:

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

فَإِذَا كُنْتَ مِنْ أَخِيكَ عَلَى حَدِّ الثِّقَةِ، فَابْذُلْ لَهُ مَالَكَ وَ بَدَنَكَ، وَ صَافِ مَنْ صَافَاهُ، وَ عَادِ مَنْ عَادَاهُ، وَ اكْتُمْ سِرَّهُ وَ عَيْبَهُ، وَ أَظْهِرْ مِنْهُ الْحَسَنَ.

جب تیرا دینی بھائی قابل وثوق و قابل اعتماد ہو تو اس پر مال و جان قربان کر دو یا دوست کے دوست، دشمن کے دشمن سے دوستی رکھو، اس کے عیوب کو چھپاؤ اور اس کی نیکیاں بیان کرو۔ [2]

مومن کے ساتھ پروپیگنڈہ نہ کرنا:

خداوند عالم پروپیگنڈے کے بارے میں جو کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیویوں میں سے ایک کے ساتھ کیا گیا تھا فرماتا ہے:

لَوْلَآ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ ظَنَّ الْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بِاَنْفُسِهِمْ خَيْرًا ۙ وَّقَالُوْا هٰذَآ اِفْكٌ مُّبِيْنٌ ﴿۱۲﴾

اور جب تم لوگوں نے اس کو سنا تو اسی وقت ایماندار مردوں اور ایماندار عورتوں نے اپنے لوگوں پر بھلائی کا گمان کیوں نہ کیا اور یہ کیوں نہ بول اٹھے کہ یہ تو کھلا ہوا بہتان ہے۔ [3]

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

أَيُّهَا النَّاسُ مَنْ عَرَفَ مِنْ أَخِيهِ وَثِيقَةَ دِينٍ وَ سَدَادَ طَرِيقٍ فَلَا يَسْمَعَنَّ فِيهِ أَقَاوِيلَ الرِّجَالِ.

اے لوگو! اگر تمہیں اپنے کسی بھائی کی دینداری کی پختگی اور طور طریقوں کی درستگی کا علم ہو تو پھر اس کے بارے میں افواہی باتوں پر کان نہ دھرو۔ [4]

نیز فرمایا:

ضَعْ أَمْرَ أَخِيكَ عَلَى أَحْسَنِهِ حَتَّى يَأْتِيَكَ مَا يَغْلِبُكَ مِنْهُ وَ لَا تَظُنَّنَّ بِكَلِمَةٍ خَرَجَتْ مِنْ أَخِيكَ سُوءاً وَ أَنْتَ تَجِدُ لَهَا فِي الْخَيْرِ مَحْمِلًا.

اپنے بھائی کے کام کو درست سمجھو اور جو بات بھائی سے سنو تو اس کی بری توجیہ کرنے کی بجائے اچھی توجیہ کرو۔ [5]

مومن پر تہمت لگانے سے پرہیز:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

---

[1] نہج البلاغۃ (للصبحی صالح)/ ۵۲۸/ [۳۰۱] ۲۹۵..... ص:۵۲۷

[2] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۲/ ۲۴۸/ باب فی ان المؤمن صنفان..... ص:۲۴۸

[3] سورۂ نور: ۱۲

[4] نہج البلاغہ؛ خطبہ ۱۳۹ ترجمہ مفتی جعفر حسین اعلی اللہ مقامہ

[5] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۲/ ۳۶۲/ باب التہمۃ وسوء الظن..... ص:۳۶۱

اِذَا اتَّهَمَ الْمُؤْمِنُ اَخَاهُ انْمَاثَ الْاِيمَانُ مِنْ قَلْبِهِ كَمَا يَنْمَاثُ الْمِلْحُ فِي الْمَاءِ.

جب بھی کوئی مومن اپنے مومن بھائی پر تہمت لگائے یا اس سے بدگمانی کرے تو اس کے دل سے ایمان زائل ہونے لگے گا جس طرح نمک پانی میں گھلنے لگتا ہے۔[1]

مومن کی حفظ و آبرو:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

يَا مَعْشَرَ مَنْ اَسْلَمَ بِلِسَانِهِ وَ لَمْ يَخْلُصِ الْاِيمَانُ اِلَى قَلْبِهِ لَا تَذُمُّوا الْمُسْلِمِينَ وَ لَا تَتَبَّعُوا عَوْرَاتِهِمْ فَاِنَّهُ مَنْ تَتَبَّعَ عَوْرَاتِهِمْ تَتَبَّعَ اللّٰهُ عَوْرَتَهُ وَ مَنْ تَتَبَّعَ اللّٰهُ تَعَالَى عَوْرَتَهُ.

اے مسلمانو! اسلام صرف زبان پر لے آئے ہو لیکن تمہارے دلوں میں خالص ایمان نہیں آیا، مسلمان کی مذمت نہ کرو اور اس کے عیب چھپاؤ کیونکہ جو شخص کسی کے عیب آشکار کرے خدا اس کے عیب آشکار کرتا ہے۔[2]

امام باقر علیہ السلام نے فرمایا:

اَحْبِبْ اَخَاكَ الْمُسْلِمَ ..... كُنْ لَهُ ظَهْراً فَاِنَّهُ ظَهْرٌ لَكَ وَ اِنْ غَابَ فَاحْفَظْهُ فِي غَيْبَتِهِ وَ اِنْ شَهِدَ فَزُرْهُ وَ اَجِلَّهُ وَ اَكْرِمْهُ..... وَ اِنِ ابْتُلِيَ فَاعْضُدْهُ وَ تَمَحَّلْ لَهُ.

اپنے مسلمان بھائی کو دوست رکھو..... اس کی حمایت کرو کہ وہ تمہاری حمایت کرے گا۔ جب وہ غیب ہوں تو اس کی آبرو کی حفاظت کرو اگر حاضر ہے تو دیدار کرو، اس کا اکرام کرو،..... جب وہ مشکلات میں ہو تو اس کی مدد کرو اور اس کی فکر کرو۔[3]

ابوبصیر کہتا ہے:

قُلْتُ لِاَبِي جَعْفَرٍ عليه السلام الرَّجُلُ مِنْ اَصْحَابِنَا يَسْتَحْيِي اَنْ يَاْخُذَ مِنَ الزَّكَاةِ فَاُعْطِيهِ مِنَ الزَّكَاةِ وَ لَا اُسَمِّي لَهُ اَنَّهَا مِنَ الزَّكَاةِ فَقَالَ اَعْطِهِ وَ لَا تُسَمِّ لَهُ وَ لَا تُذِلَّ الْمُؤْمِنَ.

میں نے امام باقر علیہ السلام سے پوچھا: ہمارے افراد میں سے ایک شخص زکات لینے سے شرماتا ہے۔ میں اس کا نام لئے بغیر اسے زکات دیتا ہوں۔

آپ علیہ السلام نے فرمایا: اسے زکات دو اور زکات کا نام نہ لو اور مومن کو ذلیل نہ کرو۔[4]

مومن کی عزت و آبرو کا ثواب:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

---

[1] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۲/ ۳۶۱/ باب التہمۃ وسوء الظن..... ص: ۳۶۱

[2] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۲/ ۳۵۴/ باب من طلب عثرات المؤمنین وعوراتہم..... ص: ۳۵۴

[3] مشکاۃ الانوار فی غرر الاخبار/ النص/ ۱۸۱/ الفصل الرابع والعشرون فی محاسن الافعال..... ص: ۱۸۰

[4] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۳/ ۵۶۴/ باب من تحل لہ الزکاۃ فیمتنع من اخذہا..... ص: ۵۶۳

مَنْ رَدَّ عَنْ عِرْضِ اَخِیهِ الْمُسْلِمِ وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ الْبَتَّةَ.

جو شخص اپنے مسلمان کی پاکدامنی کا خیال کرتا ہے اس پر جنت حتمی ہے۔[1]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

مَنِ اغْتِیبَ عِنْدَهُ اَخُوهُ الْمُؤْمِنُ فَنَصَرَهُ وَ اَعَانَهُ نَصَرَهُ اللهُ فِی الدُّنْیَا وَ الْآخِرَةِ وَ مَنْ لَمْ یَنْصُرْهُ وَ لَمْ یَدْفَعْ عَنْهُ وَ هُوَ یَقْدِرُ خَذَلَهُ اللهُ وَ حَقَّرَهُ فِی الدُّنْیَا وَ الْآخِرَةِ.

اگر کوئی مسلمان بھائی غیب ہو اور ایک شخص اس کی مدد کرے تو خدا اس کی دنیا و آخرت میں مدد فرمائے گا۔ اگر اس کا دفاع نہ کرے حالانکہ قدرت بھی رکھتا ہو تو وہ آخرت میں ذلیل و خوار ہوگا۔[2]

مومن کو معاف کرنا:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اِیَّاکُمْ ..... کُونُوا اِخْوَاناً فِی اللهِ کَمَا اَمَرَکُمُ اللهُ- لَا تَتَنَافَرُوا ..... وَ لَا تَتَبَاغَوْا وَ لَا تَتَبَاغَضُوا وَ لَا تَتَدَابَرُوْا.....

خبردار!.....راہ خدا میں ایک دوسرے کے بھائی بھائی بنو۔ جیسا کہ خدا نے اس کا حکم دیا ہے.....ایک دوسرے سے نفرت نہ کرو، ایک دوسرے پر ستم نہ کرو، ایک دوسرے سے کینہ نہ رکھو اور ایک دوسرے سے دور نہ ہونا.....۔[3]

اسی طرح آپؐ نے فرمایا:

اَللّٰهُمَّ مَنْ رَفَقَ بِاُمَّتِی فَارْفُقْ بِهِ وَ مَنْ شَقَّ عَلَیْهِمْ فَشُقَّ عَلَیْهِ.

خدا سے اس طرح دعا کیا کرو، خدایا! جو میری امت سے اچھا برتاؤ کرتے ہیں ان سے اچھا برتاؤ فرما جو لوگ سخت ہیں ان پر سختی فرما۔[4]

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

عَلَیْكَ بِمُدَارَاةِ النَّاسِ وَ اِکْرَامِ الْعُلَمَاءِ وَ الصَّفْحِ عَنْ زَلَّاتِ الْاِخْوَانِ فَقَدْ اَدَّبَكَ سَیِّدُ الْاَوَّلِینَ وَ الْآخِرِینَ بِقَوْلِهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اعْفُ عَمَّنْ ظَلَمَكَ وَ صِلْ مَنْ قَطَعَكَ وَ اَعْطِ مَنْ حَرَمَكَ.

لوگوں سے اچھا سلوک کرو، عالموں کا اکرام کرو، مومن بھائی کی لغزش کو معاف کرو کہ آپؐ نے فرمایا ہے کہ جو تم پر ستم

---

[1] ثواب الاعمال وعقاب الاعمال/ النص/ ۱۴۵/ ثواب من رد عن عرض اخیہ المسلم وجبت لہ الجنۃ البتۃ..... ص:۱۴۵

[2] عدۃ الداعی ونجاح الساعی/ ۱۹۱/ فصل..... ص:۱۸۶

[3] بحار الانوار (ط- بیروت)/ ج ۷۲/ ۲۵۲/ باب ۶۶ الغیبۃ..... ص:۲۲۰

[4] مجموعۃ ورام/ ج ۱/ ۴/ فہرست ما فی ہذا المجلد..... ص:۵

کرے اسے معاف کرو، جو تم سے قطع رحمی کرے تم اس سے صلہ رحمی کرو اگر چہ وہ تمہیں محروم کرے۔ [1]

غلام مسلمان کی آزادی:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ اَعْتَقَ مُسْلِماً اَعْتَقَ اللهُ عَزَّ وَ جَلَّ بِكُلِّ عُضْوٍ مِنْهُ عُضْواً مِنَ النَّارِ.

جو شخص مسلمان غلام کو آزاد کراتا ہے تو خداوند عالم اس غلام کے ہر عضو کے بدلے آزاد کرنے والے کے ہر عضو کو دوزخ کی آگ سے نجات دے گا۔ [2]

مومن کی دعا:

خداوند عالم قرآن مجید میں فرماتا ہے:

فَاعْلَمْ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ؕ

حقیقت یہ ہے کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں ہے پس تو اپنے اور با ایمان مردوں عورتوں کے لئے مغفرت کی دعا کر۔ [3]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

لَيْسَ شَيْءٌ اَسْرَعَ اِجَابَةً مِنْ دَعْوَةٍ غَائِبٍ لِغَائِبٍ.

کوئی شے (دعا) ایسی نہیں ہے کہ جو غائب شخص کے لئے کی جانے والی دعا سے جلدی قبول ہوتی ہے۔ [4]

امام باقر علیہ السلام نے فرمایا:

اَسْرَعُ الدُّعَاءِ نَجَاحاً لِلْاِجَابَةِ دُعَاءُ الْاَخِ لِاَخِيهِ بِظَهْرِ الْغَيْبِ وَ اِذَا بَدَاَ [يَبْدَاُ] بِالدُّعَاءِ لِاَخِيهِ فَيَقُولُ لَهُ مَلَكٌ مُوَكَّلٌ بِهِ آمِينَ وَلَكَ مِثْلَاهُ.

وہ دعا جو بہت جلد قبول ہوتی ہے وہ بھائی کی غیبت میں بھائی کا دعا کرنا ہے جب دعا وہ کرتا ہے تو ایک فرشتہ مامور ہوتا ہے جو آمین کہتا ہے اور کہتا ہے تیرے لئے بھی اسی کی مانند ہے۔ [5]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

دُعَاءُ الرَّجُلِ لِاَخِيهِ بِظَهْرِ الْغَيْبِ يُدِرُّ الرِّزْقَ وَ يَدْفَعُ الْمَكْرُوهَ.

غائب بھائی کی دعا، بھائی کے لئے روزی میں برکت کا موجب ہے اور پریشانی سے مانع ہے۔ [6]

---

[1] بحار الانوار (ط-بیروت)/ ج ۷۵/ ۱۷/ باب ۱۶ ما جمع من جوامع کلم امیر المؤمنین صلی اللہ علیہ وعلی ذریتہ..... ص:۳۶

[2] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۶/ ۱۸۰/ باب ثواب العتق وفضلہ والرغبۃ فیہ..... ص:۱۸۰

[3] سورۂ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم):۱۹

[4] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۲/ ۵۱۰/ باب من تستجاب دعوتہ..... ص:۵۰۹

[5] عدۃ الداعی ونجاح الساعی/ ۱۸۳/ الرابع عشر الدعاء للاخوان والتماسہ منہم..... ص:۱۸۲

[6] عدۃ الداعی ونجاح الساعی/ ۱۸۳/ الرابع عشر الدعاء للاخوان والتماسہ منہم..... ص:۱۸۲

اسلام میں یہ حکم دیا گیا ہے کہ مسلمان بھائی، غائب بھائیوں کے لئے دعا کرے اور ضروری ہے کہ امام سجاد علیہ السلام کی دعا ان کے لئے پڑھے۔[1]

مسلمان کی مدد کرنا:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ اَغَاثَ اَخَاهُ الْمُسْلِمَ حَتّٰى يُخْرِجَهُ مِنْ هَمٍّ وَ كُرْبَةٍ وَ وَرْطَةٍ كَتَبَ اللّٰهُ لَهُ عَشْرَ حَسَنَاتٍ وَ رَفَعَ لَهُ عَشْرَ دَرَجَاتٍ وَ اَعْطَاهُ ثَوَابَ عِتْقِ عَشْرِ نَسَمَاتٍ وَ دَفَعَ عَنْهُ عَشْرَ نَقِمَاتٍ وَ اَعَدَّ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَشْرَ شَفَاعَاتٍ.

جو شخص کسی مسلمان بھائی کی فریاد کو سنے تا کہ اسے غم و مشکلات سے نجات دے۔ خدا اس کے لئے دس نیکیاں لکھتا ہے، اس کا درجہ بلند کرتا ہے، دس غلام آزاد کرنے کا ثواب عطا فرماتا ہے، دس مصیبتوں کو دور کرتا ہے اور اس کے لئے دس شفاعت تیار کرتا ہے۔[2]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

.....اِنَّ مُعَاوَنَةَ الْمُسْلِمِ خَيْرٌ، وَ اَعْظَمُ اَجْراً مِنْ صِيَامِ شَهْرٍ وَ اعْتِكَافِهِ فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ.

مسلمان کی مدد کرنے کا اجر ایک ماہ رمضان اور مسجد الحرام میں اعتکاف میں بیٹھنے کے برابر ثواب ملتا ہے۔[3]

امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا:

.....وَ مَنْ اَعَانَهُ عَلٰى ظَالِمٍ لَهُ اَعَانَهُ اللّٰهُ عَلٰى اِجَازَةِ الصِّرَاطِ عِنْدَ دَحْضِ الْاَقْدَامِ.

.....جب کوئی شخص کسی دینی بھائی کی مشکل میں مدد کرتا ہے خداوند عالم اس کی اس وقت مدد فرمائے گا جب صراط مستقیم سے گزرتے لوگوں کے قدم لڑکھڑاتے ہیں۔[4]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ اَصْبَحَ لَا يَهْتَمُّ بِاُمُورِ الْمُسْلِمِينَ فَلَيْسَ مِنْهُمْ وَ مَنْ سَمِعَ رَجُلًا يُنَادِي يَا لَلْمُسْلِمِينَ فَلَمْ يُجِبْهُ فَلَيْسَ بِمُسْلِمٍ.

جو شخص صبح کرتا ہے اور مسلمان بھائیوں کے امور کی اصلاح کے لئے کوئی کام انجام نہیں دیتا وہ مسلمان نہیں ہے جو شخص کسی فریاد کرنے والے کی فریاد کو سنے اور اس کا جواب نہ دے تو وہ مسلمان نہیں۔[5]

---

[1] صحیفہ سجادیہ کی دعا نمبر ۲۶ جو کہ پہلے ہمسایوں کے حق میں دعا کے عنوان سے گزر چکی ہے۔

[2] ثواب الاعمال وعقاب الاعمال/ النص/ ۱۴۸ /ثواب من اغاث اخاہ المسلم..... ص:۱۴۸

[3] بحار الانوار (ط-بیروت)/ ج ۷۵ / ۲۱۸ / باب ۲۳ مواعظ الصادق جعفر بن محمد ع ووصایاہ وحکمہ ص:۱۹۰

[4] ثواب الاعمال وعقاب الاعمال/ النص/ ۱۴۶ /ثواب من قضی لاخیہ حاجۃ وثواب من نفس عن مؤمن کربۃ وثواب من..... ص:۱۴۶

[5] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۲ / ۱۶۴ / باب الاہتمام بامور المسلمین والنصیحۃ لہم ونفعہم..... ص:۱۶۳

زیارت مومن کا ثواب:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

لِكُلِّ شَيْءٍ شَيْءٌ يَسْتَرِيحُ إِلَيْهِ وَ اَنَّ الْمُؤْمِنَ يَسْتَرِيحُ إِلَى اَخِيهِ الْمُؤْمِنِ كَمَا يَسْتَرِيحُ الطَّيْرُ إِلَى شَكْلِهِ.....

ہر چیز کو ایک چیز کے ساتھ آرام وسکون ملتا ہے مومن کو مومن کے ساتھ آرام وسکون ملتا ہے، جس طرح پرندہ اپنے لئے سکون حاصل کرتا ہے.....۔[1]

ایک اور جگہ فرمایا:

مَنْ زَارَ اَخَاهُ لِلّٰهِ لَا لِشَيْءٍ غَيْرِهِ بَلْ لِالْتِمَاسِ مَا وَعَدَ اللّٰهُ وَ تَنَجُّزِ مَا عِنْدَهُ وَكَّلَ اللّٰهُ بِهِ سَبْعِينَ اَلْفَ مَلَكٍ يُنَادُونَهُ اَلَا طِبْتَ وَ طَابَتْ لَكَ الْجَنَّةُ.

جو شخص کسی مومن کی زیارت خدا کے لئے کرتا ہے یا جس کا خدا نے وعدہ دیا ہے۔ خداوند عالم ستر ہزار فرشتے اس پر مامور کرتا ہے تا کہ اسے آواز دیں کہ خوش آمدید، جنت مبارک ہو۔[2]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

لَقِيَ مَلَكٌ رَجُلًا عَلَى بَابِ دَارٍ كَانَ رَبُّهَا غَائِباً فَقَالَ لَهُ الْمَلَكُ مَا جَاءَ بِكَ إِلَى بَابِ هَذِهِ الدَّارِ فَقَالَ لِي اَخٌ اَرَدْتُ زِيَارَتَهُ قَالَ لِرَحِمٍ مَاسَّةٍ بَيْنَكَ وَ بَيْنَهُ اَمْ نَزَعَتْكَ [تُرَغِّبُكَ] إِلَيْهِ حَاجَةٌ قَالَ مَا بَيْنَنَا رَحِمٌ مَاسَّةٌ اَقْرَبُ مِنْ رَحِمِ الْاِسْلَامِ-وَ مَا نَزَعَتْنِي [تُرَغِّبُنِي] إِلَيْهِ حَاجَةٌ وَلَكِنْ زُرْتُهُ فِي اللّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ قَالَ فَاَبْشِرْ فَاِنِّي رَسُولُ اللّٰهِ إِلَيْكَ وَ هُوَ يُقْرِئُكَ السَّلَامَ وَ يَقُولُ لَكَ اِيَّايَ قَصَدْتَ وَ مَا عِنْدِي اَرَدْتَ بِصَنِيعِكَ فَاِنِّي اَوْجَبْتُ لَكَ الْجَنَّةَ وَ عَافَيْتُكَ مِنْ غَضَبِي.....

ایک فرشتے نے ایک شخص سے ایسے گھر کے دروازے پر ملاقات کی جس کا مالک غائب تھا۔ اس سے پوچھا: کس وجہ سے تم یہاں آئے ہو؟

اس شخص نے کہا: میرے اور اس کے درمیان رشتہ داری ہے اور خدا کے لئے اس کے پاس آیا تھا۔

فرشتے نے کہا: میں خدا کی طرف سے بھیجا گیا ہوں تمہیں بشارت ہو، اللہ تمہیں سلام کہتا ہے اور فرماتا ہے کہ تم نے میرے لئے قصد کیا اور جو کچھ میرے پاس ہے تم نے اس کا ارادہ کیا ہے میں نے تم پر جنت واجب کر دی ہے اور تم پر میرا غضب نہیں ہوگا۔[3]

---

[1] عدۃ الداعی ونجاح الساعی/ ۱۸۷ /فصل..... ص:۱۸۶

[2] عدۃ الداعی ونجاح الساعی/ ۱۸۸ /فصل..... ص:۱۸۶

[3] عدۃ الداعی ونجاح الساعی/ ۱۸۹ /فصل..... ص:۱۸۶

مومن پر نگاہ:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

وَ النَّظَرُ اِلَی الْاَخِ یَوَدُّہُ فِی اللہِ عَزَّ وَ جَلَّ عِبَادَۃٌ.

دینی بھائی پر نگاہ کرنا کہ جس کی دوستی خدا کے لئے ہو، عبادت شمار ہوتی ہے۔[1]

مومن سے خندہ پیشانی سے پیش آنا:

امام باقر علیہ السلام نے فرمایا:

تَبَسُّمُ الرَّجُلِ فِی وَجْہِ اَخِیہِ حَسَنَۃٌ.

(مومن) بھائی کے چہرے کو دیکھ کر مسکرانا نیکی ہے۔[2]

روایت میں ہے کہ:

سُئِلَ الصَّادِقُ علیہ السلام مَا حَدُّ حُسْنِ الْخُلُقِ قَالَ تُلِینُ جَانِبَكَ وَ تُطِیبُ كَلَامَكَ وَ تَلْقَی اَخَاكَ بِبِشْرٍ حَسَنٍ.

امام صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا: حسن خلق کیا ہے؟

آپ علیہ السلام نے فرمایا: نرمی سے پیش آنا، خوش اخلاقی اور خندہ پیشانی سے پیش آنا، سلام کرنا اور ہاتھ ملانا۔[3]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اِذَا تَلَاقَیْتُمْ فَتَلَاقَوْا بِالتَّسْلِیمِ وَ التَّصَافُحِ وَ اِذَا تَفَرَّقْتُمْ فَتَفَرَّقُوا بِالاسْتِغْفَارِ.

جب تم ایک دوسرے سے ملو تو سلام کرو اور ایک دوسرے کا مصافحہ کرو، خدا ان دو ہاتھوں کے درمیان اپنا ہاتھ قرار دیتا ہے۔[4]

امام باقر علیہ السلام نے فرمایا:

اِنَّ الْمُؤْمِنَیْنِ اِذَا الْتَقَیَا وَ تَصَافَحَا اَدْخَلَ اللہُ یَدَہُ بَیْنَ اَیْدِیہِمَا فَصَافَحَ اَشَدَّھُمَا حُبّاً لِصَاحِبِہِ.

مومنوں کو ایک دوسرے سے ملاقات کرنی چاہیے، ایک دوسرے سے ہاتھ ملانا چاہیے، ان کے درمیان خدا کا ہاتھ ہوتا ہے۔ جس کی زیادہ محبت ہو وہ مصافحہ کرے۔[5]

---

[1] مجموعۃ ورام/ ج ۲/ ۱۷۵/ الجزء الثانی

[2] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۲/ ۱۸۸/ باب ادخال السرور علی المؤمنین..... ص:۱۸۸

[3] من لایحضرہ الفقیہ/ ج ۴/ ۴۱۲/ ومن الفاظ رسول اللہ ص الموجزۃ التی لم یسبق الیہا..... ص:۳۷۶

[4] عدۃ الداعی ونجاح الساعی/ ۱۸۹/ فصل..... ص:۱۸۶

[5] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۲/ ۱۷۹/ باب المصافحۃ..... ص:۱۷۹

مومن کی دعوت قبول کرنا:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

اِنَّ مِنْ حَقِّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ اَنْ يُجِيبَهُ اِذَا دَعَاهُ.

مسلمان کا مسلمان پر ایک حق یہ ہے کہ اس کی دعوت کو قبول کرے۔[1]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

سِرْ ثَلَاثَةَ اَمْيَالٍ اَجِبْ دَعْوَةً.

مومن کی دعوت کو قبول کرو اگر چہ تین میل (تقریباً پانچ کلومیٹر) کا سفر ہی کیوں نہ کرنا پڑے۔[2]

مومن کا کھانا کھانا:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

يُعْرَفُ حُبُّ الرَّجُلِ بِاَكْلِهِ مِنْ طَعَامِ اَخِيهِ.

انسان دوست اپنے بھائی کی غذا کھانے سے پہچانا جاتا ہے۔[3]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

وَ كَفَى بِالْقَوْمِ اِثْماً اَنْ يَسْتَقِلُّوا مَا يُقَرِّبُهُ اِلَيْهِمْ اَخُوهُمْ.

لوگوں میں یہی گناہ کافی ہے کہ مومن بھائی کی دعوت کو اہمیت نہ دی جائے۔[4]

(ج)۔ عاطفی حمایت

مومن کو خوش کرنا:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ سَرَّ مُؤْمِناً فَقَدْ سَرَّنِي وَ مَنْ سَرَّنِي فَقَدْ سَرَّ اللهَ.

جو شخص کسی مومن کو خوش کرتا ہے اس نے مجھے خوش کیا اور جس نے مجھے خوش کیا اس نے خدا کو خوش کیا۔[5]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

اِذَا بَعَثَ اللهُ الْمُؤْمِنَ مِنْ قَبْرِهِ خَرَجَ مَعَهُ مِثَالٌ يَقْدُمُ اَمَامَهُ كُلَّمَا رَاَى الْمُؤْمِنُ هَوْلًا مِنْ

---

[1] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۶/ ۲۷۴/ باب اجابۃ دعوۃ المسلم..... ص:۲۷۴

[2] من لایحضرہ الفقیہ/ ج۴/ ۳۶۱/ باب النوادر وہو آخر ابواب الکتاب..... ص:۳۵۲

[3] وسائل الشیعۃ/ ج۲۴/ ۲۸۶/ ۲۵-باب استحباب اجادۃ الاکل فی منزل المؤمن والانبساط فیہ..... ص:۲۸۳

[4] وسائل الشیعۃ/ ج۲۴/ ۲۷۷/ ۲۱-باب عدم جواز استقلال صاحب المنزل مایقدمہ للضیف واحتقارہ..... ص:۲۷۶

[5] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۲/ ۱۸۸/ باب ادخال السرور علی المؤمنین..... ص:۱۸۸

اَهْوَالِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ قَالَ لَهُ الْمِثَالُ لَا تَفْزَعْ وَ لَا تَحْزَنْ وَ اَبْشِرْ بِالسُّرُورِ وَ الْكَرَامَةِ مِنَ اللهِ عَزَّ وَ جَلَّ حَتّٰى يَقِفَ بَيْنَ يَدَيِ اللهِ عَزَّ وَ جَلَّ فَيُحَاسِبُهُ حِساباً يَسِيراً وَ يَأْمُرُ بِهِ اِلَى الْجَنَّةِ وَ الْمِثَالُ اَمَامَهُ فَيَقُولُ لَهُ الْمُؤْمِنُ يَرْحَمُكَ اللهُ نِعْمَ الْخَارِجُ خَرَجْتَ مَعِي مِنْ قَبْرِي وَ مَا زِلْتَ تُبَشِّرُنِي بِالسُّرُورِ وَ الْكَرَامَةِ مِنَ اللهِ حَتّٰى رَاَيْتُ ذٰلِكَ فَيَقُولُ مَنْ اَنْتَ فَيَقُولُ اَنَا السُّرُورُ الَّذِي كُنْتَ اَدْخَلْتَ عَلَى اَخِيكَ الْمُؤْمِنِ فِي الدُّنْيَا خَلَقَنِي اللهُ عَزَّ وَ جَلَّ مِنْهُ لِاُبَشِّرَكَ.

جب خداوند عالم مومن کو قبر سے اٹھائے گا تو اس کے ساتھ ایک چیز ہوگی جو اس کے آگے آگے چلے گی، جب مومن قیامت کے ہولناک واقعات کو دیکھے گا وہ چیز کہے گی: پریشان نہ ہو، خدا کی طرف سے بشارت ہے کہ تو باکرامت اور شادمان ہے۔ اس وقت مومن کہے گا: خدا تجھ پر رحمت کرے کتنا اچھا ساتھی ہے اور قبر سے اٹھنے سے لے کر اب تک سرور و کرامت کی بشارت دے رہے ہو۔ پھر مومن پوچھے گا تم کون ہو؟ وہ چیز کہے گی میں وہ سرور اور خوشی ہوں جس سے تو نے اپنے مومن بھائی کو دنیا میں خوش کیا ہے۔[1]

مومن کی تکریم:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ اَكْرَمَ اَخَاهُ الْمُسْلِمَ بِكَلِمَةٍ يُلْطِفُهُ بِهَا وَ فَرَّجَ عَنْهُ كُرْبَتَهُ لَمْ يَزَلْ فِي ظِلِّ اللهِ الْمَمْدُودِ عَلَيْهِ الرَّحْمَةُ مَا كَانَ فِي ذٰلِكَ.

جو شخص کسی مسلمان بھائی کو اچھے کلمات سے اس کا احترام کرے تو اس کا غم ختم ہوتا ہے جب تک وہ اکرام کرتا ہے اور سایہ الٰہی میں ہوتا ہے۔[2]

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

مَنْ اَكْرَمَ اَخَاهُ فَاِنَّمَا يُكْرِمُ اللهَ فَمَا ظَنُّكُمْ بِمَنْ يُكْرِمُ اللهَ اَنْ يَفْعَلَ اللهُ بِهِ.

جو شخص اپنے دینی بھائی کو خوش کرے اور اس کا اکرام کرے تو خدا اس کا اتنا اکرام کرتا ہے جو بشر کے وہم و گمان میں بھی نہیں ہوتا۔[3]

امام باقر علیہ السلام نے فرمایا:

اَحْبِبْ اَخَاكَ الْمُسْلِمَ وَ اَحْبِبْ لَهُ مَا تُحِبُّ لِنَفْسِكَ. وَ اكْرَهْ لَهُ مَا تَكْرَهُ لِنَفْسِكَ..... وَ اَجِلَّهُ وَ اَكْرِمْهُ فَاِنَّهُ مِنْكَ وَ اَنْتَ مِنْهُ.

---

[1] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۲/ ۱۹۰/ باب ادخال السرور علی المؤمنین..... ص:۱۸۸

[2] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۲/ ۲۰۶/ باب فی الطاف المؤمن واکرامہ..... ص:۲۰۵

[3] عدۃ الداعی ونجاح الساعی/ ۱۹۰/ فصل..... ص:۱۸۶

اپنے مسلمان بھائی کو دوست رکھو جو اپنے لئے پسند کرتے ہو وہی اس کے لئے پسند کرو، جو اپنے لئے ناپسند کرتے ہو اس کے لئے بھی ناپسند کرو۔ اس کا اکرام کرو، کیونکہ وہ تم سے ہے اور تم اس سے ہو۔[1]

مومن کا استقبال:

امام سجاد علیہ السلام نے فرمایا:

مَنْ قَالَ لِاَخِيهِ: مَرْحَباً، كَتَبَ اللهُ لَهُ مَرْحَباً إِلى يَوْمِ الْقِيَامَةِ.

جو شخص اپنے بھائی کو خوش آمدید کہتا ہے تو خدا ایسے شخص کے لئے قیامت تک خوش آمدید لکھتا رہتا ہے۔[2]

اچھا برتاؤ:

امام باقر علیہ السلام نے فرمایا:

اَتَى رَسُولَ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ اَوْصِنِي فَكَانَ فِيمَا اَوْصَاهُ اَنْ قَالَ الْقَ اَخَاكَ بِوَجْهٍ مُنْبَسِطٍ.

ایک شخص رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا: اے اللہ کے رسولؐ! مجھے نصیحت کریں۔

آپ نے فرمایا: اپنے بھائی کے ساتھ خندہ پیشانی سے پیش آو۔[3]

نیز رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اِنَّ اللهَ يُبْغِضُ الْمُعَبِّسَ فِي وَجْهِ اِخْوَانِهِ.

جو شخص اپنے مسلمان بھائیوں کے ساتھ سختی سے پیش آتا ہے اس پر اللہ کا غضب نازل ہوتا ہے۔[4]

مومن بھائی کی بیماری کا اعلان:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

يَنْبَغِي لِلْمَرِيضِ مِنْكُمْ اَنْ يُؤْذِنَ اِخْوَانَهُ بِمَرَضِهِ فَيَعُودُونَهُ فَيُؤْجَرُ فِيهِمْ وَ يُؤْجَرُونَ فِيهِ قَالَ فَقِيلَ لَهُ نَعَمْ هُمْ يُؤْجَرُونَ بِمَشْاهُمْ اِلَيْهِ فَكَيْفَ يُؤْجَرُ هُوَ فِيهِمْ قَالَ فَقَالَ بِاكْتِسَابِهِ لَهُمُ الْحَسَنَاتِ فَيُؤْجَرُ فِيهِمْ فَيُكْتَبُ لَهُ بِذَلِكَ عَشْرُ حَسَنَاتٍ وَ يُرْفَعُ لَهُ عَشْرُ دَرَجَاتٍ وَ يُمْحَى بِهَا عَنْهُ عَشْرُ سَيِّئَاتٍ.

ضروری ہے کہ جب کوئی بیمار ہو تو اپنے دوسرے بھائیوں کو بھی آگاہ کرے تا کہ وہ بھی اس کی عیادت کریں۔

پوچھا گیا: کیا اس عیادت سے ثواب ملتا ہے؟

---

[1] مشکاۃ الانوار فی غرر الاخبار/ النص/ ۸۳/ الفصل الرابع فی منزلۃ الشیعۃ عند اللہ وحقوقہم وما یجب ان یکونوا علیہ..... ص:۷۶

[2] کافی (ط-دار الحدیث)/ ج ۳/ ۵۲۴/ ۸۸-باب فی الطاف المؤمن واکرامہ..... ص:۵۲۴

[3] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۲/ ۱۰۳/ باب حسن البشر..... ص:۱۰۳

[4] کشف الریبۃ، ص ۸۳

آپ نے فرمایا: کیونکہ اس نے دوسروں کو آگاہ کیا۔ لہٰذا اسے بھی ثواب ملے گا اور اس کے لئے دس نیکی لکھی جائیں گی، اس کے درجات بلند ہوں گے، اور دس گناہ معاف ہوں گے۔ [1]

مومن کو خط لکھنا:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

التَّوَاصُلُ بَيْنَ الْإِخْوَانِ التَّزَاوُرُ وَ التَّوَاصُلُ بَيْنَهُمْ فِي السَّفَرِ التَّكَاتُبُ.

جب مومن بھائی وطن میں ہو تو اس کا دیدار کرو اور اگر وہ سفر میں ہے تو اسے خط لکھو۔ [2]

مومن کی درخواست کو رد کرنا:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

لَا تَسْأَلُوا إِخْوَانَكُمُ الْحَوَائِجَ فَيَمْنَعُوكُمْ فَتَغْضَبُونَ وَ تَكْفُرُونَ.

اپنے بھائیوں سے درخواست نہ کرو کہ اگر وہ تمہیں کچھ نہ دے سکے تو تم ناراض ہو گے۔ [3]

نکتہ:

اگر چہ مومنین پر لازم ہے کہ دینی بھائی کی ضرورت کو پورا کریں لیکن ان کے لئے یہ کام ہمیشہ ممکن نہیں ہوتا، اس لئے ان سے درخواست بھی بعض دفعہ باعث تکلیف ہوتی ہے اور جب وہ آپ کی درخواست پر توجہ نہیں دے پاتے تو یہ بات درخواست گزار کے لئے ناراضگی کا موجب بن جاتی ہے۔

مومنین سے درخواست:

امام باقر علیہ السلام نے فرمایا:

أَحْبِبْ أَخَاكَ الْمُسْلِمَ وَ أَحْبِبْ لَهُ مَا تُحِبُّ لِنَفْسِكَ وَ اكْرَهْ لَهُ مَا تَكْرَهُ لِنَفْسِكَ وَ إِنِ احْتَجْتَ فَسَلْهُ وَ إِنْ سَأَلَكَ فَأَعْطِهِ.

اپنے مسلمان بھائی کو دوست رکھو جو اپنے لئے پسند کرتے ہو اس کے لئے بھی وہی پسند کرو اور جو اپنے لئے پسند نہیں کرتے ہو اس کے لئے بھی پسند نہ کرو جب تجھے کسی چیز کی ضرورت ہو تو اس سے مانگ لو اور جب وہ تجھ سے درخواست کرے تو اسے عطا کر۔ [4]

نکتہ:

اگر چہ زندگی میں انسان خود کفیل نہیں ہوتا لیکن خاص شرائط اور قدرت کے مطابق ضرورت پورا کرنا چاہیے۔ بعض کے پاس کچھ

---

[1] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۳/ ۱۱۷/ باب المریض یؤذن بہ الناس..... ص:۱۱۷

[2] وسائل الشیعۃ/ ج ۱۲/ ۱۳۶/ ۹۳-باب استحباب التکاتب فی السفر ووجوب رد جواب الکتاب..... ص:۱۳۵

[3] مصادقۃ الاخوان/ ۵۴/ ک باب النہی عن سؤال الاخوان الحوائج

[4] مشکاۃ الانوار فی غرر الاخبار/ النص/ ۱۸۱/ الفصل الرابع والعشرون فی محاسن الافعال..... ص:۱۸۰

نہیں ہوتا اور محتاج کو قرض لے کر اسے دیتا ہے یہ اپنے آپ کو زحمت میں ڈالنا ہے۔

مومن کے عذر کو قبول کرنا:

حسن بن راشد کہتا ہے امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

اِذَا سَاَلْتَ مُؤْمِناً حَاجَةً فَهَيِّئْ لَهُ الْمَعَاذِيرَ قَبْلَ اَنْ يُعْذِرَ فَاِنِ اعْتَذَرَ فَاقْبَلْ عُذْرَهُ وَ اِنْ ظَنَنْتَ اَنَّ الْاُمُورَ عَلَى خِلَافِ مَا قَالَ.

اگر تم کسی مومن سے کوئی چیز مانگو اور وہ عذر خواہی کرے تو اس کے عذر کو قبول کرو اگر چہ تمہارا گمان اس کے خلاف ہو۔ [1]

مومنین کی باتوں پر اعتماد:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

اِنِّي اَرَدْتُ اَنْ اَسْتَبْضِعَ بِضَاعَةً اِلَى الْيَمَنِ فَاَتَيْتُ اَبَا جَعْفَرٍ عليه السلام فَقُلْتُ لَهُ اِنِّي اُرِيدُ اَنْ اَسْتَبْضِعَ فُلَاناً بِضَاعَةً فَقَالَ لِي اَمَا عَلِمْتَ اَنَّهُ يَشْرَبُ الْخَمْرَ فَقُلْتُ قَدْ بَلَغَنِي مِنَ الْمُؤْمِنِينَ اَنَّهُمْ يَقُولُونَ ذَلِكَ فَقَالَ لِي صَدِّقْهُمْ فَاِنَّ اللهَ عَزَّ وَ جَلَّ يَقُولُ- يُؤْمِنُ بِاللهِ وَ يُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِينَ.

میں نے ایک دفعہ ارادہ کیا کہ یمن میں تجارت کے لئے کسی شخص کو شریک کروں۔ میں امام باقر علیہ السلام کی خدمت میں گیا اور اس شخص کے انتخاب کے بارے میں مشورہ کیا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا: کیا تجھے معلوم نہیں ہے کہ وہ شراب خور ہے؟

میں نے کہا: مومنین ایسا ہی کہتے ہیں۔

آپ علیہ السلام نے فرمایا: لوگوں سے اس کی شراب خوری کی تصدیق کرو۔ کیونکہ خدا فرماتا ہے:

يُؤْمِنُ بِاللهِ وَيُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِينَ [2]

خدا پر ایمان رکھتے ہیں اور مومنین (کی باتوں) کا یقین رکھتے ہیں۔ [3]

مومن سے محبت کا اظہار:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اِذَا اَحَبَّ اَحَدُكُمْ اَخَاهُ فَلْيُعْلِمْهُ فَاِنَّهُ اَصْلَحُ لِذَاتِ الْبَيْنِ.

تم میں سے ہر ایک بھائی اور دوست ہو اور جس سے دوستی ہو اس سے اس کا اظہار کرو، کیونکہ یہ تمہارے لئے بہتر تعلق ہے۔ [4]

---

[1] مصادقۃ الاخوان/ ۶۴/ کو باب الشکوی الی الاخوان

[2] سورۂ توبہ: ۶۱

[3] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۶/ ۳۹۷/ باب شارب الخمر..... ص: ۳۹۵

[4] بحار الانوار (ط-بیروت)/ ج ۷۱/ ۱۸۲/ باب ۱۱۲ استحباب اخبار الاخ فی اللہ بحبہ لہ وان القلب یہدی الی القلب..... ص: ۱۸۱

اہل سنت سے نیکی:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

يَا مَعْشَرَ الشِّيعَةِ إِنَّكُمْ قَدْ نُسِبْتُمْ إِلَيْنَا كُونُوا لَنَا زَيْناً وَلَا تَكُونُوا عَلَيْنَا شَيْناً- مَا يَمْنَعُكُمْ أَنْ تَكُونُوا مِثْلَ أَصْحَابِ عَلِيٍّ رِضْوَانُ اللهِ عَلَيْهِ فِي النَّاسِ إِنْ كَانَ الرَّجُلُ مِنْهُمْ لَيَكُونُ فِي الْقَبِيلَةِ فَيَكُونُ إِمَامَهُمْ وَ مُؤَذِّنَهُمْ وَ صَاحِبَ أَمَانَاتِهِمْ وَ وَدَائِعِهِمْ عُودُوا مَرْضَاهُمْ وَ اشْهَدُوا جَنَائِزَهُمْ وَ صَلُّوا فِي مَسَاجِدِهِمْ وَ لَا يَسْبِقُوكُمْ إِلَى خَيْرٍ فَأَنْتُمْ وَ اللهِ أَحَقُّ مِنْهُمْ بِهِ.

اے شیعہ گروہ! تم ہم سے منسوب ہو۔ پس ہمارے لئے زینت کا باعث بنو اور ننگ کا سبب نہ بنو، کیا مانع ہے کہ لوگوں کے درمیان ہمارے علی علیہ السلام کی طرح چاہنے والوں کی مانند اہل سنت بھی محب اہل بیتؑ ہیں اگر ان میں کوئی مرد زندہ ہے اور قبیلے میں پیش نماز، مؤذن یا امانت دار ہے ان کی بیماری میں عیادت کے لئے جاؤ اور ان کے نماز جنازہ میں شرکت کرو اور ان کی مساجد میں نماز پڑھو، وہ تم سے نیکی میں سبقت حاصل نہ کریں، خدا کی قسم! تم ان سے زیادہ نیکی کے مستحق ہو۔[1]

۲۔ فاسقین سے میل جول

بہت سی آیات میں فاسقوں کے ساتھ رابطہ کے بارے میں ملتا ہے کہ جیسے:

گناہ گاروں کے بارے میں تحقیق:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنْ جَاءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَإٍ فَتَبَيَّنُوا.....

اے گروہ مومنین! اگر کوئی فاسق تمہارے لئے خبر لے آئے تو اس کے بارے میں تحقیق کر لیا کرو۔[2]

گناہ گاروں کی گواہی کو قبول نہ کرنا:

وَلَا تَقْبَلُوا لَهُمْ شَهَادَةً أَبَدًا ۚ

ان کی گواہی کو ہرگز قبول نہ کریں۔[3]

ان سے دوری:

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے خدا سے فاسقوں سے جدائی کی درخواست کی تھی اور فرمایا:

فَافْرُقْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ الْقَوْمِ الْفَاسِقِينَ.

---

[1] مشکاۃ الانوار فی غرر الاخبار/ النص/ ۶۷/ الفصل الثالث فی آداب الشیعۃ..... ص: ۶۴

[2] سورۂ حجرات: ۶

[3] سورۂ نور: ۴

ہمارے اور فاسقوں کے درمیان فاصلہ فرما۔[۱]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل شدہ روایت میں ان کی دعوت کو قبول کرنے اور ان کے دستر خوان پر حاضر ہونے سے منع کیا گیا ہے۔[۲]

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

يَا كُمَيْلُ!.....وَ اهْجُرِ الْفَاسِقِينَ.

اے کمیل!.....فاسقوں سے دور رہو۔[۳]

امام باقر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میرے والد گرامی حسین بن علی علیہما السلام نے مجھ سے فرمایا:

يَا بُنَيَّ انْظُرْ خَمْسَةً فَلَا تُصَاحِبْهُمْ وَ لَا تُحَادِثْهُمْ وَ لَا تُرَافِقْهُمْ فِي طَرِيقٍ فَقُلْتُ يَا أَبَهْ مَنْ هُمْ قَالَ إِيَّاكَ وَ مُصَاحَبَةَ الْكَذَّابِ فَإِنَّهُ بِمَنْزِلَةِ السَّرَابِ يُقَرِّبُ لَكَ الْبَعِيدَ وَ يُبَاعِدُ لَكَ الْقَرِيبَ وَ إِيَّاكَ وَ مُصَاحَبَةَ الْفَاسِقِ فَإِنَّهُ بَائِعُكَ بِأُكْلَةٍ أَوْ أَقَلَّ مِنْ ذَلِكَ وَ إِيَّاكَ وَ مُصَاحَبَةَ الْبَخِيلِ فَإِنَّهُ يَخْذُلُكَ فِي مَالِهِ أَحْوَجَ مَا تَكُونُ إِلَيْهِ وَ إِيَّاكَ وَ مُصَاحَبَةَ الْأَحْمَقِ فَإِنَّهُ يُرِيدُ أَنْ يَنْفَعَكَ فَيَضُرُّكَ وَ إِيَّاكَ وَ مُصَاحَبَةَ الْقَاطِعِ لِرَحِمِهِ فَإِنِّي وَجَدْتُهُ مَلْعُوناً فِي كِتَابِ اللهِ عَزَّ وَ جَلَّ.

اے بیٹے! پانچ افراد سے بچو اور ان سے گفتگو اور ان کی ہمراہی نہ کرنا۔

میں نے پوچھا: بابا جان، وہ افراد کون ہیں؟

آپ نے فرمایا: جھوٹے شخص کا ساتھ چھوڑ دینا، وہ دور کو نزدیک اور نزدیک کو دور دکھاتا ہے۔ فاسق آدمی سے بچنا کیونکہ تمہیں ایک لقمہ یا اس سے بھی کم تر قیمت میں بیچ دے گا۔ بخیل آدمی سے دور رہنا کیونکہ وہ تمہیں حاجت کے وقت ذلیل وخوار کرے گا، احمق آدمی سے دور رہنا وہ تمہیں فائدہ دینے کی کوشش کرے گا لیکن نقصان ہوگا۔ قطع رحمی کرنے والے سے پرہیز کرو کیونکہ قرآن میں اس پر لعنت کی گئی ہے۔[۴]

گناہ گاروں سے حسن خلق:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مُدَارَاةُ النَّاسِ نِصْفُ الْإِيمَانِ.....ثُمَّ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ عليه السلام.....وَ خَالِطُوا الْفُجَّارَ جِهَاراً وَ لَا

---

[۱] سورۂ مائدہ: ۲۵

[۲] وَ نَهَى عَنْ إِجَابَةِ الْفَاسِقِينَ إِلَى طَعَامِهِمْ. (من لایحضرہ الفقیہ/ ج ۴/ ۷/ باب ذکر جمل من مناہی النبی ص..... ص: ۳)

[۳] تحف العقول/ النص/ ۱۷۳/ وصیۃ ع لکمیل بن زیاد مختصرۃ..... ص: ۱۷۱

[۴] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۲/ ۳۷۶/ باب مجالسۃ اہل المعاصی..... ص: ۳۷۴

تَمِيلُوا عَلَيْهِمْ فَيَظْلِمُوكُمْ.

لوگوں سے اچھا برتاؤ اور حسن اخلاق سے پیش آنا نصف ایمان ہے۔

امام صادق علیہ السلام رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کلام نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

ظاہری طور پر گناہ گار لوگوں سے میل جول رکھو اور ان سے لڑائی جھگڑا نہ کرو کہ اس سے وہ تم پر ستم کریں گے۔[1]

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

.....دَارِ الْفَاسِقَ عَنْ دِينِكَ وَ اَبْغِضْهُ بِقَلْبِكَ وَزَايِلْهُ بِاَعْمَالِكَ لِئَلَّا تَكُونَ مِثْلَهُ.....

.....فاسق شخص کے ساتھ اپنے دین کی حفاظت کے لئے میل جول رکھو اور دل میں اس سے بیزار رہو۔ اس کے کردار پر نہ چلنا.....۔[2]

گناہ گاروں کا احترام کرنا:

حضرت علی علیہ السلام رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کرتے ہیں:

اِذَا سَادَ الْقَوْمَ فَاسِقُهُمْ وَ كَانَ زَعِيمُ الْقَوْمِ اَذَلَّهُمْ وَ اُكْرِمَ الرَّجُلُ الْفَاسِقُ فَلْيُنْتَظَرِ الْبَلَاءُ.

جب بھی لوگوں پر ایک فاسق قوم حکمران بن جائے تو لوگوں کو ذلیل کرے گی جب گناہ گار کا احترام کیا جانے لگے تو بلا و مصیبت کا انتظار کرنا چاہیے۔[3]

(۳) ظاہری مسلمانوں سے میل جول

معاشرے میں ایک انحرافی اور خطرناک ترین گروہ منافقوں کا گروہ ہے۔

اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ.

بے شک منافقین بدچلن ہیں۔[4]

اِتَّخَذُوْٓا اَيْمَانَهُمْ جُنَّةً فَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ط

ان لوگوں نے اپنی قسموں کو سپر بنا رکھا ہے تو (اسی کے ذریعہ سے لوگوں کو خدا کی راہ سے روکتے ہیں۔[5]

---

[1] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۲/ ۱۱۷/ باب المداراۃ..... ص:۱۱۶

[2] الامالی (للمفید)/ النص/ ۲۲۲/ المجلس السادس والعشرون

[3] تحف العقول/ النص/ ۳۶/ وروی عنہ ص فی قصار ہذہ المعانی..... ص:۳۵

[4] سورۂ توبہ:۶۷

[5] سورۂ منافقون:۲

هُمُ الْعَدُوُّ فَاحْذَرْهُمْ ؕ

یہ لوگ (تمہارے) دشمن ہیں تم ان سے بچے رہو۔[1]

منافق کے بعض اوصاف:

منافق ظاہری طور پر دیندار اور مومن ہوتا ہے۔ ہر چیز سے پہلے اس کی شناخت ضروری ہے۔ منافقین کے بعض اوصاف یہ ہیں:

چھوٹے ایمان کا ادعا:

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِيْنَ ۘ﴿۸﴾

اور بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو (زبان سے تو) کہتے ہیں کہ ہم خدا پر اور قیامت کے دن پر ایمان لائے حالانکہ وہ (دل سے) ایمان نہیں لائے۔[2]

دھوکے باز:

يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۚ وَمَا يَخْدَعُوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُوْنَ ۭ﴿۹﴾

خدا کو اور ان لوگوں کو جو ایمان لائے دھوکا دیتے ہیں۔ حالانکہ وہ آپ اپنے ہی کو دھوکا دیتے ہیں اور کچھ شعور نہیں رکھتے۔[3]

انحصار طلبی:

يَقُوْلُوْنَ لَىِٕنْ رَّجَعْنَآ اِلَى الْمَدِيْنَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْاَعَزُّ مِنْهَا الْاَذَلَّ ؕ وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَلٰكِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۸﴾

یہ لوگ تو کہتے ہیں کہ اگر ہم لوٹ کر مدینہ پہنچے تو عزت دار لوگ (خود) ذلیل (رسولؐ) کو ضرور باہر کر دیں گے حالانکہ عزّت تو خاص خدا اور اس کے رسولؐ اور مومنین کے لیے ہے مگر منافقین نہیں جانتے۔[4]

موت سے خوف:

.....فَلَمَّا كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقِتَالُ اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ يَخْشَوْنَ النَّاسَ كَخَشْيَةِ اللّٰهِ اَوْ اَشَدَّ خَشْيَةً ۚ وَقَالُوْا رَبَّنَا لِمَ كَتَبْتَ عَلَيْنَا الْقِتَالَ ۚ .....

.....جب جہاد ان پر واجب کیا گیا تو ان میں سے کچھ لوگ (بودے پن میں) لوگوں سے اس طرح ڈرنے لگے جیسے کوئی خدا سے ڈرے بلکہ اس سے کہیں زیادہ اور (گھبرا کر) کہنے لگے خدایا تو نے ہم پر جہاد کیوں واجب کر

---

[1] سورۂ منافقون: ۴

[2] سورۂ بقرہ: ۸

[3] سورۂ بقرہ: ۹

[4] سورۂ منافقون: ۸

دیا.....۔[1]

قوم پرستی:

وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ اٰمِنُوْا كَمَآ اٰمَنَ النَّاسُ قَالُوْٓا اَنُؤْمِنُ كَمَآ اٰمَنَ السُّفَهَآءُ ۭ اَلَآ اِنَّهُمْ هُمُ السُّفَهَآءُ وَلٰكِنْ لَّا يَعْلَمُوْنَ.

اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ جس طرح اور لوگ ایمان لائے ہیں تم بھی ایمان لاؤ تو کہتے ہیں کہ ہم بھی اسی طرح ایمان لائیں جس طرح اور بے وقوف ایمان لائے۔ خبردار ہو جاؤ یہی لوگ بے وقوف ہیں لیکن نہیں جانتے۔[2]

دشمن سے سازش:

ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْا لِلَّذِيْنَ كَرِهُوْا مَا نَزَّلَ اللّٰهُ سَنُطِيْعُكُمْ فِيْ بَعْضِ الْاَمْرِ ۚ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اِسْرَارَهُمْ ۝۲۶

یہ اس لئے کہ جو لوگ خدا کی نازل کی ہوئی (کتاب) سے بیزار ہیں یہ ان سے کہتے ہیں کہ بعض کاموں میں ہم تمہاری ہی بات مانیں گے اور خدا ان کے پوشیدہ مشوروں سے واقف ہے۔[3]

عبادت میں سستی:

اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَهُوَ خَادِعُهُمْ ۚ وَاِذَا قَامُوْٓا اِلَى الصَّلٰوةِ قَامُوْا كُسَالٰى ۙ يُرَاۗءُوْنَ النَّاسَ وَلَا يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ اِلَّا قَلِيْلًا ۝۱۴۲

بے شک منافقین (اپنے خیال میں) خدا کو فریب دیتے ہیں اور درانحالیکہ وہ ان کے فریب کو (باطل کرنے والا) ہے۔ اور جب یہ لوگ نماز پڑھنے کھڑے ہوتے ہیں تو (بے دلی سے) الکسائے ہوئے کھڑے ہوتے ہیں اور فقط لوگوں کو دکھاتے ہیں اور دل سے تو خدا کو کچھ یوں ہی سا یاد کرتے ہیں۔[4]

مومنین کا مذاق:

وَاِذَا لَقُوا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قَالُوْٓا اٰمَنَّا ۚ وَاِذَا خَلَوْا اِلٰى شَيٰطِيْنِهِمْ ۙ قَالُوْٓا اِنَّا مَعَكُمْ ۙ اِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَهْزِءُوْنَ ۝۱۴

اور جب ان لوگوں سے ملتے ہیں جو ایمان لا چکے تو کہتے ہیں ہم تو ایمان لا چکے اور جب اپنے شیطانوں کے ساتھ تخلیہ کرتے ہیں تو کہتے ہیں ہم تمہارے ساتھ ہیں ہم تو (مسلمانوں کو) بناتے ہیں۔[5]

پیمان شکنی:

---

[1] سورۂ نساء: ۷۷

[2] سورۂ بقرہ: ۱۳

[3] سورۂ محمد: ۲۶

[4] سورۂ نساء: ۱۴۲

[5] سورۂ بقرہ: ۱۴

فَاَعْقَبَهُمْ نِفَاقًا فِيْ قُلُوْبِهِمْ اِلٰى يَوْمِ يَلْقَوْنَهٗ بِمَآ اَخْلَفُوا اللّٰهَ مَا وَعَدُوْهُ وَبِمَا كَانُوْا يَكْذِبُوْنَ﴿۷۷﴾

اس کے خمیازہ میں اپنی ملاقات کے دن (قیامت) تک ان کے دلوں میں (گویا خود) نفاق ڈال دیا اس وجہ سے کہ ان لوگوں نے جو خدا سے وعدہ کیا تھا اس کے خلاف کیا اور اس وجہ سے کہ جھوٹ بولا کرتے تھے۔[1]

چھپانا:

اَلَمْ يَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ سِرَّهُمْ وَنَجْوٰىهُمْ وَاَنَّ اللّٰهَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ﴿۷۸﴾

کیا وہ لوگ اتنا بھی نہ جانتے تھے کہ خدا ان کے (سارے) بھید اور ان کی سرگوشی (سب کچھ) جانتا ہے اور یہ کہ خدا غیب کی باتوں سے خوب آگاہ ہے۔[2]

مومنین کی عیب جوئی:

اَلَّذِيْنَ يَلْمِزُوْنَ الْمُطَّوِّعِيْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ فِي الصَّدَقٰتِ وَالَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ اِلَّا جُهْدَهُمْ فَيَسْخَرُوْنَ مِنْهُمْ ۙ سَخِرَ اللّٰهُ مِنْهُمْ ۖ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ﴿۷۹﴾

جو لوگ دل کھول کر خیرات کرنے والے مومنین پر (ریاکاری کا) اور ان مومنین پر جو صرف اپنی مشقت کی مزدوری پاتے (شیخی کا) الزام لگاتے ہیں پھر ان سے مسخراپن کرتے تو خدا بھی ان سے تمسخر کرے گا اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔[3]

خیانت:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

ثَلَاثٌ مَنْ كُنَّ فِيهِ فَهُوَ مُنَافِقٌ وَ إِنْ صَامَ وَ صَلَّى مَنْ إِذَا حَدَّثَ كَذَبَ وَ إِذَا وَعَدَ أَخْلَفَ وَ إِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ.

جس شخص میں تین علامات ہوں، وہ منافق ہے اگرچہ روزے رکھے اور نماز پڑھے۔ (۱) جب بھی بات کرتا ہے تو جھوٹ بولتا ہے (۲) جب بھی وعدہ کرتا ہے وعدہ خلافی کرتا ہے، (۳) جب بھی امین بنایا جاتا ہے تو خیانت کرتا ہے۔[4]

حق ناشناسی:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

ثَلَاثَةٌ لَا يَجْهَلُ حَقَّهُمْ إِلَّا مُنَافِقٌ مَعْرُوفٌ بِالنِّفَاقِ ذُو الشَّيْبَةِ فِي الْإِسْلَامِ وَ حَامِلُ الْقُرْآنِ وَ الْإِمَامُ الْعَادِلُ.

---

[1] سورۂ توبہ: ۷۷

[2] سورۂ توبہ: ۷۸

[3] سورۂ توبہ: ۷۹

[4] تحف العقول/النص/۳۱۶/ومن کلامہ ع سماہ بعض الشیعۃ نثر الدرر..... ص: ۳۱۵

تین گروہ ایسے ہیں کہ منافق کے سوا کوئی ان کی بے احترامی نہیں کرتا۔

۱۔جس کے بال اسلام میں سفید ہوں۔

۲۔قرآن شناس دانشمند

۳۔باانصاف پیشوا۔[۱]

عیاشی:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

يَا ابْنَ مَسْعُودٍ سَيَأْتِي مِنْ بَعْدِي أَقْوَامٌ يَأْكُلُونَ طَيِّبَاتِ الطَّعَامِ وَ أَلْوَانَهَا وَ يَرْكَبُونَ الدَّوَابَّ وَ يَتَزَيَّنُونَ بِزِينَةِ الْمَرْأَةِ لِزَوْجِهَا وَ يَتَبَرَّجُونَ تَبَرُّجَ النِّسَاءِ وَ زِيُّهُمْ مِثْلُ زِيِّ الْمُلُوكِ الْجَبَابِرَةِ هُمْ مُنَافِقُو هَذِهِ الْأُمَّةِ فِي آخِرِ الزَّمَانِ شَارِبُوا الْقَهَوَاتِ لَاعِبُونَ بِالْكِعَابِ رَاكِبُونَ الشَّهَوَاتِ تَارِكُونَ الْجَمَاعَاتِ رَاقِدُونَ عَنِ الْعَتَمَاتِ مُفَرِّطُونَ فِي الْغَدَوَاتِ يَقُولُ اللهُ تَعَالَى فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ أَضَاعُوا الصَّلَاةَ وَ اتَّبَعُوا الشَّهَوَاتِ فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا.

اے مسعود کے بیٹے! میرے بعد ایسی اقوام آئیں گی کہ رنگا رنگ کے کھانے کھائیں گے، وہ گھوڑوں پر سواری کریں گے حالانکہ اپنے آپ کو عورتوں کی مانند زینت کریں گے، جس طرح عورتیں جلوہ گر ہوتی ہے۔ بادشاہوں کی مانند ظالمانہ زندگی گزاریں گی۔ اس امت کے آخری زمانے کے منافق ہیں کہ جو شراب پئیں گے۔ باکرہ لڑکیوں کے پیچھے ہوں گے، شہوت کی سواری پر سوار ہوں گے۔ نماز جماعت کو ترک کریں گے، نماز میں سستی کریں گے، زیادہ کھائیں گے۔ قرآن کے بعض حصے کی تلاوت کریں گے کہ جیسے:

فَخَلَفَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ اَضَاعُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهَوٰتِ فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا.[۲]

پھر ان کے بعد کچھ ناخلف (ان کے) جانشین ہوئے جنہوں نے نمازیں کھوئیں اور نفسانی خواہشوں کے چیلے بن بیٹھے عنقریب ہی یہ لوگ اپنی گمراہی (کے خمیازے) سے مل جائیں گے۔[۳]

منافقین سے سلوک:

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

---

[۱] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۲/ ۶۵۸/ باب وجوب اجلال ذی الشیبۃ المسلم..... ص:۶۵۸

[۲] سورۂ مریم:۵۹

[۳] مکارم الاخلاق/ ۴۴۹/ الفصل الرابع فی موعظۃ رسول اللہ ص لابن مسعود..... ص:۴۴۶

جَانِبِ الْمُنَافِقِينَ وَ لَا تُصَاحِبِ الْخَائِنِينَ- يَا كُمَيْلُ لَا تَطْرُقْ أَبْوَابَ الظَّالِمِينَ لِلِاخْتِلَاطِ بِهِمْ وَ الِاكْتِسَابِ مَعَهُمْ وَ إِيَّاكَ أَنْ تُعَظِّمَهُمْ وَ أَنْ تَشْهَدَ فِي مَجَالِسِهِمْ بِمَا يُسْخِطُ اللهَ عَلَيْكَ وَ إِنِ اضْطَرَرْتَ إِلَى حُضُورِهِمْ فَدَاوِمْ ذِكْرَ اللهِ وَ التَّوَكُّلَ عَلَيْهِ وَ اسْتَعِذْ بِاللهِ مِنْ شُرُورِهِمْ وَ أَطْرِقْ عَنْهُمْ وَ أَنْكِرْ بِقَلْبِكَ فِعْلَهُمْ وَ اجْهَرْ بِتَعْظِيمِ اللهِ لِتُسْمِعَهُمْ فَإِنَّكَ بِهَا تُؤَيَّدُ وَ تُكْفَى شَرَّهُمْ.

اے کمیل! منافقین سے دور رہو، خائن سے بچو، اے کمیل! ظالموں کے ساتھ میل جول اور تجارت نہ کرو، ان کی اطاعت اور ان کی مجالس میں جانے سے پرہیز کرو۔ کیونکہ یہ کام غضب الٰہی کا موجب ہے۔ اے کمیل! اگر مجبور ہو کر جاؤ بھی تو خدا کو یاد کرنا، اور اس پر توکل کرنا اور ان کے شر سے خدا کی پناہ لو ان کے پاس جاؤ لیکن ان کے کردار سے تمہارے دل بیزار ہوں۔ بلند آواز سے خدا کی عظمت کو یاد کرو تا کہ وہ سنیں کیونکہ اس سے تیری ان پر ہیبت ہوگی اور ان کے شر سے امان میں رہو گے۔ [1]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

صَانِعِ الْمُنَافِقَ بِلِسَانِكَ، وَ أَخْلِصْ وُدَّكَ لِلْمُؤْمِنِ.

اے اسحاق! منافق سے زبانی میل جول رکھو اور مومن سے خالص دوستی رکھو۔ [2]

---

[1] بحار الانوار (ط- بیروت) / ج ۷۴ / ۴۱۳ / باب ۱۵ مواعظ امیر المؤمنین ع وخطبہ ایضا وحکمہ ..... ص: ۳۷۶

[2] من لا یحضرہ الفقیہ / ج ۴ / ۴۰۴ / ومن الفاظ رسول اللہ ص الموجزۃ التی لم یسبق الیہا..... ص: ۳۷۶

تیسری فصل:

اغیار سے سلوک

توحید پرست (اہل کتاب):

اہل کتاب سے مراد آسمانی کتابوں کی پیروی کرنے والے ہیں، اگرچہ زیادہ تر یہ کلمہ یہودی اور عیسائی مذہب کے لئے استعمال ہوا ہے۔[1]

عام ارتباط کا قانون:

عام طور پر الٰہی رابطہ لوگوں سے نیکی کرنے کا نام ہے مسلمان ہو یا کافر۔

خداوند عالم فرماتا ہے:

وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ لَا تَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰهَ ۭ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى

---

[1] وَلَمَّا جَآءَهُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ نَبَذَ فَرِيْقٌ مِّنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ ۙ كِتٰبَ اللّٰهِ وَرَآءَ ظُهُوْرِهِمْ كَاَنَّهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ اور جب ان کے پاس خدا کی طرف سے رسول (محمدؐ) آیا اور وہ اُس (کتاب توریت) کی جو ان کے پاس ہے تصدیق بھی کرتا ہے تو ان اہل کتاب کے ایک گروہ نے کتاب خدا کو اپنے پس پشت پھینک دیا گویا وہ لوگ کچھ جانتے ہی نہیں۔ (سورۂ بقرۃ: ۱۰۱)، قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍۢ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهٖ شَيْـــًٔا وَّلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۭ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْهَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ ۝ تم (ان سے) کہو اے اہلِ کتاب تم ایسی (ٹھکانے کی) بات پر تو آؤ جو ہمارے اور تمہارے درمیان یکساں ہے کہ خدا کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں اور کسی چیز کو اس کا شریک نہ بنائیں اور خدا کے سوا ہم میں سے کوئی کسی کو اپنا پروردگار نہ بنائے۔ پھر اگر (اس سے بھی) منہ موڑیں تو کہہ دو کہ تم گواہ رہنا ہم (خدا کے) فرمانبردار ہیں۔ (سورۂ آل عمران: ۶۴)

وَالْمَسٰكِيْنِ وَقُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا وَّاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ ؕ ثُمَّ تَوَلَّيْتُمْ اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْكُمْ وَاَنْتُمْ مُّعْرِضُوْنَ ۝۸۳

اور (وہ وقت یاد کرو) جب ہم نے بنی اسرائیل سے (جو تمہارے بزرگ تھے) عہد و پیمان لیا تھا کہ خدا کے سوا کسی کی عبادت نہ کرنا اور ماں باپ اور قرابت داروں اور یتیموں اور محتاجوں کے ساتھ اچھے سُلوک کرنا اور لوگوں کیساتھ اچھی طرح (نرمی) سے باتیں کرنا اور برابر نماز پڑھنا اور زکوٰۃ دینا۔ پھر تم میں سے تھوڑے آدمیوں کے سوا (سب کے سب) پھر گئے اور تم لوگ ہو ہی اقرار سے منہ پھیرنے والے۔ [1]

وَابْتَغِ فِيْمَآ اٰتٰىكَ اللّٰهُ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ وَلَا تَنْسَ نَصِيْبَكَ مِنَ الدُّنْيَا وَاَحْسِنْ كَمَآ اَحْسَنَ اللّٰهُ اِلَيْكَ وَلَا تَبْغِ الْفَسَادَ فِي الْاَرْضِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِيْنَ ۝۷۷

اور جو کچھ خدا نے تجھے دے رکھا ہے اس میں آخرت کے گھر بھی جستجو کر اور دُنیا سے جس قدر تیرا حصّہ ہے مت بھول جا اور جس طرح خدا نے تیرے ساتھ احسان کیا ہے تو بھی اوروں کے ساتھ احسان کر اور رُوئے زمین میں فساد کا خواہاں نہ ہو۔ اس میں شک نہیں کہ خدا فساد کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ [2]

اِنْ اَحْسَنْتُمْ اَحْسَنْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ ۫ وَاِنْ اَسَاْتُمْ فَلَهَا ؕ فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ الْاٰخِرَةِ لِيَسُوْٓءٗا وُجُوْهَكُمْ وَلِيَدْخُلُوا الْمَسْجِدَ كَمَا دَخَلُوْهُ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّلِيُتَبِّرُوْا مَا عَلَوْا تَتْبِيْرًا ۝۷

اگر تم اچھے کام کرو گے تو اپنے فائدے کے لیے اچھے کام کرو گے اور اگر تم بُرے کام کرو گے تو (بھی) اپنے ہی لیے۔ پھر جب دوسرے وقت کا وعدہ آ پہنچا تو (تو ہم نے طیطوس رُومی کو تم پر مسلّط کیا) تا کہ وہ لوگ (مارتے مارتے) تمہارے چہرے بگاڑ دیں (کہ پہچانے نہ جاؤ) اور جس طرح پہلی دفعہ مسجد (بیت المقدس) میں گھس گئے تھے اسی طرح پھر گھس پڑیں۔ جس چیز پر قابو پائیں خوب اچھی طرح برباد کر دیں۔ [3]

وَقِيْلَ لِلَّذِيْنَ اتَّقَوْا مَاذَآ اَنْزَلَ رَبُّكُمْ ؕ قَالُوْا خَيْرًا ؕ لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةٌ ؕ وَلَدَارُ الْاٰخِرَةِ خَيْرٌ ؕ وَلَنِعْمَ دَارُ الْمُتَّقِيْنَ ۝۳۰

اور جب پرہیزگاروں سے پوچھا جاتا ہے کہ تمہارے پروردگار نے کیا نازل کیا ہے تو بول اُٹھتے ہیں کہ سب اچھے سے اچھا۔ جن لوگوں نے نیکی کی ان کے لیے اس دنیا میں (بھی) بھلائی (ہی بھلائی) ہے۔ اور آخرت کا گھر تو (ان کے لیے اچھا ہی ہے اور پرہیزگاروں کا بھی (آخرت کا) گھر کیسا عمدہ ہے۔ [4]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ائمہ اہل کتاب سے دشمنی نہ کرتے تھے بلکہ اچھا برتاؤ کرتے تھے، اہل کتاب سے میل جول رکھنے کے تین

---

[1] سورۂ بقرہ: ۸۳
[2] سورۂ قصص: ۷۷
[3] سورۂ اسراء: ۷
[4] سورۂ نحل: ۳۰

طریقے بیان ہوئے ہیں:

(الف) اہل کتاب سے انسانی دوستی:

قرآن مجید میں ہے:

لَا يَنْهٰكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ لَمْ يُقَاتِلُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ وَلَمْ يُخْرِجُوْكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ اَنْ تَبَرُّوْهُمْ وَتُقْسِطُوْٓا اِلَيْهِمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ.

جولوگ تم سے (تمہارے) دین کے بارے میں نہیں لڑے بھڑے اور نہ تمہیں تمہارے گھروں سے نکالا ان لوگوں کے ساتھ احسان کرنے اور ان کے ساتھ انصاف سے پیش آنے سے خدا تمہیں منع نہیں کرتا۔ بے شک خدا انصاف کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔[1]

یہ عمومی قانون الٰہی تمام غیر مسلموں کے ساتھ مرتبط ہے۔ جب تک کہ وہ مسلمانوں کے لئے اذیت پہنچانے کا سبب نہ ہوں اور نظام اسلامی کے لئے نقصاندہ واقع نہ ہوں اس حیثیت سے کہ وہ انسان ہیں اور ہر شخص کو زندگی گزارنے کی آزادی ہے۔ یہ سب اصل حقوق انسانی کی رعایت اور انسان دوستی کی بنا پر ہے۔[2]

اہل کتاب پر تہمت نہ لگاؤ:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

لَا يَصْلُحُ لِلْمُسْلِمِ اَنْ يَقْذِفَ يَهُودِيّاً وَلَا نَصْرَانِيّاً وَلَا مَجُوسِيّاً بِمَا لَمْ يَطَّلِعْ عَلَيْهِ مِنْهُ.

مسلمان کو یہ زیب نہیں دیتا کہ یہودی، عیسائی یا مجوسی پر تہمت لگائیں۔ جس چیز کا علم انہیں نہ ہو۔[3]

ہمسایہ یہودی کے ساتھ نیکی:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

وَاِنْ جَالَسَكَ يَهُودِيٌّ فَاَحْسِنْ مُجَالَسَتَهُ.

اگرچہ یہودی تیرا ہمسایہ ہو تو بھی اس سے نیکی کر۔[4]

یہودی کی عیادت:

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

اَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عَادَ يَهُودِيّاً فِي مَرَضِهِ.

---

[1] سورۂ ممتحنہ: ۸

[2] تسنیم، ج ۵، ص ۷۵

[3] دعائم الاسلام، ج 2، ص: ۴۶۰

[4] من لایحضرہ الفقیہ/ ج ۴ / ۴۰۴ / ومن الفاظ رسول اللہ ص الموجزۃ التی لم یسبق الیہا..... ص: ۳۷۶

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک بیمار یہودی کی عیادت فرمائی۔[1]

اہل کتاب کی حریم سے تجاوز نہ کرنا:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

وَاِنَّ اللّٰہَ لَمْ یُحِلَّ لَکُمْ اَنْ تَدْخُلُوا بُیُوتَ اَھْلِ الْکِتَابِ اِلَّا بِاِذْنٍ.....

اہل کتاب کے گھر میں بے بغیر اجازت کے داخل ہونا، تمہارے لئے حلال نہیں ہے۔[2]

اہل کتاب کے اموال میں تصرف سے پرہیز:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

لَمْ یُحِلَّ لَکُمْ ..... وَلَا اَکْلَ ثِمَارِھِمْ اِذَا اَعْطَوْکُمُ الَّذِی عَلَیْھِمْ

تمہارے لئے حلال نہیں کیا گیا..... اوران کی کھیتیوں سے پھل ومیوہ جات نہ کھاؤ۔[3]

ہمسفر اہل کتاب سے نیکی:

جیسا کہ پہلے حصہ میں بیان ہو چکا ہے کہ حضرت علی علیہ السلام اپنی زندگی کے دوران ایک دفعہ ایک اہل کتاب کے ساتھ سفر کیا اور جب ایک دوسرے سے جدا ہونے لگے تو آپ اسے رخصت کرنے کے لئے چند قدم اس کے ساتھ چلے، جب اس شخص نے پوچھا کہ آپ میرے ساتھ ساتھ کیوں چل رہے ہیں حالانکہ آپ کا راستہ جدا ہے۔ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: یہ ہمارے پیغمبرؐ کی تعلیم ہے۔ آپ کے اس کریمانہ سلوک سے وہ مسلمان ہوگیا۔[4]

اہل کتاب طبیب کے پاس جانا:

محمد بن مسلم امام باقر علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں:

عَنِ الرَّجُلِ یُدَاوِیہِ النَّصْرَانِیُّ وَ الْیَھُودِیُّ وَ یَتَّخِذُ لَہُ الْاَدْوِیَۃَ فَقَالَ لَا بَأْسَ بِذَلِکَ اِنَّمَا الشِّفَاءُ بِیَدِ اللّٰہِ.

ایک شخص کا علاج یہودی یا عیسائی طبیب نے کیا۔ لوگوں نے اس کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا: کوئی حرج نہیں ہے بے شک شفا خدا کے پاس ہے۔[5]

اہل کتاب کو خط لکھنے کا ادب:

ابوبصیر نے روایت کی ہے کہ:

---

[1] الجعفریات (الاشعثیات)، ص: ۱۵۹

[2] مشکاۃ المصابیح، ج ۱، ص ۵۸

[3] مشکاۃ المصابیح، ج ۱، ص ۵۸

[4] ر.ک: بخش یکم، فصل دہم، عنوان مدیریت سفر گروہی، ص ۱۸۵

[5] وسائل الشیعۃ/ ج ۲۵/ ۲۳۶/ ۱۳۶ - باب نبذۃ مما ینبغی التداوی بہ وما یجوز منہ..... ص: ۲۲۴

عَنِ الرَّجُلِ يَكُونُ لَهُ الْحَاجَةُ إِلَى الْمَجُوسِيِّ أَوْ إِلَى الْيَهُودِيِّ أَوْ إِلَى النَّصْرَانِيِّ أَوْ أَنْ يَكُونَ عَامِلًا أَوْ دِهْقَاناً مِنْ عُظَمَاءِ أَهْلِ أَرْضِهِ فَيَكْتُبُ إِلَيْهِ الرَّجُلُ فِي الْحَاجَةِ الْعَظِيمَةِ أَ يَبْدَأُ بِالْعِلْجِ وَ يُسَلِّمُ عَلَيْهِ فِي كِتَابِهِ وَ إِنَّمَا يَصْنَعُ ذَلِكَ لِكَيْ تُقْضَى حَاجَتُهُ قَالَ أَمَّا أَنْ تَبْدَأَ بِهِ فَلَا وَ لَكِنْ تُسَلِّمُ عَلَيْهِ فِي كِتَابِكَ فَإِنَّ رَسُولَ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قَدْ كَانَ يَكْتُبُ إِلَى كِسْرَى وَ قَيْصَرَ.

امام صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا اگر کوئی نیاز مند ہو اور وہ کسی یہودی یا عیسائی سے رجوع کرے اور خط لکھے تو کیا یہودی کو مقدم کیا جا سکتا ہے اور اس کو سلام لکھا جا سکتا ہے۔

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: یہ جائز نہیں کہ ابتدا میں کافر کا نام ہو لیکن خط میں اسے سلام لکھ سکتے ہیں کیونکہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قیصر و کسریٰ کو خط لکھا تھا۔ [1]

البتہ بیان ہوگا کہ مجوسی کے بارے میں فرق ہے۔

اہل کتاب کا گزرنا:

علی بن جعفر کہتا ہے:

سَأَلْتُهُ عَنِ الْيَهُودِيِّ وَ النَّصْرَانِيِّ وَ الْمَجُوسِيِّ هَلْ يَصْلُحُ لَهُمْ أَنْ يَسْكُنُوا فِي دَارِ الْهِجْرَةِ- قَالَ أَمَّا أَنْ يَلْبَثُوا بِهَا فَلَا يَصْلُحُ وَ قَالَ إِنْ نَزَلُوا بِهَا نَهَاراً وَ أُخْرِجُوا مِنْهَا بِاللَّيْلِ فَلَا بَأْسَ.

میں نے امام صادق علیہ السلام سے پوچھا: کیا یہودی، عیسائی اور مجوسی اسلامی سرزمین کو رہائش کے لئے اختیار کر سکتے ہیں؟

حضرت امام نے فرمایا: ان کا وہاں رہنا شائستہ نہیں ہے لیکن وہ دن کو آئیں اور رات کو چلے جائیں۔ [2]

اہل کتاب ذمی کے حقوق:

امام سجاد علیہ السلام نے فرمایا:

وَ حَقُّ الذِّمَّةِ أَنْ تَقْبَلَ مِنْهُمْ مَا قَبِلَ اللهُ عَزَّ وَ جَلَّ مِنْهُمْ وَ لَا تَظْلِمَهُمْ مَا وَفَوُا اللهَ عَزَّ وَ جَلَّ بِعَهْدِهِ.

ذمی کے بارے میں یہ ہے کہ جو کچھ خدا نے ان سے قبول کیا تم بھی قبول کرو، جب تک وہ وعدہ کی پابندی کریں ان پر ستم نہ کرو۔ [3]

اہل ذمہ پر ستم کا انجام:

آپ علیہ السلام نے مزید فرمایا:

---

[1] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۲ / ۶۵۱ / باب مکاتبۃ اہل الذمۃ..... ص:۶۵۱

[2] وسائل الشیعۃ/ ج ۱۵ / ۱۳۳ / ۵۲ - باب انہ یجب اخراج الیہود والنصاری من جزیرۃ العرب والوصاۃ بالمسلمین من القبط و بقریش والعرب والموالی و کراہۃ مساکنۃ الخوز ومناکحتہم..... ص:۱۳۲

[3] من لایحضرہ الفقیہ/ ج ۲ / ۶۲۵ / باب الحقوق..... ص:۶۱۸

وَ تَحْكُمَ فِيهِمْ بِمَا حَكَمَ اللهُ بِهِ عَلَى نَفْسِكَ فِيمَا جَرَى بَيْنَكَ وَ بَيْنَهُمْ مِنْ مُعَامَلَةٍ وَ لْيَكُنْ بَيْنَكَ وَبَيْنَ ظُلْمِهِمْ مِنْ رِعَايَةِ ذِمَّةِ اللهِ وَ الْوَفَاءِ بِعَهْدِهِ وَ عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ حَائِلٌ فَإِنَّهُ بَلَغَنَا أَنَّهُ قَالَ مَنْ ظَلَمَ مُعَاهِداً كُنْتُ خَصْمَهُ فَاتَّقِ اللهَ.

ان کے ساتھ معاملہ خدا کے حکم کے مطابق ہے اور عمل کرو، اس لئے وہ اسلام کی پناہ میں ہیں۔ ان سے وعدہ وفا کرو، ان پر ستم نہ کرو کیونکہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اہل ذمہ پر ستم کرتا ہے میں اس کا دشمن ہوں، پس خدا سے ڈرو۔ [1]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

وَ إِذَا غُرِّرَ بِأَهْلِ الذِّمَّةِ ظَهَرَ عَلَيْهِمْ عَدُوُّهُمْ.

جب اہل ذمہ کے ساتھ خیانت یا فریب کرو گے تو دشمن تم پر غالب آجائے گا۔ [2]

اہل ذمہ کا دفاع:

نہ صرف اہل ذمہ پر ستم کرنا جائز نہیں بلکہ ان کے دفاع کی تاکید کی گئی ہے، کیونکہ وہ اسلام کے قانون کے پابند ہوتے ہیں۔ لہٰذا ان کی جان و مال کی حفاظت ضروری ہے، اہل ذمہ کو بھی اسلامی قوانین کی رعایت کرنی چاہیے۔ اس لئے مسلمان اپنے درمیان اور غیر مسلم کے ساتھ بھی عہد کی وفا کریں۔

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

وَ لَقَدْ بَلَغَنِي أَنَّ الرَّجُلَ مِنْهُمْ كَانَ يَدْخُلُ عَلَى الْمَرْأَةِ الْمُسْلِمَةِ وَ الْأُخْرَى الْمُعَاهِدَةِ فَيَنْتَزِعُ حِجْلَهَا وَ قُلْبَهَا وَ قَلَائِدَهَا وَ رُعُثَهَا مَا تَمْتَنِعُ مِنْهُ إِلَّا بِالِاسْتِرْجَاعِ وَ الِاسْتِرْحَامِ ثُمَّ انْصَرَفُوا وَافِرِينَ مَا نَالَ رَجُلًا مِنْهُمْ كَلْمٌ وَ لَا أُرِيقَ لَهُمْ دَمٌ فَلَوْ أَنَّ امْرَأً مُسْلِماً مَاتَ مِنْ بَعْدِ هَذَا أَسَفاً مَا كَانَ بِهِ مَلُوماً بَلْ كَانَ بِهِ عِنْدِي جَدِيراً.

مجھے تو یہ اطلاعات بھی ملی ہیں کہ اس جماعت کا ایک آدمی مسلمان اور ذمی عورتوں کے گھروں میں گھس جاتا تھا اور اس کے پیروں سے کڑے (ہاتھوں سے کنگن) اور گلو بند اور گوشوارے اتار لیتا تھا اور ان کے پاس اس سے حفاظت کا کوئی ذریعہ نظر نہ آتا تھا۔ سوا اس کے کہ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن کہتے صبر سے کام لیں یا خوشامدیں کر کے اس سے رحم کی التجا کریں۔ وہ لدے پھندے ہوئے پلٹ گئے۔ نہ کسی کے زخم آیا نہ کسی کا خون بہا۔ اب اگر کوئی مسلمان ان سانحات کے بعد رنج و ملال سے مر جائے تو اسے ملامت نہیں کی جاسکتی بلکہ میرے نزدیک ایسا ہی ہونا چاہئے۔ [3]

---

[1] تحف العقول/ النص/ ۲۷۲/ واما حق الرحم..... ص: ۲۶۳

[2] ارشاد القلوب الی الصواب (للدیلمی)/ ج ۱/ ۳۹/ الباب السادس فی التحذیر بالعقوبۃ فی الدنیا..... ص: ۳۸

[3] نہج البلاغۃ (للصبحی صالح)/ ۶۹/ ۳۲۹ استنہاض الناس..... ص: ۶۹

(ب) غیر مسلم سے دل بستگی کی ممانعت:

انحرافات سے بچنا:

خداوند عالم فرماتا ہے:

يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّيْ وَعَدُوَّكُمْ اَوْلِيَآءَ تُلْقُوْنَ اِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ وَقَدْ كَفَرُوْا بِمَا جَآءَكُمْ مِّنَ الْحَقِّ ۚ يُخْرِجُوْنَ الرَّسُوْلَ وَاِيَّاكُمْ اَنْ تُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ رَبِّكُمْ ؕ اِنْ كُنْتُمْ خَرَجْتُمْ جِهَادًا فِيْ سَبِيْلِيْ وَابْتِغَآءَ مَرْضَاتِيْ ۚ تُسِرُّوْنَ اِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ ۚ وَاَنَا اَعْلَمُ بِمَآ اَخْفَيْتُمْ وَمَآ اَعْلَنْتُمْ ؕ وَمَنْ يَّفْعَلْهُ مِنْكُمْ فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِيْلِ.

اے ایماندارو میرے اور اپنے دشمنوں کو دوست نہ بناؤ تم تو ان کے پاس دوستی کا پیغام بھیجتے ہو اور جو (دین) حق تمہارے پاس آیا ہے اس سے وہ لوگ انکار کرتے ہیں وہ لوگ رسول کو اور تم کو اس بات پر (گھر سے) نکالتے ہیں کہ تم اپنے پروردگار خدا پر ایمان لے آئے ہو اگر تم میری راہ میں جہاد کرنے اور میری خوشنودی کی تمنّا میں (گھر سے) نکلے ہو تو (ایسا نہ کرو کہ) ان کے پاس چھپ چھپ کر دوستی کا پیغام بھیجتے ہو حالانکہ جو کچھ بھی چھپا کر یا بالاعلان کرتے ہو میں اس سے خوب واقف ہوں اور تم میں سے جو شخص ایسا کرے گا تو وہ سیدھی راہ سے یقینا بھٹک گیا۔ [1]

دوسری آیت میں ہے:

يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُوْدَ وَالنَّصٰرٰى اَوْلِيَآءَ ۘ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ؕ وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاِنَّهٗ مِنْهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ.

اے ایماندارو یہودیوں اور نصرانیوں کو اپنا سرپرست نہ بناؤ (کیونکہ) یہ لوگ (تمہارے مخالف ہیں مگر) باہم ایک دوسرے کے دوست ہیں۔ اور (یاد رہے کہ) تم میں سے جس نے ان کو اپنا سرپرست بنایا پس پھر وہ بھی انہی لوگوں میں ہو گیا۔ بے شک خدا ظالموں کو راہ راست پر نہیں لاتا۔ [2]

اہل کتاب سے دل بستگی کی نہی کی علت:

خدا اپنے رسولؐ سے فرماتا ہے:

وَلَنْ تَرْضٰى عَنْكَ الْيَهُوْدُ وَلَا النَّصٰرٰى حَتّٰى تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمْ ؕ قُلْ اِنَّ هُدَى اللّٰهِ هُوَ الْهُدٰى ؕ وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ اَهْوَآءَهُمْ بَعْدَ الَّذِيْ جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ ۙ مَا لَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ﴿۱۲۰﴾

اور (اے رسولؐ) نہ تو یہودی کبھی تم سے رضامند ہونگے نہ نصاریٰ یہاں تک کہ تم انکے مذہب کی پیروی کرو۔ (اے

---

[1] سورۂ ممتحنہ: ۱

[2] سورۂ مائدہ: ۵۱

رسولؐ) ان سے کہہ دو کہ بس خدا ہی کی ہدایت تو ہدایت ہے (باقی ڈھکوسلا ہے) اور اگر تم اسکے بعد بھی کہ تمہارے پاس علم (قران) آچکا ہے انکی خواہشوں پر چلے تو (یاد رہے کہ پھر) تم کو خدا (کے غضب) سے بچانیوالا نہ کوئی سرپرست ہوگا نہ مددگار۔ [1]

ان کا مومن سے کینہ نہ رکھنا:

لَتَجِدَنَّ اَشَدَّ النَّاسِ عَدَاوَةً لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا الْيَهُوْدَ وَالَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا ۚ وَلَتَجِدَنَّ اَقْرَبَهُمْ مَّوَدَّةً لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّا نَصٰرٰى ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّ مِنْهُمْ قِسِّيْسِيْنَ وَرُهْبَانًا وَّاَنَّهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ ﴿۸۲﴾

(اے رسولؐ) تم ایمان لانے والوں کا دشمن سب سے بڑھ کر یہودیوں اور مشرکوں کو پاؤ گے اور ایمانداروں کا دوست ہونے میں سب سے بڑھ کے قریب ان لوگوں کو پاؤ گے جو اپنے کو نصاریٰ کہتے ہیں۔ کیونکہ ان (نصاریٰ) میں سے یقینی بہت سے عالم اور عابد ہیں اور اس سبب سے بھی کہ یہ لوگ ہرگز شیخی نہیں کرتے۔ [2]

ان کا انحرافی عقائد سے سلامتی:

وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ يَدُ اللّٰهِ مَغْلُوْلَةٌ ؕ غُلَّتْ اَيْدِيْهِمْ وَلُعِنُوْا بِمَا قَالُوْا ۘ بَلْ يَدٰهُ مَبْسُوْطَتٰنِ ۙ يُنْفِقُ كَيْفَ يَشَآءُ ؕ وَلَيَزِيْدَنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ مَّآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ طُغْيَانًا وَّكُفْرًا ؕ وَاَلْقَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ؕ كُلَّمَآ اَوْقَدُوْا نَارًا لِّلْحَرْبِ اَطْفَاَهَا اللّٰهُ ۙ وَيَسْعَوْنَ فِى الْاَرْضِ فَسَادًا ؕ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿۶۴﴾

اور یہودی کہنے لگے کہ خدا کا ہاتھ بندھا ہوا ہے (بخیل ہوگیا) انہی کے ہاتھ باندھ دیئے جائیں اور ان کے (اس) کہنے پر خدا کی پھٹکار (بھلا خدا کا ہاتھ بندھنے کیوں لگا) بلکہ اس کے دونوں ہاتھ کشادہ ہیں جس طرح چاہتا ہے خرچ کرتا ہے۔ اور جو (کتاب) تمہارے پاس نازل کی گئی ہے (ان کا رشک وحسد) ان میں سے بہتیروں کی کفر وسرکشی کو اور بڑھا دے گا۔ اور (گویا) ہم نے خود ان کے آپس میں روز قیامت تک عداوت اور کینے کی بنیاد ڈال دی۔ جب یہ لوگ لڑائی کی آگ بھڑکاتے ہیں تو خدا اس کو بجھا دیتا ہے اور روئے زمین میں فساد پھیلانے کے لیے دوڑتے پھرتے ہیں اور خدا فسادیوں کو دوست نہیں رکھتا۔ [3]

یہ آیت اس مطلب پر دلالت کرتی ہے کہ ان کے انحرافات حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دین اور توحید میں بھی تھے۔

ان کی برتری طلبی سے خوف:

وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ وَالنَّصٰرٰى نَحْنُ اَبْنٰٓؤُا اللّٰهِ وَاَحِبَّآؤُهٗ ؕ قُلْ فَلِمَ يُعَذِّبُكُمْ بِذُنُوْبِكُمْ ؕ بَلْ اَنْتُمْ بَشَرٌ مِّمَّنْ خَلَقَ ؕ يَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا

---

[1] سورۂ بقرہ: ۱۲۰

[2] سورۂ مائدہ: ۸۲

[3] سورۂ مائدہ: ۶۴

بَيْنَهُمَا ۚ وَإِلَيْهِ الْمَصِيرُ ﴿١٨﴾

اور یہودی اور نصرانی تو کہتے ہیں کہ ہم ہی خدا کے بیٹے اور اس کے چہیتے ہیں (اے رسولؐ ان سے) تم کہو کہ (اگر ایسا ہے تو) پھر تمہیں تمہارے گناہوں کی سزا کیوں دیتا ہے (تمہارا یہ خیال لغو ہے) بلکہ تم بھی اس کی مخلوقات سے ایک بشر ہو۔ خدا جسے چاہے گا بخش دے گا اور جس کو چاہے گا سزا دے گا۔ آسمان اور زمین اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان میں ہے سب خدا ہی کا ملک ہے اور (سب کو) اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔[1]

ان کے فریب سے بچنا:

اگر چہ ممکن ہے کہ بعض اہل ذمہ باایمان ہو جائیں لیکن پھر بھی ان کے معاملہ میں ہوشیاری سے کام لیں۔ خداوند عالم فرماتا ہے:

وَقَالَتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اٰمِنُوْا بِالَّذِيْٓ اُنْزِلَ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَجْهَ النَّهَارِ وَاكْفُرُوْٓا اٰخِرَهٗ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ﴿٧٢﴾

اور اہل کتاب سے ایک گروہ نے (اپنے لوگوں سے) کہا کہ مسلمانوں پر جو کتاب نازل ہوئی ہے اس پر صبح سویرے ایمان لاؤ اور آخر وقت انکار کر دیا کرو شاید مسلمان (اس تدبیر سے اپنے دین سے) پھر جائیں۔[2]

نکتہ:

کہا جاتا ہے کہ اہل کتاب کا ایک گروہ ایک دن رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آیا اور اسلام کا اظہار کیا اور اس دن کے آخری حصے میں مرتد ہو گیا اس کی یہ سازش تھی کہ وہ اس بات کا اعلان کریں گے کہ ہم نے اسلام قبول کیا اور اسے آزمایا ہے تو اس میں ہمیں کوئی حقیقت نظر نہیں آئی۔ لہٰذا ہم واپس اپنے دین میں آ گئے ہیں۔

(ج) اہل کتاب سے محتاط:

سلام میں اہل کتاب سے پہل کی ممانعت:

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

لَا تَبْدَءُوا اَهْلَ الْكِتَابِ بِالتَّسْلِيمِ وَاِذَا سَلَّمُوا عَلَيْكُمْ فَقُولُوا وَعَلَيْكُمْ.

جب اہل کتاب سے ملو کہ سلام سے آغاز نہ کرو جب وہ تمہیں سلام دیں تو تم جواب دو اور کہو:

عَلَيْكُمْ.[3]

اہل کتاب کے مشابہت کی ممانعت:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

---

[1] سورۂ مائدہ: ۱۸

[2] سورۂ آل عمران: ۷۲

[3] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۲/ ۶۴۹/ باب التسلیم علی اہل الملل..... ص: ۶۴۸

حُفُّوا الشَّوَارِبَ وَاَعْفُوا اللِّحَی وَلَا تَشَبَّهُوا بِالْیَهُودِ.

اپنی مونچھوں کو چھوٹا کرو اور اپنے آپ کو یہودیوں کے مشابہ نہ کرو۔[1]

اہل ذمہ کے مراسم میں عدم شرکت:

روایت میں ملتا ہے کہ

فِی اَهْلِ الذِّمَّةِ-.....وَلَا تُشَیِّعُوا جَنَائِزَهُمْ.

اہل ذمہ کے جنازے میں شریک نہ ہو۔[2]

نکتہ:

یہ ممانعت غیروں کی ثقافت وتمدن وعقائد سے مسلمانوں کو بچنے کی ہدایت کی گئی ہے۔

یہودی اور عیسائی:

بیشتر آداب معاشرت نصاریٰ و یہود کے ضمن میں بحث اہل کتاب میں آچکے ہیں یہاں صرف موارد خاص کی طرف اشارہ کریں گے۔

عیسائی یہودیوں سے بہتر اور ان سے تعامل

خداوند عالم فرماتا ہے:

لَتَجِدَنَّ اَشَدَّ النَّاسِ عَدَاوَةً لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوا الْیَهُوْدَ وَالَّذِیْنَ اَشْرَكُوْا ۚ وَلَتَجِدَنَّ اَقْرَبَهُمْ مَّوَدَّةً لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوا الَّذِیْنَ قَالُوْٓا اِنَّا نَصٰرٰی ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّ مِنْهُمْ قِسِّیْسِیْنَ وَرُهْبَانًا وَّاَنَّهُمْ لَا یَسْتَكْبِرُوْنَ ﴿۸۲﴾

تم ایمان لانے والوں کا دشمن سب سے بڑھ کر یہودیوں اور مشرکوں کو پاؤ گے اور ایمانداروں کا دوست ہونے میں سب سے بڑھ کے قریب ان لوگوں کو پاؤ گے جو اپنے کو نصاریٰ کہتے ہیں۔ کیونکہ ان (نصاریٰ) میں سے یقینی بہت سے عالم اور عابد ہیں اور اس سبب سے بھی کہ یہ لوگ ہرگز شیخی نہیں کرتے۔[3]

نکتہ:

یہودی قوم کے مذہبی پیشوا خود کو باقی دنیا سے ممتاز سمجھتے ہیں اور وہ بہت متکبر و مستکبر ہوتے ہیں لہٰذا یہودیوں سے بچو، عیسائی بھی یہی سلوک کرتے ہیں۔

دوسری آیت میں خدا فرماتا ہے:

---

[1] من لایحضرہ الفقیہ/ ج۱/ ۱۳۰/ تقلیم الاظفار واخذ الشارب والمشط ص:۱۲۶

[2] بحار الانوار (ط-بیروت)/ ج۷۲/ ۳۹۲/ باب ۸۵ النہی عن موادۃ الکفار ومعاشرتہم واطاعتہم والدعاء لہم..... ص:۳۸۵

[3] سورۂ مائدہ:۸۲

وَمِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مَنْ اِنْ تَاْمَنْهُ بِقِنْطَارٍ يُّؤَدِّهٖٓ اِلَيْكَ ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ اِنْ تَاْمَنْهُ بِدِيْنَارٍ لَّا يُؤَدِّهٖٓ اِلَيْكَ اِلَّا مَا دُمْتَ عَلَيْهِ قَآئِمًا ۭ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْا لَيْسَ عَلَيْنَا فِي الْاُمِّيّٖنَ سَبِيْلٌ ۚ وَيَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ۝۷۵

اور اہل کتاب کچھ ایسے بھی ہیں کہ اگر ان کے پاس روپے کے ڈھیر امانت رکھ دو تو بھی اسے (جب چاہو بعینہٖ) تمہارے حوالہ کر دیں گے اور بعض ایسے ہیں کہ اگر ایک اشرفی بھی امانت رکھو، تو جب تک تم برابر ان (کے سر) پر کھڑے نہ رہو گے تمہیں واپس نہ دیں گے یہ (بدمعاملگی) اس وجہ سے ہے کہ ان کا تو یہ قول ہے کہ (عرب کے) جاہلوں (کا حق مار لینے) میں ہم پر کوئی (الزام کی) راہ ہی نہیں اور وہ جان بوجھ کر خدا پر جھوٹ جوڑتے ہیں۔ [1]

مجوسی:

مجوسی [2] کے ساتھ آداب وحقوق کی بحث زیادہ ہے، اہل کتاب کے ضمن کی بحث میں آئے ہیں: اب خاص موارد کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔

مجوسی کی اہانت سے ممانعت:

اگرچہ مجوسی، یہودی اور عیسائیوں سے کم مرتبہ ہیں لیکن اسلام میں بشری حقوق اور انسانی حقوق کا خیال رکھا گیا ہے۔

ابوالحسن فدا کہتا ہے:

عَنْ اَبِي الْحَسَنِ الْحَذَّاءِ قَالَ: كُنْتُ عِنْدَ اَبِي عَبْدِ اللّٰهِ عليه السلام فَسَاَلَنِي رَجُلٌ وَ قَالَ مَا فَعَلَ غَرِيمُكَ قُلْتُ ذَاكَ ابْنُ الْفَاعِلَةِ فَنَظَرَ اِلَيَّ اَبُو عَبْدِ اللّٰهِ عليه السلام نَظَراً شَدِيداً قَالَ قُلْتُ جُعِلْتُ فِدَاكَ اِنَّهُ مَجُوسِيٌّ يَنْكِحُ اُمَّهُ وَ اُخْتَهُ قَالَ اَوَ لَيْسَ ذَلِكَ فِي دِينِهِمْ نِكَاحٌ.

میں امام صادق علیہ السلام کی خدمت میں تھا کہ کسی نے مجھ سے پوچھا: تیرے ساتھ تیرے طلبگار نے کیا کیا؟

میں نے کہا: وہ حرامزادہ ہے۔

امام صادق علیہ السلام نے غصے کی نگاہ سے میری طرف دیکھا تو میں نے عرض کیا: قربان جاؤں! وہ شخص مجوسی ہے جو کہ ماں اور بہن سے شادی کرتا ہے۔ [3]

---

[1] سورۂ آل عمران: ۷۵

[2] مجوسی یزدان (نور) اور اہریمن (ظلمت) کا اعتقاد رکھتے ہیں اور گمان رکھتے ہیں کہ خیر و نیکی یزدان کی طرف ہوتی ہے اور فساد و برائی اہریمن کی طرف سے۔ (الملل ونحل، شہرستانی، واژہ مجوس)

[3] یاد رہے کہ دنیا میں واحد مذہب مجوسی ہے کہ جن کے ہاں محارم کے ساتھ نکاح جائز ہے اور وہ اپنے محارم کے ساتھ باقاعدہ نکاح کرتے ہیں۔

حضرتؑ نے فرمایا: کیا یہ کام ان کے دین میں نکاح نہیں ہے؟ یعنی مجوسی ہونے کی بنا پر اس کو حرامزادہ کہنا درست نہیں۔[1]

۲۔ بت پرست

بت پرستوں کا کھانا کھانے کی ممانعت:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

لَوْ اَنَّ مُؤْمِناً دَعَانِی اِلی طَعَامِ ذِرَاعِ شَاۃٍ لَاَجَبْتُہُ، وَ کَانَ ذٰلِکَ مِنَ الدِّینِ، ..... اَبَی اللّٰہُ- عَزَّ وَ جَلَّ- لِی زَبْدَ الْمُشْرِکِینَ وَ الْمُنَافِقِینَ وَ طَعَامَھُمْ۔

اگر کوئی مومن میرے لئے سری پائے کی غذا لے آئے اور دعوت کرے تو میں اس کی دعوت قبول کرتا ہوں۔ یہ دین کا جز ہے.....لیکن خدا نے مجھے مشرکین اور منافقین کی غذا سے منع فرمایا ہے۔[2]

مشرکین کے ہدیہ کو قبول نہ کرنا:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

وَ کَانَ عِیَاضٌ رَجُلًا عَظِیمَ الْخَطَرِ وَ کَانَ قَاضِیاً لِاَھْلِ عُکَاظٍ فِی الْجَاھِلِیَّۃِ فَکَانَ عِیَاضٌ اِذَا دَخَلَ مَکَّۃَ اَلْقَی عَنْہُ ثِیَابَ الذُّنُوبِ وَ الرَّجَاسَۃِ وَ اَخَذَ ثِیَابَ رَسُولِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لِطُھْرِھَا فَلَبِسَھَا وَ طَافَ بِالْبَیْتِ ثُمَّ یَرُدُّھَا عَلَیْہِ اِذَا فَرَغَ مِنْ طَوَافِہِ فَلَمَّا اَنْ ظَھَرَ رَسُولُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اَتَاہُ عِیَاضٌ بِھَدِیَّۃٍ فَاَبَی رَسُولُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اَنْ یَقْبَلَھَا وَ قَالَ یَا عِیَاضُ لَوْ اَسْلَمْتَ لَقَبِلْتُ ھَدِیَّتَکَ اِنَّ اللّٰہَ عَزَّ وَ جَلَّ اَبَی لِی زَبْدَ الْمُشْرِکِینَ

ثُمَّ اِنَّ عِیَاضاً بَعْدَ ذٰلِکَ اَسْلَمَ وَ حَسُنَ اِسْلَامُہُ فَاَھْدَی اِلَی رَسُولِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ھَدِیَّۃً فَقَبِلَھَا مِنْہُ.

عیاض جاہلیت کے زمانے میں اہل عکاظ کا قاضی تھا۔ وہ جب بھی مکہ میں داخل ہوتا گناہ اور پلید لباس کو اتار دیتا تھا اور لباس پیغمبرؐ (قبل از رسالت) کو پکڑ لیتا اور خانہ کعبہ کا طواف کرتا۔ پھر رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آتا اور ہدیہ دیتا ہے۔

---

[1] علل الشرائع/ ج ۲/ ۵۴۰/ ۳۲۶ باب علل نوادر الحدود..... ص: ۵۳۸

[2] الکافی (ط- الاسلامیۃ)/ ج ۶/ ۲۷۴/ باب اجابۃ دعوۃ المسلم..... ص: ۲۷۴

لیکن رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے قبول کرنے سے منع فرمایا اور فرمایا: اے عیاض! اگر تم اسلام لے آتے تو میں تمہارا ہدیہ قبول کرتا کیونکہ خدا نے مجھے مشرکین کا ہدیہ قبول کرنے سے منع فرمایا ہے۔

اس کے بعد عیاض اسلام لے آیا اور اسلام کا پابند رہا۔ پھر رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے ہدیہ لے آیا اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے قبول فرمایا۔[1]

کفار کی شباہت سے ممانعت:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

اَوْحَی اللّٰهُ اِلٰی نَبِیٍّ مِنَ الْاَنْبِیَاءِ اَنْ قُلْ لِقَوْمِكَ لَا تَلْبَسُوا لِبَاسَ اَعْدَائِی وَلَا تَطْعَمُوا مَطَاعِمَ اَعْدَائِی وَلَا تُشَاكِلُوا بِمَا شَاكَلَ اَعْدَائِی فَتَكُونُوا اَعْدَائِی كَمَا هُمْ اَعْدَائِی.

خدا نے انبیاء میں سے ایک نبی پر یوں وحی نازل فرمائی۔ اپنی قوم سے کہہ دو میرے دشمنوں کا لباس نہ پہنو، دشمنوں کے کھانوں کو نہ کھاؤ اور اپنے آپ کو دشمن جیسا نہ بناؤ کہ وہ میرا دشمن شمار ہوتا ہے گویا وہ میرے دشمن ہیں۔[2]

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

..... قَلَّ مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ اِلَّا اَوْشَكَ اَنْ يَكُونَ مِنْهُمْ ...

جو شخص اپنے آپ کو کسی گروہ کے مشابہ بناتا ہے وہ ان سے ملحق ہو جاتا ہے۔[3]

مشرکین کے شہروں میں زہر آلود نہ کرو:

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نَهَی اَنْ يُرْمَی السَّمُّ فِی بِلَادِ الْمُشْرِكِينَ.

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مشرکین کے شہروں میں زہر پھینکنے سے منع فرمایا۔[4]

مشرکین کے بچے اور بوڑھوں کو قتل نہ کرو:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

---

[1] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۵ / ۱۴۲ / باب الہدیۃ..... ص:۱۴۱

[2] وسائل الشیعۃ/ ج۱۵ / ۱۴۶ / ۶۴-باب عدم جواز مضاہاۃ اعداء اللہ فی الملابس والمطاعم ونحوہا..... ص:۱۴۶

[3] نہج البلاغۃ (للصبحی صالح)/ ۵۰۶ / [۲۰۳] ۲۰۷..... ص:۵۰۶

[4] عوالی اللئالی العزیزیۃ فی الاحادیث الدینیۃ، ج۳، ص:۱۸۶

اقْتُلُوا الْمُشْرِكِينَ وَ اسْتَحْيُوا شُيُوخَهُمْ وَ صِبْيَانَهُمْ.
مشرکین کو قتل کرو لیکن ان کے بوڑھوں اور بچوں کو زندہ چھوڑ دو۔ [1]

۳۔انحرافی فرقہ

امام رضا علیہ السلام نے فرمایا:

مَنْ ذُكِرَ عِنْدَهُ الصُّوفِيَّةُ وَ لَمْ يُنْكِرْهُمْ بِلِسَانِهِ وَ قَلْبِهِ فَلَيْسَ مِنَّا وَ مَنْ أَنْكَرَهُمْ فَكَأَنَّمَا جَاهَدَ الْكُفَّارَ بَيْنَ يَدَيْ رَسُولِ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم.
جو شخص کسی صوفی فرقہ کا کلام سنتا ہے اور دل و زبان سے اس کا انکار نہیں کرتا وہ ہم سے نہیں ہے۔ جو شخص ان کا انکار کرے گویا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ مل کر اس نے جہاد کیا۔ [2]

نکتہ:

کچھ گروہ ہیں جو توحید یا ولایت یا شریعت میں منحرف ہوتے ہیں۔

---

[1] وسائل الشیعۃ/ ج ۱۵ / ۶۵ / ۱۸۔ باب انہ لا یجوز ان یقتل من اہل الحرب المراۃ ولا المقعد ولا الاعمی ولا الشیخ الفانی ولا المجنون ولا الولدان الا ان یقاتلوا او لا تؤخذ منہم الجزیۃ..... ص: ۶۴

[2] مستدرک الوسائل و مستنبط المسائل، ج 12، ص: ۳۲۳

چوتھی فصل:

مستضعفین

یہاں پر مستضعفین سے مراد یہ ہے کہ مردوں، عورتوں اور بچوں کا وہ گروہ جو بے چارے ہوں اور کفر و گمراہی سے نجات نہ پا سکتے ہوں۔[1] امید نہیں کہ خدا انہیں بخش دے۔[2]

امام باقر علیہ السلام مستضعفین کے متعلق سوال کیا گیا تو آپؑ نے فرمایا:

هُوَ الَّذِی لَا یَهْتَدِی حِیلَةً اِلَی الْکُفْرِ فَیَکْفُرَ وَ لَا یَهْتَدِی سَبِیلًا اِلَی الْاِیمَانِ لَا یَسْتَطِیعُ اَنْ یُؤْمِنَ..... مَرْفُوعٌ عَنْهُمُ الْقَلَمُ.

مستضعفین وہ لوگ ہیں کہ جو نہ کفر کرتے ہیں اور نہ ایمان لاتے ہیں۔.....لہٰذا ان سے تکلیف ساقط ہے۔[3]

یہ گروہ نہ مومنین اور نہ کافروں میں سے ہے ان پر حاکم شرائط کے سبب مستضعفین کا نام دیا گیا ہے ان کی مدد کرنے کے بارے میں خاص قوانین ہیں۔

مستضعفین سے تبرا کی ممانعت:

زرارہ کہتے ہیں:

---

[1] اِلَّا الْمُسْتَضْعَفِیْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ وَالْوِلْدَانِ لَا یَسْتَطِیْعُوْنَ حِیْلَةً وَّلَا یَهْتَدُوْنَ سَبِیْلًا. مگر جو مرد اور عورتیں اور بچے اس قدر بے بس ہیں کہ نہ تو (دار الحرب سے نکلنے کی) کوئی تدبیر کر سکتے ہیں نہ ان کو اپنی رہائی کی کوئی راہ دکھائی دیتی ہے (سورۂ نساء:۹۸)

[2] فَاُولٰٓئِكَ عَسَى اللّٰهُ اَنْ یَّعْفُوَ عَنْهُمْ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَفُوًّا غَفُوْرًا تو امید ہے کہ خدا ایسے لوگوں سے درگزر کرے۔ اور خدا تو بڑا معاف کرنے والا، بخشنے والا ہے۔ (سورۂ نساء:۹۹)

[3] الکافی (ط۔الاسلامیۃ)/ ج ۲/ ۴۰۴/ باب المستضعف..... ص:۴۰۴

دَخَلْتُ اَنَا وَ حُمْرَانُ اَوْ اَنَا وَ بُكَيْرٌ عَلَى اَبِي جَعْفَرٍ عليه السلام قَالَ قُلْتُ لَهُ اِنَّا نَمُدُّ الْمِطْمَارَ قَالَ وَ مَا الْمِطْمَارُ قُلْتُ التُّرُّ فَمَنْ وَافَقَنَا مِنْ عَلَوِيٍّ اَوْ غَيْرِهِ تَوَلَّيْنَاهُ وَ مَنْ خَالَفَنَا مِنْ عَلَوِيٍّ اَوْ غَيْرِهِ بَرِئْنَا مِنْهُ فَقَالَ لِي يَا زُرَارَةُ قَوْلُ اللهِ اَصْدَقُ مِنْ قَوْلِكَ فَاَيْنَ الَّذِينَ قَالَ اللهُ عَزَّ وَ جَلَّ- اِلَّا الْمُسْتَضْعَفِينَ مِنَ الرِّجالِ وَ النِّساءِ وَ الْوِلْدانِ لا يَسْتَطِيعُونَ حِيلَةً وَ لا يَهْتَدُونَ سَبِيلًا اَيْنَ الْمُرْجَوْنَ لِاَمْرِ اللهِ اَيْنَ الَّذِينَ خَلَطُوا عَمَلًا صالِحاً وَ آخَرَ سَيِّئاً اَيْنَ اَصْحابُ الْاَعْرافِ اَيْنَ الْمُؤَلَّفَةِ قُلُوبُهُمْ.

میں حمران یا بکیر کے ساتھ امام باقر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا، میں نے امام سے عرض کیا: ہم معیار اور میزان قرار دیتے ہیں جو ہمارے موافق ہے خواہ شیعہ ہو یا غیر شیعہ ان سے دوستی کرتے ہیں اور جو ہمارا مخالف ہے اس سے ہم بیزار ہیں۔

امام باقر علیہ السلام نے فرمایا: اے زرارہ! خدا کا کلام تیری بات سے زیادہ سچا ہے پس جن کے بارے میں خدا فرماتا ہے:

"اِلَّا الْمُسْتَضْعَفِينَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ"[1]

کون ہیں؟ مسلمانوں کا ایک گروہ کہ جن کے اعمال کا انجام خدا کے ہاتھ میں ہے، نہ ان کے لئے قطعی عذاب ہے اور نہ وہ قابل بخشش ہیں اور جو عمل صالح کرتے ہیں اور گناہ بھی کرتے ہیں اور اصحاب اعراف ہیں وہ کہ اگر انہیں کچھ عطا کیا جائے تو اسلام سے محبت کرتے ہیں یہ گروہ کہاں ہے؟[2]

مستضعفین کی مالی حمایت:

روایت ہے کہ:

قِيلَ لَهُ مَنْ يَسْتَحِقُّ الزَّكَاةَ فَقَالَ الْمُسْتَضْعَفُونَ مِنْ شِيعَةِ مُحَمَّدٍ وَ آلِهِ الَّذِينَ لَمْ تَقْوَ بَصَائِرُهُمْ فَاَمَّا مَنْ قَوِيَتْ بَصِيرَتُهُ وَ حَسُنَتْ بِالْوَلَايَةِ لِاَوْلِيَائِهِ وَ الْبَرَاءَةِ مِنْ اَعْدَائِهِ مَعْرِفَتُهُ فَذَلِكَ اَخُو كُمْ فِي الدِّينِ اَمَسُّ بِكُمْ رَحِماً مِنَ الْآبَاءِ وَ الْاُمَّهَاتِ.

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا گیا: زکات کا مستحق کون ہے؟

آپ نے فرمایا: محمد وآل محمد علیہم السلام کے شیعہ مستضعفین جس کی دینی بصیرت پختہ نہیں ہے لیکن جو بابصیرت شیعہ ہیں وہ ہمارے ولایت کو قبول کرتے ہیں اور ہمارے دشمنوں سے بیزار ہوتے ہیں لہٰذا وہ تمہارے دینی بھائی ہیں۔[3]

---

[1] سورۂ نساء: ۹۸

[2] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۲/ ۳۸۲/ باب اصناف الناس..... ص: ۳۸۱

[3] وسائل الشیعۃ/ ج ۹/ ۲۲۹/ ۷- باب عدم جواز دفع الزکاۃ الی المخالف فی الاعتقاد الحق من الاصول کالمجسمۃ والمجبرۃ والواقفیۃ والنواصب ونحوہم..... ص: ۲۲۷

پانچویں فصل:

دشمن افراد

دشمنی کبھی عبادت اور کبھی گناہ شمار ہوتی ہے۔اس لئے قرآن میں اس کا حکم بھی ہوا اور ممانعت بھی کی گئی ہے۔خدا نے مومنین شیطان، منافقین اور ملحد افراد کے بارے میں فرمایا کہ یہ تمہارے دشمن ہیں، شیطان کے بارے میں کہا گیا ہے کہ شیطان تمہارا دشمن ہے۔پس اسے دشمن سمجھو اور منافقین کے بارے میں ہے:

وَاِذَا رَاَيْتَهُمْ تُعْجِبُكَ اَجْسَامُهُمْ ؕ وَاِنْ يَّقُوْلُوْا تَسْمَعْ لِقَوْلِهِمْ ؕ كَاَنَّهُمْ خُشُبٌ مُّسَنَّدَةٌ ؕ يَحْسَبُوْنَ كُلَّ صَيْحَةٍ عَلَيْهِمْ ؕ هُمُ الْعَدُوُّ فَاحْذَرْهُمْ ؕ قٰتَلَهُمُ اللّٰهُ ۚ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ۝۴

اور جب تم ان کو دیکھو گے تو (تناسب اعضا کی وجہ سے) ان کا قد و قامت تمہیں بہت اچھا معلوم ہوگا اور اگر گفتگو کریں گے تو ایسی کہ تم توجہ سے سنو (مگر عقل سے خالی) گویا دیواروں سے لگائی ہوئی بیکار لکڑیاں ہیں ہر چیخ کی آواز کو سنتے ہیں کہ ان پر ہی آپڑی یہ لوگ (تمہارے) دشمن ہیں تم ان سے بچے رہو خدا انہیں مار ڈالے یہ کہاں بہکے پھرتے ہیں۔[1]

چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ملحد افراد سے دشمنی کے بارے میں فرمایا:

قَدْ كَانَتْ لَكُمْ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِيْۤ اِبْرٰهِيْمَ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ ۚ اِذْ قَالُوْا لِقَوْمِهِمْ اِنَّا بُرَءٰٓؤُا مِنْكُمْ وَمِمَّا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۫ كَفَرْنَا بِكُمْ وَبَدَا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةُ وَالْبَغْضَآءُ اَبَدًا حَتّٰى تُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَحْدَهٗۤ اِلَّا قَوْلَ اِبْرٰهِيْمَ لِاَبِيْهِ لَاَسْتَغْفِرَنَّ لَكَ وَمَاۤ اَمْلِكُ لَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ ؕ رَبَّنَا عَلَيْكَ تَوَكَّلْنَا وَاِلَيْكَ اَنَبْنَا وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ ۝۴

(مسلمانو) تمہارے واسطے تو ابراہیمؑ اور ان کے ساتھیوں (کے قول و فعل) کا اچھا نمونہ (موجود) ہے کہ جب انہوں

---

[1] سورۂ منافقون: ۴

نے اپنی قوم سے کہا کہ ہم تم سے اور ان (بتوں) سے جنہیں تم خدا کے سوا پوجتے ہو بیزار ہیں ہم تو تمہارے (دین کے) منکر ہیں اور جب تک تم یکتا خدا پر ایمان نہ لاؤ ہمارے تمہارے درمیان کھلم کھلا عداوت اور دشمنی قائم ہوگئی مگر (ہاں) ابراہیمؑ نے اپنے (منہ بولے) باپ سے یہ (البتہ) کہا تھا کہ میں آپ کے لیے مغفرت کی دعا ضرور کروں گا اور خدا کے سامنے تو میں آپ کے واسطے کچھ اختیار نہیں رکھتا۔ اے ہمارے پالنے والے (خدا) ہم نے تجھی پر بھروسہ کرلیا ہے اور تیری ہی طرف ہم رجوع کرتے ہیں اور تیری ہی طرف (ہمیں) لوٹ کر جانا ہے۔ [1]

اس کے مقابلے میں اولیاء الٰہی اور مومنین سے دشمنی کی مذمت ہوئی ہے اور اس کے بارے میں فرمایا:

اِنَّمَا يُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّوْقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ فِي الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ وَيَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَعَنِ الصَّلٰوةِ ۚ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ ﴿۹۱﴾

شیطان کی تو بس یہی تمنا ہے کہ شراب اور جوئے کی بدولت تم میں باہم عداوت و دشمنی ڈلوا دے اور خدا کی یاد اور نماز سے باز رکھے تو کیا تم اس سے باز آنے والے ہو۔ [2]

اسلام کے دستورات کا محور خدا کے بندوں سے دشمنی سے نفی اور محبت و مودت کا حکم دیا گیا ہے اس لئے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَا عَهِدَ اِلَيَّ جَبْرَئِيلُ عليه السلام فِي شَيْءٍ مَا عَهِدَ اِلَيَّ فِي مُعَادَاةِ الرِّجَالِ.

جبرائیل علیہ السلام نے جتنی دوسروں سے دشمنی نہ کرنے کی تاکید کی اتنی کسی اور چیز کی تاکید نہیں ہوئی۔ [3]

اسی طرح فرمایا:

مَا نُهِيتُ عَنْ شَيْءٍ بَعْدَ عِبَادَةِ الْاَوْثَانِ مَا نُهِيتُ عَنْ مُلَاحَاةِ الرِّجَالِ.

بتوں کی پوجا کی ممانعت کے بعد سب سے زیادہ دشمنی کی نفی کی گئی ہے۔ [4]

ایک اور حدیث میں ہے کہ

مَا اَتَانِي جَبْرَئِيلُ عليه السلام قَطُّ اِلَّا وَعَظَنِي فَآخِرُ قَوْلِهِ لِي اِيَّاكَ وَمُشَارَّةَ النَّاسِ فَاِنَّهَا تَكْشِفُ الْعَوْرَةَ وَتَذْهَبُ بِالْعِزِّ.

جبرائیل علیہ السلام ہمیشہ میرے پاس موعظہ کے لئے آتے ہیں اور اس کے موعظہ کے بعد یہ تھا کہ ایک دوسروں سے دشمنی سے پرہیز کیا جائے کیونکہ اس سے زوال آتا ہے۔ عیب آشکار ہوتے ہیں اور عزت کم ہوجاتی ہے۔ [5]

---

[1] سورۂ ممتحنہ: ۴

[2] سورۂ مائدہ: ۹۱

[3] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۲/ ۳۰۲/ باب المراء والخصومۃ ومعاداۃ الرجال..... ص: ۳۰۰

[4] تحف العقول/ النص/ ۴۲/ وروی عنہ ص فی قصار ہذہ المعانی..... ص: ۳۵

[5] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۲/ ۳۰۲/ باب المراء والخصومۃ ومعاداۃ الرجال..... ص: ۳۰۰

لقمان حکیم نے اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا:

يَابُنَيَّ ..... وَلَا تَتَّخِذْ عَدُوّاً وَاحِداً وَ الْوَاحِدُ كَثِيرٌ

اپنے لئے ایک آدمی کو بھی دشمن نہ بناؤ کہ ایک دشمن بھی بہت ہوتا ہے۔[1]

اقسام دشمن:

اس مطلب کو دو صورتوں میں بیان کیا جائے گا: (۱) دشمن شخص (۲) شخص مکتب اور ہر ایک پر جدا گانہ بحث کرتے ہیں؛

(۱) دشمن شخص:

ان سے مراد وہ افراد ہیں صرف ایک شخص کے ساتھ جھگڑا اور دشمنی کرتا ہے۔ روایات میں ان سے سلوک کے بارے میں نصیحت ہوتی ہے۔ کہ بعض کی طرف ہم اشارہ کرتے ہیں:

عدالت وانصاف:

انسان کو یہ زیب دیتا ہے کہ مسلمان اپنے دشمن سے عادلانہ سلوک کرے اور بے عدالتی سے پرہیز کرے۔

خدا قرآن مجید میں اس کے بارے میں فرماتا ہے:

يَآَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ لِلّٰهِ شُهَدَآءَ بِالْقِسْطِ ۫ وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰٓى اَلَّا تَعْدِلُوْا ؕ اِعْدِلُوْا ۟ هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى ۫ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝۸

اے ایماندار و خدا کی خوشنودی کے لیے انصاف کے ساتھ گواہی دینے کے لیے تیار رہو۔ اور تمہیں کسی قبیلے کی عداوت اس جُرم میں نہ پھنسوا دے کہ تم ناانصافی کرنے لگو (خبردار) بلکہ تم (ہر حال میں) انصاف کرو۔ یہی پرہیز گاری سے بہت قریب ہے۔ اور خدا سے ڈرو۔ کیونکہ جو کچھ تم کرتے ہو (اچھا یا بُرا) خدا اُسے ضرور جانتا ہے۔[2]

حضرت علی علیہ السلام امام حسن علیہ السلام سے فرماتے ہیں:

يَابُنَيَّ أُوصِيكَ بِتَقْوَى اللهِ فِي الْغِنَى وَ الْفَقْرِ ..... وَ بِالْعَدْلِ عَلَى الصَّدِيقِ وَ الْعَدُوِّ.

تمہیں ہر حال میں تقویٰ الٰہی اختیار کرنے کی نصیحت کرتا ہوں۔ خواہ ثروت مند ہو یا فقیر..... دوست و دشمن کے بارے میں عدالت کی سفارش کرتا ہوں۔[3]

امام صادق علیہ السلام نے مومن کے وصف کے بارے میں فرمایا:

---

[1] بحار الانوار (ط-بیروت) / ج ۱۳ / ۴۱۴ / باب ۱۸ قصص لقمان وحکمہ ..... ص: ۴۰۸

[2] سورۂ مائدہ: ۸

[3] تحف العقول / النص / ۸۸ / وصیتہ لابنہ الحسین ع ..... ص: ۸۸

.....لَا يَظْلِمُ الْاَعْدَاءَ.

وہ اپنے دشمنوں پر ظلم نہیں کرتا۔[1]

کتنا اچھا ہے کہ مومن اپنے دشمن سے بھی اچھا اور منصفانہ سلوک کرے۔

حضرت علی علیہ السلام نے اپنے بیٹے محمد بن حنفیہؓ سے فرمایا:

..... وَ ابْذُلْ لِصَدِيقِكَ نَفْسَكَ وَ مَالَكَ ..... وَ لِلْعَامَّةِ بِشْرَكَ وَ مَحَبَّتَكَ وَ لِعَدُوِّكَ عَدْلَكَ وَ اِنْصَافَكَ.

اپنے دوستوں پر جان و مال قربان کرو،.....لوگوں سے دوستی کا اظہار کرو، اور اپنے دشمن سے عدل و انصاف کرو۔[2]

دشمن کے لئے شہادت چھپانے ممانعت:

حضرت علی علیہ السلام نے پرہیزگاروں کے وصف کے بارے میں فرمایا:

.....لَا يُحَدِّثُ بِمَا يُؤْتَمَنُ عَلَيْهِ الْاَصْدِقَاءُ وَلَا يَكْتُمُ شَهَادَتَهُ لِلْاَعْدَاءِ.

جو اسے راز دیا جاتا ہے وہ دوسروں کے سامنے نہیں کہتا اور دشمن کے لئے بھی شہادت کو پنہاں نہیں کرتا۔[3]

عہد سے وفا:

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

اِنْ عَقَدْتَ بَيْنَكَ وَ بَيْنَ عَدُوِّكَ عُقْدَةً اَوْ اَلْبَسْتَهُ مِنْكَ ذِمَّةً فَحُطْ عَهْدَكَ بِالْوَفَاءِ وَ ارْعَ ذِمَّتَكَ بِالْاَمَانَةِ.

اگر اپنے اور دشمن کے درمیان کوئی معاہدہ کرو، یا اسے اپنے دامن میں پناہ دو، تو پھر عہد کی پابندی کرو، وعدہ کا لحاظ رکھو۔[4]

دشمن سے درگزر کرنا:

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

اَكْرِمْ مِنْ وُدَّكَ وَ اصْفَحْ عَنْ عَدُوِّكَ يَتِمَّ لَكَ الْفَضْلِ.

اس کا احترام کر جو تجھ سے دوستی کرتا ہے اور دشمن کو معاف کر دو کہ یہ تیرے لئے فضیلت ہے۔[5]

---

[1] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۲/ ۷۴/ باب خصال المؤمن..... ص: ۷۴

[2] الخصال/ ج ۱/ ۱۴۷/ النہی عن ثلاث خصال..... ص: ۱۴۷

[3] صفات الشیعۃ/ ۲۴/ الحدیث الخامس والثلاثون

[4] نہج البلاغہ عہدنامہ مالک اشتر خط نمبر ۵۳ مترجم مفتی جعفر حسین اعلی اللہ مقامہ

[5] غرر الحکم ودرر الکلم/ ۱۳۸/ ۱۴۴..... ص: ۱۳۸

دشمن کے مقابلے میں حلم وسکوت:

جابرؓ سے روایت ہے کہ:

سَمِعَ اَمِیرُ الْمُؤْمِنِینَ عَلِیُّ بْنُ اَبِی طَالِبٍ علیہ السلام رَجُلًا یَشْتِمُ قَنْبَراً وَ قَدْ رَامَ قَنْبَرٌ اَنْ یَرُدَّ عَلَیْهِ فَنَادَاهُ اَمِیرُ الْمُؤْمِنِینَ عَلِیٌّ علیہ السلام مَهْلًا یَا قَنْبَرُ دَعْ شَاتِمَكَ مُهَاناً تُرْضِ الرَّحْمَنَ وَ تُسْخِطِ الشَّیْطَانَ وَ تُعَاقِبْ عَدُوَّكَ فَوَ الَّذِی فَلَقَ الْحَبَّةَ وَ بَرَاَ النَّسَمَةَ مَا اَرْضَی الْمُؤْمِنُ رَبَّهُ بِمِثْلِ الْحِلْمِ وَ لَا اَسْخَطَ الشَّیْطَانَ بِمِثْلِ الصَّمْتِ وَلَا عُوقِبَ الْاَحْمَقُ بِمِثْلِ السُّكُوتِ عَنْهُ.

حضرت علی علیہ السلام نے یہ سنا کہ کسی آدمی نے قنبر کو گالیاں دیں۔ قنبر چاہتے تھے کہ اس کو جواب دیں۔ حضرت علی علیہ السلام نے قنبر سے فرمایا: اے قنبر خاموش رہو، اس کو چھوڑ دو تا کہ خدا کی رضایت تمہارے شامل حال ہو (کیا) تم شیطان کو غصہ دلانا اور دشمن سے بدلہ لینا چاہتے ہو؟ اس کی قسم! جس نے دانے کو شگاف کیا اور انسان کو خلق فرمایا: مومن حلم جیسی چیز سے اپنے خدا کو خوش کرتا ہے اور خاموشی کے ذریعے احمق کو تکلیف دیتا ہے۔ [1]

مومن کے حقوق سے شکایت:

مومن کی یہ شان نہیں کہ اپنے دشمن کے حقوق کا خیال نہ کرے کیونکہ یہ ظلم ہے اور مومن ظلم سے پرہیز کرتا ہے۔

امام سجاد علیہ السلام نے فرمایا:

اَمَّا حَقُّ الْخَصْمِ الْمُدَّعِی عَلَیْكَ فَاِنْ كَانَ مَا یَدَّعِی عَلَیْكَ حَقّاً كُنْتَ شَاهِدَهُ عَلَی نَفْسِكَ وَ لَمْ تَظْلِمْهُ وَ اَوْفَیْتَهُ حَقَّهُ وَ اِنْ كَانَ مَا یَدَّعِی بَاطِلًا رَفَقْتَ بِهِ وَ لَمْ تَاْتِ فِی اَمْرِهِ غَیْرَ الرِّفْقِ وَ لَمْ تُسْخِطْ رَبَّكَ فِی اَمْرِهِ وَ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللهِ وَ اَمَّا حَقُّ خَصْمِكَ الَّذِی تَدَّعِی عَلَیْهِ فَاِنْ كُنْتَ مُحِقّاً فِی دَعْوَاكَ اَجْمَلْتَ مُقَاوَلَتَهُ وَ لَمْ تَجْحَدْ حَقَّهُ وَ اِنْ كُنْتَ مُبْطِلًا فِی دَعْوَاكَ اتَّقَیْتَ اللهَ عَزَّ وَ جَلَّ وَ تُبْتَ اِلَیْهِ وَ تَرَكْتَ الدَّعْوَی

باقی رہا دشمن کا حق تو اگر اس نے تم پر دعویٰ کیا ہے اور وہ سچا ہے اور اس کا دعویٰ حق ہے تو تم اپنے خلاف اس گواہی کو قبول کرو، اس پر ستم نہ کرو اور اس کا حق ادا کرو اور اگر وہ اپنے دعویٰ میں جھوٹا ہو تو پھر بھی اس سے اچھا برتاؤ کرو اور اس کے علاوہ اس کے نرمی کے سوا کچھ نہ کرو اور اپنے رب کو اس معاملہ میں ناراض نہ کرو کیونکہ کوئی قوت نہیں ہے مگر اللہ کی عطا کردہ اور اگر مدعا علیہ کا حق جس پر تم نے دعویٰ کیا ہے (اس کے مقابلہ میں) تم اپنے دعویٰ میں حق پر ہو تو بھی اس سے اچھی گفتگو کرو اور جہاں اس کا حق ہے اس سے انکار نہ کرو اور اگر تمہارا دعویٰ باطل اور جھوٹا ہے تو اللہ سے ڈرو توبہ کرو اور اپنے دعویٰ سے باز

---

[1] الامالی (للمفید)/ النص/ ۱۱۸/ المجلس الرابع عشر

آجاؤ۔[1]

دشمنی کم ہونے کے عوامل:

اگر مومن کی کسی کے ساتھ دشمنی ہوجائے تو اسے کم کرنے کے لئے سوچنا چاہیے۔

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

كَانَتِ الْحُكَمَاءُ فِيمَا مَضَى مِنَ الدَّهْرِ تَقُولُ يَنْبَغِي اَنْ يَكُونَ الِاخْتِلَافُ اِلَى الْاَبْوَابِ ..... وَ التَّاسِعُ اَبْوَابُ الْاَعْدَاءِ الَّتِي تَسْكُنُ بِالْمُدَارَاةِ غَوَائِلُهُمْ وَ يُدْفَعُ بِالْحِيَلِ وَ الرِّفْقِ وَ اللُّطْفِ وَ الزِّيَارَةِ عَدَاوَتُهُمْ.

حکما کہا کرتے تھے کہ سفر اور ملاقات صرف دس کاموں کے لیے مناسب ہے:.....

درخانہ دشمنانی کہ بمدارای با آنان شرشان دفع می شود و بنرمی وتدبیر وملاطفت ودیدن از آنہا دشمنیشان برطرف میگردد.

نواں سفر؛ دشمنی ختم کرنے کی نیت سے دشمنوں کے گھر تک چل کر جانا اور اس سے نرمی ولطافت سے بات چیت کرنا چاہئے۔[2]

۲۔ مذہبی دشمنی:

شخصی دشمنی سے مذہبی دشمنی زیادہ خطرناک ہوتی ہے، اس لئے خدا قرآن میں فرماتا ہے کہ شیطان تمہارا دشمن ہے[3] پس اسے دشمن سمجھو۔ لہٰذا مذہبی دشمنی سے اچھا برتاؤ اور میل جول رکھیں۔ اس میں ہوشیاری، تدبیر اور بصیرت کی ضرورت ہوتی ہے۔ ہم یہاں پر بعض تدابیر کو بیان کرتے ہیں۔

ہدف نہ چھوڑنا:

خداوند عالم قرآن مجید میں فرماتا ہے:

قَدْ كَانَتْ لَكُمْ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ ۚ اِذْ قَالُوْا لِقَوْمِهِمْ اِنَّا بُرَءٰٓؤُا مِنْكُمْ وَمِمَّا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۡ كَفَرْنَا بِكُمْ وَبَدَا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةُ وَالْبَغْضَآءُ اَبَدًا حَتّٰى تُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَحْدَهٗٓ اِلَّا قَوْلَ اِبْرٰهِيْمَ لِاَبِيْهِ لَاَسْتَغْفِرَنَّ لَكَ وَمَآ اَمْلِكُ لَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ ؕ رَبَّنَا عَلَيْكَ تَوَكَّلْنَا وَاِلَيْكَ اَنَبْنَا وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ ۝۴

---

[1] من لایحضرہ الفقیہ/ ج ۲/ ۶۲۴/ باب الحقوق..... ص:۶۱۸

[2] الخصال/ ج ۲/ ۴۲۶/ ینبغی ان یکون الاختلاف الی الابواب لعشرۃ اوجہ..... ص:۴۲۶

[3] اِنَّ الشَّيْطٰنَ لَكُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوْهُ عَدُوًّا ؕ بے شک شیطان تمہارا دشمن ہے تو تم بھی اسے اپنا دشمن بنائے رہو۔ (سورۂ فاطر:۶)

(مسلمانو) تمہارے واسطے تو ابراہیمؑ اور ان کے ساتھیوں (کے قول وفعل) کا اچھا نمونہ (موجود) ہے کہ جب انہوں نے اپنی قوم سے کہا کہ ہم تم سے اور ان (بتوں) سے جنہیں تم خدا کے سوا پوجتے ہو بیزار ہیں ہم تو تمہارے (دین کے) منکر ہیں اور جب تک تم یکتا خدا پر ایمان نہ لاؤ ہمارے تمہارے درمیان کھلم کھلا عداوت اور دشمنی قائم ہوگئی مگر (ہاں) ابراہیمؑ نے اپنے (منہ بولے) باپ سے یہ (البتہ) کہا تھا کہ میں آپ کے لیے مغفرت کی دعا ضرور کروں گا اور خدا کے سامنے تو میں آپ کے واسطے کچھ اختیار نہیں رکھتا۔ اے ہمارے پالنے والے (خدا) ہم نے تجھی پر بھروسہ کرلیا ہے اور تیری ہی طرف ہم رجوع کرتے ہیں اور تیری ہی طرف (ہمیں) لوٹ کر جانا ہے۔[1]

حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کے پیروکار ہمارے لئے ایک نمونہ ہیں۔ جب انہوں نے کہا: جب تک ایمان نہیں لاؤ گے دشمنی جاری رہے گی کیونکہ کافر سے دشمنی خدا سے جلوۂ محبت ہے۔

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

مَنْ اَحَبَّ کَافِراً فَقَدْ اَبْغَضَ اللهَ وَ مَنْ اَبْغَضَ کَافِراً فَقَدْ اَحَبَّ اللهَ ثُمَّ قَالَ صَدِیقُ عَدُوِّ اللهِ عَدُوُّ اللهِ.

جو شخص کافر کو دوست رکھتا ہے، اس نے خدا سے دشمنی کی ہے اور جو کافر سے نفرت کرتا ہے۔ وہ خدا کو دوست رکھتا ہے۔

پھر فرمایا: خدا کے دشمن کا دوست بے شک خدا کا دشمن ہے۔[2]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اَوْثَقُ عُرَی الْاِیمَانِ الْحُبُّ فِی اللهِ وَ الْبُغْضُ فِی اللهِ وَ تَوَالِی اَوْلِیَاءِ اللهِ وَ التَّبَرِّی مِنْ اَعْدَاءِ اللهِ.

ایمان کا محکم ترین وثوق واعتماد خدا کے لئے محبت ہے اور نفرت خدا کے لئے ہے، خدا کے دوستوں کو دوست رکھنا اور خدا کے دشمنوں سے بیزار ہونا چاہیے۔[3]

دشمن کے مقابلے میں عزت:

مومن ہمیشہ ہر کام کو خدا کی رضایت کے لئے کرتا ہے اور اسی سے مدد مانگتا ہے۔ سختی و پریشانی کے وقت خدا سے طلب رحمت کرتا ہے اور دشمن کے سامنے ہاتھ نہیں پھیلاتا تاکہ اس کی عزت باقی رہے۔ امام باقر علیہ السلام نے اس کے بارے میں فرمایا:

لَا تَسْتَعِنْ بِعَدُوٍّ لَنَا فِی حَاجَةٍ- وَ لَا تَسْتَطْعِمْهُ وَ لَا تَسْأَلْهُ شَرْبَةً.

ضرورت کے وقت ہمارے دشمنوں سے کچھ نہ مانگو اور ان سے کھانے پینے کی اشیاء کا تقاضا نہ کرو۔[4]

---

[1] سورۂ ممتحنہ: ۴

[2] الامالی (للصدوق)/ النص/ ۶۰۵/ المجلس الثامن والثمانون

[3] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۲/ ۱۲۶/ باب الحب فی اللہ والبغض فی اللہ..... ص: ۱۲۴

[4] مشکاۃ الانوار فی غرر الاخبار/ النص/ ۹۹/ الفصل السادس فی کرامۃ المؤمن علی اللہ عزوجل..... ص: ۹۸

دشمن کی چالاکی سے ہوشیار:

دشمن اپنے اہداف کو پانے کے لئے یہ کوشش کرتا ہے کہ معاشرے میں اپنی ثقافت مختلف طریقوں سے مسلمانوں میں رائج کرے جیسے لباس، غذا، برتاؤ۔

مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ اپنے دشمن کو اس کے اہداف میں ناکام کرے۔ لیکن افسوس آج جو انگریز کام کرتے ہیں مسلمان اسے انجام دے کہ فخر محسوس کرتا ہے۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

لَا تَلْبَسُوا لِبَاسَ اَعْدَائِی وَ لَا تَطْعَمُوا مَطَاعِمَ اَعْدَائِی وَ لَا تَسْلُكُوا مَسَالِكَ اَعْدَائِی فَتَكُونُوا اَعْدَائِی كَمَا هُمْ اَعْدَائِی.

میرے دشمنوں کا لباس نہ پہنو، میرے دشمن کی غذا نہ کھاؤ اور ان کے جیسا برتاؤ نہ کرو، اگر کسی نے ایسا کیا تو وہ بھی میرا دشمن ہی شمار ہوگا۔ [1]

دفاعی آمادگی:

مسلمان کو دشمن کے ہر حربے کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار رہنا چاہیے۔ قرآن وسنت میں اس کی بڑی تاکید کی گئی ہے۔

خدا فرماتا ہے:

وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ وَّمِنْ رِّبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُوْنَ بِهٖ عَدُوَّ اللّٰهِ وَعَدُوَّكُمْ وَاٰخَرِيْنَ مِنْ دُوْنِهِمْ ۚ لَا تَعْلَمُوْنَهُمْ ۚ اَللّٰهُ يَعْلَمُهُمْ ؕ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَيْءٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يُوَفَّ اِلَيْكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تُظْلَمُوْنَ ﴿۶۰﴾

اور (مسلمانو) ان کفار کے (مقابلہ کے) واسطے جہاں تک تم سے ہو سکے (اپنے بازو کے) زور سے اور بندھے ہوئے گھوڑوں سے (لڑائی کا) سامان مہیا کرو اس سے خدا کے دشمن اور اپنے دشمن اور اس کے سوا دوسرے لوگوں پر بھی اپنی دھاک بٹھالو گے جنہیں تم نہیں جانتے ہو۔ مگر خدا تو ان کو جانتا ہے۔ اور خدا کی راہ میں تم جو کچھ بھی خرچ کرو گے۔ وہ تم پورا پورا بھر پاؤ گے اور تم پر کسی طرح ظلم نہیں کیا جائے گا۔ [2]

حضرت علی علیہ السلام دشمن سے مقابلہ کی آمادگی کے بارے میں فرماتے ہیں:

اُغْزُوهُمْ قَبْلَ اَنْ يَغْزُوكُمْ فَوَاللّٰهِ مَا غُزِیَ قَوْمٌ قَطُّ فِی عُقْرِ دَارِهِمْ اِلَّا ذَلُّوا.

اس سے پہلے کہ وہ تمہارے ساتھ جنگ کریں تمہیں دفاع کے لئے تیار رہنا چاہیے۔ خدا کی قسم! جو لوگ گھر میں بیٹھ جاتے ہیں وہ ذلیل وخوار ہوتے ہیں۔ [3]

---

[1] عیون اخبار الرضا علیہ السلام/ ج ۲ / ۲۳ / ۳۰ باب فیما جاء عن الرضا عن الاخبار المنثورۃ..... ص:۲

[2] سورۂ انفال:۶۰

[3] نہج البلاغۃ (للصبحی صالح)/ ۶۹ / ۲۹ ۱۳ استنہاض الناس..... ص:۶۹

امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے:

جَاءَ رَجُلٌ اِلَی النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فَنَظَرَ فِی الشَّیْبِ فِی لِحْیَتِهٖ فَقَالَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نُورٌ مَنْ شَابَ شَیْبَةً فِی الْاِسْلَامِ کَانَتْ لَهٗ نُوراً یَوْمَ الْقِیَامَةِ قَالَ فَخَضَبَ الرَّجُلُ بِالْحِنَّاءِ ثُمَّ جَاءَ اِلَی النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فَلَمَّا رَاَی الْخِضَابَ قَالَ نُورٌ وَ اِسْلَامٌ قَالَ فَخَضَبَ الرَّجُلُ بِالسَّوَادِ فَقَالَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نُورٌ وَ اِسْلَامٌ وَ اِیمَانٌ وَ مَحَبَّةٌ اِلَی نِسَائِکُمْ وَ رَهْبَةٌ فِی قُلُوبِ عَدُوِّکُمْ.

ایک شخص رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آیا، حضرت نے اس کی سفید ریش کو دیکھا اور فرمایا: نور ہے، جو شخص اسلام میں اپنی ریش کو سفید کرتا ہے روز قیامت اس کے لئے نور ہے۔ اس مرد نے مہندی سے داڑھی کو خضاب کیا۔ پھر رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آیا، حضرت نے اس کا خضاب دیکھ کر فرمایا: نور اور اسلام ہے اس مرد نے دوبارہ سیاہ رنگ کا خضاب کیا۔ آنحضرتؐ نے فرمایا: خضاب نور و ایمان اور اسلام ہے اس سے بیوی سے محبت ہوتی ہے اور دشمن کے دل میں خوف رہتا ہے۔[1]

دشمن سے تقیہ:

مومن کے لئے شائستہ ہے کہ جب دشمن حاکم ہوں تو جان و مال و ناموس کی حفاظت کے لئے تقیہ کرے۔ سوائے اس کے کہ دین خطرے میں ہو یعنی پھر تقیہ نہیں کرنا چاہیے کیونکہ دین خدا نابود ہو جاتا ہے۔ خدا قرآن میں فرماتا ہے:

لَا یَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُوْنَ الْکٰفِرِیْنَ اَوْلِیَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِیْنَ ۚ وَمَنْ یَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَلَیْسَ مِنَ اللّٰهِ فِیْ شَیْءٍ اِلَّآ اَنْ تَتَّقُوْا مِنْهُمْ تُقٰىةً ؕ وَیُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهٗ ؕ وَاِلَی اللّٰهِ الْمَصِیْرُ.

مومنین مومنین کو چھوڑ کے کافروں کو اپنا سرپرست نہ بنائیں۔ اور جو ایسا کرے گا تو اُس کا خدا سے کچھ سروکار نہیں مگر (اس قسم کی تدبیروں سے) کسی طرح ان (کے شر) سے بچنا چاہو تو (خیر) اور خدا تم کو اپنے ہی سے ڈراتا ہے اور خدا ہی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔[2]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

کَظْمُ الْغَیْظِ عَنِ الْعَدُوِّ فِی دَوْلَاتِهِمْ تَقِیَّةٌ حَزْمٌ لِمَنْ اَخَذَ بِهٖ وَ تَحَرُّزٌ مِنَ التَّعَرُّضِ لِلْبَلَاءِ فِی الدُّنْیَا وَ مُعَانَدَةُ الْاَعْدَاءِ فِی دَوْلَاتِهِمْ وَ مُمَاظَّتُهُمْ فِی غَیْرِ تَقِیَّةٍ تَرْكُ اَمْرِ اللّٰهِ فَجَامِلُوا النَّاسَ یَسْمَنْ ذٰلِكَ لَكُمْ عِنْدَهُمْ وَ لَا تُعَادُوهُمْ فَتَحْمِلُوهُمْ عَلَی رِقَابِكُمْ فَتَذِلُّوا.

جن دشمنوں کی سلطنت میں تم ہو ان کے مظالم پر غصہ پینا احتیاطی تقیہ ہے خصوصاً اس کے لئے جو گرفتار بلا ہو اور بلائے کے پیش آنے سے اور صاحبان حکومت (جو دشمن ہیں ان) کی دشمنی سے بچنے کے لئے اور ان کی دشمنی کا اظہار بغیر تقیہ کے امر

---

[1] مکارم الاخلاق/ ۷۹ / الفصل الثانی فی الخضاب بالسواد..... ص:۷۹

[2] سورۂ عمران:۲۸

خدا کا کرنا ہے ایسے لوگوں سے میانہ روی کے ساتھ سلوک کرو تا کہ تمہاری یہ روش ان کے نزدیک وزن دار بنے تم ان سے کھلم کھلا دشمنی نہ کرو ورنہ تم ان کو اپنی گردنوں پر سوار کر کے ذلیل ہو جاؤ گے۔[1]

ایک اور حدیث میں فرمایا:

اَلْمُؤْمِنُ مُجَاهِدٌ لِاَنَّهُ يُجَاهِدُ اَعْدَاءَ اللهِ تَعَالَى فِي دَوْلَةِ الْبَاطِلِ بِالتَّقِيَّةِ وَ فِي دَوْلَةِ الْحَقِّ بِالسَّيْفِ.

وہ مومن مجاہد ہے کیونکہ خدا کے دشمنوں اور باطل حکومت کے دوران تقیہ کرتا ہے اور حق کی حکومت میں تلوار سے لڑتا ہے۔[2]

تجاوز دشمن سے دفاع کا ثواب:

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

مَنْ رَدَّ عَنِ الْمُسْلِمِينَ ..... عَادِيَةَ عَدُوٍّ مُكَابِرٍ لِلْمُسْلِمِينَ غَفَرَ اللهُ لَهُ ذَنْبَهُ.

جو شخص بھی ظالم دشمن کے مقابل ..... مسلمانوں کا دفاع کرتا ہے۔ خداوند عالم اس کے گناہ بخش دیتا ہے۔[3]

شر دشمن کو دفع کرنے کی دعا:

مومن کے لئے ضروری ہے کہ وہ ذاتی اور مذہبی دشمنی کا دفاع کرے۔ تدبیر سوچے اور دعا کرے۔

جیسے امام سجاد علیہ السلام کی مندرجہ ذیل دعا ہے:

① اِلٰهِي هَدَيْتَنِي فَلَهَوْتُ، وَ وَعَظْتَ فَقَسَوْتُ، وَ اَبْلَيْتَ الْجَمِيلَ فَعَصَيْتُ، ثُمَّ عَرَفْتُ مَا اَصْدَرْتَ اِذْ عَرَّفْتَنِيهِ، فَاسْتَغْفَرْتُ فَاَقَلْتَ، فَعُدْتُ فَسَتَرْتَ، فَلَكَ اِلٰهِي الْحَمْدُ.

(۱) خدایا! تو نے مجھے ہدایت دی مگر میں غافل رہا اور تو نے مجھے نصیحت کی لیکن میں سنگدلی کا شکار رہا تو نے بہترین نعمتیں دی مگر میں نافرمانی کرتا رہا اس کے بعد جب تیرے پہچنوانے سے میں نے تیرے حکم توبہ کو پہچان کر استغفار کیا تو تو نے معاف بھی کر دیا پھر میں نے دوبارہ جو گناہ کیا اور تو نے اس پر بھی پردہ ڈال دیا تو مالک اب ساری تعریف تیرے ہی لئے ہے۔

② تَقَحَّمْتُ اَوْدِيَةَ الْهَلَاكِ، وَ حَلَلْتُ شِعَابَ تَلَفٍ، تَعَرَّضْتُ فِيهَا لِسَطَوَاتِكَ وَ بِحُلُولِهَا عُقُوبَاتِكَ.

(۲) کہ میں ہلاکت کی وادیوں میں کود پڑا اور بربادی کے گڑھوں میں گر پڑا جن کی بنا پر تیرے عذاب کا سامنا ہے تیرے غضب کے نازل ہونے کا مستحق ہو گیا ہوں۔

---

[1] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۲/ ۱۰۹/ باب کظم الغیظ ص:۱۰۹

[2] علل الشرائع/ ج ۲/ ۴۶۷/ ۲۲۲ باب النوادر ص:۴۶۰

[3] بحار الانوار (ط-بیروت)/ ج ۷۲/ ۲۰/ باب ۳۳ نصر الضعفاء والمظلومین واغاثتہم وتفریج کرب المؤمنین وردالعادیۃ عنہم وسترعیوبہم ص:۱۷

③ وَ وَسِيلَتِي إِلَيْكَ التَّوْحِيدُ، وَ ذَرِيعَتِي أَنِّي لَمْ أُشْرِكْ بِكَ شَيْئاً، وَ لَمْ أَتَّخِذْ مَعَكَ إِلَهاً، وَ قَدْ فَرَرْتُ إِلَيْكَ بِنَفْسِي، وَ إِلَيْكَ مَفَرُّ الْمُسِيءِ، وَ مَفْزَعُ الْمُضَيِّعِ لِحَظِّ نَفْسِهِ الْمُلْتَجِئِ.

(۳) تو اب میرا وسیلہ تیری بارگاہ میں صرف تیری توحید ہے کہ میں نے کسی کو تیرا شریک نہیں بنایا اور دوسرا کوئی خدا اختیار نہیں کیا، میں اپنی جان لے کر تیری طرف بھاگ کر آ گیا ہوں اور ہر عمل بھاگ کر تیری طرف آتا ہے اور ہر اپنے برباد کرنے والے کی بازگشت تیری ہی طرف ہوتی ہے۔

④ فَكَمْ مِنْ عَدُوٍّ انْتَضَى عَلَيَّ سَيْفَ عَدَاوَتِهِ، وَ شَحَذَ لِي ظُبَةَ مُدْيَتِهِ، وَ أَرْهَفَ لِي شَبَا حَدِّهِ، وَ دَافَ لِي قَوَاتِلَ سُمُومِهِ، وَ سَدَّدَ نَحْوِي صَوَائِبَ سِهَامِهِ، وَ لَمْ تَنَمْ عَنِّي عَيْنُ حِرَاسَتِهِ، وَ أَضْمَرَ أَنْ يَسُومَنِي الْمَكْرُوهَ، وَ يُجَرِّعَنِي زُعَاقَ مَرَارَتِهِ.

(۴) کتنے ہی دشمن ہیں جنھوں نے دشمنی کی تلوار کھینچی اور اپنی چھڑی کی دھار کو تیز کر لیا اور اپنی سختیوں کی باڑھ کو تیز تر بنا لیا اور میرے لئے قاتل زہر پانی میں ملا دیا اور ایک لمحہ کے لئے بھی ان کے تعاقب کی نگاہیں غافل نہیں ہوئیں اور وہ دل یہ عزم لئے رہے کہ مجھے ناخوشگوار حالات میں مبتلا کر دیں اور اپنی تلخیوں کے گھونٹ پلا دیں

⑤ فَنَظَرْتَ يَا إِلَهِي إِلَى ضَعْفِي عَنِ احْتِمَالِ الْفَوَادِحِ، وَ عَجْزِي عَنِ الِانْتِصَارِ مِمَّنْ قَصَدَنِي بِمُحَارَبَتِهِ، وَ وَحْدَتِي فِي كَثِيرِ عَدَدِ مَنْ نَاوَانِي، وَ أَرْصَدَ لِي بِالْبَلَاءِ فِيمَا لَمْ أُعْمِلْ فِيهِ فِكْرِي.

(۵) لیکن جب پروردگار تو نے دیکھا کہ میں ان سنگینیوں کو برداشت کرنے سے کمزور ہوں اور آمادہ جنگ افراد کے مقابلہ سے قاصر ہوں اور دشمنوں اور مجھے نشانہ ستم بنانے والوں کی کثیر تعداد کے سامنے اکیلا ہوں تو میں نے تو اس سلسلہ میں کچھ سوچا بھی نہیں تھا۔

⑥ فَابْتَدَأْتَنِي بِنَصْرِكَ، وَ شَدَدْتَ أَزْرِي بِقُوَّتِكَ، ثُمَّ فَلَلْتَ لِي حَدَّهُ، وَ صَيَّرْتَهُ مِنْ بَعْدِ جَمْعٍ عَدِيدٍ وَحْدَهُ، وَ أَعْلَيْتَ كَعْبِي عَلَيْهِ، وَ جَعَلْتَ مَا سَدَّدَهُ مَرْدُوداً عَلَيْهِ، فَرَدَدْتَهُ لَمْ يَشْفِ غَيْظَهُ، وَ لَمْ يَسْكُنْ غَلِيلُهُ، قَدْ عَضَّ عَلَى شَوَاهُ وَ أَدْبَرَ مُوَلِّياً قَدْ أَخْلَفَتْ سَرَايَاهُ.

(۶) لیکن تو نے بلا کہے ہماری مدد کر دی اور میری کمر کو مضبوط کر دیا میری خاطر دشمن کی باڑھ کو کند کر دیا اور اسے کثیر لشکر جمع کرنے کے بعد بھی اکیلا بنا دیا اور میرے پایہ کو اس سے بلند تر بنا دیا اور جس تیر کا رخ اس نے میری طرف کیا تھا اسے اس طرف پلٹا دیا کہ نہ اس کا غصہ فرو ہو سکا اور نہ اس کے دل کی آگ ٹھنڈی ہو سکی اس نے اپنی ہی بوٹیاں کاٹ لیں اور اس طرح ناکام ہو کر منہ پھرایا کہ اسکے لشکروں نے بھی اس سے غداری کر دی۔

⑦ وَ كَمْ مِنْ بَاغٍ بَغَانِي بِمَكَايِدِهِ، وَ نَصَبَ لِي شَرَكَ مَصَايِدِهِ، وَ وَكَّلَ بِي تَفَقُّدَ رِعَايَتِهِ، وَ أَضْبَأَ إِلَيَّ إِضْبَاءَ السَّبُعِ لِطَرِيدَتِهِ انْتِظَاراً لِانْتِهَازِ الْفُرْصَةِ لِفَرِيسَتِهِ، وَ هُوَ يُظْهِرُ لِي بَشَاشَةَ الْمَلَقِ، وَ يَنْظُرُنِي عَلَى شِدَّةِ الْحَنَقِ.

(۷) اور کتنے ہی ایسے باغی ہیں جنھوں نے اپنی مکاریوں سے مجھ پر ظلم کیا شکاری جال میری راہ میں بچھائے اور اپنی نگاہ غضب کا مجھ پر پہرہ لگایا اور اس طرح گھات لگا کر بیٹھ گئے جس طرح کوئی درندہ اپنے شکار کے انتظار میں بیٹھتا ہے کہ کب موقع ملے اور اسے پھاڑ ڈالے اور اس کے بعد بھی میرے سامنے خوشامدی مسرت کا اظہار کرتے رہے اور انتہائی کینہ ور نظروں سے دیکھتے رہے۔

⑧ فَلَمَّا رَاَیْتَ یَا اِلٰهِی تَبَارَکْتَ وَ تَعَالَیْتَ دَخَلَ سَرِیرَتِهِ، وَ قُبْحَ مَا انْطَوَی عَلَیهِ، اَرْکَسْتَهُ لِاُمِّ رَاْسِهِ فِی زُبْیَتِهِ، وَ رَدَدْتَهُ فِی مَهْوَی حُفْرَتِهِ، فَانْقَمَعَ بَعْدَ اسْتِطَالَتِهِ ذَلِیلًا فِی رِبَقِ حِبَالَتِهِ الَّتِی کَانَ یُقَدِّرُ اَنْ یَرَانِی فِیهَا، وَ قَدْ کَادَ اَنْ یَحُلَّ بِی لَوْ لَا رَحْمَتُکَ مَا حَلَّ بِسَاحَتِهِ.

(۸) مگر جب خدا نے بابرکت اور بلند و برتر ہستی کی بنا پر اس کی اندرونی خباثت کو دیکھ لیا اور یہ دیکھ لیا کہ وہ کیا برتر جذبات اپنے اندر چھپائے ہوئے ہیں تو تو نے انھیں سر کے بل گڑھے میں اُلٹ دیا اور ان کے کھودے ہوئے ہلاکت کے غار میں لپٹا دیا۔

⑨ وَ کَمْ مِنْ حَاسِدٍ قَدْ شَرِقَ بِی بِغُصَّتِهِ، وَ شَجِیَ مِنِّی بِغَیْظِهِ، وَ سَلَقَنِی بِحَدِّ لِسَانِهِ، وَ وَحَرَنِی بِقَرْفِ عُیُوبِهِ، وَ جَعَلَ عِرْضِی غَرَضاً لِسَهَامِهِ، وَ قَلَّدَنِی خِلَالًا لَمْ تَزَلْ فِیهِ، وَ وَحَرَنِی بِکَیْدِهِ، وَ قَصَدَنِی بِمَکِیدَتِهِ.

(۹) اب وہ اپنے غرور و سربلندی کا مظاہرہ کرنے کے بعد ذلیل ہو کر اس پھندے میں گرفتار ہو گئے ہیں جس میں مجھے دیکھنے کا منصوبہ بنا رہے تھے اور قریب تھا کہ تیری رحمت شامل حال نہ ہوتی تو جو بلا ان کے غیظ کی بنا پر گلے میں غصہ کا پھندہ پڑ گیا مجھے اپنی زبان کی تیزی سے ستاتے رہے اور تیروں کا نشانہ بناتے رہے اور اپنی عادتوں کو میرے سر منڈھتے رہے، اپنی مکاریوں سے مجھے تپاتے رہے اور اپنی چال بازیوں کا نشانہ مجھے بناتے رہے۔

⑩ فَنَادَیْتُکَ یَا اِلٰهِی مُسْتَغِیثاً بِکَ، وَاثِقاً بِسُرْعَةِ اِجَابَتِکَ، عَالِماً اَنَّهُ لَا یُضْطَهَدُ مَنْ اَوَی اِلَی ظِلِّ کَنَفِکَ، وَ لَا یَفْزَعُ مَنْ لَجَاَ اِلَی مَعْقِلِ انْتِصَارِکَ، فَخَصَّنْتَنِی مِنْ بَاْسِهِ بِقُدْرَتِکَ.

(۱۰) لیکن جب میں نے تجھے فریاد کر کے پکارا اس اعتماد کے ساتھ کہ تو فوراً قبول کر لے گا اور اس کے یقین کے ساتھ جو تیرے سایۂ رحمت میں آ جائے اسے کوئی پامال نہیں کر سکتا اور جو تیری کمک کی پناہ گاہ میں پناہ لے لے وہ پریشان نہیں ہوتا تو تو نے اپنی قدرت کے سہارے اس کو حملوں سے بچایا۔

⑪ وَ کَمْ مِنْ سَحَائِبِ مَکْرُوهٍ جَلَّیْتَهَا عَنِّی، وَ سَحَائِبِ نِعَمٍ اَمْطَرْتَهَا عَلَیَّ، وَ جَدَاوِلِ رَحْمَةٍ نَشَرْتَهَا، وَ عَافِیَةٍ اَلْبَسْتَهَا، وَ اَعْیُنِ اَحْدَاثٍ طَمَسْتَهَا، وَ غَوَاشِی کُرُبَاتٍ کَشَفْتَهَا.

(۱۱) اسی طرح کتنے ہی مصیبتوں کے بادل تھے جنھیں تو نے چھانٹ دیا اور کتنے ہی نعمتوں کے ابر کرم تھے جنھیں برسا دیا، کتنی نعمت کی نہریں تھیں جنھیں جاری کر دیا اور کتنی ہی عافیت کے لباس تھے جنھیں پہنا دیا، کتنی ہی حوادث کی آنکھیں تھیں

جنھیں پھوڑ دیا اور کتنے ہی رنج وغم کے پردے تھے جنھیں اٹھا دیا۔

⑫ وَ كَمْ مِنْ ظَنٍّ حَسَنٍ حَقَّقْتَ، وَ عَدَمٍ جَبَرْتَ، وَ صَرْعَةٍ اَنْعَشْتَ، وَ مَسْكَنَةٍ حَوَّلْتَ.

(۱۲) کتنے ہی حسن ظن تھے جنھیں حقیقت بنا دیا اور کتنے ہی فقر و فاقہ کے حالات تھے جن کی اصلاح کر دی اور ہلاکت سے بچایا اور مسکنت کو بے نیازی میں تبدیل کر دیا۔

⑬ كُلُّ ذٰلِكَ اِنْعَاماً وَ تَطَوُّلًا مِنْكَ، وَ فِي جَمِيعِهِ اِنْهِمَاكاً مِنِّي عَلَى مَعَاصِيكَ، لَمْ تَمْنَعْكَ اِسَاءَتِي عَنْ اِتْمَامِ اِحْسَانِكَ، وَ لَا حَجَرَنِي ذٰلِكَ عَنِ ارْتِكَابِ مَسَاخِطِكَ، لَا تُسْاَلُ عَمَّا تَفْعَلُ.

(۱۳) یہ سب تیرا فضل وکرم وانعام تھا اور سب کے مقابلہ میں میری طرف سے صرف گناہوں میں انہماک ہی دیکھنے میں آیا لیکن نہ میری برائیاں تجھے احسانات کی تکمیل سے روک سکیں اور نہ تیرا کرم مجھے نافرمانیوں کے ارتکاب سے روک سکا اور اگر چہ تجھ سے کسی عمل کے بارے میں باز پرس نہیں ہوسکتی ہے۔

⑭ وَ لَقَدْ سُئِلْتَ فَاَعْطَيْتَ، وَ لَمْ تُسْاَلْ فَابْتَدَاْتَ، وَ اسْتُمِيحَ فَضْلُكَ فَمَا اَكْدَيْتَ، اَبَيْتَ يَا مَوْلَايَ اِلَّا اِحْسَاناً وَ امْتِنَاناً وَ تَطَوُّلًا وَ اِنْعَاماً، وَ اَبَيْتُ اِلَّا تَقَحُّماً لِحُرُمَاتِكَ، وَ تَعَدِّياً لِحُدُودِكَ، وَ غَفْلَةً عَنْ وَعِيدِكَ، فَلَكَ الْحَمْدُ اِلٰهِي مِنْ مُقْتَدِرٍ لَا يُغْلَبُ، وَ ذِي اَنَاةٍ لَا يَعْجَلُ.

(۱۴) لیکن تجھ سے مانگا گیا تو تو نے دے دیا اور نہیں مانگا گیا تو بھی ازخود عنایت کر دیا، تجھ سے فضل وکرم کی درخواست کی گئی تو تو نے بخل سے کام نہیں لیا گویا میرے مالک تجھے احسان، فضل، منت وکرم اور انعام کے علاوہ ہر چیز سے انکار ہے اور مجھے تیرے محرمات میں کود پڑنے، تیرے حدود سے تجاوز کر جانے اور تیرے عذاب سے غفلت کے علاوہ ہر شے سے انکار ہے۔ تیرے لئے حمد ہے میرے پروردگار کہ تو وہ صاحب اقتدار ہے جو مغلوب نہیں ہوتا اور وہ بردبار ہے جو عجلت سے کام نہیں لیتا ہے۔

⑮ هٰذَا مَقَامُ مَنِ اعْتَرَفَ بِسُبُوغِ النِّعَمِ، وَ قَابَلَهَا بِالتَّقْصِيرِ، وَ شَهِدَ عَلَى نَفْسِهِ بِالتَّضْيِيعِ.

(۱۵) یہ اس بندہ کا موقف ہے جسے اس بات کا اعتراف ہے کہ تو نے مکمل نعمتیں دی ہیں اور اس نے کوتاہی کی ہے اور پھر اپنے نفس کی بربادی کا خود گواہ ہے۔

⑯ اَللّٰهُمَّ فَاِنِّي اَتَقَرَّبُ اِلَيْكَ بِالْمُحَمَّدِيَّةِ الرَّفِيعَةِ، وَ الْعَلَوِيَّةِ الْبَيْضَاءِ، وَ اَتَوَجَّهُ اِلَيْكَ بِهِمَا اَنْ تُعِيذَنِي مِنْ شَرِّ كَذَا وَ كَذَا، فَاِنَّ ذٰلِكَ لَا يَضِيقُ عَلَيْكَ فِي وُجْدِكَ، وَ لَا يَتَكَاَّدُكَ فِي قُدْرَتِكَ وَ اَنْتَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ

(۱۶) خدایا! میں تجھ سے قریب ہونا چاہتا ہوں قریب ترین محمدیت اور روشن ترین علویت کے ذریعہ اور ان دونوں کو واسطہ قرار دے کہ تیری طرف متوجہ ہوں کہ تو مجھے ہر ایک شے سے بچالے گا کہ کام تیرے کرم کی بارگاہ میں تنگی نہیں پیدا کر سکتا ہے تیری قدرت کو تھکا نہیں سکتا ہے اور ہر شے پر قادر ہے۔

⑰ فَهَبْ لِي يَا إِلَهِي مِنْ رَحْمَتِكَ وَ دَوَامِ تَوْفِيقِكَ مَا أَتَّخِذُهُ سُلَّماً أَعْرُجُ بِهِ إِلَى رِضْوَانِكَ، وَ آمَنُ بِهِ مِنْ عِقَابِكَ، يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ.

(۱۷) لہٰذا خدایا! مجھے اپنی رحمت اور دائمی توفیق کی بنا پر وسیلہ قرار دے دے جس کو زینہ بنا کر میں تیری رضا کی بلندی تک پہنچ جاؤں اور تیرے عذاب سے امان حاصل کرلوں، اے بہترین رحم کرنے والے۔ [1]

[1] صحیفہ سجادیہ دعا نمبر ۴۹

چھٹی فصل:

معاشرے کے افراد

حسن خلق ومعاشرے کے بارے میں نکات:

حسن خلق خدا کے نزدیک محبوب ترین وبہترین عمل ہے۔پس یہ واجبات الٰہی مین سے ہے۔

روایات کی روشنی میں یہ صفت نہ صرف لوگوں کے آباد ہونے کا موجب اور روزی میں اضافے کا باعث اور پسندیدہ عمل ہے بلکہ یہ انسانی نجات کا موجب، اس کے گناہوں کی مغفرت، اور روزِ قیامت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قرب اور ان کی شفاعت کے حصول کا باعث ہے۔

اسلامی تہذیب وتمدن میں حسن اخلاق سے رحمت الٰہی شامل حال ہوتی ہے۔خدا نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے خطاب میں حسن خلق کا بہترین نمونہ عمل کے طور پر یاد کیا ہے۔

وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ.[1]

اور بے شک تمہارے اخلاق بڑے (اعلیٰ درجہ کے) ہیں۔

فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ ۚ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ.[2]

خدا کی ایک مہربانی ہے کہ تم (سا) نرم دل (سردار) ان کو ملا اور تم اگر بدمزاج اور سخت دل ہوتے تب تو یہ لوگ (خدا جانے کب کے) تمہارے گرد سے تتّر بتّر ہو گئے ہوتے۔

---

[1] سورۂ قلم: ۴

[2] سورۂ آل عمران: ۱۵۹

حسن خلق کا شمار نفسانی فضائل میں ہوتا ہے۔ انسان تبسم اور ظاہری خندہ پیشانی سے مادی منافع حاصل کرتا ہے اور بعض اوقات مادی نفع کے حصول کے لئے انسان دکھاوے کے طور پر اخلاق سے پیش آتا ہے ان دونوں میں فرق ہے۔

اس حصے کی بحث تین موضوعات پر مشتمل ہے:

(۱) خندہ پیشانی (۲) خوش اخلاقی (۳) اچھا کردار

امام صادق علیہ السلام نے ان تینوں موضوعات کو حسن خلق کے باب میں ذکر فرمایا ہے۔[۱] یہاں پر خوش اخلاقی کے آثار، اہمیت اور ثواب کے علاوہ بداخلاقی کے انجام کو روایات کی روشنی میں بیان کیا گیا ہے۔ اکثر ایسی احادیث ذکر ہوتی ہیں جن میں ہم جنس کی اخلاقیات کو مدنظر رکھا گیا ہے۔

حسن خلق کی اہمیت:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَا يُوضَعُ فِي مِيزَانِ امْرِءٍ-يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَفْضَلُ مِنْ حُسْنِ الْخُلُقِ.

قیامت کے دن حسن خلق سے بہتر انسان کے نامہ اعمال میں کوئی چیز نہ ہوگی۔[۲]

نیز فرمایا:

مَا مِنْ شَيْءٍ أَثْقَلَ فِي الْمِيزَانِ مِنْ حُسْنِ الْخُلُقِ.

ترازو عمل میں حسن خلق سے وزنی چیز کوئی نہیں ہے۔[۳]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

مَا يُقَدِّمُ الْمُؤْمِنُ عَلَى اللهِ عَزَّ وَ جَلَّ بِعَمَلٍ بَعْدَ الْفَرَائِضِ أَحَبَّ إِلَى اللهِ تَعَالَى مِنْ أَنْ يَسَعَ النَّاسَ بِخُلُقِهِ.

مومن واجبات کی ادائیگی کے بعد کوئی بھی عمل حسن خلق سے برتر بارگاہِ خداوند عالم میں پیش نہیں کرتا۔[۴]

---

[۱] تُلِينُ جَانِبَكَ وَ تُطِيبُ كَلَامَكَ وَ تَلْقَى أَخَاكَ بِبِشْرٍ حَسَنٍ. (من لایحضرہ الفقیہ/ ج ۴/ ۴۱۲/ ومن الفاظ رسول اللہ ص الموجزۃ التی لم یسبق الیہا..... ص:۳۷۶)

[۲] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۲/ ۹۹/ باب حسن الخلق..... ص:۹۹

[۳] عیون اخبار الرضا علیہ السلام/ ج ۲/ ۳۷/ ۳۱ باب فیما جاء عن الرضا ع من الاخبار المجموعۃ..... ص:۲۴

[۴] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۲/ ۱۰۰/ باب حسن الخلق..... ص:۹۹

خوش اخلاقی کے فوائد:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

اَلْبِرُّ وَحُسْنُ الْخُلُقِ یَعْمُرَانِ الدِّیَارَ وَیَزِیدَانِ فِی الْاَعْمَارِ.

نیکی وخوش اخلاقی دنیا کو آباد کرتی ہے اور نیکی سے انسان کی زندگی میں اضافہ ہوتا ہے۔[1]

اسی طرح آپؑ نے فرمایا:

حُسْنُ الْخُلُقِ یَزِیدُ فِی الرِّزْقِ.

خوش اخلاقی سے روزی میں اضافہ ہوتا ہے۔[2]

نیز فرمایا:

حُسْنُ الْخُلُقِ مَجْلَبَةٌ لِلْمَوَدَّةِ.

خوش اخلاقی دوستی کا عامل ہے۔[3]

خوش اخلاقی کا ثواب:

قرب الٰہی:

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

لَا قُرْبَ کَحُسْنِ الْخُلُقِ.

قرب الٰہی کے لئے خوش اخلاقی سے بڑھ کر کوئی چیز نہیں ہے۔[4]

روایت ہے کہ

سُئِلَ رَسُولُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عَنْ اَکْثَرِ مَا یُدْخَلُ بِہِ الْجَنَّةُ قَالَ تَقْوَی اللّٰہِ وَحُسْنُ الْخُلُقِ.

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا گیا: کون سی چیز زیادہ جنت کا موجب ہوتی ہے۔
آپ نے فرمایا: تقویٰ الٰہی اور خوش اخلاقی۔[5]

---

[1] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۲/ ۱۰۰/ باب حسن الخلق..... ص:۹۹
[2] مشکاۃ الانوار فی غرر الاخبار/ النص/ ۲۲۱/ الفصل الاول فی حسن الخلق..... ص:۲۲۱
[3] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۱/ ۲۷/ کتاب العقل والجہل..... ص:۱۰
[4] مشکاۃ الانوار فی غرر الاخبار/ النص/ ۲۲۳/ الفصل الاول فی حسن الخلق..... ص:۲۲۱
[5] عیون اخبار الرضا علیہ السلام/ ج۲/ ۳۸/ ۳۱ باب فیما جاء عن الرضا ع من الاخبار المجموعۃ..... ص:۲۴

قرب رسولؐ:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اِنَّ اَقْرَبَكُمْ مِنِّي غَداً وَ اَوْجَبَكُمْ عَلَيَّ شَفَاعَةً اَصْدَقُكُمْ لِساناً وَ اَدَّاكُمْ لِلْاَمَانَةِ وَ اَحْسَنُكُمْ خُلُقاً وَ اَقْرَبُكُمْ مِنَ النَّاسِ.

میرے نزدیک ترین وہ شخص ہے اور روز قیامت اسے شفاعت نصیب ہوگی جو زیادہ سچا، امانت دار، خوش اخلاق ترین اور لوگوں کے بھی زیادہ قریب ہے۔ [1]

گناہ کی معافی:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

اَرْبَعٌ مَنْ كُنَّ فِيهِ كَمَلَ اِيمَانُهُ، وَ اِنْ كَانَ مِنْ قَرْنِهِ اِلى قَدَمِهِ ذُنُوباً لَمْ يَنْقُصْهُ ذٰلِكَ، قَالَ: وَ هُوَ: الصِّدْقُ، وَ اَدَاءُ الْاَمَانَةِ، وَ الْحَيَاءُ، وَ حُسْنُ الْخُلُقِ.

چار چیزیں ایسی ہیں کہ جس شخص میں بھی ہوں اس کا ایمان کامل ہوگا اگرچہ سرتاپا گناہوں میں ڈوبا ہوا ہو۔ اس کی قدر کو کم نہ کرو، (۱) سچائی، (۲) امانتداری، (۳) حیا اور (۴) خوش اخلاقی اس کی صفات ہیں۔ [2]

نکتہ:

اس حدیث کا پیغام یہ ہے کہ یہ چار قسم کی صفات جس میں ہوں تو وہ شخص گناہ سے بچتا ہے اور اس کا ایمان کامل ہوتا ہے،

نماز و روزہ کا ثواب:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اِنَّ الْعَبْدَ لَيَنَالُ بِحُسْنِ خُلُقِهِ دَرَجَةَ الصَّائِمِ الْقَائِمِ.

مومن انسان حسن اخلاق سے روزہ دار اور شب بیدار کے درجات کو حاصل کرسکتا ہے۔ [3]

جہاد کا ثواب:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

اِنَّ اللهَ تَبَارَكَ وَ تَعَالَى لَيُعْطِي الْعَبْدَ مِنَ الثَّوَابِ عَلَى حُسْنِ الْخُلُقِ كَمَا يُعْطِي الْمُجَاهِدَ فِي سَبِيلِ اللهِ يَغْدُو عَلَيْهِ وَ يَرُوحُ.

حسن خلق والے شخص کو خداوند عالم ایسے مجاہد کا ثواب عطا کرتا ہے جو دن رات خدا کی راہ میں جنگ کرتا ہو۔ [4]

---

[1] الامالی (للصدوق)/ النص/ ۵۰۸/ المجلس السادس والسبعون

[2] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۲/ ۹۹/ باب حسن الخلق..... ص:۹۹

[3] عیون اخبار الرضا علیہ السلام/ ج ۲/ ۳۷/ ۳۱ باب فیما جاء عن الرضا ع من الاخبار المجموعۃ..... ص: ۲۴

[4] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۲/ ۱۰۱/ باب حسن الخلق..... ص:۹۹

بداخلاقی کے آثار:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ سَاءَ خُلُقُهُ عَذَّبَ نَفْسَهُ.

بداخلاق انسان اپنے آپ کو زحمت میں ڈالتا ہے۔[1]

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

مَنْ سَاءَ خُلُقُهُ مَلَّهُ اَهْلُهُ.

بداخلاق آدمی کا خاندان اس سے تھکا ہوا اور بیزار ہوتا ہے۔[2]

اس طرح فرمایا:

مَنْ سَاءَ خُلُقُهُ ضَاقَ رِزْقُهُ.

بداخلاقی عمل کو تباہ کر دیتی ہے۔[3]

حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اَلْخُلُقُ السَّيِّئُ يُفْسِدُ الْعَمَلَ كَمَا يُفْسِدُ الْخَلُّ الْعَسَلَ.

بداخلاقی عمل کو تباہ و برباد کر دیتی ہے جیسے سرکہ شہد کو تباہ و برباد کر دیتا ہے۔[4]

روایت ہے کہ:

قِيلَ لِرَسُولِ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اِنَّ فُلَانَةَ تَصُومُ النَّهَارَ وَ تَقُومُ اللَّيْلَ وَ هِيَ سَيِّئَةُ الْخُلُقِ تُؤْذِي جِيرَانَهَا بِلِسَانِهَا فَقَالَ لَا خَيْرَ فِيهَا هِيَ مِنْ اَهْلِ النَّارِ.

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیان کیا گیا کہ فلاں عورت دن کو روزہ رکھتی ہے اور رات بھر عبادت انجام دیتی ہے لیکن ہمسایوں کے ساتھ بداخلاقی سے پیش آتی ہے۔ آپ نے فرمایا: اس میں اچھائی نہیں ہے اور وہ جہنم میں جائے گی۔[5]

---

[1] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۲/ ۳۲۱/ باب سوء الخلق..... ص:۳۲۱

[2] تحف العقول/ النص/ ۲۱۴/ وروی عنہ ع فی قصار ہذہ المعانی..... ص:۲۰۰

[3] غرر الحکم ودرر الکلم/ ۵۹۲/ ۳۷۸..... ص:۵۹۲

[4] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۲/ ۳۲۲/ باب سوء الخلق..... ص:۳۲۱

[5] بحار الانوار (ط-بیروت)/ ج۶۸/ ۳۹۴/ باب ۹۲ حسن الخلق وتفسیر قولہ تعالی انک لعلی خلق عظیم..... ص:۳۷۲

تزاحم اخلاقی:

اعلیٰ اخلاقی فعل میں دو طرح کی معرفت لازم ہے:

نیک اور بد کی شناخت:

اس معرفت کو حاصل کرنے کے لئے زیادہ زحمت کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ خدا نے انسان کو نیک سے بد کی شناخت کا الہام کیا ہے اور فرمایا:

وَنَفْسٍ وَّمَا سَوّٰىهَا ۝ فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَتَقْوٰىهَا ۝

جان کی اور جس نے اُسے درست کیا، پھر اس کی بدکاری اور پرہیزگاری کو اسے سمجھا دیا۔[1]

بَلِ الْاِنْسَانُ عَلٰى نَفْسِهٖ بَصِيْرَةٌ ۝ وَّلَوْ اَلْقٰى مَعَاذِيْرَهٗ ۝

بلکہ انسان تو اپنے اوپر آپ گواہ ہے، اگرچہ وہ (اپنے گناہوں کی) عذر معذرت پڑا کرتا رہے۔[2]

خوب سے خوب تر کی تشخیص:

بعض اوقات انسان کا عمل اخلاقی لحاظ سے خوب سے خوب تر اور بد سے بدتر پر ختم ہوتا ہے ان دو کی تشخیص اور ایک دوسرے سے شناخت کرنا ضروری ہے تاکہ اس تزاحم سے نجات ملے ہر زمانہ، وہم وخیال کا زمانہ نہیں ہے کہ احساس کی بنا پر ایک طرف کو ترجیح دی جاسکے بلکہ عقل کی مدد سے دلیل نقل قائم ہے جس کا تعلق وحی سے ہے۔

انسان کوئی کام ترحم کی وجہ سے انجام دیتا ہے۔ جب عقل ونقل کی طرف سے تائید ہوجائے۔ ایک ایسا ستون ہے کیونکہ عقل خدا کی بندگی کے طریقے کی طرف ہادی ہے اور دوسروں پر رحم۔

راوی کہتا ہے کہ:

قُلْتُ لَهُ مَا الْعَقْلُ؟ قَالَ مَا عُبِدَ بِهِ الرَّحْمٰنُ وَا كْتُسِبَ بِهِ الْجِنَانُ

میں نے امام صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ عقل کیا ہے؟ آپؑ نے فرمایا: عقل وہ چیز ہے جس کے ذریعے خدا کی عبادت ہوتی ہے اور جنت ملتی ہے۔[3]

نکتہ:

معرفت حق و باطل، صدق و کذب، خیر و شر اور حسن و قبح عقل نظری کا کام ہے۔ حق و صدق، خیر و حسن یعنی شر کے مقابلے میں عقل

---

[1] سورۂ شمس: ۷، ۸

[2] سورۂ قیامت: ۱۴، ۱۵

[3] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۱/ ۱۱/ کتاب العقل والجہل..... ص: ۱۰

عملی ہے۔

تزاحم اخلاقی کے نمونے:

۱۔امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

جَاءَتِ امْرَأَةُ عُثْمَانَ بْنِ مَظْعُونٍ إِلَى النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّ عُثْمَانَ يَصُومُ النَّهَارَ وَ يَقُومُ اللَّيْلَ فَخَرَجَ رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مُغْضَباً يَحْمِلُ نَعْلَيْهِ حَتَّى جَاءَ إِلَى عُثْمَانَ فَوَجَدَهُ يُصَلِّي فَانْصَرَفَ عُثْمَانُ حِينَ رَأَى رَسُولَ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فَقَالَ لَهُ يَا عُثْمَانُ لَمْ يُرْسِلْنِي اللهُ تَعَالَى بِالرَّهْبَانِيَّةِ وَ لَكِنْ بَعَثَنِي بِالْحَنِيفِيَّةِ السَّهْلَةِ السَّمْحَةِ أَصُومُ وَ أُصَلِّي وَ أَلْمِسُ أَهْلِي فَمَنْ أَحَبَّ فِطْرَتِي فَلْيَسْتَنَّ بِسُنَّتِي وَ مِنْ سُنَّتِي النِّكَاحُ.

عثمان بن مظعون کی بیوی رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور کہنے لگی: اے اللہ کے رسول! عثمان دن کو روزہ رکھتا ہے اور رات کو عبادت کرتا ہے اور ہمبستری نہیں کرتا۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو غصہ آیا، جوتوں کو اتار کر ہاتھوں میں لیا اور گھر سے نکلے اور عثمان کے پاس گئے، وہ نماز پڑھ رہا تھا۔ عثمان نے جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا، نماز چھوڑ دی، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے فرمایا: اے عثمان! خدا نے مجھے رہبانیت کے لئے نہیں بھیجا بلکہ مجھے ایک اعتدال پسند اور آسان دین کے ساتھ بھیجا، میں روزہ رکھتا ہوں، نماز پڑھتا ہوں اور بیوی سے ہمبستری بھی کرتا ہوں۔ پس جو شخص میرے دین کو دوست رکھتا ہے وہ میری سنت پر عمل کرے۔[1]

۲۔اسحاق بن عمار کہتا ہے:

دَخَلْتُ عَلَى أَبِي عَبْدِ اللهِ علیہ السلام فَنَظَرَ إِلَيَّ بِوَجْهٍ قَاطِبٍ فَقُلْتُ مَا الَّذِي غَيَّرَكَ لِي قَالَ الَّذِي غَيَّرَكَ لِإِخْوَانِكَ بَلَغَنِي يَا إِسْحَاقُ أَنَّكَ أَقْعَدْتَ بِبَابِكَ بَوَّاباً يَرُدُّ عَنْكَ فُقَرَاءَ الشِّيعَةِ فَقُلْتُ جُعِلْتُ فِدَاكَ إِنِّي خِفْتُ الشُّهْرَةَ فَقَالَ أَفَلَا خِفْتَ الْبَلِيَّةَ أَوَ مَا عَلِمْتَ أَنَّ الْمُؤْمِنَيْنِ إِذَا الْتَقَيَا فَتَصَافَحَا أَنْزَلَ اللهُ عَزَّ وَ جَلَّ الرَّحْمَةَ عَلَيْهِمَا.....

ایک دن میں امام صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ نے حیرت سے مجھے دیکھا۔

میں نے کہا: کس چیز نے آپ کو میرے بارے میں پریشان کیا؟

آپ نے فرمایا: تو نے اپنے بھائیوں سے اچھا سلوک نہیں کیا۔ میں نے سنا ہے کہ تیرے گھر کے سامنے دربان ہیں تا کہ کوئی شیعہ فقیر تیرے پاس نہ آسکے؟

میں نے عرض کیا: میں قربان جاؤں۔ میں شہرت سے ڈرتا ہوں۔

---

[1] الکافی (ط۔الاسلامیۃ)/ ج۵/ ۴۹۴/ باب کراہیۃ الرہبانیۃ وترک الباہ..... ص: ۴۹۴

آپ نے فرمایا: بلا نازل سے کیوں نہیں ڈرتا؟ کیا تو نے نہیں سنا کہ مومن ایک دوسرے کی ملاقات کریں اور ایک دوسرے کا ساتھ دیں۔ خدا ان دونوں پر رحمت فرمائے گا۔[1]

جیسا کہ آپ نے دو واقعات کو پڑھا اور ہر دو آدمی بہترین اخلاق پر تھے۔ لیکن تشخیص میں انہوں نے خطا کی ہے اور معصومؑ کے ذریعے حق کی شناخت ہوئی۔

۳۔ زکریا بن آدم قم کے بزرگوں میں سے تھے کہتے ہیں:

دَخَلْتُ عَلَى الرِّضَا عليه السلام مِنْ اَوَّلِ اللَّيْلِ فِي حِدْثَانِ ..... وَلَمْ يَزَلْ يُحَدِّثُنِي وَ اُحَدِّثُهُ حَتَّى طَلَعَ الْفَجْرُ فَقَامَ عليه السلام فَصَلَّى الْفَجْرَ.

میں امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔..... رات کے آغاز سے ہی مجھ سے گفتگو کرتے رہے۔ حتیٰ کہ صبح ہوگئی، اٹھے، نماز پڑھی۔[2]

حالانکہ امام علیہ السلام کے نزدیک نماز کا ثواب زیادہ ہے لیکن آپ نے اس رات کو ایک مہمان کے ساتھ دینی مسائل کے بارے میں گفتگو کو بہتر سمجھا ہے۔

ڈاکٹری امور میں تزاحم اخلاقی:

ڈاکٹری مسائل میں بھی اخلاق کو بڑی اہمیت حاصل ہے بے رحمی سے کسی کو مارنا اور سقط جنین کے بارے میں بحث ہوتی ہے اور کئی سوال ذہن میں آتے ہیں۔

کیا ہمیں یہ حق حاصل ہے کہ بیماری، خاندان کے کہنے پر اور ان کے کہے بغیر، بیماری کے درد و رنج سے نجات کے وقت اس شخص کی موت کو جلدی آنے کی خواہش رکھیں۔

کیا معلوم بچے کی ولادت کے خطرے سے بچنے کے لئے سقط جنین جائز ہے۔

اس موضوع کو یہاں پر بیان کرنا مناسب نہیں اور اپنی جگہ بیان ہوگا کیونکہ تزاحم اخلاقی کے ربط کی وجہ سے مختصر وضاحت کریں گے۔ یورپ کے دانشمندوں کے درمیان اختلاف پایا جاتا ہے۔[3]

لیکن اسلام کی نظر کو بیان کرتے ہیں اول سوال اور پھر اس کا جواب ہوگا۔

حق حیات کا کون مالک ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ حقیقی مالک خدا ہے۔ کوئی کسی زندگی و موت کا مالک نہیں۔ اس لئے قرآن نے فرمایا: صرف وہی ہے جو موت بھی دیتا ہے اور حیات بھی دیتا ہے۔

---

[1] الکافی (ط۔الاسلامیۃ)/ ج ۲/ ۱۸۱/ باب المصافحۃ..... ص:۱۷۹

[2] وسائل الشیعۃ/ ج ۸/ ۱۶۳/ ۴۰۔باب کراہۃ ترک صلاۃ اللیل..... ص:۱۵۹

[3] ر۔ک، درآمدی بر اخلاق زیستی، ص ۱۷۷۔۱۸۹

حتیٰ کہ خود انسان اپنی حیات کا مالک نہیں۔ خداوند عالم فرماتا ہے:

وَاَنَّهٗ هُوَ اَمَاتَ وَاَحْيَا ﴿۴۴﴾

اور یہ کہ وہی مارتا اور جلاتا ہے۔[1]

موت میں جلدی کرنا حرام ہے اور نفس کا قتل شمار ہوتا ہے۔ اسی لئے موت کے لئے مصنوعی تنفس کا قطع کرنا یا موت کا ٹیکہ لگانا حرام ہے۔ اسی طرح تمام فقہاء اس بات پر بھی متفق ہیں جب جنین میں روح آ جائے تو پھر سقط کرنا جائز نہیں ہے۔[2] اگر ماں کی موت اور سقط جنین میں تزاحم ہو جائے تو مقام تزاحم ترجیح کے معیار کا لحاظ رکھا جائے گا۔

شہریوں کے مصادیق:

اب شہریوں کے مصادیق بیان کریں گے، اسلام نے حسن معاشرت کی تاکید کی ہے۔

۱۔ ہمسائے

خداوند عالم قرآن میں فرماتا ہے:

وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْـًٔا وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّبِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبٰى وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْۢبِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ۙ وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُوْرًا ﴿۳۶﴾

اور خدا ہی کی عبادت کرو اور کسی کو اس کا شریک نہ بناؤ اور ماں باپ اور قرابت داروں اور یتیموں اور محتاجوں اور رشتہ دار پڑوسیوں اور اجنبی پڑوسیوں اور پہلو میں بیٹھنے والے مصاحبین اور پردیسیوں اور اپنے زرخرید لونڈی غلام کے ساتھ احسان کرو بے شک خدا اکڑ کے چلنے والوں اور شیخی بازوں کو دوست نہیں رکھتا۔[3]

ہمسایہ کے ساتھ نیکی کی اہمیت:

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

---

[1] سورۂ نجم: ۴۴

[2] وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ ؕ اور جس جان کا مارنا خدا نے حرام کر دیا ہے اس کو قتل نہ کرنا مگر جائز طور پر (بقتوائے شرع) (سورہ اسراء: ۳۳)

[3] سورۂ نساء: ۳۶

.....اللهَ اللهَ فِي جِيرَانِكُمْ فَإِنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَوْصَى بِهِمْ وَ مَا زَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُوصِي بِهِمْ حَتَّى ظَنَنَّا أَنَّهُ سَيُوَرِّثُهُمْ.....

خدا کے لئے ہمسایوں سے غافل نہ رہنا کیونکہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے بارے میں نصیحت فرمائی ہے اور ہمیشہ ان کے لئے سفارش کرتے رہے۔ یہاں تک کہ ہمیں گمان ہوا کہ آپ انہیں وراثت کا حق دار بنادیں۔[1]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

يَا عَلِيُّ أَكْرِمِ الْجَارَ وَلَوْ كَانَ كَافِراً.

اے علیؑ! ہمسایہ کا احترام کرو اگرچہ وہ کافر ہی کیوں نہ ہو۔[2]

مقام ہمسایہ:

امام باقر علیہ السلام نے فرمایا:

قَرَأْتُ فِي كِتَابِ عَلِيٍّ ﷺ ..... أَنَّ الْجَارَ كَالنَّفْسِ غَيْرَ مُضَارٍّ وَ لَا آثِمٍ وَ حُرْمَةُ الْجَارِ عَلَى الْجَارِ كَحُرْمَةِ أُمِّهِ.

میں نے کتاب علیؑ میں پڑھا ہے کہ ہمسایہ خود انسان (اہل خانہ) کی مانند ہے۔ اسے کسی قسم کا ضرر پہنچائیں نہ زیادتی کریں، ہمسائے کی عزت ماں کی عزت کے برابر ہے۔[3]

حق ہمسایہ:

امام سجاد علیہ السلام نے فرمایا:

..... وَ أَمَّا حَقُّ جَارِكَ فَحِفْظُهُ غَائِباً وَ إِكْرَامُهُ شَاهِداً وَ نُصْرَتُهُ إِذَا كَانَ مَظْلُوماً وَ لَا تَتَبَّعْ لَهُ عَوْرَةً فَإِنْ عَلِمْتَ عَلَيْهِ سُوءاً سَتَرْتَهُ عَلَيْهِ وَ إِنْ عَلِمْتَ أَنَّهُ يَقْبَلُ نَصِيحَتَكَ نَصَحْتَهُ فِيمَا بَيْنَكَ وَ بَيْنَهُ وَ لَا تُسْلِمْهُ عِنْدَ شَدِيدَةٍ وَ تُقِيلُ عَثْرَتَهُ وَ تَغْفِرُ ذَنْبَهُ وَ تُعَاشِرُهُ مُعَاشَرَةً كَرِيمَةً.

جب وہ غائب ہو تو اس کی حفاظت کرو اور اس کی موجودگی میں اس کی عزت کرو۔ جب اس پر ستم ہو تو اس کی مدد کرو اور اس کے عیب ظاہر نہ کرو، جب بھی تم اس کی برائی دیکھو تو اسے آشکار نہ کرو اگر وہ تمہارا خیر خواہ ہے تو اسے نصیحت کرو، مشکلات

---

[1] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۷/ ۵۱/ باب صدقات النبی ص وفاطمۃ والائمۃ ع ووصایاہم..... ص: ۴۷

[2] جامع الاخبار (للشعیری)/ ۸۴/ الفصل الاربعون فی فضیلۃ برالوالدین

[3] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۲/ ۶۶۶/ باب حق الجوار..... ص: ۶۶۶

کے وقت اسے تنہا نہ چھوڑو، اس کی لغزش میں اسے معاف کرو اور اس کے ساتھ کریمانہ سلوک کرو۔[1]

ہمسائے کے راز چھپانا:

امام سجاد علیہ السلام نے فرمایا:

حَقُّ جَارِكَ ..... وَلَا تَتَبَّعْ لَهُ عَوْرَةً فَإِنْ عَلِمْتَ عَلَيْهِ سُوءاً سَتَرْتَهُ عَلَيْهِ.

ہمسایوں کے حقوق میں ایک حق یہ ہے کہ اس کے عیب اور گناہوں میں تجسس نہ کرو اور اگر اس کی بدی تمہیں معلوم ہو تو اسے پنہاں رکھو۔[2]

ہمسائیگی کی حدود:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

كُلُّ أَرْبَعِينَ دَاراً جِيرَانٌ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهِ وَعَنْ يَمِينِهِ وَعَنْ شِمَالِهِ.

انسان کے گھر کے آگے پیچھے دائیں بائیں ہر چار طرف چالیس گھر ہمسایوں میں شمار ہوتے ہیں۔[3]

حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا:

حَرِيمُ الْمَسْجِدِ أَرْبَعُونَ ذِرَاعاً وَالْجِوَارِ أَرْبَعُونَ دَاراً مِنْ أَرْبَعَةِ جَوَانِبِهَا.

مسجد کا حریم چالیس ہاتھ اور ہمسائیگی چاروں اطراف سے چالیس گھر تک حریم ہے۔[4]

نکتہ:

پہلے اپارٹمنٹ نہیں ہوتے تھے بلکہ زمین پر الگ الگ گھر ہوتے تھے آج کل کئی طبقوں پر مشتمل عمارتیں ہیں۔ لہٰذا ان میں بھی رہنے والے حضرات ہمسائے شمار ہوں گے۔

ہمسایہ سے بردباری:

امام کاظم علیہ السلام نے فرمایا:

لَيْسَ حُسْنُ الْجِوَارِ كَفَّ الْأَذَى وَلَكِنَّ حُسْنَ الْجِوَارِ صَبْرُكَ عَلَى الْأَذَى.

ہمسائے سے اچھا سلوک کرنا، تکلیف نہ دینے میں منحصر نہیں بلکہ ہمسائیگی سے صلہ رحمی و حسن اخلاق سے زمین آباد ہوتی

---

[1] من لایحضرہ الفقیہ/ ج ۲ / ۶۲۳ / باب الحقوق..... ص:۶۱۸

[2] من لایحضرہ الفقیہ/ ج ۲ / ۶۲۳ / باب الحقوق..... ص:۶۱۸

[3] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۲ / ۶۶۹ / باب حد الجوار..... ص:۶۶۹

[4] الخصال/ ج ۲ / ۵۴۴ / حریم المسجد اربعون ذراعا والجوار اربعون دارا من اربعۃ جوانبہا..... ص: ۵۴۴

ہیں اور عمریں طولانی ہوتی ہیں۔[1]

ہمسائے سے نیکی کا ثواب:

آباد ہونا اور عمر طولانی:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

صِلَةُ الرَّحِمِ وَ حُسْنُ الْجِوَارِ يَعْمُرَانِ الدِّيَارَ وَ يَزِيدَانِ فِي الْأَعْمَارِ.

صلہ رحمی اور ہمسائیگی سے سرزمین آباد ہوتی ہیں اور عمر طولانی ہوتی ہیں۔[2]

روزی میں برکت:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

حُسْنُ الْجِوَارِ يَزِيدُ فِي الرِّزْقِ.

ہمسائے اگر نیک ہوں تو روزی میں برکت ہوتی ہے۔[3]

رحمت الٰہی کا شامل حال ہونا:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

رَحِمَ اللهُ جَارٍ أَعَانَ جَارَهُ عَلَى بِرِّهِ.

خدا رحمت کرے اس ہمسائے پر جو اپنے ہمسائے کے ساتھ نیکی کرتا ہے۔[4]

جنت میں داخل ہونا:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

مَنْ رُزِقَ مِنْ أَرْبَعَةِ خِصَالٍ وَاحِداً دَخَلَ الْجَنَّةَ بِرِّ الْوَالِدَيْنِ أَوْ صِلَةِ الرَّحِمِ أَوْ حُسْنِ الْجِوَارِ أَوْ حُسْنِ الْخُلُقِ.

جس شخص میں چار صفات ہوں وہ جنت میں داخل ہوگا: (۱) صلہ رحمی (۲) والدین سے نیکی (۳) اچھے ہمسائے (۴) خوش اخلاقی۔[5]

---

[1] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۲/ ۶۶۷/ باب حق الجوار..... ص:۶۶۶

[2] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۲/ ۱۵۲/ باب صلۃ الرحم..... ص:۱۵۰

[3] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۲/ ۶۶۶/ باب حق الجوار..... ص:۶۶۶

[4] الامالی (للصدوق)/ النص/ ۲۸۸/ المجلس الثامن والاربعون

[5] جامع الاخبار (للشعیری)/ ۱۰۶/ الفصل الثالث والستون فی صلۃ الرحم

ہمسائے پر توجہ نہ دینے کا انجام:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَا آمَنَ بِي مَنْ بَاتَ شَبْعَانَ وَ جَارُهُ جَائِعٌ قَالَ وَ مَا مِنْ أَهْلِ قَرْيَةٍ يَبِيتُ وَ فِيهِمْ جَائِعٌ يَنْظُرُ اللهُ إِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ.

جو شخص خود سیر ہو کر سوئے اور اس کا پڑوسی بھوکا ہو، وہ شخص مجھ پر ایمان نہیں لایا۔

اگر ایک گھر کے افراد سیر ہو کر سو جائیں اور ان کے پڑوسی بھوکے ہوں روز قیامت ان پر خدا کی نظر کرم نہیں ہوگی۔ [1]

نیز فرمایا:

.....مَنْ مَنَعَ الْمَاعُونَ مِنْ جَارِهِ إِذَا احْتَاجَ إِلَيْهِ مَنَعَهُ اللهُ فَضْلَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَ وَكَلَهُ إِلَى نَفْسِهِ.

.....جو شخص اپنے ہمسائے کو ضرورت کی چیز نہیں دیتا قیامت کے دن وہ خدا کے فضل و کرم سے محروم رہے گا۔ [2]

ہمسائے کو تکلیف دینے کا انجام:

مومنین کے جرگہ سے خارج ہو:

عبداللہ بن مسعود کہتا ہے کہ

عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى فَاطِمَةَ عَلَيْهَا السَّلَامُ فَقَالَ: يَا ابْنَةَ رَسُولِ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، هَلْ تَرَكَ رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عِنْدَكِ شَيْئاً تَطَرِفِينَهِ؟ فَقَالَتْ: يَا جَارِيَةُ، هَاتِ تِلْكَ الْحَرِيرَةَ، فَطَلَبَتْهَا، فَلَمْ تَجِدْهَا، فَقَالَتْ: وَيْحَكِ اُطْلُبِيهَا فَإِنَّهَا تَعْدِلُ عِنْدِي حَسَنًا وَ حُسَيْنًا، فَطَلَبَتْهَا، فَإِذَا هِيَ قَدْ قَمَمَتْهَا فِي قُمَامَتِهَا، فَإِذَا فِيهَا: قَالَ مُحَمَّدُ النَّبِيِّ: لَيْسَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ مَنْ لَمْ يَأْمَنْ جَارُهُ بَوَائِقَهُ، وَ مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَ الْيَوْمِ الْآخِرِ، فَلَا يُؤْذِي جَارَهُ.....

ایک دن ایک شخص حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کے پاس آیا اور کہنے لگا: اے رسولؐ کی بیٹی! کیا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کوئی چیز چھوڑ گئے ہیں، جس سے میں فائدہ اٹھا سکوں؟

حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا نے اپنی کنیز سے فرمایا: اس تحریر کو لاؤ۔

کنیز نے بڑی جستجو کی مگر اسے وہ تحریر نہ ملی۔

---

[1] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۲/ ۶۶۸/ باب حق الجوار..... ص:۶۶۶

[2] ثواب الاعمال وعقاب الاعمال/ النص/ ۲۸۴/ عقاب مجمع عقوبات الاعمال..... ص:۲۸۰

حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا نے فرمایا: تم پر افسوس! تلاش کرو وہ تحریر میرے نزدیک حسن و حسین (علیہما السلام) کے برابر ہے۔

آخر وہ تحریر مل گئی جس پر یہ لکھا ہوا تھا: محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: وہ مومن نہیں جو ہمسائے کو تکلیف دے اور وہ امان میں نہیں ہوگا جو شخص خدا اور روز قیامت پر ایمان رکھتا ہے وہ اپنے ہمسائے کو تکلیف نہ دے۔ [1]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

يَا شِيعَةَ آلِ مُحَمَّدٍ اعْلَمُوا أَنَّهُ لَيْسَ مِنَّا ..... وَ مَنْ لَمْ يُحْسِنْ ..... وَ مُجَاوَرَةَ مَنْ جَاوَرَهُ.

اے آل محمد علیہم السلام کے ماننے والو! وہ ہم میں سے نہیں ہے..... جو شخص اپنے ہمسائے سے اچھا برتاؤ نہیں کرتا۔ [2]

رحمت خدا سے محرومیت:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

..... وَ مَنْ آذَى جَارَهُ فَهُوَ مَلْعُونٌ وَ مَنْ أَبْغَضَ عِتْرَتِي فَهُوَ مَلْعُونٌ وَ مُنَافِقٌ خَاسِرٌ يَا عَلِيُّ أَكْرِمِ الْجَارَ وَلَوْ كَانَ كَافِراً.

اے علیؑ! جو شخص اپنے پڑوسی کو تکلیف دیتا ہے وہ خدا کی رحمت سے محروم ہے اور جو شخص ہمارے خاندان سے کینہ رکھتا ہو وہ ملعون، منافق اور خسارہ اٹھانے والا ہے۔

اے علیؑ! ہمسائے کی عزت کرو اگرچہ وہ کافر ہی ہو۔ [3]

رسوائی:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

كَرِهَ التَّطَلُّعَ فِي الدُّورِ.

ہمسائے کے گھر چلنا پھرنا جائز نہیں ہے۔ [4]

نیز فرمایا:

وَ مَنِ اطَّلَعَ فِي بَيْتِ جَارِهِ فَنَظَرَ إِلَى عَوْرَةِ رَجُلٍ أَوْ شَعْرِ امْرَأَةٍ أَوْ شَيْءٍ مِنْ جَسَدِهَا كَانَ حَقّاً عَلَى اللهِ أَنْ يُدْخِلَهُ النَّارَ مَعَ الْمُنَافِقِينَ الَّذِينَ كَانُوا يَبْتَغُونَ عَوْرَاتِ النَّاسِ فِي الدُّنْيَا وَ لَا يَخْرُجُ مِنَ الدُّنْيَا حَتَّى يَفْضَحَهُ اللهُ وَ يُبْدِيَ لِلنَّاسِ عَوْرَتَهُ فِي الْآخِرَةِ.

---

[1] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ المقدمۃ/ ۶/ الحدیث عند الشیعۃ..... ص: ۴

[2] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۲/ ۶۳۶/ باب حسن المعاشرۃ..... ص: ۶۳۶

[3] جامع الاخبار (للشعیری)/ ۸۴/ الفصل الاربعون فی فضیلۃ برالوالدین

[4] من لایحضرہ الفقیہ/ ج ۳/ ۵۵۶/ باب النوادر..... ص: ۵۵۱

جو شخص ہمسائے کے گھر جائے اور عورت یا اس کے بال یا بدن یا عورت کے بدن کا کوئی اور عضو دیکھے تو حق یہ ہے کہ خداوند عالم قیامت میں اسے منافقین کے ساتھ محشور کرے گا کہ جو لوگوں کے راز ڈھنڈتے ہیں دوزخی ہیں اور دنیا میں انہیں رسوا کرے گا۔[1]

ہمسایوں کے لئے دعا کرنا:

ہمسایوں کے ساتھ ادب و نیکی کرنے کے علاوہ ان کے حق میں دعا بھی کرنی چاہیے۔ ہمسائے کے لئے امام سجاد علیہ السلام کی یہ دعا پڑھی جائے۔

① اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَ آلِهٖ، وَ تَوَلَّنِي فِي جِيرَانِي وَ مَوَالِيَّ الْعَارِفِيْنَ بِحَقِّنَا، وَ الْمُنَابِذِيْنَ لِاَعْدَائِنَا بِاَفْضَلِ وَلَايَتِكَ.

(۱) خدایا! محمد و آل محمد علیہم السلام پر رحمت نازل فرما اور ہماری بہترین امداد فرما ہمارے ہمسایہ اور ان دوستوں کے حق میں جو ہمارے حق کے پہچاننے والے اور ہمارے دشمنوں کو ٹھکرانے والے ہیں۔

② وَ وَفِّقْهُمْ لِاِقَامَةِ سُنَّتِكَ، وَ الْاَخْذِ بِمَحَاسِنِ اٰدَابِكَ فِي اِرْفَاقِ ضَعِيفِهِمْ، وَ سَدِّ خَلَّتِهِمْ، وَ عِيَادَةِ مَرِيضِهِمْ، وَ هِدَايَةِ مُسْتَرْشِدِهِمْ، وَ مُنَاصَحَةِ مُسْتَشِيرِهِمْ، وَ تَعَهُّدِ قَادِمِهِمْ، وَ كِتْمَانِ اَسْرَارِهِمْ، وَ سَتْرِ عَوْرَاتِهِمْ، وَ نُصْرَةِ مَظْلُومِهِمْ، وَ حُسْنِ مُوَاسَاتِهِمْ بِالْمَاعُوْنِ، وَ الْعَوْدِ عَلَيْهِمْ بِالْجِدَةِ وَ الْاِفْضَالِ، وَ اِعْطَاءِ مَا يَجِبُ لَهُمْ قَبْلَ السُّؤَالِ

(۲) اور انھیں توفیق دے کہ تیری سنت کو قائم، کرنے کمزوروں کے ساتھ نرمی برتنے، ان کی حاجت روائی کرنے مشورہ لینے والوں کو صحیح مشورہ دینے، وارد ہونے والے سے ملاقات کرنے، اسرار کو پوشیدہ رکھنے، عیوب کو چھپانے، مظلوم کی امداد کرنے، ظروف کے معاملہ میں ہمدردی کرنے، بخشش و انعام کے ذریعہ انھیں فائدہ پہنچانے اور سوال سے پہلے عطا کرنے میں بہترین ادب کا مظاہرہ کریں۔

③ وَ اجْعَلْنِي اَللّٰهُمَّ اَجْزِي بِالْاِحْسَانِ مُسِيئَهُمْ، وَ اُعْرِضُ بِالتَّجَاوُزِ عَنْ ظَالِمِهِمْ، وَ اَسْتَعْمِلُ حُسْنَ الظَّنِّ فِي كَافَّتِهِمْ، وَ اَتَوَلّٰى بِالْبِرِّ عَامَّتَهُمْ، وَ اَغُضُّ بَصَرِي عَنْهُمْ عِفَّةً، وَ اُلِيْنُ جَانِبِي لَهُمْ تَوَاضُعاً، وَ اَرِقُّ عَلٰى اَهْلِ الْبَلَاءِ مِنْهُمْ رَحْمَةً، وَ اُسِرُّ لَهُمْ بِالْغَيْبِ مَوَدَّةً، وَ اُحِبُّ بَقَاءَ النِّعْمَةِ عِنْدَهُمْ نُصْحاً، وَ اُوجِبُ لَهُمْ مَا اُوجِبُ لِخَاصَّتِي، وَ اَرْعٰى لَهُمْ مَا اَرْعٰى لِخَاصَّتِي.

(۳) اور مجھے بھی توفیق دے کہ میں ان کے بدسلوکیوں کو اچھا بدلہ دوں، ان کے مظالم سے درگذر کروں، سب کے بارے میں حسن ظن سے کام لوں، عام لوگوں کے ساتھ نیک برتاؤ کروں، بر بنائے عفت نگاہوں کو نیچا رکھوں، تواضع کے

---

[1] ثواب الاعمال وعقاب الاعمال/ النص/ ۲۸۲/ عقاب مجمع عقوبات الاعمال..... ص:۲۸۰

ساتھ اپنے پہلو کو نرم رکھوں۔ جو مبتلائے مصیبت ہو جائیں ان کے ساتھ نرمی اور مہربانی کا برتاؤ کروں جو نگاہوں سے غائب ہوں ان کی بھی محبت دل میں رکھوں۔ اخلاص کے ساتھ ان کی نعمتوں کی بقا کی خواہش کروں اور جو کچھ اپنے قرابتداروں کے لئے لازم قرار دیتا ہوں ان کے لئے بھی لازم قرار دوں اور جن باتوں کا اپنے خواص کے بارے میں خیال رکھتا ہوں ان کے بارے میں خیال رکھوں۔

④ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ آلِهٖ، وَ ارْزُقْنِيْ مِثْلَ ذٰلِكَ مِنْهُمْ، وَ اجْعَلْ لِّيْ اَوْفَى الْحُظُوْظِ فِيْمَا عِنْدَهُمْ، وَ زِدْهُمْ بَصِيْرَةً فِيْ حَقِّيْ، وَ مَعْرِفَةً بِفَضْلِيْ حَتّٰى يَسْعَدُوْا بِيْ وَ اَسْعَدَ بِهِمْ، آمِيْنَ رَبَّ الْعَالَمِيْنَ.

(۴) خدایا! محمد و آل محمد علیہم السلام پر رحمت نازل فرما اور مجھے یہی تمام چیزیں ان کی طرف سے عنایت فرمادے اور جو چیزیں ان کے پاس ہیں ان میں میرے حصہ کو وافر قرار دے دے کہ وہ میرے ذریعہ نیک بخت ہوں اور میں ان کے ذریعہ خوش بخت رہوں آمین یارب العالمین۔ [1]

۲۔ دانشمند افراد

علم و عالم کے احترام کی بڑی تاکید ہوئی ہے۔ ہر علم امت اسلامی کی سعادت کا باعث ہے۔ قرآن وسنت میں اس کی تاکید کی گئی ہے۔ دانشمند افراد کوشش وسعی کر کے لوگوں کے معاشرتی مسائل حل کرتے ہیں۔ جس سے ان کی عزت واستقلال کا سبب ہے۔ امت اسلامی پر ضروری ہے کہ ان دانشمندوں، علماء و مجتہدین کی باتوں پر عمل کریں یہ لوگوں کو گمراہی سے نکال کر ہدایت کی طرف راہنمائی کرتے ہیں۔ آیات وروایات میں ان کی عزت واکرام کرنے کی سفارش کی گئی ہے۔ [2]

علم و عالم کی قدر:

خداوند عالم علم و عالم کی قدر کے بارے میں قرآن مجید میں فرماتا ہے:

قُلْ يٰعِبَادِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوْا رَبَّكُمْ ؕ لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةٌ ؕ وَاَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةٌ ؕ اِنَّمَا يُوَفَّى الصّٰبِرُوْنَ اَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ ⑩

تم کہہ دو کہ اے میرے ایماندار بندو اپنے پروردگار (ہی) سے ڈرتے رہو (کیونکہ) جن لوگوں نے اس دنیا میں نیکی کی انہی کے لیے (آخرت میں) بھلائی ہے۔ اور خدا کی زمین تو کشادہ ہے (جہاں عبادت نہ کرسکو اسے چھوڑ دو) صبر کرنے

---

[1] صحیفہ سجادیہ دعا نمبر ۲۶

[2] ر۔ک: سروش ہدایت، ج ۱، ص ۱۳۰، ۱۳۱

والوں ہی کو تو ان کا بھرپور بے حساب بدلہ دیا جائے گا۔[1]

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

فَضْلُ الْعَالِمِ عَلَى الْعَابِدِ كَفَضْلِ الْقَمَرِ عَلَى سَائِرِ النُّجُومِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ.

عالم کو عابد پر اس طرح برتری حاصل ہے جس طرح چودھویں شب کو دوسرے ستاروں پر برتری ہے۔[2]

ایک اور حدیث میں ہے کہ

سَأَلْتُ جَبْرَائِيلَ عليه السلام فَقُلْتُ الْعُلَمَاءُ أَكْرَمُ عِنْدَ اللهِ أَمِ الشُّهَدَاءُ فَقَالَ الْعَالِمُ الْوَاحِدُ أَكْرَمُ عَلَى اللهِ مِنْ أَلْفِ شَهِيدٍ فَإِنَّ اقْتِدَاءَ الْعُلَمَاءِ بِالْأَنْبِيَاءِ وَ اقْتِدَاءَ الشُّهَدَاءِ بِالْعُلَمَاءِ.

جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا گیا: آیا خدا کے نزدیک علماء افضل ہیں یا شہدا؟

فرمایا: خدا کے نزدیک ایک عالم ہزار شہداء سے افضل ہے کیونکہ علماء انبیاء کی پیروی کرتے ہیں اور شہدا علما کی پیروی کرتے ہیں۔[3]

علما کا احترام عبادات میں سے ایک بافضیلت عبادت ہے۔اس حصے میں تین موضوع، عالم کی قدر، طلب علم کی فضیلت اور ان کی تعلیم کے بارے میں دلالت کرنے والی روایات کو پیش کرتے ہیں۔

(الف) علماء

عالم کی زیارت کا ثواب:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

وَ النَّظَرَ إِلَى وَجْهِ الْعَالِمِ عِبَادَةٌ.

عالم کے چہرے کی طرف دیکھنا عبادت ہے۔[4]

نیز فرمایا:

النَّظَرُ إِلَى وَجْهِ الْعَالِمِ خَيْرٌ لَكَ مِنْ عِتْقِ أَلْفِ رَقَبَةٍ.

تمہارے لئے عالم کے چہرہ کو دیکھنے کا ثواب ہزار غلاموں کو آزاد کرنے سے زیادہ ہے۔[5]

---

[1] سورۂ زمر:۹

[2] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۱/ ۳۴/ باب ثواب العالم والمتعلم..... ص:۳۴

[3] ارشاد القلوب الی الصواب (للدیلمی)/ ج۱/ ۱۶۴/ الباب التاسع والاربعون فی الادب مع اللہ تعالی..... ص:۱۶۰

[4] من لایحضرہ الفقیہ/ ج۲/ ۲۰۵/ باب فضائل الحج..... ص:۲۰۱

[5] جامع الاخبار (للشعیری)/ ۳۸/ الفصل العشرون فی العلم

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ اَحَبَّ اَنْ يَنْظُرَ اِلَى عُتَقَاءِ اللهِ مِنَ النَّارِ فَلْيَنْظُرْ اِلَى الْمُتَعَلِّمِينَ فَوَ الَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ مَا مِنْ مُتَعَلِّمٍ يَخْتَلِفُ اِلَى بَابِ الْعَالِمِ اِلَّا كَتَبَ اللهُ لَهُ بِكُلِّ قَدَمٍ عِبَادَةَ سَنَةٍ وَ بَنَى اللهُ بِكُلِّ قَدَمٍ مَدِينَةً فِي الْجَنَّةِ وَ يَمْشِي عَلَى الْاَرْضِ وَ هِيَ تَسْتَغْفِرُ لَهُ وَ يُمْسِي وَ يُصْبِحُ مَغْفُوراً لَهُ وَ شَهِدَتِ الْمَلَائِكَةُ اَنَّهُمْ عُتَقَاءُ اللهِ مِنَ النَّارِ.

جو شخص یہ چاہتا ہے کہ دوزخ سے بچ جانے والوں کو دیکھنا چاہے تو وہ طالب علموں کی زیارت کرے۔ پس وہ خدا جس کے قبضے میں میری جان ہے! جب طالب علم، علم حاصل کرنے کے لئے عالم کے پاس جاتا ہے تو خداوند عالم اسے ہر قدم کے بدلے ایک سال کی عبادت کا ثواب عطا کرتا ہے اور ہر قدم کے بدلے میں جنت میں ایک شہر بناتا ہے اور جب زمین پر چلتا ہے تو زمین اس کی مغفرت کی دعا کرتی ہے، اس کا دن رات مغفرت الٰہی میں گزرتا ہے، فرشتے اس کی شہادت دیتے ہیں وہ (جہنم سے) آزاد شدہ ہے۔[1]

عالم کے احترام کا ثواب:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

.....وَ مَنْ اَكْرَمَ عَالِماً فَقَدْ اَكْرَمَنِي وَ مَنْ اَكْرَمَنِي فَقَدْ اَكْرَمَ اللهَ وَ مَنْ اَكْرَمَ اللهَ فَمَصِيرُهُ اِلَى الْجَنَّةِ.

جس نے عالم کا احترام کیا اس نے میرا احترام کیا اور جس نے میرا احترام کیا، اس نے خدا کا احترام کیا اور جو خدا کا احترام کرتا ہے اسے جنت ملتی ہے۔[2]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

مَنْ اَكْرَمَ فَقِيهاً مُسْلِماً لَقِيَ اللهَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَ هُوَ عَنْهُ رَاضٍ.

جو شخص دین شناس عالم کی عزت کرتا ہے روز قیامت خدا اس سے راضی ہوگا۔[3]

علماء کا دوسروں پر حق:

حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا:

---

[1] بحار الانوار (ط-بیروت)/ ج ۱/ ۱۸۴/ باب افرض العلم و وجوب طلبہ والحث علیہ وثواب العالم والمتعلم..... ص: ۱۶۲

[2] جامع الاخبار (للشعیری)/ ۳۸/ الفصل العشرون فی العلم

[3] بحار الانوار (ط-بیروت)/ ج ۲/ ۴۴/ باب ۱۰ حق العالم..... ص: ۴۰

مِنْ حَقِّ الْعَالِمِ اَنْ لَا تُكْثِرَ عَلَيْهِ السُّؤَالَ وَ لَا تَأْخُذَ بِثَوْبِهِ وَ اِذَا دَخَلْتَ عَلَيْهِ وَ عِنْدَهُ قَوْمٌ فَسَلِّمْ عَلَيْهِمْ جَمِيعاً وَ خُصَّهُ بِالتَّحِيَّةِ دُونَهُمْ وَ اجْلِسْ بَيْنَ يَدَيْهِ وَلَا تَجْلِسْ خَلْفَهُ وَلَا تَغْمِزْ بِعَيْنِكَ وَ لَا تُشِرْ بِيَدِكَ وَ لَا تُكْثِرْ مِنَ الْقَوْلِ قَالَ فُلَانٌ وَ قَالَ فُلَانٌ خِلَافاً لِقَوْلِهِ وَ لَا تَضْجَرْ بِطُولِ صُحْبَتِهِ فَاِنَّمَا مَثَلُ الْعَالِمِ مَثَلُ النَّخْلَةِ تَنْتَظِرُهَا حَتَّى يَسْقُطَ عَلَيْكَ مِنْهَا شَيْءٌ.

عالم کا حق یہ ہے کہ اس سے زیادہ سوال نہ پوچھے جائیں۔ اس کا لباس نہ پکڑو، جب اس کی خدمت میں جاؤ اور ان کے پاس لوگ ہو تو سب کو سلام کرنا اور عالم کا خاص طور پر احترام کرو۔ اس کے آگے بیٹھو نہ پیچھے۔ ادھر ادھر کے وہ اقوال جن کا وہ مخالف ہے نقل نہ کرے، زیادہ طول نہ دو اور جلد رفع زحمت کر۔ کیونکہ عالم ایک ایسے بادل کی مانند ہے کہ جس کا انتظار ہوتا ہے کہ بارش کے قطرے برسائے۔[1]

عالم کی ہمنشینی کا ادب:

امام باقر علیہ السلام نے فرمایا:

اِذَا جَلَسْتَ اِلَى عَالِمٍ فَكُنْ عَلَى اَنْ تَسْمَعَ اَحْرَصَ مِنْكَ عَلَى اَنْ تَقُولَ وَ تَعَلَّمْ حُسْنَ الِاسْتِمَاعِ كَمَا تَعَلَّمُ حُسْنَ الْقَوْلِ.

جب کسی عالم کے پاس بیٹھو تو بولنے کی بجائے زیادہ سننے کی کوشش کرو اور اچھی طرح یاد کرو جس طرح نیک بات یاد کرتے ہو۔[2]

عالم کی ہمنشینی کا ثواب:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَا مِنْ مُؤْمِنٍ يَقْعُدُ سَاعَةً عِنْدَ الْعَالِمِ اِلَّا نَادَاهُ رَبُّهُ عَزَّ وَ جَلَّ جَلَسْتَ اِلَى حَبِيبِي وَ عِزَّتِي وَ جَلَالِي لَاَسْكَنَنَّكَ الْجَنَّةَ مَعَهُ وَلَا اُبَالِي.

جب مومن کسی عالم کے پاس بیٹھتا ہے تو خدا اسے ندا دیتا ہے تو میرے دوست کے ہمراہ بیٹھو۔ میری عزت وجلالت کی قسم! تجھے جنت میں بھیجوں گا۔[3]

---

[1] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۱/ ۳۷/ باب حق العالم..... ص:۳۷

[2] مشکاۃ الانوار فی غرر الاخبار/ النص/ ۱۳۴/ الفصل الثامن فی العلم والعالم وتعلیمہ وتعلمہ واستعمالہ..... ص:۱۳۲

[3] الامالی (للصدوق)/ النص/ ۳۷/ المجلس العاشر

علمی مجالس میں شرکت:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

وَ الْجُلُوسُ سَاعَةً عِنْدَ مُذَاكَرَةِ الْعِلْمِ اَحَبُّ اِلَى اللهِ مِنْ قِيَامِ اَلْفِ لَيْلَةٍ يُصَلَّى فِي كُلِّ لَيْلَةٍ اَلْفُ رَكْعَةٍ.

اے ابوذرؓ! تم علمی گفتگو کی مجالس میں شرکت کرو، یہ خدا کے نزدیک ہزار رات کی عبادت سے بہتر ہے کہ ہر شب ہزار رکعت پڑھو۔[1]

اور فرمایا:

يَا اَبَا ذَرٍّ وَ الْجُلُوسُ سَاعَةً عِنْدَ مُذَاكَرَةِ الْعِلْمِ خَيْرٌ لَكَ مِنْ عِبَادَةِ سَنَةٍ صِيَامِ نَهَارُهَا وَ قِيَامِ لَيْلُهَا

اے ابوذرؓ! تمہارے لئے علمی گفتگو والی مجالس میں بیٹھنا ایک سال کی عبادت کہ جس میں دن روزہ اور شب بیداری سے بہتر ہے۔[2]

ایک روایت میں ہے کہ

جَاءَ رَجُلٌ مِنَ الْاَنْصَارِ اِلَى النَّبِيِّ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ اِذَا حَضَرَتْ جَنَازَةٌ اَوْ حَضَرَ مَجْلِسُ عَالِمٍ اَيُّهُمَا اَحَبُّ اِلَيْكَ اَنْ اَشْهَدَ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اِنْ كَانَ لِلْجَنَازَةِ مَنْ يَتْبَعُهَا وَ يَدْفِنُهَا فَاِنَّ حُضُورَ مَجْلِسِ الْعَالِمِ اَفْضَلُ مِنْ حُضُورِ اَلْفِ جَنَازَةٍ وَ مِنْ عِيَادَةِ اَلْفِ مَرِيضٍ وَ مِنْ قِيَامِ اَلْفِ لَيْلَةٍ وَ مِنْ صِيَامِ اَلْفِ يَوْمٍ وَ مِنْ اَلْفِ دِرْهَمٍ يُتَصَدَّقُ بِهَا عَلَى الْمَسَاكِينِ وَ مِنْ اَلْفِ حِجَّةٍ سِوَى الْفَرِيضَةِ وَ مِنْ اَلْفِ غَزْوَةٍ سِوَى الْوَاجِبِ تَغْزُوهَا فِي سَبِيلِ اللهِ بِمَالِكَ وَ نَفْسِكَ.

انصار کا ایک آدمی رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور پوچھا: اے اللہ کے رسول! جب نماز جنازہ بھی ہو اور اسی وقت علمی مجلس بھی برپا ہو تو کس میں شرکت کرنا آپ کے نزدیک محبوب تر ہے؟

آپ نے فرمایا: اگر کچھ لوگ موجود ہیں جو اس کو دفن کریں تو عالم کی مجلس میں حاضر ہونا چاہئے کیونکہ عالم کی مجلس میں حاضر ہونا ہزار جنازے، ہزار عیادت بیمار، ہزار شب کی عبادت، ہزار دن کا روزہ، ہزار درہم مسکینوں کو صدقہ دینا، ہزار مستحب حج، ہزار جنگ اور مال و جان کو خدا کی راہ میں خرچ کرنے سے بہتر ہے۔[3]

---

[1] جامع الاخبار (للشعیری)/ ۳۷/ الفصل العشرون فی العلم

[2] جامع الاخبار (للشعیری)/ ۳۸/ الفصل العشرون فی العلم

[3] روضۃ الواعظین وبصیرۃ المتعظین (ط-القدیمۃ)/ ج۱/ ۱۲/ باب الکلام فی ماہیۃ العلوم وفضلہا..... ص:۵

نکتہ:

علمی مجالس میں بیٹھنے کے بہت سے آثار ہیں۔ دین کی معرفت اور توحید کی شناخت حاصل ہوتی ہے۔ شرک و کفر سے بچنے کا سبب ہے۔ توحید و ایمان میں اضافہ ہوتا ہے۔ ظلم سے رہائی ملتی ہے گناہ و فسق سے انسان بچتا ہے اور تقویٰ الٰہی اختیار کرتا ہے۔

عالموں کا احترام قرآن میں:

خوف خدا:

اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا ؕ

اس کے بندوں میں خدا کا خوف کرنے والے تو بس علماء ہیں۔ [1]

ابلاغ رسالت:

الَّذِیْنَ یُبَلِّغُوْنَ رِسٰلٰتِ اللّٰهِ وَیَخْشَوْنَهٗ وَلَا یَخْشَوْنَ اَحَدًا اِلَّا اللّٰهَ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ حَسِیْبًا ﴿۳۹﴾

وہ لوگ جو خدا کے پیغاموں کو (لوگوں تک جوں کا توں) پہنچاتے تھے اور اس سے ڈرتے تھے اور خدا کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے تھے (پھر تم کیوں ڈرتے ہو) اور حساب لینے کے واسطے تو خدا کافی ہے۔ [2]

فروتنی و تسلیم در قرآن:

وَلِیَعْلَمَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ اَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَیُؤْمِنُوْا بِهٖ فَتُخْبِتَ لَهٗ قُلُوْبُهُمْ ؕ وَاِنَّ اللّٰهَ لَهَادِ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ﴿۵۴﴾

اور (اس لیے بھی) تاکہ جن لوگوں کو (کتب سماوی کا) علم عطا ہوا ہے وہ جان لیں کہ یہ (وحی) بے شک تمہارے پروردگار کی طرف سے ٹھیک ٹھیک (نازل) ہوئی ہے پھر (یہ خیال کر کے) اس پر وہ لوگ ایمان لائیں۔ پھر ان کے دل خدا کے سامنے عاجزی کریں اور اس میں تو شک ہی نہیں کہ جن لوگوں نے ایمان قبول کیا ان کو خدا سیدھی راہ تک پہنچا دیتا ہے۔ [3]

گریہ و مناجات:

اِنَّ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهٖٓ اِذَا یُتْلٰى عَلَیْهِمْ یَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ سُجَّدًا ﴿۱۰۷﴾ وَّیَقُوْلُوْنَ سُبْحٰنَ رَبِّنَآ اِنْ كَانَ وَعْدُ رَبِّنَا لَمَفْعُوْلًا ﴿۱۰۸﴾ وَیَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ یَبْكُوْنَ وَیَزِیْدُهُمْ خُشُوْعًا. [4]

اس میں شک نہیں کہ جن لوگوں کو اس کے قبل ہی (آسمانی کتابوں کا) علم عطا کیا گیا ہے ان کے سامنے جب یہ پڑھا جاتا ہے تو ٹھڈیوں سے (منہ کے بل) سجدے میں گر پڑتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمارا پروردگار (ہر عیب سے) پاک و پاکیزہ

---

[1] سورۂ فاطر: ۲۷

[2] سورۂ احزاب: ۳۹

[3] سورۂ حج: ۵۴

[4] سورۂ اسرا: ۱۰۷ تا ۱۰۹

ہے بے شک ہمارے پروردگار کا وعدہ پورا ہونا ہی تھا اور یہ لوگ (سجدے کے لیے) منہ کے بل گر پڑتے ہیں اور روتے جاتے ہیں اور یہ قرآن ان کی خاکساری کو بڑھاتا جاتا ہے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس آیت کے بارے میں فرمایا:

يَا اَبَاذَرٍّ مَنْ اُوتِيَ مِنَ الْعِلْمِ مَا لَا يُبْكِيهِ لَحَقِيقٌ اَنْ يَكُونَ قَدْ اُوتِيَ عِلْماً لَا يَنْفَعُهُ اِنَّ اللهَ نَعَتَ الْعُلَمَاءَ فَقَالَ عَزَّ وَ جَلَّ اِنَّ الَّذِينَ اُوتُوا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهِ اِذا يُتْلى عَلَيْهِمْ يَخِرُّونَ لِلْاَذْقانِ سُجَّداً وَ يَقُولُونَ سُبْحانَ رَبِّنا اِنْ كانَ وَعْدُ رَبِّنا لَمَفْعُولًا وَ يَخِرُّونَ لِلْاَذْقانِ يَبْكُونَ وَيَزِيدُهُمْ خُشُوعاً

یعنی جن لوگوں کو علم دیا گیا اور وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ مین گریہ نہیں کرتے حقیقت میں ان کو جو علم دیا گیا ہے وہ نفع بخش علم نہیں ہے کیونکہ علما وہ ہیں کہ جو اس آیت کا مصداق ہیں:

اِنَّ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهٖٓ اِذَا يُتْلٰى عَلَيْهِمْ يَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ سُجَّدًا ﴿۱۰۷﴾ وَّيَقُوْلُوْنَ سُبْحٰنَ رَبِّنَآ اِنْ كَانَ وَعْدُ رَبِّنَا لَمَفْعُوْلًا ﴿۱۰۸﴾ وَيَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ يَبْكُوْنَ وَيَزِيْدُهُمْ خُشُوْعًا. [1]

اس میں شک نہیں کہ جن لوگوں کو اس کے قبل ہی (آسمانی کتابوں کا) علم عطا کیا گیا ہے ان کے سامنے جب یہ پڑھا جاتا ہے تو ٹھڈیوں سے (منہ کے بل) سجدے میں گر پڑتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمارا پروردگار (ہر عیب سے) پاک و پاکیزہ ہے بے شک ہمارے پروردگار کا وعدہ پورا ہونا ہی تھا اور یہ لوگ (سجدے کے لیے) منہ کے بل گر پڑتے ہیں اور روتے جاتے ہیں اور یہ قران ان کی خاکساری کو بڑھاتا جاتا ہے۔ [2]

زمان شناسی و خود شناسی:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: عالموں کے احترام کے بارے میں فرماتے ہیں:

وَ صَاحِبُ الْفِقْهِ وَ الْعَقْلِ ذُو كَآبَةٍ وَ حَزَنٍ وَ سَهَرٍ قَدْ تَحَنَّكَ فِي بُرْنُسِهِ وَ قَامَ اللَّيْلَ فِي حِنْدِسِهِ يَعْمَلُ وَ يَخْشَى وَجِلًا دَاعِياً مُشْفِقاً مُقْبِلًا عَلَى شَأْنِهِ عَارِفاً بِأَهْلِ زَمَانِهِ مُسْتَوْحِشاً مِنْ اَوْثَقِ اِخْوَانِهِ فَشَدَّ اللهُ مِنْ هَذَا اَرْكَانَهُ وَ اَعْطَاهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اَمَانَهُ.

صاحب فقہ کو اندوہ حزن اور شب بیداری ہوتا ہے۔ بندگی کا لباس پہنتا ہے۔ رات کی تاریکی میں شب بیدار کرتا ہے اس حال میں کہ اس عمل سے وہ خوف الٰہی میں ہوتا ہے۔ خدا سے دعا مانگتا ہے اور اپنی شان پر توجہ دیتا ہے لوگ اپنے زمانے کو پہچانتے ہیں اور مطمئن ترین دوستوں سے خوف کرتا ہے۔ ایسا عالم روز قیامت محفوظ ہوگا۔ [3]

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

يَا طَالِبَ الْعِلْمِ اِنَّ لِلْعَالِمِ ثَلَاثَ عَلَامَاتٍ الْعِلْمَ وَ الْحِلْمَ وَ الصَّمْتَ وَ لِلْمُتَكَلِّفِ ثَلَاثَ

---

[1] سورۂ اسراء: ۱۰۷ تا ۱۰۹

[2] مکارم الاخلاق/ ۴۶۲/ الفصل الخامس فی وصیۃ رسول اللہ ص لابی ذر الغفاری رضی اللہ عنہ..... ص: ۴۵۸

[3] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۱/ ۴۹/ باب النوادر..... ص: ۴۸

عَلَامَاتٍ يُنَازِعُ مَنْ فَوْقَهُ بِالْمَعْصِيَةِ وَ يَظْلِمُ مَنْ دُونَهُ بِالْغَلَبَةِ وَ يُظَاهِرُ الظَّلَمَةَ.

اے علم کی تلاش کرنے والے! عالم کی تین نشانیاں ہیں۔ (۱) علم، (۲) حلم اور (۳) سکوت اور علم کے دکھاوا کرنے والے کی بھی تین علامات ہیں: (۱) اپنے سے برتر سے ناروا سلوک اور نزاع کرتا ہے، (۲) اپنے ماتحت پر ستم کرتا ہے اور (۳) ظالموں کا حامی ہوگا۔[۱]

فقیہ کی نشانیاں:

امام عسکری علیہ السلام نے فرمایا:

فَأَمَّا مَنْ كَانَ مِنَ الْفُقَهَاءِ صَائِناً لِنَفْسِهِ حَافِظاً لِدِينِهِ مُخَالِفاً عَلَى هَوَاهُ مُطِيعاً لِأَمْرِ مَوْلَاهُ فَلِلْعَوَامِّ أَنْ يُقَلِّدُوهُ وَ ذَلِكَ لَا يَكُونُ إِلَّا بَعْضَ فُقَهَاءِ الشِّيعَةِ لَا جَمِيعَهُمْ.

وہ شخص جو فقہا میں سے ہو وہ اپنے نفس کی محافظت کرتا ہے، ہوائے نفس کی مخالفت کرتا ہے دین کی حفاظت کرتا ہے اور اپنے مولا کی پیروی کرتا ہے۔ پس لوگوں پر ضروری ہے کہ اس کی تقلید کریں اور شیعہ قوم کے بعض فقہا اسی طرح کے ہیں لیکن سب ایسے نہیں ہیں۔[۲]

عالموں کی اہانت کا انجام:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ أَهَانَ عَالِماً فَقَدْ أَهَانَنِي وَ مَنْ أَهَانَنِي فَقَدْ أَهَانَ اللهَ فَمَصِيرُهُ إِلَى النَّارِ.

جو شخص کسی عالم کی بے احترامی کرتا ہے اس کا انجام دوزخ کی آگ ہے۔[۳]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

مَنْ أَهَانَ فَقِيهاً مُسْلِماً لَقِيَ اللهَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَ هُوَ عَلَيْهِ غَضْبَانُ.

جو شخص مسلمان فقیہ کی اہانت کرتا ہے روز قیامت خدا کا اس پر غضب ہوگا۔[۴]

---

[۱] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۱/ ۳۷/ باب صفۃ العلماء..... ص:۳۶

[۲] الاحتجاج علی اہل اللجاج (للطبرسی)/ ج۲/ ۴۵۸/ احتجاج ابی محمد الحسن بن علی العسکری ع فی انواع شتی من علوم الدین..... ص:۴۵۵

[۳] جامع الاخبار (للشعیری)/ ۳۸/ الفصل العشرون فی العلم

[۴] بحار الانوار (ط-بیروت)/ ج۲/ ۴۴/ باب ۱۰ حق العالم..... ص:۴۰

عالم کی اہانت کے آثار:

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

اِيَّاكَ اَنْ تَسْتَخِفَّ بِالْعُلَمَاءِ فَاِنَّ ذٰلِكَ يُزْرِي بِكَ وَيسيء الظَّنِّ بِكَ وَ الْمَخِيلَةِ فِيكَ.

علما کو کم اہمیت نہ دو کیونکہ اس سے تمہاری اپنی قدر کم ہوتی ہے۔ یہ بدگمانی اور موجب تکبر ہے۔[1]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنِ احْتَقَرَ صَاحِبَ الْعِلْمِ فَقَدِ احْتَقَرَنِي وَمَنِ احْتَقَرَنِي فَهُوَ كَافِرٌ.

جس نے صاحب علم کو حقیر سمجھا اس نے مجھے حقیر سمجھا اور مجھے حقیر سمجھا وہ کافر ہے۔[2]

بے عمل عالم سے پرہیز:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اَلْفُقَهَاءُ اُمَنَاءُ الرُّسُلِ مَا لَمْ يَدْخُلُوا فِي الدُّنْيَا قِيلَ يَا رَسُولَ اللهِ وَمَا دُخُولُهُمْ فِي الدُّنْيَا قَالَ اِتِّبَاعُ السُّلْطَانِ فَاِذَا فَعَلُوا ذٰلِكَ فَاحْذَرُوهُمْ عَلَى دِينِكُمْ.

فقہا، انبیائے کرام علیہم السلام کے امین ہیں جب تک دنیا میں نہ آئے ہوں۔ سوال ہوا! اے اللہ کے رسولؐ! ان کے دنیا میں آنے سے کیا مراد ہے؟ آپ نے فرمایا: بادشاہوں کی پیروی کرنے والے۔ پس جو عالم ایسا ہو دین کی نسبت اس سے پرہیز کرو۔[3]

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا:

اِنَّ شَرَّ النَّاسِ لَرَجُلٌ عَالِمٌ آثَرَ دُنْيَاهُ عَلَى عِلْمِهِ فَاَحَبَّهَا وَ طَلَبَهَا وَ جَهَدَ عَلَيْهَا حَتّٰى لَوِ اسْتَطَاعَ اَنْ يَجْعَلَ النَّاسَ فِي حَيْرَةٍ لَفَعَلَ وَ مَا ذَا يُغْنِي عَنِ الْاَعْمٰى سَعَةُ نُورِ الشَّمْسِ وَ هُوَ لَا يُبْصِرُهَا كَذٰلِكَ لَا يُغْنِي عَنِ الْعَالِمِ عِلْمُهُ اِذْ هُوَ لَمْ يَعْمَلْ بِهِ.

لوگوں میں بدترین عالم وہ ہے جو دنیا کو اپنے علم پر ترجیح دے، اپنے علم سے دنیا کو پسند کرے اور طلب کرے اور دنیا کے لئے تمام جدوجہد کرے۔ حتی کہ چاہے تو لوگوں کو پریشانی وسرگردانی میں چھوڑ دیتا ہے۔ سورج کا چمکنا، نابینا کے لئے کوئی

---

[1] غرر الحکم ودرر الکلم / ۱۷۳ / ۱۰۱..... ص: ۱۷۳

[2] ارشاد القلوب الی الصواب (للدیلمی) / ج ۱ / ۱۶۵ / الباب التاسع والاربعون فی الادب مع اللہ تعالی..... ص: ۱۶۰

[3] الکافی (ط - الاسلامیۃ) / ج ۱ / ۴۶ / باب المستاکل بعلمہ والمباہی بہ..... ص: ۴۶

فائدہ نہیں جو شخص اپنے عمل پر عمل نہ کرے وہ بھی بالکل ایسے ہی ہے۔[1]

نیز حضرت مسیح علیہ السلام فرماتے ہیں:

اَلدِّینَارُ دَاءُ الدِّینِ وَ الْعَالِمُ طَبِیبُ الدِّینِ فَإِذَا رَأَیْتُمُ الطَّبِیبَ یَجُرُّ الدَّاءَ إِلَی نَفْسِهِ فَاتَّهِمُوهُ وَ اعْلَمُوا أَنَّهُ غَیْرُ نَاصِحٍ لِغَیْرِهِ.

دولت و دینار، دین کے لئے آفت اور عالم دین کا طبیب ہوتا ہے جب دیکھو کہ طبیب آفت کو اپنی طرف کھینچ رہا ہے تو ایسی صورت میں اس پر اعتماد نہ کرو کہ وہ دوسروں کا خیر خواہ نہیں۔[2]

امام باقر علیہ السلام نے فرمایا:

إِیَّاکُمْ وَ الْجُهَّالَ مِنَ الْمُتَعَبِّدِینَ وَ الْفُجَّارَ مِنَ الْعُلَمَاءِ فَإِنَّهُمْ فِتْنَةُ کُلِّ مَفْتُونٍ.

نادان عابد افراد اور فاجر عالم سے پرہیز کرو کہ یہ دونوں فریب دینے والے ہوتے ہیں۔[3]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

إِذَا رَأَیْتُمُ الْعَالِمَ مُحِبّاً لِدُنْیَاهُ فَاتَّهِمُوهُ عَلَی دِینِکُمْ فَإِنَّ کُلَّ مُحِبٍّ لِشَیْءٍ یَحُوطُ مَا أَحَبَّ.

جب بھی کسی عالم کو دنیا دار دیکھو اس پر اعتماد نہ کرو کیونکہ ہر دوستی اپنے اردگرد گھومتی ہے۔[4]

خداوند عالم نے داؤد علیہ السلام نبی کو وحی فرمائی:

أَوْحَی اللهُ إِلَی دَاوُدَ علیه السلام لَا تَجْعَلْ بَیْنِی وَ بَیْنَکَ عَالِماً مَفْتُوناً بِالدُّنْیَا فَیَصُدَّکَ عَنْ طَرِیقِ مَحَبَّتِی فَإِنَّ أُولَئِکَ قُطَّاعُ طَرِیقِ عِبَادِیَ الْمُرِیدِینَ إِنَّ أَدْنَی مَا أَنَا صَانِعٌ بِهِمْ أَنْ أَنْزِعَ حَلَاوَةَ مُنَاجَاتِی عَنْ قُلُوبِهِمْ.

میرے اور اپنے درمیان دنیا دار عالم کو قرار نہ دے کہ جو تیرے دل میں میری محبت ہے وہ اس کے مانع ہوگا ایسے عالم ڈاکو ہیں۔ان کا کم ترین انجام یہ ہے کہ مناجات شیریں ان کے دل سے ختم کر دیتا ہوں۔[5]

(ب) استاد اہمیت:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

فَضْلُ الْعَالِمِ عَلَی الْعَابِدِ کَفَضْلِی عَلَی أَدْنَاکُمْ ثُمَّ قَالَ إِنَّ اللهَ تَعَالَی وَ مَلَائِکَتَهُ وَ أَهْلَ الْأَرْضِ

---

[1] تحف العقول/ النص/ ۵۰۳/ مواعظ المسیح ع فی الانجیل وغیرہ ومن حکمہ

[2] الخصال/ ج۱/ ۱۱۳/ الفتن ثلاث..... ص:۱۱۳

[3] بحار الانوار (ط-بیروت)/ ج۱/ ۲۰۷/ باب ۵ العمل بغیر علم..... ص:۲۰۶

[4] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۱/ ۴۶/ باب المستاکل بعلمہ والمباہی بہ..... ص:۴۶

[5] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۱/ ۴۶/ باب المستاکل بعلمہ والمباہی بہ..... ص:۴۶

حَتَّى النَّمْلَةَ فِي جُحْرِهَا وَ حَتَّى الْحُوتَ فِي الْبَحْرِ لَيُصَلُّونَ عَلَى مُعَلِّمِي النَّاسِ الْخَيْرَ.

عالم کو عابد پر برتری اس طرح حاصل ہے جیسے میری فضیلت تم میں سے کم ترین افراد پر ہے پھر فرمایا: بے شک خدا، فرشتے اور اہل زمین حتیٰ کہ چونٹیاں جو اپنے بلوں میں ہیں اور دریا میں مچھلیاں اچھے استاد پر درود بھیجتے ہیں۔[1]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تین مرتبہ فرمایا:

اَللّٰهُمَّ ارْحَمْ خُلَفَائِي ثَلَاثاً قِيلَ يَا رَسُولَ اللهِ وَ مَنْ خُلَفَاؤُكَ قَالَ الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ حَدِيثِي وَ سُنَّتِي ثُمَّ يُعَلِّمُونَهَا أُمَّتِي.

خدایا! میرے جانشینوں پر رحمت فرما۔

آپؐ سے لوگوں نے پوچھا: آپ کے جانشین کون ہیں؟

آپؐ نے فرمایا: جو میری حدیث وسنت کو عام کرتے ہیں اور پھر میری باتوں کو یاد کرتے ہیں۔[2]

نکتہ:

تعلیم تبلیغ سے برتر ہے چنانچہ تحقیق تعلیم سے برتر ہے۔ سچے استاد عمومی وخصوصی تبلیغ کے فرائض کو ہمیشہ انجام دیتے ہیں۔

استاد کے حقوق کی رعایت کا ثواب:

امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا:

..... وَ حَقُّ سَائِسِكَ بِالْعِلْمِ التَّعْظِيمُ لَهُ وَ التَّوْقِيرُ لِمَجْلِسِهِ وَ حُسْنُ الِاسْتِمَاعِ إِلَيْهِ وَ الْإِقْبَالُ عَلَيْهِ وَ أَنْ لَا تَرْفَعَ عَلَيْهِ صَوْتَكَ وَ لَا تُجِيبَ أَحَداً يَسْأَلُهُ عَنْ شَيْءٍ حَتَّى يَكُونَ هُوَ الَّذِي يُجِيبُ وَ لَا تُحَدِّثَ فِي مَجْلِسِهِ أَحَداً وَ لَا تَغْتَابَ عِنْدَهُ أَحَداً وَ أَنْ تَدْفَعَ عَنْهُ إِذَا ذُكِرَ عِنْدَكَ بِسُوءٍ وَ أَنْ تَسْتُرَ عُيُوبَهُ وَ تُظْهِرَ مَنَاقِبَهُ وَ لَا تُجَالِسَ لَهُ عَدُوّاً وَ لَا تُعَادِيَ لَهُ وَلِيّاً فَإِذَا فَعَلْتَ ذَلِكَ شَهِدَتْ لَكَ مَلَائِكَةُ اللهِ عَزَّ وَ جَلَّ بِأَنَّكَ قَصَدْتَهُ وَ تَعَلَّمْتَ عِلْمَهُ لِلهِ جَلَّ وَ عَزَّ اسْمُهُ لَا لِلنَّاسِ.

تمہارے استاد کا تم پر یہ حق ہے کہ اس کی تعظیم کرو، اس کی مجلس کی عزت رکھو اور اچھی باتیں سیکھو۔ اس کی آواز پر اپنی آواز کو بلند نہ کرو۔ اگر دوسرے سے پوچھتے ہیں تو تم جواب نہ دو۔ جب تک وہ خود نہ فرمائیں۔ اس کی مجلس میں باتیں نہ کرو۔ اس کے پاس کسی کی غیبت نہ کرو۔ جب وہ تمہارے سامنے کسی کی بدکرداری کے بارے میں کہتے ہیں: تو مانع نہ بنو۔ اس عیب کو چھپاؤ، اس کی نیکیوں کو عام کرو، اس کے دشمن کے ساتھ نہ بیٹھو، اس کے حقوق کی رعایت کرنے کا ثواب یہ ہے کہ خدا کے

---

[1] بحار الانوار (ط۔ بیروت)/ ج۶۱ / ۲۴۵ / باب ۱۰ النحل والنمل وسائر ما نهي عن قتله من الحيوانات وما يحل قتله منها من الحيات والعقارب والغربان و غيرها والنهي عن حرق الحيوانات وتعذيبها..... ص:۲۲۹

[2] الامالی (للصدوق)/ النص/ ۱۸۰ / المجلس الرابع والثلاثون

فرشتے گواہی دیتے ہیں۔تم نے خدا کے لئے علم حاصل کیا اور خدا کے لئے دوسروں کی یاددلائی۔[1]

استاد کی بے احترامی کا عامل:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

ثَلَاثَةٌ لَا يَسْتَخِفُّ بِحَقِّهِمْ اِلَّا مُنَافِقٌ ذُو شَيْبَةٍ فِي الْاِسْلَامِ وَ اِمَامٌ مُقْسِطٌ وَ مُعَلِّمُ الْخَيْرِ.

تین افراد کے حقوق کو کوئی چھوٹا نہیں سمجھتا سوائے منافق کے اور وہ یہ ہیں: (۱) جس کے بال اسلام میں سفید ہوں (۲) انصاف پسند پیشوا اور (۳) اچھا استاد۔[2]

(ج) شاگرد

طالب علموں کی فضیلت:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

طَالِبُ الْعِلْمِ اَفْضَلُ عِنْدَ اللهِ مِنَ الْمُجَاهِدِينَ وَ الْمُرَابِطِينَ وَ الْحُجَّاجِ وَ الْعُمَّارِ وَ الْمُعْتَكِفِينَ وَ الْمُجَاوِرِينَ وَ اسْتَغْفَرَتْ لَهُ الشَّجَرُ وَ الرِّيَاحُ وَ السَّحَابُ وَ الْبِحَارُ وَ النُّجُومُ وَ النَّبَاتُ وَ كُلُّ شَيْءٍ طَلَعَتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ.

خدا کے نزدیک علم حاصل کرنا جہاد کرنے والوں، نمازی افراد، حج کرنے والوں، عمرہ کرنے والوں، اعتکاف کرنے والوں اور خانہ خدا کے پڑوسی سے بہتر ہے۔درخت، ہوا، بادل، دریا، ستارے، گھاس اور ہر وہ چیز جس پر سورج چمکتا ہے طالب علم کے لئے مغفرت کرتے ہیں۔[3]

محبوبیت طالب علم:

نیز ایک حدیث میں ہے کہ

.....وَ طَالِبُ الْعِلْمِ اَحَبَّهُ اللهُ وَ اَحَبَّهُ الْمَلَائِكَةُ وَ اَحَبَّهُ النَّبِيُّونَ وَ لَا يُحِبُّ الْعِلْمَ اِلَّا السَّعِيدُ وَ طُوبَى لِطَالِبِ الْعِلْمِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ.

طالب علم محبوب خدا، محبوب فرشتگان اور محبوب انبیا ہیں۔اس کا علم باعث سعادت ہے روز قیامت طالب علم خوشحال ہوں گے۔[4]

---

[1] من لایحضرہ الفقیہ/ ج ۲/ ۶۲۰/ باب الحقوق..... ص:۶۱۸

[2] مجموعۃ ورام/ ج ۲/ ۲۱۲/ الجزء الثانی

[3] ارشاد القلوب الی الصواب (للدیلمی)/ ج ۱/ ۱۶۴/ الباب التاسع والاربعون فی الادب مع اللہ تعالی..... ص:۱۶۰

[4] جامع الاخبار (للشعیری)/ ۳۸/ الفصل العشرون فی العلم

ایک اور حدیث میں ہے کہ

وَمَنْ اَرَادَ رِضَائِیْ فَلْیُکْرِمْ صَدِیْقِیْ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ مَنْ صَدِیْقُکَ قَالَ صَدِیْقِیْ طَالِبُ الْعِلْمِ وَھُوَ اَحَبُّ اِلَیَّ مِنَ الْمَلَائِکَۃِ.

جو شخص میری رضایت چاہتا ہے وہ میرے دوست کا اکرام کرے۔

لوگوں نے پوچھا: اے اللہ کے رسولؐ! آپ کے دوست کون ہیں؟

آپؐ نے فرمایا: طالب علم میرا دوست ہے اور میرے نزدیک فرشتوں سے زیادہ محبوب ہیں۔[1]

طالب علم کی شفاعت:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اِنَّ لِطَالِبِ الْعِلْمِ شَفَاعَۃً کَشَفَاعَۃِ الْاَنْبِیَاءِ.

طالب علم انبیاء کی طرح شفاعت کرنے والے ہے۔[2]

طالب علم کے اکرام کا ثواب:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

وَمَنْ اَکْرَمَہٗ فَقَدْ اَکْرَمَنِیْ وَمَنْ اَکْرَمَنِیْ فَقَدْ اَکْرَمَ اللّٰہَ وَمَنْ اَکْرَمَ اللّٰہَ فَلَہُ الْجَنَّۃُ.

جو شخص طالب علم کا احترام کرے گا اس نے میرا احترام کیا اور جس نے میرا احترام کیا اس نے خدا کا اکرام کیا اور جو خدا کا اکرام کرتا ہے جنت میں جاتا ہے۔[3]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

وَمَنْ صَافَحَ طَالِبَ الْعِلْمِ حَرَّمَ اللّٰہُ جَسَدَہٗ عَلَی النَّارِ.

جو شخص طالب علم سے مصافحہ کرتا ہے خداوند عالم اس کے بدن پر دوزخ کی آگ حرام قرار دیتا ہے۔[4]

---

[1] مستدرک الوسائل ومستنبط المسائل، ج17، ص:۳۰۱

[2] ارشاد القلوب الی الصواب (للدیلمی)/ ج۱/ ۱۶۴/ الباب التاسع والاربعون فی الادب مع اللہ تعالی..... ص:۱۶۰

[3] مستدرک الوسائل ومستنبط المسائل، ج17، ص:۳۰۱

[4] ارشاد القلوب الی الصواب (للدیلمی)/ ج۱/ ۱۶۴/ الباب التاسع والاربعون فی الادب مع اللہ تعالی..... ص:۱۶۰

طالب علم کی مدد کرنے کا ثواب:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ اَعَانَ طَالِبَ الْعِلْمِ فَقَدْ اَحَبَّ الْاَنْبِیَاءَ وَ کَانَ مَعَھُمْ ..... وَ اِنَّ طَالِبَ الْعِلْمِ اِذَا مَاتَ غَفَرَ اللّٰہُ لَہُ وَلِمَنْ حَضَرَ جَنَازَتَہُ.

جوکوئی طالب علم کی مدد کرتا ہے وہ انبیاء کا دوست ہے اور ان کے ساتھ ہوگا۔..... جب طالب علم مرتا ہے۔ خدا اسے اور اس کے جنازے میں شریک ہونے والے افراد کے گناہ معاف فرماتا ہے۔[1]

طالب علم سے کینہ رکھنا:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

وَ مَنْ اَبْغَضَ طَالِبَ الْعِلْمِ فَقَدْ اَبْغَضَ الْاَنْبِیَاءَ فَجَزَاؤُہُ جَھَنَّمُ.

جوکوئی طالب علم سے دشمنی کرتا ہے اس نے انبیائے کرام علیہم السلام سے دشمنی کی اور اس کا انجام دوزخ ہے۔[2]

۳۔ساتھی افراد

اپنے ساتھیوں سے تعامل

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اِذَا تَلَاقَیْتُمْ فَتَلَاقَوْا بِالتَّسْلِیمِ وَ التَّصَافُحِ وَ اِذَا تَفَرَّقْتُمْ فَتَفَرَّقُوا بِالاسْتِغْفَارِ.

ایک دوسرے کا دیدار سلام اور مصافحہ سے آغاز کرو اور جب ایک دوسرے سے جدا ہو ایک دوسرے کے لئے استغفار کریں۔[3]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

کَانَ لِلنَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خَلِیطٌ فِی الْجَاھِلِیَّۃِ فَلَمَّا بُعِثَ علیہ السلام لَقِیَہُ خَلِیطُہُ فَقَالَ لِلنَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جَزَاکَ اللّٰہُ مِنْ خَلِیطٍ خَیْراً فَقَدْ کُنْتَ تُوَاتِی وَ لَا تُمَارِی فَقَالَ لَہُ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وَ اَنْتَ فَجَزَاکَ اللّٰہُ مِنْ خَلِیطٍ خَیْراً

---

[1] ارشاد القلوب الی الصواب (للدیلمی) / ج ۱ / ۱۶۴ / الباب التاسع والاربعون فی الادب مع اللہ تعالی..... ص: ۱۶۰

[2] ارشاد القلوب الی الصواب (للدیلمی) / ج ۱ / ۱۶۴ / الباب التاسع والاربعون فی الادب مع اللہ تعالی..... ص: ۱۶۰

[3] عدۃ الداعی ونجاح الساعی / ۱۸۹ / فصل..... ص: ۱۸۶

فَإِنَّكَ لَمْ تَكُنْ تَرُدُّ رِبْحاً وَلَا تُمْسِكُ خِسْراً.

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نبوت سے پہلے ایک شخص کو اپنے کام میں شریک رکھتے تھے۔ بعثت کے بعد اس کی آپ سے ملاقات ہوئی اور اس نے کہا: خدا آپ کو نیک اجر دے کہ آپ نے میرے ساتھ نیک سلوک کیا اور لڑائی جھگڑا نہیں کیا۔

پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جواب دیا: خدا تجھے بھی نیکی دے تو ایک اچھا شریک تھا تو سخت نہ تھا اور نہ بخیل کیا۔[1]

ایک روایت کے مطابق

أَبِي السَّائِبِ كَانَ خَلِيطًا لِرَسُولِ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم إِذَا ذُكِرَ فِي الْإِسْلَامِ. قَالَ نَعَمْ الْخَلِيطُ كَانَ أَبُو السَّائِبِ لَا يُشَارِي وَلَا يُمَارِي.

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت سے پہلے ابوالسائب نامی آپ کا شخص شریک کار تھا کہ اسلام کے بعد جب بھی جب اس کا نام لیا جاتا تو آپؐ فرماتے: ابوالسائب کتنا اچھا شریک تھا نہ غصے ہوتا اور نہ لڑتا تھا۔[2]

ساتھی کا حق:

امام سجاد علیہ السلام نے فرمایا:

وَأَمَّا حَقُّ الْخَلِيطِ أَنْ لَا تَغُرَّهُ وَلَا تَغُشَّهُ وَلَا تَخْدَعَهُ وَتَتَّقِيَ اللهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى فِي أَمْرِهِ.

ساتھی کا حق یہ ہے کہ اسے فریب نہ دو، اس سے خیانت نہ کرو، اس کے خلاف حیلہ و بہانہ نہ بناؤ اس کے کام میں خداوند عالم کو مدنظر رکھو۔[3]

ساتھی سے نیکی کا ثواب:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

.....رَحِمَ اللهُ خَلِيطاً أَعَانَ خَلِيطَهُ عَلَى بِرِّهِ.....

خدا رحمت کرے اس شخص پر جو اپنے شریک کو نیکی میں اس کی مدد کرتا ہے۔[4]

۴۔ مریض افراد

بیمار وہ افراد ہیں کہ قرآن میں خدا نے ان کی طرف نظر رحمت فرمائی ہے بعض واجبات کو ان سے اٹھا لیا اور بیماری کے بعد انجام دینے کا حکم دیا۔ روزے کے بارے میں فرماتا ہے کہ:

---

[1] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۵/ ۳۰۸/ باب النوادر..... ص: ۳۰۴

[2] الاستیعاب، ج۲، ص ۵۷۴

[3] من لایحضرہ الفقیہ/ ج۲/ ۶۲۴/ باب الحقوق..... ص: ۶۱۸

[4] الامالی (للصدوق)/ النص/ ۲۸۸/ المجلس الثامن والاربعون

وَمَنْ كَانَ مَرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ ط

اور جو شخص بیمار ہو یا سفر میں ہو تو اور دنوں سے (روزہ کی) گنتی پوری کرے۔[1]

غسل اور وضو کے بدلے تیمم کے بارے میں فرمایا:

.....وَاِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰٓى اَوْ عَلٰى سَفَرٍ ..... فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا.

.....اور اگر تم بیمار ہو یا سفر میں ہو.....اور تم کو پانی نہ مل سکے تو پاک خاک سے تیمم کرلو۔[2]

بیماروں سے جہاد ساقط ہے اس کے بارے میں خدا فرماتا ہے:

لَيْسَ عَلَى الضُّعَفَآءِ وَلَا عَلَى الْمَرْضٰى وَلَا عَلَى الَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ مَا يُنْفِقُوْنَ حَرَجٌ.

(اے رسولؐ جہاد میں نہ جانے کا) نہ تو کمزوروں پر کچھ گناہ ہے نہ بیماروں پر اور نہ ان لوگوں پر جو کچھ نہیں پاتے کہ خرچ کریں[3]

بیمار کی عیادت:

بیمار کی عیادت کی سفارش:

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

اَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بِعِيَادَةِ الْمَرِيْضِ.

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں بیماروں کی عیادت کا فرمان دیا۔[4]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

عُوْدُوا مَرْضَاكُمْ وَسَلُوْهُمُ الدُّعَاءَ يَعْدِلُ دُعَاءَ الْمَلَائِكَةِ.

بیماروں کی عیادت کریں اور انہیں دعا کرنے کے لئے کہیں کیونکہ ان کی دعا فرشتوں کی دعا کی مانند ہے۔[5]

مومن کی عیادت کی اہمیت:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

لِلْمُؤْمِنِ عَلَى الْمُؤْمِنِ سَبْعُ حُقُوْقٍ وَاجِبَاتٍ .....اِنْ خَالَفَهُ خَرَجَ مِنْ وَلَايَةِ اللّٰهِ وَ تَرَكَ طَاعَةَ اللّٰهِ..... وَ الْحَقُّ السَّابِعُ اَنْ..... وَ تَعُوْدَهُ فِيْ مَرَضِهِ.

---

[1] سورۂ بقرہ:۱۸۵

[2] سورۂ مائدہ:۶

[3] سورۂ توبہ:۹۱

[4] روضۃ الواعظین وبصیرۃ المتعظین (ط-القدیمۃ)/ج۲/۳۸۸/مجلس فی ذکر حقوق الاخوان والاقرباء والجار..... ص:۳۸۶

[5] مشکاۃ الانوار فی غرر الاخبار/النص/۲۸۱/الفصل الثانی فی فضل المرض وکتمانہ..... ص:۲۸۰

مومن کے مومن پر سات حقوق واجب ہیں..... کہ اگر ان کی رعایت نہیں کرتا تو وہ ولایت اور اطاعت الٰہی سے خارج ہے..... ساتواں حق یہ ہے کہ..... بیمار کی بیماری کے دوران عیادت کرنا۔[1]

ہمسفر بیمار کا خیال رکھنا:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اِذَا كُنْتُمْ فِي سَفَرٍ فَمَرِضَ اَحَدُكُمْ فَاَقِيمُوا عَلَيْهِ ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ.

جب بھی تم سفر میں ہو اور تم میں سے کوئی ایک مریض ہو جائے تو تین دن توقف کرو اور اس کی حفاظت کریں۔[2]

مرازم بن حکیم نامی شخص کہتا ہے کہ

زَامَلْتُ مُحَمَّدَ بْنَ مُصَادِفٍ فَلَمَّا دَخَلْنَا الْمَدِينَةَ اعْتَلَلْتُ فَكَانَ يَمْضِي اِلَى الْمَسْجِدِ وَ يَدَعُنِي وَحْدِي فَشَكَوْتُ ذَلِكَ اِلَى مُصَادِفٍ فَاَخْبَرَ بِهِ اَبَا عَبْدِ اللهِ عليه السلام فَاَرْسَلَ اِلَيْهِ قُعُودُكَ عِنْدَهُ اَفْضَلُ مِنْ صَلَاتِكَ فِي الْمَسْجِدِ.

میں محمد بن مصارف کے ساتھ حج کے سفر پر تھا کہ میں مدینہ میں بیمار ہو گیا۔ اس نے مجھے تنہا چھوڑ دیا اور مسجد میں چلا گیا۔ میں نے اس کے باپ سے شکایت کی۔ اس نے بھی یہ ماجرا امام صادق علیہ السلام سے بیان کیا۔ آپ نے محمد بن مصادق کو پیغام دیا کہ اگر تو گھر میں رہتا ہے اور اس بیمار کی تیمارداری کرتا تو یہ مسجد میں عبادت سے افضل تھا۔[3]

اہل سنت کے مریضوں کی عیادت:

امام صادق علیہ السلام نے زید شحام سے فرمایا:

يَا زَيْدُ خَالِقُوا النَّاسَ بِاَخْلَاقِهِمْ صَلُّوا فِي مَسَاجِدِهِمْ وَ عُودُوا مَرْضَاهُمْ وَ اشْهَدُوا جَنَائِزَهُمْ وَ اِنِ اسْتَطَعْتُمْ اَنْ تَكُونُوا الْاَئِمَّةَ وَ الْمُؤَذِّنِينَ فَافْعَلُوا فَاِنَّكُمْ اِذَا فَعَلْتُمْ ذَلِكَ قَالُوا هَؤُلَاءِ الْجَعْفَرِيَّةُ رَحِمَ اللهُ جَعْفَراً مَا كَانَ اَحْسَنَ مَا يُؤَدِّبُ اَصْحَابَهُ وَ اِذَا تَرَكْتُمْ ذَلِكَ قَالُوا هَؤُلَاءِ الْجَعْفَرِيَّةُ فَعَلَ اللهُ بِجَعْفَرٍ مَا كَانَ اَسْوَاَ مَا يُؤَدِّبُ اَصْحَابَهُ.

اے زید! اہل سنت سے اچھا برتاؤ کرو، ان کی مساجد میں نماز پڑھو۔ ان کے بیماروں کی عیادت کرو۔ ان کے جنازوں میں شرکت کرو۔ اگر ہو سکے تو اذان بھی تم دو۔ اگر تم نے ایسا کیا تو وہ یہ کہیں گے کہ یہ ہیں جعفری۔ خدا جعفرؑ پر رحمت کرے کہ انہوں نے کس طرح اپنے پیروکاروں کی تربیت کی ہے اگر تم نے اچھا سلوک نہ کیا تو وہ یہ کہیں گے یہ ہیں جعفری۔ خدا جعفری کے ساتھ کیا کرے گا؟ اپنے ماننے والوں کی کیسی تربیت کی ہے۔[4]

---

[1] روضۃ الواعظین وبصیرۃ المتعظین (ط-القدیمۃ)/ ج ۲/ ۲۹۱/ مجلس فی ذکر مناقب اصحاب الائمۃ وفضائل الشیعۃ.... ص: ۲۸۷

[2] وسائل الشیعۃ/ ج ۱۱/ ۴۵۸/ ۶۴- باب استحباب اقامۃ رفقاء المریض لاجلہ ثلاثا..... ص: ۴۵۷

[3] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۴/ ۵۴۵/ باب النوادر..... ص: ۵۴۰

[4] من لایحضرہ الفقیہ/ ج ۱/ ۳۸۳/ باب الجماعۃ وفضلہا..... ص: ۳۷۵

جلد کے مریضوں کی ہمنشینی:

روایت ہے کہ:

اَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يَطْعَمُ فَجَاءَ رَجُلٌ اَسْوَدُ بِهِ جُدَرِيٌّ قَدْ تَقَشَّرَ فَجَعَلَ لَا يَجْلِسُ اِلَى اَحَدٍ اِلَّا قَامَ مِنْ جَنْبِهِ فَاَجْلَسَهُ النَّبِيُّ ﷺ اِلَى جَنْبِهِ.

ایک دفعہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھانا کھا رہے تھے ایک آبلہ کی بیماری میں مبتلا شخص آیا جس کا چہرہ سیاہ تھا ان کی جلد بیماری سے خراب تھی وہ کسی کے برابر بیٹھنا چاہتا تھا جس کے برابر بیٹھا وہ اٹھ کھڑا ہوا۔ جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ دیکھا تو اسے اپنے ساتھ بٹھایا۔ [1]

جن بیماروں کی عیادت نہیں:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

لَا عِيَادَةَ فِي وَجَعِ الْعَيْنِ وَ لَا تَكُونُ عِيَادَةٌ فِي اَقَلَّ مِنْ ثَلَاثَةِ اَيَّامٍ فَاِذَا وَجَبَتْ فَيَوْمٌ وَ يَوْمٌ لَا فَاِذَا طَالَتِ الْعِلَّةُ تُرِكَ الْمَرِيضُ وَ عِيَالَهُ.

جس کی آنکھ میں درد ہو اس کی عیادت نہیں ہے اور بیماری کے تین دن سے کم میں عیادت نہیں یعنی جو آدمی تین دن مریض ہوتا ہے اس کی عیادت ہے اگر کسی بیمار کی عیادت کرنی ہے تو ایک دن صرف گزارے۔ اگر بیماری طولانی ہو جائے تو بیمار کو اپنے اہل خانہ کے سپرد کر دو۔ [2]

عیادت کے لئے سفر:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

يَا عَلِيُّ!..... سِرْ مِيلًا عُدْ مَرِيضاً

اے علیؑ!..... ایک میل تک بیمار کی عیادت کے لئے سفر کرو۔ [3]

بیمار کی عیادت کا ثواب:

گناہ معاف ہوتے ہیں اور زیادہ ثواب ملتا ہے:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ عَادَ مَرِيضاً فَلَهُ بِكُلِّ خُطْوَةٍ خَطَاهَا حَتَّى يَرْجِعَ اِلَى مَنْزِلِهِ سَبْعُونَ اَلْفَ اَلْفِ حَسَنَةٍ وَ مُحِيَ عَنْهُ سَبْعُونَ اَلْفَ اَلْفِ سَيِّئَةٍ وَ يُرْفَعُ لَهُ سَبْعُونَ اَلْفَ اَلْفِ دَرَجَةٍ وَ يُوَكَّلُ بِهِ سَبْعُونَ اَلْفَ اَلْفِ

---

[1] مجموعۃ ورام/ ج۱/ ۲۰۱/ بیان فضیلۃ التواضع..... ص:۲۰۰

[2] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۳/ ۱۱۷/ باب فی کم یعاد المریض وقدر ما یجلس عندہ وتمام العیادۃ..... ص:۱۱۷

[3] من لایحضرہ الفقیہ/ ج۴/ ۳۶۱/ باب النوادر وہو آخر ابواب الکتاب..... ص:۳۵۲

مَلَكٍ يُقْعِدُونَهُ فِي قَبْرِهِ وَ يَسْتَغْفِرُونَهُ اِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ.

جو شخص بیمار کی عیادت کرتا ہے جب گھر کی طرف واپس جاتا ہے تو ہر قدم کے بدلے سات کروڑ نیکیاں ملتی ہیں (یعنی ثواب زیادہ ملتا ہے) اتنے ہی اس کے گناہ معاف ہوتے ہیں اور اسے درجہ ملتا ہے اتنے ہی فرشتے اس کی قبر میں رہتے ہیں اور روز قیامت تک اس کی مغفرت کرتے ہیں۔[1]

فرشتوں کی استغفار:

امام باقر علیہ السلام نے فرمایا:

اَيُّمَا مُؤْمِنٍ عَادَ مُؤْمِناً خَاضَ فِي الرَّحْمَةِ خَوْضاً فَاِذَا جَلَسَ غَمَرَتْهُ الرَّحْمَةُ فَاِذَا انْصَرَفَ وَكَّلَ اللهُ بِهِ سَبْعِينَ اَلْفَ مَلَكٍ يَسْتَغْفِرُونَ لَهُ وَ يَسْتَرْحِمُونَ عَلَيْهِ وَ يَقُولُونَ طِبْتَ وَ طَابَتْ لَكَ الْجَنَّةُ اِلَى تِلْكَ السَّاعَةِ مِنْ غَدٍ.

جب ایک مومن دوسرے مومن کی عیادت کرتا ہے تو وہ خدا کی رحمت میں ڈوبا ہوا ہوتا ہے۔ جب وہ بیٹھتا ہے تو رحمت حق میں ہوتا ہے جب وہ واپس آتا ہے تو خداوند عالم ستر ہزار فرشتوں کو مامور کرتا ہے تا کہ اس کے لئے استغفار اور طلب رحمت کی دعا کریں اور فرشتے اس سے کہتے ہیں کل اسی گھڑی تک خوش اور پاکیزہ رہو اور تمہیں جنت کی بشارت ہو۔[2]

بیمار کی دعا کی قبولیت:

امام باقر علیہ السلام نے فرمایا:

مَنْ عَادَ مَرِيضاً فِي اللهِ لَمْ يَسْاَلِ الْمَرِيضُ لِلْعَائِدِ شَيْئاً اِلَّا اسْتَجَابَ اللهُ لَهُ.

جو شخص کسی آدمی کی عیادت خدا کے لئے کرتا ہے تو جس کی وہ عیادت کرتا ہے وہ اس کے حق میں دعا کرتا ہے جو قبول ہوتی ہے۔[3]

مومن بیمار کی عیادت زیارت خدا ہے:

حضرت موسیٰ بن جعفر علیہ السلام نے اپنے آباؤ اجداد سے نقل کرتے ہوئے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس طرح روایت کی ہے کہ

يُعَيِّرُ اللهُ عَزَّ وَ جَلَّ عَبْداً مِنْ عِبَادِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيَقُولُ عَبْدِي مَا مَنَعَكَ اِذَا مَرِضْتُ اَنْ تَعُودَنِي فَيَقُولُ سُبْحَانَكَ اَنْتَ رَبُّ الْعِبَادِ لَا تَاْلَمُ وَ لَا تَمْرَضُ فَيَقُولُ مَرِضَ اَخُوكَ الْمُؤْمِنُ فَلَمْ تَعُدْهُ وَ عِزَّتِي وَ جَلَالِي لَوْ عُدْتَهُ لَوَجَدْتَنِي عِنْدَهُ ثُمَّ لَتَكَفَّلْتُ بِحَوَائِجِكَ فَقَضَيْتُهَا لَكَ وَ ذَلِكَ مِنْ كَرَامَةِ عَبْدِيَ الْمُؤْمِنِ وَ اَنَا الرَّحْمَنُ الرَّحِيمُ.

خداوند عالم روز قیامت اپنے بندوں سے بعض کی اس طرح سرزنش کرے گا کہ میرے بندے! جب میں بیمار ہوں تو

---

[1] روضۃ الواعظین وبصیرۃ المتعظین (ط-القدیمۃ)/ ج ۲/ ۳۷۲/ مجلس فی ذکر الحث علی اصطناع المعروف واداء الامانۃ..... ص:۳۶۹

[2] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۳/ ۱۲۰/ باب ثواب عیادۃ المریض..... ص:۱۱۹

[3] ثواب الاعمال وعقاب الاعمال/ النص/ ۱۹۴/ ثواب المریض..... ص:۱۹۳

تو میری عیادت کے لئے کیوں نہ آیا؟

وہ آدمی جواب دے گا کہ پروردگار! تو بیماری سے پاک ومنزہ ہے تو لوگوں کا پروردگار ہے تو ہرگز بیمار نہیں ہوتا۔ خدا فرماتا ہے جب مومن بھائی بیمار ہوا تو نے اس کی کیوں نہ عیادت کی۔

میری عزت وجلالت کی قسم! اگر تم نے اس کی عیادت کی ہوتی تو تم میرے ساتھ ہوتے۔ پھر میں تیری ضروریات کو پورا کرنے والا ہوتا۔ تیری حاجات کو پورا کرتا، یہ مومن بندے کے لئے کرامت ہے اور میں رحمان ورحیم ہوں۔ [1]

راہ عیادت میں موت کا ثواب:

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

ضَمِنْتُ لِسِتَّةٍ الْجَنَّةَ ..... وَرَجُلٌ خَرَجَ يَعُودُ مَرِيضاً فَمَاتَ فَلَهُ الْجَنَّةُ۔

میں چھ لوگوں کو جنت کی بشارت دیتا ہوں ..... اور اس کے لئے ضمانت دیتا ہوں۔ جو بیمار کی عیادت کرتے ہیں اور وہ مرجائے۔ [2]

بیمار کی تیمارداری کا ثواب:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

..... وَ مَنْ قَامَ عَلَى مَرِيضٍ يَوْماً وَ لَيْلَةً بَعَثَهُ اللهُ تَعَالَى مَعَ اِبْرَاهِيمَ الْخَلِيلِ عليه السلام فَجَازَ عَلَى الصِّرَاطِ كَالْبَرْقِ اللَّامِعِ.

جب کوئی ایک دن رات بیمار کی تیمارداری کرتا ہے۔ خدا اسے ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کے ساتھ اٹھائے گا اور پل صراط سے بجلی کی مانند چلا جائے گا۔ [3]

بیمار کی ضرورت کو پورا کرنے کا ثواب:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

وَمَنْ سَعَى لِمَرِيضٍ فِي حَاجَتِهِ فَقَضَاهَا خَرَجَ مِنْ ذُنُوبِهِ كَيَوْمِ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ

فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ يَا رَسُولَ اللهِ وَإِنْ كَانَ الْمَرِيضُ مِنْ أَهْلِهِ؟

فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وآله مِنْ أَعْظَمِ النَّاسِ أَجْراً مَنْ سَعَى فِي حَاجَةِ أَهْلِهِ وَمَنْ ضَيَّعَ أَهْلَهُ وَقَطَعَ رَحِمَهُ حَرَّمَهُ اللهُ تَعَالَى حُسْنَ الْجَزَاءِ يَوْمَ يَجْزِي الْمُحْسِنِينَ وَضَيَّعَهُ.

جو آدمی کسی بیمار کی ضرورت کو پورا کرنے کی کوشش کرے اور اس کی نیاز کو پورا کرے تو وہ گناہوں سے ایسا پاک ہوگا جیسا ماں کے شکم سے پیدا ہوا تھا۔

---

[1] وسائل الشیعۃ/ ج ۲/ ۴۱۷/ ۱۰- باب استحباب عیادۃ المریض المسلم وکراہۃ ترک عیادتہ..... ص: ۴۱۴

[2] من لایحضرہ الفقیہ/ ج ۱/ ۱۴۰/ باب غسل المیت..... ص: ۱۳۱

[3] ثواب الاعمال وعقاب الاعمال/ النص/ ۲۸۹/ عقاب مجمع عقوبات الاعمال..... ص: ۲۸۰

ایک انصاری مرد نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! اگر چہ بیمار اپنے اہل خانہ میں ہی ہو؟

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: سب سے زیادہ ثواب اسی آدمی کو ملتا ہے جو اپنے اہل خانہ میں سے بیمار ہو جائے اور وہ اس کی ضرورت کو پورا کرے۔ جو آدمی اپنے خاندان کے حق کو ضائع کرتا ہے اور قطع رحمی کرے تو قیامت کے دن نیک افراد کو ثواب دیا جائے گا لیکن یہ شخص محروم ہوگا۔[1]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

وَمَنْ سَعَى لِمَرِيضٍ فِي حَاجَةٍ قَضَاهَا أَوْ لَمْ يَقْضِهَا خَرَجَ مِنْ ذُنُوبِهِ كَيَوْمِ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ.

جو شخص بیمار کی ضرورت کو پورا کرنے کی کوشش کرتا ہے تو گناہوں سے اس طرح پاک ہوتا ہے جیسا کہ وہ ماں کے پیٹ سے ابھی پیدا ہوا ہو۔[2]

بیمار کو کھانا کھلانے کا ثواب:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ أَطْعَمَ مَرِيضاً شَهْوَتَهُ أَطْعَمَهُ اللهُ مِنْ ثِمَارِ الْجَنَّةِ.

جو مریض کو کھانا کھلاتا ہے خداوند عالم جنت کے باغوں میں اسے کھانا کھلائے گا۔[3]

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

لَا تُكْرِهُوا مَرْضَاكُمْ عَلَى الطَّعَامِ فَإِنَّ اللهَ يُطْعِمُهُمْ وَيَسْقِيهِمْ.

مریضوں کے کھانے پینے کی چیزوں کو دیکھ کر کراہت و نفرت نہ کرو کیونکہ خداوند عالم ان کو کھلاتا اور پلاتا ہے۔[4]

بیمار کی طرف زیادہ دیکھنے کی ممانعت:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

لَا تَنْظُرُوا إِلَى أَهْلِ الْبَلَاءِ فَإِنَّ ذَلِكَ يَحْزُنُهُمْ.

مبتلا (بیماری یا مصیبت میں) کی طرف (زیادہ) دیکھنے کے گریز کرو کیونکہ اس طرح انسان غمزدہ رہنے کا عادی ہو جاتا ہے۔[5]

---

[1] ثواب الاعمال وعقاب الاعمال/ النص/ ۲۸۹/ عقاب مجمع عقوبات الاعمال..... ص:۲۸۰

[2] من لایحضرہ الفقیہ/ ج ۴/ ۱۶/ باب ذکر جمل من مناہی النبی ص..... ص:۳

[3] بحار الانوار (ط- بیروت)/ ج ۷۸/ ۲۲۴/ باب ۴ ثواب عیادۃ المریض وآدابہا وفضل السعی فی حاجتہ وکیفیتہ ص:۲۱۴

[4] بحار الانوار (ط- بیروت)/ ج ۵۹/ ۱۴۲/ باب ۵۵ الحمیۃ..... ص:۱۴۰

[5] مشکاۃ الانوار فی غرر الاخبار/ النص/ ۲۸/ الفصل السادس فی الشکر..... ص:۲۷

عیادت کا ادب:

بیمار کی عیادت کہ جس کی رہنمائی معصومین علیہم السلام نے فرمائی ہے کہ جس سے بیمار کو جسمانی و روحانی سکون ملتا ہے، اس کا دکھ کم ہوجاتا ہے۔ یہ ادب کا ایک طریقہ ہے کہ اظہار محبت کریں، اس کے لئے ہدیہ لے جائیں اور اس طرح اس کے لئے کام انجام دیں۔

بیمار کو ہدیہ دینا:

امام صادق علیہ السلام کے اصحاب میں سے ایک صحابی کہتا ہے کہ

مَرِضَ بَعْضُ مَوَالِيهِ فَخَرَجْنَا إِلَيْهِ نَعُودُهُ وَ نَحْنُ عِدَّةٌ مِنْ مَوَالِي جَعْفَرٍ فَاسْتَقْبَلَنَا جَعْفَرٌ عليه السلام فِي بَعْضِ الطَّرِيقِ فَقَالَ لَنَا أَيْنَ تُرِيدُونَ فَقُلْنَا نُرِيدُ فُلَاناً نَعُودُهُ فَقَالَ لَنَا قِفُوا فَوَقَفْنَا فَقَالَ مَعَ أَحَدِكُمْ تُفَّاحَةٌ أَوْ سَفَرْجَلَةٌ أَوْ أُتْرُجَّةٌ أَوْ لَعْقَةٌ مِنْ طِيبٍ أَوْ قِطْعَةٌ مِنْ عُودِ بَخُورٍ فَقُلْنَا مَا مَعَنَا شَيْءٌ مِنْ هَذَا فَقَالَ أَمَا تَعْلَمُونَ أَنَّ الْمَرِيضَ يَسْتَرِيحُ إِلَى كُلِّ مَا أُدْخِلَ بِهِ عَلَيْهِ.

آپ کے دوستوں میں سے ایک دوست مریض ہوگیا۔ ہم چند دوست اس کی عیادت کے لئے گئے۔ راستے میں امام خود ملتے ہیں اور پوچھتے ہیں: کہاں جارہے ہو؟

ہم نے عرض کیا: ہمارا مقصد یہ ہے کہ فلاں شخص کی عیادت کریں۔

آپ نے فرمایا: ٹھہر جاؤ۔ ہم ٹھہر گئے۔

آپ نے پوچھا: کیا تم میں سے کسی کے پاس سیب یا لیمو یا عطر اور یا عود کی لکڑی ہے؟

ہم نے جواب دیا: یہ چیزیں ہمارے ساتھ نہیں ہیں۔

آپ نے فرمایا: کیا تمہیں معلوم نہیں کہ بیمار آدمی کو ہدیہ دینے سے اسے آرام وسکون ملتا ہے۔[1]

اظہار محبت:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مِنْ تَمَامِ عِيَادَةِ الْمَرِيضِ إِذَا دَخَلْتَ عَلَيْهِ أَنْ تَضَعَ يَدَكَ عَلَى رَأْسِهِ وَ تَقُولَ كَيْفَ أَصْبَحْتَ أَوْ كَيْفَ أَمْسَيْتَ.

مریض کی عیادت کے آداب یہ ہیں کہ جب اس کے پاس جاؤ تو اس کے سر پر ہاتھ رکھو اور کہو: شب دن کیسا گزرا ہے؟[2]

تھوڑی سی عیادت:

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

إِنَّ مِنْ أَعْظَمِ الْعُوَّادِ أَجْراً عِنْدَ اللهِ عَزَّ وَ جَلَّ لَمَنْ إِذَا عَادَ أَخَاهُ خَفَّفَ الْجُلُوسَ إِلَّا أَنْ يَكُونَ

---

[1] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۳/ ۱۱۸/ باب فی کم یعاد المریض وقدر ما یجلس عنده وتمام العیادة..... ص: ۱۱۷

[2] بحار الانوار (ط-بیروت)/ ج ۷۸/ ۲۲۳/ باب ۴ ثواب عیادة المریض وآدابها وفضل السعی فی حاجته.... ص: ۲۱۴

اَلْمَرِيضُ يُحِبُّ ذٰلِكَ.

عیادت کرنے والوں میں سے سب سے زیادہ ثواب اس شخص کو ملتا ہے جو بیمار کے ساتھ تھوڑی دیر کے لئے ٹھہرے سوائے اس کے کہ وہ ٹھہرے کہ جسے وہ دوست رکھتا ہو اور اس سے ٹھہرنے کی درخواست کرے۔[1]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

اَلْعِيَادَةُ قَدْرَ فُوَاقِ نَاقَةٍ اَوْ حَلْبِ نَاقَةٍ.

مریض کی عیادت کم از کم ایک بار ناقہ کا دوہنے کے برابر ہے[2]۔[3]

بیمار سے دعا کی درخواست:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

اِذَا دَخَلَ اَحَدُكُمْ عَلَى اَخِيهِ عَائِداً اَلَهُ فَلْيَسْاَلْهُ يَدْعُو لَهُ فَاِنَّ دُعَاءَهُ مِثْلُ دُعَاءِ الْمَلَائِكَةِ.

جب بھی بیمار کی عیادت کے لئے جاؤ تو اس سے کہو کہ وہ تمہارے لئے دعا کرے کیونکہ اس کی دعا فرشتوں کی دعا کی مانند ہے۔[4]

(۵) مردے و مرحوم افراد

اسلامی ثقافت میں مسلمان مرحوم افراد، اسی طرح ان کے حقوق ہیں، جس طرح ان کی زندگی میں حقوق تھے۔ ان کا احترام بھی باقی ہے، ان کے لئے زیادہ دعا کرنا، قرآن پڑھنا، اس کے نام پر خیرات دینا اور صالح عمل بجالانا چاہئے۔ قرآن نے ہمیں سبق دیا ہے کہ مرحوم افراد کے لئے مغفرت کی دعا کریں۔

خداوند عالم قرآن مجید میں فرماتا ہے:

وَالَّذِيْنَ جَآءُوْ مِنْۢ بَعْدِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَآ اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۰﴾

جو لوگ ان (مہاجرین) کے بعد آئے (اور) دعا کرتے ہیں کہ پروردگارا ہماری اور ان لوگوں کی جو ہم سے پہلے ایمان لائے مغفرت کر اور مومنوں کی طرف سے ہمارے دلوں میں کسی طرح کا کینہ نہ آنے دے۔ پروردگارا بے شک تو بڑا

---

[1] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۳/ ۱۱۸/ باب فی کم یعاد المریض وقدر ما یجلس عندہ وتمام العیادۃ..... ص:۱۱۷

[2] اس حدیث میں دو باتیں بیان کی گئی ہیں ایک یہ کہ مریض کے پاس اتنی دیر ٹھہرنا چاہئے جتنی دیر میں ناقہ کا دودھ حاصل کیا جاتا ہے اور یہ چند منٹ کا کام ہوتا ہے اور دوسری یہ کہ ناقہ کا دودھ دن میں ایک بار لیا جاتا ہے لہٰذا مریض کی عیادت کم از کم ایک بار ضرور کی جانی چاہئے۔

[3] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۳/ ۱۱۸/ باب فی کم یعاد المریض وقدر ما یجلس عندہ وتمام العیادۃ..... ص:۱۱۷

[4] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۳/ ۱۱۷/ باب المریض یؤذن بہ الناس..... ص:۱۱۷

شفیق نہایت رحم والا ہے۔[1]

مرنے والوں سے سلوک

(الف) مرنے کے وقت:

جب انسان جان کسی کی حالت میں ہوتا ہے تو اسے اپنے دوستوں اور عزیزوں کی مدد کی ضرورت ہوتی ہے۔ بعض آداب یہ ہیں۔

حالت احتضار میں قبلہ رخ کرنا:

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

دَخَلَ رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عَلَى رَجُلٍ مِنْ وُلْدِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ وَ هُوَ فِي السُّوقِ وَ قَدْ وُجِّهَ لِغَيْرِ الْقِبْلَةِ فَقَالَ وَجِّهُوهُ إِلَى الْقِبْلَةِ فَإِنَّكُمْ إِذَا فَعَلْتُمْ ذَلِكَ أَقْبَلَتْ عَلَيْهِ الْمَلَائِكَةُ وَ أَقْبَلَ اللهُ عَزَّ وَ جَلَّ عَلَيْهِ بِوَجْهِهِ فَلَمْ يَزَلْ كَذَلِكَ حَتَّى يُقْبَضَ.

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت عبدالمطلب کی اولاد میں سے ایک مرد کے پاس تشریف لے گئے جو جان دینے کی حالت میں تھا۔ اسے آپ نے قبلہ رخ کرنے کا حکم دیا۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اسے قبلہ رخ کریں کیونکہ ایسی صورت میں اس کے پاس فرشتے آتے ہیں اور اللہ بھی اس کی طرف رجوع کرتا ہے۔ جان دینے تک ایسی حالت میں رہے۔[2]

شہادت کی تلقین:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

احْضُرُوا مَوْتَاكُمْ وَلَقِّنُوهُمْ "لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ" وَ بَشِّرُوهُمْ بِالْجَنَّةِ فَإِنَّ الْحَلِيمَ مِنَ الرِّجَالِ وَ النِّسَاءِ يَتَحَيَّرُ عِنْدَ ذَالِكَ الْمَصْرَعِ وَ إِنَّ الشَّيْطَانَ أَقْرَبُ مِنِ ابْنِ آدَمَ عِنْدَ ذَالِكَ الْمَصْرَعِ وَ الَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، لَمُعَايَنَةُ مَلَكِ الْمَوْتِ أَشَدُّ مِنْ أَلْفِ ضَرْبَةٍ بِالسَّيْفِ وَ الَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَتَخْرُجُ نَفْسُ عَبْدٍ مِنَ الدُّنْيَا حَتَّى يَتَأَلَّمَ كُلُّ عِرْقٍ مِنْهُ عَلَى حِيَالِهِ.

محتضر کے پاس جاؤ اور کلمہ "لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ" کی اسے تلقین کرو اور انہیں جنت کی بشارت دو۔ کیونکہ مرد و عورت دونوں حلیم ہو تو بھی دچار حیرت ہو جاتے ہیں۔ اس مکان پر سب سے زیادہ نزدیک شیطان ہوتا ہے۔ اس خدا کی قسم کے قبضے میں

---

[1] سورۂ حشر: ۱۰

[2] من لایحضرہ الفقیہ/ ج ۱/ ۱۳۳/ باب غسل المیت..... ص: ۱۳۱

میری جان ہے! موت کے فرشتے کو دیکھنا تلوار کے ہزار وار سے زیادہ دشوار ہے، اس خدا کی قسم! جس کے قبضے میں میری جان ہے، جان کنی کی حالت میں اس کی ہر رگ میں درد ہوتا ہے۔[1]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

لَقِّنُوا مَوْتَاكُمْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ فَاِنَّ مَنْ كَانَ آخِرُ كَلَامِهٖ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ.

مردوں کو کلمہ "لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ" کی تلقین پڑھاؤ کیونکہ جس کی آخری کلام "لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ" ہو وہ جنت میں جاتا ہے۔[2]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

مَا مِنْ اَحَدٍ يَحْضُرُهُ الْمَوْتُ اِلَّا وَكَّلَ بِهٖ اِبْلِيسُ مِنْ شَيْطَانِهٖ اَنْ يَأْمُرَهُ بِالْكُفْرِ وَ يُشَكِّكَهُ فِي دِينِهٖ حَتّٰى تَخْرُجَ نَفْسُهُ فَمَنْ كَانَ مُؤْمِناً لَمْ يَقْدِرْ عَلَيْهِ فَاِذَا حَضَرْتُمْ مَوْتَاكُمْ فَلَقِّنُوهُمْ شَهَادَةَ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَنَّ مُحَمَّداً رَسُولُهُ حَتّٰى يَمُوتَ.

موت کے وقت ابلیس بھی حاضر ہوتا ہے تا کہ اسے کفر کا حکم دے اور دین میں شک کرے پس جو مومن ہے اس پر شیطان کی قدرت نہیں ہوتی۔ جب محتضر (قریب المرگ) افراد کے پاس جاؤ "لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ" کی شہادت کی تلقین کرو۔[3]

(ب) مرنے کے بعد

مومن کی موت کا اعلان:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

يَنْبَغِي لِاَوْلِيَاءِ الْمَيِّتِ مِنْكُمْ اَنْ يُؤْذِنُوا اِخْوَانَ الْمَيِّتِ بِمَوْتِهٖ فَيَشْهَدُونَ جَنَازَتَهُ وَ يُصَلُّونَ عَلَيْهِ وَ يَسْتَغْفِرُونَ لَهُ فَيُكْتَبُ لَهُمُ الْاَجْرُ وَ يُكْتَبُ لِلْمَيِّتِ الِاسْتِغْفَارُ وَ يَكْتَسِبُ هُوَ الْاَجْرَ فِيهِمْ وَ فِيمَا اكْتَسَبَ لِمَيِّتِهِمْ مِنَ الِاسْتِغْفَارِ.

ضروری ہے کہ میت دوست وعزیز اور رشتہ دار اس کی موت کی خبر کا اعلان کریں تا کہ اس کے جنازے میں زیادہ سے زیادہ لوگ شریک ہوں اور خبر دینے والا بھی استغفار کرے۔ ان لوگوں کو ثواب ملے گا اور میت کے مغفرت کا سبب ہے نماز جنازہ پڑھانے والا بھی استغفار کرے۔[4]

---

[1] کنز العمال؛ ج۱۵، ص۵۵۶

[2] من لایحضرہ الفقیہ/ ج۱/ ۱۳۲/ باب غسل المیت..... ص:۱۳۱

[3] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۳/ ۱۲۳/ باب تلقین المیت..... ص:۱۲۱

[4] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۳/ ۱۶۶/ باب ان المیت یؤذن بہ الناس..... ص:۱۶۶

غسل میت:

امام باقر علیہ السلام نے فرمایا:

كَانَ فِيمَا نَاجَى بِهِ مُوسَى بْنُ عِمْرَانَ عليه السلام رَبَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ أَنْ قَالَ يَا رَبِّ مَا بَلَغَ مِنْ عِيَادَةِ الْمَرِيضِ مِنَ الْأَجْرِ قَالَ أُوَكِّلُ بِهِ مَلَكاً يَعُودُهُ فِي قَبْرِهِ إِلَى مَحْشَرِهِ قَالَ يَا رَبِّ فَمَا لِمَنْ غَسَّلَ الْمَوْتَى قَالَ أَغْسِلُهُ مِنْ ذُنُوبِهِ كَيَوْمِ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ.

حضرت موسیٰ بن عمران علیہ السلام کی خدا سے مناجات میں سے ایک یہ تھی کہ اے پروردگار! مردے کو غسل دینے والے کو کیا ثواب ملتا ہے؟ اللہ نے جواب دیا کہ اس کے گناہ اس طرح معاف کر دیتا ہوں جس طرح ماں کے شکم سے بچہ پیدا ہوا ہو۔ [1]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

مَنْ غَسَّلَ مَيِّتاً فَسَتَرَ وَ كَتَمَ خَرَجَ مِنَ الذُّنُوبِ كَيَوْمِ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ.

جو آدمی میت کو غسل دیتا ہے اور اس کے عیب چھپاتا ہے تو وہ گناہوں سے طرح نکل جاتا ہے جیسے ابھی پیدا ہوا۔ [2]

میت کو کفن دینا:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ كَفَّنَ مَيِّتاً كَسَاهُ اللهُ مِنْ سُنْدُسِ الْجَنَّةِ وَ حَرِيرِهَا.

جو آدمی کسی مردے کو کفن دیتا ہے خدا اسے جنتی سندس اور حریر اور ریشمی لباس پہنائے گا۔ [3]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

مَنْ كَفَّنَ مُؤْمِناً فَكَأَنَّمَا ضَمِنَ كِسْوَتَهُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ.

جو شخص کسی مومن کو کفن دیتا ہے تو گویا اس نے روز قیامت تک اس شخص کو لباس دیا ہے۔ [4]

جنازے میں شرکت:

امام باقر علیہ السلام نے فرمایا:

مَنْ حَمَلَ جَنَازَةً مِنْ أَرْبَعِ جَوَانِبِهَا غَفَرَ اللهُ لَهُ أَرْبَعِينَ كَبِيرَةً.

جو شخص جنازے کو چاروں طرف سے اٹھاتا ہے، خدا اس کے چالیس گناہان کبیرہ معاف کر دیتا ہے۔ [5]

---

[1] من لایحضرہ الفقیہ/ ج ۱/ ۱۴۰/ باب غسل المیت..... ص: ۱۳۱

[2] من لایحضرہ الفقیہ/ ج ۱/ ۱۴۰/ باب غسل المیت..... ص: ۱۴۱

[3] روضۃ الواعظین وبصیرۃ المتعظین (ط-القدیمۃ)/ ج ۲/ ۳۷۲/ مجلس فی ذکر الحث علی اصطناع المعروف واداء الامانۃ..... ص: ۳۶۹

[4] من لایحضرہ الفقیہ/ ج ۱/ ۱۵۲/ التکفین وآدابہ..... ص: ۱۴۶

[5] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۳/ ۱۷۴/ باب ثواب من حمل جنازۃ..... ص: ۱۷۴

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

اِمْشِ اَمَامَ جَنَازَةِ الْمُسْلِمِ الْعَارِفِ وَ لَا تَمْشِ اَمَامَ جَنَازَةِ الْجَاحِدِ فَاِنَّ اَمَامَ جَنَازَةِ الْمُسْلِمِ مَلَائِكَةً يُسْرِعُونَ بِهٖ اِلَى الْجَنَّةِ وَاِنَّ اَمَامَ جَنَازَةِ الْكَافِرِ مَلَائِكَةً يُسْرِعُونَ بِهٖ اِلَى النَّارِ.

مسلمان مومن کے جنازے میں شرکت کرو اور کافر کے جنازے میں شریک نہ ہو کیونکہ مسلمان کے جنازے کا جلوہ فرشتے ہیں جو مومن کو جلدی جنت کی طرف لے جاتے ہیں لیکن کافر کے جنازے میں وہ فرشتے ہوتے۔ جو اسے جلدی دوزخ کی طرف لے جاتے ہیں۔[1]

نیز فرمایا:

مَنْ شَيَّعَ جَنَازَةَ مُؤْمِنٍ حَتّٰى يُدْفَنَ فِي قَبْرِهٖ وَكَّلَ اللهُ عَزَّ وَ جَلَّ بِهٖ سَبْعِينَ مَلَكاً مِنَ الْمُشَيِّعِينَ يُشَيِّعُونَهٗ وَ يَسْتَغْفِرُونَ لَهٗ اِذَا خَرَجَ مِنْ قَبْرِهٖ اِلَى الْمَوْقِفِ.

جو شخص مومن کے جنازے میں شرکت کرے یہاں تک کہ مردہ دفن ہو جائے تو خداوند عالم تشیع جنازہ کرنے والے ستر فرشتوں کو مامور کرتا ہے جو اس کے جنازہ میں شریک ہوتے ہیں اور اس کے لئے استغفار کرتے ہیں یہاں تک کہ اسے قبر سے اٹھایا جائے گا۔[2]

مندرجہ ذیل نکات پر توجہ کریں:

مومن کے جنازے میں شرکت کے لئے سفر کرنا:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

يَا عَلِيُّ!..... سِرْ مِيلًا عُدْ مَرِيضاً سِرْ مِيلَيْنِ شَيِّعْ جَنَازَةً.

اے علیؑ! جنازے کے لئے دو میل (ساڑھے تین کلومیٹر سے کچھ زیادہ) تک سفر کرو۔[3]

جنازے میں شرکت کا ثواب:

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

ضَمِنْتُ لِسِتَّةٍ الْجَنَّةَ رَجُلٌ خَرَجَ بِصَدَقَةٍ فَمَاتَ فَلَهُ الْجَنَّةُ.

میں چھ آدمیوں کو جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔ (ان میں سے ایک وہ ہے) جو شخص کسی جنازے میں شرکت کرے اور پھر مر جائے۔ پس اس کے لئے جنت ہے۔[4]

امام باقر علیہ السلام نے فرمایا:

---

[1] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۳/ ۱۶۹/ باب المشی مع الجنازۃ..... ص:۱۶۹

[2] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۳/ ۱۷۳/ باب ثواب من مشی مع جنازۃ..... ص:۱۷۲

[3] من لایحضرہ الفقیہ/ ج ۴/ ۳۶۱/ باب النوادر وہو آخر ابواب الکتاب..... ص:۳۵۲

[4] من لایحضرہ الفقیہ/ ج ۱/ ۱۴۰/ باب غسل المیت..... ص:۱۳۱

مَنْ تَبِعَ جَنَازَةَ مُسْلِمٍ اُعْطِیَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ اَرْبَعَ شَفَاعَاتٍ وَلَمْ یَقُلْ شَیْئاً اِلَّا وَ قَالَ الْمَلَكُ وَ لَكَ مِثْلُ ذٰلِكَ.

جوشخص کسی مسلمان کے جنازے میں شرکت کرے تو روز قیامت چار شفاعت کرسکتا ہے۔ایسے شخص کے لئے فرشتہ کہتا ہے کہ تجھے بھی اس کی مانند ثواب ملے گا۔[1]

جنازے میں ہنسنا:

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

مَنْ ضَحِكَ عَلٰی جِنَازَةٍ اَهَانَهُ اللهُ تَعَالٰی یَوْمَ الْقِیَامَةِ عَلٰی رُءُوسِ الْخَلَائِقِ وَلَا یُسْتَجَابُ دُعَاؤُهُ.

جوشخص جنازے میں ہنستا ہے، خداوند عالم روز قیامت اسے ذلیل کرے گا اور اس کی دعا قبول نہیں ہوتی۔[2]

نماز میت کا ثواب:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَا مِنْ مُؤْمِنٍ یُصَلِّی عَلَی الْجَنَائِزِ اِلَّا اَوْجَبَ اللهُ لَهُ الْجَنَّةَ اِلَّا اَنْ یَكُونَ مُنَافِقاً اَوْ عَاقّاً.

جومومن کے جنازے میں شریک ہوتا ہے، خدا اس پر جنت واجب کرتا ہے سوائے اس کے کہ جو منافق یا بدکردار ہو۔[3]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

اِذَا مَاتَ الْمُؤْمِنُ فَحَضَرَ جَنَازَتَهُ اَرْبَعُونَ رَجُلًا مِنَ الْمُؤْمِنِینَ وَ قَالُوا- اَللّٰهُمَّ اِنَّا لَا نَعْلَمُ مِنْهُ اِلَّا خَیْراً وَ اَنْتَ اَعْلَمُ بِهِ مِنَّا- قَالَ اللهُ تَبَارَكَ وَ تَعَالٰی قَدْ اَجَزْتُ شَهَادَاتِكُمْ وَ غَفَرْتُ لَهُ مَا عَلِمْتُ مِنَّا لَا تَعْلَمُونَ.

جوکوئی مومن مرتا ہے اور چالیس مومن اس پر حاضر ہوں تو یہ دعا پڑھیں:

اَللّٰهُمَّ اِنَّا لَا نَعْلَمُ مِنْهُ اِلَّا خَیْراً وَ اَنْتَ اَعْلَمُ بِهِ مِنَّا.

یعنی خدایا! ہمیں اس کی نیکی کے علاوہ کچھ پتہ نہیں، تو خود بہتر جانتا ہے۔

خداوند عالم فرماتا ہے میں تمہاری گواہی کو قبول کرتا ہوں۔اگرچہ تم کچھ نہیں جانتے لیکن میں جانتا ہوں لہٰذا اسے بخش دیتا ہوں۔[4]

دفن میت:

---

[1] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۳/ ۱۷۳/ باب ثواب من مشی مع جنازۃ..... ص:۱۷۲

[2] ارشاد القلوب الی الصواب (للدیلمی)/ ج ۱/ ۱۷۵/ الباب الحادی والخمسون فی اخبار عن النبی ص والائمۃ الاطہار..... ص:۱۷۳

[3] الخصال/ ج ۲/ ۳۵۵/ سبع خصال اعطاہا اللہ عزوجل نبیہ ص..... ص:۳۵۵

[4] من لایحضرہ الفقیہ/ ج ۱/ ۱۶۵/ باب الصلاۃ علی المیت..... ص:۱۶۱

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ حَفَرَ قَبْراً لِمُسْلِمٍ بَنَى لَهُ بَيْتاً فِي الْجَنَّةِ.

جو شخص مومن مردے کے لئے قبر کھودے۔ خدا اسے جنت میں گھر عطا فرماتا ہے۔[1]

امام باقر علیہ السلام نے فرمایا:

مَنْ حَفَرَ لِمَيِّتٍ قَبْراً كَانَ كَمَنْ بَوَّأَهُ بَيْتاً مُوَافِقاً إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ.

جو شخص مومن مردے کے لئے قبر کھودتا ہے وہ اس شخص کی مانند ہے جسے اچھا گھر دیا جائے جو قیامت تک رہے گا۔[2]

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

مَنْ تَبِعَ جَنَازَةً كَتَبَ اللهُ لَهُ أَرْبَعَةَ قَرَارِيطَ قِيرَاطٍ لِاتِّبَاعِهِ إِيَّاهَا وَ قِيرَاطٍ لِلصَّلَاةِ عَلَيْهَا وَ قِيرَاطٍ لِلِانْتِظَارِ حَتَّى يَفْرُغَ مِنْ دَفْنِهَا وَ قِيرَاطٍ لِلتَّعْزِيَةِ.

جو آدمی جنازے میں شریک ہوتا ہے خداوند عالم اسے چار قیراط کے برابر ثواب دیتا ہے۔ ایک قیراط شرکت کرنے والے کے لئے، ایک قیراط اس پر نماز پڑھنے کا اور ایک قیراط اس کے لئے کہ جو اس کے دفن تک اس کی انتظام کرتا ہے اور ایک قیراط ثواب تعزیت کا ہے۔[3]

مستحب ہے کہ میت کو جلدی دفن کر دیا جائے۔ اگر تاخیر کرنے سے اس کی بے احترامی ہو رہی ہو تو یہ جائز نہیں۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے بارے میں فرماتے ہیں:

إِذَا مَاتَ الْمَيِّتُ فِي أَوَّلِ النَّهَارِ فَلَا يَقِيلَنَّ إِلَّا فِي قَبْرِهِ وَإِذَا مَاتَ فِي آخِرِ النَّهَارِ فَلَا يَبِيتَنَّ إِلَّا فِي قَبْرِهِ.

جب کوئی صبح مرے تو اسے ظہر کے وقت دفن کر دو اور اگر دن کے آخری حصے میں مرے تو رات میں دفن کرو۔[4]

(ج)۔ دفن کے بعد

مردوں کی زیارت کی نصیحت:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

زُورُوا مَوْتَاكُمْ وَ صَلُّوا عَلَيْهِمْ وَ سَلِّمُوا عَلَيْهِمْ فَإِنَّ لَكُمْ فِيهِمْ عِبْرَةً

---

[1] مسکن الفؤاد عند فقد الاحبۃ والاولاد/ ۱۱۵ / واما الخاتمۃ

[2] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۳/ ۱۶۵ / باب ثواب من حفر لمؤمن قبرا..... ص:۱۶۵

[3] من لایحضرہ الفقیہ/ ج ۱/ ۱۶۱ / باب الصلاۃ علی المیت..... ص:۱۶۱

[4] بحار الانوار (ط-بیروت)/ ج ۷۸/ ۲۵۴ / باب ۶ تجہیز المیت وما یتعلق بہ من الاحکام..... ص:۲۴۷

اپنے مُردوں کی زیارت کرو اور ان پر درود و سلام بھیجو کہ وہ تمہارے لئے عبرت ہیں۔[1]

حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا:

زُورُوا مَوْتَاكُمْ فَإِنَّهُمْ يَفْرَحُونَ بِزِيَارَتِكُمْ وَلْيَطْلُبْ أَحَدُكُمْ حَاجَتَهُ عِنْدَ قَبْرِ أَبِيهِ وَعِنْدَ قَبْرِ أُمِّهِ بِمَا يَدْعُو لَهُمَا.

مُردوں کی زیارت کرو کیونکہ وہ تمہاری زیارت سے خوشحال ہوتے ہیں اور والدین کی قبر پر جاؤ تو اپنی حاجات طلب کرو۔[2]

رات کو زیارت کرنے کی نہی:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

زُرِ الْقُبُورَ تَذْكُرْ بِهَا الْآخِرَةَ وَلَا تَزُرْهَا لَيْلًا.

اے ابوذرؓ! قبروں کی زیارت کرو، تاکہ تمہیں آخرت یاد آئے لیکن رات کو ان کی زیارت نہ کرنا۔[3]

مردوں کی زیارت میں تعادل:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

زُرِ الْقُبُورَ تَذْكُرْ بِهَا الْآخِرَةَ بِالنَّهَارِ أَحْيَانًا وَلَا تُكْثِرْ.

قبروں کی زیارت کیا کرو تاکہ آخرت یاد رہے لیکن زیادہ روی سے کام نہ لینا۔[4]

مردوں کی زیارت کا ثواب:

امام رضا علیہ السلام نے فرمایا:

مَا مِنْ عَبْدٍ مُؤْمِنٍ زَارَ قَبْرَ مُؤْمِنٍ فَقَرَأَ عِنْدَهُ إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ سَبْعَ مَرَّاتٍ إِلَّا غَفَرَ اللهُ لَهُ وَلِصَاحِبِ الْقَبْرِ.

جو مومن کسی مومن کی قبر پر جا کر سات مرتبہ سورۂ قدر کی تلاوت کرتا ہے، خدا خود اس کو اور اس مردے کو بخش دیتا ہے۔[5]

مردوں کے لئے دعا کا ثواب:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

مَنْ دَعَا لِعَشَرَةٍ مِنْ إِخْوَانِهِ الْمَوْتَى لَيْلَةَ الْجُمُعَةِ أَوْجَبَ اللهُ لَهُ الْجَنَّةَ.

---

[1] مجموعۃ ورام/ ج۱/ ۲۸۸/ بیان زیارۃ القبور والدعاء للمیت..... ص:۲۸۸

[2] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۳/ ۲۳۰/ باب زیارۃ القبور..... ص:۲۲۸

[3] شرح نہج البلاغۃ لابن ابی الحدید، ج18، ص:۳۲۳

[4] الجامع الصغیر، ج۱، ص۴۶۸

[5] من لایحضرہ الفقیہ/ ج۱/ ۱۸۱/ باب التعزیۃ والجزع عند المصیبۃ وزیارۃ القبور والنوح والماتم..... ص:۱۷۳

جو شخص شب جمعہ اپنے دس دینی بھائیوں کے لئے دعا کرے، خدا اس پر جنت واجب کرتا ہے۔ [1]

مردوں کا نائب بننا:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

مَنْ عَمِلَ مِنَ الْمُسْلِمِينَ عَنْ مَيِّتٍ عَمَلًا صَالِحاً أُضْعِفَ لَهُ أَجْرُهُ وَ نَفَعَ اللهُ بِهِ الْمَيِّتَ.

جو شخص کسی میت کے لئے عمل صالح انجام دیتا ہے اسے دو برابر ثواب ملتا ہے اور میت کو بھی ثواب ملتا ہے۔ [2]

مردوں کو گالیاں نہ دینا:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

لَا تَسُبُّوا الْأَمْوَاتَ فَتُؤْذُوا الْأَحْيَاءَ وَ لَا تَسُبُّوا الْأَمْوَاتَ فَإِنَّهُمْ قَدْ أَفْضَوْا إِلَى مَا قَدَّمُوا.

مردوں کو گالیاں نہ دو کیونکہ اس سے ان کے رشتہ داروں کو تکلیف ہوتی ہے، مردوں کو بُرا بھلا نہ کہو۔ [3]

۶۔ مصیبت زدہ افراد

میت کے رشتہ دار کو روحانی آرام وسکون کی ضرورت ہوتی ہے سب سے پہلے خدا انہیں تسلی دیتا ہے اور فرماتا ہے:

وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ وَالثَّمَرٰتِ ؕ وَبَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ ﴿۱۵۵﴾ الَّذِيْنَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ ۙ قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ ﴿۱۵۶﴾ اُولٰٓئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ ۟ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ ﴿۱۵۷﴾

اور ہم تمہیں کچھ خوف اور بھوک سے اور مالوں اور جانوں اور پھلوں کی کمی سے ضرور آزمائیں گے۔ اور (اے رسولؐ) ایسے صبر کرنے والوں کو خوشخبری دے دو کہ جب ان پر کوئی مصیبت آ پڑی تو وہ (بے ساختہ) بول اٹھے ہم تو خدا ہی کے ہیں اور ہم اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔ انہیں لوگوں پر ان کے پروردگار کی طرف سے عنایتیں ہیں اور رحمت اور یہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں۔ [4]

تعزیت:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

---

[1] مستدرک الوسائل ومستنبط المسائل، ج۶، ص: ۷۳

[2] من لایحضرہ الفقیہ/ ج۱/ ۱۸۵/ باب التعزیۃ والجزع عند المصیبۃ وزیارۃ القبور والنوح والماتم..... ص: ۱۷۳

[3] جامع الاخبار (للشعیری)/ ۱۶۰/ الفصل الخامس والعشرون والمائۃ فی السب

[4] سورۂ بقرہ ۱۵۵۔۱۵۷

اَلتَّعْزِيَةُ الْوَاجِبَةُ بَعْدَ الدَّفْنِ.

میت کو دفن کرنے کے بعد ان کے رشتہ داروں کو تسلی دینی چاہیے۔[1]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

كَفَاكَ مِنَ التَّعْزِيَةِ بِأَنْ يَرَاكَ صَاحِبُ الْمُصِيبَةِ.

تسلی اتنی کافی ہوتی ہے کہ مصیبت زدہ شخص اس کو مراسم میں دیکھ لے۔[2]

زبانی دلداری:

روایت میں ہے کہ:

وَ أَتَى أَبُو عَبْدِ اللهِ عليه السلام قَوْماً قَدْ أُصِيبُوا بِمُصِيبَةٍ فَقَالَ جَبَرَ اللهُ وَهْنَكُمْ وَ أَحْسَنَ عَزَاكُمْ وَ رَحِمَ مُتَوَفَّاكُمْ ثُمَّ انْصَرَفَ.

امام صادق علیہ السلام ایک مصیبت زدہ آدمی کے پاس گئے اور فرمایا: خدا تمہاری کمی کو پورا فرمائے گا تم تعزیت پیش کرو، خدا تمہارے مردوں پر رحمت نازل فرمائے اور پھر آپ واپس آ گئے۔[3]

مصیبت زدہ کو کھانا دینا:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

لَمَّا قُتِلَ جَعْفَرُ بْنُ أَبِي طَالِبٍ أَمَرَ رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فَاطِمَةَ علیہا السلام - أَنْ تَتَّخِذَ طَعَاماً لِأَسْمَاءَ بِنْتِ عُمَيْسٍ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ.

جعفر بن ابی طالبؑ کی شہادت کے بعد رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا سے فرمایا کہ آپ کی بیوی اسماء بن عمیس اور دوسری عورتوں کو لے جاؤ، ان کے ساتھ رہنا اور تین دن تک انہیں کھانا کھلانا۔[4]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

..... يَنْبَغِي لِجِيرَانِهِ أَنْ يُطْعِمُوا عَنْهُ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ.

سزاوار ہے کہ جب ہمسائے کوئی مصیبت دیکھیں تو تین دن تک انہیں کھانا دیا جائے۔[5]

---

[1] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۳/ ۲۰۴/ باب التعزیۃ وما یجب علی صاحب المصیبۃ..... ص: ۲۰۳

[2] من لایحضرہ الفقیہ/ ج ۱/ ۱۷۴/ باب التعزیۃ والجزع عند المصیبۃ وزیارۃ القبور والنوح والماتم..... ص: ۱۷۳

[3] من لایحضرہ الفقیہ/ ج ۱/ ۱۷۴/ باب التعزیۃ والجزع عند المصیبۃ وزیارۃ القبور والنوح والماتم..... ص: ۱۷۳

[4] وسائل الشیعۃ/ ج ۳/ ۲۳۶/ ۶۷- باب استحباب اتخاذ الطعام لاہل المصیبۃ ثلاثۃ ایام والبعث بہ الیہم وکراہۃ الاکل عندہم..... ص: ۲۳۵

[5] من لایحضرہ الفقیہ/ ج ۱/ ۱۷۴/ باب التعزیۃ والجزع عند المصیبۃ وزیارۃ القبور والنوح والماتم..... ص: ۱۷۳

تعزیت کا ثواب:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

.....مَنْ عَزّٰی مُصَاباً کَانَ لَهُ مِثْلُ اَجْرِهِ مِنْ غَیْرِ اَنْ یَنْتَقِصَ مِنْ اَجْرِ الْمُصَابِ شَیْئاً.

جو شخص مصیبت زدہ کو تعزیت پیش کرتا ہے تو خداوند عالم تعزیت کرنے والے کو مصیبت زدہ جتنا ثواب عطا فرماتا ہے۔[1]

روایت میں ہے کہ

اَنَّ اِبْرَاهِیمَ علیہ السلام سَاَلَ رَبَّهُ فَقَالَ اَیْ رَبِّ ..... فَمَا جَزَاءُ مَنْ یُصَبِّرُ الْحَزِینَ ابْتِغَاءَ وَجْهِكَ قَالَ اَکْسُوهُ ثِیَاباً مِنَ الْاِیمَانِ یَتَبَوَّاُ بِهَا الْجَنَّةَ وَیَتَّقِی بِهَا النَّارَ.

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے پروردگار سے پوچھا: اے میرے خدا! غم زدہ جو تیری رضا کے لئے صبر کرتا ہے کتنا اجر ملتا ہے؟

خدا نے جواب دیا: اسے ایمان کا لباس دیا جائے گا، جنت میں داخل کیا جائے گا اور وہ دوزخ کی آگ سے محفوظ رہے گا۔[2]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ عَزّٰی حَزِیناً کُسِیَ فِی الْمَوْقِفِ حُلَّةً یُحَبَّرُ بِهَا.

جو شخص کسی مردہ بچے کی تعزیت کرتا ہے خدا اسے عرش کے سائے میں جگہ دے گا اس دن کہ اس سائے کے علاوہ کوئی سایہ نہ ہوگا۔[3]

۷۔ مہمان

اسلامی ثقافت میں مہمان کی بڑی قدر ہے۔ خدا نے قرآن میں اس کا اکرام فرمایا۔ خدا حضرت ابراہیم علیہ السلام کی مہمانی کو اس طرح فرماتا ہے:

هَلْ اَتٰىكَ حَدِیْثُ ضَیْفِ اِبْرٰهِیْمَ الْمُكْرَمِیْنَ ﴿۲۴﴾ اِذْ دَخَلُوْا عَلَیْهِ فَقَالُوْا سَلٰمًا ؕ قَالَ سَلٰمٌ ۚ قَوْمٌ مُّنْكَرُوْنَ ﴿۲۵﴾ فَرَاغَ اِلٰۤی اَهْلِهٖ فَجَآءَ بِعِجْلٍ سَمِیْنٍ ﴿۲۶﴾ فَقَرَّبَهٗۤ اِلَیْهِمْ قَالَ اَلَا تَاْكُلُوْنَ ﴿۲۷﴾

---

[1] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۳/ ۲۰۵/ باب ثواب من عزی حزینا..... ص:۲۰۵

[2] بحار الانوار (ط-بیروت)/ ج ۷۹/ ۹۵/ باب ۱۶ التعزیۃ والمآتم وآدابہما واحکامہا..... ص:۱۷

[3] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۳/ ۲۰۵/ باب ثواب من عزی حزینا..... ص:۲۰۵

کیا تمہارے پاس ابراہیمؑ کے معزز مہمانوں (فرشتوں) کی بھی خبر پہنچی ہے کہ جب وہ لوگ ان کے پاس آئے تو کہنے لگے سلام (علیکم) تو ابراہیمؑ نے بھی (علیکم) سلام کہا (دیکھا تو) ایسے لوگ جن سے جان نہ پہچان پھر اپنے گھر جا کر جلدی سے (بھنا ہوا) ایک موٹا تازہ بچھڑا لے آئے اور اسے ان کے آگے رکھ دیا (پھر) کہنے لگے آپ لوگ تناول کیوں نہیں کرتے۔[1]

اس طرح مہمان کا اکرام اور اس کے دفاع کو حضرت لوط علیہ السلام کی سیرت کو اس طرح ذکر کیا۔

وَجَآءَ اَهْلُ الْمَدِيْنَةِ يَسْتَبْشِرُوْنَ۝۶۷ قَالَ اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ ضَيْفِيْ فَلَا تَفْضَحُوْنِ۝۶۸ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَلَا تُخْزُوْنِ۝۶۹

اور (یہ باتیں ہو ہی رہی تھیں کہ) شہر کے لوگ (مہمانوں کی خبر سن کر بُری نیت سے) خوشیاں مناتے ہوئے آ پہنچے۔ (لوطؑ نے ان سے) کہا کہ یہ لوگ میرے مہمان ہیں تو تم (انہیں ستا کر) مجھے رسوا بدنام نہ کرو۔ اور خدا سے ڈرو اور مجھے ذلیل نہ کرو۔[2]

ایک اور روایت میں انصار کو مہاجرین کی فقر و تنگدستی میں مہمان کے بارے میں فرمایا:

وَالَّذِيْنَ تَبَوَّؤُ الدَّارَ وَالْاِيْمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ يُحِبُّوْنَ مَنْ هَاجَرَ اِلَيْهِمْ وَلَا يَجِدُوْنَ فِيْ صُدُوْرِهِمْ حَاجَةً مِّمَّآ اُوْتُوْا وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ ۭ وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ۝۹

اور (ان کا بھی حصّہ ہے) جو لوگ مہاجرین سے پہلے (ہجرت کے) گھر (مدینہ) میں مقیم اور ایمان میں (مستقل) رہے اور جو لوگ ہجرت کر کے ان کے پاس آئے ان سے محبت کرتے ہیں اور جو کچھ ان کو ملا اس کی اپنے دلوں میں کچھ غرض نہیں پاتے اور اگرچہ اپنے اوپر تنگی ہی (کیوں نہ) ہو، دوسروں کو اپنے نفس پر ترجیح دیتے ہیں اور جو شخص اپنے نفس کو حرص سے بچا لیا گیا تو ایسے ہی لوگ اپنی دلی مرادیں پائیں گے۔[3]

مہمان کی عزت لازم ہے:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

جَاءَتْ فَاطِمَةُ تَشْكُو اِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بَعْضَ اَمْرِهَا فَاَعْطَاهَا- رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم كُرَيْسَةً وَ قَالَ تَعَلَّمِي مَا فِيهَا فَاِذَا فِيهَا مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْآخِرِ فَلَا يُؤْذِي جَارَهُ وَ مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ

---

[1] سورۂ ذاریات: ۲۴۔۲۷

[2] سورۂ حجر: ۶۷۔۶۹

[3] سورۂ حشر: ۹

بِاللّٰہِ وَ الْیَوْمِ الْآخِرِ فَلْیُکْرِمْ ضَیْفَہُ.

حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا نے بعض امور کے متعلق اپنے بابا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں شکایت کی۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں ایک تحریر دی اور فرمایا: جو کچھ اس تحریر میں ہے۔ اسے یاد کرو اور اس میں لکھا ہوا تھا: جو شخص خدا اور روز قیامت پر ایمان رکھتا ہے وہ مہمان کا احترام کرتا ہے۔ [1]

حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا:

اَکْرِمْ ضَیْفَکَ وَاِنْ کَانَ حَقِیْرًا.

اپنے مہمان کی عزت کرو اگرچہ وہ حقیر ہو۔ [2]

روایت میں ہے کہ:

نَزَلَ بِرَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ضَیْفٌ فَلَمْ یَجِدْ عِنْدَ اَھْلِہِ شَیْئاً فَدَخَلَ عَلَیْہِ رَجُلٌ مِنَ الْاَنْصَارِ فَذَھَبَ بِہِ اِلٰی اَھْلِہِ فَوَضَعَ بَیْنَ یَدَیْہِ الطَّعَامَ وَ اَمَرَ امْرَاَتَہُ بِاِطْفَاءِ السِّرَاجِ وَ جَعَلَ یَمُدُّ یَدَہُ اِلَی الطَّعَامِ کَاَنَّہُ یَاْکُلُ حَتّٰی اَکَلَ الضَّیْفُ الطَّعَامَ فَلَمَّا اَصْبَحَ قَالَ لَہُ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قَدْ عَجِبَ اللّٰہُ مِنْ صَنِیْعِکُمْ بِضَیْفِکُمْ وَ نَزَلَتْ وَیُؤْثِرُوْنَ عَلٰی اَنْفُسِھِمْ وَلَوْ کَانَ بِھِمْ خَصَاصَۃٌ.

ایک مہمان رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ کے اہل خانہ کے پاس خدمت کرنے کے لئے کوئی چیز نہ تھی۔ انصار کا ایک شخص آیا اور اس مہمان کو اپنے گھر لے گیا۔ اس کے سامنے کھانا رکھا اور اس نے اپنی بیوی کو حکم دیا کہ چراغ بجھا دے۔ وہ بھی اپنا ہاتھ غذا کی طرف بڑھاتا تھا تاکہ مہمان یہ سمجھے کہ وہ بھی کھانا کھا رہا ہے۔ مہمان نے کھانا کھایا۔ صبح کے وقت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے فرمایا: خداوند تعالیٰ تیری مہمان داری پر خوش ہے اور ایثار کی آیت نازل ہوئی:

وَیُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓی اَنْفُسِھِمْ وَلَوْ کَانَ بِھِمْ خَصَاصَۃٌ ۚ [3]

اگرچہ اپنے اوپر تنگی ہی (کیوں نہ) ہو، دوسروں کو اپنے نفس پر ترجیح دیتے ہیں۔ [4]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

لَا یُقْطَعُ الْاَجِیْرُ وَ الضَّیْفُ اِذَا سَرَقَا لِاَنَّھُمَا مُؤْتَمَنَانِ.

دو گروہ ایسے ہیں کہ چوری کرنے سے ان کے ہاتھ قطع نہیں کئے جاتے۔ مزدور اور مہمان کیونکہ یہ دونوں صاحب خانہ کے امین تھے۔ [5]

---

[1] الکافی (ط۔الاسلامیۃ)/ ج۲/ ۶۶۷/ باب حق الجوار..... ص:۶۶۶

[2]

[3] سورۂ حشر:۹

[4] مجموعۃ ورام/ ج۱/ ۱۷۲/ بیان الایثار..... ص:۱۷۲

[5] علل الشرائع/ ج۲/ ۵۳۵/ ۳۲۴ باب العلۃ التی من اجلہا لایقطع الاجیر والضیف اذا سرقا..... ص:۵۳۵

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام سے فرمایا:

يَا عَلِيُّ ..... أَكْرِمِ الضَّيْفَ وَلَوْ كَانَ كَافِراً

اے علیؑ! اپنے مہمان کا اکرام کرو اگر چہ وہ کافر ہی ہو۔[1]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

إِذَا دَخَلَ الرَّجُلُ بَلْدَةً فَهُوَ ضَيْفٌ عَلَى مَنْ بِهَا أَهْلٌ مِنْ دِينِهِ حَتَّى يَرْحَلَ عَنْهُمْ.

جب کوئی شخص شہر میں داخل ہو وہ اس محلے کا مہمان ہوتا ہے۔ جب وہ شہر سے چلا نہ جائے وہ مہمان ہے۔[2]

مہمان نوازی کے آداب:

استقبال ورخصت کرنا:

امام باقر علیہ السلام نے فرمایا:

مِنَ الْجَفَاءِ اسْتِخْدَامَ الضَّيْفِ فَإِذَا نَزَلَ بِكُمُ الضَّيْفُ فَأَعِينُوهُ وَإِذَا ارْتَحَلَ فَلَا تُعِينُوهُ فَإِنَّهُ مِنَ النَّذَالَةِ وَزَوِّدُوهُ وَطَيِّبُوا زَادَهُ فَإِنَّهُ مِنَ السَّخَاءِ.

مہمان سے کام لینا جفا ہے۔ جب کوئی مہمان تمہارے پاس آئے اس کی مدد کرو اور جب وہ جانے لگے تو اس کی مدد نہ کرنا کیونکہ یہ پستی کا باعث ہے۔ اسے توشہ راہ ضرور دیں کیونکہ یہ سخاوت ہے۔[3]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مِنْ حَقِّ الضَّيْفِ أَنْ تَمْشِيَ مَعَهُ فَتُخْرِجَهُ مِنْ حَرِيمِكَ إِلَى الْبَابِ.

مہمان کے جملہ حقوق میں سے ایک حق یہ ہے کہ جب وہ تمہارے گھر سے نکلے تو اسے رخصت کرو۔[4]

روزے سے پرہیز:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

وَ لَا يَنْبَغِي لَهُمْ أَنْ يَصُومُوا إِلَّا بِإِذْنِ ضَيْفِهِمْ لِئَلَّا يَحْتَشِمَهُمْ فَيَشْتَهِيَ الطَّعَامَ فَيَتْرُكَهُ لِمَكَانِهِمْ.

ضروری نہیں کہ میزبان (مستحب) روزہ رکھے لیکن مہمان کی اجازت سے روزہ رکھ سکتا ہے ہوسکتا ہے کیونکہ مہمان شرم

---

[1] جامع الاخبار (للشعیری)/ ۸۴/ الفصل الاربعون فی فضیلۃ برالوالدین

[2] علل الشرائع/ ج ۲/ ۳۸۴/ ۱۱۵ باب العلۃ التی من اجلہا لاینبغی للضیف ان یصوم تطوعا الاب..... ص: ۳۸۴

[3] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۶/ ۲۸۴/ باب کراہیۃ استخدام الضیف..... ص: ۲۸۳

[4] عیون اخبار الرضا علیہ السلام/ ج ۲/ ۷۰/ ۳۱ باب فیما جاء عن الرضاع من الاخبار المجموعۃ..... ص: ۲۴

کرے، کھانا کھائے اور اس سے رخصت ہو جائے۔[1]

دعوت شدہ مہمان کو دعوت دینا:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

اِذَا اَتَاكَ اَخُوكَ فَأْتِهِ بِمَا عِنْدَكَ وَ اِذَا دَعَوْتَهُ فَتَكَلَّفْ لَهُ.

جب بھی تیرا بھائی تیرے پاس آئے تو جو کچھ تیرے گھر میں ہے اسے پیش کرو اور جب تم کسی کو دعوت دو تو پھر اس کی پذیرائی میں کوشش کرو۔[2]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

لَا تَقُلْ لِاَخِيكَ اِذَا دَخَلَ عَلَيْكَ اَكَلْتَ الْيَوْمَ شَيْئاً وَ لَكِنْ قَرِّبْ اِلَيْهِ مَا عِنْدَكَ فَاِنَّ الْجَوَادَ كُلَّ الْجَوَادِ مَنْ بَذَلَ مَا عِنْدَهُ.

جب تمہارا بھائی تمہارے گھر آئے اور تو یہ نہ پوچھو کہ کوئی چیز تو نے کھائی ہے؟ بلکہ جو کچھ تمہارے گھر میں ہے اسے پیش کر دو کیونکہ حقیقی سخی وہ ہے کہ جس کے پاس جتنا ہو وہ پیش کر دے۔[3]

مہمان کے ساتھ غذا کھانا:

امام کاظم علیہ السلام نے فرمایا:

اَنَّ رَسُولَ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم كَانَ اِذَا اَتَاهُ الضَّيْفُ اَكَلَ مَعَهُ وَ لَمْ يَرْفَعْ يَدَهُ مِنَ الْخِوَانِ حَتَّى يَرْفَعَ الضَّيْفُ يَدَهُ.

جب بھی رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس مہمان آتا تو آپ اسے کھانا دیتے اور اس وقت تک خود کھاتے رہتے جب تک مہمان کھاتا رہتا تھا۔[4]

دسترخوان کے آداب:

فضل بن یونس کہتا ہے:

اِنِّي فِي مَنْزِلِي يَوْماً فَدَخَلَ عَلَيَّ الْخَادِمُ فَقَالَ اِنَّ بِالْبَابِ رَجُلًا يُكَنَّى اَبَا الْحَسَنِ يُسَمَّى مُوسَى بْنَ جَعْفَرٍ علیہ السلام فَقُلْتُ يَا غُلَامُ اِنْ كَانَ الَّذِي اَتَوَهَّمُ فَاَنْتَ حُرٌّ لِوَجْهِ اللهِ قَالَ فَبَادَرْتُ اِلَيْهِ فَاِذَا اَنَا بِهِ علیہ السلام فَقُلْتُ انْزِلْ يَا سَيِّدِي فَنَزَلَ وَ دَخَلَ الْمَجْلِسَ فَذَهَبْتُ لِاَرْفَعَهُ فِي صَدْرِ الْبَيْتِ فَقَالَ لِي يَا فَضْلُ صَاحِبُ الْمَنْزِلِ اَحَقُّ بِصَدْرِ الْبَيْتِ اِلَّا اَنْ يَكُونَ فِي الْقَوْمِ رَجُلٌ يَكُونُ مِنْ بَنِي هَاشِمٍ فَقُلْتُ فَاَنْتَ

---

[1] علل الشرائع/ ج ۲/ ۳۸۴/ ۱۱۵ باب العلۃ التی من اجلہا لا ینبغی للضیف ان یصوم تطوعا الاب..... ص: ۳۸۴

[2] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۶/ ۲۷۶/ باب انس الرجل فی منزل اخیہ ..... ص: ۲۷۵

[3] بحار الانوار (ط-بیروت)/ ج ۷۲/ ۴۵۵/ باب ۹۱ آداب الضیف وصاحب المنزل ومن ینبغی ضیافتہ..... ص: ۴۵۰

[4] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۶/ ۲۸۶/ باب الاکل مع الضیف..... ص: ۲۸۵

اِذاً جُعِلْتُ فِدَاكَ ثُمَّ قُلْتُ جَعَلَنِيَ اللهُ فِدَاكَ اِنَّهُ قَدْ حَضَرَ طَعَامُ لِاَصْحَابِنَا فَاِنْ رَاَيْتَ اَنْ تَحْضُرَ اِلَيْنَا فَذَاكَ اِلَيْكَ فَقَالَ يَا فَضْلُ اِنَّ النَّاسَ يَقُولُونَ اِنَّ هَذَا طَعَامُ الْفَجْاَةِ وَ هُمْ يَكْرَهُونَهُ اَمَا اِنِّي لَا اَرَى بِهِ بَاْساً فَاَمَرْتُ الْغُلَامَ فَاَتَى بِالطَّسْتِ فَدَنَا مِنْهُ فَقَالَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي جَعَلَ لِكُلِّ شَيْءٍ حَدّاً فَقُلْتُ جُعِلْتُ فِدَاكَ فَمَا حَدُّ هَذَا فَقَالَ اَنْ يَبْدَاَ رَبُّ الْبَيْتِ لِكَيْ يَنْشَطَ الْاَضْيَافُ فَاِذَا وُضِعَ الطَّسْتُ سَمَّى وَ اِذَا رُفِعَ حَمِدَ اللهَ ثُمَّ اُتِيَ بِالْمَائِدَةِ فَقُلْتُ مَا حَدُّ هَذَا قَالَ اَنْ يُسَمَّى اِذَا وُضِعَ وَ يُحْمَدَ اللهُ اِذَا رُفِعَ ثُمَّ اُتِيَ بِالْخِلَالِ فَقُلْتُ مَا حَدُّ هَذَا قَالَ اَنْ تُكْسَرَ رَاْسُهُ لِئَلَّا يُدْمِيَ اللِّثَةَ- فَاُتِيَ بِاِنَاءِ الشَّرَابِ فَقُلْتُ فَمَا حَدُّهُ قَالَ اَنْ لَا تَشْرَبَ مِنْ مَوْضِعِ الْعُرْوَةِ وَ لَا مِنْ مَوْضِعِ كَسْرٍ اِنْ كَانَ بِهِ فَاِنَّهُ مَجْلِسُ الشَّيْطَانِ فَاِذَا شَرِبْتَ سَمَّيْتَ وَ اِذَا فَرَغْتَ حَمِدْتَ اللهَ وَ لْيَكُنْ صَاحِبُ الْبَيْتِ يَا فَضْلُ اِذَا فَرَغَ مِنَ الطَّعَامِ وَ تَوَضَّاَ الْقَوْمُ آخِرَ مَنْ يَتَوَضَّاَ.

ایک دن میں گھر پر تھا۔ خادم آیا اور کہنے لگا: ایک ایسا شخص جس کی کنیت ابوالحسن اور اس کا نام موسیٰ بن جعفر ہے آئے ہیں۔

میں نے اس سے کہا: اگر وہی ہے جس کو میں جانتا ہوں تو تم آزاد ہو۔

خادم جلدی سے باہر گیا اور انہیں اندر لایا تو وہی تھے۔

میں نے خادم سے کہا: میں نے تجھے اللہ کی راہ میں آزاد کیا۔

پھر میں نے (مہمان سے) کہا: اے میرے آقا! تشریف رکھیں۔

آپ تشریف فرما ہوئے، محفل برپا ہوئی، میں نے انہیں صدر محفل کی کرسی پر بٹھایا۔

آپؑ نے فرمایا: اے فضل! صاحب خانہ دوسروں سے زیادہ مستحق ہے کہ صدر مجلس ہو مگر یہ کہ آدمی بنی ہاشم سے ہو۔

میں نے کہا: آپ بنی ہاشم ہیں۔ قربان جاؤں۔

پھر میں نے کہا: خدا مجھے آپ پر قربان کرے۔ کھانا تیار ہے اگر آپ اجازت دیں تو کھانا پیش کروں۔

آپ نے فرمایا: اے فضل! لوگ کہتے ہیں یہ پذیرائی بے دعوت مہمان کی ہے۔ لوگ ایسی مہمان نوازی سے خوش نہیں ہوتے۔ لیکن مجھے کوئی حرج نہیں۔

میں نے خادم کو کھانا کھلانے کا حکم دیا۔ وہ تشت لے آیا۔

امام نے فرمایا: اس خدا کی تعریف کہ جس نے ہر چیز کی ایک حد رکھی ہے۔

میں نے کہا: قربان جاؤں، اس کھانے کی حد کیا ہے؟

آپ نے فرمایا: صاحب خانہ دوسروں سے پہلے شروع کرے تاکہ مہمان خوشحال ہو۔

پھر دسترخوان پھیلایا گیا تو میں نے پوچھا: اس کی حد کیا ہے؟

آپ نے فرمایا: ابتدا میں "بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ" پڑھنا اور جب کھانا ختم کریں تو خدا کی حمد بجالانا۔

پھر جب دانتوں کے لئے خلال لایا گیا میں نے پوچھا: اس کی حد کیا ہے؟
آپ نے فرمایا: اس کی نوک کو توڑ دو تا کہ مسوڑھے زخمی نہ ہو جائیں۔
پھر جب پانی لایا تو میں نے پوچھا اس کی حد کیا ہے؟
آپ نے فرمایا: جہاں سے پانی کا پیالہ ٹوٹا ہوا ہو اس سے نہ پیو کیونکہ اس میں آلودگی و جراثیم ہیں۔ جب پانی پیو تو "بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ" پڑھو اور آخر میں "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ" پڑھو۔
اے فضل! صاحب خانہ سب سے آخر میں ہاتھ دھوتا ہے۔ [1]

مہمان کی عزت کا ثواب:

رزق اور گناہوں سے مغفرت:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اِنَّ الضَّيْفَ اِذَا جَاءَ فَنَزَلَ بِالْقَوْمِ جَاءَ بِرِزْقِهٖ مَعَهٗ مِنَ السَّمَاءِ فَاِذَا اَكَلَ غَفَرَ اللّٰهُ لَهُمْ بِنُزُوْلِهٖ عَلَيْهِمْ.

بے شک مہمان جب آتا ہے تو میزبان کے گھر اپنی روزی آسمان سے لے کر آتا ہے۔ جب وہ کھانا کھاتے ہیں تو خدا مہمان کے آنے کی برکت سے میزبان کو دیتا ہے۔ [2]

اس طرح آپ نے فرمایا:

اَلضَّيْفُ يَاْتِي الْقَوْمَ بِرِزْقِهٖ فَاِذَا ارْتَحَلَ ارْتَحَلَ بِجَمِيْعِ ذُنُوْبِهِمْ.

جب کوئی شخص کسی قوم کا مہمان ہوتا ہے تو وہ اپنی روزی ساتھ لے کر آتا ہے اور جب جاتا ہے تو ان کے گناہوں کو ساتھ لے جاتا ہے۔ [3]

ہمیشہ کی نیکی:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

لَا تَزَالُ اُمَّتِي بِخَيْرٍ مَا تَحَابُّوْا وَ تَهَادَوْا وَ اَدَّوُا الْاَمَانَةَ وَ اجْتَنَبُوا الْحَرَامَ وَ وَقَّرُوا الضَّيْفَ.

میری امت جب تک ایک دوسرے سے محبت کرتے ہوں، ایک دوسرے کو ہدیے دیتے ہوں، امانت کو ادا کرتے ہوں، حرام سے بچتے ہوں، اور مہمان کی عزت کرتے ہوں تو وہ ہمیشہ نیکی کی حالت میں ہیں۔ [4]

---

[1] مکارم الاخلاق/ ۱۴۸/ الفصل الثالث فی آداب الاکل وما یتعلق بہ..... ص: ۱۴۰
[2] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۶/ ۲۸۴/ باب ان الضیف یاتی رزقہ معہ..... ص: ۲۸۴
[3] بحار الانوار (ط-بیروت)/ ج ۷۲/ ۴۶۱/ باب ۹۳ فضل اقراء الضیف واکرامہ..... ص: ۴۵۸
[4] عیون اخبار الرضا علیہ السلام/ ج ۲/ ۲۹/ ۳۱ باب فیما جاء عن الرضا ع من الاخبار المجموعۃ..... ص: ۲۴

روحی طاقت:

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

قُوْتُ الْاَجْسَامِ الطَّعَامُ وَ قُوتُ الْاَرْوَاحِ الْاِطْعَامُ.

جسم کو کھانے سے توانائی ملتی ہے اور روح کی غذا کھانا کھلانے میں ہے۔[1]

مہمان کو قبول نہ کرنے کا انجام:

ابوحمزہ کہتا ہے کہ

قُلْتُ لَهُ جُعِلْتُ فِدَاكَ مَا تَقُولُ فِي مُسْلِمٍ اَتَى مُسْلِماً زَائِراً اَوْ طَالِبَ حَاجَةٍ وَ هُوَ فِي مَنْزِلِهِ فَاسْتَأْذَنَ عَلَيْهِ فَلَمْ يَأْذَنْ لَهُ وَلَمْ يَخْرُجْ اِلَيْهِ قَالَ يَا اَبَا حَمْزَةَ اَيُّمَا مُسْلِمٍ اَتَى مُسْلِماً زَائِراً اَوْ طَالِبَ حَاجَةٍ وَ هُوَ فِي مَنْزِلِهِ فَاسْتَأْذَنَ لَهُ وَلَمْ يَخْرُجْ اِلَيْهِ لَمْ يَزَلْ فِي لَعْنَةِ اللهِ حَتَّى يَلْتَقِيَا فَقُلْتُ جُعِلْتُ فِدَاكَ فِي لَعْنَةِ اللهِ حَتَّى يَلْتَقِيَا قَالَ نَعَمْ يَا اَبَا حَمْزَةَ.

میں نے امام باقر علیہ السلام سے عرض کیا: قربان جاؤں! آپ اس مسلمان کے بارے میں کیا فرمائیں گے کہ جو کسی مسلمان کے پاس اس کے دیدار یا درخواست کے لئے جائے اور گھر میں داخل ہونے کی اجازت چاہے اور وہ گھر میں ہوتے ہوئے داخل ہونے کی اجازت نہ دے اور دروازے تک بھی نہ آئے۔

آپ نے فرمایا: اے ابوحمزہ! جو مسلمان کسی دوسرے مسلمان کے پاس اس کے دیدار یا اس سے درخواست کے لئے جائے اور وہ گھر میں ہوتے ہوئے داخل ہونے کی اجازت نہ دے۔ ایسا شخص ہمیشہ خدا کی رحمت سے دور ہے۔

میں نے تعجب کیا اور پوچھا: قربان جاؤں! وہ ہمیشہ رحمت الٰہی سے دور رہے گا؟

آپ نے فرمایا: ہاں؛ اے ابوحمزہ![2]

مہمان کے لئے روزہ سے ممانعت:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

.....لَا يَنْبَغِي لِلضَّيْفِ اَنْ يَصُومَ اِلَّا بِاِذْنِهِمْ لِئَلَّا يَعْمَلُوا الشَّيْءَ فَيَفْسُدَ عَلَيْهِمْ.

.....مہمان کو میزبان کی اجازت کے بغیر روزہ نہیں رکھنا چاہیے۔ ایسا نہ ہو کھانا تیار ہو اور خراب ہو جائے۔[3]

صاحب خانہ کو حکم دینے کی ممانعت:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی وصیت میں حضرت علی علیہ السلام سے فرمایا:

---

[1] الدعوات (للراوندی)/سلوۃ الحزین، النص، ص: ۱۴۲

[2] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۲/ ۳۶۵/ باب من حجب اخاہ المؤمن..... ص: ۳۶۴

[3] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۴/ ۱۵۲/ باب من لا یجوز لہ صیام التطوع الا باذن غیرہ..... ص: ۱۵۱

يَا عَلِيُّ ثَمَانِيَةٌ اِنْ اُهِينُوا فَلَا يَلُومُوا اِلَّا اَنْفُسَهُمْ الذَّاهِبُ اِلَى مَائِدَةٍ لَمْ يُدْعَ اِلَيْهَا وَ الْمُتَآمِّرُ عَلَى رَبِّ الْبَيْتِ وَ طَالِبُ الْخَيْرِ مِنْ اَعْدَائِهِ.....

اے علیؑ! آٹھ گروہ ایسے ہیں کہ اگر ان کی اہانت ہو تو انہیں اپنی سرزنش کرنی چاہئے۔ مہمان بلا دعوت، جو مہمان صاحب خانہ کو حکم دے، وہ جو اپنے دشمن سے نیکی کی اُمید رکھتا ہے.....۔[1]

میزبان سے پہلے کھانا کھانا چھوڑ دینا:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

اِنَّ مِنَ الْحِشْمَةِ عِنْدَ الْاَخِ اِذَا اَكَلَ عَلَى خِوَانِ عِنْدَ اَخِيهِ اَنْ يَرْفَعَ يَدَهُ قَبْلَ يَدَيْهِ.

مہمان کا میزبان کے بارے میں ادب یہ ہے کہ جب اس کے دسترخوان سے کھانا کھائے تو کھانا کھانا پہلے چھوڑ دینا چاہیے۔[2]

باکرامت:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

دَخَلَ رَجُلَانِ عَلَى اَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ عليه السلام فَاَلْقَى لِكُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا وِسَادَةً فَقَعَدَ عَلَيْهَا اَحَدُهُمَا وَ اَبَى الْآخَرُ فَقَالَ اَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ عليه السلام اقْعُدْ عَلَيْهَا فَاِنَّهُ لَا يَاْبَى الْكَرَامَةَ اِلَّا حِمَارٌ.

دو آدمی حضرت علی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ نے دونوں کے لئے فرش بچھایا۔ ان میں سے ایک آدمی فرش پر بیٹھا اور دوسرے نے پرہیز کیا۔ حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا: اس فرش پر بیٹھو کیونکہ کرامت کو صرف نادان لوگ ادا نہیں کرتے ہیں۔[3]

مہمانی میں سادگی:

امام رضا علیہ السلام سے مروی ہے:

اَنَّهُ دَعَاهُ رَجُلٌ فَقَالَ لَهُ عَلِيٌّ عليه السلام قَدْ اَجَبْتُكَ عَلَى اَنْ تَضْمَنَ لِي ثَلَاثَ خِصَالٍ قَالَ وَ مَا هِيَ يَا اَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ قَالَ لَا تُدْخِلَ عَلَيَّ شَيْئاً مِنْ خَارِجٍ وَ لَا تَدَّخِرَ عَنِّي شَيْئاً فِي الْبَيْتِ وَ لَا تُجْحِفَ بِالْعِيَالِ قَالَ ذَاكَ لَكَ يَا اَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ فَاَجَابَهُ عَلِيُّ بْنُ اَبِي طَالِبٍ عليه السلام.

ایک آدمی نے حضرت علی علیہ السلام کی دعوت کی تو حضرت نے فرمایا: اگر تین چیزوں کی ضمانت دو تو تمہاری دعوت قبول کرتا ہوں۔

اس نے پوچھا: وہ کیا چیزیں ہیں؟

---

[1] من لایحضرہ الفقیہ/ ج ۴/ ۳۵۵/ باب النوادر وہو آخر ابواب الکتاب..... ص: ۳۵۲

[2] بحار الانوار (ط- بیروت)/ ج ۷۲/ ۴۵۵/ باب ۹۱ آداب الضیف وصاحب المنزل ومن ینبغی ضیافتہ..... ص: ۴۵۰

[3] الکافی (ط- الاسلامیۃ)/ ج ۲/ ۶۵۹/ باب اکرام الکریم..... ص: ۶۵۹

آپ نے فرمایا: (۱) میرے لئے گھر سے باہر کی کوئی چیز نہ لانا، (۲) جو کچھ تیرے گھر میں ہے اس سے دریغ نہ کرنا اور (۳) اپنے اہل خانہ کو سختی میں نہ ڈالنا۔

اس نے کہا: قبول ہے۔

پس آپ نے اس کی دعوت کو قبول فرمایا۔[۱]

مہمانی کی حد:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

الضِّيَافَةُ اَوَّلَ يَوْمٍ حَقٌّ وَ الثَّانِيَ وَ الثَّالِثَ وَ مَا بَعْدَ ذٰلِكَ فَاِنَّهَا صَدَقَةٌ تَصَدَّقُ بِهَا عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ عليه السلام لَا يَنْزِلَنَّ اَحَدُكُمْ عَلَى اَخِيهِ حَتّٰى يُوثِمَهُ قِيلَ يَا رَسُولَ اللهِ وَ كَيْفَ يُوثِمُهُ قَالَ حَتّٰى لَا يَكُونَ عِنْدَهُ مَا يُنْفِقُ عَلَيْهِ.

پہلے دن مہمانی کا حق ہے دوسرے اور تیسرے دن صدقہ شمار ہوتا ہے۔

پھر فرمایا: کسی بھائی کے گھر نہ جانا کہ وہ گناہ میں مبتلا ہو جائے۔

لوگوں نے پوچھا: وہ کیسے گناہ کرتا ہے؟

آپ نے فرمایا: تم اس کے پاس اتنا ٹھہرو کہ اس کے پاس کچھ نہ ہو۔[۲]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

الضَّيْفُ يُلْطَفُ لَيْلَتَيْنِ فَاِذَا كَانَتْ لَيْلَةُ الثَّالِثَةِ فَهُوَ مِنْ اَهْلِ الْبَيْتِ يَاْكُلُ مَا اَدْرَكَ.

دو رات مہمانی خدمت ہوتی ہے اور تیسرے دن گھر کے افراد میں شمار ہوگا جو کچھ ملے کھالے۔[۳]

۸۔ مجاہدین

خدا کے نزدیک مجاہدین کا درجہ بلند و رفیع ہے۔ مسلمان پر ان کا احترام لازم ہے۔ ان کی یہ عزت ان کے جہاد کی وجہ سے ہے۔[۴] مجاہدین کا شمار اولیائے الٰہی میں سے ہوتا ہے۔

حضرت امیر علیہ السلام نے جہاد کی صفت بیان کرتے ہوئے فرمایا:

فَاِنَّ الْجِهَادَ بَابٌ مِنْ اَبْوَابِ الْجَنَّةِ فَتَحَهُ اللهُ لِخَاصَّةِ اَوْلِيَائِهِ.

---

[۱] عیون اخبار الرضا علیہ السلام/ ج ۲/ ۴۲/ ۳۱ باب فیما جاء عن الرضا ع من الاخبار المجموعۃ ..... ص: ۲۴

[۲] الخصال/ ج ۱/ ۱۴۹/ الضیافۃ ثلاثۃ ایام..... ص: ۱۴۸

[۳] الکافی (ط- الاسلامیۃ)/ ج ۶/ ۲۸۳/ باب ان الضیافۃ ثلاثۃ ایام..... ص: ۲۸۳

[۴] نہج البلاغۃ (للصبحی صالح) خطبہ ۱۱۰

جہاد جنت کے دروازوں میں سے ایک دروازہ ہے جسے خدا نے اپنے خاص اولیا کے لئے کھولا ہے۔[1]

بہترین مجاہدین:

خداوند عالم فرماتا ہے:

لَا يَسْتَوِي الْقٰعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ غَيْرُ اُولِي الضَّرَرِ وَالْمُجٰهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ ؕ فَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجٰهِدِيْنَ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ عَلَى الْقٰعِدِيْنَ دَرَجَةً ؕ وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى ؕ وَفَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجٰهِدِيْنَ عَلَى الْقٰعِدِيْنَ اَجْرًا عَظِيْمًا ۝۹۵

معذور لوگوں کے سوا (جہاد سے منہ چھپا کے) گھر میں بیٹھنے والے اور خدا کی راہ میں اپنے مال و جان سے جہاد کرنے والے ہرگز برابر نہیں ہو سکتے (بلکہ) اپنے مال و جان سے جہاد کرنے والوں کو گھر بیٹھ رہنے والوں پر خدا نے درجہ کے اعتبار سے بڑی فضیلت دی ہے (اگرچہ) خدا نے سب ایمانداروں سے (خواہ جہاد کریں یا نہ کریں) بھلائی کا وعدہ کر لیا ہے۔ مگر غازیوں کو خانہ نشینوں پر عظیم ثواب کے اعتبار سے خدا نے بڑی فضیلت دی ہے۔[2]

غازی افراد سے نیکی:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ بَلَّغَ رِسَالَةَ غَازٍ كَانَ كَمَنْ اَعْتَقَ رَقَبَةً وَهُوَ شَرِيْكُهُ فِيْ ثَوَابِ غَزْوَتِهِ.

جو شخص کسی غازی کو خط پہنچاتا ہے وہ ایسا ہے کہ جس نے ایک غلام کو آزاد کیا ہو اور وہ نمازی کے ثواب میں بھی شریک ہے۔[3]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

ثَلَاثَةٌ دَعْوَتُهُمْ مُسْتَجَابَةٌ اَحَدُهُمُ الْغَازِيْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ تَخْلُفُوْنَهُ.

تین آدمیوں کی دعا قبول ہوتی ہے ان میں سے ایک غازی ہے۔ پس دیکھو ان کے جانشین کیسے ہو۔ مجاہد کے امور کو انجام دینا مثلاً مورچہ میں جانا اس کی جانشینی کی مانند ہے۔[4]

---

[1] نہج البلاغۃ (للصبحی صالح)/ ۶۹/ فضل الجہاد..... ص:۶۹

[2] سورۂ نساء:۹۵

[3] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۵/ ۸/ باب فضل الجہاد..... ص:۲

[4] وسائل الشیعۃ/ ج۱۵/ ۲۱/ ۳-باب انہ یستحب ان یخلف الغازی بخیر وتبلغ رسالتہ ویحرم اذاہ وغیبتہ وان یخلف بسوء..... ص:۲۱

مجاہدین کو آزار پہنچانے کا انجام:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنِ اغْتَابَ مُؤْمِناً غَازِياً أَوْ آذَاهُ أَوْ خَلَفَهُ فِي أَهْلِهِ بِسُوءٍ نُصِبَ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيَسْتَغْرِقُ حَسَنَاتِهِ ثُمَّ يُرْكَسُ فِي النَّارِ إِذَا كَانَ الْغَازِي فِي طَاعَةِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ.

جو شخص کسی مومن کی غیبت کرے یا اسے تکلیف دے یا اس کی غیبت میں اس کے اہل خانہ سے بدسلوکی کرے، جبکہ غازی (فوجی) خدا کی اطاعت کرتا ہو۔ روز قیامت اس کے لئے ایک علامت نصب ہوگی۔ اس کی نیکیاں ضائع ہو جائیں گی اور وہ دوزخ میں جائے گا کیونکہ اس نے ایک مجاہد کی اہانت کی ہے۔[1]

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

اِتَّقُوْا اَذَى الْمُجَاهِدِيْنَ فَاِنَّ اللهَ يَغْضَبُ لَهُمْ كَمَا يَغْضِبُ الرُّسُلَ.....

راہِ خدا کے مجاہدین کو تکلیف دینے سے پرہیز کرو کیونکہ خداوند عالم جس طرح انبیاء علیہم السلام کے لئے ناراض ہوتا ہے ان کے لئے بھی اسی طرح غضب ناک ہوتا ہے.....۔[2]

۹۔ بچے

بچے کے بارے میں بعض مطالب صلہ رحمی کے عنوان اور یتیم کے عنوان میں بیان ہوئے ہیں یہاں پر بعض روایات کو ذکر کرتے ہیں جن کی بڑی تاکید کی گئی ہے۔

بچے کا حق:

امام سجاد علیہ السلام نے فرمایا:

حَقُّ الصَّغِيرِ رَحْمَتُهُ فِي تَعْلِيمِهِ وَ الْعَفْوُ عَنْهُ وَ السَّتْرُ عَلَيْهِ وَ الرِّفْقُ بِهِ وَ الْمَعُونَةُ لَهُ.

چھوٹے بچے کا یہ حق ہے کہ اس کی تعلیم میں مہربان ہو، اس سے درگزر کرو، اس کے عیب کو پنہاں رکھو اور اس سے اچھا برتاؤ کرو اور اس کی مدد کرو۔[3]

بچے سے محبت:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

---

[1] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۵/ ۸/ باب فضل الجہاد..... ص:۲

[2] کنز العمال، ج۴، ص۳۱۴

[3] من لایحضرہ الفقیہ/ ج۲/ ۶۲۵/ باب الحقوق..... ص:۶۱۸

اَحِبُّوا الصِّبْيَانَ وَارْحَمُوهُمْ.

بچوں کو دوست رکھو، ان پر مہربانی کرو۔[1]

نیز فرمایا:

وَقِّرُوا كِبَارَكُمْ وَارْحَمُوا صِغَارَكُمْ.

بڑوں کا اکرام کرو اور بچوں پر شفقت کرو۔[2]

امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے:

قَالَ مُوسَى عليه السلام يَا رَبِّ أَيُّ الْأَعْمَالِ أَفْضَلُ عِنْدَكَ قَالَ حُبُّ الْأَطْفَالِ فَإِنِّي فَطَرْتُهُمْ عَلَى تَوْحِيدِي فَإِنْ أَمَتُّهُمْ أَدْخَلْتُهُمْ جَنَّتِي بِرَحْمَتِي.

موسیٰ بن عمران نے کہا: اے میرے پروردگار! تیرے نزدیک کون سا عمل بہتر ہے؟ اللہ نے فرمایا: بچوں سے محبت کرو کیونکہ ان کو فطرت توحید پر میں نے پیدا کیا ہے۔ اگر میں انہیں مارتا ہوں تو انہیں جنت بھی بھیجتا ہوں۔[3]

امام کاظم علیہ السلام نے فرمایا:

إِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ لَيَسْ يَغْضَبُ لِشَيْءٍ كَغَضَبِهِ لِلنِّسَاءِ وَالصِّبْيَانِ.

بے شک خدا جتنا بچوں اور عورتوں کے بارے میں غضب ناک ہوتا ہے اتنا کسی اور چیز کے لئے نہیں ہوتا۔[4]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

لَوْلَا مَشَايِخُ رُكَّعٌ وَفِتْيَانٌ خُشَّعٌ وَصِبْيَانٌ رُضَّعٌ لَصُبَّ عَلَيْكُمُ الْعَذَابُ صَبّاً.

اگر یہ بوڑھے عابد، جوان خاشع اور شیر خوار بچے نہ ہوتے تو تم پر عذاب آتے۔[5]

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لشکر کو روانہ کرتے ہوئے یہ فرمایا:

سِيرُوا بِسْمِ اللهِ وَبِاللهِ وَفِي سَبِيلِ اللهِ وَعَلَى مِلَّةِ رَسُولِ اللهِ صلى الله عليه وآله وسلم ..... وَلَا تَقْتُلُوا شَيْخاً فَانِياً وَلَا صَبِيّاً وَلَا امْرَأَةً.

زمین پر سفر کرو خدا کے نام سے، خدا کی امان کے ساتھ، خدا کے لئے اور آئین رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے حرکت کرو..... اور دیکھو بوڑھے ضعیفوں، بچوں اور عورتوں کو قتل نہ کرنا۔[6]

---

[1] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۶/ ۴۹/ باب برالاولاد..... ص:۴۹

[2] الامالی (للصدوق)/ النص/ ۹۴/ المجلس العشرون

[3] مکارم الاخلاق/ ۲۳۷/ الفصل العاشر فی نوادر النکاح..... ص:۲۳۳

[4] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۶/ ۵۰/ باب برالاولاد..... ص:۴۹

[5] ارشاد القلوب الی الصواب (للدیلمی)/ ج۱/ ۱۹۳/ الباب الثانی والخمسون فی احادیث منتخبۃ..... ص:۱۸۷

[6] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۵/ ۳۰/ باب وصیۃ رسول اللہ ص وامیر المؤمنین ع فی السرایا..... ص:۲۷

بچوں کو سلام کہنا:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

خَمْسٌ لَا اَدَعُهُنَّ حَتّٰی الْمَمَاتِ..... وَ التَّسْلِيمُ عَلَى الصِّبْيَانِ لِتَكُونَ سُنَّةً مِنْ بَعْدِی.

جب تک میں زندہ ہوں پانچ چیزوں کو لازمی قرار دوں گا اور ہرگز ترک نہیں کروں گا.....اور بچوں کو سلام کیا جائے تاکہ میرے بعد یہ (پانچوں) سنت قرار پائیں۔[1]

بچوں کو خوش کرنا:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ كَانَ عِنْدَهُ صَبِیٌّ فَلْيَتَصَابَ لَهُ.

جس کے پاس بچہ ہے اس سے بچوں والا سلوک کرے۔[2]

بچوں کے ساتھ کھیلنا:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اِنَّ فِی الْجَنَّةِ دَاراً يُقَالُ لَهَا دَارُ الْفَرَحِ لَا يَدْخُلُهَا اِلَّا مَنْ فَرَّحَ الصِّبْيَانَ.

جنت میں ایک گھر ہے جسے خوشحالی کا گھر کہا جاتا ہے جس میں صرف وہی داخل ہوگا جو بچوں کو خوش کرتا ہے۔[3]

بچے کی تعلیم کا اجر:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ رَبّٰی صَغِيراً حَتّٰی يَقُوْلُ: لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ لَمْ يُحَاسِبْهُ اللهُ عَزَّ وَ جَلَّ.

جو شخص بچے کی تربیت کرتا جب وہ کہتا ہے کہ کہو "لا الہ الا اللہ" تو خدا تعالیٰ اس سے حساب نہیں لیتا (یعنی بخش دیتا ہے)۔[4]

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اِنَّ الْمُعَلِّمَ اِذَا قَالَ لِلصَّبِیِّ بِسْمِ اللهِ كَتَبَ اللهُ لَهُ وَ لِلصَّبِیِّ وَ لِوَالِدَيْهِ بَرَاءَةً مِنَ النَّارِ.

جب معلم بچے سے کہتا ہے کہ بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ پڑھ تو خدا اس پر اور بچے کے والدین پر دوزخ کی آگ حرام کر دیتا ہے۔[5]

---

[1] الخصال/ ج۱/ ۲۷۱/ قول النبی ص خمس لا ادعہن حتی الممات..... ص:۲۷۱

[2] وسائل الشیعۃ/ ج۲۱/ ۴۸۶/ ۹۰- باب استحباب التصابی مع الولد وملاعبتہ ص:۴۸۶

[3] الجامع الصغیر، ج۱، ص ۳۵۴

[4] نہج الفصاحۃ (مجموعہ کلمات قصار حضرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ)/ ۷۶۸/ نہج الفصاحۃ مجموعہ کلمات قصار حضرت رسول اکرمؐ، ص۔ باترجمہ فارسی

[5] مستدرک الوسائل ومستنبط المسائل، ج15، ص:۱۶۶

بچوں کی زحمت برداشت کرنا:

روایت ہے کہ

كَانَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ يُؤْتٰى بِالصِّبْيَانِ فَيَدْعُو لَهُمْ وَ اِنَّهٗ اِتِيَ بِصَبِيٍّ فَبَالَ عَلَيْهِ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ صُبُّوْا عَلَيْهِ الْمَاءَ صَبًّا.

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا طریقہ یہ تھا کہ وہ بچوں کو اپنے ساتھ بلاتے۔ آپ ان کے لئے دعا کرتے۔ لوگ بچے کو لے آتے اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دامن میں بٹھاتے۔ ایک دفعہ ایک بچے نے پیشاب کر دیا۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یہاں پر پانی ڈالو۔ یعنی آپ ذرہ بھر ناراض نہ ہوئے۔ [1]

ایک اور روایت میں ہے کہ

انَّ رَسُوْلُ اللهِ كَانَ يُؤْتٰى بِالصِّبْيَانِ فَيَبْرُكُ عَلَيْهِمْ وَ يَحْنَكُهُمْ فَأُتِيَ بِصَبِيٍّ فَبَالَ عَلَيْهِ فَدَعَا بِمَاءٍ فَاَتْبَعَهُ بَوْلَهٗ وَلَمْ يَغْسِلْهُ.

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ سنت تھی کہ لوگ بچے کو گھٹی پلانے کے لئے لاتے تو آپ بچے کو اپنی گود میں اٹھا لیتے ایک دفعہ بچے نے پیشاب کر دیا۔ آپؐ نے پانی منگوایا اور پیشاب والی جگہ کو دھویا اور بچے کو دوبارہ گود میں لے لیا۔ [2]

یہ ان بچوں کے متعلق ہے جو شیر خوار تھے اور غذا نہیں کھاتے تھے۔

۱۰۔ جوان

جوان افراد معاشرے کا مہم حصہ ہیں۔ دوست و دشمن کے پاس ان کی عزت ہے کیونکہ آئندہ قوم کے معمار ہوتے ہیں، یہ ثقافتی، سیاسی اور اقتصادی تبدیلیاں لاتے ہیں۔ اس لئے دشمن بھی جب چاہتا ہے کہ کوئی ملک ترقی نہ کرے تو وہ پہلے جوانوں کو اپنے ہاتھ میں لیتے ہیں پھر یہ جوان دشمن کے ہاتھوں تربیت پا کر اپنے ہی ملک کے لئے مانع بن جاتا ہے۔ ان کا رشد و جسمانی سلامتی روحانیت سے پیچھے ہوتے ہیں، جسم تیزی سے ترقی کرتا ہے اور اگر اس کی روحانی تربیت نہ کی جائے تو وہ عقلی طور پر پیچھے رہ جاتا ہے لہٰذا دشمن جوانوں کی غلط تربیت کر کے اپنے ہی ملک میں فساد برپا کرنے کے لئے تیار کرتے ہیں۔ اس لئے ہم سب پر لازم ہے کہ جوانوں کی ترقی، ان کے مقام اور ان کی ضروریات پر توجہ دی جائے۔ ان کی علمی و معنوی تربیت کی جائے تا کہ وہ ترقی کریں اور یہ ایک عظیم عبادت ہے۔

---

[1] مسند احمد بن حنبل، ج ۶، ص ۴۶

[2] صحیح مسلم، ج ۱، ص ۱۶۴

جوانوں کی اہمیت:

عبدالخالق سے ایک روایت میں ہے:

سَمِعْتُ اَبَا عَبْدِ اللهِ عليه السلام يَقُولُ لِاَبِي جَعْفَرٍ الْاَحْوَلِ وَ اَنَا اَسْمَعُ اَتَيْتَ الْبَصْرَةَ فَقَالَ نَعَمْ قَالَ كَيْفَ رَاَيْتَ مُسَارَعَةَ النَّاسِ اِلَى هَذَا الْاَمْرِ وَ دُخُولَهُمْ فِيهِ قَالَ وَ اللهِ اِنَّهُمْ لَقَلِيلٌ وَ لَقَدْ فَعَلُوا وَ اِنَّ ذَلِكَ لَقَلِيلٌ فَقَالَ عَلَيْكَ بِالْاَحْدَاثِ فَاِنَّهُمْ اَسْرَعُ اِلَى كُلِّ خَيْرٍ.

میں نے سنا امام جعفر صادق علیہ السلام سے کہ ابوجعفر احول جب بصرہ سے واپس آیا تو امام صادق علیہ السلام نے پوچھا:

لوگوں نے تمہارا کیسا استقبال کیا؟

اس نے کہا: خدا کی قسم! وہ کم تعداد میں ہیں جو چاہتے تھے میں نے ان کے لئے انجام دیا۔

امام نے فرمایا: جوانوں پر توجہ دو کیونکہ یہ ہر نیکی میں جلدی کرتے ہیں۔ [1]

جوانوں سے مشورہ:

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

اِذَا احْتَجْتَ اِلَى الْمَشُورَةِ فِي اَمْرٍ قَدْ طَرَاَ عَلَيْكَ فَاسْتَبْدُهُ بِبِدَايَةِ الشُّبَّانِ فَاِنَّهُمْ اَحَدُّ اَذْهَانًا وَ اَسْرَعُ حَدَسًا ثُمَّ رَدَّهُ بَعْدَ ذَلِكَ اِلَى رَاْيِ الْكُهُولِ وَ الشُّيُوخِ لِيَسْتَعْقِبُوهُ وَ يُحْسِنُوا الْاِخْتِيَارَ لَهُ فَاِنَّ تَجْرِبَتَهُمْ اَكْثَرُ.

جب تمہیں کسی کام میں مشورے کی ضرورت ہو تو جوانوں کے ساتھ مشورہ کرو کیونکہ وہ تیز ذہین ہوتے ہیں۔ جلدی مسئلہ کا حل تلاش کرتے ہیں۔ پھر بزرگوں سے مشورہ کرو وہ اچھا انتخاب کرتے ہیں اور تجربہ کار بھی ہوتے ہیں۔ [2]

جوانوں سے مدد لینا:

مصعب بن عمیر والدین کے پاس ثروت مند شخص تھا اس کا اکرام کرتے اور دوسرے بچوں پر برتری دیتے تھے۔ وہ مکہ سے باہر نہیں نکلا تھا۔ پس جب وہ اسلام لے آیا اور اس کے ماں باپ نے اس سے جفا کی اور شعب ابی طالب کے محاصرے میں حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھا، پریشان تھا۔ اب اس کی زندگی میں سختی تھی۔ اس زمانے میں اسعد بن زرارہ اور ذکوان بن قیس عمرہ رجبیہ کے لئے مکہ گئے اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت چاہتے تھے کہ مدینہ کے لوگوں کے پاس نمائندہ

---

[1] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۸ / ۹۳ / حدیث الریاح..... ص:۹۱

[2] شرح نہج البلاغۃ لابن ابی الحدید، ج۲۰، ص:۳۳۷

بھیجیں تا کہ وہ اسلام یاد کرائے۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس جوان کو حکم دیا کہ مصعب کے ساتھ مکہ سے نکلے۔ وہ دونوں مکہ سے نکلے اور بہت سے جوانوں نے اسلام قبول کیا تھا.....۔ [1]

جوانوں کو غیروں کی ثقافت سے بچانا:

حضرت امیر علیہ السلام نے اپنے بیٹے امام حسن علیہ السلام کو وصیت فرمائی:

وَ اِنَّمَا قَلْبُ الْحَدَثِ كَالْاَرْضِ الْخَالِيَةِ مَا اُلْقِيَ فِيهَا مِنْ شَيْءٍ قَبِلَتْهُ فَبَادَرْتُكَ بِالْاَدَبِ قَبْلَ اَنْ يَقْسُوَ قَلْبُكَ.

بے شک! جوانوں کا دل ایک خالی سرزمین کی مانند ہوتا ہے اس میں جو کاشت کرتے ہیں وہی کاٹتے ہیں۔ اس سے پہلے کہ تیرا دل سخت ہو جائے تمہیں وصیت کرتا ہوں۔ [2]

حضرت جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

بَادِرُوا اَحْدَاثَكُمْ بِالْحَدِيثِ قَبْلَ اَنْ تَسْبِقَكُمْ اِلَيْهِمُ الْمُرْجِئَةُ.

جلدی کرو اس سے پہلے کہ وہ منحرف ہو جائیں انہیں احادیث یاد کراؤ۔ [3]

نکتہ

(۱) جوان دل خالی زمین کی طرح ہوتے ہیں اور ہر فکر قبول کرنے استعداد زیادہ ہوتی ہے۔

(۲) یاد رکھیں جو شخص خالی زمین کو آباد کرتا ہے وہ اس کا مالک ہو جایا کرتا ہے اسی طرح جو خالی ذہن کو اپنی فکر سے آباد کرے گا وہ اس ذہن کا مالک ہو جائے گا۔

(۳) الٰہی کاموں کے مسؤولین کو چاہئے کہ اس سے پہلے کہ جوانوں کے دلوں پر کوئی اور اپنا تسلط جمائے انہیں اسلامی تعلیمات سے آراستی کر دیں۔

---

[1] قَدِمَ اَسْعَدُ بْنُ زُرَارَةَ وَ ذَكْوَانُ بْنُ عَبْدِ قَيْسٍ ..... اِلَى مَكَّةَ فِي عُمْرَةِ رَجَبٍ ..... فَهَلُمَّ وَ اَسْلِمْ فَاَسْلَمَ ذَكْوَانُ ثُمَّ قَالَا يَا رَسُولَ اللهِ ابْعَثْ مَعَنَا رَجُلًا يُعَلِّمْنَا الْقُرْآنَ وَ يَدْعُو النَّاسَ اِلَى اَمْرِكَ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ لِمُصْعَبِ بْنِ عُمَيْرٍ وَ كَانَ فَتًى حَدَثاً مُتْرَفاً بَيْنَ اَبَوَيْهِ يُكْرِمَانِهِ وَ يُفَضِّلَانِهِ عَلَى اَوْلَادِهِمْ وَ لَمْ يَخْرُجْ مِنْ مَكَّةَ فَلَمَّا اَسْلَمَ جَفَاهُ اَبَوَاهُ وَ كَانَ مَعَ رَسُولِ اللهِ فِي الشِّعْبِ حَتَّى تَغَيَّرَ وَ اَصَابَهُ الْجَهْدُ فَاَمَرَهُ رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بِالْخُرُوجِ مَعَ اَسْعَدَ وَ قَدْ كَانَ تَعَلَّمَ مِنَ الْقُرْآنِ كَثِيراً. (اعلام الوری باعلام الہدی (ط-القدیمۃ)/ النص/ ۵۷/ الفصل السابع فی ذکر عرض رسول اللہ ص نفسہ علی قبائل العرب وما جاء من بیعۃ الانصار..... ص:۵۳)

[2] نہج البلاغۃ (للصبحی صالح)/ ۳۹۳/ ۳۱ ومن [وصیۃ] وصیۃ لہ ع للحسن بن علی ع کتبہا الیہ بحاضرین عند انصرافہ من صفین..... ص:۳۹۱

[3] وسائل الشیعۃ/ ج ۱۷/ ۳۳۱/ ۱۰۵- باب ماینبغی تعلمہ وتعلیمہ من العلوم وما لاینبغی..... ص:۳۲۶

جوانوں کو مناظرہ کی تعلیم دینا:

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

مَرُّوا الْاَحْدَاثَ بِالْمِرَاءِ وَ الْجِدَالِ.

جوانوں کو حکم دو کہ وہ مناظرہ سیکھیں۔[1]

اس حدیث میں یہ بیان ہوا ہے کہ مناظرہ صحیح اور احسن طریقے سے ہو اس میں لڑائی جھگڑا نہ ہو، باطل سے پرہیز کیا جائے۔

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

بَادِرُوا اَحْدَاثَكُمْ بِالْحَدِيثِ.

جوانوں کو حکم دو کہ وہ مناظرہ سیکھیں۔[2]

اس حدیث میں یہ بیان ہوا ہے کہ مناظرہ صحیح اور احسن طریقے سے ہو اس میں لڑائی جھگڑا نہ ہو، باطل سے پرہیز کیا جائے۔

جوانوں کی شادی کرانا:

امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے:

اَتَى رَسُولَ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شَابٌّ مِنَ الْاَنْصَارِ فَشَكَا اِلَيْهِ الْحَاجَةَ فَقَالَ لَهُ تَزَوَّجْ فَقَالَ الشَّابُّ اِنِّي لَاَسْتَحْيِي اَنْ اَعُودَ اِلَى رَسُولِ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فَلَحِقَهُ رَجُلٌ مِنَ الْاَنْصَارِ فَقَالَ اِنَّ لِي بِنْتاً وَسِيمَةً فَزَوَّجَهَا اِيَّاهُ قَالَ فَوَسَّعَ اللهُ عَلَيْهِ [قَالَ] فَاَتَى الشَّابُّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فَاَخْبَرَهُ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم يَا مَعْشَرَ الشَّبَابِ عَلَيْكُمْ بِالْبَاهِ.

انصار کا ایک جوان رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آیا اور اپنی ضرورت کی شکایت کی۔ حضرتؐ نے اس سے فرمایا: شادی کرو۔

جوان نے کہا: مجھے (کسی سے کہتے ہوئے) شرم آتی ہے۔

پس ایک انصاری آدمی نے شادی کے لئے تجویز دی کہ اس کی ایک خوبصورت بیٹی ہے۔

اس کے بعد اس جوان کی شادی ہو جاتی ہے۔ شادی کے بعد وہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آیا۔ اس کی روزی میں برکت تھی۔

---

[1] وسائل الشیعۃ/ ج ۱۷ / ۳۳۱ / ۱۰۵ - باب ما ینبغی تعلمہ و تعلیمہ من العلوم و ما لا ینبغی ..... ص: ۳۲۶

[2] شرح نہج البلاغۃ لابن ابی الحدید، ج ۲۰، ص: ۲۸۵

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے گروہِ جوانان! تمہیں ضرور شادی کرنی چاہیے۔[1]

پہلے بھی گزر چکا ہے کہ ایک مرد کے لئے ضروری ہے کہ شادی کرے اس کے فوائد کے حوالے سے بھی بات ہو چکی ہے حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے:

اتَّخِذُوا الْاَهْلَ فَاِنَّهُ اَرْزَقُ لَكُمْ.

شادی کرو کہ یہ روزی میں اضافے کا باعث ہے۔[2]

جوان کی زینت کی اہمیت:

امام باقر علیہ السلام نے فرمایا:

يَا غُلَامُ عِنْدَكَ ثَوْبَانِ بِخَمْسَةِ دَرَاهِمَ قَالَ نَعَمْ عِنْدِي ثَوْبَانِ اَحَدُهُمَا اَخْيَرُ مِنَ الْآخَرِ وَاحِدٌ بِثَلَاثَةٍ وَ الْآخَرُ بِدِرْهَمَيْنِ قَالَ هَلُمَّهُمَا فَقَالَ يَا قَنْبَرُ خُذِ الَّذِي بِثَلَاثَةٍ قَالَ اَنْتَ اَوْلَى بِهِ يَا اَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ تَصْعَدُ الْمِنْبَرَ وَ تَخْطُبُ النَّاسَ قَالَ يَا قَنْبَرُ اَنْتَ شَابٌّ وَ لَكَ شِرَّةُ الشَّبَابِ وَ اَنَا اَسْتَحِي مِنْ رَبِّي اَنْ اَتَفَضَّلَ عَلَيْكَ.

حضرت علی علیہ السلام اپنے غلام قنبر کے ساتھ بازار میں گئے اور دو قمیص خریدیں۔ ایک تھوڑی سی سستی اور دوسری قیمتی تھی۔

حضرت نے فرمایا: قنبر! دونوں قمیص لے آؤ۔

پھر فرمایا: اے قنبر! تم قیمتی قمیص لے لو۔

قنبر نے کہا: اے آقا! آپ اچھی قمیص کے مجھ سے زیادہ حقدار ہیں۔ جب آپ منبر پر جائیں گے تو لوگ اس قمیص میں دیکھیں گے۔

امام نے فرمایا: اے قنبر! تم جوان ہو میں اس بات سے حیا کرتا ہوں کہ اپنے آپ کو تم پر مقدم کروں۔[3]

جوانوں کی تربیت:

حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا:

اِذَا عَاتَبْتَ الْحَدَثَ فَاتْرُكْ لَهُ مَوْضِعاً مِنْ ذَنْبِهِ لِئَلَّا يَحْمِلَهُ الْاِخْرَاجُ عَلَى الْمُكَابَرَةِ.

---

[1] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۵/ ۳۳۰/ باب ان التزویج یزید فی الرزق..... ص:۳۳۰

[2] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۵/ ۳۲۹/ باب کراہۃ العزبۃ..... ص:۳۲۸

[3] بحار الانوار (ط-بیروت)/ ج۱۰۰/ ۹۳/ باب ۱ آداب التجارۃ وادعیتہا وادعیۃ السوق وذمہ..... ص:۹۰

جب تم کسی جوان کی سرزنش کرو گے تو وہ خطا سے باز نہیں آئے گا۔اس سے پر سختی نہ کرو۔[1]

علم کے لئے تنبیہ:

دو امام بزرگوار امام باقر علیہ السلام و جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:

لَوْ اُتِیتُ بِشَابٍّ مِنْ شَبَابِ الشِّیعَةِ لَا یَتَفَقَّهُ لَاَدَّبْتُهُ.

جب تمہیں شیعہ جوان ملے جو دین شناس نہیں ہے تو اسے ادب سکھاؤ۔[2]

۱۱۔ بوڑھے افراد

اسلام میں بزرگ افراد کی بڑی اہمیت ہے ان کے حقوق کی رعایت کے بارے میں بڑی تاکید ہوئی ہے۔خدا نے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت شعیب علیہ السلام کی بیٹیوں کے بارے میں بزرگوں کے حقوق کی رعایت کے بارے میں فرمایا:

وَوَجَدَ مِنْ دُوْنِهِمُ امْرَاَتَیْنِ تَذُوْدٰنِ ۚ قَالَ مَا خَطْبُكُمَا ؕ قَالَتَا لَا نَسْقِیْ حَتّٰی یُصْدِرَ الرِّعَآءُ ؕ وَاَبُوْنَا شَیْخٌ كَبِیْرٌ ﴿۲۳﴾

اور ان سب کے پیچھے دو عورتوں (حضرت شعیبؑ کی بیٹیوں) کو دیکھا کہ وہ (اپنی بکریوں کو) روکے کھڑی ہیں۔موسیٰؑ نے پوچھا کہ تمہارا کیا مطلب ہے۔وہ بولیں جب تک سب چرواہے (اپنے جانوروں کو) خوب چھک کے پانی پلا کر پھر نہ جائیں ہم نہیں پلا سکتے اور ہمارے والد بہت بوڑھے ہیں۔[3]

حضرت یعقوب علیہ السلام کے بیٹوں نے اپنے بھائی بنیامین کی مصر کے زندان سے رہائی کے لئے جو کچھ کیا وہ قرآن مجید میں اس طرح ہے:

قَالُوْا یٰۤاَیُّهَا الْعَزِیْزُ اِنَّ لَهٗۤ اَبًا شَیْخًا كَبِیْرًا فَخُذْ اَحَدَنَا مَكَانَهٗ ۚ اِنَّا نَرٰىكَ مِنَ الْمُحْسِنِیْنَ ﴿۷۸﴾

ان لوگوں نے کہا اے عزیز (بنیامین) کے والد بہت بوڑھے (آدمی) ہیں (اور اس کو بہت چاہتے ہیں) تو آپ اس کے عوض ہم سے کسی کو لے لیجیے (اور اس کو چھوڑ دیجیے) کیونکہ ہم آپ کو بہت نیکوکار بزرگ سمجھتے ہیں۔[4]

---

[1] شرح نہج البلاغۃ لابن ابی الحدید، ج ۲۰، ص: ۳۳۳

[2] بحار الانوار (ط-بیروت) / ج ۱ / ۲۱۴ / باب ۶ العلوم التی امر الناس بتحصیلہا و ینفعہم و فیہ تفسیر الحکمۃ ..... ص: ۲۰۹

[3] سورۂ قصص: ۲۳

[4] سورۂ یوسف: ۷۸

بزرگوں کی عظمت:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

الشَّيْخُ فِي اَهْلِهِ كَالنَّبِيِّ فِي اُمَّتِهِ.

بوڑھے افراد اپنے خاندان میں ایسے ہیں جیسے امت میں انبیاء ہوتے ہیں۔[1]

امام سجاد علیہ السلام نے فرمایا:

وَ اَنْ يَكُونَ شُيُوخُهُمْ بِمَنْزِلَةِ اَبِيكَ وَ شُبَّانُهُمْ بِمَنْزِلَةِ اِخْوَتِكَ وَ عَجَائِزُهُمْ بِمَنْزِلَةِ اُمِّكَ وَ الصِّغَارُ بِمَنْزِلَةِ اَوْلَادِكَ.

مسلمانوں کے حقوق یہ ہیں کہ بوڑھے آدمی تمہارے باپ کی مانند اور تمہارے جوان تمہارے بھائی اور بوڑھی عورتیں تمہاری مائیں اور بچے تمہاری اولاد ہیں۔[2]

حضرت علی علیہ السلام نے امام حسن علیہ السلام کو وصیت میں فرمایا:

وَ ارْحَمْ مِنْ اَهْلِكَ الصَّغِيرَ وَ وَقِّرِ مِنْهُمُ الْكَبِيرَ.

اپنے بچوں پر مہربان رہو اور بوڑھوں کی وقار و عزت کرو۔[3]

جنگ بوڑھوں کے قتل کی نہی:

اسلام نے بوڑھے کی بڑی عظمت بیان کی ہے۔ امام صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جب بھی رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی گروہ کو جنگ کے لئے بھیجتے تو پہلے اپنے پاس بٹھاتے اور فرماتے کہ

.....وَلَا تَقْتُلُوا شَيْخاً فَانِياً

.....اور بوڑھے شخص کو قتل نہ کرنا۔[4]

بوڑھوں کی عزت کا ثواب:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

---

[1] روضۃ الواعظین وبصیرۃ المتعظین (ط-القدیمۃ)/ ج ۲/ ۴۷۶/ مجلس فی ذکر ایذان الشیب والخضاب وقبح التصابی..... ص: ۴۷۴

[2] من لایحضرہ الفقیہ/ ج ۲/ ۶۲۵/ باب الحقوق..... ص: ۶۱۸

[3] الامالی (للمفید)/ النص/ ۲۲۲/ المجلس السادس والعشرون

[4] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۵/ ۲۷/ باب وصیۃ رسول اللہ ص وامیر المؤمنین ع فی السرایا..... ص: ۲۷

مِنْ اِجْلَالِ اللهِ اِجْلَالُ ذِی الشَّیْبَةِ الْمُسْلِمِ.

جس نے سفید ریش بزرگ مسلمان کی عزت کی اس نے اللہ تعالیٰ کی عزت کی۔[1]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ عَرَفَ فَضْلَ کَبِیرٍ لِسِنِّهِ فَوَقَّرَهُ آمَنَهُ اللهُ مِنْ فَزَعِ یَوْمِ الْقِیَامَةِ.

جو شخص بوڑھے کی شناخت رکھتا ہے اور اس کا احترام کرتا ہے خدا اسے قیامت کے دن خوف سے امان دے گا۔[2]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

ثَلَاثَةٌ لَا یَجْهَلُ حَقَّهُمْ اِلَّا مُنَافِقٌ مَعْرُوفٌ بِالنِّفَاقِ ذُو الشَّیْبَةِ فِی الْاِسْلَامِ وَ حَامِلُ الْقُرْآنِ وَ الْاِمَامُ الْعَادِلُ.

تین افراد ایسے ہیں کہ ان کا حق ہر کوئی پہنتا ہے سوائے منافق معروف کے (۱) بوڑھا مسلمان (۲) حامل قرآن (۳) امام عادل[3]

سفید ریش مسلمان کی اہانت کا نتیجہ:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

مَنِ اسْتَخَفَّ بِمُؤْمِنٍ ذِی شَیْبَةٍ اَرْسَلَ اللهُ اِلَیْهِ مَنْ یَسْتَخِفُّ بِهِ قَبْلَ مَوْتِهِ.

جو شخص کسی سفید ریش مسلمان کو حقیر سمجھے تو خدا کسی کو اس کے پاس اس طرح بھیجتا ہے تا کہ مرنے سے پہلے اسے حقیر سمجھا جائے۔[4]

۱۲۔ یتیم افراد

اسلام نے یتیم کے حقوق کی رعایت کی بڑی تاکید کی ہے۔

خداوند عالم قرآن مجید میں فرماتا ہے:

فَاَمَّا الْیَتِیْمَ فَلَا تَقْهَرْ.

---

[1] الکافی (ط-الاسلامیة)/ ج۲/ ۱۶۵/ باب اجلال الکبیر..... ص:۱۶۵

[2] الکافی (ط-الاسلامیة)/ ج۲/ ۶۵۸/ باب وجوب اجلال ذی الشیبة المسلم..... ص:۶۵۸

[3] الکافی (ط-الاسلامیة)/ ج۲/ ۶۵۸/ باب وجوب اجلال ذی الشیبة المسلم..... ص:۶۵۸

[4] الکافی (ط-الاسلامیة)/ ج۲/ ۶۵۸/ باب وجوب اجلال ذی الشیبة المسلم..... ص:۶۵۸

تم بھی یتیم پر ستم نہ کرنا۔ [1]

خداوند عالم قرآن مجید میں فرماتا ہے:

وَلَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْيَتِيْمِ اِلَّا بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ.

اور یتیم کے مال کے قریب بھی نہ جاؤ لیکن اس طریقہ پر کہ (اس کے حق میں) بہتر ہو۔ [2]

خداوند عالم قرآن مجید میں فرماتا ہے:

وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْيَتٰمٰى ؕ قُلْ اِصْلَاحٌ لَّهُمْ خَيْرٌ ؕ

اور تم سے لوگ یتیموں کے بارے میں پوچھتے ہیں تم (ان سے) کہہ دو کہ ان کی اصلاح (و درستی) بہتر ہے۔ [3]

یتیم نوازی:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

حَقَّ اللهُ عَزَّ وَ جَلَّ عَلَى بِرِّ الْيَتَامَى-لِانْقِطَاعِهِمْ عَنْ آبَائِهِمْ.

جو شخص یتیم کی حفاظت کرتا ہے خدا اس کی حفاظت کرتا ہے کیونکہ یتیم اپنے باپ سے جدا ہوتا ہے۔ [4]

حضرت علیہ السلام نے فرمایا:

اللهَ اللهَ فِي الْاَيْتَامِ فَلَا تُغِبُّوا اَفْوَاهَهُمْ وَلَا يَضِيعُوا بِحَضْرَتِكُمْ.

خدا کیلئے، خدا کے لئے یتیموں پر توجہ دیں ایسا نہ ہو کہ وہ بھوکے رہ جائیں اور تمہاری موجودگی میں تباہ ہو جائیں۔ [5]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

خَيْرُ بُيُوتِكُمْ بَيْتٌ فِيهِ يَتِيمٌ يُحْسَنُ اِلَيْهِ وَ شَرُّ بُيُوتِكُمْ بَيْتٌ يُسَاءُ اِلَيْهِ.

تمہارا بہترین گھر وہ گھر ہے جس میں یتیم سے نیکی کی جائے اور بدترین وہ گھر ہے جس میں یتیم سے برا سلوک ہو۔ [6]

پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یتیم نوازی:

عبداللہ بن جعفر کہتا ہے:

اَحْفَظُ حِينَ دَخَلَ رَسُولُ اللهِ عَلَى اُمِّي فَنَعَى اِلَيْهَا اَبِي وَ نَظَرْتُ اِلَيْهِ وَ هُوَ يَمْسَحُ عَلَى رَاْسِي وَ رَاْسِ

---

[1] سورۂ ضحیٰ: ۹

[2] سورۂ انعام: ۱۵۲، سورۂ اسراء: ۳۴

[3] سورۂ بقرہ: ۲۲۰

[4] التفسیر المنسوب الی الامام الحسن العسکری/ ۳۳۸/ [الحث علی رعایۃ حق قرابات ابوی الدین:]..... ص: ۳۳۳

[5] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۷/ ۵۱/ باب صدقات النبی ص و فاطمۃ والائمۃ ع ووصایاہم..... ص: ۴۷

[6] مستدرک الوسائل و مستنبط المسائل، ج ۳، ص: ۴۷۴

اَخِی وَ عَیْنَاہُ یُمْرِقَانِ الدُّمُوعَ حَتّٰی تَقَطَّرَ لِحْیَتُہُ ثُمَّ قَالَ اَللّٰھُمَّ اِنَّ جَعْفَراً قَدْ قَدِمَ اِلٰی حُسْنِ الثَّوَابِ فَاخْلُفْہُ فِی ذُرِّیَّتِہِ بِاَحْسَنِ مَا خَلَفْتَ اَحَداً مِنْ عِبَادِکَ فِی ذُرِّیَّتِہِ ثُمَّ اِنَّہُ ﷺ قَالَ یَا اَسْمَاءُ اَلَا اُبَشِّرُکِ قَالَتْ بَلٰی بِاَبِی اَنْتَ وَ اُمِّی قَالَ اِنَّ اللہَ عَزَّ وَ جَلَّ جَعَلَ لِجَعْفَرٍ جَنَاحَیْنِ یَطِیرُ بِہِمَا فِی الْجَنَّۃِ.

مجھے یاد ہے کہ جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میری والدہ کے پاس گئے تا کہ میرے والد کی شہادت کی خبر دیں۔ میں نے دیکھا کہ آپ نے میرے اور میرے بھائیوں کے سر پر ہاتھ پھیرا یا۔ ان کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے اور آپ کی داڑھی آنسوؤں سے بھیگ گئی۔

پھر فرمایا: خدایا! جعفر کو اجر عظیم عطا فرما۔ تم اس کے بچوں میں جانشین بنو تم اس کی اولاد میں سے جانشینی کے لائق ہو۔

پھر فرمایا: اے اسماء! کیا تجھے بشارت نہ دوں؟

انہوں نے کہا: میرے ماں باپ آپؐ پر قربان ہوں۔ ہاں!

آپ نے فرمایا: خدا نے جعفرؑ کو دو پر عطا کئے ہیں تا کہ ان سے جنت میں پرواز کر سکے۔ [1]

حضرت علی علیہ السلام کی یتیم نوازی:

روایت میں ہے کہ:

اجْتَازَ لَیْلَۃً عَلٰی امْرَاَۃٍ مِسْکِینَۃٍ لَھَا اَطْفَالٌ صِغَارٌ یَبْکُونَ مِنَ الْجُوعِ وَ ھِیَ تُشَاغِلُھُمْ وَ تُلْھِیھِمْ حَتّٰی یَنَامُوا وَ کَانَتْ قَدْ اَشْعَلَتْ نَاراً تَحْتَ قِدْرٍ فِیھَا مَاءٌ لَا غَیْرُ وَ اَوْھَمَتْھُمْ اَنَّ فِیھَا طَعَاماً تَطْبُخُہُ لَھُمْ فَعَرَفَ اَمِیرُ الْمُؤْمِنِینَ ﷺ حَالَھَا فَمَشٰی وَ مَعَہُ قَنْبَرٌ اِلٰی مَنْزِلِہِ فَاَخْرَجَ قَوْصَرَۃَ تَمْرٍ وَ جِرَابَ دَقِیقٍ وَ شَیْئاً مِنَ الشَّحْمِ وَ الْاَرْزِّ وَ الْخُبْزِ وَ حَمَلَہُ عَلٰی کَتِفِہِ الشَّرِیفِ فَطَلَبَ قَنْبَرٌ حَمْلَہُ فَلَمْ یَفْعَلْ فَلَمَّا وَصَلَ اِلٰی بَابِ الْمَرْاَۃِ اسْتَاْذَنَ عَلَیْھَا فَاَذِنَتْ لَہُ فِی الدُّخُولِ فَرَمٰی شَیْئاً مِنَ الْاَرْزِّ فِی الْقِدْرِ وَ مَعَہُ شَیْءٌ مِنَ الشَّحْمِ فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ نَضْجِہِ غَرَفَ لِلصِّغَارِ وَ اَمَرَھُمْ بِاَکْلِہِ فَلَمَّا شَبِعُوا اَخَذَ یَطُوفُ فِی الْبَیْتِ وَ یُبَعْبِعُ لَھُمْ فَاَخَذُوا فِی الضَّحِکِ فَلَمَّا خَرَجَ قَالَ لَہُ قَنْبَرٌ یَا مَوْلَایَ رَاَیْتُ اللَّیْلَۃَ شَیْئاً عَجِیباً قَدْ عَلِمْتُ سَبَبَ بَعْضِہِ وَ ھُوَ حَمْلُکَ الزَّادَ طَلَباً لِلثَّوَابِ اَمَّا طَوَافُکَ فِی الْبَیْتِ عَلٰی یَدَیْکَ وَ رِجْلَیْکَ وَ الْبَعْبَعَۃُ فَمَا اَدْرِی سَبَبَ ذٰلِکَ فَقَالَ ﷺ یَا قَنْبَرُ اِنِّی دَخَلْتُ عَلٰی ھٰؤُلَاءِ الْاَطْفَالِ وَ ھُمْ یَبْکُونَ مِنْ شِدَّۃِ الْجُوعِ فَاَحْبَبْتُ اَنْ اَخْرُجَ عَنْھُمْ وَ ھُمْ یَضْحَکُونَ مَعَ الشِّبَعِ فَلَمْ اَجِدْ سَبَباً سِوٰی مَا فَعَلْتُ.

ایک رات حضرت علی علیہ السلام ایک غریب عورت کے گھر کے قریب سے گزرے کہ جس کے چھوٹے چھوٹے بچے تھے وہ بھوک سے گریہ کر رہے تھے ان کی ماں انہیں لوریاں دے رہی تھی تا کہ وہ سو جائیں اس عورت کے چولہے پر ایک دیگچی رکھی

---

[1] مسکن الفؤاد عند فقد الاحبۃ والاولاد، ص: ۱۰۶

ہوئی تھی جس میں پانی کے علاوہ کچھ نہیں تھا تا کہ بچے دیکھ لیں کہ گھر میں کچھ پک رہا ہے۔ حضرت علی علیہ السلام جب اس کے حال سے باخبر ہوئے تو آپ نے اپنے غلام قنبر کو گھر بھیجا تا کہ کچھ کھجوریں، آٹے کا تھیلا، تھوڑا تیل، روٹی اور چاول گھر سے لے آئے۔ قنبر نے یہ سارا مال اپنی پیٹھ پر اٹھالایا اور مولا قنبر کے ساتھ اس عورت کے گھر آئے قنبر نے گھر میں داخل ہونے کی اجازت مانگی۔ گھر میں داخل ہو کر دیگچی میں کچھ تیل اور چاول ڈالے، پکنے کے بعد برتن میں ڈال کر بچوں کو کھلائے۔ ان کے سیر ہونے کے بعد مولا ان کے گھر میں ادھر ادھر چلنے اور بچوں کے ساتھ ہنسی مذاق کرنے لگے۔ بچے خوش ہو گئے۔ گھر سے نکلنے کے بعد قنبر نے آپ سے پوچھا: میرے آقا! اس طرح آپ کو دیکھ کر مجھے تعجب ہوا، اس کا راز مجھے معلوم نہیں۔ گھر میں ادھر ادھر چلنے کا کیا مقصد تھا؟ آپ نے فرمایا: اے قنبر! چونکہ گھر میں داخل ہوا تھا تو بچے سخت بھوک میں تھے۔ میں چاہتا تھا کہ بچے سیر ہو کر کھانا کھائیں اور ہنسیں اس کے علاوہ کوئی وجہ نہیں ہے۔ [1]

یتیم کا ادب کرنا:

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

اَدِّبِ الْیَتِیمَ مِمَّا تُؤَدِّبُ مِنْهُ وَلَدَكَ

یتیم کا اپنے بچوں کی مانند ادب کرو۔ [2]

یتیم کو پالنا:

امام باقر علیہ السلام نے فرمایا:

اَرْبَعٌ مَنْ كُنَّ فِیهِ بَنَی اللهُ لَهُ بَیْتاً فِی الْجَنَّةِ مَنْ آوَی الْیَتِیمَ وَ رَحِمَ الضَّعِیفَ وَ اَشْفَقَ عَلَی وَالِدَیْهِ وَ رَفَقَ بِمَمْلُوكِهِ.

جس شخص میں چار صفات ہوں وہ جنت میں جاتا ہے: (۱) جو یتیم کو پالنے کے لئے پناہ دیتا ہے، (۲) جو ضعیف پر رحم کرے، (۳) ماں سے مہربان ہو اور (۴) اپنے غلام سے اچھا سلوک کرتا ہو۔ [3]

مال یتیم کی حفاظت:

ارشاد رب العزت ہے:

وَابْتَلُوا الْیَتٰمٰی حَتّٰٓی اِذَا بَلَغُوا النِّكَاحَ ۚ فَاِنْ اٰنَسْتُمْ مِّنْهُمْ رُشْدًا فَادْفَعُوْٓا اِلَیْهِمْ اَمْوَالَهُمْ ۚ وَلَا تَاْكُلُوْهَآ اِسْرَافًا وَّبِدَارًا اَنْ یَّكْبَرُوْا ؕ وَمَنْ كَانَ غَنِیًّا فَلْیَسْتَعْفِفْ ۚ وَمَنْ كَانَ فَقِیْرًا فَلْیَاْكُلْ بِالْمَعْرُوْفِ ؕ فَاِذَا دَفَعْتُمْ اِلَیْهِمْ اَمْوَالَهُمْ فَاَشْهِدُوْا عَلَیْهِمْ ؕ وَكَفٰی بِاللّٰهِ حَسِیْبًا.

---

[1] کشف الیقین فی فضائل امیر المؤمنین علیہ السلام، النص، ص: ۱۱۵، ۱۱۶

[2] وسائل الشیعۃ/ ج ۲۱/ ۴۷۹/ ۸۵- باب انہ یجوز للانسان ان یؤدب الیتیم مما یؤدب ولدہ ویضربہ مما یضرب ولدہ..... ص: ۴۷۸

[3] ثواب الاعمال وعقاب الاعمال/ النص/ ۱۳۳/ ثواب ایواء الیتیم ورحمۃ الضعیف والشفقۃ علی الوالدین والبر بالمملوک..... ص: ۱۳۳

اور یتیموں کو کاروبار میں لگائے رہو یہاں تک کہ بیاہنے کے قابل ہوں پھر (اس وقت) تم انہیں (ایک مہینے کا خرچ ان کے ہاتھ سے کرا کے) اگر ہوشیار پاؤ تو ان کا مال ان کے حوالے کر دو اور (خبردار) ایسا نہ کرنا کہ اس خوف سے کہ کہیں یہ بڑے ہو جائیں گے فضول خرچی کر کے جھٹ پٹ ان کا مال چٹ کر جاؤ۔ اور جو (ولی یا سرپرست) دولت مند ہو تو وہ (مالِ یتیم اپنے صرف میں لانے سے) بچتا رہے۔ اور ہاں جو محتاج ہو وہ البتہ (واجبی واجبی) دستور کے مطابق کھا سکتا ہے۔ پس جب ان کا مال ان کے حوالے کرنے لگو تو لوگوں کو ان کا گواہ بنا لو اور (یوں تو) حساب لینے کو خدا کافی ہے۔[1]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

اِنْقِطَاعُ يُتْمِ الْيَتِيمِ بِالاحْتِلَامِ وَ هُوَ اَشُدُّهُ وَاِنِ احْتَلَمَ وَلَمْ يُؤْنَسْ مِنْهُ رُشْدٌ وَ كَانَ سَفِيهاً اَوْ ضَعِيفاً فَلْيُمْسِكْ عَنْهُ وَلِيُّهُ مَالَهُ.

یتیم کی یتیمی اس کے بالغ ہونے کے بعد ختم ہو جاتی ہے اگر اسے احتلام ہو لیکن اس کی رشد نہ ہو تو سمجھو وہ یا ضعیف ہے یا پاگل ہے۔ اس کے ولی پر ضروری ہے کہ اس کے مال کی حفاظت کرے۔[2]

ابوبصیر کہتا ہے:

هَذَا رَجُلٌ يَحْبِسُ نَفْسَهُ لِلْيَتِيمِ عَلَى حَرْثٍ اَوْ مَاشِيَةٍ وَ يَشْغَلُ فِيهَا نَفْسَهُ فَلْيَاْكُلْ مِنْهُ بِالْمَعْرُوفِ وَلَيْسَ لَهُ ذَلِكَ فِي الدَّنَانِيرِ وَ الدَّرَاهِمِ الَّتِي عِنْدَهُ مَوْضُوعَةٌ.

میں نے امام صادق علیہ السلام سے "وَمَنْ كَانَ غَنِيًّا فَلْيَسْتَعْفِفْ" (اور جو (ولی یا سرپرست) دولت مند ہو تو وہ (مالِ یتیم اپنے صرف میں لانے سے) بچتا رہے)[3] کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا: یہ آیت اس شخص کے بارے میں ہے جو اپنی زراعت وقف کرتا ہے یتیم کے لئے اور وہ ان امور میں مشغول ہے پس یتیم کے مال کو درست استعمال کرو اگر کسی یتیم کی نقد رقم تمہارے پاس ہے تو اسے خرچ کا حق نہیں رکھتا ہے۔[4]

یتیم نوازی کے آثار:

نرم دلی:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

.....وَ تَحَنَّنُوا عَلَى اَيْتَامِ النَّاسِ يُتَحَنَّنْ عَلَى اَيْتَامِكُمْ

---

[1] سورۂ نساء: ۴

[2] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۷ / ۶۸ / باب الوصی یدرک ایتامہ فیمتنعون من اخذ مالہم..... ص: ۶۸

[3] سورۂ نساء: ۶

[4] وسائل الشیعۃ/ ج ۱۷ / ۲۵۳ / ۷۲-باب انہ یجوز لقیم مال الیتیم والوصی ان یتناول منہ اجرۃ مثلہ مع الحاجۃ..... ص: ۲۵۰

.....لوگوں کو یتیموں پر مہربان ہونا چاہیے تا کہ وہ تمہارے یتیموں پر مہربان ہو۔[1]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ اَنْکَرَ مِنْکُمْ قَسَاوَةَ قَلْبِهِ فَلْیَدْنُ یَتِیماً فَیُلَاطِفُهُ وَ لْیَمْسَحْ رَاْسَهُ یَلِینُ قَلْبُهُ بِاِذْنِ اللهِ عَزَّ وَ جَلَّ فَاِنَّ لِلْیَتِیمِ حَقّاً.

تم میں سے جو شخص سنگ دلی کا شکار ہو گیا وہ اسے یتیم کے نزدیک ہو اور اس پر شفقت کرے اور اس کے سر پر ہاتھ پھیرے۔ ایسی صورت میں اس کا دل خدا کے حکم سے نرم ہو جائے گا پس یہ یتیم کا حق ہے۔[2]

ایک اور حدیث میں ارشاد فرمایا:

یُقْعِدُهُ عَلَی خِوَانِهِ وَ یَمْسَحُ رَاْسَهُ یَلِینُ قَلْبُهُ.

جب دسترخوان بچھایا تو یتیم کے سر پر شفقت کا ہاتھ پھیرے اس سے اس کا دل نرم پڑ جائے گا۔[3]

معزز ہونا:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

وَمَنْ اَکْرَمَهُمْ اَکْرَمَهُ اللهُ.

ہر وہ شخص جو یتیم کو عزت دے اللہ تعالیٰ اس کو عزت دیتا ہے۔[4]

جنت کا حقدار:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اِنَّ الْیَتِیمَ اِذَا بَکَی اهْتَزَّ لَهُ الْعَرْشُ فَیَقُولُ الرَّبُّ تَبَارَکَ وَ تَعَالَی مَنْ هَذَا الَّذِی اَبْکَی عَبْدِیَ الَّذِی اَسْلَبْتُهُ اَبَوَیْهِ فِی صِغَرِهِ فَوَ عِزَّتِی وَ جَلَالِی لَا یُسْکِتُهُ اَحَدٌ اِلَّا اَوْجَبْتُ لَهُ الْجَنَّةَ.

جب بھی یتیم روئے، اس کے لئے عرش الٰہی لرز جاتا ہے اور خدا فرماتا ہے کون ہے جس نے میرے بندے کے ساتھ ایسا سلوک کیا کہ وہ رو رہا ہے۔ میری عزت و جلال کی قسم! وہ اچھے سلوک کرنے والے کو جنت میں بھیجتا ہے۔[5]

اسی طرح فرمایا:

یَا عَلِیُّ! مَنْ کَفَی یَتِیماً فِی نَفَقَتِهِ بِمَالِهِ حَتَّی یَسْتَغْنِیَ وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ الْبَتَّةَ.

---

[1] الامالی (للصدوق)/ النص/ ۹۴/ المجلس العشرون

[2] من لایحضرہ الفقیہ/ ج۱/ ۱۸۸/ باب النوادر..... ص:۱۸۶

[3] من لایحضرہ الفقیہ/ ج۱/ ۱۸۸/ باب النوادر..... ص:۱۸۶

[4] التفسیر المنسوب الی الامام الحسن العسکری علیہ السلام/ ۳۳۸/ [الحث علی رعایۃ حق قرابات ابوی الدین:]..... ص:۳۳۳

[5] ثواب الاعمال وعقاب الاعمال/ النص/ ۲۰۰/ ثواب من سکت یتیما عند بکاۂ..... ص:۲۰۰

اے علیؑ! جو شخص اپنے مال سے یتیم کی ضرورت کو پورا کرتا ہے۔ اس پر جنت واجب ہو جاتی ہے۔ [1]

نیز فرمایا:

مَنْ ضَمَّ يَتِيماً بَيْنَ اَبَوَيْنِ مُسْلِمَيْنِ حَتَّى يَسْتَغْنِيَ - فَقَدْ وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ الْبَتَّةَ.

جو شخص یتیم کو اپنے خاندان کے ساتھ ملا لیتا ہے اور خاندان کا فرد شمار ہو تو اس پر جنت واجب ہے۔ [2]

جنت کا بہترین کمرہ:

امام باقر علیہ السلام نے فرمایا:

اَرْبَعٌ مَنْ كُنَّ فِيهِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ اَسْكَنَهُ اللهُ فِي اَعْلَى عِلِّيِّينَ فِي غُرَفٍ فَوْقَ غُرَفٍ فِي مَحَلِّ الشَّرَفِ كُلِّ الشَّرَفِ مَنْ آوَى الْيَتِيمَ وَ نَظَرَ لَهُ فَكَانَ لَهُ اَباً رَحِيماً.

چار چیزیں ایسی ہیں کہ اگر ان میں سے ایک بھی کسی مومن میں پائی جاتی ہو تو خدا اس کے درجات بلند کرتا ہے اور جنت میں بہترین کمرہ عطا کرتا ہے۔ جو شخص یتیم کو پناہ دیتا ہے اور اس پر توجہ دے اور اس کے لئے مہربان کی مانند ہو۔ [3]

یتیم کی پرورش کا ثواب:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ عَالَ ثَلَاثَةً مِنَ الْاَيْتَامِ كَانَ كَمَنْ قَامَ لَيْلَهُ وَ صَامَ نَهَارَهُ وَ غَدَا وَ رَاحَ شَاهِراً سَيْفَهُ فِي سَبِيلِ اللهِ وَ كُنْتُ اَنَا وَ هُوَ فِي الْجَنَّةِ اَخَوَيْنِ.

جو شخص تین یتیموں کی سرپرستی کرتا ہے وہ اس کی مانند ہے کہ جو رات کو عبادت کرتا ہو اور دن کو روزہ رکھتا ہو اور اس شخص کی مانند ہے کہ جو راہ خدا میں تلوار سے جہاد کرتا ہے۔ [4]

یتیم سے محبت کا ثواب:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ مَسَحَ يَدَهُ عَلَى رَاْسِ يَتِيمٍ تَرَحُّماً لَهُ كَتَبَ اللهُ لَهُ بِكُلِّ شَعْرَةٍ مَرَّتْ عَلَيْهِ يَدُهُ حَسَنَةً وَ اِنْ وَجَدْتَهُ بَاكِياً فَسَكِّتْهُ بِلُطْفٍ وَ رِفْقٍ.

جو شخص اپنے ہاتھ کو شفقت کے ساتھ یتیم کے سر پر پھیرتا ہے خدا اس کے سر کے ہر بال کے برابر اُسے نیکیاں عطا فرماتا ہے، اگر اسے روتے ہوئے دیکھو تو اسے آنسو پونچھو اور اس کے ساتھ شفقت سے پیش آؤ۔ [5]

---

[1] من لایحضرہ الفقیہ/ ج ۴/ ۳۷۲/ باب النوادر وہو آخر ابواب الکتاب..... ص: ۳۵۲

[2] مشکاۃ الانوار فی غرر الاخبار/ النص/ ۱۶۷/ الفصل السادس عشر فی ذکر الایتام..... ص: ۱۶۷

[3] الامالی (للمفید)/ النص/ ۱۶۷/ المجلس الحادی والعشرون

[4] کنز العمال؛ ج ۱۵، ص ۱۷۷

[5] بحار الانوار (ط- بیروت)/ ج ۷۹/ ۸۰/ باب ۱۶ التعزیۃ والماتم وآدابہما واحکامہا..... ص: ۷۱

اسی طرح فرمایا:

يَا عَلِيُّ مَنْ مَسَحَ يَدَهُ عَلَى رَأْسِ يَتِيمٍ تَرَحُّماً لَهُ أَعْطَاهُ اللهُ عَزَّ وَ جَلَّ بِكُلِّ شَعْرَةٍ نُوراً يَوْمَ الْقِيَامَةِ.

اے علیؑ! جو کوئی اپنا ہاتھ شفقت کے ساتھ یتیم کے سر پر پھیرتا ہے خدا اسے ہر بال کے برابر روز قیامت نور عطا فرمائے گا۔[1]

یتیم کو تکلیف دینے کا انجام:

خداوند قرآن مجید میں فرماتا ہے:

إِنَّ الَّذِينَ يَأْكُلُونَ أَمْوَالَ الْيَتٰمٰى ظُلْمًا إِنَّمَا يَأْكُلُونَ فِي بُطُونِهِمْ نَارًا ۖ وَسَيَصْلَوْنَ سَعِيرًا.

جو لوگ یتیموں کے مال ناحق چٹ کر جایا کرتے ہیں وہ اپنے پیٹ میں بس انگارے بھرتے ہیں اور عنقریب جہنم واصل ہوں گے۔[2]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

لَمَّا أُسْرِيَ بِي إِلَى السَّمَاءِ رَأَيْتُ قَوْماً تُقْذَفُ فِي أَجْوَافِهِمُ النَّارُ- وَ تَخْرُجُ مِنْ أَدْبَارِهِمْ فَقُلْتُ مَنْ هَؤُلَاءِ يَا جَبْرَئِيلُ فَقَالَ هَؤُلَاءِ الَّذِينَ يَأْكُلُونَ أَمْوَالَ الْيَتَامَى ظُلْماً.

جب میں معراج پر گیا تو ایک ایسے گروہ کو دیکھا کہ جن کے شکم میں آگ ڈالی جا رہی تھی اور ان کی پشت سے نکل رہی تھی۔

میں نے پوچھا: اے جبرائیل! یہ کون لوگ ہیں؟

جبرائیلؑ نے بتایا: یہ وہ لوگ ہیں جو یتیموں کا مال ظلم سے کھاتے تھے۔[3]

امام باقر علیہ السلام نے فرمایا:

إِنَّ اللهَ أَوْعَدَ فِي أَكْلِ مَالِ الْيَتِيمِ عُقُوبَتَيْنِ عُقُوبَةً فِي الدُّنْيَا وَ عُقُوبَةً فِي الْآخِرَةِ.

بے شک خدا نے یتیم کے مال کو کھانے کے لئے دو عذاب دیئے ہیں۔ دنیا اور آخرت میں عذاب۔[4]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

إِنَّ فِي كِتَابِ عَلِيٍّ عليه السلام أَنَّ آكِلَ مَالِ الْيَتِيمِ سَيُدْرِكُهُ ذَلِكَ فِي عَقِبِهِ مِنْ بَعْدِهِ فِي الدُّنْيَا وَ يَلْحَقُهُ وَبَالُ ذَلِكَ فِي الْآخِرَةِ.

---

[1] من لایحضرہ الفقیہ/ ج ۴/ ۳۷۲/ باب النوادر وہو آخر ابواب الکتاب..... ص: ۳۵۲

[2] سورۂ نساء: ۱۰

[3] وسائل الشیعۃ/ ج ۱۷/ ۲۴۸/ ۷۰- باب تحریم اکل مال الیتیم ظلما..... ص: ۲۴۴

[4] من لایحضرہ الفقیہ/ ج ۳/ ۵۶۵/ باب معرفۃ الکبائر التی اوعد اللہ عز وجل علیہا النار..... ص: ۵۶۱

حضرت علی علیہ السلام کی کتاب میں ملتا ہے کہ جو شخص یتیم کا مال کھاتا ہے اسے دنیا اور اس کے بعد اس کی اولاد کو عذاب پہنچتا ہے۔[1]

یتیموں کی سرپرستی:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

وَ اَشَدُّ مِنْ یُتْمِ هٰذَا الْیَتِیمِ، یَتِیمٌ [یَنْقَطِعُ] عَنْ اِمَامِهِ لَا یَقْدِرُ عَلَی الْوُصُولِ اِلَیْهِ، وَلَا یَدْرِی کَیْفَ حُکْمُهُ فِیمَا یُبْتَلَی بِهِ مِنْ شَرَائِعِ دِینِهِ.

اَلَا فَمَنْ کَانَ مِنْ شِیعَتِنَا عَالِماً بِعُلُومِنَا، وَ هٰذَا الْجَاهِلُ بِشَرِیعَتِنَا- الْمُنْقَطِعُ عَنْ مُشَاهَدَتِنَا یَتِیمٌ فِی حِجْرِهِ.

اَلَا فَمَنْ هَدَاهُ وَ اَرْشَدَهُ وَ عَلَّمَهُ شَرِیعَتَنَا- کَانَ مَعَنَا فِی الرَّفِیقِ الْاَعْلَی.

اپنے باپ سے محروم ہونا یتیمی ہے لیکن اس سے بھی سخت یتیمی اپنے امام سے جدا ہونا ہے اور وہ بھی ایسی جدائی جس میں امام تک رسائی بھی نہ ہو۔

آگاہ رہو! جو فرد آنے والے کل میں ہماری شریعت سے محروم ہے وہ ہمارے دیدار سے بھی محروم ہے۔

آگاہ رہو! جو یتیم کی ہدایت و رہنمائی کرتا ہے اسے ہماری شریعت کو یاد کرنا چاہیے۔ ایسی صورت میں اس کا مقام اعلیٰ و ارفع ہوگا۔[2]

۱۳۔ فقیر لوگ

غریب لوگوں پر بھی توجہ دینے کی تاکید کی گئی ہے۔ خداوند عالم ان کے بارے میں قرآن میں تاکید فرماتا ہے۔ یتیم کی خدمت کرنے والے کو دنیا و آخرت میں ثواب ملتا ہے۔ لوگوں کو اپنے مال کا کچھ حصہ صدقات واجب و مستحب میں سے ان غریبوں کے لئے مختص کرنا چاہئے۔

خدا فرماتا ہے:

اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَاءِ.

---

[1] وسائل الشیعۃ/ ج ۱۷/ ۲۴۷/ ۷۰- باب تحریم اکل مال الیتیم ظلما..... ص: ۲۴۴

[2] التفسیر المنسوب الی الامام الحسن العسکری علیہ السلام، ص: ۳۳۹

صدقات فقیروں اور مسکینوں کے لئے ہیں۔[1]

دوسری آیت میں ہے:

اِنۡ تُبۡدُوا الصَّدَقٰتِ فَنِعِمَّا هِیَ ۚ وَاِنۡ تُخۡفُوۡهَا وَتُؤۡتُوۡهَا الۡفُقَرَآءَ فَهُوَ خَیۡرٌ لَّكُمۡ ؕ وَیُكَفِّرُ عَنۡكُمۡ مِّنۡ سَیِّاٰتِكُمۡ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ خَبِیۡرٌ.

اگر خیرات کو ظاہر میں دو تو یہ (ظاہر کر کے دینا) بھی اچھا ہے۔ اور اگر اس کو چھپاؤ اور حاجت مندوں کو دو تو یہ (چھپا کر دینا) تمہارے حق میں زیادہ بہتر ہے۔ اور (ایسے دینے کو) خدا تمہارے گناہوں کا کفارہ کر دے گا۔ اور جو کچھ تم کرتے ہو خدا اس سے خبردار ہے۔[2]

اس کے برعکس غریبوں کے حقوق پر توجہ نہ دینا عذاب الٰہی کا سبب ہے۔ خداوند عالم فرماتا ہے:

اِنَّا بَلَوۡنٰهُمۡ كَمَا بَلَوۡنَاۤ اَصۡحٰبَ الۡجَنَّةِ ۚ اِذۡ اَقۡسَمُوۡا لَیَصۡرِمُنَّهَا مُصۡبِحِیۡنَ ۙ﴿۱۷﴾ وَلَا یَسۡتَثۡنُوۡنَ ﴿۱۸﴾ فَطَافَ عَلَیۡهَا طَآئِفٌ مِّنۡ رَّبِّكَ وَهُمۡ نَآئِمُوۡنَ ﴿۱۹﴾ فَاَصۡبَحَتۡ كَالصَّرِیۡمِ ۙ﴿۲۰﴾

جس طرح ہم نے ایک باغ والوں کا امتحان لیا تھا اسی طرح ان کا امتحان لیا جب انہوں نے قسمیں کھا کھا کر کہا کہ صبح ہوتے ہم اس کا میوہ ضرور توڑ ڈالیں گے اور ان شاء اللہ نہ کہا تو یہ لوگ پڑے سو رہے تھے کہ تمہارے پروردگار کی طرف سے (راتوں رات) ایک بلا چکر لگا گئی تو وہ (سارا باغ جل کر) ایسا ہو گیا جیسے بہت کالی رات۔[3]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنۡ وَاسَی الۡفَقِیۡرَ وَ اَنۡصَفَ النَّاسَ مِنۡ نَفۡسِهٖ فَذٰلِكَ الۡمُؤۡمِنُ حَقّاً.

جو شخص فقیر کے ساتھ برابری کا سلوک کرتا ہے اور لوگوں کے ساتھ انصاف کرتا ہے وہ حقیقی مومن ہے۔[4]

ابو اسماعیل کہتا ہے:

جُعِلۡتُ فِدَاكَ اِنَّ الشِّیۡعَةَ عِنۡدَنَا كَثِیۡرٌ فَقَالَ فَهَلۡ یَعۡطِفُ الۡغَنِیُّ عَلَی الۡفَقِیۡرِ وَ هَلۡ یَتَجَاوَزُ الۡمُحۡسِنُ عَنِ الۡمُسِیۡءِ وَ یَتَوَاسَوۡنَ فَقُلۡتُ لَا فَقَالَ لَیۡسَ هَؤُلَاءِ شِیۡعَةً- الشِّیۡعَةُ مَنۡ یَفۡعَلُ هٰذَا.

میں نے امام باقر علیہ السلام سے کہا: میں قربان جاؤں۔ ہمارے ہاں شیعہ بہت ہیں۔

آپ نے پوچھا: کیا ثروت مند فقیروں کا خیال رکھتے ہیں؟ کیا وہ نیک لوگ ہیں؟ کیا عدل و انصاف کرنے والے ہیں؟

میں نے کہا: نہیں!

---

[1] سورۂ توبہ: ۶۰

[2] سورۂ بقرہ: ۲۷۱

[3] سورۂ قلم: ۱۷۔۲۰

[4] الخصال/ ج ۱/ ۴۷/ من کان فیہ خصلتان فہو مؤمن حقا..... ص: ۴۷

آپ نے فرمایا: وہ شیعہ نہیں ہیں۔ شیعہ وہ ہیں جن یہ صفات ہوں۔ [1]

فقیروں سے محبت:

ایک روایت کے مطابق خدا تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نصیحت کی اور فرمایا:

يَا عِيسَى! تَزَيَّنْ بِالدِّينِ وَ حُبِّ الْمَسَاكِينِ.

اے عیسیٰؑ! اپنے آپ دیندار بنو اور مساکین کو اذیت نہ دو۔ [2]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اَلْقُرْبَةُ اِلَى اللهِ حُبُّ الْمَسَاكِينِ وَ الدُّنُوُّ مِنْهُمْ.

قرب الٰہی مساکین کی محبت سے حاصل ہوتا ہے۔ [3]

امام سجاد علیہ السلام نے فرمایا:

اَللّٰهُمَّ حَبِّبْ اِلَيَّ صُحْبَةَ الْفُقَرَاءِ، وَ اَعِنِّي عَلَى صُحْبَتِهِمْ بِحُسْنِ الصَّبْرِ.

خدایا! مجھے فقیروں کے ساتھ رہنے کے لئے محبوب بنا اور مجھے اپنے پڑوسیوں سے نیکی کرنے کی توفیق عطا فرما۔ [4]

انفاق کرنے والے کا بابرکت ہاتھ:

روایت میں ہے کہ:

جب بھی انفاق کرو تو اپنے ہاتھ کا بوسہ لیا کرو کیونکہ صدقہ پہلے خدا کے ہاتھ پر جاتا ہے اور پھر فقیر کے ہاتھ پر۔ بے شک صدقات خدا تعالیٰ خود لیتا ہے۔

فقیروں کی مدد کا ثواب:

آخرت میں خوشی:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اِذَا نَاوَلْتُمُ السَّائِلَ فَلْيَرُدَّ الَّذِي يُنَاوِلُهُ يَدَهُ اِلَى فِيهِ فَيُقَبِّلُهَا فَاِنَّ اللهَ عَزَّ وَ جَلَّ يَأْخُذُهَا قَبْلَ

---

[1] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۲ / ۱۷۳ / باب حق المؤمن علی اخیہ وادائہ حقہ..... ص:۱۶۹

[2] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۸ / ۱۳۵ / حدیث عیسی ابن مریم ع..... ص:۱۳۱

[3] روضۃ الواعظین وبصیرۃ المتعظین (ط-القدیمۃ)/ ج ۲ / ۴۵۷ / مجلس فی ذکر فضل الفقر والقوت وما اشبہ ذلک..... ص:۴۵۳

[4] الصحیفۃ السجادیۃ/ ۱۳۸ / (۳۰) (وکان من دعاءہ علیہ السلام فی المعونۃ علی قضاء الدین:)

اَنْ تَقَعَ فِي يَدِ السَّائِلِ- فَإِنَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ يَأْخُذُ الصَّدَقاتِ.[1]

ہر چیز حاصل کرنے کا کوئی نہ کوئی طریقہ ہوتا ہے۔ آخرت کی خوشی کے لئے چار صفات ہیں۔ یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرنا، بیوہ عورتوں پر توجہ، مومنین کی حاجات پوری کرنا، اور غریبوں و مساکین کی مدد کرنا۔[2]

آخرت کی شادمانی:

لِكُلِّ شَيْءٍ حِيلَةٌ وَ حِيلَةُ السُّرُورِ فِي الْآخِرَةِ أَرْبَعُ خِصَالٍ مَسْحُ رُءُوسِ الْيَتَامَى وَ التَّعَطُّفُ عَلَى الْأَرَامِلِ وَ السَّعْيُ فِي حَوَائِجِ الْمُؤْمِنِينَ وَ التَّفَقُّدُ لِلْفُقَرَاءِ وَ الْمَسَاكِينِ.

ہر شے کے لئے ایک ذریعہ ہوتا ہے اور آخرت کے سرور کا ذریعہ ہے چار خصلتوں میں (۱) یتیموں کے سر پر ہاتھ رکھنا (۲) بیگان کے حال پر توجہ کرنا (۳) مومنین کی حوائج پوری کرنے کی کوشش کرنا (۴) تہی دست اور فقیروں کی مدد کرنا۔[3]

فرشتوں کی قیامت تک استغفار:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

مَنْ كَسَا أَحَداً مِنْ فُقَرَاءِ الْمُسْلِمِينَ ثَوْباً مِنْ عُرْيٍ أَوْ أَعَانَهُ بِشَيْءٍ مِمَّا يَقُوتُهُ مِنْ مَعِيشَتِهِ وَكَّلَ اللهُ عَزَّ وَ جَلَّ بِهِ سَبْعِينَ أَلْفَ مَلَكٍ مِنَ الْمَلَائِكَةِ يَسْتَغْفِرُونَ لِكُلِّ ذَنْبٍ عَمِلَهُ إِلَى أَنْ يُنْفَخَ فِي الصُّورِ.

جو کوئی کسی بے لباس مسلمان کو لباس دے یا کسی مشکل میں اس کی مالی مدد کرے خداوند عالم ملائکہ میں سے سات ہزار فرشتے اس پر مامور کرتا ہے جو اس کے لئے مغفرت کرتے ہیں یہاں تک کہ صور پھونکا جائے۔[4]

جنتی پانی اور کھانے:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ أَطْعَمَ مُؤْمِناً مِنْ جُوعٍ أَطْعَمَهُ اللهُ مِنْ ثِمَارِ الْجَنَّةِ وَ مَنْ سَقَى مُؤْمِناً مِنْ ظَمَإٍ سَقَاهُ اللهُ مِنَ الرَّحِيقِ الْمَخْتُومِ.

جو شخص بھوکے مسلمان کو کھانا کھلاتا ہے خدا اسے جنت کے پھل عطا کرتا ہے۔ جو شخص اسے پیاسی حالت میں پانی پلاتا ہے خدا اسے شراب رحیق سے سیراب کرے گا۔[5]

---

[1] آخری دو الفاظ سورۂ توبہ: ۱۰۴

[2] عدۃ الداعی ونجاح الساعی/ ۶۸/ القسم السادس مایرجع الی الفعل..... ص:۶۶

[3] بحار الانوار (ط-بیروت)/ ج ۸/ ۱۴۴/ باب ۱۲۳ الجنۃ ونعیمہا رزقنا اللہ وسائر المؤمنین حورہا وقصورہا وجورہا وسرورہا..... ص:۱۷

[4] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۲/ ۲۰۵/ باب من کسا مؤمنا..... ص:۲۰۴

[5] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۲/ ۲۰۱/ باب اطعام المؤمن..... ص:۲۰۰

رضایت الٰہی:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ اَکْرَمَ فَقِیراً مُسْلِماً لَقِیَ اللهَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ وَ هُوَ عَنْهُ رَاضٍ.

جو شخص کسی تنگ دست کی مدد کرتا ہے اور اس کا اکرام کرتا ہے اللہ اس سے راضی ہوتا ہے۔[1]

فقیروں کی شفاعت:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

اِذَا کَانَ یَوْمُ الْقِیَامَةِ اَمَرَ اللهُ عَزَّ وَ جَلَّ مُنَادِیاً یُنَادِی اَیْنَ الْفُقَرَاءُ ..... ثُمَّ یَقُولُ لَهُمُ انْظُرُوا وَ تَصَفَّحُوا وُجُوهَ النَّاسِ فَمَنْ اَتَی اِلَیْکُمْ مَعْرُوفاً فَخُذُوا بِیَدِهِ وَ اَدْخِلُوهُ الْجَنَّةَ.

خدا کی طرف ایک منادی ندا دے گا۔ تنگ دست لوگ کہاں ہیں۔ اس وقت ان سے فرمائے گا دیکھو اور لوگوں کے چہرے کی شناخت کرو جن افراد نے تمہاری مدد کی تھی اس کا ہاتھ پکڑو اور جنت لے جاؤ۔[2]

فقیروں کی دعا قبول ہوتی ہے:

صدقات میں واجبات کی ادائیگی ضروری ہے۔ اس لئے امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: ہر وہ چیز جس کو خدا نے واجب کیا ہے اسے پنہاں کرنے سے آشکار کرنا بہتر ہے۔[3]

روایت میں ہے کہ:

عَنْ اَبِی عَبْدِ اللهِ علیہ السلام فِی قَوْلِ اللهِ عَزَّ وَ جَلَّ وَ اِنْ تُخْفُوهَا وَ تُؤْتُوهَا الْفُقَرَاءَ فَهُوَ خَیْرٌ لَکُمْ فَقَالَ هِیَ سِوَی الزَّکَاةِ اِنَّ الزَّکَاةَ عَلَانِیَةٌ غَیْرُ سِرٍّ.

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ خدا کا یہ کلام ہے:

وَاِنْ تُخْفُوْهَا وَتُؤْتُوْهَا الْفُقَرَآءَ فَهُوَ خَیْرٌ لَّکُمْ ط [4]

اور اگر اس کو چھپاؤ اور حاجت مندوں کو دو تو یہ (چھپا کر دینا) تمہارے حق میں زیادہ بہتر ہے۔

پھر فرمایا: یہ صدقات زکات کے علاوہ ہیں کیونکہ زکات ظاہر کر کے دی جاتی ہے نہ کہ چھپا کر۔[5]

---

[1] من لایحضرہ الفقیہ/ ج ۴ / ۱۳ / باب ذکر جمل من مناہی النبی ص..... ص: ۳

[2] ثواب الاعمال وعقاب الاعمال/ النص/ ۱۸۳ / ثواب الفقراء واصطناع المعروف الیہم ..... ص: ۱۸۳

[3] اَدْعَوَةُ السَّائِلِ الْفَقِیرِ لَا تُرَدُّ. (وسائل الشیعۃ/ ج ۹ / ۴۲۵ / ۲۵ - باب استحباب التماس الدعاء من السائل..... ص: ۴۲۴)

[4] سورۂ بقرہ: ۲۷۱

[5] الکافی (ط - الاسلامیۃ)/ ج ۳ / ۵۰۲ / باب فرض الزکاۃ وما یجب فی المال من الحقوق..... ص: ۴۹۶

فقیر پر توجہ نہ دینے کے آثار:

غضب الٰہی:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

مَنْ لَقِیَ فَقِیراً مُسْلِماً فَسَلَّمَ عَلَیْهِ خِلَافَ سَلَامِهِ عَلَی الْاَغْنِیَاءِ لَقِیَ اللهَ عَزَّ وَ جَلَّ یَوْمَ الْقِیَامَةِ وَ هُوَ عَلَیْهِ غَضْبَانُ.

جب کسی مسلمان فقیر سے ملاقات کرو اور دوسروں سے مختلف سلام کرو تو خدا غضب کی حالت میں ملاقات کرے گا۔ [1]

امام صادق علیہ السلام نے عبداللہ بن جندب سے فرمایا:

وَ مَا عَذَّبَ اللهُ اُمَّةً اِلَّا عِنْدَ اسْتِهَانَتِهِمْ بِحُقُوقِ فُقَرَاءِ اِخْوَانِهِمْ.

خداوند قدوس نے ہرگز کسی امت پر عذاب نازل نہیں کیا مگر تہی دست برادران کے حقوق چھین لینے والوں کی بنا پر۔ [2]

فقیروں کی شکایت:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

وَیْلٌ لِلْاَغْنِیَاءِ مِنَ الْفُقَرَاءِ یَوْمَ الْقِیَامَةِ یَقُولُونَ رَبَّنَا ظَلَمُونَا حُقُوقَنَا الَّتِی فَرَضْتَ عَلَیْهِمْ فِی اَمْوَالِهِمْ.

ثروت مند افراد پر افسوس کہ فقیروں پر توجہ نہیں کرتے۔ یہ روز قیامت کہیں گے پروردگارا! جو حقوق تو نے ان کے مال میں واجب کئے تھے انہوں نے ہم پر ستم کیا۔ [3]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

جَاءَ رَجُلٌ مُوسِرٌ اِلَی رَسُولِ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نَقِیُّ الثَّوْبِ فَجَلَسَ اِلَی رَسُولِ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فَجَاءَ رَجُلٌ مُعْسِرٌ دَرِنُ الثَّوْبِ فَجَلَسَ اِلَی جَنْبِ الْمُوسِرِ فَقَبَضَ الْمُوسِرُ ثِیَابَهُ مِنْ تَحْتِ فَخِذَیْهِ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اَخِفْتَ اَنْ یَمَسَّكَ مِنْ فَقْرِهِ شَیْءٌ قَالَ لَا قَالَ فَخِفْتَ اَنْ یُصِیبَهُ مِنْ غِنَاكَ شَیْءٌ قَالَ لَا قَالَ فَخِفْتَ اَنْ یُوَسِّخَ ثِیَابَكَ قَالَ لَا قَالَ فَمَا حَمَلَكَ عَلَی مَا صَنَعْتَ فَقَالَ یَا رَسُولَ اللهِ اِنَّ لِی قَرِیناً یُزَیِّنُ لِی

---

[1] عیون اخبار الرضا علیہ السلام/ ج ۲/ ۵۲/ ۳۱ باب فیما جاء عن الرضا ع من الاخبار المجموعۃ..... ص: ۲۴

[2] تحف العقول/ النص/ ۳۰۳/ وصیۃ ع لعبداللہ بن جندب..... ص: ۳۰۱

[3] ارشاد القلوب الی الصواب (للدیلمی)/ ج ۱/ ۳۶/ الباب الخامس فی التخویف والترہیب..... ص: ۳۱

كُلُّ قَبِيحٍ وَيُقَبِّحُ لِي كُلَّ حَسَنٍ وَقَدْ جَعَلْتُ لَهُ نِصْفَ مَالِي فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لِلْمُعْسِرِ أَتَقْبَلُ قَالَ لَا فَقَالَ لَهُ الرَّجُلُ وَلِمَ قَالَ أَخَافُ أَنْ يَدْخُلَنِي مَا دَخَلَكَ.

ایک ثروت مند شخص صاف ستھرے لباس میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ کے ایک طرف بیٹھ گیا۔ پھر ایک فقیر میلے لباس میں آیا جو اس امیر آدمی کے ساتھ بیٹھ گیا اس امیر آدمی نے اپنے لباس کو اکٹھا کر لیا۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے پوچھا: کیا تو اس کے فقر سے ڈر گیا ہے۔ تجھے فقر نہ لگ جائے۔

اس نے کہا: نہیں۔

آپؐ نے پوچھا: کیا تو اس لئے ڈرا ہے کہ تیرے مال میں سے کچھ اس کے ہاتھ لگ جائے گا۔

کہا: نہیں۔

آپ نے پوچھا: کیا تو اس لئے ڈرا ہے کہ میل تیرے لباس پر نہ لگ جائے۔

اس نے کہا: نہیں۔

آپ نے پوچھا: پھر کس چیز نے تجھے اس عمل کا حکم دیا ہے۔

اس نے کہا: اے اللہ کے رسولؐ! شیطان میرے ہمراہ ہے گناہ کو میرے سامنے خوبصورت دکھایا اور نیکی کو برا دکھایا ہے۔ میں اپنا آدھا مال اس فقیر کے لئے قرار دیتا ہوں۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فقیر سے پوچھا: کیا تم اس کا مال قبول کرتے ہو؟

فقیر نے جواب دیا: نہیں۔

امیر شخص نے اس سے پوچھا: کیوں؟

اس نے کہا: میں اس سے ڈرتا ہوں کہ جو چیز تیرے اندر ہے وہ کہیں میرے اندر نہ آجائے۔[1]

قیامت میں ذلت:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

وَ مَنْ بَغَى عَلَى فَقِيرٍ أَوْ تَطَاوَلَ عَلَيْهِ وَ اسْتَحْقَرَهُ اسْتَحْقَرَهُ اللهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِثْلَ الذَّرَّةِ فِي صُورَةِ رَجُلٍ حَتَّى يَدْخُلَ النَّارَ.

جو شخص کسی فقیر پر ظلم کرتا ہے یا اپنا اس پر فخر کرتا ہے یا اسے حقیر سمجھتا ہوں۔ قیامت کے دن وہ چیونٹی کی حالت میں داخل ہوگا اور دوزخ کی آگ میں جلے گا۔[2]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

وَ مَنْ حَقَّرَ مُؤْمِناً فَقِيراً أَوِ اسْتَخَفَّ بِهِ- وَ احْتَقَرَهُ لِقِلَّةِ ذَاتِ يَدِهِ وَ فَقْرِهِ شَهَرَهُ اللهُ يَوْمَ

---

[1] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۲/ ۲۶۲/ باب فضل فقراء المسلمین..... ص:۲۶۰

[2] ثواب الاعمال وعقاب الاعمال/ النص/ ۲۸۴/ عقاب مجمع عقوبات الاعمال..... ص:۲۸۰

الْقِيَامَةِ عَلَى رُءُوسِ الْخَلَائِقِ- وَ حَقَّرَهُ وَ لَا يَزَالُ مَاقِتاً لَهُ.

جو شخص کسی مومن تنگ دست کو حقیر سمجھتا ہے اور اسے ذلیل سمجھتا ہے۔ خدا روز قیامت اسے اپنی تمام مخلوق کے سامنے رسوا کرے گا اور ایسی حقارت اس کا مقدر کرے گا جو اس سے کبھی جدا نہ ہوگی۔[1]

کعبہ کو گرانے کا گناہ:

حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا:

مَنْ آذَى مُؤْمِناً فَقِيراً بِغَيْرِ حَقٍّ فَكَأَنَّمَا هَدَمَ مَكَّةَ عَشْرَ مَرَّاتٍ وَ الْبَيْتَ الْمَعْمُورَ وَ كَأَنَّمَا قَتَلَ أَلْفَ مَلَكٍ مِنَ الْمُقَرَّبِينَ.

جو شخص کسی مومن فقیر کو ناحق تکلیف دیتا ہے اس نے گویا دس بار مکہ و بیت مامور کو تباہ کیا ہے اور گویا اس نے ہزار مقرب فرشتے قتل کئے ہیں۔[2]

نفرین میں گرفتار:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اِتَّقُوْا دَعْوَةَ الْمُعْسَرِ.

نفرین میں گرفتار ہونے سے بچو۔[3]

نفاق کی نشانی:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

لَعَنَ اللهُ مَنْ أَكْرَمَ الْغَنِيَّ لِغِنَاهُ وَ لَعَنَ اللهُ مَنْ أَهَانَ الْفَقِيرَ لِفَقْرِهِ وَ لَا يَفْعَلُ هَذَا إِلَّا مُنَافِقٌ.

خدا کی نفرین اس شخص پر ہے کہ جو ثروت مند شخص کی خوشامد کرتا ہے خدا کی نفرین اس پر ہے جو فقیروں کی اہانت کرتا ہو ان کے فقر کی بنا پر یہ کام کوئی نہیں کرتا مگر منافق۔[4]

عدم قبولیت دعا:

حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

وَ مَنْ أَكْرَمَ الْغَنِيَّ لِغِنَاهُ وَ أَهَانَ الْفَقِيرَ لِفَقْرِهِ سُمِّيَ فِي السَّمَاوَاتِ عَدُوَّ اللهِ وَ عَدُوَّ الْأَنْبِيَاءِ لَا يُسْتَجَابُ لَهُ دَعْوَةٌ وَ لَا يُقْضَى لَهُ حَاجَةٌ.

ہر وہ شخص جو تونگری کی بنا پر خود کو باعزت اور فقیر کو فقر کی بنا پر ذلیل سمجھے اور اس کی اہانت کرے اسے زیر آسمان دشمن

---

[1] عدۃ الداعی ونجاح الساعی/۱۹۱ /فصل..... ص:۱۸۶

[2] ارشاد القلوب الی الصواب (للدیلمی)/ ج۱ / ۱۹۴ / الباب الثانی والخمسون فی احادیث منتخبۃ..... ص:۱۸۷

[3] کنز العمال؛ ج۶۲،ص ۲۲۰

[4] ارشاد القلوب الی الصواب (للدیلمی)/ ج۱ / ۱۹۴ / الباب الثانی والخمسون فی احادیث منتخبۃ..... ص:۱۸۷

خداو پیغمبرانِ خدا کا دشمن لکھا جاتا ہے اس کی نہ دعا قبول کی جاتی ہے اور نہ اس کی حاجت برآری کی جاتی ہے۔[۱]

۱۴۔امداد کرنے والے

(الف) قرض دار افراد:

بعض لوگ مقروض ہو جاتے ہیں اور انہیں سختی و مشکل کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔لیکن امداد کرنے والے حضرات ہیں کہ جن پر خداوند عالم کی رحمت ہوتی ہے۔اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ان کی مدد کے لئے یوں فرمایا:

وَاِنْ كَانَ ذُوْ عُسْرَةٍ فَنَظِرَةٌ اِلٰى مَيْسَرَةٍ ؕ وَاَنْ تَصَدَّقُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۲۸۰﴾

اور اگر کوئی تنگ دست (تمہارا قرض دار) ہو تو اسے خوش حالی تک کی مہلت دو۔اور اگر تم سمجھو تو تمہارے حق میں یہ زیادہ بہتر ہے کہ (اصل بھی) بخش دو۔[۲]

زکات کی آیت میں آٹھ گروہ مستحق قرار دیئے گئے ہیں۔فقرا، مساکین اور مقروض ہر ایک کو ایک فریضہ الٰہی سمجھا گیا ہے۔[۳]

محبوب ترین اعمال:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اَحَبُّ الْاَعْمَالِ اِلَى اللهِ ثَلَاثَةٌ اِشْبَاعُ جَوْعَةِ الْمُسْلِمِ وَ قَضَاءُ دَيْنِهٖ وَ تَنْفِيسُ كُرْبَتِهٖ.

خدا کے نزدیک تین چیز سب سے زیادہ محبوب ہیں بھوکے مسلمان کو سیر کرنا، مقروض کا قرض ادا کرنا اور اس کی پریشانی کو دور کرنا۔[۴]

---

[۱] ارشاد القلوب الی الصواب (للدیلمی) / ج ۱ / ۱۹۴ / الباب الثانی والخمسون فی احادیث منتخبۃ..... ص:۱۸۷

[۲] سورۂ بقرہ:۲۸۰

[۳] اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَآءِ وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْعٰمِلِيْنَ عَلَيْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوْبُهُمْ وَفِي الرِّقَابِ وَالْغٰرِمِيْنَ وَفِيْ سَبِيْلِ اللهِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ؕ فَرِيْضَةً مِّنَ اللهِ ؕ وَاللهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۶۰﴾

خیرات تو بس خاص فقیروں کا حق ہے اور محتاجوں کا اور اس (زکوٰۃ وغیرہ) کے کارندوں کا اور جن کی تالیف قلب کی گئی ہے (اُن کا) اور جن کی گردنوں میں (غلامی کا پھندا پڑا ہے اُن کا) اور قرض داروں کا (جو خود سے ادا نہیں کر سکتے) اور خدا کی راہ (جہاد) میں اور پردیسیوں کی کفالت میں (خرچ کرنا چاہیے یہ حقوق) خدا کی طرف سے مقرر کیے ہوئے ہیں اور خدا بڑا واقف کار حکمت والا ہے۔(سورۂ توبہ:۶۰)

[۴] بحار الانوار (ط-بیروت) / ج ۷۱ / ۳۶۰ / باب ۲۳ اطعام المؤمن وسقیہ وکسوتہ وقضاء دینہ..... ص:۳۵۹

مقروض پر سختی نہ کرنا:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

كَمَا لَا يَحِلُّ لِغَرِيمِكَ أَنْ يَمْطُلَكَ وَ هُوَ مُوسِرٌ فَكَذَلِكَ لَا يَحِلُّ أَنْ تُعْسِرَهُ إِذَا عَلِمْتَ أَنَّهُ مُعْسِرٌ.

جب مقروض اپنے قرض کی ادائیگی نہیں کرسکتا تو تمہارے لئے جائز نہیں کہ اس سے واپسی کا تقاضا اور اس پر سختی کرو۔ [1]

مقروض کو مہلت دینا:

مہلت صدقہ ہوتا ہے:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

صَعِدَ رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الْمِنْبَرَ ذَاتَ يَوْمٍ فَحَمِدَ اللهَ وَ أَثْنَى عَلَيْهِ وَ صَلَّى عَلَى أَنْبِيَائِهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِمْ ثُمَّ قَالَ أَيُّهَا النَّاسُ لِيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ مِنْكُمُ الْغَائِبَ أَلَا وَ مَنْ أَنْظَرَ مُعْسِراً كَانَ لَهُ عَلَى اللهِ عَزَّ وَ جَلَّ فِي كُلِّ يَوْمٍ صَدَقَةٌ بِمِثْلِ مَالِهِ حَتَّى يَسْتَوْفِيَهُ.

ایک دفعہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منبر پر تشریف لے گئے۔ خدا کی حمد وثناء اور انبیاء پر درود وسلام کے بعد فرمایا: اے لوگو! جو حاضر ہیں غائب افراد کو بتا دینا جو کوئی مقروض (جو اپنا قرض ادا نہ کرسکتا ہو) کو قرض ادا کرنے کی مہلت دیتا ہے۔ خدا کے نزدیک اس کے مال کے برابر اس شخص کا صدقہ شمار ہوتا ہے جب تک وہ مقروض اپنا قرض واپس نہ کردے۔ [2]

رحمت الٰہی کے سائے میں:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

وَ مَنْ أَنْظَرَ مُعْسِراً أَظَلَّهُ اللهُ بِظِلِّهِ يَوْمَ لَا ظِلَّ إِلَّا ظِلُّهُ.

جو مقروض اپنا قرض ادا نہیں کرسکتا اور قرض دینے والا اسے مہلت دیتا ہے تو خداوند عالم روز قیامت اسے اپنے سائے میں جگہ دے گا جس دن اس کے علاوہ کوئی اور سایہ نہیں ہوگا۔ [3]

اجابت دعا:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ أَرَادَ أَنْ تُسْتَجَابَ دَعْوَتُهُ وَ أَنْ تُكْشَفَ كُرْبَتُهُ فَلْيُفَرِّجْ عَنْ مُعْسِرٍ.

---

[1] ثواب الاعمال وعقاب الاعمال/ النص/ ۱۳۹/ ثواب من اقرض مؤمنا..... ص:۱۳۸

[2] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۴/ ۳۶/ باب انظار المعسر ..... ص:۳۵، ۳۶

[3] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۸/ ۹/ کتاب الروضۃ..... ص:۲

جوشخص چاہتا ہے کہ اس کی دعا مستجاب ہو یا اس کی پریشانی دور ہو وہ مقروض جو قرض ادا نہیں کرسکتا اس کے قرض کو ادا کرے۔[1]

سائل کی ضرورت پوری کرنے کا ثواب:

فضائل آخرت:

حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا:

فَمَنْ اَتَاهُ مَالٌ فَلْيَصِلْ بِهِ الْقَرَابَةَ ..... وَ لْيُعِنْ بِهِ الْغَارِمِينَ وَ ابْنَ السَّبِيلِ وَ الْفُقَرَاءَ وَ الْمُهَاجِرِينَ وَ لْيُصَبِّرْ نَفْسَهُ عَلَى الثَّوَابِ وَ الْحُقُوقِ فَاِنَّهُ يَجُوزُ بِهَذِهِ الْخِصَالِ شَرَفاً فِي الدُّنْيَا وَ دَرْكَ فَضَائِلِ الْآخِرَةِ.

جس کے ہاتھ میں مال آیا، وہ اس مال سے صلہ رحمی کرے اور مقروض مسافر، فقیر اور مہاجرین کی مدد کرے کسب ثواب اور حقوق کی ادائیگی میں صبر کرے، یہ صفت دنیا و آخرت کی فضیلت ہے۔[2]

شیعہ کی نشانی:

امام باقر علیہ السلام نے فرمایا:

يَا جَابِرُ اَ ..... فَوَ اللهِ مَا شِيعَتُنَا اِلَّا مَنِ اتَّقَى اللهَ وَ اَطَاعَهُ وَ مَا كَانُوا يُعْرَفُونَ يَا جَابِرُ اِلَّا بِالتَّوَاضُعِ ..... وَ التَّعَاهُدِ لِلْجِيرَانِ مِنَ الْفُقَرَاءِ ..... وَ الْغَارِمِينَ

اے جابر!..... خدا کی قسم! ہمارے شیعہ خدا کی اطاعت کرتے ہیں تقویٰ الٰہی اختیار کرتے ہیں اور وہ تواضع سے پہچانے جاتے ہیں..... پڑوسیوں کی مدد..... اور مقروض افراد کا قرض ادا کرنے میں مدد کرتے ہیں۔[3]

(ب)۔سائل افراد:

لوگوں سے سوال کرنے کی مذمت اور اس کے برعکس سوال نہ کرنے کی مدح ہوئی ہے۔خداوند عالم عفیف فقرا کے بارے میں فرماتا ہے:

لِلْفُقَرَآءِ الَّذِيْنَ اُحْصِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللهِ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ ضَرْبًا فِي الْاَرْضِ ۫ يَحْسَبُهُمُ الْجَاهِلُ اَغْنِيَآءَ مِنَ التَّعَفُّفِ ۚ تَعْرِفُهُمْ بِسِيْمٰهُمْ ۚ لَا يَسْـَٔلُوْنَ النَّاسَ اِلْحَافًا ؕ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ فَاِنَّ اللهَ

---

[1] نہج الفصاحۃ (مجموعہ کلمات قصار حضرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ)/۷۵۹/نہج الفصاحۃ مجموعہ کلمات قصار حضرت رسول اکرمؐ، ص۔باترجمہ فارسی

[2] تحف العقول/النص/۱۸۶/ومن کلامہ ع فی وضع المال مواضعہ ص:۱۸۵

[3] الکافی (ط۔الاسلامیۃ)/ج۲/۷۴/باب الطاعۃ والتقوی..... ص:۷۳

بِهٖ عَلِيْمٌ ﴿۲۷۳﴾

(یہ خیرات) خاص ان حاجت مندوں کے لیے ہے جو خدا کی راہ میں گھر گئے ہوں (اور اگر) روئے زمین پر (جانا چاہیں تو) چل نہیں سکتے ناواقف ان کو سوال نہ کرنے کی وجہ سے امیر سمجھتے ہیں (لیکن) تو (اے مخاطب) اگر ان کو دیکھے تو ان کی صورت سے تاڑ جائے (کہ یہ محتاج ہیں اگرچہ) لوگوں سے چمٹ کے سوال نہیں کرتے اور جو کچھ بھی تم نیک کام میں خرچ کرتے ہو خدا اس کو ضرور جانتا ہے۔[1]

سائل افراد کو رد کرنا:

اگرچہ سوال کرنا اور بھیک مانگنے کی مذمت ہوئی ہے لیکن بعض حقیقی سائل کی درخواست کو پورا رحمت الٰہی کے نزول کا سبب ہے۔ اسی لئے خدا نے سائل افراد کو رد کرنے سے منع فرمایا۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

لَا تَقْطَعُوا عَلَى السَّائِلِ مَسْأَلَتَهُ فَلَوْلَا أَنَّ الْمَسَاكِينَ يَكْذِبُونَ مَا أَفْلَحَ مَنْ رَدَّهُمْ.

سائل کے سوال کو قطع نہ کرو اگر جھوٹے سائل نہ ہوتے تو رد کرنے والا فلاح نہ پاتا۔[2]

امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:

مَا مَنَعَ رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سَائِلًا قَطُّ إِنْ كَانَ عِنْدَهُ أَعْطَى وَإِلَّا قَالَ يَأْتِي اللهُ بِهِ.

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہرگز سائل کو منع نہیں کیا اگر کوئی چیز آپ کے پاس ہو تو دے دیتے اور اگر نہ ہوتی تو فرماتے: جسے اسے عطا کرے گا۔[3]

اہل بیت علیہم السلام سے روایت ہے:

إِنَّا لَنُعْطِي غَيْرَ الْمُسْتَحِقِّ حَذَراً مِنْ رَدِّ الْمُسْتَحِقِّ.

ہم غیر مستحق کو بھی دیتے ہیں تا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ مستحق افراد رد ہو جائیں۔[4]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

لَوْ يَعْلَمُ السَّائِلُ مَا عَلَيْهِ مِنَ الْوِزْرِ مَا سَأَلَ أَحَدٌ أَحَداً.

جو شخص کسی سائل کو رد کرتا ہے اگر وہ اس نہی سے آگاہ ہوتا تو کبھی سائل کو رد نہ کرتا۔[5]

---

[1] سورۂ بقرہ: ۲۷۳

[2] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۴/ ۱۵/ باب کراہیۃ رد السائل..... ص:۱۵

[3] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۴/ ۱۵/ باب کراہیۃ رد السائل..... ص:۱۵

[4] عدۃ الداعی ونجاح الساعی/ ۱۰۱/ فصل فی کراہیۃ السؤال ورد السؤال..... ص:۹۹

[5] عدۃ الداعی ونجاح الساعی/ ۹۹/ فصل..... ص:۹۸

سائل فرشتہ بھی ہوسکتا ہے:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

رُدُّوا السَّائِلَ بِبَذْلٍ يَسِيرٍ أَوْ بِلِينٍ وَ رَحْمَةٍ فَإِنَّهُ يَأْتِيكُمْ مَنْ لَيْسَ بِإِنْسٍ وَ لَا جَانٍّ لِيَنْظُرَ كَيْفَ صُنْعُكُمْ فِيمَا خَوَّلَكُمُ اللهُ.

سائل کو تھوڑی سے رقم دے دو اور اسے نرمی سے واپس کرو کیونکہ جو سائل تمہارے گھر کے دروازوں پر آتا ہے نہ وہ انسان اور نہ جن۔ اس لئے کہ وہ دیکھتا ہے کہ تم اپنی دولت و نعمتوں کو کیا کرتے ہو۔ [1]

حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا:

إِنَّ الْمِسْكِينَ رَسُولُ اللهِ فَمَنْ مَنَعَهُ فَقَدْ مَنَعَ اللهَ وَ مَنْ أَعْطَاهُ فَقَدْ أَعْطَى اللهَ.

مسکین خدا کا بھیجا ہوا ہے پس اگر تو نے نیازمند کو رد کر دیا تو تم نے خدا کو رد کیا اور اگر عطا کیا تو تم نے خدا کو دیا۔ [2]

امام باقر علیہ السلام نے فرمایا:

كَانَ فِيمَا نَاجَى اللهُ عَزَّ وَ جَلَّ بِهِ مُوسَى عليه السلام قَالَ يَا مُوسَى أَكْرِمِ السَّائِلَ بِبَذْلٍ يَسِيرٍ أَوْ بِرَدٍّ جَمِيلٍ لِأَنَّهُ يَأْتِيكَ مَنْ لَيْسَ بِإِنْسٍ وَ لَا جَانٍّ مَلَائِكَةٌ مِنْ مَلَائِكَةِ الرَّحْمَنِ يَبْلُونَكَ فِيمَا خَوَّلْتُكَ وَ يَسْأَلُونَكَ عَمَّا نَوَّلْتُكَ فَانْظُرْ كَيْفَ أَنْتَ صَانِعٌ يَا ابْنَ عِمْرَانَ.

وہ چیزیں جو خدا نے حضرت موسیٰ کو مناجات میں فرمائیں۔ یہ تھی کہ اے موسیٰ! سائل کو کچھ نہ کچھ دو یا اخلاق سے اسے رد کرو۔ کیونکہ جو تمہارے پاس آتا ہے۔ وہ نہ انسان ہے اور نہ جن بلکہ ایک فرشتہ ہوتا ہے تا کہ وہ یہ دیکھے کہ جو اللہ نے تجھے دیا ہے، تمہارا امتحان لیا جائے اور تجھ سے طلب کیا جائے جو کچھ میں نے تجھے عطا کیا ہے۔ پس اے عمران کے بیٹے! احتیاط کر کیسے عمل انجام دے رہے ہو۔ [3]

سائل کو عطا کرنے کا ثواب:

امام باقر علیہ السلام نے فرمایا:

وَلَوْ يَعْلَمُ الْمُعْطِي مَا فِي الْعَطِيَّةِ مَا رَدَّ أَحَدٌ أَحَداً.

---

[1] عدۃ الداعی ونجاح الساعی/ ۱۰۱/ فصل فی کراہیۃ السؤال ورد السؤال..... ص:۹۹

[2] نہج البلاغۃ (للصبحی صالح)/ ۵۲۹/ [۳۱۰] ۳۰۴..... ص:۵۲۹

[3] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۴/ ۱۵/ باب کراہیۃ رد السائل..... ص:۱۵

اگر دینے والے کو یہ معلوم ہوتا کہ خیرات دینے میں کتنا ثواب ہے تو وہ کسی سائل کو رد نہیں کرتا۔[1]

سائل سے برتاؤ:

تکریم سائل:

روایت میں ہے کہ

اَنَّ اَمِیرَ الْمُؤْمِنِینَ علیہ السلام اِذَا اَتَاهُ طَالِبٌ فِی حَاجَتِهِ فَقَالَ لَهُ اُکْتُبْهَا عَلَی الْاَرْضِ فَاِنِّی اَکْرَهُ اَنْ اَرَی ذُلَّ السُّؤَالِ فِی وَجْهِ السَّائِلِ.

جب کوئی سائل اپنی ضرورت کے لئے حضرت امیر علیہ السلام کے پاس آتا تو آپ اسے فرماتے: اپنی ضرورت کو زمین پر لکھو کیونکہ مجھے یہ پسند نہیں ہے اس کے چہرے پر شرمندگی کے آثار ہوں۔[2]

صدقہ خود دینا:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

اَفْضَلُ الصَّدَقَةِ اَنْ یُعْطِیَ الرَّجُلُ بِیَدِهِ اِلَی السَّائِلِ.

بہترین صدقہ وہ ہے جو انسان خود اپنے ہاتھ سے سائل کو دیتا ہے۔[3]

سائل کا امتحان:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

کَانَ اَبِی رُبَّمَا اخْتَبَرَ السُّؤَّلَ لِیَعْلَمَ الْقَانِعَ مِنْ غَیْرِهِ فَاِذَا وَقَفَ بِهِ السَّائِلُ اَعْطَاهُ الرَّاْسَ فَاِنْ قَبِلَهُ قَالَ دَعْهُ وَ اَعْطَاهُ اللَّحْمَ فَاِنْ لَمْ یَقْبَلْهُ تَرَکَهُ وَلَمْ یُعْطِهِ شَیْئاً.

میرے والد گرامی بعض اوقات سائل کو آزماتے تھے تاکہ قانع کو غیر قانع سے جدا دیکھے اور اس کی پہچان کرے۔ قربانی کے دن اگر کوئی سائل آتا تو اسے حیوان کا سر دیتے تھے اگر وہ قبول کر لیتا تو اسے ساتھ تھوڑا سا گوشت بھی دیتے اور اگر نہ لیتا تو اسے کوئی چیز نہیں دیتے تھے۔[4]

ناشناس سائل کو تھوڑا سا عطا کرنا:

روایت ہے کہ:

وَ سُئِلَ الصَّادِقُ علیہ السلام عَنِ السَّائِلِ یَسْاَلُ وَ لَا یُدْرَی مَا هُوَ فَقَالَ اَعْطِ مَنْ وَقَعَتْ فِی قَلْبِكَ

---

[1] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۴/ ۲۰/ باب کراہیۃ المسالۃ..... ص:۲۰

[2] ارشاد القلوب الی الصواب (للدیلمی)/ ج۱/ ۱۳۶/ الباب الثالث والاربعون فی السخاء والجود..... ص:۱۳۶

[3] مستدرک الوسائل ومستنبط المسائل، ج۷، ص:۱۶۶

[4] دعائم الاسلام، ج۲، ص:۱۸۵

الرَّحْمَةُ لَهُ وَ قَالَ اَعْطِهِ دُونَ الدِّرْهَمِ قُلْتُ اَكْثَرُ مَا يُعْطَى قَالَ اَرْبَعَةُ دَوَانِيقَ.

حضرت امام صادق علیہ السلام سے ناشناس سائل کو دینے کی مقدار کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: جس کے دل میں رحم آئے وہ جتنا چاہے دے دے اور ایک درہم سے کم نہ دو۔

میں نے کہا: زیادہ کتنا دینا چاہیے۔

آپ نے فرمایا: ایک درہم کا چھٹا حصہ۔[1]

سائل سے دعا کی درخواست:

امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا:

دَعْوَةُ السَّائِلِ الْفَقِيرِ لَا تُرَدُّ وَ كَانَ ﷺ يَأْمُرُ الْخَادِمَ اِذَا اَعْطَتِ السَّائِلَ اَنْ تَأْمُرَهُ بِدَعْوَةٍ بِالْخَيْرِ.

فقیر کی دعا رد نہیں ہوتی۔ اسی وجہ سے امام نے اپنے خادم سے فرمایا: جب تو سائل کو کوئی چیز دے۔ تو اس سے دعا کی درخواست کرنا۔[2]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

يُسْتَحَبُّ لِلْمَرِيضِ اَنْ يُعْطِيَ السَّائِلَ بِيَدِهِ وَ يَأْمُرَ السَّائِلَ اَنْ يَدْعُوَ لَهُ.

بیمار شخص کے لئے ضروری ہے کہ وہ خود اپنے ہاتھ سے سائل کو دے اور اس سے دعا کی درخواست کرے۔[3]

ہاتھ کا بوسہ لینا:

حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا:

اِذَا نَاوَلْتُمُ السَّائِلَ فَلْيَرُدَّ الَّذِي يُنَاوِلُهُ يَدَهُ اِلَى فِيهِ فَيُقَبِّلَهَا فَاِنَّ اللهَ عَزَّ وَ جَلَّ يَأْخُذُهَا قَبْلَ اَنْ تَقَعَ فِي يَدِ السَّائِلِ- فَاِنَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ يَأْخُذُ الصَّدَقَاتِ.

سائل کو عطا کرنے والا اپنے ہاتھ کا بوسہ لے کیونکہ فقیر کے ہاتھ میں جانے سے پہلے خدا کے ہاتھ میں جاتا ہے کیونکہ صدقات خدا خود لیتا ہے۔[4]

روزانہ انفاق:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

اَطْعِمُوا ثَلَاثَةً اِنْ شِئْتُمْ اَنْ تَزْدَادُوا فَازْدَادُوا وَ اِلَّا فَقَدْ اَدَّيْتُمْ حَقَّ يَوْمِكُمْ.

---

[1] من لایحضرہ الفقیہ/ ج ۲/ ۶۸/ باب فضل الصدقۃ..... ص:۶۶

[2] وسائل الشیعۃ/ ج ۹/ ۴۲۵/ ۲۵- باب استحباب التماس الدعاء من السائل واستحباب دعاء السائل لمن اعطاہ..... ص: ۴۲۴

[3] الکافی (ط- الاسلامیۃ)/ ج ۴/ ۴/ باب فضل الصدقۃ..... ص:۲

[4] عدۃ الداعی ونجاح الساعی/ ۶۸/ القسم السادس مایرجع الی الفعل..... ص:۶۶

تین قسم کے سائل کو کھانا دو اگر چاہو تو زیادہ کو بھی دے سکتے ہو ورنہ تم نے ایک دن کے انفاق کا حق ادا کر دیا۔[1]

رات میں آنے والے سائل کا جواب:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اِذَا طَرَقَكُمْ سَائِلٌ ذَكَرٌ بِلَيْلٍ فَلَا تَرُدُّوهُ.

جب کوئی سائل رات کو تمہارے دروازے پر آئے تو اسے رد نہ کرو۔[2]

(ج)۔مسافر:

مسافر جب سفر پر جاتا ہے اور اس کے پاس رقم ختم ہو جاتی ہے تو ایسے مسافر کی مدد کرنا چاہیے۔قرآن میں اسے ابن سبیل کے نام یاد کیا گیا ہے۔

خداوند عالم قرآن میں ان کے بارے میں اس طرح فرماتا ہے:

مَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْ اَهْلِ الْقُرٰى فَلِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِى الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ۙ كَيْ لَا يَكُوْنَ دُوْلَةًۢ بَيْنَ الْاَغْنِيَآءِ مِنْكُمْ ؕ وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۗ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۘ﴿۷﴾

تو جو مال خدا نے اپنے رسولؐ کو دیہات والوں سے بے لڑے دلوایا ہے وہ خاص خدا اور رسولؐ اور (رسولؐ کے) قرابت داروں اور یتیموں اور محتاجوں اور پردیسیوں کا ہے تاکہ جو لوگ تم میں سے دولت مند ہیں ہر پھر کر دولت ان ہی میں نہ رہے ہاں جو تم کو رسولؐ دے دیں وہ لے لیا کرو اور جس سے منع کریں اس سے باز رہو اور خدا سے ڈرتے رہو۔بے شک خدا سخت عذاب دینے والا ہے۔[3]

لَيْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالْكِتٰبِ وَالنَّبِيّٖنَ ۚ وَاٰتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ ذَوِى الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ ۙ وَالسَّآئِلِيْنَ وَفِى الرِّقَابِ ۚ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ ۚ وَالْمُوْفُوْنَ بِعَهْدِهِمْ اِذَا عٰهَدُوْا ۚ وَالصّٰبِرِيْنَ فِى الْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ وَحِيْنَ الْبَاْسِ ؕ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا ؕ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ ﴿۱۷۷﴾

نیکی کچھ یہی تھوڑی ہی ہے کہ (نماز میں) اپنے منہ مشرق یا مغرب کی طرف کر لو بلکہ نیکی تو اس کی ہے جو خدا اور روزِ آخرت اور فرشتوں اور (خدا کی) کتابوں اور پیغمبروں پر ایمان لائے اور اس کی الفت میں اپنا مال قرابت داروں اور یتیموں

---

[1] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۴/ ۱۷/ باب قدر ما یعطی السائل..... ص:۱۶

[2] من لایحضرہ الفقیہ، ج2، ص:۶۷

[3] سورۂ حشر:۷

اور محتاجوں اور پردیسوں اور مانگنے والوں اور لونڈی غلام (کی گلوخاصی) میں صرف کرے اور پابندی سے نماز پڑھے اور زکوٰۃ دیتا رہے اور جب کوئی عہد کرے تو اپنے قول کو پورا کرے اور فقر و فاقہ رنج سختی اور کٹھن کے وقت ثابت قدم رہے یہی لوگ وہ ہیں جو (دعویٰ ایمان میں) سچے نکلے اور یہی لوگ پرہیزگار ہیں۔[1]

فَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ وَالْمِسْكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ ؕ ذٰلِكَ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَ اللّٰهِ ۫ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۳۸﴾

(اے رسولؐ اپنے) قرابتدار (فاطمہ زہراؑ) کا حق (فدک) دیدو اور محتاج پردیسی کا (بھی) جو لوگ خدا کی خوشنودی کے خواہاں ہیں ان کے حق میں سب سے یہی بہتر ہے اور ایسے ہی لوگ (آخرت میں) اپنی دلی مرادیں پائیں گے۔[2]

مدد کرنا:

مسافر کی مدد کے کئی طریقے ہیں ان میں ایک یہ ہے کہ ان کی رہنمائی کے لئے خاص مکانات بنائے جائیں اس طرح ان کی پریشانی دور ہوسکتی ہے:

قرآن مجید میں صدقات کے مستحق ان افراد کو ٹھہرایا گیا ہے:

اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَآءِ وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْعٰمِلِيْنَ عَلَيْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوْبُهُمْ وَفِي الرِّقَابِ وَالْغٰرِمِيْنَ وَفِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ؕ فَرِيْضَةً مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۶۰﴾

خیرات تو بس خاص فقیروں کا حق ہے اور محتاجوں کا اور اس (زکوٰۃ وغیرہ) کے کارندوں کا اور جن کی تالیف قلب کی گئی ہے (اُن کا) اور جن کی گردنوں میں (غلامی کا پھندا پڑا ہے اُن کا) اور قرض داروں کا (جو خود سے ادا نہیں کر سکتے) اور خدا کی راہ (جہاد) میں اور پردیسیوں کی کفالت میں (خرچ کرنا چاہیے یہ حقوق) خدا کی طرف سے مقرر کیے ہوئے ہیں اور خدا بڑا واقف کار حکمت والا ہے۔[3]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اِنَّ مِمَّا يَلْحَقُ الْمُؤْمِنَ مِنْ عَمَلِهٖ وَ حَسَنَاتِهٖ بَعْدَ مَوْتِهٖ ..... اَوْ بَيْتاً لِابْنِ السَّبِيْلِ بَنَاهُ.

نیک مومن کے کاموں میں سے ایک کام ہے وہ اپنی موت کے بعد..... ایسا مکان بنواتا ہے جس سے مسافرین فائدہ اٹھاتے ہیں۔[4]

---

[1] سورۂ بقرہ: ۱۷۷

[2] سورۂ انفال: ۴۱

[3] سورۂ توبہ: ۶۰

[4] نہج الفصاحۃ (مجموعہ کلمات قصار حضرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ) / ۷۳۳ / نہج الفصاحۃ مجموعہ کلمات قصار حضرت رسول اکرمؐ، ص، با ترجمہ فارسی

مسافر کی مدد کا ثواب:

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ لَهُ مَالٌ فَلْيَصِلْ بِهِ الْقَرَابَةَ وَ لْيُحْسِنْ مِنْهُ الضِّيَافَةَ وَ لْيَفُكَّ بِهِ الْعَانِيَ وَ الْأَسِيرَ وَ ابْنَ السَّبِيلِ فَإِنَّ الْفَوْزَ بِهَذِهِ الْخِصَالِ مَكَارِمُ الدُّنْيَا وَ شَرَفُ الْآخِرَةِ.

تم میں سے جو شخص مال دار ہے پس اسے قرابتداروں کے ساتھ صلہ رحمی کرنی چاہئے، مہمان کی خدمت کرو، قیدی کو آزاد کراؤ، اسیروں اور مسافروں کی مدد کرے تو یہ اچھی عادات دنیا و آخرت میں شرف کا باعث ہیں۔[1]

(د)۔ پناہ دینے والے:

پناہ دینا قرآن کا ایک دستور ہے۔ چنانچہ خداوند عالم نے فرمایا:

وَإِنْ أَحَدٌ مِّنَ الْمُشْرِكِينَ اسْتَجَارَكَ فَأَجِرْهُ حَتَّىٰ يَسْمَعَ كَلَامَ اللَّهِ ثُمَّ أَبْلِغْهُ مَأْمَنَهُ ۚ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْلَمُونَ ﴿٦﴾

اور (اے رسولؐ) اگر مشرکین میں سے کوئی تم سے پناہ مانگے تو اس کو پناہ دو یہاں تک کہ وہ خدا کا کلام سن لے۔ پھر اسے اس کے امن کی جگہ واپس پہنچا دو۔ یہ اس وجہ سے کہ یہ لوگ نادان ہیں۔[2]

یہ ایک الٰہی صفت ہے جیسا کہ پیشواؤں کی دعاؤں میں آیا ہے:

يَا مَنْ دَعَاهُ الْمُضْطَرُّونَ فَأَجَابَهُمْ وَ لَجَأَ إِلَيْهِ الْخَائِفُونَ فَآمَنَهُمْ

اے مضطر کی دعا قبول کرنے والے، اے وہ کہ خوف زدہ جس کی پناہ لیتے ہیں اور انہیں امان دیتا ہے۔[3]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنِ اسْتَعَاذَ بِاللهِ عَزَّ وَ جَلَّ فَأَعِيذُوهُ.

جو شخص خدا کی پناہ لیتا ہے خداوند عالم اسے پناہ دیتا ہے۔[4]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

.....وَ نَحْنُ كَهْفٌ لِمَنِ الْتَجَأَ إِلَيْنَا.

---

[1] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۴/ ۳۲/ باب وضع المعروف موضعہ ..... ص: ۳۰

[2] سورۂ توبہ: ۶

[3] مجمع الدعوات ومنہج العبادات/ ۶۱/ ودعاء فی قنوتہ..... ص: ۶۱

[4] اعلام الدین فی صفات المؤمنین، ص: ۳۵۰

.....ہم ان لوگوں کے لئے پناہ ہیں جو ہماری پناہ لیتے ہیں۔[1]

جب حضرت عثمان کی حکومت کو دھچکا لگا اور اس نے حضرت امیر علیہ السلام سے مدد طلب کی اور آپ کی پناہ لی۔ آپ علیہ السلام نے اسے پناہ دی اگرچہ اس کا کوئی فائدہ نہ تھا۔[2]

مومن با صلاحیت کو پناہ دینا:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اَنَّ ذِمَّةَ اللهِ وَاحِدَةٌ يُجِيرُ عَلَيْهِمْ اَدْنَاهُمْ.

اللہ کی پناہ سب کے لئے یکساں ہے اور کم ترین فرد مومنوں میں سے کسی کو پناہ دے سکتا ہے۔[3]

اسی طرح فرمایا:

اَلْمُسْلِمُونَ يَدٌ عَلَى مَنْ سِوَاهُمْ يُجِيرُ عَلَيْهِمْ اَدْنَاهُمْ.

مسلمان اپنے دشمن کے مقابلے میں اتحاد کریں اور سب کو یہ قبول کرنا چاہیے۔[4]

پناہ دینے کا ثواب:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دو انگلیوں کو اکٹھے کر کے فرمایا:

اَنَا وَ هَذَا يَعْنِي عَلِيّاً يَوْمَ الْقِيَامَةِ كَهَاتَيْنِ وَ ضَمَّ بَيْنَ اِصْبَعَيْهِ وَ شِيعَتُنَا مَعَنَا وَ مَنْ اَعَانَ مَظْلُومَنَا كَذَلِكَ.

میں اور علیؑ روز قیامت ان دو انگلیوں کی مانند ہیں ہمارے شیعہ ہمارے ساتھ ہیں اسی طرح جو شخص ستم دیدہ کی مدد کرتا ہے وہ ہماری پناہ میں ہے۔[5]

پناہ لینے والے سے خیانت کا انجام:

امام باقر علیہ السلام نے فرمایا:

---

[1] کشف الغمۃ فی معرفۃ الائمۃ (ط-القدیمۃ)/ ج۲/ ۴۲۱/ باب ذکر طرف من اخبار ابی محمد ع ومناقبہ وآیاتہ ومعجزاتہ..... ص:۴۰۷

[2] فَلَمَّا انْتَقَضَ عَلَى عُثْمَانَ اَمْرُهُ اسْتَصْرَخَ عَلِيّاً وَ لَاذَ بِهِ وَ اَلْقَى زِمَامَ اَمْرِهِ اِلَيْهِ فَلَا فَعَ عَنْهُ حَيْثُ لَا يَنْفَعُ الدِّفَاعُ

(شرح نہج البلاغۃ لابن ابی الحدید، ج۹، ص:۲۶)

[3] بحار الانوار (ط-بیروت)/ ج۱۹/ ۱۶۹/ باب ۸ نوادر الغزوات وجوامعہا وما جری بعد الہجرۃ الی غزوۃ بدر الکبری..... ص:۱۳۳

[4] بحار الانوار (ط-بیروت)/ ج۹۳/ ۸۱/ باب ۱۹ ادب المصدق..... ص:۸۰

[5] عیون اخبار الرضا علیہ السلام/ ج۲/ ۵۸/ ۳۱ باب فیما جاء عن الرضا ع من الاخبار المجموعۃ..... ص:۲۴

مَا مِنْ رَجُلٍ آمَنَ رَجُلًا عَلَى ذِمَّةٍ ثُمَّ قَتَلَهُ إِلَّا جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَحْمِلُ لِوَاءَ الْغَدْرِ.

جو شخص کسی کو پناہ دیتا ہے اور پھر اسے قتل کر دیتا ہے وہ قیامت کے دن اس حال میں آئے گا کہ اس کے ہاتھ میں خیانت کا پرچم ہوگا۔[1]

(س)۔قیدی افراد:

قیدی لوگ قانون کے مطابق زندان میں ہی رہیں لیکن اسلامی حکومت پر وہ حقوق رکھتے ہیں لوگوں کو چاہیے کہ ان سے نیکی کریں۔

وراثت پر زندانی افراد کے حقوق:

بے دلیل قید سے منع:

حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا:

لَا حَبْسَ فِي تُهَمَةٍ إِلَّا فِي دَمٍ

صرف تہمت لگانے پر کسی کو قید نہیں کرنا چاہیے۔[2]

لیکن یاد رہے کہ قتل کا ملزم کو قید میں ڈالا جا سکتا ہے کیونکہ قتل ایک اہم امر ہے اور اس کے اثبات کے لئے وقت لگ سکتا ہے۔اگر اسے آزاد کر دیں تو مقتولین کا حق ضائع ہوتا ہے۔

زیادہ مدت قیدی نہ بنانا:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

إِنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم كَانَ يَحْبِسُ فِي تُهَمَةِ الدَّمِ سِتَّةَ أَيَّامٍ فَإِنْ جَاءَ أَوْلِيَاءُ الْمَقْتُولِ بِبَيِّنَةٍ وَإِلَّا خَلَّى سَبِيلَهُ.

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک قتل کے ملزم کو چھ دن تک قید میں رکھتے تھے اگر مقتولین کوئی دلیل لے کے آتے تو اسے قید میں ہی رکھتے وگرنہ آزاد کر دیتے تھے۔[3]

حد سے زیادہ قید میں رکھنا ممنوع ہے:

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

حَبْسُ الْإِمَامِ بَعْدَ الْحَدِّ ظُلْمٌ.

---

[1] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۵ /۳۱/ باب اعطاء الامان..... ص:۳۰

[2] دعائم الاسلام، ج2،ص:۵۳۹

[3] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۷ /۳۷۰/ باب النوادر..... ص:۳۶۹

حد سے زیادہ قید میں رکھنا ستم ہے۔[1]

جرم کی شناخت کے بعد قید کی ممنوعیت:

حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا:

اَلْحَبْسُ بَعْدَ مَعْرِفَةِ الْحَقِّ ظُلْمٌ.

شناخت ہوجانے کے بعد کسی کو قید میں رکھنا ظلم ہے۔[2]

کیونکہ اس کے بعد حق کا اجرا ہوتا ہے نہ کہ قید کیا جاتا ہے۔

زندان کے موسم کی تبدیلی:

روایت میں ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے رفاعہ کو حکم دیا:

مُرْ بِاِخْرَاجِ اَهْلِ السِّجْنِ فِي اللَّيْلِ اِلَى صَحْنِ السِّجْنِ لِيَتَفَرَّجُوا.

قیدیوں کو رات کے وقت صحن میں آزاد کرو تا کہ کشادگی پائیں۔

موقت قیدی کا خارج کرنا:

بعض زندانی ایسے افراد ہیں جن کو معین وقت کے لئے آزاد کیا جاتا ہے تا کہ وہ اپنے معاشرے میں اجتماع اور دینی بھائی سے فائدہ اٹھائے۔

امام باقر علیہ السلام نے فرمایا:

اَنَّ عَلِيّاً عليه السلام كَانَ يُخْرِجُ اَهْلَ السُّجُونِ مِنَ الْحَبْسِ فِي دَيْنٍ اَوْ تُهَمَةٍ اِلَى الْجُمُعَةِ فَيَشْهَدُونَهَا وَ يُضَمِّنُهُمُ الْاَوْلِيَاءَ حَتّٰى يَرُدُّونَهُمْ.

حضرت علی علیہ السلام قیدیوں کو کہ جن پر مقروض ہونے یا کوئی تہمت ہوتی تو ایسے افراد کو جمعہ میں شرکت کے لئے آزاد کیا جاتا تھا۔ اسکے رشتہ داروں سے ضمانت لی جاتی کہ وہ واپس آئے گا۔[3]

اسی طرح ایک اور حدیث میں ہے کہ

اَنَّ عَلِيّاً عليه السلام كَانَ يُخْرِجُ الْفُسَّاقَ اِلَى الْجُمُعَةِ وَ كَانَ يَاْمُرُ بِالتَّضْيِيقِ عَلَيْهِمْ.

حضرت علی علیہ السلام منافق قیدیوں کو کبھی جمعہ کے لئے لے جاتے اور کبھی فرماتے کہ ان کو تنگی میں رکھا جائے۔[4]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

عَلَى الْاِمَامِ اَنْ يُخْرِجَ الْمَحْبُوسِينَ فِي الدَّيْنِ- يَوْمَ الْجُمُعَةِ اِلَى الْجُمُعَةِ وَ يَوْمَ الْعِيدِ اِلَى الْعِيدِ

---

[1] من لایحضرہ الفقیہ/ ج ۳/ ۳۲/ باب الحبس بتوجہ الاحکام..... ص:۲۹

[2] دعائم الاسلام، ج ۲، ص:۵۳۹

[3] الجعفریات (الاشعثیات)، ص:۴۴

[4] مستدرک الوسائل ومستنبط المسائل، ج ۶، ص:۲۷

فَيُرْسِلَ مَعَهُمْ فَإِذَا قَضَوُا الصَّلَاةَ وَ الْعِيدَ رَدَّهُمْ إِلَى السِّجْنِ.

امام کو چاہیے کہ وہ مقروض قیدیوں کو روز جمعہ، عید میں شرکت کے لئے زندان سے باہر لائے اور اس کے ساتھ مامور تعیین ہوں تا کہ نماز جمعہ و نماز عید کے بعد وہ واپس زندان میں آئیں۔[1]

قیدیوں سے نیکی:

نکتہ:

قیدی لوگوں کو نماز جمعہ کے لئے لے جانا ان کی روح کو آرام ملتا ہے دوسروں کے لئے باعث عبرت ہیں۔

یہ کام قیدیوں سے نیکی شمار ہوتی ہے:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

مَا قَضَى مُسْلِمٌ لِمُسْلِمٍ حَاجَةً إِلَّا نَادَاهُ اللهُ تَبَارَكَ وَ تَعَالَى عَلَيَّ ثَوَابُكَ وَ لَا أَرْضَى لَكَ بِدُونِ الْجَنَّةِ.

جو کوئی مسلمان کسی مسلمان بھائی کی ضرورت کو پورا کرتا ہے خدا اسے ندا دے گا تیرا ثواب صرف میں عطا کروں گا اور وہ جنت میں جائے گا۔[2]

(ش) اسیر افراد:

انسانی معاشرے میں میدان جنگ میں دشمن پر غالب آنے کے بعد ان کو قیدی بنانا رائج تھا اور اب بھی ہے۔ اس لئے تا کہ معاشرے میں خون ریزی نہ ہو اور انسان نابود نہ ہو جائے[3] لیکن جنگ کے بعد مسلمانوں کے لئے امن کی خاطر غیر مسلم کو اسلام کی دعوت دی جاتی یا انہیں مسلمان کے بدلے آزاد کیا جاتا تھا یا فدیہ دے کر آزاد ہوتے تھے۔[4] اس لئے ان کی آزادی مسلمانوں کے لئے عبادت شمار ہوتی ہے اور ان کے ثواب مقرر کیا ہے۔

---

[1] من لایحضرہ الفقیہ/ ج ۳/ ۳۱/ باب الحبس بتوجیہ الاحکام..... ص:۲۹

[2] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۲/ ۱۹۴/ باب قضاء حاجۃ المؤمن..... ص:۱۹۲

[3] مَا كَانَ لِنَبِيٍّ أَنْ يَكُونَ لَهُ أَسْرٰى حَتّٰى يُثْخِنَ فِي الْأَرْضِ ط کوئی نبی جب تک کہ روئے زمین پر (کافروں کا) خون نہ بہائے اس کے یہاں قیدیوں کا رہنا مناسب نہیں۔ (سورۂ انفال:۶۷)

[4] فَإِذَا لَقِيتُمُ الَّذِينَ كَفَرُوا فَضَرْبَ الرِّقَابِ ط حَتّٰى إِذَا أَثْخَنْتُمُوهُمْ فَشُدُّوا الْوَثَاقَ ۽ فَإِمَّا مَنًّا بَعْدُ وَإِمَّا فِدَاءً حَتّٰى تَضَعَ الْحَرْبُ أَوْزَارَهَا ۚ ذٰلِكَ ۚ جب تم کافروں سے بھڑو تو (ان کی) گردنیں مارو یہاں تک کہ جب تم انہیں زخموں سے چور کر ڈالو تو ان کی مشکیں کس لو پھر اس کے بعد یا تو احسان رکھ (کر چھوڑ دے) نا، یا معاوضہ لے کر (رہا کرنا) یہاں تک کہ (دشمن) لڑائی کے ہتھیار رکھ دیں۔ (سورۂ محمدؐ:۴)

ماہ رمضان میں اسیروں کو آزاد کرنا:

روایت میں ہے کہ

كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا دَخَلَ شَهْرُ رَمَضَانَ أَطْلَقَ كُلَّ أَسِيرٍ وَ أَعْطَى كُلَّ سَائِلٍ.

جب ماہ رمضان آتا تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام قیدیوں کو آزاد فرما دیتے تھے جو آپ سے رجوع کرتا آپ اس کی مالی مدد بھی فرماتے۔[1]

اسیر کی آزادی کے لئے شفاعت:

پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

أَفْضَلُ الصَّدَقَةِ صَدَقَةُ اللِّسَانِ قِيلَ يَا رَسُولَ اللهِ وَ مَا صَدَقَةُ اللِّسَانِ قَالَ الشَّفَاعَةُ تَفُكُّ بِهَا الْأَسِيرَ وَ تَحْقِنُ بِهَا الدَّمَ

بہترین صدقہ، صدقہ زبان ہے۔

پوچھا گیا: اے اللہ کے رسولؐ! زبان کا صدقہ کیا ہے؟

آپ نے فرمایا: اسیر کی آزادی کی سفارش کرنا تا کہ خون ریزی سے بچاؤ ہو سکے۔[2]

اسیروں سے نیکی:

اسیر کی غذا:

خداوند عالم نیک لوگوں کی صفت کرتے ہوئے فرماتا ہے:

وَيُطْعِمُونَ الطَّعَامَ عَلَى حُبِّهِ مِسْكِينًا وَّيَتِيمًا وَّأَسِيرًا ۝٨

اور اس کی محبت میں محتاج اور یتیم اور اسیر کو کھانا کھلاتے ہیں۔[3]

اسیر کے ساتھ اچھا برتاؤ:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

إِطْعَامُ الْأَسِيرِ حَقٌّ عَلَى مَنْ أَسَرَهُ وَ إِنْ كَانَ يُرَادُ مِنَ الْغَدِ قَتْلُهُ فَإِنَّهُ يَنْبَغِي أَنْ يُطْعَمَ وَ يُسْقَى وَ [يُظَلَّ] وَ يُرْفَقَ بِهِ كَافِراً كَانَ أَوْ غَيْرَهُ.

---

[1] من لایحضرہ الفقیہ/ ج ۲ / ۹۹ / باب فضل شہر رمضان وثواب صیامہ..... ص: ۹۴

[2] عدۃ الداعی ونجاح الساعی/ ۱۷ / القسم السادس مایرجع الی الفعل..... ص: ۶۶

[3] سورۂ انسان: ۸

اسیر کے ہر روز کا کھانا اس شخص کے ذمہ ہے جس نے اسیر کیا ہے اور یہ انسانی حق ہے اگر چہ دوسرے دن اسے قتل کیا جائے۔ اسیر کو پانی اور غذا دینا اور اس کے ساتھ اچھا سلوک کرنا، خواہ کافر ہو یا غیر کافر، یہ کام شائستہ ہے۔[۱]

اسیر کو قتل نہ کرنا:

امام سجاد علیہ السلام نے فرمایا:

إِذَا أَخَذْتَ أَسِيراً فَعَجَزَ عَنِ الْمَشْيِ وَلَيْسَ مَعَكَ مَحْمِلٌ فَأَرْسِلْهُ وَلَا تَقْتُلْهُ.

اگر تو نے کسی کو قیدی بنایا اور وہ چل نہیں سکتا۔ تو سواری کا اہتمام کرو اگر سواری کا وسیلہ آپ کے پاس نہیں تو اسے آزاد کردو۔ اسے قتل نہ کرو۔[۲]

اسیروں کو آزاد کرنا:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

وَ الْإِحْسَانِ إِلَى الْمَمْلُوكِ يَكْبِتُ اللهُ بِهِ الْعَدُوَّ.

اسیروں کے ساتھ نیکی کرنے سے خدا تمہارے دشمنوں کو ذلیل وخوار کرے گا۔[۳]

حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا:

فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ لَهُ مَالٌ فَلْيَصِلْ بِهِ الْقَرَابَةَ وَ لْيُحْسِنْ مِنْهُ الضِّيَافَةَ وَ لْيَفُكَّ بِهِ الْعَانِيَ وَ الْأَسِيرَ وَ ابْنَ السَّبِيلِ فَإِنَّ الْفَوْزَ بِهَذِهِ الْخِصَالِ مَكَارِمُ الدُّنْيَا وَ شَرَفُ الْآخِرَةِ.

جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے مالدار بنایا ہے اسے چاہئے کہ اپنے رشتہ داروں کے ساتھ نیکی کرو، مہمان کی خدمت کرو، قیدی کو آزاد کراؤ اور مسافر کی مدد کرو۔ اگر تم نے یہ عمل انجام دیا تو گویا دنیا وآخرت کا شرف تمہیں مل گیا ہے۔

(ص)۔ آسیب زدہ افراد:

حوادث طبیعی سے نقصان اٹھانے والے جیسے سیل، زلزلہ، جنگ اور آگ لگ جانا کی مدد کرنے کی تاکید ہوئی ہے۔ اس حمایت کے مختلف راہ ہیں۔ غذا، لباس، وارد اور مکان دینا۔

چنانچہ قرآن میں اللہ فرماتا ہے:

فَلَا اقْتَحَمَ الْعَقَبَةَ ﴿۱۱﴾ وَمَآ أَدْرٰىكَ مَا الْعَقَبَةُ ﴿۱۲﴾ فَكُّ رَقَبَةٍ ﴿۱۳﴾ أَوْ إِطْعٰمٌ فِي يَوْمٍ ذِي مَسْغَبَةٍ ﴿۱۴﴾ يَتِيمًا ذَا مَقْرَبَةٍ ﴿۱۵﴾ أَوْ مِسْكِينًا ذَا مَتْرَبَةٍ ﴿۱۶﴾

اور اس کو (اچھی بُری) دونوں راہیں بھی دکھادیں۔ (۱۰) پھر وہ گھاٹی پر سے ہوکر (کیوں) نہیں گزرا (۱۱) اور تم کو کیا

---

[۱] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۵/ ۳۵/ باب الرفق بالاسیر واطعامہ..... ص:۳۵

[۲] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۵/ ۳۵/ باب الرفق بالاسیر واطعامہ..... ص:۳۵

[۳] نہج الفصاحۃ (مجموعہ کلمات قصار حضرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ)/ ۶۶۵/ نہج الفصاحۃ مجموعہ کلمات قصار حضرت رسول اکرمؐ، ص، با ترجمہ فارسی

معلوم کہ گھاٹی کیا ہے۔(۱۲) کسی (کی) گردن کا (غلامی یا قرض سے) چھڑانا (۱۳) یا بھوک کے دن (۱۴) یتیم رشتہ دار (۱۵) یا خاکسار محتاج کو کھانا کھلانا (۱۶)[۱]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ رَدَّ عَنْ قَوْمٍ مِنَ الْمُسْلِمِينَ عَادِيَةَ [مَاءٍ] أَوْ نَارٍ أُوجِبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ.

جو شخص مسلمانوں کو سیلاب یا آگ لگنے جیسے خطرے سے نجات دیتا ہے۔اس پر جنت واجب ہے۔[۲]

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

مَنْ رَدَّ عَلَى الْمُسْلِمِينَ عَادِيَةَ مَاءٍ وَ عَادِيَةَ نَارٍ وَ عَادِيَةَ عَدُوٍّ مُكَابِرٍ لِلْمُسْلِمِينَ غَفَرَ اللهُ ذَنْبَهِ.

جو شخص سیلاب یا آگ لگنے کے خطرے سے بچاتا ہے یا دشمن جنگ جو سے ان کی حفاظت کرتا ہے اس پر جنت واجب ہے۔[۳]

(ط)۔جسمی اور ذہنی معذور:

اسلام میں جسمی اور ذہنی معذور محترم ہیں۔خدا انہیں ثواب عطا کرے گا اور جو لوگ ان سے نیکی کرتے ہیں ان کو بھی ثواب ملتا ہے۔

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

مَا مِنْ مُؤْمِنٍ إِلَّا وَ هُوَ يُذْكَرُ فِي كُلِّ أَرْبَعِينَ يوم [يَوْماً] يَوْماً يُصِيبُهُ بِبَلَاءٍ إِمَّا فِي مَالِهِ أَوْ فِي وَلَدِهِ أَوْ فِي نَفْسِهِ فَيُؤْجَرُ عَلَيْهِ.

ہر مومن کو چالیس دنوں میں کوئی نہ کوئی مصیبت دے کر متوجہ کیا جاتا ہے وہ مصیبت خواہ مالی ہو یا اولاد کے ذریعے ہو یا ان کے اپنے نفس کے ذریعے ہو پس اس پر (کامیابی کی صورت میں) اسے اجر دیا جاتا ہے۔[۴]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

إِذَا رَأَيْتُمْ أَهْلَ الْبَلَاءِ فَاحْمَدُوا اللهَ وَلَا تُسْمِعُوهُمْ فَإِنَّ ذَلِكَ يَحْزُنُهُمْ.

جب کسی دکھی اور مصیبت زدہ کو دیکھو تو ان کے سامنے خدا کی حمد نہ کرو کہ تم ان جیسے نہ ہو جاؤ۔اس سے ان کو تکلیف پہنچتی ہے۔[۵]

---

[۱] سورۂ بلد:۱۱۔۱۶

[۲] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۲/ ۱۶۴/ باب الاہتمام بامور المسلمین والنصیحۃ لہم ونفعہم..... ص:۱۶۳

[۳] کافی (ط-دارالحدیث)/ ج۳/ ۴۲۰/ ۷۰-باب الاہتمام بامور المسلمین والنصیحۃ لہم ونفعہم..... ص:۴۱۷

[۴] جامع الاخبار (للشعیری)/ ۱۱۴/ الفصل السبعون فی البلاء

[۵] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۲/ ۹۸/ باب الشکر..... ص:۹۴

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

اِذَا رَاَیْتَ الرَّجُلَ قَدِ ابْتُلِیَ وَ اَنْعَمَ اللّٰہُ عَلَیْکَ فَقُلِ اَللّٰھُمَّ اِنِّی لَا اَسْخَرُ وَ لَا اَفْخَرُ وَ لٰکِنْ اَحْمَدُکَ عَلٰی عَظِیْمِ نَعْمَائِکَ عَلَیَّ.

جب بھی تم کسی کو کسی مصیبت میں مبتلا دیکھو اور تمہارے پاس نعمت رہی ہو تو یہ پڑھو:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ لَا اَسْخَرُ وَ لَا اَفْخَرُ وَ لٰکِنْ اَحْمَدُکَ عَلٰی عَظِیْمِ نَعْمَآئِکَ عَلَیَّ.

خدایا! نہ مذاق کرتا ہوں نہ افتخار لیکن تیری عظیم نعمتوں کی حمد بجالاتا ہوں۔[1]

معذور افراد سے اچھا برتاؤ:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

لَا تُدِیْمُوا النَّظَرَ اِلٰی اَھْلِ الْبَلَاءِ وَ الْمَجْذُوْمِیْنَ فَاِنَّہُ یَحْزُنُھُمْ.

مصیبت زدہ اور جذام میں مبتلا افراد پر زیادہ نگاہ نہ ڈالا کرو کیونکہ وہ اس سے اور غمگین ہوتے ہیں۔[2]

معذور افراد سے نیکی کا ثواب:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ قَادَ ضَرِیْراً اَرْبَعِیْنَ خُطْوَۃً عَلٰی اَرْضٍ سَھْلَۃٍ- لَا یَفِیْ بِقَدْرِ اِبْرَۃٍ مِنْ جَمِیْعِہٖ طِلَاعُ الْاَرْضِ ذَھَباً فَاِنْ کَانَ فِیْمَا قَادَہُ مَھْلَکَۃٌ جَوَّزَہُ عَنْھَا وَجَدَ ذٰلِکَ فِیْ مِیْزَانِ حَسَنَاتِہٖ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ اَوْسَعَ مِنَ الدُّنْیَا مِائَۃَ اَلْفِ مَرَّۃٍ.

جو شخص کسی نابینا کی چالیس قدم تک رہنمائی کرے اللہ اسے بہت اجر عطا فرماتا ہے اور نابینا آدمی کو خطرناک جگہ سے بچا کر سیدھے راستے کی رہنمائی کرے تو روز قیامت اسے اتنا ثواب ملے گا کہ دنیا سے ایک لاکھ گنا اس کے اعمال کے ترازو میں نیکیاں ہوں گی۔[3]

نیز فرمایا:

وَ مَنْ کَفّٰی ضَرِیْراً حَاجَۃً مِنْ حَوَائِجِ الدُّنْیَا وَ مَشٰی لَہُ فِیْھَا حَتّٰی یَقْضِیَ اللّٰہُ لَہُ حَاجَتَہُ اَعْطَاہُ اللّٰہُ بَرَاءَۃً مِنَ النِّفَاقِ وَ بَرَاءَۃً مِنَ النَّارِ وَ قَضٰی لَہُ سَبْعِیْنَ حَاجَۃً مِنْ حَوَائِجِ الدُّنْیَا وَ لَا یَزَالُ یَخُوْضُ فِی

---

[1] بحارالانوار (ط-بیروت)/ ج۶۸/ ۳۴/ باب۶۱ الشکر..... ص:۱۸

[2] بحارالانوار (ط-بیروت)/ ج۷۲/ ۱۵/ باب32 آداب معاشرۃ العمیان والزمنی واصحاب العاہات المسریۃ..... ص:۱۴

[3] بحارالانوار (ط-بیروت)/ ج۷۲/ ۱۵/ باب32 آداب معاشرۃ العمیان والزمنی واصحاب العاہات المسریۃ..... ص:۱۴

رَحْمَةِ اللهِ عَزَّ وَ جَلَّ حَتّٰی یَرْجِعَ.

جوشخص کسی نابینا کی ایک حاجت پوری کرتا ہے جو وہ اس عمل کے لئے قدم اٹھاتا ہے تا کہ ضرورت مند کی ضرورت پوری کرے خدا اسے آگ سے نجات دیتا ہے اور دنیا کی ستر حاجات بھی پوری فرماتا ہے اور آخر تک رحمت الٰہی میں ہوتا ہے۔[1]

نیز فرمایا:

وَ مَنْ قَادَ ضَرِیراً اِلٰی مَسْجِدِهٖ اَوْ اِلٰی مَنْزِلِهٖ اَوْ لِحَاجَةٍ مِنْ حَوَائِجِهٖ کَتَبَ اللهُ لَهٗ بِکُلِّ قَدَمٍ رَفَعَهَا وَ وَضَعَهَا عِتْقَ رَقَبَةٍ وَ صَلَّتْ عَلَیْهِ الْمَلَائِکَةُ حَتّٰی یُفَارِقَهٗ.

جوشخص کسی نابینا کو مسجد یا گھر کی طرف راہنمائی کرتا ہے خدا اسے ہر قدم کے بدلے ایک غلام آزاد کرنے کا ثواب عطا کرتا ہے اور فرشتے اس پر درود بھیجتے ہیں یہاں تک کہ وہ دونوں جدا ہو جائیں۔[2]

۱۵۔ مسافروں کی مدد کرنے کا ثواب:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ اَعَانَ مُؤْمِناً مُسَافِراً فِی حَاجَةٍ نَفَّسَ اللهُ تَعَالٰی عَنْهُ ثَلَاثاً وَ سَبْعِینَ کُرْبَةً وَاحِدَةً فِی الدُّنْیَا مِنَ الْغَمِّ وَ الْهَمِّ وَ اثْنَتَیْنِ وَ سَبْعِینَ کُرْبَةً عِنْدَ الْکُرْبَةِ الْعُظْمٰی قِیلَ یَا رَسُولَ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وَ مَا الْکُرْبَةُ الْعُظْمٰی قَالَ حَیْثُ یَتَشَاغَلُ النَّاسُ بِاَنْفُسِهِمْ حَتّٰی اِنَّ اِبْرَاهِیمَ علیہ السلام یَقُولُ- اَسْاَلُکَ بِخُلَّتِی اَنْ لَا تُسَلِّمَنِی اِلَیْهَا.

جوشخص کسی مومن مسلمان مسافر کی ضرورت کو پورا کرتا ہے۔ خدا اس سے بہتر (۷۲) مصیبتیں دور کرتا ہے۔

پوچھا گیا: اے اللہ کے رسولؐ! بڑی مصیبت کیا ہے؟

آپ نے فرمایا: جب روز قیامت اپنے آپ میں مشغول ہوں گے۔ حتیٰ کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام فرماتے ہیں کہ خدایا! تیری دوستی کی قسم! مجھے بڑی مصیبت میں گرفتار نہ فرما۔[3]

---

[1] من لایحضرہ الفقیہ/ ج ۴/ ۱۶/ باب ذکر جمل من مناہی النبی ص..... ص: ۳

[2] وسائل الشیعۃ/ ج ۱۶/ ۳۴۳/ ۲۲- باب استحباب نفع المؤمنین..... ص: ۳۴۱

[3] بحار الانوار (ط- بیروت)/ ج ۷۳/ ۲۸۸/ باب ۵۴ فضل اعانۃ المسافرین وزیارتہم بعد قدومہم وآداب القادم من السفر ..... ص: ۲۸۷

تیسرا حصہ

لوگوں کا تعامل اور اسلامی نظام

حضرت علی علیہ السلام معاشرے کے نظام اور حکومت کو تسبیح کے دانوں کی مانند سمجھتے ہیں۔ اور اس سے بہرہ مند ہونے کے لئے نظام اسلامی کے بغیر ممکن نہیں۔[1] نظام اسلامی کے بارے میں بہت مطالب کتب میں موجود ہیں۔ یہاں پر ان مطالب کو چار فصلوں میں بیان کرتے ہیں۔

پہلی فصل:

سیاسی نظام

اہمیت تشکیل اسلامی نظام:

اسلامی نظام کی تشکیل ضروریات دین اسلام یوں سے اور مذہب شیعہ کا ورثہ ہے۔ اسلامی حکومت کے بغیر اسلامی احکام کا اجراء، امور سیاسی، اجتماعی، ثقافتی، امن اور فوجی حتیٰ کہ مسلمانوں کے انفرادی و مذہبی امور معطل ہو جاتے ہیں یہ تاریخی تجربہ ہے اور اس حقیقت کو واضح کرتا ہے اس لئے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ ہجرت کے بعد اولین کام یہ کیا کہ اسلامی نظام و حکومت کی بنیاد رکھی۔

امام رضا علیہ السلام اس کے بارے میں فرماتے ہیں:

اَنَّا لَا نَجِدُ فِرْقَةً مِنَ الْفِرَقِ وَ لَا مِلَّةً مِنَ الْمِلَلِ بَقُوا وَ عَاشُوا اِلَّا بِقَيِّمٍ وَ رَئِيسٍ وَ لِمَا لَا بُدَّ لَهُمْ مِنْهُ فِي اَمْرِ الدِّينِ وَ الدُّنْيَا ..... وَ لَا قِوَامَ لَهُمْ اِلَّا بِهِ.

---

[1] مَكَانُ النِّظَامِ مِنَ الْخَرَزِ يَجْمَعُهُ وَ يَضُمُّهُ فَاِنِ انْقَطَعَ النِّظَامُ تَفَرَّقَ الْخَرَزُ وَ ذَهَبَ ثُمَّ لَمْ يَجْتَمِعْ بِحَذَافِيرِهِ اَبَداً
امور (سلطنت) میں حاکم کی حیثیت وہی ہوتی ہے جو مہروں میں ڈورے کی جو انہیں سمیٹ کر رکھتا ہے۔ جب ڈور ٹوٹ جائے تو سب مہرے بکھر جائیں گے اور پھر کبھی سمٹ نہ سکیں گے۔ (نہج البلاغۃ (للصبحی صالح)/ ۲۰۳/ ۱۴۶ و من کلام لہ ع وقد استشارہ عمر بن الخطاب فی الشخوص..... ص: ۲۰۳)

ہر قوم وملت کی پائیداری کے لئے قوام بخش حاکم کی ضرورت ہوتی ہے۔لوگ ناچار ہیں لہٰذا انہیں دین ودنیا کے امور کے لئے حاکم کی ضرورت ہوتی ہے.....جس سے حکومت تاسیس ہوتی ہے۔[1]

عادل حاکم کی ضرورت:

اسلامی حکومت میں عادل حاکم کا ہونا بھی ضروریات میں سے ہے۔اسلام میں اس کی تصریح کی گئی اور بڑی تاکید ہوئی ہے۔

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

لَا يَسْتَغْنِي اَهْلُ كُلِّ بَلَدٍ عَنْ ثَلَاثَةٍ يَفْزَعُ اِلَيْهِمْ فِي اَمْرِ دُنْيَاهُمْ وَ آخِرَتِهِمْ فَاِنْ عَدِمُوا ذٰلِكَ كَانُوا هَمَجاً فَقِيهٍ عَالِمٍ وَرَعٍ وَ اَمِيرٍ خَيِّرٍ مُطَاعٍ وَ طَبِيبٍ بَصِيرٍ ثِقَةٍ.

تین چیزیں ایسی ہیں کہ ہر شہری کو ان کی ضرورت ہوتی ہے تاکہ دنیا وآخرت میں ان کی پناہ لیں۔اگر یہ تین نہ ہوں تو وہ زندگی میں مشکلات کا شکار ہوجاتے ہیں۔فقیہ دانا، پرہیزگار اور نیک حاکم جس کی لوگ اتباع کریں اور لوگوں کو اس پر اعتماد ہو۔[2]

امام رضا علیہ السلام نے فرمایا:

..... لَوْ لَمْ يَجْعَلْ لَهُمْ اِمَاماً قَيِّماً اَمِيناً حَافِظاً مُسْتَوْدَعاً لَدَرَسَتِ الْمِلَّةُ وَ ذَهَبَ الدِّينُ وَ غُيِّرَتِ السُّنَنُ وَ الْاَحْكَامُ وَ لَزَادَ فِيهِ الْمُبْتَدِعُونَ وَ نَقَصَ مِنْهُ الْمُلْحِدُونَ وَ شَبَّهُوا ذٰلِكَ عَلَى الْمُسْلِمِينَ.

.....اگر لوگوں کے لئے امام، شجاع رہبر امانت دار، نگہبان اور پاک دل قرار نہ دیا جائے تو آئین نابود ہوجاتا ہے۔دین ختم ہوجاتا ہے سنت اور احکام الٰہی تبدیل ہوجاتے۔بدعت گزار غالب آجاتے اور ملحد لوگ کم ہوجاتے اور مسلمانوں میں شبہ پیدا ہوجاتا۔[3]

اسلامی حاکم کے اوصاف:

اسلامی حکومت میں حاکم اور دوسرے سربراہ میں کچھ صفات پائی جاتی ہیں کہ بعض کی طرف سے ہم استفادہ کرتے ہیں۔

۱۔عدالت محوری:

معصومین علیہم السلام کے کلام میں اس عدالت کے بارے میں وضاحت ہوئی ہے کیونکہ بعض مقامات پر عدالت امام اور دوسرے

---

[1] عیون اخبار الرضا علیہ السلام/ ج ۲/ ۱۰۱/ ۳۴ باب العلل التی ذکر الفضل بن شاذان فی آخرہا ص:۹۹

[2] تحف العقول/ النص/ ۳۲۱/ ومن کلامہ ع سماہ بعض الشیعۃ نثر الدرر..... ص:۳۱۵

[3] عیون اخبار الرضا علیہ السلام/ ج ۲/ ۱۰۱/ ۳۴ باب العلل التی ذکر الفضل بن شاذان فی آخرہا انہ سمعہا..... ص:۹۹

سربراہوں کے اوصاف بیان ہوئے ہیں۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

سَاعَةٌ مِنْ اِمَامٍ عَدْلٍ اَفْضَلُ مِنْ عِبَادَةِ سَبْعِينَ سَنَةً.....

عادل امام کا ایک لحظہ ستر سال کی عبادت سے افضل ہے.....۔[1]

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

اَلْعَدْلُ جُنَّةُ الدُّوَلِ.

عدالت حکومت کی ڈھال ہے۔[2]

حاکم کی پیروی کے بارے میں امام رضا علیہ السلام فرماتے ہیں:

فَاِنْ قَالَ قَائِلٌ فَلِمَ جَعَلَ اُولِی الْاَمْرِ وَ اَمَرَ بِطَاعَتِهِمْ قِيلَ لِعِلَلٍ كَثِيرَةٍ مِنْهَا اَنَّ الْخَلْقَ لَمَّا وَقَفُوا عَلَى حَدٍّ مَحْدُودٍ وَ اُمِرُوا اَنْ لَا يَتَعَدَّوْا ذَلِكَ الْحَدَّ لِمَا فِيهِ مِنْ فَسَادِهِمْ لَمْ يَكُنْ يَثْبُتُ ذَلِكَ وَ لَا يَقُومُ اِلَّا بِاَنْ يَجْعَلَ عَلَيْهِمْ فِيهِ اَمِيناً يَمْنَعُهُمْ مِنَ التَّعَدِّي.

اگر کہا جائے۔ خدا نے کیوں اولوالامر کو منصوب کیا اور اس کی اطاعت سب پر واجب کی ہے؟ اس کے جواب میں کہا جائے گا کہ اس کی کئی علتیں ہوسکتی ہیں ان میں سے ایک یہ کہ لوگ دین کے پابند ہوں واجبات ومحرمات کی رعایت کریں، تجاوز نہ کریں ورنہ فساد برپا ہوجاتا ہے۔ حدود الٰہی کی بقا اور اجراء نہیں ہوتا مگر ایک امین والی کے بغیر جو لوگوں کو ظلم وتعدی سے روکتا ہے۔[3]

۲۔ ذمہ داری قبول کرنا:

اسلامی نظام میں لوگوں کے تمام طبقات اپنی ذمہ داری کے پابند ہیں۔ یہ صفت حاکموں اور سربراہوں میں زیادہ بااہمیت ہے۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اَلَا كُلُّكُمْ رَاعٍ وَ كُلُّكُمْ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ فَالْاَمِيرُ عَلَى النَّاسِ رَاعٍ وَ هُوَ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ.

آگاہ رہو! تم سب اپنے اپنے عہدات میں ذمہ دار ہو، پس حاکم لوگوں کے مقابلے میں ان کا مسؤل ہے۔[4]

آپؐ نے فرمایا:

مَنْ تَوَلَّى عِرَافَةَ قَوْمٍ اُتِيَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَ يَدَاهُ مَغْلُولَتَانِ اِلَى عُنُقِهِ فَاِنْ قَامَ فِيهِمْ بِاَمْرِ اللهِ عَزَّ وَ

---

[1] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۷/ ۱۷۵/ باب التحدید..... ص: ۱۷۴

[2] غرر الحکم ودرر الکلم/ ۱۰۲/ ۱۸۹۵..... ص: ۱۰۲

[3] عیون اخبار الرضا علیہ السلام/ ج ۲/ ۱۰۰/ ۳۴ باب العلل التی ذکر الفضل بن شاذان فی آخرہا انہ سمعہا..... ص: ۹۹

[4] مجموعۃ ورام/ ج ۱/ ۶/ فہرست ما فی ہذا المجلد..... ص: ۵

جَلَّ اَطْلَقَهُ اللهُ وَاِنْ كَانَ ظَالِماً هُوِیَ بِهِ فِی نَارِ جَهَنَّمَ وَبِئْسَ الْمَصِیرُ.

جو شخص کسی قوم کا رہبر بنتا ہے روز قیامت اس کے دونوں ہاتھ گردن میں بندے ہوئے ہوں گے۔ اگر خدا کے حکم کے مطابق عمل کرتا تھا۔ خدا اسے آزاد فرمادے گا اور اگر ظالم ہو دوزخ کی آگ میں جائے گا بری برگشت ہے۔ [1]

۳۔ لوگوں کی خیر خواہی:

حضرت علی علیہ السلام نے خطبہ میں لوگوں سے فرمایا:

اَیُّهَا النَّاسُ اِنَّ لِی عَلَیْکُمْ حَقّاً وَلَکُمْ عَلَیَّ حَقٌّ فَاَمَّا حَقُّکُمْ عَلَیَّ فَالنَّصِیحَةُ لَکُمْ.

اے لوگو! بے شک میں تم پر حق رکھتا ہوں۔ اور تم مجھ پر حق رکھتے ہو۔ تمہارا مجھ پر یہ حق ہے کہ میں تمہارا خیر خواہ ہوں۔ [2]

۴۔ لوگوں پر مہربانی:

امام سجاد علیہ السلام نے فرمایا:

وَتَکُونَ لَهُمْ کَالْوَالِدِ الرَّحِیمِ.

حاکم لوگوں کے لئے مہربان باپ کی مانند ہونا چاہئے۔ [3]

۵۔ بخشش:

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

اَفْضَلُ الْمُلُوکِ مَنْ اُعْطِیَ ثَلَاثَ خِصَالٍ الرَّاْفَةَ وَالْجُودَ وَالْعَدْلَ.

افضل ترین حاکم وہ ہیں کہ جن میں تین صفات پائی جائیں:

(۱) مہربانی (۲) بخشش (۳) عدالت۔ [4]

۶۔ سادہ زندگی:

حاکم لوگوں کی سادہ زندگی امت اسلامی کے لئے آرام اور اعتماد کا باعث ہے۔ اس لئے حضرت علی علیہ السلام نے بصرہ کے فرمانبردار عثمان بن حنیف کو خط میں لکھا:

اِنَّ اِمَامَکُمْ قَدِ اکْتَفَی مِنْ دُنْیَاهُ بِطِمْرَیْهِ وَمِنْ طُعْمِهِ بِقُرْصَیْهِ اَلَا وَاِنَّکُمْ لَا تَقْدِرُونَ عَلَی ذَلِکَ وَلَکِنْ اَعِینُونِی بِوَرَعٍ وَاجْتِهَادٍ وَعِفَّةٍ وَسَدَادٍ فَوَاللهِ مَا کَنَزْتُ مِنْ دُنْیَاکُمْ تِبْراً وَلَا ادَّخَرْتُ مِنْ غَنَائِمِهَا وَفْراً وَلَا اَعْدَدْتُ لِبَالِی ثَوْبِی طِمْراً وَلَا حُزْتُ مِنْ اَرْضِهَا شِبْراً وَلَا اَخَذْتُ مِنْهُ اِلَّا

---

[1] من لایحضرہ الفقیہ/ ج ۴/ ۱۸/ باب ذکر جمل من مناہی النبی ص..... ص: ۳

[2] نہج البلاغۃ (للصبحی صالح)/ ۷۹/ طریق السداد..... ص: ۷۹

[3] من لایحضرہ الفقیہ/ ج ۲/ ۶۲۱/ باب الحقوق..... ص: ۶۱۸

[4] تحف العقول، النص، ص: ۳۱۹

كَقُوتِ اٰتَانٍ دَبِرَةٍ

تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ ہر مقتدی کا ایک پیشوا ہوتا ہے جس کی وہ پیروی کرتا ہے اور جس کے نور علم سے کسب ضیا کرتا ہے دیکھو تمہارے امام کی حالت تو یہ ہے کہ اس نے دنیا کے ساز و سامان میں سے دو پھٹی پرانی چادروں اور کھانے میں سے دو روٹیوں پر قناعت کر لی ہے میں مانتا ہوں کہ تمہارے بس کی یہ بات نہیں لیکن اتنا تو کرو کہ پرہیز گاری سعی و کوشش پاکدامنی اور سلامت روی میں میرا ساتھ دو۔ خدا کی قسم! میں نے تمہاری دنیا سے سونا سمیٹ کر نہیں رکھا اور نہ اس کے مال و متاع میں سے انبار جمع کر کے رکھے ہیں۔[1]

حاکم کے وظائف:

اسلامی نظام کے حاکموں کے وظائف ہوتے ہیں جن میں لوگوں کی رشد و ہدایت، جان و مال اور آبرو کی حفاظت ہے۔ ان میں سے اہم وظائف کی طرف اشارہ کرتے ہیں:

۱۔ علمی ترقی:

اسلامی نظام میں حاکموں کا وظیفہ ہے وہ علمی اور تحقیقی مراکز قائم کریں جیسے نرسری اسکول، پرائمری اور ہائی اور کالج و یونیورسٹی .....صحیح تربیت کے مقدمات، جہالت کا خاتمہ، مختلف علوم وفنون کے شعبے قائم کریں۔ امت اسلامی کو فائدہ دینا ان کا وظیفہ ہے۔ علمی ترقی عروج پر ہونی چاہیے۔

حضرت علی علیہ السلام فرمایا:

تَعْلِيمُكُمْ كَيْلَا تَجْهَلُوا وَ تَأْدِيبُكُمْ كَيْمَا تَعْلَمُوا

تمہیں تعلیم دوں تا کہ تم جاہل نہ رہو اور اس طرح تمہیں تہذیب سکھاؤں، جس پر تم عمل کرو[2]

ایک اور حدیث میں امام علیہ السلام نے فرمایا:

عَلَى الْإِمَامِ أَنْ يُعَلِّمَ أَهْلَ وَلَايَتِهِ حُدُودَ الْإِسْلَامِ وَ الْإِيمَانِ.

اسلامی حاکم پر ضروری ہے کہ صاحبان ولایت کے اسلام کی حدود اور ایمان کے بارے میں جانے (اور ان کا خیال کرے)۔[3]

۲۔ اُمید بخش:

اسلامی حاکم کے اہم وظائف میں سے ایک وظیفہ یہ ہے کہ امت اسلامی میں فتنہ کی آگ بھڑک اٹھے اور معاشرے کو مشکلات کا سامنا ہو تو ہو سکتا ہے کہ امت گمراہ ہو جائے۔ حاکم کا کام ہے کہ وہ لوگوں کے دلوں میں نور کی امید روشن کرے اور لوگوں کو تفرقہ بازی، نا

---

[1] نہج البلاغہ نامہ ۴۵ مترجم مفتی جعفر حسین اعلی اللہ مقامہ

[2] نہج البلاغہ، خطبہ ۳۴، مترجم مفتی جعفر حسین اعلی اللہ مقامہ

[3] غرر الحکم و درر الکلم / ۴۵۳ / ۲۸..... ص: ۴۵۳

امیدی اور پریشانی سے نجات دے۔

حضرت علی علیہ السلام "رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم امت اسلامی کا حاکم ورہبر" کے عنوان سے ان کی تعریف میں فرماتے ہیں:

فَهَدَاهُمْ بِهِ مِنَ الضَّلَالَةِ وَ اَنْقَذَهُمْ بِمَكَانِهِ مِنَ الْجَهَالَةِ.

خدا نے نبی کو بھیج کر لوگوں کو جہالت، گمراہی اور سرگردانی سے نجات دی ہے۔[1]

ایک اور جگہ فرماتے ہیں:

طَبِيبٌ دَوَّارٌ بِطِبِّهِ قَدْ اَحْكَمَ مَرَاهِمَهُ وَ اَحْمَى مَوَاسِمَهُ يَضَعُ ذَلِكَ حَيْثُ الْحَاجَةُ اِلَيْهِ مِنْ قُلُوبٍ عُمْيٍ وَ آذَانٍ صُمٍّ وَ اَلْسِنَةٍ بُكْمٍ مُتَتَبِّعٌ بِدَوَائِهِ مَوَاضِعَ الْغَفْلَةِ وَ مَوَاطِنَ الْحَيْرَةِ.

وہ ایک طبیب تھے جو اپنی حکمت وطب کو لیے ہوئے چکر لگا رہا ہو۔ اس نے اپنے مرہم ٹھیک ٹھاک کر لیے ہوں اور داغنے کے آلات تپا لیے ہوں۔ وہ اندھے دلوں بہرے کانوں، گونگی زبانوں (کے علاج معالجہ) میں جہاں ضرورت ہوتی ہے، ان چیزوں کو استعمال میں لاتا ہو، اور دوا لیے غفلت زدہ اور حیرانی و پریشانی کے مارے ہوؤں کی کھوج میں لگا رہتا ہو۔[2]

اسلامی حاکموں سے امت ناامید بھی ہو جاتی ہے۔ اگر تبلیغ ارشاد، نصیحت اور تذکر موثر نہ ہو تو دل و جان قربان کرنا ہوتا ہے۔ سالار شہداء امام حسین علیہ السلام نے اس طرح کیا۔ زیارت اربعین میں ہم پڑھتے ہیں:

وَ بَذَلَ مُهْجَتَهُ فِيكَ لِيَسْتَنْقِذَ عِبَادَكَ مِنَ الْجَهَالَةِ، وَ حَيْرَةِ الضَّلَالَةِ،

اور تیری خاطر اپنی جان قربان کی تا کہ تیرے بندوں کو نجات دلائیں نادانی وگمراہی کی پریشانیوں سے جبکہ ان پر ان لوگوں نے ظلم کیا جنہیں دنیا نے مغرور بنا دیا تھا۔[3]

۳۔ حاکم تک لوگوں کی رسائی ہونا:

حاکموں تک لوگوں کی رسائی ہونی چاہیے تا کہ وہ امت اسلامی کی مشکلات کا حل تلاش کریں۔

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

مَنْ تَوَلَّى اَمْراً مِنْ اُمُورِ النَّاسِ فَعَدَلَ وَ فَتَحَ بَابَهُ وَ رَفَعَ سِتْرَهُ وَ نَظَرَ فِي اُمُورِ النَّاسِ كَانَ حَقّاً عَلَى اللهِ عَزَّ وَ جَلَّ اَنْ يُؤْمِنَ رَوْعَتَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَ يُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ.

جو شخص لوگوں کے کام کا ذمہ لیتا ہے۔ اسے عدالت سے کام لینا چاہیے اس کا دروازہ لوگوں کے لئے کھلا ہونا چاہیے، حاکم اور عوام کے درمیان موانع نہیں ہونے چاہئے، کام کا معیار قوم کی خدمت ہونا ضروری ہے۔ خداوند عالم اسے روزِ

---

[1] نہج البلاغۃ (للصبحی صالح)/ ۴۴/ مبعث النبی..... ص: ۴۴

[2] نہج البلاغۃ (للصبحی صالح)/ ۱۵۶/ فتنۃ بنی امیۃ..... ص: ۱۵۶

[3] مصباح المتہجد، ص ۵۸۹، زیارت اربعین امام حسین علیہ السلام

قیامت دوزخ کی آگ کے خطرے سے امان میں رکھے گا اور جنت میں بھیجے گا۔[1]

۴۔ تذکیہ نفس وتہذیب:

انسان کا نفس پاک ہو اور رذائل اخلاقی سے خالی ہونا چاہیے۔ ہر مسلمان پر لازم ہے لیکن حاکم ورہبر پر اور زیادہ ضروری ہے۔

حضرت امیر علیہ السلام فرماتے ہیں:

مَنْ نَصَبَ نَفْسَهُ لِلنَّاسِ اِمَاماً فَلْيَبْدَاْ بِتَعْلِيمِ نَفْسِهِ قَبْلَ تَعْلِيمِ غَيْرِهِ وَ لْيَكُنْ تَاْدِيبُهُ بِسِيرَتِهِ قَبْلَ تَاْدِيبِهِ بِلِسَانِهِ وَ مُعَلِّمُ نَفْسِهِ وَ مُؤَدِّبُهَا اَحَقُّ بِاْلِاجْلَالِ مِنْ مُعَلِّمِ النَّاسِ وَ مُؤَدِّبِهِمْ.

جو لوگوں کا پیشوا بنتا ہے تو اسے دوسروں کو تعلیم دینے سے پہلے اپنے کو تعلیم دینا چاہیے اور زبان سے درس اخلاق دینے سے پہلے اپنی سیرت وکردار سے تعلیم دینا چاہیے۔ اور جو اپنے نفس کی تعلیم وتادیب کرلے، وہ دوسروں کی تعلیم وتادیب کرنے والے سے زیادہ احترام کا مستحق ہے۔[2]

۵۔ لوگوں کے اسرار کی حفاظت:

اسلامی حاکموں کا لوگوں کی عزت نفس کی حفاظت کے علاوہ یہ بھی وظیفہ ہوتا ہے کہ لوگوں کے عیب اور راز پوشیدہ رہیں لوگوں کی اہانت نہ ہو بلکہ اگر عیب ظاہر ہو جائیں تو انہیں پنہاں کرنے کا راہ حل تلاش کرنا چاہیے اور مومن کا عمل صحت پر حمل کرنا چاہیے۔

حضرت علی علیہ السلام مالک اشتر سے اپنے عہدنامہ میں فرماتے ہیں:

وَ لْيَكُنْ اَبْعَدَ رَعِيَّتِكَ مِنْكَ وَ اَشْنَاَهُمْ عِنْدَكَ اَطْلَبُهُمْ لِمَعَايِبِ النَّاسِ فَاِنَّ فِي النَّاسِ عُيُوباً الْوَالِي اَحَقُّ مَنْ سَتَرَهَا فَلَا تَكْشِفَنَّ عَمَّا غَابَ عَنْكَ مِنْهَا فَاِنَّمَا عَلَيْكَ تَطْهِيرُ مَا ظَهَرَ لَكَ وَ اللهُ يَحْكُمُ عَلَى مَا غَابَ عَنْكَ فَاسْتُرِ الْعَوْرَةَ مَا اسْتَطَعْتَ يَسْتُرِ اللهُ مِنْكَ مَا تُحِبُّ سَتْرَهُ مِنْ رَعِيَّتِكَ.

اور تمہاری رعایا میں تم سے سب سے زیادہ دور اور سب سے زیادہ تمہیں ناپسند وہ ہونا چاہئے جو لوگوں کی عیب جوئی میں زیادہ لگا رہتا ہو۔ کیونکہ لوگوں میں عیب تو ہوتے ہی ہیں۔ حاکم کے لئے انتہائی شایان یہ ہے کہ ان پر پردہ ڈالے۔ لہٰذا جو عیب تمہاری نظروں سے اوجھل ہوں، انہیں نہ اچھالنا۔ کیونکہ تمہارا کام انہی عیبوں کو مٹانا ہے کہ جو تمہارے اوپر ظاہر ہوں اور جو چھپے ڈھکے ہوں۔ ان کا فیصلہ اللہ کے ہاتھ ہے۔ اس لئے جہاں تک بن پڑے عیبوں کو چھپاؤ تاکہ اللہ بھی تمہارے ان عیوب کی پردہ پوشی کرے جنہیں تم رعیت سے پوشیدہ رکھنا چاہتے ہو۔[3]

۶۔ خطاؤں سے چشم پوشی:

حاکموں کا دوسرا وظیفہ یہ ہے کہ وہ لوگوں کی لغزشوں اور غلطیوں سے چشم پوشی کریں بلکہ نیک افراد سے احسان کریں۔ حضرت علی علیہ السلام مالک اشتر سے فرماتے ہیں:

---

[1] الامالی (للصدوق)/ النص/ ۲۴۵/ المجلس الثالث والاربعون

[2] نہج البلاغہ حکمت ۷۳

[3] نہج البلاغہ نامہ ۵۳ عہدنامہ مالک اشتر

فَأَعْطِهِمْ مِنْ عَفْوِكَ وَ صَفْحِكَ مِثْلِ الَّذِي تُحِبُّ وَ تَرْضَى أَنْ يُعْطِيَكَ اللهُ مِنْ عَفْوِهِ وَ صَفْحِهِ.

ان کے ہاتھوں سے جان بوجھ کر یا بھولے چوکے سے غلطیاں بھی ہوں گی۔تم ان سے اسی طرح عفو ودرگزر سے کام لینا جس طرح اللہ سے اپنے لئے عفو ودرگزر کو پسند کرتے ہو۔[1]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

ثَلَاثَةٌ تَجِبُ عَلَى السُّلْطَانِ لِلْخَاصَّةِ وَ الْعَامَّةِ مُكَافَأَةُ الْمُحْسِنِ بِالْإِحْسَانِ لِيَزْدَادُوا رَغْبَةً فِيهِ وَ تَغَمُّدُ ذُنُوبِ الْمُسِيءِ لِيَتُوبَ وَ يَرْجِعَ عَنْ غَيِّهِ وَ تَأَلُّفُهُمْ جَمِيعاً بِالْإِحْسَانِ وَ الْإِنْصَافِ.

حاکم پر لازم ہے کہ تین چیزوں میں ہر عام وخاص کے ساتھ ایک جیسا سلوک کریں:

۱۔نیک افراد کو نیکی کا اجر دینا تا کہ انہیں نیک کاموں میں رغبت ہو۔

۲۔گناہ گاروں کی خطاؤں سے چشم پوشی کرنا تا کہ وہ توبہ کریں۔

۳۔تالف قلوب،تمام لوگوں پر احسان وانصاف سے پیش آنا۔[2]

امام سجاد علیہ السلام نے حاکم کے وظائف کے بارے میں فرمایا:

أَمَّا حَقُّ رَعِيَّتِكَ بِالسُّلْطَانِ فَأَنْ تَعْلَمَ أَنَّهُمْ صَارُوا رَعِيَّتَكَ لِضَعْفِهِمْ وَ قُوَّتِكَ فَيَجِبُ أَنْ تَعْدِلَ فِيهِمْ وَ تَكُونَ لَهُمْ كَالْوَالِدِ الرَّحِيمِ وَ تَغْفِرَ لَهُمْ جَهْلَهُمْ وَ لَا تُعَاجِلَهُمْ بِالْعُقُوبَةِ وَ تَشْكُرَ اللهَ عَزَّ وَ جَلَّ عَلَى مَا آتَاكَ مِنَ الْقُوَّةِ عَلَيْهِمْ.

رعایا کا حق حالم پر یہ ہے کہ تم یہ سمجھ لو کہ یہ تمہاری قوت اور اپنی کمزوری کی بنا پر تمہاری رعایا ہیں تم پر واجب ہے کہ ان کے درمیان عدل سے کام لو اور ان پر ایسی شفقت کرو جیسے ایک مہربان باپ ہوتا ہے اور ان کی ناسمجھی کو معاف کرو ان کو سزا دینے میں عجلت سے کام نہ لو اور خدا نے تمہیں لوگوں پر جو حاکمیت دی ہے اللہ کا شکر کرو۔[3]

۷۔لوگوں سے محبت:

حضرت علی علیہ السلام عہد نامہ مالک اشتر میں ان سے یوں خطاب فرماتے ہیں:

وَ أَشْعِرْ قَلْبَكَ الرَّحْمَةَ لِلرَّعِيَّةِ وَ الْمَحَبَّةَ لَهُمْ وَ اللُّطْفَ بِهِمْ وَ لَا تَكُونَنَّ عَلَيْهِمْ سَبُعاً ضَارِياً تَغْتَنِمُ أَكْلَهُمْ فَإِنَّهُمْ صِنْفَانِ إِمَّا أَخٌ لَكَ فِي الدِّينِ وَ إِمَّا نَظِيرٌ لَكَ فِي الْخَلْقِ.

رعایا کے لئے اپنے دل کے اندر رحم ورافت اور لطف ومحبت کو جگہ دو۔ان کے لئے پھاڑ کھانے والا درندہ نہ بن جاؤ کہ انہیں نگل جانا غنیمت سمجھتے ہو۔اس لئے کہ رعایا میں دو قسم کے لوگ ہیں۔ایک تو تمہارے دینی بھائی اور دوسرے تمہارے

---

[1] نہج البلاغہ نامہ ۵۳ عہد نامہ مالک اشتر

[2] تحف العقول/النص/۳۱۹/ومن کلامہ ع سماہ بعض الشیعۃ نثر الدرر..... ص:۳۱۵

[3] من لایحضرہ الفقیہ/ج۲/۶۲۱/باب الحقوق..... ص:۶۱۸

جیسی مخلوقِ خدا۔[1]

۸۔سرحدوں کی حفاظت:

اسلامی حاکم کا ایک وظیفہ یہ بھی ہے کہ اسلامی جغرافیائی حدود کی حفاظت کی جائے اگر وہ کوتاہی کرتا ہے تو اس کا انجام نظام کی نابودی کا سبب ہے۔

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

لَيْسَ يُحَبُّ لِلْمُلُوكِ اَنْ يُفَرِّطُوا فِي ثَلَاثٍ فِي حِفْظِ الثُّغُورِ.

حاکم کے لئے جائز نہیں کہ سرحدوں کی حفاظت میں کوتاہی کرے۔[2]

اسی طرح آپ نے شام کے حملہ کے مقابلے میں اسلامی حدود کے دفاع کے بارے میں کوفیوں سے اس طرح خطاب فرمایا:

وَ خُذُوا مَهَلَ الْاَيَّامِ وَ حُوطُوا قَوَاصِيَ الْاِسْلَامِ اَلَا تَرَوْنَ اِلَى بِلَادِكُمْ تُغْزَى وَ اِلَى صَفَاتِكُمْ تُرْمَى.

اسلامی شہروں کی سرحدوں کو گھیر لو کیا تم اپنے شہروں کو نہیں دیکھتے کہ ان پر حملے ہو رہے ہیں اور تمہاری قوت و طاقت کو نشانہ بنایا جا رہا ہے۔[3]

۹۔صالح افراد کو عہدہ دینا:

اسلامی حاکم پر ضروری ہے کہ وہ نظام اسلامی کے لئے صالح افراد کا انتخاب کرے۔غیر صالح افراد نظام کو خراب کرتے ہیں۔

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

لَيْسَ يُحَبُّ لِلْمُلُوكِ اَنْ يُفَرِّطُوا فِي ثَلَاثٍ فِي حِفْظِ الثُّغُورِ وَ تَفَقُّدِ الْمَظَالِمِ وَ اخْتِيَارِ الصَّالِحِينَ لِاَعْمَالِهِمْ.

تین امور میں حاکموں کو کوتاہی نہیں کرنی چاہیے۔(۱) سرحدوں کی حفاظت، (۲) پامال حقوق کی بحالی، (۳) صالح افراد کو عہدہ دینا۔[4]

۱۰۔محروم کی حمایت:

مظلوم و محروم افراد کی حمایت اسلامی حاکموں کا وظیفہ ہے۔حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

وَ مَا اَخَذَ اللّٰهُ مِنْ اَوْلِيَاءِ الْاَمْرِ مِنْ اَنْ لَا يُقَارُّوا عَلَى كِظَّةِ ظَالِمٍ وَ سَغَبِ مَظْلُومٍ.

---

[1] نہج البلاغۃ (للصبحی صالح)/ ۴۲۷/ ۵۳ ومن کتاب لہ ع کتبہ للاشتر النخعی [رحمہ اللہ] لما ولاہ علی مصر واعمالہا..... ص:۴۲۶

[2] تحف العقول/ النص/ ۳۱۹/ ومن کلام لہ ع سماہ بعض الشیعۃ نثر الدرر..... ص:۳۱۵

[3] نہج البلاغۃ (للصبحی صالح)/ ۳۵۷/ ۲۳۸ ومن کلام لہ ع فی شان الحکمین وذم اہل الشام..... ص:۳۵۷

[4] تحف العقول/ النص/ ۳۱۹/ ومن کلام لہ ع سماہ بعض الشیعۃ نثر الدرر..... ص:۳۱۵

خدا نے اسلامی حاکموں سے پیمان لیا ہے کہ ظالموں کی پرخوری اور مظلوموں کی بھوک پر خاموش نہ رہیں۔[1]

۱۱۔ چاپلوس پر توجہ نہ دینا:

حضرت علی علیہ السلام نے مالک اشتر کو فرمایا:

لَا تَعْجَلَنَّ اِلَی تَصْدِیقِ سَاعٍ فَاِنَّ السَّاعِیَ غَاشٌّ وَاِنْ تَشَبَّهَ بِالنَّاصِحِینَ.

اے مالک! سخن چین اور چاپلوس افراد کے بارے میں جلدی تصدیق نہ کرنا کیونکہ یہ افراد حیلہ گر اور فریب کار ہوتے ہیں اگرچہ اپنے آپ کو خیر خواہ ظاہر کرتے ہیں۔[2]

۱۲۔ ظلم، جھوٹ اور خیانت سے پرہیز:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنِ اسْتَرْعَی رَعِیَّةً فَغَشَّهَا حَرَّمَ اللهُ عَلَیْهِ الْجَنَّةَ.

جو شخص لوگوں کا رہبر ہے اسے ان سے خیانت نہیں کرنی چاہیے خدا اس پر جنت کو حرام کر دیتا ہے۔[3]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

یُهْلِكُ اللهُ سِتّاً لِسِتٍّ الْاُمَرَاءَ بِالْجَوْرِ.

خداوند عالم ظالم حاکموں کو ان کے ظلم کی وجہ سے انہیں نابود کر دیتا ہے۔[4]

امام رضا علیہ السلام نے فرمایا:

اِذَا کَذَبَ الْوُلَاةُ حُبِسَ الْمَطَرُ وَاِذَا جَارَ السُّلْطَانُ هَانَتِ الدَّوْلَةُ.

جب بھی حاکم جھوٹ بولیں گے۔ بارش نہیں آتی اور جب حاکم ستم کرتا ہے تو دولت سست ہو جاتی ہے۔[5]

اسلامی حاکم کے مقابلے میں لوگوں کے وظائف:

جس طرح عوام کے لئے حاکموں کے وظائف تھے اسی طرح حاکم کے مقابلے میں عوام کے بھی وظائف ہیں۔ معصومین علیہم السلام کے اقوال میں اشارہ ہوا ہے یہاں پر چند کو ہم ذکر کر رہے ہیں۔

۱۔ اسلامی نظام سے وفاداری:

عادل حاکم کے حقوق لوگوں پر ہیں یعنی حاکم و حکومت سے وفاداری اور نفرت کرنا حاکم کے لئے حق ہے۔

---

[1] الامالی (للطوسی)، النص، ص: ۳۷۴

[2] نہج البلاغۃ (للصبحی صالح)/ ۴۳۰/ ۵۳ ومن کتاب لہ ع کتبہ للاشتر النخعی [رحمہ اللہ] ..... ص: ۴۲۶

[3] مجموعۃ ورام/ ج ۲/ ۲۲۷/ الجزء الثانی

[4] مستدرک الوسائل ومستنبط المسائل، ج 11، ص: ۳۷۵

[5] الامالی (للمفید)/ النص/ ۳۱۰/ المجلس السابع والثلاثون

حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا:

اَیُّهَا النَّاسُ ..... وَ اَمَّا حَقِّی عَلَیْکُمْ فَالْوَفَاءُ بِالْبَیْعَةِ

اے لوگو!..... میرا وہ حق جو میں تجھ پر رکھتا ہوں وہ یہ ہے کہ میری بیعت کی وفاداری کرو۔ [۱]

۲۔ حاکموں کی مدد کرنا:

اسلامی نظام کی حفاظت اہم عناصر اور محور یہ ہے کہ معصومؑ حاکم کی اطاعت کی جائے۔ اگر خود معصوم حاضر ہے تو اس کی بیعت کرو، اگر غائب ہیں تو ولی فقیہ کی اطاعت واجب ہے۔ (جیسا کہ آج کل ولی فقیہ سید علی خامنہ ای مدظلہ العالی ہیں اور لوگ ان کی اطاعت کرتے ہیں)

حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا:

فَاَمَّا حَقِّی عَلَیْکُمْ ..... وَ الْاِجَابَةُ حِینَ اَدْعُوکُمْ، وَ الطَّاعَةُ حِینَ آمُرُکُمْ.

میرے لئے تمہارے دوسرے وظائف یہ ہیں کہ جب تمہیں جس عمل کی دعوت دوں اسے قبول کرنا اور میرے دستورات کی پیروی کرنا۔ [۲]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

انْظُرُوا اِلَی رَجُلٍ مِنْکُمْ قَدْ رَوَی حَدِیثَنَا وَ نَظَرَ فِی حَلَالِنَا وَ حَرَامِنَا وَ عَرَفَ اَحْکَامَنَا فَلْتَرْضَوْا بِهِ حَکَماً فَاِنِّی قَدْ جَعَلْتُهُ عَلَیْکُمْ حَاکِماً فَاِذَا حَکَمَ بِحُکْمِنَا فَلَمْ یُقْبَلْ مِنْهُ فَاِنَّمَا بِحُکْمِ اللهِ اسْتُخِفَّ وَ عَلَیْنَا رُدَّ وَ الرَّادُّ عَلَیْنَا رَادٌّ عَلَی اللهِ وَ هُوَ عَلَی حَدِّ الشِّرْکِ بِاللهِ عَزَّ وَ جَلَّ.

اس آدمی کو دیکھو جو ہماری احادیث کو دوسروں تک نقل کرتا ہے۔ حلال وحرام کے سمجھنے میں وہ صاحب نظر ہے۔ احکام و معارف الٰہی سے اچھی طرح آشنائی رکھتا ہو۔ پس ایسے شخص کا حکم نافذ ہے اور اس کی حکومت پر لوگ راضی ہوں کیونکہ میں نے اسے تجھ پر حاکم قرار دیا ہے جب وہ کوئی حکم دے تو اس کی اطاعت کرو۔ اگر تم نے اس کا حکم نہ مانا تو گویا خدا کے حکم کو تم نے اہمیت نہیں دی پس جو شخص ہمارے حکموں کو رد کرتا ہے اس نے خدا کے حکم رد کیا ہے اور یہ شرک ہے۔ [۳]

نکتہ:

شرک سے مراد شرک عملی ہے نہ اعتقادی۔ حکم عملی، حکم قضاوت، حکم ولایت لوگوں پر واجب ہے اور اس کا نقض کرنا حرام ہے۔ خواہ حکم ہو یا اسلامی معاشرہ دونوں کے لئے حرام ہے۔

۳۔ سیاست میں حصہ لینا:

اسلامی معاشرے میں لوگوں کا وظیفہ ہے کہ وہ وفادار ہونے کے ساتھ ساتھ حاکموں کے خیر خواہ بھی ہوں۔ یہ عملی کام اس وقت

---

[۱] نہج البلاغۃ (للصبحی صالح)/ ۷۹/ طریق السداد..... ص:۷۹

[۲] الغارات (ط۔الحدیثۃ)/ ج۱/ ۳۷/ فی استنفارہ۔علیہ السلام۔الناس..... ص:۳۱

[۳] عوالی اللئالی العزیزیۃ فی الاحادیث الدینیۃ، ج۳، ص:۱۹۲

ہوسکتا ہے جب تمام ادارے کے لوگ بروقت بیدار ہوں۔ اس سے حکومت کی رشد اور ترقی ہوتی ہے۔[1] اسی وجہ سے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حجۃ الوداع کے خطاب میں فرمایا:

ثَلَاثٌ لَا يُغِلُّ عَلَيْهِنَّ قَلْبُ امْرِءٍ مُسْلِمٍ اِخْلَاصُ الْعَمَلِ لِلّٰهِ وَ النَّصِيحَةُ لِاَئِمَّةِ الْمُسْلِمِينَ وَ اللُّزُومُ لِجَمَاعَتِهِمْ فَاِنَّ دَعْوَتَهُمْ مُحِيطَةٌ مِنْ وَرَائِهِمْ.

تین چیزیں ایسی ہیں مسلمان اس میں خیانت نہ کرے:

(۱) خالص خدا کے لئے ہو

(۲) حاکموں کے لئے لوگ خیر خواہ ہو۔

(۳) مسلمانوں کے اجتماع میں ہمیشہ بھرپور شرکت کرنا۔[2]

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

فَاَمَّا حَقِّي عَلَيْكُمْ .....النُّصْحُ لِي فِي الْمَشْهَدِ وَ الْمَغِيبِ.

میرا ایک حق تم پر یہ ہے کہ میرے لئے ہر حال میں خیر خواہ اور دلسوز رہو۔[3]

۴۔ حاکموں کی سربلندی کے لئے دعا:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

ثَلَاثُ خِلَالٍ تَجِبُ لِلْمُلُوكِ عَلَى اَصْحَابِهِمْ وَ رَعِيَّتِهِمُ الطَّاعَةُ لَهُمْ وَ النَّصِيحَةُ لَهُمْ فِي الْمَغِيبِ وَ الْمَشْهَدِ وَ الدُّعَاءُ بِالنَّصْرِ وَ الصَّلَاحِ.

تین چیزوں میں حاکموں کے حقوق عوام پر ہیں:

(۱) ان کی پیروی

(۲) ہر حال میں ان سے خیر خواہی

(۳) ان کی کامیابی کے لئے دعا کرنا۔[4]

۵۔ اطاعت میں مدد:

جب بنی ناجیہ کی قوم نے حضرت امیر علیہ السلام سے سرپیچی کی تو آپ نے عبداللہ بن قصین نامی شخص کو ان کے تعاقب کے لئے مامور فرمایا: اس نے تحقیق کی اور آپ کو تفصیل بتائی کہ وہ کوفہ سے نکل چکے ہیں پھر مولا نے اپنے تمام نمائندوں کو اس طرح خط لکھا:

مِنْ عَبْدِ اللّٰهِ عَلِيٍّ اَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ اِلَى مَنْ قَرَاَ كِتَابِي هَذَا مِنَ الْعُمَّالِ اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ رِجَالًا لَنَا

---

[1] ر۔ک، تفسیر القمی، ج ۲، ص ۴۴۷، تفسیر کنز الدقائق، ج ۴، ص ۱۸۸

[2] الکافی (ط۔الاسلامیۃ)/ ج ۱/ ۴۰۳/ باب ما امر النبی ص بالنصیحۃ لائمۃ المسلمین واللزوم لجماعتہم ومن ہم..... ص: ۴۰۳

[3] الغارات (ط۔القدیمۃ)/ ج ۱/ ۲۴/ فی استنفارہ الناس..... ص: ۲۰

[4] تحف العقول/ النص/ ۳۱۹/ ومن کلامہ ع سماہ بعض الشیعۃ نثر الدرر..... ص: ۳۱۵

عِنْدَهُمْ بَيْعَةٌ خَرَجُوا هُرَّاباً فَنَظُنُّهُمْ وُجِّهُوا نَحْوَ بِلَادِ الْبَصْرَةِ فَاسْأَلْ عَنْهُمْ أَهْلَ بِلَادِكَ وَ اجْعَلْ عَلَيْهِمُ الْعُيُونَ فِي كُلِّ نَاحِيَةٍ مِنْ أَرْضِكَ ثُمَّ اكْتُبْ إِلَيَّ بِمَا يَنْتَهِي إِلَيْكَ عَنْهُمْ

یہ اللہ کے بندے علی امیر المومنینؑ کی طرف سے خط ہے اور تمام نمائندوں سے خطاب ہے۔

امابعد! وہ گروہ جس نے ہماری بیعت کی اور کوفہ سے کوچ کر گئے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ وہ بصرہ کی طرف چلے گئے ہیں۔ لوگوں سے ان کے بارے میں پوچھو۔ ہر طرف سے انہیں تلاش کریں اور آخر میں تفصیل بتانا۔[1]

امام رضاؑ نے فرمایا:

إِذَا بَعَثَ جَيْشاً فَإِنَّهُمَ أَمِيراً بَعَثَ مَعَهُ مِنْ ثِقَاتِهِ مَنْ يَتَجَسَّسُ لَهُ خَبَرَهُ.

سیرت رسول خداﷺ اس طرح تھی کہ جب بھی کسی فوجی دستے کو بھیجتے اور اس کے فرماندہ پر اعتماد نہ ہوتا تو حضرت ایک اور قابل اعتماد کو ان کے ساتھ بھیجتے تھے۔ تاکہ تمام حالات کی تفصیل دے۔[2]

قابل غور بات یہ ہے کہ اس کام کے لئے ہر ایک کا انتخاب نہیں ہوتا بلکہ باصلاحیت اور لائق [جو صادق اور دیندار ہوں] کا انتخاب ہوتا تھا۔

حضرت علیؑ نے مالک اشتر کو اس طرح خط لکھا:

وَ ابْعَثِ الْعُيُونَ مِنْ أَهْلِ الصِّدْقِ وَ الْوَفَاءِ عَلَيْهِمْ.

اپنے نمائندوں کو کنٹرول کرنے کے لئے اہل صدق اور اہل وفا کا انتخاب کر۔[3]

۲۔ باطل حاکموں سے اعراض:

اسلامی معاشرے میں خدا سے دوری اور اہل بیتؑ کی اطاعت نہ کرنا صراط مستقیم سے انحراف کا باعث ہے۔ جو حکومت اہل بیتؑ کے فرمان کے علاوہ ہو وہ طاغوت کی حکومت ہے۔

لہٰذا ایسی حکومت کی پیروی درحقیقت طاغوت کی پیروی ہے اور گمراہی کا سبب ہے اس لئے امام باقرؑ نے اپنے ایک صحابی سے فرمایا:

يَا أَبَا الصَّبَّاحِ إِيَّاكُمْ وَ الْوَلَائِجَ فَإِنَّ كُلَّ وَلِيجَةٍ دُونَنَا فَهِيَ طَاغُوتٌ.

اے ابا صالح! ہمارے غیروں کی دوستی سے بچو کیونکہ تمہاری غیروں سے دوستی طاغوت سے دوستی ہے۔[4]

---

[1] الغارات (ط-القدیمۃ)/ ج۱/ ۲۳۵/ خبر بنی ناجیۃ..... ص:۲۱۹

[2] وسائل الشیعۃ/ ج۱۵/ ۶۰/ ۱۵- باب آداب امراء السرایا واصحابہم..... ص:۵۸

[3] نہج البلاغۃ (للصبحی صالح)/ ۴۳۵/ ۵۳ ومن کتاب لہ ع کتبہ للاشتر النخعی [رحمہ اللہ] لما ولاہ علی مصر واعمالہا..... ص:۴۲۶

[4] تفسیر العیاشی/ ج۲/ ۸۳/ [سورۃ التوبۃ(۹): آیۃ۱۹]..... ص:۸۳

جزاوسزا:

یہاں پر بعض روایات کو دیکھتے ہیں جو جزاوسزا پر دلالت کرتی ہیں:

۱۔عادل حاکموں کا اجروثواب:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اَلْوَالِیُ الْعَادِلُ الْمُتَوَاضِعُ ظِلُّ اللهِ وَ رِیحُهُ فِی اَرْضِهِ، فَمَنْ نَصَحَ فِی نَفْسِهِ وَ فِی عِبَادِ اللهِ حَشَرَهُ اللهُ تَعَالَی وَفْدَهُ یَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلُّهُ.....

عادل حاکم زمین پر متواضع، خدا کے سائے اور نسیم قدرت ہوتے ہیں۔ پس اگر اپنے اور عوام کے خیر خواہ ہوں تو خدا اس کو اس سائے میں رکھے گا جس دن کوئی اور سایہ نہ ہوگا.....۔[۱]

اسی طرح آپؐ نے فرمایا:

اَحَبُّ النَّاسِ یَوْمَ الْقِیَامَةِ وَ اَقْرَبُهُمْ مِنَ اللهِ مَجْلِساً اِمَامٌ عَادِلٌ.

لوگوں میں سے روز قیامت محبوب ترین اور خدا کے نزدیک ترین عادل حاکم ہوں گے۔[۲]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

ثَلَاثَةٌ یُدْخِلُهُمُ اللهُ الْجَنَّةَ بِغَیْرِ حِسَابٍ..... فَاِمَامٌ عَادِلٌ وَ تَاجِرٌ صَدُوقٌ وَ شَیْخٌ اَفْنَی عُمُرَهُ فِی طَاعَةِ اللهِ عَزَّ وَ جَلَّ.

تین گروہوں کو خدا بغیر حساب کے جنت میں داخل فرمائے گا:.....(۱) عادل حاکم (۲) تاجر امین (۳) وہ بوڑھا جس نے اپنا بڑھاپا خدا کی عبادت میں گزارا ہو۔[۳]

۲۔عادل حاکموں کی پیروی کے آثار:

امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا:

وَ طَاعَةُ وُلَاةِ الْعَدْلِ تَمَامُ الْعِزِّ.

عادل حاکموں کی اطاعت، کمال عزت ہے۔[۴]

امام باقر علیہ السلام نے فرمایا:

وَ لَاَعْفُوَنَّ عَنْ کُلِّ رَعِیَّةٍ فِی الْاِسْلَامِ اَطَاعَتْ اِمَاماً هَادِیاً مِنَ اللهِ وَ اِنْ کَانَتِ الرَّعِیَّةُ فِی

---

[۱] الآداب الدینیۃ للخزانۃ المعینیۃ/ترجمہ عابدی/۱۵۱/الفصل الرابع عشر فی ذکر آداب یختم بہا الکتاب..... ص:۱۴۵

[۲] روضۃ الواعظین وبصیرۃ المتعظین (ط-القدیمۃ)/ج۲/۴۶۶/مجلس فی ذکر وبال الظلم..... ص:۴۶۵

[۳] الخصال/ج۱/۸۰/ثلاثۃ یدخلہم اللہ الجنۃ بغیر حساب وثلاثۃ یدخلہم اللہ النار بغیر حساب..... ص:۸۰

[۴] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ج۱/۲۰/کتاب العقل والجہل..... ص:۱۰

اَعْمَالِهَا ظَالِمَةً مُسِيئَةً.

خدا فرماتا ہے کہ جو لوگ عادل حاکم کی حکومت میں زندگی بسر کر رہے ہیں اور اس حاکم کی پیروی کر رہے ہوں۔ میں اس کے گناہ بخش دیتا ہوں۔ اگر چہ وہ ملت اپنے امور میں ظالم و بدکار ہوں کیونکہ عدل و انصاف کے نظام میں زندگی کی اصلاح کا سبب ہے۔[1]

۳۔ اسلامی حاکم کو حقیر سمجھنا:

اسلامی حکومت میں حاکم کی بڑی فضیلت ہے ان کو اہمیت نہ دینے کی مذمت کی گئی ہے اور سرانجام برا ہے۔

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

اَلْعَاقِلُ لَا يَسْتَخِفُّ بِأَحَدٍ وَ اَحَقُّ مَنْ لَا يُسْتَخَفُّ بِهِ ثَلَاثَةٌ اَلْعُلَمَاءُ وَ السُّلْطَانُ وَ الْاِخْوَانُ لِاَنَّهُ مَنِ اسْتَخَفَّ بِالْعُلَمَاءِ اَفْسَدَ دِينَهُ وَ مَنِ اسْتَخَفَّ بِالسُّلْطَانِ اَفْسَدَ دُنْيَاهُ وَ مَنِ اسْتَخَفَّ بِالْاِخْوَانِ اَفْسَدَ مُرُوَّتَهُ.

عاقل آدمی ان تین گروہوں میں سے کسی کو حقیر نہیں سمجھتا۔ (۱) علما، (۲) حکمران اور (۳) دینی بھائی۔ جو آدمی علما کو حقیر سمجھتا ہے اس کا دین جاتا رہتا ہے، جو آدمی حاکم کو کمتر سمجھتا ہے اس کی دنیا تباہ ہوتی ہے اور جو اپنے دینی بھائیوں کو حقیر سمجھتا ہے اس کی عزت جاتی رہتی ہے۔[2]

ایک اور حدیث میں ہے:

ثَلَاثَةٌ لَا يَجْهَلُ حَقَّهُمْ اِلَّا مُنَافِقٌ مَعْرُوفٌ بِالنِّفَاقِ ذُو الشَّيْبَةِ فِي الْاِسْلَامِ وَ حَامِلُ الْقُرْآنِ وَ الْاِمَامُ الْعَادِلُ.

ان تین گروہوں کے حق کا سوائے منافق کوئی انکار نہیں کرتا: (۱) بوڑھے مسلمان، (۲) قرآن کے حامل، (۳) عادل حاکم۔[3]

۴۔ جائز حاکموں کا انجام:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

.....اِنَّ اَبْغَضَ النَّاسِ اِلَى اللهِ عَزَّ وَ جَلَّ رَجُلٌ جَرَّدَ ظَهْرَ مُسْلِمٍ بِغَيْرِ حَقٍّ.

.....خدا کے نزدیک مبغوض ترین وہ لوگ ہیں اور انہیں شدید ترین عذاب ہوگا۔ وہ ظالم حاکم ہیں۔[4]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

---

[1] الکافی (ط۔الاسلامیۃ)/ ج۱/ ۳۷۶/ باب فیمن دان اللہ عزوجل بغیر امام من اللہ جل جلالہ..... ص: ۳۷۴

[2] تحف العقول/ النص/ ۳۲۰/ ومن کلامہ ع سماہ بعض الشیعۃ نثر الدرر..... ص: ۳۱۵

[3] الکافی (ط۔الاسلامیۃ)/ ج۲/ ۶۵۸/ باب وجوب اجلال ذی الشیبۃ المسلم..... ص: ۶۵۸

[4] الکافی (ط۔الاسلامیۃ)/ ج۷/ ۲۶۰/ باب النوادر..... ص: ۲۶۰

صِنْفَانِ لَا تَنَالُهُمَا شَفَاعَتِي: سُلْطَانٌ غَشُومٌ عَسُوفٌ، وَ غَالٍ فِي الدِّينِ مَارِقٌ مِنْهُ غَيْرِ تَائِبٍ وَ لَا نَازِعٍ.

دو گروہوں کے لئے میری شفاعت نہیں ہوگی۔ ظالم حاکم اور دین میں غلو کرنے والے۔[1]

حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا:

مَنْ جَارَتْ وِلَايَتُهُ زَالَتْ دَوْلَتُهُ.

جس کی حکومت ظالمانہ ہو اس کی دولت ختم ہو جاتی ہے۔[2]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

اَمَّا الثَّلَاثَةُ الَّذِينَ يُدْخِلُهُمُ اللهُ النَّارَ بِغَيْرِ حِسَابٍ فَإِمَامٌ جَائِرٌ وَ تَاجِرٌ كَذُوبٌ وَ شَيْخٌ زَانٍ.

تین گروہ کو خدا بے حساب دوزخ میں بھیجے گا۔ (۱) ظالم حکمران، (۲) جھوٹے تاجر، (۳) بوڑھے زنا کار۔[3]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

ثَلَاثَةٌ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللهُ وَ لَا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَ لَا يُزَكِّيهِمْ وَ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ شَيْخٌ زَانٍ وَ مَلِكٌ جَبَّارٌ وَ مُقِلٌّ مُخْتَالٌ.

تین گروہ ایسے ہیں جن سے خدا قیامت کے دن بات نہیں کرے گا اور سخت عذاب میں مبتلا ہوں گے۔ (۱) بوڑھا زنا کار (۲) ظالم بادشاہ (۳) متکبر فقیر۔[4]

۵۔ ظالم حاکموں کی تصدیق کا انجام:

جس طرح ظالم حاکم کو روز قیامت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت نصیب نہیں ہوگی اور سخت عذاب میں ہوں گے۔ ان کی مدد کرنے والوں کا بھی یہی انجام ہوگا۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کعب بن عجرہ سے فرمایا:

.....إِنَّهُ سَيَكُونُ بَعْدِي أُمَرَاءُ، فَمَنْ دَخَلَ عَلَيْهِمْ فَصَدَّقَهُمْ بِكَذِبِهِمْ، وَ أَعَانَهُمْ عَلَى ظُلْمِهِمْ فَلَيْسَ مِنِّي وَ لَسْتُ مِنْهُ وَ لَنْ يَرِدَ عَلَيَّ الْحَوْضَ.....

.....میرے بعد جلد ہی ظالم حاکم آئیں گے۔ جس نے ان کا ساتھ دیا اور ان کے جھوٹ کی تصدیق کی یا ان کے ظلم کرنے میں شریک ہوں وہ مجھ سے نہیں ہے اور میں بھی ان سے بیزار ہوں اور وہ میرے ساتھ حوض کوثر پر نہیں آئے گا.....۔[5]

---

[1] قرب الاسناد (ط-الحدیثۃ)/ النص/ ۶۴/ احادیث متفرقۃ..... ص:۹

[2] غرر الحکم ودرر الکلم/ ۶۱۱/ ۷۱۵..... ص:۶۱۱

[3] الخصال/ ج۱/ ۸۰/ ثلاثۃ یدخلہم اللہ الجنۃ بغیر حساب وثلاثۃ یدخلہم اللہ النار بغیر حساب..... ص:۸۰

[4] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۲/ ۳۱۱/ باب الکبر..... ص:۳۰۹

[5] المعجم الکبیر، ج۱۹، ص ۱۳۴

۶۔ حاکم سے دوستی پر فخر:

حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا:

اِنَّ مِنْ اَسْخَفِ حَالاتِ الْوُلَاةِ عِنْدَ صَالِحِ النَّاسِ اَنْ یُظَنَّ بِهِمْ حُبُّ الْفَخْرِ وَ یُوضَعَ اَمْرُهُمْ عَلَی الْکِبْرِ.

صالحین کے نزدیک بدترین لوگ وہ ہیں جو حاکموں سے دوستی پر فخر کرتے ہیں۔[۱]

۷۔ ظالم حاکم کا انجام:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اِنَّ جَارَ الْحُکَّامِ قَلَّ الْمَطَرُ.

جب بھی حاکم ظلم کرتے ہیں بارش کم ہوتی ہے۔[۲]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

ثَلَاثَةٌ تُکَدِّرُ الْعَیْشَ السُّلْطَانُ الْجَائِرُ وَ الْجَارُ السَّوْءُ وَ الْمَرْاَةُ الْبَذِیَّةُ.

تین آدمی لوگوں کی زندگی تباہ کرتے ہیں۔ظالم حاکم، برا ہمسایہ، بے شرم عورت۔[۳]

۸۔ ظالم حاکم کے سامنے حق گوئی:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اَلَا لَا یَمْنَعَنَّ رَجُلًا مَهَابَةُ النَّاسِ اَنْ یَتَکَلَّمَ بِالْحَقِّ اِذَا عَلِمَهُ. اِنَّ اَفْضَلَ الْجِهَادِ کَلِمَةُ عَدْلٍ عِنْدَ اِمَامٍ جَائِرٍ.[۴]

آگاہ رہو! لوگوں کا ڈر تمہیں حق بولنے سے مانع ہوگا۔ جان لو! بہترین جہاد یہ ہے کہ ظالم کے سامنے حق کلام کی جائے۔

۹۔ حاکموں کا فساد:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

صِنْفَانِ مِنْ اُمَّتِی اِذَا صَلَحَا صَلَحَتْ اُمَّتِی وَ اِذَا فَسَدَا فَسَدَتْ اُمَّتِی قِیلَ یَا رَسُولَ اللّٰهِ وَ مَنْ هُمَا

---

[۱] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۸/ ۳۵۵/ خطبۃ لامیر المؤمنین ع..... ص:۳۵۲

[۲] الجامع الصغیر، ج۱، ص۱۱۵

[۳] تحف العقول/ النص/ ۳۲۰/ ومن کلامہ ع سماہ بعض الشیعۃ نثر الدرر..... ص:۳۱۵

[۴] کنز العمال، ج۱۵، ص۹۲۳۔

اس حدیث کا پہلا حصہ کچھ تبدیلی کے ساتھ کتاب "نہج الفصاحۃ (مجموعہ کلمات قصار حضرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ)/ ۲۴۶/ نہج الفصاحۃ مجموعہ کلمات قصار حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باترجمہ فارسی" میں موجود ہے الفاظ یہ ہیں "الا لا یمنعنّ رجلا مخافۃ النّاس ان یقول الحقّ اذا علمہ" اور دوسرا حصہ بعینہ کتاب "الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۵/ ۶۰/ باب الامر بالمعروف والنہی عن المنکر..... ص:۵۵" میں موجود ہے۔ (مجاہد حسین حرّ)

قَالَ الْفُقَهَاءُ وَ الْاُمَرَاءُ.

میری امت کے دو گروہ ایسے ہیں کہ اگر صالح ہوں تو میری امت کی بھی اصلاح ہوگی اور اگر وہ فاسد ہوں تو میری امت بھی فاسد ہوگی۔

لوگوں نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! دو گروہ کون سے ہیں؟

آپ نے فرمایا: فقیہ افراد اور حاکم۔[1]

---

[1] الخصال/ ج ۱ / ۷ ۳/ صنفان من ہذہ الامۃ اذا صلحا صلحت الامۃ واذا فسدا فسدت الامۃ..... ص:۳۶

دوسری فصل:

اجتماعی نظام

مناسبت اجتماعی نظام جس میں لوگوں کے حقوق کا محور ہے اس کی دو قسمیں ہیں:

۱۔ **حقوق متقابل**: یعنی اگر کسی نے برائی کی تو اس آیت کے مطابق وہ اسے سزا دے سکتا ہے:

اَلشَّهْرُ الْحَرَامُ بِالشَّهْرِ الْحَرَامِ وَالْحُرُمٰتُ قِصَاصٌ ؕ فَمَنِ اعْتَدٰى عَلَيْكُمْ فَاعْتَدُوْا عَلَيْهِ بِمِثْلِ مَا اعْتَدٰى عَلَيْكُمْ ۪ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ ﴿۱۹۴﴾

حرمت والا مہینہ حرمت والے مہینے کے برابر ہے (اور کچھ مہینہ کی خصوصیت نہیں) سب حرمت والی چیزیں ایک دوسرے کے برابر ہیں پس جو شخص تم پر زیادتی کرے تو جیسی زیادتی اس نے تم پر کی ہے ویسی ہی زیادتی تم بھی اس پر کرو اور خدا سے ڈرتے رہو اور خوب سمجھ لو کہ خدا پرہیزگاروں کا ساتھی ہے۔[1]

وَاِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوْا بِمِثْلِ مَا عُوْقِبْتُمْ بِهٖ ؕ وَلَئِنْ صَبَرْتُمْ لَهُوَ خَيْرٌ لِّلصّٰبِرِيْنَ ﴿۱۲۶﴾

اور اگر (مخالفین کے ساتھ) سختی کرو بھی تو ویسی ہی سختی کرو جیسی سختی ان لوگوں نے تم پر کی تھی اور اگر تم صبر کرو تو صبر کرنے والوں کے واسطے بہتر ہے۔[2]

وَجَزٰٓؤُا سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا ۚ فَمَنْ عَفَا وَاَصْلَحَ فَاَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ ؕ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۴۰﴾

اور برائی کا بدلہ تو ویسی ہی برائی ہے اس پر بھی جو شخص معاف کر دے اور (معاملہ کی) اصلاح کر دے تو اس کا ثواب

---

[1] سورۂ بقرہ: ۱۹۴

[2] سورۂ نحل: ۱۲۶

خدا کے ذمہ ہے۔ بے شک وہ ظلم کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔[1]

لیکن اس طرح معاشرے کی اصلاح نہیں ہوتی اور نہ وہ ترقی کرسکتا ہے یعنی اگر کوئی بدی کا جواب بدی میں دے تو عدالتوں میں ہزاروں کیس آجائیں گے۔ یہ قانون اگر چہ حق ہے اس کے جاری کرنے کی ضرورت ہے لیکن ملک اور معاشرے کو چلانا مشکل ہوجاتا ہے۔ کیونکہ تعامل حقوق متقابل ہیں معاشرے کو ساکت نہیں کرسکتا لیکن اسے آرام نہیں آتا۔

۲۔ **عفو و درگزر، مسائل، انسانی حقوق**: وہی ہیں جو دین فرماتا ہے: بدی کا انجام بدی ہے۔

وَجَزٰٓؤُا سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا

اخلاقی بحث میں خدا فرماتا ہے: بدی کا نیکی سے جواب دو۔

اس آیت میں خدا نے لوگوں کو متحد ہونے کا حکم دیا اور سب کو عفو اور سزا میں رعایت کرنے کا حکم دیا ہے۔

وَّيَدْرَءُوْنَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ.

اور یہ لوگ بُرائی کو بھی بھلائی سے دفع کرتے ہیں۔[2]

اس کی علت یہ ہے کہ معاشرے کو اخلاق کے ذریعے کمال تک پہنچایا جاسکتا ہے۔

پس صرف عدل ہی کافی نہیں ہے اگر چہ اسلامی معاشرے کو عدل و انصاف کی اشد ضرورت ہوتی ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ

اس میں شک نہیں کہ خدا انصاف اور (لوگوں کے ساتھ) نیکی کرنے کا حکم دیتا ہے۔[3]

لیکن عدل تمدن کی ہتھیلی ہے اور سطح تمدن احسان ہے کہ آیت احسان کا حکم دیتی ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ

اس میں شک نہیں کہ خدا انصاف اور (لوگوں کے ساتھ) نیکی کرنے کا حکم دیتا ہے۔[4]

معاشرے میں احسان ہونا، صلہ رحمی، انفاق، صدقہ، صلح، محروم افراد کی دستگیری اور سب کے حقوق پر توجہ دینا احسان کے مصادیق ہیں۔

---

[1] سورۂ شوریٰ: ۴۰

[2] سورۂ رعد: ۲۲، سورۂ قصص: ۵۴

[3] سورۂ نحل: ۹۰

[4] سورۂ نحل: ۹۰

۱۔ اتحاد و یکجہتی

وحدت و اجتماع محور دین و عادل حاکم کو اسلام میں بڑی اہمیت حاصل ہے۔ حتیٰ نماز نمونہ عبادت ہے کہ ترجیحاً یا لازم با جماعت ہونی چاہیے نماز عیدین و جمعہ کو بھی جماعت سے پڑھنے کی فضیلت ہے۔

خدا تعالیٰ قرآن میں فرماتا ہے:

وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا ۠

خدا کی رسی کو مضبوطی سے تھام لو اور تفرقہ میں نہ پڑو۔ [۱]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اِنَّ الشَّيْطَانَ ذِئْبُ الْاِنْسَانِ، كَذِئْبِ الْغَنَمِ يَأْخُذُ الشَّاذَّةَ وَ الْقَاصِيَةَ، فَاِيَّاكُمْ وَ الشِّعَابَ، وَ عَلَيْكُمْ بِالْجَمَاعَةِ وَ الْعَامَّةِ وَ الْمَسْجِدِ.

شیطان انسان کے لئے بھیڑیا ہے۔ جیسے بھیڑیا ہمیشہ اس بھیڑ بکری کو شکار کرتا ہے جو گلہ سے جدا ہو جائے۔ پس فرقہ بازی سے پرہیز کرنا۔ لہٰذا جماعت میں شرکت عمومی مجالس میں اور مساجد میں حاضر ہونا تم پر لازم ہے۔ [۲]

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

قَدْ تَرَبَّعَتِ الْاُمُوْرُ بِهِمْ فِيْ ظِلِّ سُلْطَانٍ قَاهِرٍ وَ آوَتْهُمُ الْحَالُ اِلٰى كَنَفِ عِزٍّ غَالِبٍ وَ تَعَطَّفَتِ الْاُمُوْرُ عَلَيْهِمْ فِيْ ذُرَى مُلْكٍ ثَابِتٍ فَهُمْ حُكَّامٌ عَلَى الْعَالَمِيْنَ وَ مُلُوْكٌ فِيْ اَطْرَافِ الْاَرَضِيْنَ يَمْلِكُوْنَ الْاُمُوْرَ عَلٰى مَنْ كَانَ يَمْلِكُهَا عَلَيْهِمْ وَ يُمْضُوْنَ الْاَحْكَامَ فِيْمَنْ كَانَ يُمْضِيْهَا فِيْهِمْ لَا تُغْمَزُ لَهُمْ قَنَاةٌ وَلَا تُقْرَعُ لَهُمْ صَفَاةٌ

اَلَا وَ اِنَّكُمْ قَدْ نَفَضْتُمْ اَيْدِيَكُمْ مِنْ حَبْلِ الطَّاعَةِ وَ ثَلَمْتُمْ حِصْنَ اللّٰهِ الْمَضْرُوْبَ عَلَيْكُمْ بِاَحْكَامِ الْجَاهِلِيَّةِ فَاِنَّ اللّٰهَ سُبْحَانَهُ قَدِ امْتَنَّ عَلٰى جَمَاعَةِ هٰذِهِ الْاُمَّةِ فِيْمَا عَقَدَ بَيْنَهُمْ مِنْ حَبْلِ هٰذِهِ الْاُلْفَةِ الَّتِيْ [يَتَقَلَّبُوْنَ] يَنْتَقِلُوْنَ فِيْ ظِلِّهَا وَ يَأْوُوْنَ اِلٰى كَنَفِهَا بِنِعْمَةٍ لَا يَعْرِفُ اَحَدٌ مِنَ الْمَخْلُوْقِيْنَ.

---

[۱] سورۂ آل عمران: ۱۰۳

[۲] الجامع الصغیر، ج۱، ص۳۰۹

الجامع الصغیر کی کتاب میرے پاس کمپیوٹر یا کتابی صورت موجود نہ ہونے کی بنا پر میں خود چیک نہیں کر سکا لیکن مذکورہ حدیث کچھ فرق کے ساتھ کتاب "المجازات النبویۃ/ ۳۱۳/ المجاز (۲۶۸)" میں بھی موجود عبارت یہ ہے:

اِنَّ الشَّيْطَانَ ذِئْبُ الْاِنْسَانِ، كَذِئْبِ الْغَنَمِ يَأْخُذُ الْقَاصِيَةَ وَ الشَّاذَّةَ فَاِيَّاكُمْ وَ الشِّعَابَ، وَ عَلَيْكُمْ بِالْجَمَاعَةِ وَ الْعَامَّةِ.

خداوند عالم نے اس امت کے لوگوں پر اس نعمت بے بہا کے ذریعہ سے لطف واحسان فرمایا ہے جس کی قدر و قیمت کو مخلوقات میں سے کوئی نہیں پہچانتا کیونکہ وہ ہر (ٹھہرائی ہوئی) سے گراں تر اور ہر شرف بلندی سے بالاتر ہے اور وہ یہ کہ ان کے درمیان انس و یکجہتی کا رابطہ (اسلام) قائم کیا کہ جس کے سایہ میں وہ منزل کرتے ہیں، اور جس کے کنار (عاطفت) میں پناہ لیتے ہیں۔

یہ جانے رہو کہ تم (جہالت و نادانی) کو خیر باد کہہ دینے کے بعد صحرائی بدو باہمی دوستی کی بعد پھر مختلف گروہوں میں بٹ گئے ہو اسلام سے تمہارا واسطہ نام کورہ گیا ہے اور ایمان سے چند ظاہری لکیروں کے علاوہ تمہیں کچھ سجھائی نہیں دیتا تمہارا قول یہ ہے کہ آگ میں کود پڑیں گے۔ مگر عار قبول نہ کریں گے گویا تم یہ چاہتے ہو کہ اسلام کی ہتک حرمت اور اس کا عہد توڑ کر اسے منہ کے بل اوندھا کر دو، وہ عہد کہ جسے اللہ نے زمین میں پناہ اور مخلوقات میں امن قرار دیا ہے۔[1]

اس کے علاوہ انفرادی اور اجتماع سے دور نہ صرف تنہا عبادت خدا نہیں ہے بلکہ یہ شیطان کے ہاتھوں گرفتار ہونے کا باعث بنتا ہے۔

آثار وحدت ومحبت

لوگوں کے درمیان صلح کروانے [کہ جس کے بارے میں قرآن مجید میں بہت زیادہ تاکید کی گئی ہے[2]] تفرقہ سے دوری کے دنیوی واُخروی آثار، انفرادی واجتماعی فوائد بہت زیادہ ہیں جن میں سے چند ایک نمونے کے طور پر ذکر کر رہے ہیں:

شیطان کی ناراضگی:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

لَا یَزَالُ اِبْلِیسُ فَرِحاً مَا اهْتَجَرَ الْمُسْلِمَانِ فَاِذَا الْتَقَیَا اصْطَکَّتْ رُکْبَتَاهُ وَ تَخَلَّعَتْ اَوْصَالُهُ وَ نَادَی یَا وَیْلَهُ مَا لَقِیَ مِنَ الثُّبُورِ.

جب بھی دو مسلمان ایک دوسرے سے ناراض ہو کر جدا ہوں تو شیطان بہت خوش ہوتا ہے اور جب وہ آپس میں صلح

---

[1] نہج البلاغۃ (للصبحی صالح)/ ۲۹۸/ الخطبۃ برسول اللہ..... ص:۲۹۸

[2] وَاِنْ طَآىِٕفَتٰنِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا بَیْنَهُمَا ۚ فَاِنْۢ بَغَتْ اِحْدٰىهُمَا عَلَی الْاُخْرٰی فَقَاتِلُوا الَّتِیْ تَبْغِیْ حَتّٰی تَفِیْٓءَ اِلٰۤی اَمْرِ اللّٰهِ ۚ فَاِنْ فَآءَتْ فَاَصْلِحُوْا بَیْنَهُمَا بِالْعَدْلِ وَاَقْسِطُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ الْمُقْسِطِیْنَ ۝ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ فَاَصْلِحُوْا بَیْنَ اَخَوَیْكُمْ وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝

اور اگر مومنین میں سے دو فرقے آپس میں لڑ پڑیں تو ان دونوں میں صلح کرا دو پھر اگر ان میں سے ایک (فریق) دوسرے پر زیادتی کرے تو جو فرقہ زیادتی کرے تم (ابھی) اس سے لڑو یہاں تک کہ وہ خدا کے حکم کی طرف رجوع کرے پھر جب رجوع کرے تو فریقین میں مساوات کے ساتھ صلح کرا دو اور انصاف سے کام لو۔ بے شک خدا انصاف کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔ مومنین تو آپس میں بھائی بھائی ہیں تو اپنے دو بھائیوں میں میل جول کرا دیا کرو اور خدا سے ڈرتے رہو تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔ (سورۂ حجرات:۹، ۱۰)

کرتے ہیں تو شیطان لڑکھڑا کر گر پڑتا ہے اس کے جوڑ جوڑ جدا ہو جاتے ہیں اور وہ فریاد کرتا ہے: ہائے میں ہلاکت میں گرفتار ہو گیا۔[1]

ایک سال کے نماز و روزہ سے برتر:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اِصْلَاحُ ذَاتِ الْبَيْنِ اَفْضَلُ مِنْ عَامَّةِ الصَّلَاةِ وَ الصِّيَامِ.

دو آدمیوں کے درمیان صلح کرانا نماز اور روزہ (مستحبی) سے برتر ہے۔[2]

جنت کی طرف سبقت:

روایت میں ہے کہ:

اَيُّمَا مُسْلِمَيْنِ تَهَاجَرَا فَمَكَثَا ثَلَاثاً ..... فَاَيُّهُمَا سَبَقَ اِلَى كَلَامِ اَخِيهِ كَانَ السَّابِقَ اِلَى الْجَنَّةِ- يَوْمَ الْحِسَابِ.

اگر دو مسلمان تین دن تک آپس میں ناراض ہوں ..... اور ایک صلح کرنے کی کوشش کرتا ہے ایسا شخص جلد ہی جنت میں جاتا ہے۔

فتنہ و فساد کی ممنوعیت:

اسلام میں تفرقہ بازی سے پرہیز، فتنہ و فساد اجتماعی اہم مسائل ہیں اور اخلاقی موضوعات شمار ہوتے ہیں۔ اس کے مثبت آثار یہ ہیں: آرام و سکون، وحدت، محبت، پیشرفت مادی و معنوی۔ یہ آثار افراد اور معاشرے کے لئے بہت اہم ہیں۔

اسی لئے ہمیشہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اہل بیت علیہم السلام نے ان کی تائید فرمائی۔ ایک دن رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اصحاب سے فرمایا:

اَلَا اُخْبِرُكُمْ بِاَفْضَلَ مِنْ دَرَجَةِ الصِّيَامِ وَ الصَّدَقَةِ وَ الصَّلَاةِ؟ قَالُوا: بَلَى يَا رَسُولَ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، قَالَ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، صَلَاحُ ذَاتِ الْبَيْنِ وَ فَسَادُ ذَاتِ الْبَيْنِ وَ هِيَ الْحَالِقَةُ.

کیا تمہیں ایسی چیز کی خبر دوں جو نماز و روزہ، زکات سے بھی بہتر ہے۔

لوگوں نے کہا: جی ہاں! ضرور فرمائیں۔

آپ نے فرمایا: وہ چیز یہ ہے کہ لوگوں کے درمیان صلح کرانا کیونکہ فتنہ سے لوگوں کے روابط کم اور دین کو بھی خطرہ ہوتا ہے۔[3]

---

[1] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۲/ ۳۴۶/ باب الجرۃ..... ص: ۳۴۴

[2] ثواب الاعمال وعقاب الاعمال/ النص/ ۱۴۸/ ثواب الاصلاح بین الاثنین..... ص: ۱۴۸

[3] مجموعہ ورام، آداب و اخلاق در اسلام/ ترجمہ تنبیہ الخواطر/ ۹۱/ متن عربی شرح حال بدکاران و تبہکاران..... ص: ۹۰

اسی طرح رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

يَا اَيُّهَا النَّاسُ وَ اَصْلِحُوا ذاتَ بَيْنِكُمْ.

اے لوگو! خدا سے ڈرو اور اپنے درمیان تعلقات کو بہتر بناؤ۔[1]

امام باقر علیہ السلام نے فرمایا:

اِنَّ الشَّيْطَانَ يُغْرِى بَيْنَ الْمُؤْمِنِينَ .....فَرَحِمَ اللهُ امْرَأً اَلَّفَ بَيْنَ وَلِيَّيْنِ لَنَا يَا مَعْشَرَ الْمُؤْمِنِينَ تَأَلَّفُوا وَ تَعَاطَفُوا.

شیطان ہمیشہ مومنوں کے درمیان اختلاف پیدا کرتا ہے۔.....پس خدا کی رحمت ان دو افراد پر کہ ہمارے دوست ہیں اور آپس میں الفت ومحبت سے رہتے ہیں۔اے گروہِ مومنین! الفت ومحبت سے اکٹھے رہو۔[2]

اجتماع میں جدائی اور تفرقہ کا خطرہ:

تفرقہ ڈالنے والے شیطان کے نقش قدم پر چلتے ہوئے ان میں لغزش اور منحرف ہوتے ہیں۔جو شخص بے راہ جارہا ہو اور اختلاف ڈالے۔ایسا شخص حتماً خدا کا عذاب دیکھے گا۔

هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّاْتِيَهُمُ اللّٰهُ فِيْ ظُلَلٍ مِّنَ الْغَمَامِ وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَقُضِيَ الْاَمْرُ ۭ وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ۝۲۱۰

کیا وہ لوگ اسی کے منتظر ہیں کہ سفید ابر کے سائبانوں کی (آڑ) میں (عذاب) خدا اور (عذاب کے) فرشتے ان پر آہی جاویں اور سب جھگڑے چک ہی جاویں حالانکہ (آخر) کل امورِ خدا ہی کی طرف رجوع کیے جاویں گے۔[3]

تفرقہ باز افراد ممکن ہے کہ زبانی دعا میں یہ کہیں: خدایا! ہمیں عذاب سے نجات دینا لیکن یہ ایک خود اپنے لئے عذاب کے لئے زمین ہموار کرتے ہیں۔یہ افراد نہ صرف شیطان کی پیروی کر کے اپنے آپ پر ستم کرتے ہیں بلکہ انسانی اور اسلامی معاشرے بھی تفرقہ ڈالتے ہیں۔اسی لئے انہیں دنیا وآخرت دونوں میں عذاب ہوتا ہے۔

حضرت امیر علیہ السلام سب کو ایک عظیم نعمت یعنی اتحاد کی دعوت دیتے ہوئے تفرقہ کے خطرے کے بارے میں فرماتے ہیں:

۱.....وَ الْزَمُوا السَّوَادَ الْاَعْظَمَ فَاِنَّ يَدَ اللهِ [عَلَى] مَعَ الْجَمَاعَةِ وَ اِيَّاكُمْ وَ الْفُرْقَةَ فَاِنَّ الشَّاذَّ مِنَ النَّاسِ لِلشَّيْطَانِ كَمَا اَنَّ الشَّاذَّ مِنَ الْغَنَمِ لِلذِّئْبِ.

لوگوں کے ساتھ رہو کیونکہ خدا کا ہاتھ جماعت پر ہوتا ہے اور تفرقہ سے پرہیز کرو۔کیونکہ جس طرح بھیڑ بکری گلہ سے

---

[1] عیون اخبار الرضا علیہ السلام/ ج ۲/ ۴۶/ ۳۱ باب فیما جاء عن الرضا ع من الاخبار المجموعۃ..... ص: ۲۴

[2] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۲/ ۳۴۵/ باب الجرۃ..... ص: ۳۴۴

[3] سورۂ بقرہ: ۲۱۰

جدا ہو کر بھیڑیے کا شکار بن جاتی ہے اسی طرح اگر انسان معاشرے سے جدا ہو جائے اور اولیائے الٰہی کی ہدایت سے محروم ہو جائے تو وہ شیطان کے جال میں پھنس جاتا ہے۔[1]

۲..... فَإِيَّاكُمْ وَ التَّلَوُّنَ فِي دِينِ اللهِ فَإِنَّ جَمَاعَةً فِيمَا تَكْرَهُونَ مِنَ الْحَقِّ خَيْرٌ مِنْ فُرْقَةٍ فِيمَا تُحِبُّونَ مِنَ الْبَاطِلِ وَإِنَّ اللهَ سُبْحَانَهُ لَمْ يُعْطِ أَحَداً بِفُرْقَةٍ خَيْراً مِمَّنْ مَضَى وَلَا مِمَّنْ بَقِيَ.

دین خدا میں رنگ بدلنے سے بچو، کیونکہ تمہارا حق پر ایکا کر لینا جسے تم ناپسند کرتے ہو۔ باطل کے راستوں پر جا کر بٹ جانے سے جو تمہارا محبوب مشغلہ ہے، بہتر ہے۔ بے شک اللہ سبحانہ نے اگلوں اور پچھلوں میں سے کسی کو متفرق اور پراگندہ ہو جانے سے کوئی بھلائی نہیں دی۔[2]

۳..... وَلَا تَبَاغَضُوا فَإِنَّهَا الْحَالِقَةُ.

اور کینہ و بغض نہ رکھو۔ اس لئے کہ یہ (نیکیوں کو) چھیل ڈالتا ہے۔[3]

کینہ اور اختلاف تیز تیغ کی مانند ہے جس طرح تیغ (بلیڈ) کو کسی کے سر پر پھیریں تو سر کے تمام بال کاٹ دیتا ہے اسی طرح کینہ و بغض سے دین کے آثار بھی مٹ جاتے ہیں۔

دشمنی سے نہی:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

لَا يَحِلُّ لِلْمُسْلِمِ أَنْ يَهْجُرَ أَخَاهُ فَوْقَ ثَلَاثٍ.

کسی مسلمان کے لئے جائز نہیں کہ وہ اپنے مومن سے تین دن سے زیادہ ناراض ہو۔[4]

اسی طرح فرمایا:

لَا تَبَاغَضُوا وَلَا تَحَاسَدُوا وَلَا تَدَابَرُوا وَ كُونُوا عِبَادَ اللهِ إِخْوَاناً وَلَا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ أَنْ يَهْجُرَ أَخَاهُ فَوْقَ ثَلَاثِ لَيَالٍ.

ایک دوسرے کے دشمن نہ بنو۔ حسد و کینہ پیدا نہ کرو۔ اے اللہ کے بندے! ایک دوسرے کے بھائی بھائی ہو جاؤ اور مسلمان بھائی کے لئے جائز نہیں کہ تین دن وہ اپنے دینی بھائی سے ناراض ہو۔[5]

---

[1] نہج البلاغۃ (للصبحی صالح)/ ۱۸۴ / ۱۲۷ ومن کلام لہ ع وفیہ یبین بعض احکام الدین ویکشف للخوارج الشبہۃ وینقض حکم المحکمین ..... ص: ۱۸۴

[2] نہج البلاغۃ (للصبحی صالح)/ ۲۵۵ / ۲۳۹ انواع الظلم ..... ص: ۲۵۵

[3] نہج البلاغۃ (للصبحی صالح)/ ۱۱۸ / عظۃ الناس ..... ص: ۱۱۶

[4] الخصال/ ج ۱ / ۱۸۳ / لا یجرۃ فوق ثلاث ..... ص: ۱۸۳

[5] مستدرک الوسائل و مستنبط المسائل/ ج ۹ / ۹۷ / ۱۲۴ - باب تحریم ہجر المؤمن بغیر موجب وکراہتہ بعد الثلاث ..... ص: ۹۷

دشمنی اور تفرقہ کے آثار:

شیطان کی خوشنودی:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

لَا یَزَالُ اِبْلِیسُ فَرِحاً مَا اهْتَجَرَ الْمُسْلِمَانِ.

جب دو مسلمان آپس میں ناراض ہوتے ہیں تو شیطان خوش ہوتا ہے۔[1]

امام باقر علیہ السلام نے فرمایا:

شیطان ہمیشہ دو مومنوں کے درمیان دشمنی پیدا کرتا ہے۔ جب انسان گناہ میں مبتلا رہتا ہے تو شیطان پشت کے بل سو جاتا ہے اور کہتا ہے کہ میں کامیاب ہو گیا ہوں۔

اسلام اور ولایت خدا سے خارج ہونا:

امام صادق علیہ السلام اپنے والد گرامی سے اور وہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اَیُّمَا مُسْلِمَیْنِ تَهَاجَرَا فَمَکَثَا ثَلَاثاً لَا یَصْطَلِحَانِ اِلَّا کَانَا خَارِجَیْنِ مِنَ الْاِسْلَامِ وَ لَمْ یَکُنْ بَیْنَهُمَا وَلَایَةٌ.

جب دو مسلمان تین دن تک آپس میں ناراض ہوں اور صلح نہ کریں تو وہ اسلام سے خارج ہیں اور ان دو میں دینی تعلق نہیں ہے۔[2]

دوزخ میں داخل ہونا:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ هَجَرَ اَخَاهُ فَوْقَ ثَلَاثٍ فَهُوَ فِی النَّارِ اِلَّا اَنْ یُدْرِکَهُ اللهُ بِکَرَامَتِهِ.

جو شخص تین دن تک اپنے دینی بھائی سے ناراض رہے وہ دوزخ کی آگ میں ہوگا مگر یہ کہ خدائے کریم اسے بخش دے۔[3]

خون بہانے کے برابر:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

هَجْرُ الْمُسْلِمِ اَخَاهُ کَسَفْکِ دَمِهِ.

---

[1] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۲/ ۳۴۶/ باب الہجرۃ..... ص: ۳۴۴

[2] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۲/ ۳۴۵/ باب الہجرۃ..... ص: ۳۴۴

[3] کنز العمال، ج۹، ص۴۷

دینی بھائی سے ناراض ہونا اس کے خون بہانے کے برابر ہے۔[1]

لعنت اور دوری کا مستحق:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

لَا يَفْتَرِقُ رَجُلَانِ عَلَى الْهِجْرَانِ إِلَّا اسْتَوْجَبَ أَحَدُهُمَا الْبَرَاءَةَ وَ اللَّعْنَةَ وَ رُبَّمَا اسْتَحَقَّ ذَلِكَ كِلَاهُمَا.

جب دو آدمی آپس میں ناراض ہوتے ہیں خدا اور رسولؐ ان سے بیزار ہے اور وہ رحمت الٰہی سے دوری اور لعنت کے مستحق ہوتے ہیں۔[2]

اعمال کی عدم قبولیت:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابوذرؓ سے فرمایا:

يَا أَبَا ذَرٍّ إِيَّاكَ وَ هِجْرَانَ أَخِيكَ فَإِنَّ الْعَمَلَ لَا يُتَقَبَّلُ مَعَ الْهِجْرَانِ.

اپنے دینی بھائی سے دشمنی اور ناراضگی سے پرہیز کرنا کیونکہ ناراضگی کی حالت میں انسان کا عمل قبول نہیں ہوتا۔[3]

صلح کے لئے جھوٹ بولنا:

حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی وصیت میں حضرت علی علیہ السلام سے فرمایا:

يَا عَلِيُّ ثَلَاثٌ يَحْسُنُ فِيهِنَّ الْكَذِبُ الْمَكِيدَةُ فِي الْحَرْبِ وَ عِدَتُكَ زَوْجَتَكَ وَ الْإِصْلَاحُ بَيْنَ النَّاسِ.

اے علی! تین چیزوں کے لئے جھوٹ بولنا جائز ہے۔(۱) جنگ رکوانے کے لئے، (۲) بیوی سے وعدہ اور (۳) لوگوں میں صلح کے وقت۔[4]

نکتہ:

یہ بات مسلمات میں سے ہے کہ جھوٹ بولنا گناہ ہے لیکن بعض مقامات پر اسلام نے اجازت دی ہے کہ آپ جھوٹ بول سکتے ہیں جنگ میں مصلحت آمیز جھوٹ، لوگوں کی صلح کے دوران۔ لیکن بیوی سے وعدہ اگرچہ عمل نہیں کرسکتا کیونکہ مجبور ہوتا ہے لہٰذا حقیقت میں وہ جھوٹ نہیں ہوتا۔

---

[1] الجامع الصغیر، ج ۲، ص ۱۱۷

[2] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۲/ ۳۴۴/ باب الہجرۃ..... ص: ۳۴۴

[3] مشکاۃ الانوار فی غرر الاخبار/ النص/ ۲۰۹/ الفصل الثامن فی التزاور والہجرۃ..... ص: ۲۰۷

[4] تحف العقول/ النص/ ۹/ وصیۃ لامیر المؤمنین ع..... ص: ۶

۲۔انسان کی آزادی

حضرت علی علیہ السلام ایک خطبہ میں فرماتے ہیں:

فَاِنَّ اللهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى بَعَثَ مُحَمَّداً صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بِالْحَقِّ لِيُخْرِجَ عِبَادَهُ مِنْ عِبَادَةِ عِبَادِهِ اِلَى عِبَادَتِهِ.

خدا نے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مبعوث فرمایا تا کہ آپ لوگوں کو غلامی سے نجات دیں اور آزادی میں اور خدا کی عبادت کریں۔[۱]

اسی طرح فرمایا:

لَا تَكُنْ عَبْدَ غَيْرِكَ وَقَدْ جَعَلَكَ اللهُ حُرًّا.

دوسرے کا غلام نہ بنو۔خدا نے تجھے آزاد خلق کیا ہے۔[۲]

نیز فرمایا:

اَلنَّاسُ كُلُّهُمْ اَحْرَارٌ.

تمام لوگ آزاد پیدا ہوئے ہیں۔[۳]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

فَوَّضَ اِلَى الْمُؤْمِنِ اُمُورَهُ كُلَّهَا وَلَمْ يُفَوِّضْ اِلَيْهِ اَنْ يَكُونَ ذَلِيلًا.

خداوند عالم نے تمام امور مومن کے سپرد کر دیئے ہیں لیکن اسے ذلت وخواری کی اجازت نہیں دی۔[۴]

آزادی کی حدود:

فکر وعمل میں انسان کی آزادی کی حدود شریعت نے بیان کی ہے جیسے مباح، مستحب اور مکروہ کو معین کیا گیا ہے۔لیکن واجب اور حرام میں انسان پر ضروری ہے کہ وہ عمل کرے۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

كُلُّ اُمَّتِي مُعَافًى اِلَّا الْمُجَاهِرُونَ.

---

[۱] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۸/ ۳۸۶/ خطبۃ لامیر المؤمنین ع..... ص:۳۸۶

[۲] نہج البلاغۃ (للصبحی صالح)/ ۴۰۱/ الترفق فی الطلب..... ص:۴۰۱

[۳] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۶/ ۱۹۵/ باب نوادر..... ص:۱۹۳

[۴] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۵/ ۶۳/ باب کراہۃ التعرض لما لا یطیق..... ص:۶۳

میری تمام امت آزاد ہے سوائے ان کے جو کھلے کھلم گناہ کرتے ہیں۔ [1]

حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا:

شَرُّ الْوُلَاةِ مَنْ يَخَافُهُ الْبَرِيءُ.

بدترین حاکم وہ والی ہے جس سے بے گناہ لوگ ڈرتے ہوں۔ [2]

عبداللہ بن قعین کہتا ہے:

كَانَ الْخِرِّيتُ بْنُ رَاشِدٍ اَحَدُ بَنِي نَاجِيَةَ قَدْ شَهِدَ مَعَ عَلِيٍّ عليه السلام صِفِّينَ فَجَاءَ اِلَيْهِ بَعْدَ انْقِضَاءِ صِفِّينَ وَ بَعْدَ تَحْكِيمِ الْحَكَمَيْنِ فِي ثَلَاثِينَ مِنْ اَصْحَابِهِ يَمْشِي بَيْنَهُمْ حَتَّى قَامَ بَيْنَ يَدَيْهِ فَقَالَ لَا وَ اللهِ لَا اُطِيعُ اَمْرَكَ وَ لَا اُصَلِّي خَلْفَكَ وَ اِنِّي غَداً لَمُفَارِقٌ لَكَ ..... فَخَرَجَ الْخِرِّيتُ مِنْ عِنْدِهِ مُنْصَرِفاً اِلَى اَهْلِهِ ..... فَاَرَدتُّ الرُّجُوعَ..... لِاَنْصَحَهُ وَ اَسْتَعْلِمَ خَبَرَهُ فَرَاَيْتُهُ رَجَعَ اِلَى اَصْحَابِهِ وَ قَالَ لَهُمْ يَا هَؤُلَاءِ اِنِّي قَدْ رَاَيْتُ اَنْ اُفَارِقَ هَذَا الرَّجُلَ فَنَصَحْتُ ابْنَ عَمِّهِ وَ رَجَعْتُ اِلَى بَيْتِي فَلَمَّا اَصْبَحْتُ وَ ارْتَفَعَ النَّهَارُ ..... اَتَيْتُ اَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ عليه السلام ..... فَقَالَ دَعْهُ فَاِنْ قَبِلَ الْحَقَّ وَ رَجَعَ عَرَفْنَا لَهُ ذَلِكَ وَ قَبِلْنَاهُ مِنْهُ فَقُلْتُ لَهُ يَا اَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ فَلِمَ لَا تَاْخُذُهُ الْآنَ فَتَسْتَوْثِقَ مِنْهُ فَقَالَ اِنَّا لَوْ فَعَلْنَا هَذَا بِكُلِّ مَنْ نَتَّهِمُ مِنَ النَّاسِ مَلَاْنَا السُّجُونَ مِنْهُمْ وَ لَا اَرَانِي يَسَعُنِي الْوُثُوبُ بِالنَّاسِ وَ الْحَبْسُ لَهُمْ وَ عُقُوبَتُهُمْ حَتَّى يُظْهِرُوا اِلَيَّ الْخِلَافَ

خریت بن راشد جنگ صفین میں حضرت علیہ السلام کے ساتھ تھا۔ وہ جنگ کے بعد اپنے تیس آدمیوں کے ہمراہ آپؑ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا: نہیں! خدا کی قسم! نہ تمہاری اطاعت کروں گا اور نہ تمہارے پیچھے نماز پڑھوں گا اور کل تم سے جدا ہو جاؤں گا۔..... اس وقت واپس آیا۔ میں نے اس کا پیچھا کیا اور وہ اپنے گھر چلا گیا اور یہی کلام اپنے دوستوں سے بھی کیا۔ دوسرے دن میں حضرت امیر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں آپ کے نزدیک بیٹھا جو کچھ میں نے سنا تھا وہ سب کچھ عرض کیا۔

آپ نے فرمایا: اسے اپنے حال پر چھوڑ دو۔ اگر وہ حق کی طرف پلٹ آیا تو اس کی بازگشت قبول کروں گا۔

میں نے کہا: اے امیر المومنینؑ! آپ ابھی اس سے کیوں نہیں پیمان لیتے۔

آپ نے فرمایا: اگر ہم ایسے افراد کے ساتھ ایسا سلوک کریں تو ایسے افراد سے زندان پر ہو جائے گا۔ میری رائے یہ

---

[1] صحیح البخاری، ج ۷، ص ۸۹

یہی حدیث نہج الفصاحۃ (مجموعہ کلمات قصار حضرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ) / ۶۱۲ / نہج الفصاحۃ مجموعہ کلمات قصار حضرت رسول اکرمؐ با ترجمہ فارسی میں تھوڑے سے فرق کے ساتھ موجود ہے۔

كلّ امّتي معافى الّا المجاهرين

[2] غرر الحکم ودرر الکلم / ۴۰۹ / ۱۶..... ص: ۴۰۹

نہیں کہ ہم لوگوں پر حملہ کریں اور انہیں زندان میں ڈالیں یہ اس لئے ہے تا کہ وہ باطل سے پلٹ آئیں اور ہم سے رابطہ کریں۔[1]

حضرت علی علیہ السلام فرقہ بن ناجیہ کے بارے میں فرماتے ہیں:

اِنِّی لَا آخُذُ عَلَی التُّهَمَةِ وَ لَا اُعَاقِبُ عَلَی الظَّنِّ وَ لَا اُقَاتِلُ اِلَّا مَنْ خَالَفَنِی وَ نَاصَبَنِی وَ اَظْهَرَ لِیَ الْعَدَاوَةَ ثُمَّ لَسْتُ مُقَاتِلَهُ حَتّٰی اَدْعُوَهُ وَ اُعْذِرَ اِلَیْهِ فَاِنْ تَابَ وَ رَجَعَ اِلَیْنَا قَبِلْنَا مِنْهُ وَ اِنْ اَبَی اِلَّا الِاعْتِزَامَ عَلَی حَرْبِنَا اسْتَعَنَّا بِاللهِ عَلَیْهِ وَ نَاجَزْنَاهُ.

میں کسی کو تحقیق کئے بغیر گرفتار نہیں کرتا اور صرف ظن وگمان پر کسی کو سزا نہیں دیتا۔ ہاں! جو شخص مجھ سے آشکارانہ دشمنی کرے اس کو بھی پہلے دعوت دوں گا تا کہ حجت تمام ہو جائے اگر وہ باز نہ آیا تو جنگ کے لئے تیار ہوں۔ خدا سے نصرت کی دعا کروں گا۔[2]

۳۔ امن وامان اور ہرج ومرج سے دوری

لوگوں میں امن وامان اور حرج ومرج سے نمٹنے کے لئے اسلامی حکومت کے اہم وظائف میں شمار ہوتا ہے تا کہ نظام میں خلل نہ پڑ جائے۔

امام رضا علیہ السلام نے امامت کے پہلوؤں میں سے ایک پہلو یہ بیان فرمایا کہ:

اِنَّ الْاِمَامَةَ زِمَامُ الدِّیْنِ وَ نِظَامُ الْمُسْلِمِیْنَ وَ صَلَاحُ الدُّنْیَا وَ عِزُّ الْمُؤْمِنِیْنَ.

مسلمانوں کے نظام سے دنیا کی اصلاح اور مومنین کو عزت ملتی ہے۔[3]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ نَظَرَ اِلٰی مُؤْمِنٍ نَظْرَةً لِیُخِیْفَهُ بِهَا اَخَافَهُ اللهُ عَزَّ وَ جَلَّ یَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلُّهُ.

جو کوئی کسی پر ایسی نگاہ ڈالتا ہے کہ وہ ڈر جائے، خدا قیامت کے دن اسے ڈرائے گا۔[4]

اسی طرح آپ نے فرمایا:

قَالَ اللهُ عَزَّ وَ جَلَّ: مَنْ اَهَانَ لِیْ وَلِیًّا فَقَدْ اَرْصَدَ لِمُحَارَبَتِیْ.

---

[1] منہاج البراعۃ فی شرح نہج البلاغۃ (خوئی)/ ج۱۰/ ۲۹۱/ المعنی..... ص:۲۸۹

[2] شرح نہج البلاغۃ لابن ابی الحدید/ ج۳/ ۱۴۸/ [قصۃ الخریت بن راشد الناجی وخروجہ علی علی]..... ص:۱۲۸

[3] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۱/ ۲۰۰/ باب نادر جامع فی فضل الامام وصفاتہ..... ص:۱۹۸

[4] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۲/ ۳۶۸/ باب من اخاف مؤمنا..... ص:۳۶۸

خداوند عالم فرماتا ہے: جو کوئی میرے دوست کی اہانت کرتا ہے اس نے میرے ساتھ جنگ کی۔[1]

ایک حدیث میں ہے کہ

لَا تُرَوِّعُوا الْمُسْلِمَ فَإِنَّ رَوْعَةَ الْمُسْلِمِ ظُلْمٌ عَظِيمٌ.

مسلمان کو نہ ڈراؤ کیونکہ مسلمان کو ڈرانا ظلم عظیم ہے۔[2]

مال وجان کے لئے امن:

حضرت امیر علیہ السلام نے مالیات کی جمع آوری کے لئے ایک عامل کو خط میں یہ تحریر کیا:

انْطَلِقْ عَلَى تَقْوَى اللهِ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَ لَا تُرَوِّعَنَّ مُسْلِماً وَ لَا تَجْتَازَنَّ عَلَيْهِ كَارِهاً وَ لَا تَأْخُذَنَّ مِنْهُ أَكْثَرَ مِنْ حَقِّ اللهِ فِي مَالِهِ فَإِذَا قَدِمْتَ عَلَى الْحَيِّ فَانْزِلْ بِمَائِهِمْ مِنْ غَيْرِ أَنْ تُخَالِطَ أَبْيَاتَهُمْ ثُمَّ امْضِ إِلَيْهِمْ بِالسَّكِينَةِ وَ الْوَقَارِ حَتَّى تَقُومَ بَيْنَهُمْ فَتُسَلِّمَ عَلَيْهِمْ وَ لَا تُخْدِجْ بِالتَّحِيَّةِ لَهُمْ ثُمَّ تَقُولَ عِبَادَ اللهِ أَرْسَلَنِي إِلَيْكُمْ وَلِيُّ اللهِ وَ خَلِيفَتُهُ لِآخُذَ مِنْكُمْ حَقَّ اللهِ فِي أَمْوَالِكُمْ فَهَلْ لِلهِ فِي أَمْوَالِكُمْ مِنْ حَقٍّ فَتُؤَدُّوهُ إِلَى وَلِيِّهِ فَإِنْ قَالَ قَائِلٌ لَا فَلَا تُرَاجِعْهُ وَ إِنْ أَنْعَمَ لَكَ مُنْعِمٌ فَانْطَلِقْ مَعَهُ مِنْ غَيْرِ أَنْ تُخِيفَهُ أَوْ تُوعِدَهُ أَوْ تَعْسِفَهُ أَوْ تُرْهِقَهُ فَخُذْ مَا أَعْطَاكَ مِنْ ذَهَبٍ أَوْ فِضَّةٍ فَإِنْ كَانَ لَهُ مَاشِيَةٌ أَوْ إِبِلٌ فَلَا تَدْخُلْهَا إِلَّا بِإِذْنِهِ.

خدائے وحدہ لہ شریک کے تقویٰ کے ساتھ چلو اور دیکھو! کسی مسلمان کو خوفزدہ نہ کرنا اور اس (کے املاک) پر اس طرح سے نہ گزرنا کہ اسے ناگوار گزرے اور جتنا اس کے مال میں اللہ کا حق نکلتا ہو اس سے زائد نہ لینا۔ جب کسی قبیلے کی طرف جانا تو لوگوں کے گھروں میں گھسنے کے بجائے پہلے ان کے کنوؤں پر جا کر اترنا۔ پھر سکون و وقار کے ساتھ ان کی طرف بڑھنا۔ یہاں تک کہ جب ان میں جا کر کھڑے ہو جاؤ، تو ان پر سلام کرنا اور آداب و تسلیم میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھنا اس کے بعد ان سے کہنا: اے اللہ کے بندو! مجھے اللہ کے ولی اور اس کے خلیفہ نے تمہارے پاس بھیجا ہے۔ اگر تمہارے مال میں اللہ کا کوئی حق نکلتا ہے تو اسے وصول کروں۔ لہٰذا تمہارے مال میں اللہ کا کوئی واجب الادا حق ہے کہ جسے اللہ کے ولی تک پہنچاؤ، اگر کوئی کہنے والا کہے کہ نہیں تو پھر اس سے دُھرا کر نہ پوچھنا اور اگر کوئی ہاں کہنے والا ہاں کہے، تو اسے ڈرائے دھمکائے یا اس پر سختی و تشدد کئے بغیر اس کے ساتھ ہو لینا اور جو سونا یا چاندی (درہم و دینار) وہ دے، لے لینا اور اگر اس کے پاس گائے، بکری یا اونٹ ہوں تو ان کے غول میں اس کی اجازت کے بغیر داخل نہ ہونا۔[3]

---

[1] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۲/ ۳۵۱/ باب من آذی المسلمین واحتقرہم..... ص:۳۵۰

[2] نہج الفصاحۃ (مجموعہ کلمات قصار حضرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ)/ ۶۷۰/ نہج الفصاحۃ مجموعہ کلمات قصار حضرت رسول اکرمؐ، ص، باترجمہ فارسی

[3] نہج البلاغۃ (للصبحی صالح)/ ۳۸۰/ ۲۵ ومن وصیۃ لہ ع کان یکتبہا لمن یستعملہ علی الصدقات..... ص:۳۸۰

حیثیت وآبرو کے لئے امن:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ اَهَانَ لِي وَلِيّاً فَقَدْ بَارَزَنِي بِالْمُحَارَبَةِ.

جو شخص میرے دوست کی اہانت کرتا ہے۔ اس نے مجھے جنگ کے لئے بلایا۔[1]

اسی طرح آپ نے فرمایا:

مَنْ اَذَلَّ مُؤْمِناً اَذَلَّهُ اللهُ.

جو شخص کسی مومن بندے کو ذلیل کرتا ہے اس نے خدا کو ذلیل کیا ہے۔[2]

دوسروں کی عزت کا خیال:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اِنَّكَ اِنِ اتَّبَعْتَ عَوْرَاتِ النَّاسِ اَوْ عَثَرَاتِ النَّاسِ اَفْسَدْتَهُمْ، اَوْ كِدْتَ اَنْ تُفْسِدَهُمْ.

اگر تم لوگوں کی لغزش واسرار کے تجسس میں ہو تو تم نے انہیں فساد میں مبتلا کیا یا نزدیک ہے تم انہیں فساد میں ڈال دو۔[3]

ابن عباس رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ

مَنِ اسْتَمَعَ اِلَى حَدِيثِ قَوْمٍ وَهُمْ لَهُ كَارِهُونَ يُصَبُّ فِي اُذُنَيْهِ الْآنُكُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ.

جو شخص کسی گروہ کی بات سنتا ہے اور وہ یہ پسند نہ کرتے ہوں تو روز قیامت ان کے کانوں میں پگھلا ہوا لوہا ڈالا جائے گا۔[4]

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

شَرُّ النَّاسِ مَنْ لَا يَعْفُو عَنِ الزَّلَّةِ وَلَا يَسْتُرُ الْعَوْرَةَ.

لوگوں میں سے بدترین وہ شخص ہے جو ان کی لغزشوں اور اسرار کو پنہاں نہیں کرتا۔[5]

نیز فرمایا:

مَنْ تَتَبَّعَ عَوْرَاتِ النَّاسِ كَشَفَ اللهُ عَوْرَتَهُ.

جو شخص لوگوں کے عیب نہیں چھپاتا۔ خدا اس کے عیب آشکار کرے گا۔[6]

---

[1] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۲/ ۳۵۲/ باب من آذی المسلمین واحتقرہم..... ص:۳۵۰

[2] الامالی (للطوسی)/ النص/ ۱۸۲/ [۷] المجلس السابع

[3] سنن الکبریٰ، ج۸، ص۳۳۳

[4] وسائل الشیعۃ/ ج۱۷/ ۲۹۸/ ۹۴-باب تحریم عمل الصور المجسمۃ والتماثیل ذوات الارواح خاصۃ واللعب بہا وجواز افتراشہا..... ص:۲۹۵

[5] غرر الحکم ودرر الکلم/ ۴۱۱/ ۶۳..... ص:۴۱۱

[6] غرر الحکم ودرر الکلم/ ۶۳۸/ 141ا..... ص:۶۳۸

بدامنی کا انجام:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

سِبَابُ الْمُؤْمِنِ فُسُوقٌ وَ قِتَالُهُ كُفْرٌ وَ اَكْلُ لَحْمِهِ مِنْ مَعْصِيَةِ اللهِ تَعَالَى وَ حُرْمَةُ مَالِهِ كَحُرْمَةِ دَمِهِ.

مومن کی اہانت، بدگوئی، فسق اور اس کے ساتھ جنگ کرنا کفر ہے اس کی غیبت کرنا گناہ ہے۔ اس کے مال کی حرمت اس کے خون کی مانند ہے۔[1]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

مَنْ اَعَانَ عَلَى مُؤْمِنٍ بِشَطْرِ كَلِمَةٍ، لَقِيَ اللهَ وَ بَيْنَ عَيْنَيْهِ مَكْتُوبٌ: آيِسٌ مِنْ رَحْمَةِ اللهِ.

اگر کوئی کسی مومن کو ایک لفظ کے ذریعے نقصان دے تو روز قیامت اس کی پیشانی پر یہ لکھا ہوا ہوگا: ''رحمت خدا سے نا اُمید''[2]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

مَنْ رَوَّعَ مُؤْمِناً بِسُلْطَانٍ لِيُصِيبَهُ مِنْهُ مَكْرُوهٌ فَلَمْ يُصِبْهُ فَهُوَ فِي النَّارِ وَ مَنْ رَوَّعَ مُؤْمِناً بِسُلْطَانٍ لِيُصِيبَهُ مِنْهُ مَكْرُوهٌ فَأَصَابَهُ فَهُوَ مَعَ فِرْعَوْنَ وَ آلِ فِرْعَوْنَ فِي النَّارِ.

یعنی جو شخص کسی کو بادشاہ و حاکم سے ڈرائے وہ دوزخ میں جائے گا۔ اگر کوئی مومن کسی کو آزار دیتا ہے وہ فرعون اور آل فرعون کے ساتھ دوزخ میں جائے گا۔[3]

اسی طرح آپ نے فرمایا:

اِذَا قَالَ الرَّجُلُ لِاَخِيهِ الْمُؤْمِنِ اُفٍّ خَرَجَ مِنْ وَلَايَتِهِ.

جب کوئی شخص کسی کو اف کہتا ہے وہ اس کی ولایت و دوستی سے دور ہے۔[4]

---

[1] من لایحضرہ الفقیہ/ ج ۴/ ۴۱۸/ ومن الفاظ رسول اللہ ص الموجزۃ التی لم یسبق الیہا..... ص:۳۷۶

[2] الامالی (للطوسی)/ النص/ ۱۹۸/ [۷] المجلس السابع

[3] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۲/ ۳۶۸/ باب من اخاف مؤمنا..... ص:۳۶۸

[4] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۲/ ۳۶۱/ باب السباب..... ص:۳۵۹

۴۔استقلال اور ذلت پذیری کی نفی

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اَلْاِسْلَامُ یَعْلُو وَلَا یُعْلٰی عَلَیْہِ. وَ الْکُفَّارُ بِمَنْزِلَۃِ الْمَوْتٰی لَا یَحْجُبُونَ وَلَا یَرِثُونَ.

اسلام بہترین دین ہے اس سے برتر کوئی چیز نہیں ہے۔کافر مُردوں کی مانند ہے، میراث سے مانع ہے اور نہ میراث لیتے ہیں۔[۱]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

اِنَّ اللّٰہَ فَوَّضَ اِلَی الْمُؤْمِنِ اُمُورَہُ کُلَّھَا وَ لَمْ یُفَوِّضْ اِلَیْہِ اَنْ یَکُونَ ذَلِیلًا اَ مَا تَسْمَعُ اللّٰہَ عَزَّ وَ جَلَّ یَقُولُ وَ لِلّٰہِ الْعِزَّۃُ وَلِرَسُولِہِ وَلِلْمُؤْمِنِینَ.

خدا نے مومن کو اپنے امور میں اختیار دے دیا ہے لیکن ذلیل ہونے کو پسند نہیں کیا۔کیا تم نے نہیں سنا کہ خداوند عالم فرماتا ہے کہ عزت خدا، رسول اور مومنین کے لئے ہے۔[۲]

آپ مزید فرماتے ہیں:

فَالْمُؤْمِنُ یَکُونُ عَزِیزاً وَلَا یَکُونُ ذَلِیلًا ثُمَّ قَالَ اِنَّ الْمُؤْمِنَ اَعَزُّ مِنَ الْجَبَلِ اِنَّ الْجَبَلَ یُسْتَقَلُّ مِنْہُ بِالْمَعَاوِلِ وَ الْمُؤْمِنُ لَا یُسْتَقَلُّ مِنْ دِینِہِ بِشَیْءٍ.

مومن عزیز ہے ذلیل نہیں۔مومن پہاڑ سے زیادہ نفوذ پذیر ہے کیونکہ پہاڑ پر ہتھوڑا مارنے سے پہاڑ کم ہوجاتا ہے لیکن مومن کا ایمان کم نہیں ہوتا۔[۳]

۵۔سیاست اور انتخابات میں شرکت

مسلمانوں پر لازم ہے کہ وہ اجتماعی سرنوشت کے لئے سیاست میں حصہ لیں اور انتخابات میں صالح افراد کا چناؤ ہو۔باتقویٰ کام کرنے والے ہوں، معاشرے اور ملک کے امور کے لئے کام انجام دیئے جائیں۔جب شریر لوگ حاکم ہوتے ہیں تو دین کم رنگ وظلم عام ہوجاتا ہے۔

---

[۱] من لایحضرہ الفقیہ/ ج ۴ / ۳۳۴ / باب میراث اہل الملل..... ص:۳۳۴

[۲] وسائل الشیعۃ/ ج ۱۶ / ۱۵۶ / ۱۲۔باب کراہۃ التعرض للذل..... ص:۱۵۶

[۳] تہذیب الاحکام (تحقیق خرسان)/ ج ۶ / ۱۷۹ / ۸۰۔باب الامر بالمعروف والنہی عن المنکر..... ص:۱۷۶

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اِذَا کَانَ اُمَرَاؤُکُمْ شِرَارَکُمْ وَ اَغْنِیَاؤُکُمْ بُخَلَاءَکُمْ وَ اُمُورُکُمْ اِلَی نِسَائِکُمْ فَبَطْنُ الْاَرْضِ خَیْرٌ لَکُمْ مِنْ ظَهْرِهَا.

جب تمہارا حاکم شریر اور ثروت مند بخیل ہوں تو تمہاری زندگی اتنی دشوار ہوجاتی ہے کہ جینے سے زمین میں دھنس جانے کو لوگ ترجیح دیتے ہیں۔[1]

حضرت علی علیہ السلام نے لوگوں کی شرکت کے بارے میں فرمایا:

اگر اس جماعت کا جھرمٹ نہ ہوتا۔

لَوْ لَا حُضُورُ الْحَاضِرِ وَ قِیَامُ الْحُجَّةِ بِوُجُودِ النَّاصِرِ وَ مَا اَخَذَ اللهُ عَلَی الْعُلَمَاءِ اَلَّا یُقَارُّوا عَلَی کِظَّةِ ظَالِمٍ وَ لَا سَغَبِ مَظْلُومٍ لَاَلْقَیْتُ حَبْلَهَا عَلَی غَارِبِهَا وَ لَسَقَیْتُ آخِرَهَا بِکَاْسِ اَوَّلِهَا وَ لَاَلْفَیْتُمْ دُنْیَاکُمْ هَذِهِ اَزْهَدَ عِنْدِی مِنْ عَفْطَةِ عَنْزٍ.

اگر بیعت کرنے والوں کی موجودگی اور مدد کرنے والوں کے وجود سے مجھ پر حجت تمام ہوگئی ہوتی اور وہ عہد نہ ہوتا جو اللہ نے علما سے لے رکھا ہے کہ وہ ظالم کی شکم پری اور مظلوم کی گرسنگی پر سکون وقرار سے نہ بیٹھیں تو میں خلافت کی باگ ڈور اسی کے کندھے پر ڈال دیتا اور اس کے آخر کو اسی پیالے سے سیراب کرتا جس پیالے سے اس کے اول نے سیراب کیا تھا اور تم اپنی دنیا کو میری نظروں میں بکری کی چھینک سے بھی زیادہ ناقابل اعتنا پاتے۔[2]

سیاست اور بیعت میں مشارکت:

بعض اوقات سیاسی مشارکت بیعت کی مانند ہے۔ چنانچہ حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا:

وَ اَمَّا حَقِّی عَلَیْکُمْ فَالْوَفَاءُ بِالْبَیْعَةِ وَ النَّصِیحَةُ فِی الْمَشْهَدِ وَ الْمَغِیبِ وَ الْاِجَابَةُ حِینَ اَدْعُوکُمْ وَ الطَّاعَةُ حِینَ آمُرُکُمْ

اور میرا تم پر یہ حق ہے کہ بیعت کی ذمہ داریوں کو پورا کرو، اور سامنے اور پس پشت خیر خواہی کرو، جب بلاؤں تو میری صدا پر لبیک کہو، اور جب کوئی حکم دوں تو اس کی تعمیل کرو۔[3]

---

[1] تحف العقول/النص/۳۶/وروی عنہ ص فی قصار ہذہ المعانی..... ص:۳۵

[2] نہج البلاغۃ (للصبحی صالح)/۵۰/۱۲۳ مبایعۃ علی..... ص:۴۹

[3] نہج البلاغۃ (للصبحی صالح)/۷۹/طریق السداد..... ص:۷۹

۶۔ مشورہ دینا

اسلامی حاکموں کو سیاسی مشارکت اور اجتماعی مسائل میں مشورے کی ضرورت ہوتی ہے۔ حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا: حق اور درست مشورے دینے سے منع نہ کرو۔

فَلَا تَكُفُّوا عَنْ مَقَالَةٍ بِحَقٍّ اَوْ مَشُورَةٍ بِعَدْلٍ فَاِنِّي لَسْتُ فِي نَفْسِي بِفَوْقِ اَنْ اُخْطِئَ وَ لَا آمَنُ ذٰلِكَ مِنْ فِعْلِي اِلَّا اَنْ يَكْفِيَ اللّٰهُ مِنْ نَفْسِي.

تم اپنے کو حق کی بات کہنے اور عدل کا مشورہ دینے سے نہ روکو۔ میں تو اپنے کو اس سے بالاتر نہیں سمجھتا کہ خطا کروں اور نہ اپنے کسی کام کو لغزش سے محفوظ سمجھتا ہوں۔ مگر یہ کہ خدا میرے نفس کو اس سے بچائے کہ جس پر وہ مجھ سے زیادہ اختیار رکھتا ہے۔[1]

وَ مَا اَعْمَالُ الْبِرِّ كُلُّهَا وَ الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ عِنْدَ الْاَمْرِ بِالْمَعْرُوفِ وَ النَّهْيِ عَنِ الْمُنْكَرِ اِلَّا كَنَفْثَةٍ فِي بَحْرٍ لُجِّيٍّ وَ اِنَّ الْاَمْرَ بِالْمَعْرُوفِ وَ النَّهْيَ عَنِ الْمُنْكَرِ لَا يُقَرِّبَانِ مِنْ اَجَلٍ وَ لَا يَنْقُصَانِ مِنْ رِزْقٍ وَ اَفْضَلُ مِنْ ذٰلِكَ كُلِّهِ كَلِمَةُ عَدْلٍ عِنْدَ اِمَامٍ جَائِرٍ.

تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ تمام اعمالِ خیر اور جہاد فی سبیل اللہ، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے مقابلہ میں ایسے ہیں، جیسے گہرے دریا میں لعاب دہن کے ریزے ہوں یہ نیکی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا ایسا نہیں ہے کہ اس کی وجہ سے موت قبل از وقت آجائے، یا رزق معین میں کمی ہو جائے اور ان سب سے بہتر وہ حق بات ہے جو کسی جابر حکمران کے سامنے کہی جائے۔[2]

۷۔ ظلم کے مقابلے میں قیام

جب ملک میں لوگوں پر ظلم ہو رہا ہو تو مسلمانوں کے لئے ضروری ہے کہ اس ظلم کے خلاف آواز اٹھائیں۔ یہ دین کے اہم مسائل میں سے ہے۔ حضرت امام حسین علیہ السلام نے بنو امیہ کے خلاف قیام فرمایا، آپ نے امت اسلامی کے لئے یوں خطاب فرمایا:

اَلَا تَرَوْنَ اَنَّ الْحَقَّ لَا يُعْمَلُ بِهِ وَ اَنَّ الْبَاطِلَ لَا يُتَنَاهَى عَنْهُ لِيَرْغَبَ الْمُؤْمِنُ فِي لِقَاءِ اللّٰهِ مُحِقّاً.

کیا تم دیکھ نہیں رہے ہو کہ حق پر عمل نہیں ہو رہا اور باطل کی پرواہ نہیں کی جا رہی۔ ایسی شرائط میں ضروری ہے کہ مومن

---

[1] نہج البلاغۃ (للصبحی صالح)/ ۳۳۵/ حق الوالی وحق الرعیۃ..... ص: ۳۳۳

[2] نہج البلاغۃ (للصبحی صالح)/ ۳۳۵/ حق الوالی وحق الرعیۃ..... ص: ۳۳۳

اپنی جان قربان کردے اور خدا کی ملاقات کے لئے جلدی کرے۔[1]

امام حسین علیہ السلام اپنے قیام کے حوالے سے فرماتے ہیں:

اَلَا وَ اِنَّ الدَّعِیَّ ابْنَ الدَّعِیِّ قَدْ رَکَزَ مِنَّا بَیْنَ اثْنَتَیْنِ بَیْنَ الْمِلَّةِ اَلسَّلَّةِ وَ الذِّلَّةِ وَ هَیْهَاتَ مِنَّا الذِّنِیَّةُ.

آگاہ ہوجاؤ کہ اس نجس ابن نجس نے میرے دو چیزوں کے انتخاب کے علاوہ کوئی رستہ نہیں چھوڑا یا تو میں جنگ کروں یا ذلت قبول کروں اور ذلت ہم سے بہت دور ہے۔[2]

ظالموں سے برائت:

طاغوت سے برائت مسلمانوں کا وظیفہ ہے اس کے بارے میں امام باقر علیہ السلام اپنے اصحاب میں سے ایک صحابی سے فرماتے ہیں:

یَا اَبَا الصَّبَّاحِ اِیَّاکُمْ وَ الْوَلَائِجَ فَاِنَّ کُلَّ وَلِیجَةٍ دُونَنَا فَهِیَ طَاغُوتٌ.

اے ابا صالح! دوسروں سے دوستی کرنے سے پرہیز کر کیونکہ ہم اہل بیتؑ کی دوستی کے علاوہ طاغوت کی دوستی شمار ہوتی ہے۔[3]

ابان بن تغلب کہتا ہے میں نے امام کو فرماتے ہوئے یہ سنا:

یَا مَعْشَرَ الْاَحْدَاثِ اتَّقُوا اللهَ وَ لَا تَأْتُوا الرُّؤَسَاءَ وَ غَیْرَهُمْ حَتَّی یَصِیرُوا اَذْنَاباً لَا تَتَّخِذُوا الرِّجَالَ وَلَائِجَ مِنْ دُونِ اللهِ اَنَا وَ اللهِ خَیْرٌ لَکُمْ مِنْهُمْ.

اے جوانوں کے گروہ! خدا کا خوف کرو اور بنی عباس کے حاکموں کے اردگرد چکر نہ لگاؤ۔ انہیں چھوڑ دو ورنہ ذلیل ہو گے۔ ان سے نہ دوستی رکھو اور نہ راز دار بناؤ۔

خدا کی قسم! ہم اہل بیتؑ ان سے بہتر ہیں۔[4]

ظالموں کی مدد نہ کرنا:

مسلمانوں کے لئے جائز نہیں کہ وہ ظالموں کی مدد کریں حتیٰ کہ اگر ان کو ظالم ظاہری طور پر عبادت کا کام انجام دے جیسے مسجد بنانا

---

[1] تحف العقول/ النص/ ۲۴۵/ وعنہ ع فی قصار ہذہ المعانی..... ص: ۲۴۵

[2] تحف العقول/ النص/ ۲۴۱/ کتابہ ع الی اہل الکوفۃ لما سار ورای خذلانہم ایاہ..... ص: ۲۴۰

[3] وسائل الشیعۃ/ ج ۲۷/ ۱۳۴/ ۱۰- باب عدم جواز تقلید غیر المعصوم ع فیما یقول برایہ وفیما لا یعمل فیہ بنص عنہم ..... ص: ۱۲۴

[4] وسائل الشیعۃ/ ج ۲۷/ ۱۳۳/ ۱۰- باب عدم جواز تقلید غیر المعصوم ع فیما یقول برایہ وفیما لا یعمل فیہ بنص عنہم..... ص: ۱۲۴

تو ایسی صورت میں بھی اس کی مدد نہیں کرنی چاہیے۔

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

لَا تُعِنْهُمْ عَلَى بِنَاءِ مَسْجِدٍ.

ظالموں کی مسجد بنانے میں بھی مدد نہ کرو۔[1]

روایت میں ہے کہ زیاد بن ابی سلمہ حضرت موسیٰ کاظم علیہ السلام کا صحابی آپ کی اجازت کے بغیر عباسی حکومت میں کام پر مامور ہوگیا۔حضرتؑ نے اس سے علت پوچھی۔اس نے کہا:

اَنَا رَجُلٌ لِی مُرُوءَةٌ وَ عَلَیَّ عِیَالٌ وَ لَیْسَ وَرَاءَ ظَهْرِی شَیْءٌ.

فَقَالَ لِی یَا زِیَادُ لَاَنْ اَسْقُطَ مِنْ حَالِقٍ فَاَتَقَطَّعَ قِطْعَةً قِطْعَةً اَحَبُّ اِلَیَّ مِنْ اَنْ اَتَوَلّٰی لِاَحَدٍ مِنْهُمْ عَمَلًا.

میں جوان مرد ہوں اور زیادہ بچے ہیں۔گھر میں مال واسباب بھی نہیں ہے۔

امام کاظم علیہ السلام نے فرمایا:

اے زیاد! اگر میں پہاڑ سے گر کر ٹکڑے ٹکڑے ہوجاؤں۔میرے لئے یہ بہتر ہے لیکن ظالموں کا ساتھ نہیں دوں گا۔[2]

صفوان بن مہران امام کاظم علیہ السلام کے ایک صحابی تھے۔تجارت کا اونٹ رکھتا تھا اپنے اونٹ ہارون کو کرائے پر دیتا تھا وہ خود نقل کرتا ہے کہ:

یَا صَفْوَانُ کُلُّ شَیْءٍ مِنْكَ حَسَنٌ جَمِیلٌ مَا خَلَا شَیْئاً وَاحِداً قُلْتُ جُعِلْتُ فِدَاكَ اَیُّ شَیْءٍ قَالَ اِکْرَاؤُكَ جِمَالَكَ مِنْ هٰذَا الرَّجُلِ یَعْنِی هَارُونَ- قُلْتُ وَ اللهِ مَا اَکْرَیْتُهُ اَشَراً وَ لَا بَطَراً وَ لَا لِلصَّیْدِ وَ لَا لِلَّهْوِ وَ لٰکِنِّی اَکْرَیْتُهُ لِهٰذَا الطَّرِیقِ یَعْنِی طَرِیقَ مَکَّةَ- وَ لَا اَتَوَلَّاهُ بِنَفْسِی وَ لٰکِنِّی اَبْعَثُ مَعَهُ غِلْمَانِی فَقَالَ لِی یَا صَفْوَانُ اَیَقَعُ کِرَاؤُكَ عَلَیْهِمْ قُلْتُ نَعَمْ جُعِلْتُ فِدَاكَ قَالَ فَقَالَ لِی اَتُحِبُّ بَقَاءَهُمْ حَتَّی یَخْرُجَ کِرَاؤُكَ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ مَنْ اَحَبَّ بَقَاءَهُمْ فَهُوَ مِنْهُمْ وَ مَنْ کَانَ مِنْهُمْ کَانَ وَرَدَ النَّارَ.

میں ایک دن امام کاظم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔آپ نے مجھ سے فرمایا:صفوان! تیرے سارے کام اچھے ہیں لیکن ایک کام اچھا نہیں ہے۔

میں نے عرض کیا: میں قربان جاؤں کونسا کام؟

آپ نے فرمایا: تو نے اپنے اونٹ ہارون کو کرائے پر دیئے ہیں۔

میں نے کہا: خدا کی قسم! میں فسق وفجور اور لہو ولعب کے لئے نہیں دیئے بلکہ بیت اللہ کی زیارت کے لئے دیئے ہیں۔

---

[1] تہذیب الاحکام (تحقیق خرسان)/ ج۶/ ۳۳۸/ ۹۳-باب المکاسب..... ص:۳۲۱

[2] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۵/ ۱۱۰/ باب شرط من اذن لہ فی اعمالہم..... ص:۱۰۹

میں خود نہیں جاتا بلکہ میرے غلام ساتھ جاتے ہیں۔ امام نے فرمایا: کیا تو نہیں چاہتا کہ ہارون اور اس کے ساتھی زندہ خیریت سے واپس آئیں تا کہ تجھے کرایہ دیں۔

میں نے کہا: جی ہاں!

آپ نے فرمایا: جو شخص کسی ظالم شخص کی زندگی کی امید رکھتا ہے وہ دوزخ میں جائے گا۔[۱]

۸۔ سرحد اور اس کی اہمیت

مسلمانوں پر ضروری ہے کہ اسلامی ممالک کو دشمن کے حملوں اور ان کے نفوذ کرنے سے روکا جائے۔ جو لوگ سرحدوں کی حفاظت کرتے ہیں ان کے لئے دعا کرو۔

امام سجاد علیہ السلام ایک دعا میں خدا سے مناجات کرتے ہیں:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَ آلِهِ، وَ حَصِّنْ ثُغُورَ الْمُسْلِمِيْنَ بِعِزَّتِكَ، وَ اَيِّدْ حُمَاتَهَا بِقُوَّتِكَ، وَ اَسْبِغْ عَطَايَاهُمْ مِنْ جِدَتِكَ۔[۲]

خدایا! محمد و آل محمد علیہم السلام پر رحمت نازل فرما اور اپنے غلبہ کے ذریعہ مسلمانوں کی سرحدوں کی محافظت فرما اور اپنی قوت کے سہارے محافظین حدود کی تائید فرما اور اپنے کرم سے ان کے عطایا کو مکمل بنا دے۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

حَرْسُ لَيْلَةٍ فِي سَبِيْلِ اللهِ عَزَّ وَ جَلَّ اَفْضَلُ مِنْ اَلْفِ لَيْلَةٍ يُقَامُ لَيْلَهَا وَ يُصَامُ نَهَارُهَا.

راہ خدا میں ایک رات کی نگہبانی ہر رات کی عبادت سے افضل ہے وہ ایسا ہے جیسے دن کو روزہ رکھتا ہو۔[۳]

ایک اور حدیث میں آیا ہے سرحد پر تعین نگہبان کا ایک دن، راہ خدا میں ایک ماہ کی نماز و روزوں (مستحبی) سے بہتر ہے۔[۴]

نگہبانی کے معنوی آثار:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

وَ اِنْ مَاتَ مَرَابِطًا جَرٰى عَلَيْهِ عَمَلُهٗ وَ اُجْرِيَ عَلَيْهِ رِزْقُهٗ وَ اٰمِنَ مِنَ الْفِتَّانِ.

---

[۱] وسائل الشیعۃ/ ج ۱۷ / ۱۸۲ / ۴۲۔ باب تحریم معونۃ الظالمین ولو بمدۃ قلم وطلب مافی ایدیہم من الظلم..... ص: ۱۷۷

[۲] الصحیفۃ السجادیۃ/ ۱۲۶ / (۲۷) (وکان من دعاءہ علیہ السلام لاہل الثغور:)

[۳] نہج الفصاحۃ (مجموعہ کلمات قصار حضرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ)/ ۴۳۹ / نہج الفصاحۃ مجموعہ کلمات قصار حضرت رسول اکرمؐ با ترجمہ فارسی

[۴] رِبَاطُ يَوْمٍ فِي سَبِيلِ اللهِ خَيْرٌ مِنْ قِيَامِ شَهْرٍ وَ صِيَامِهِ وَ مَنْ مَاتَ مُرَابِطاً فِي سَبِيلِ اللهِ كَانَ لَهُ اَجْرُ مُجَاهِدٍ اِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ.
(مستدرک الوسائل و مستنبط المسائل/ ج ۱۱ / ۲۸ / ۶۔ باب حکم المرابطۃ فی سبیل اللہ ومن اخذ شیئا لیرابط بہ..... ص: ۲۷)

جو نگہبان دنیا سے جاتا ہے تو اس کے نامۂ اعمال میں ثواب کا لکھا جانا اس کی موت کے بعد بھی جاری رہتا ہے اور نعمتوں سے مالا مال ہوگا۔ قبر میں امان میں ہوگا۔[1]

ایک حدیث میں آیا ہے کہ:

كُلُّ مَيِتٍ يُخْتَمُ عَلَى عَمَلِهِ اِلَّا الَّذِي مَاتَ مُرَابِطًا فِي سَبِيلِ اللهِ فَاِنَّهُ يُنْمَى لَهُ عَمَلُهُ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَ يَأْمَنُ فِتْنَةَ الْقَبْرِ.

جو آدمی مرتا ہے اس کا اعمال نامہ بند ہو جاتا ہے لیکن جو شخص راہ خدا میں سرحد کی حفاظت کرے تو اس کا ثواب قیامت تک لکھا جاتا ہے۔ قبر میں سوال سے بھی امان میں ہوتا۔[2]

سرحدوں کے محافظوں کے لئے امام سجاد علیہ السلام کی دعا:

(۱) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَ آلِهِ، وَ حَصِّنْ ثُغُورَ الْمُسْلِمِيْنَ بِعِزَّتِكَ، وَ اَيِّدْ حُمَاتَهَا بِقُوَّتِكَ، وَ اَسْبِغْ عَطَايَاهُمْ مِنْ جِدَتِكَ.

(۱) خدایا! محمد و آل محمد علیہم السلام پر رحمت نازل فرما اور اپنے غلبہ کے ذریعہ مسلمانوں کی سرحدوں کی محافظت فرما اور اپنی قوت کے سہارے محافظین حدود کی تائید فرما اور اپنے کرم سے ان کے عطایا کو مکمل بنا دے۔

(۲) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَ آلِهِ، وَ كَثِّرْ عِدَّتَهُمْ، وَ اشْحَذْ اَسْلِحَتَهُمْ، وَ احْرُسْ حَوْزَتَهُمْ، وَ امْنَعْ حَوْمَتَهُمْ، وَ اَلِّفْ جَمْعَهُمْ، وَ دَبِّرْ اَمْرَهُمْ، وَ وَاتِرْ بَيْنَ مِيَرِهِمْ، وَ تَوَخَّدْ بِكِفَايَةٍ مُؤَنِهِمْ، وَ اعْضُدْهُمْ بِالنَّصْرِ، وَ اَعِنْهُمْ بِالصَّبْرِ، وَ الْطُفْ لَهُمْ فِي الْمَكْرِ.

(۲) خدایا! محمد و آل محمد علیہم السلام پر رحمت نازل فرما اور مجاہدین کی تعداد میں اضافہ فرما ان کے اسلحوں کو تیز و تند بنا دے ان کے مرکزی مقامات کی حفاظت فرما ان کے حدود و اطراف کی حفاظت فرما۔ ان کی رسد کے وسائل کو متواتر بنا دے اور تو تن تنہا ان کی تمام ضروریات کے لئے کافی ہو جا اپنی نصرت سے ان کے بازوؤں کو قوی بنا دے اور جو ہر صبر کے ذریعہ ان کی امداد فرما اور انھیں باریک تدبیروں کا علم عطا فرما۔

(۳) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَ آلِهِ، وَ عَرِّفْهُمْ مَا يَجْهَلُوْنَ، وَ عَلِّمْهُمْ مَا لَا يَعْلَمُوْنَ، وَ بَصِّرْهُمْ مَا لَا يُبْصِرُوْنَ.

(۳) خدایا! محمد و آل محمد علیہم السلام پر رحمت نازل فرما اور اور مسلمانوں کو ان تمام چیزوں سے باخبر کر دے جن سے ناواقف ہیں اور وہ تمام باتیں بتا دے جنھیں آنکھیں نہیں دیکھ سکتیں۔

---

[1] کنز العمال؛ ج ۴، ص ۲۸۴

[2] سنن ترمذی، ج ۳، ص ۸۹

(۴) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَ آلِهٖ، وَ اَنْسِهِمْ عِنْدَ لِقَائِهِمُ الْعَدُوَّ ذِكْرَ دُنْيَاهُمُ الْخَدَّاعَةِ الْغَرُوْرِ، وَ امْحُ عَنْ قُلُوْبِهِمْ خَطَرَاتِ الْمَالِ الْفَتُوْنِ، وَ اجْعَلِ الْجَنَّةَ نُصْبَ اَعْيُنِهِمْ، وَ لَوِّحْ مِنْهَا لِاَبْصَارِهِمْ مَا اَعْدَدْتَ فِيْهَا مِنْ مَسَاكِنِ الْخُلْدِ وَ مَنَازِلِ الْكَرَامَةِ وَ الْحُوْرِ الْحِسَانِ وَ الْاَنْهَارِ الْمُطَّرِدَةِ بِاَنْوَاعِ الْاَشْرِبَةِ وَ الْاَشْجَارِ الْمُتَدَلِّيَةِ بِصُنُوْفِ الثَّمَرِ حَتّٰى لَا يَهُمَّ اَحَدٌ مِنْهُمْ بِالْاِدْبَارِ، وَ لَا يُحَدِّثَ نَفْسَهٗ عَنْ قِرْنِهٖ بِفِرَارٍ۔

(۴) خدایا! محمد وآل محمد علیہم السلام پر رحمت نازل فرما اور مجاہدین کے ذہن سے وقت جنگ دشمن کا خیال نکال دے اور فریب کو بھلا دے ان کے دلوں سے فتنہ پیدا کرنے والے مال کے اندیشوں کو محو کر دے اور جنت کو ان کا نشانہ نگاہ بنا دے اور ان کی نگاہ کے سامنے ان چیزوں کو نمایاں کر دے جنھیں تو نے ان کے لئے مہیا کیا ہے۔ جنت کے مکانات، کرامت کی منازل، حسین وجمیل حوریں اور طرح طرح کے مشروبات سے چھلکتی ہوئی نہریں اور رنگ برنگ کے پھلوں سے لدے ہوئے درخت۔ تاکہ ان میں سے کسی کے دل میں پیٹھ پھرانے کا خیال بھی نہ پیدا ہو اور کوئی دشمن کے مقابلہ میں بھاگنے کے بارے میں سوچ بھی نہ سکے۔

(۵) اَللّٰهُمَّ افْلُلْ بِذٰلِكَ عَدُوَّهُمْ، وَ اقْلِمْ عَنْهُمْ اَظْفَارَهُمْ، وَ فَرِّقْ بَيْنَهُمْ وَ بَيْنَ اَسْلِحَتِهِمْ، وَ اخْلَعْ وَثَائِقَ اَفْئِدَتِهِمْ، وَ بَاعِدْ بَيْنَهُمْ وَ بَيْنَ اَزْوِدَتِهِمْ، وَ حَيِّرْهُمْ فِيْ سُبُلِهِمْ، وَ ضَلِّلْهُمْ عَنْ وَجْهِهِمْ، وَ اقْطَعْ عَنْهُمُ الْمَدَدَ، وَ انْقُصْ مِنْهُمُ الْعَدَدَ، وَ امْلَاْ اَفْئِدَتَهُمُ الرُّعْبَ، وَ اقْبِضْ اَيْدِيَهُمْ عَنِ الْبَسْطِ، وَ اخْزِمْ اَلْسِنَتَهُمْ عَنِ النُّطْقِ، وَ شَرِّدْ بِهِمْ مَنْ خَلْفَهُمْ وَ نَكِّلْ بِهِمْ مَنْ وَرَاءَهُمْ، وَ اقْطَعْ بِخِزْيِهِمْ اَطْمَاعَ مَنْ بَعْدَهُمْ۔

(۵) خدایا! ان مجاہدین کے ذریعہ دشمن کے اسلحوں کے درمیان جدائی پیدا کر دے ان کے رگ دل کی طنابیں توڑ دے اور انھیں ان کے ساز وسامان سے دور کر دے انھیں ان کے راستوں میں متحیر بنا دے اور ان کے واقعی رخ سے ہٹا دے ان کی زبان کو گویائی سے محروم کر دے ان کے ذریعہ پیچھے والوں کو بھی بھاگنے پر مجبور کر دے، ان کے وسیلہ سے ان کے پیروکاروں پر عذاب نازل کر دے اور انھیں رسوا کر کے بعد والوں کے حوصلے پست کر دے۔

(۶) اَللّٰهُمَّ عَقِّمْ اَرْحَامَ نِسَائِهِمْ، وَ يَبِّسْ اَصْلَابَ رِجَالِهِمْ، وَ اقْطَعْ نَسْلَ دَوَابِّهِمْ وَ اَنْعَامِهِمْ، لَا تَاْذَنْ لِسَمَائِهِمْ فِيْ قَطْرٍ، وَ لَا لِاَرْضِهِمْ فِيْ نَبَاتٍ۔

(۶) خدایا! ان کی عورتوں کے رحم کو بانجھ کر دے اور ان کے مردوں کے صلبوں کو خشک کر دے اور ان کے جانوروں کی نسل قطع کر دے۔ ان کے سروں پر آسمان کو بارش سے روک دے اور ان کے زیر قدم زمین کو غلہ اگانے سے منع کر دے۔

(۷) اَللّٰهُمَّ وَ قَوِّ بِذٰلِكَ مِحَالَ اَهْلِ الْاِسْلَامِ، وَ حَصِّنْ بِهٖ دِيَارَهُمْ، وَ ثَمِّرْ بِهٖ اَمْوَالَهُمْ، وَ فَرِّغْهُمْ عَنْ مُحَارَبَتِهِمْ لِعِبَادَتِكَ، وَ عَنْ مُنَابَذَتِهِمْ لِلْخَلْوَةِ بِكَ حَتّٰى لَا يُعْبَدَ فِيْ بِقَاعِ الْاَرْضِ غَيْرُكَ، وَ لَا

تُعَفِّرَ لِاَحَدٍ مِنْهُمْ جَبْهَةٌ دُوْنَكَ۔

(۷) خدایا! اوران حالات کے ذریعہ اہل اسلام کی تدبیروں کوقوی تر بنادے ان کے دیار کومحفوظ بنادے ان کے اموال کوثمر بار بنادے اورانھیں جنگ کی مشقت سے بچا کرعبادتوں میں لگادے اور دشمن کے مقابلہ سے فارغ کر کے اپنی بارگاہ میں بلالے تاکہ روئے زمین پر تیرے علاوہ کسی کی عبادت نہ کی جائے اور کسی کے سامنے پیشانی کو خاک پر نہ رکھا جائے۔

(۸) اَللّٰهُمَّ اغْزُ بِكُلِّ نَاحِيَةٍ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ عَلَى مَنْ بِاِزَائِهِمْ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ، وَ اَمْدِدْهُمْ بِمَلَائِكَةٍ مِنْ عِنْدِكَ مُرْدِفِيْنَ حَتّٰى يَكْشِفُوْهُمْ اِلٰى مُنْقَطَعِ التُّرَابِ قَتْلًا فِيْ اَرْضِكَ وَ اَسْراً، اَوْ يُقِرُّوا بِاَنَّكَ اَنْتَ اللهُ الَّذِيْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ وَحْدَكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ۔

(۸) خدایا! مسلمانوں کو ہر علاقہ میں ان کے مدمقابل مشرکین پر فتح عنایت فرما اوراپنی طرف سے مسلسل آنے والے ملائکہ کے ذریعہ ان کی امداد فرما تاکہ دشمنوں کو آخری خطہ زمین تک نکال باہر کردیں یا قتل کردیں گرفتار کرلیں یا اس بات کا اقرار لے لیں کہ تو ہی خدا ہے اور تیرے علاوہ کوئی خدا نہیں ہے۔ تو وحدہٗ لاشریک ہے۔

(۹) اَللّٰهُمَّ وَ اعْمُمْ بِذٰلِكَ اَعْدَاءَكَ فِيْ اَقْطَارِ الْبِلَادِ مِنَ الْهِنْدِ وَ الرُّوْمِ وَ التُّرْكِ وَ الْخَزَرِ وَ الْحَبَشِ وَ النُّوْبَةِ وَ الزَّنْجِ وَ السَّقَالِبَةِ وَ الدَّيَالِمَةِ وَ سَائِرِ اُمَمِ الشِّرْكِ، الَّذِيْنَ تَخْفٰى اَسْمَاؤُهُمْ وَ صِفَاتُهُمْ، وَ قَدْ اَحْصَيْتَهُمْ بِمَعْرِفَتِكَ، وَ اَشْرَفْتَ عَلَيْهِمْ بِقُدْرَتِكَ۔

(۹) خدایا! تمام اطراف زمین کے اپنے دشمنوں کو بھی اس جہاد کی لپیٹ میں لے لے چاہے وہ ہند میں ہوں یا روم میں، ترک میں ہوں یا خزر میں، حبش میں ہوں یا نوبہ میں، زنج میں ہوں یا سقالبہ میں، دیالمہ میں ہوں یا باقی امت شرک میں جب کے اسماء وصفات ہم سے مخفی ہیں لیکن تو اپنے علم سے سب کا حساب رکھتا ہے اور اپنی قدرت کاملہ سے سب پر نگاہ رکھتا ہے۔

(۱۰) اَللّٰهُمَّ اشْغَلِ الْمُشْرِكِيْنَ بِالْمُشْرِكِيْنَ عَنْ تَنَاوُلِ اَطْرَافِ الْمُسْلِمِيْنَ، وَ خُذْهُمْ بِالنَّقْصِ عَنْ تَنَقُّصِهِمْ، وَ ثَبِّطْهُمْ بِالْفُرْقَةِ عَنِ الِاحْتِشَادِ عَلَيْهِمْ۔

(۱۰) خدایا! مشرکین کو مشرکین ہی میں مشغول کردے تاکہ مسلمانوں میں نقص پیدا کرنے سے رک جائیں ان کے درمیان تفرقہ پیدا کر کے انھیں ایک نقطہ پر جمع ہونے سے روک دے۔

(۱۱) اَللّٰهُمَّ اَخْلِ قُلُوْبَهُمْ مِنَ الْاَمَنَةِ، وَ اَبْدَانَهُمْ مِنَ الْقُوَّةِ، وَ اَذْهِلْ قُلُوْبَهُمْ عَنِ الِاحْتِيَالِ، وَ اَوْهِنْ اَرْكَانَهُمْ عَنْ مُنَازَلَةِ الرِّجَالِ، وَ جَبِّنْهُمْ عَنْ مُقَارَعَةِ الْاَبْطَالِ، وَ ابْعَثْ عَلَيْهِمْ جُنْداً مِنْ مَلَائِكَتِكَ بِبَاْسٍ مِنْ بَاْسِكَ كَفِعْلِكَ يَوْمَ بَدْرٍ، تَقْطَعُ بِهِ دَابِرَهُمْ وَ تَحْصُدُ بِهِ شَوْكَتَهُمْ، وَ تُفَرِّقُ بِهِ عَدَدَهُمْ۔

(۱۱) خدایا! ان کے دلوں کو امن واطمینان، ان کے اجسام کو قوت وتوانائی، ان کے دلوں کو حیلہ وتدبیر سے محروم کردے اور ان کے اعضاء وجوارح کو مجاہدین کے مقابلہ میں کمزور بنادے انھیں شیر دل افراد کے مقابلہ میں بزدل بنادے اور ان پر ملائکہ کا وہ لشکر بھیج دے جو تیری طرف سے عذاب لے کر نازل ہوں جس طرح تو نے روز بدر کیا تھا اور اس طرح ان کی جڑوں کو کاٹ دے ان کی شوکت کا خاتمہ کردے اور ان کے عدد میں افتراق پیدا کردے۔

(۱۲) اَللّٰهُمَّ وَ امْزُجْ مِيَاهَهُمْ بِالْوَبَاءِ، وَ اَطْعِمَتَهُمْ بِالْاَدْوَاءِ، وَ ارْمِ بِلَادَهُمْ بِالْخُسُوفِ، وَ اَلِحَّ عَلَيْهَا بِالْقُذُوفِ، وَ افْرَعْهَا بِالْمُحُولِ، وَ اجْعَلْ مِيَرَهُمْ فِي اَحَصِّ اَرْضِكَ وَ اَبْعَدِهَا عَنْهُمْ، وَ امْنَعْ حُصُوْنَهَا مِنْهُمْ، اَصِبْهُمْ بِالْجُوعِ الْمُقِيمِ وَ السُّقْمِ الْاَلِيمِ۔

(۱۲) خدایا! ان کے پانی میں وبا شامل کردے، ان کی غذا میں بیماریاں داخل کردے، ان کی زمینوں کو دھنسادے، انھیں آسمانی پتھروں کا نشانہ بنادے، ان پر قحط سالی مسلط کردے اور ان کی روزی کی ایسی زمین میں قرار دے دے جو بنجر ہو اور انھیں مستقل بھوک اور دردناک بیماری میں مبتلا کردے۔

(۱۳) اَللّٰهُمَّ وَ اَيُّمَا غَازٍ غَزَاهُمْ مِنْ اَهْلِ مِلَّتِكَ، اَوْ مُجَاهِدٍ جَاهَدَهُمْ مِنْ اَتْبَاعِ سُنَّتِكَ لِيَكُوْنَ دِيْنُكَ الْاَعْلَى وَ حِزْبُكَ الْاَقْوَى وَ حَظُّكَ الْاَوْفَى فَلَقِّهِ الْيُسْرَ، وَ هَيِّئْ لَهُ الْاَمْرَ، وَ تَوَلَّهُ بِالنُّجْحِ، وَ تَخَيَّرْ لَهُ الْاَصْحَابَ، وَ اسْتَقْوِ لَهُ الظَّهْرَ، وَ اَسْبِغْ عَلَيْهِ فِي النَّفَقَةِ، وَ مَتِّعْهُ بِالنَّشَاطِ، وَ اَطْفِ عَنْهُ حَرَارَةَ الشَّوْقِ، وَ اَجِرْهُ مِنْ غَمِّ الْوَحْشَةِ، وَ اَنْسِهِ ذِكْرَ الْاَهْلِ وَ الْوَلَدِ۔

(۱۳) پروردگار! تیرا مذہب رکھنے والوں میں سے جو مجاہد بھی ان ظالموں سے جہاد کرے، یا تیری سنت کی پیروی کرنے والوں میں سے جو غازی بھی ان سے مقابلہ کرے تاکہ تیرا دین سربلند ہو اور تیرا گروہ غالب رہے اور تیرا حصہ مکمل طور سے مل جائے تو ان کے مرحلۂ جہاد کو آسان بنادینا، اس کے امور کو مہیا کردینا، اس کی کامیابی کی ذمہ داری لے لینا، اس کے لئے بہترین اصحاب منتخب فرمادینا، اس کے لئے بہترین سوار کا انتظام کردینا، اس کا مکمل خرچ عطا فرمانا، اسے نشاط جنگ سے سرفراز فرمانا، اس کے لئے شوق وطن کی حرارت کو سرد بنادینا، غم وحشت سے نجات دے دینا، اہل واولاد کی یاد کو دل سے نکال دینا۔

(۱۴) وَ اَثْرِ لَهُ حُسْنَ النِّيَّةِ، وَ تَوَلَّهُ بِالْعَافِيَةِ، وَ اَصْحِبْهُ السَّلَامَةَ، وَ اَعْفِهِ مِنَ الْجُبْنِ، وَ اَلْهِمْهُ الْجُرْاَةَ، وَ ارْزُقْهُ الشِّدَّةَ، وَ اَيِّدْهُ بِالنُّصْرَةِ، وَ عَلِّمْهُ السِّيَرَ وَ السُّنَنَ، وَ سَدِّدْهُ فِي الْحُكْمِ، وَ اعْزِلْ عَنْهُ الرِّيَاءَ، وَ خَلِّصْهُ مِنَ السُّمْعَةِ، وَ اجْعَلْ فِكْرَهُ وَ ذِكْرَهُ وَ ظَعْنَهُ وَ اِقَامَتَهُ فِيكَ وَ لَكَ۔

(۱۴) اسے حسن نیت عطا فرمانا، عافیت سے سرفراز فرمانا، سلامتی کو ساتھ کردینا، بزدلی سے محفوظ بنادینا، جرات کا الہام فرما، زور وتوانائی مرحمت فرما، اپنی نصرت سے اس کی تائید فرما، ریاکاری کو اس سے دور کردے، نام ونمود سے الگ کردے، اس کے ذکر وفکر، سفر وحضر کو صرف اپنی راہ میں اور اپنی ذات کے لئے قرار دے جب اپنے اور تیرے دشمن کا

سامنا کرے۔

(۱۵) فَاِذَا صَافَّ عَدُوَّكَ وَ عَدُوَّهُ فَقَلِّلْهُمْ فِي عَيْنِهِ، وَ صَغِّرْ شَأْنَهُمْ فِي قَلْبِهِ، وَ اَدْخِلْ لَهُ مِنْهُمْ، وَ لَا تُدْخِلْهُمْ مِنْهُ، فَاِنْ خَتَمْتَ لَهُ بِالسَّعَادَةِ، وَ قَضَيْتَ لَهُ بِالشَّهَادَةِ فَبَعْدَ اَنْ يَجْتَاحَ عَدُوَّكَ بِالْقَتْلِ، وَ بَعْدَ اَنْ يَجْهَدَ بِهِمُ الْاَسْرُ، وَ بَعْدَ اَنْ تَأْمَنَ اَطْرَافُ الْمُسْلِمِيْنَ، وَ بَعْدَ اَنْ يُوَلِّيَ عَدُوُّكَ مُدْبِرِيْنَ۔

(۱۵) تو دشمن کی تعداد کو اس کی نظر میں قلیل بنا دے اور دشمن کی شان کو اس کے دل میں حقیر قرار دیدے، اسے دشمنوں پر تسلط دے دے اور دشمن اس پر غالب نہ آنے پائے اس کے بعد اگر انجام خوب ہو اور مقدر میں شہادت ہو تو یہ بھی اس وقت ہو جب دشمنوں کو مار مار کر کیفر کردار تک پہنچا دے اور انھیں اسیری کی مشقت میں مبتلا کر دے تا کہ مسلمین کے اطراف محفوظ ہو جائیں اور دشمن پیٹھ پھیر کر بھاگ جائیں۔

(۱۶) اَللّٰهُمَّ وَ اَيُّمَا مُسْلِمٍ خَلَفَ غَازِياً اَوْ مُرَابِطاً فِي دَارِهِ، اَوْ تَعَهَّدَ خَالِفِيهِ فِي غَيْبَتِهِ، اَوْ اَعَانَهُ بِطَائِفَةٍ مِنْ مَالِهِ، اَوْ اَمَدَّهُ بِعِتَادٍ، اَوْ شَحَذَهُ عَلَى جِهَادٍ، اَوْ اَتْبَعَهُ فِي وَجْهِهِ دَعْوَةً، اَوْ رَعَى لَهُ مِنْ وَرَائِهِ حُرْمَةً، فَآجِرْ لَهُ مِثْلَ اَجْرِهِ وَزْناً بِوَزْنٍ وَ مِثْلاً بِمِثْلٍ، وَ عَوِّضْهُ مِنْ فِعْلِهِ عِوَضاً حَاضِراً يَتَعَجَّلُ بِهِ نَفْعَ مَا قَدَّمَ وَ سُرُورَ مَا اَتَى بِهِ، اِلَى اَنْ يَنْتَهِيَ بِهِ الْوَقْتُ اِلَى مَا اَجْرَيْتَ لَهُ مِنْ فَضْلِكَ، وَ اَعْدَدْتَ لَهُ مِنْ كَرَامَتِكَ۔

(۱۶) خدایا! جو مرد مسلمان کسی غازی یا سرحد کے سپاہی کے گھر کی ذمہ داری لے لے اور اس کے اہل خانہ کو جوش دلائے یا اس کے حق میں اپنی دعاؤں کو ساتھ کر دے یا پس غیبت اس کی حرمت کا تحفظ کرے تو اسے بھی اسی جیسا اجر عنایت فرمانا تا کہ دونوں کا وزن ایک جیسا ہو اور دونوں کا انداز ایک طرح کا ہو اور اسے اس کے اس عمل کا فوری معاوضہ عطا فرمانا تا کہ وہ اپنے عمل کا نفع اور اپنے اقدام کا سرور یہیں دیکھ لے قبل اس کے کہ زمانہ اسے اس منزل تک پہنچا دے جہاں تو نے اس کے اجر کا سلسلہ جاری کیا ہے اور اس کے لئے اپنی کرامت کا انتظار کیا ہے۔

(۱۷) اَللّٰهُمَّ وَ اَيُّمَا مُسْلِمٍ اَهَمَّهُ اَمْرُ الْاِسْلَامِ، وَ اَحْزَنَهُ تَحَزُّبُ اَهْلِ الشِّرْكِ عَلَيْهِمْ فَنَوَى غَزْواً، اَوْ هَمَّ بِجِهَادٍ فَقَعَدَ بِهِ ضَعْفٌ، اَوْ اَبْطَاَتْ بِهِ فَاقَةٌ، اَوْ اَخَّرَهُ عَنْهُ حَادِثٌ، اَوْ عَرَضَ لَهُ دُوْنَ اِرَادَتِهِ مَانِعٌ فَاكْتُبِ اسْمَهُ فِي الْعَابِدِيْنَ، وَ اَوْجِبْ لَهُ ثَوَابَ الْمُجَاهِدِيْنَ، وَ اجْعَلْهُ فِي نِظَامِ الشُّهَدَاءِ وَ الصَّالِحِيْنَ۔

(۱۷) خدایا! جس مسلمان کے دل میں اسلام کا درد ہو اور وہ اہل شرک کی گروہ بندی سے رنجیدہ ہو کر جہاد کا ارادہ کرے اور مقابلہ پر آمادہ ہو جائے لیکن کمزوری اسے بٹھا دے یا فاقہ اسے روک دے یا کوئی حادثہ درمیان میں حائل ہو جائے اور اس کے ارادہ کی راہ میں کوئی مانع پیش آ جائے تو اس کا نام بھی عبادت گذاروں میں لکھ دینا اور اسے بھی مجاہدین کا ثواب عطا فرما دینا اور شہداء صالحین کیفہ رست میں اس کا نام بھی درج کر دینا۔

(۱۸) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَ رَسُولِكَ وَ آلِ مُحَمَّدٍ، صَلَاةً عَالِيَةً عَلَى الصَّلَوَاتِ، مُشْرِفَةً

فَوْقَ التَّحِيَّاتِ، صَلَاةً لَا يَنْتَهِي اَمَدُهَا، وَلَا يَنْقَطِعُ عَدَدُهَا كَاَتَمِّ مَا مَضَى مِنْ صَلَوَاتِكَ عَلَى اَحَدٍ مِنْ اَوْلِيَائِكَ، اِنَّكَ الْمَنَّانُ الْحَمِيدُ الْمُبْدِءُ الْمُعِيدُ الْفَعَّالُ لِمَا تُرِيدُ۔

(۱۸) خدایا! حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر رحمت نازل فرما جو تیرے بندہ اور رسول ہیں اور آل محمدؐ پر بھی وہ صلوات نازل فرما جو تمام صلواتوں سے بلند تر اور تمام تجلیات میں سب سے نمایاں ہو۔ وہ صلوات جس کی مدت تمام نہ ہو اور جس کے عدد کا سلسلہ ختم نہ ہو ایسی مکمل ترین صلوات جو تو نے ماضی میں کسی بھی ولی پر نازل کی ہے کہ جو بہترین احسان کرنے والا، قابل حمد، ایجاد کرنے والا، پلٹا کر واپس لانے والا اور اپنے ارادہ کے مطابق ہر عمل انجام دینے والا ہے۔[۱]

۹۔ قانون

مسلمانوں کو اسلامی قوانین کے سامنے خاضع ہونا چاہیے اگرچہ ظاہری طور پر بعض اوقات کوئی قانون ضرر رساں نظر آتا ہے لیکن واقع میں معاشرے کے لئے مفید ہوتا ہے۔

اسی لئے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

حَدٌّ يُقَامُ فِي الْاَرْضِ اَزْكَى مِنْ عِبَادَةِ سِتِّينَ سَنَةً.

وہ قانون جو جاری ہونے کے بعد مؤثر ہو ساٹھ سال کی عبادت سے زیادہ مؤثر ہے۔[۲]

ایک حدیث میں ہے:

اِقَامَةُ حَدٍّ خَيْرٌ مِنْ مَطَرِ اَرْبَعِينَ صَبَاحاً.

حدود الٰہی کا اجراء چالیس دن کی بارش سے زیادہ بابرکت ہے۔[۳]

ایک حدیث میں قانون الٰہی کی تعطیل سے نفی کی گئی ہے:

قَالَ عليه السلام مَنْ شَفَعَ فِي حَدٍّ مِنْ حُدُودِ اللهِ لِيُبْطِلَهُ وَ سَعَى فِي اِبْطَالِ حُدُودِ اللهِ تَعَالَى عَذَّبَهُ اللهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ.

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص حدود الٰہی کے اجراء میں مانع ہے باطل قوانین کو رائج کرنے کی کوشش کی وہ روز قیامت عذاب میں ہوگا۔[۴]

حضرت امیر علیہ السلام مالک اشتر سے فرماتے ہیں:

---

[۱] صحیفہ سجادیہ دعا نمبر ۴۷

[۲] مستدرک الوسائل ومستنبط المسائل/ ج ۱۸/ ۹/ ۱- باب وجوب اقامتہا بشروطہا وتحریم تعطیلہا..... ص: ۷

[۳] الکافی (ط- الاسلامیۃ)/ ج ۷/ ۱۷۴/ باب التحدید..... ص: ۱۷۴

[۴] دعائم الاسلام/ ج ۲/ ۴۴۳/ ۱ فصل ذکر اقامۃ الحدود والنہی عن تضییعہا..... ص: ۴۴۲

اَلْزِمِ الْحَقَّ مَنْ لَزِمَهُ مِنَ الْقَرِيبِ وَ الْبَعِيدِ وَ كُنْ فِي ذَلِكَ صَابِراً مُحْتَسِباً وَاقِعاً ذَلِكَ مِنْ قَرَابَتِكَ وَ خَاصَّتِكَ حَيْثُ وَقَعَ وَ ابْتَغِ عَاقِبَتَهُ بِمَا يَثْقُلُ عَلَيْكَ مِنْهُ فَإِنَّ مَغَبَّةَ ذَلِكَ مَحْمُودَةٌ.

جس پر جو حق عائد ہوتا ہو، اس پر اس حق کو نافذ کرنا چاہئے۔ وہ تمہارا اپنا ہو یا بیگانہ ہو اور اس کے بارے میں تحمل سے کام لینا اور ثواب کے امیدوار رہنا چاہئے اس کی زد تمہارے کسی قریبی عزیز یا کسی مصاحبِ خاص پر کیسی ہی پڑتی ہو اور اس میں تمہاری طبیعت کو جو گرانی محسوس ہو، اس کے اُخروی نتیجہ کو پیش نظر رکھنا کہ اس کا انجام بہر حال اچھا ہوگا۔[1]

سیرت انبیاء وائمہ علیہم السلام میں قانون:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت عملی میں ملتا ہے کہ بنی مخزوم قبیلہ کی ایک عورت نے گناہ کیا۔ آپ اس پر حد جاری کرنے سے دستور فرمایا۔ اسامہ بن زید رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے اور معاف کرنے کی درخواست کی۔

اِنَّمَا اُهْلِكَ الَّذِيْنَ قَبْلِكُمْ اِنَّهُمْ كَانُوْا اِذَا سَرَقَ فِيْهِمُ الشَّرِيْفُ تَرَكُوْهُ وَ اِذَا سَرَقَ فِيْهِمُ الضَّعِيْفُ اَقَامُوْا عَلَيْهِ الْحَدَّ وَ اَيْمُ اللهِ لَوْ اَنَّ فَاطِمَةَ ابْنَةَ مُحَمَّدٍ سَرَقَتْ لَقَطَعْتُ يَدَهَا.

پہلی اقوام میں قانون کی رعایت نہ کرنے کی مذمت ہوتی ہے۔ پہلے امتوں کی بدبختی یہ تھی کہ اگر ان کا کوئی بڑا آدمی چوری کرتا ہے تو اسے معاف کر دیتے تھے اور اگر عام چوری کرتا تو اس پر حدود الٰہی جاری ہوتی تھیں۔ خدا کی قسم! اگر میری بیٹی بھی چوری کرتی تو میں اس کے ہاتھ قطع کر دیتا۔[2]

حدود الٰہی کے اجرا میں لوگوں میں کوئی فرق نہیں۔ قانون سب کے لئے ہے۔

حضرت علی علیہ السلام کی سیرت میں ملتا ہے کہ لوگوں کے کہنے اور اصرار کرنے پر حکومت سنبھالی تو قانون کی اہمیت کے لئے ایک خطبہ دیا اور فرمایا:

اعْلَمُوا اَنِّي اِنْ اَجَبْتُكُمْ رَكِبْتُ بِكُمْ مَا اَعْلَمُ وَ لَمْ اُصْغِ اِلَى قَوْلِ الْقَائِلِ وَ عَتْبِ الْعَاتِبِ.

تمہیں معلوم ہونا چاہئے کہ اگر میں تمہاری اس خواہش کو مان لوں تو تمہیں اس راستے پر لے چلوں گا۔ جو میرے علم میں ہے اور اس کے متعلق کسی کہنے والے کی بات اور کسی ملامت کرنے والے کی سرزنش پر کان نہیں دھروں گا۔[3]

جب ابن ملجم نے آپ کو ضرب لگائی اور آپ بستر پر تھے تو اپنی اولاد کو بلایا اور حدود الٰہی اور قانون پر عمل کرنے کی تاکید کی اور فرمایا:

---

[1] نہج البلاغۃ (للصبحی صالح)/ ۴۴۱ / ۵۳ ومن کتاب لہ ع کتبہ للاشتر النخعی [رحمہ اللہ] لما ولاہ علی مصر واعمالہا حین اضطرب امرا میر ہا محمد بن ابی بکر، وہو اطول عہد کتبہ واجمعہ للمحاسن..... ص:۴۲۶

[2] صحیح البخاری، ج ۴، ص ۱۵۱

[3] نہج البلاغۃ (للصبحی صالح)/ ۱۳۶ / ۹۲ ومن کلام لہ ع لما اراد ہ الناس علی البیعۃ بعد قتل عثمان رضی اللہ عنہ..... ص:۱۳۶

يَا بَنِي عَبْدِ الْمُطَّلِبِ لَا أُلْفِيَنَّكُمْ تَخُوضُونَ دِمَاءَ الْمُسْلِمِينَ خَوْضاً تَقُولُونَ قُتِلَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ أَلَا لَا يُقْتَلَنَّ بِي إِلَّا قَاتِلِي انْظُرُوا إِذَا أَنَا مِتُّ مِنْ ضَرْبَتِهِ هَذِهِ فَاضْرِبُوهُ ضَرْبَةً بِضَرْبَةٍ وَ لَا يُمَثَّلْ بِالرَّجُلِ.

اے عبدالمطلب کے بیٹو! ایسا نہ ہونے پائے کے تم امیر المومنین قتل ہو گئے، امیر المومنین قتل ہو گئے،، کے نعرے لگاتے ہوئے مسلمانوں کے خون سے ہولی کھیلنا شروع کر دو۔ دیکھو! میرے بدلے میں صرف میرا قاتل ہی قتل کیا جائے اور دیکھو! جب میں اس ضرب سے مر جاؤں تو اس ایک ضرب کے بدلے میں ایک ہی ضرب لگانا۔[1]

۱۰۔ حق الناس

حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا:

جَعَلَ اللهُ سُبْحَانَهُ حُقُوقَ عِبَادِهِ مُقَدِّمَةً لِحُقُوقِهِ فَمَنْ قَامَ بِحُقُوقِ عِبَادِ اللهِ كَانَ ذَلِكَ مُؤَدِّياً إِلَى الْقِيَامِ بِحُقُوقِ اللهِ.

اللہ تعالیٰ نے بندوں کے حقوق کو مقدمہ قرار دیا ہے اپنے حقوق کے لئے پس جو بندوں کے حقوق ادا کرے گا وہ اللہ کے حقوق بھی ادا کر سکے گا۔[2]

اسی طرح آپ نے فرمایا:

وَ أَمَّا الظُّلْمُ الَّذِي لَا يُتْرَكُ فَظُلْمُ الْعِبَادِ بَعْضِهِمْ بَعْضاً.

وہ ظلم کہ جسے نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ وہ بندوں کا ایک دوسرے پر ظلم و زیادتی کرنا ہے۔[3]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

أَيْسَرُ حَقٍّ مِنْهَا أَنْ تُحِبَّ لَهُ مَا تُحِبُّ لِنَفْسِكَ وَ أَنْ تَكْرَهَ لَهُ مَا تَكْرَهُ لِنَفْسِكَ وَ الثَّانِي أَنْ تُعِينَهُ بِنَفْسِكَ.

تیرے ذمے تیرے بھائی کے کم ترین حقوق یہ ہیں کہ جو اپنے لئے پسند کرتے ہو وہی اپنے بھائی کے لئے پسند کرو اور جو اپنے لئے ناپسند ہے دوسرے کے لئے بھی ناپسند ہو۔[4]

نیز فرمایا:

---

[1] نہج البلاغۃ (للصبحی صالح)/ ۴۲۲/ ۷۴ ومن وصیۃ لہ ع للحسن والحسین ع لما ضربہ ابن ملجم لعنہ اللہ..... ص:۴۲۱

[2] غرر الحکم ودرر الکلم/ ۳۴۰/ ۶۴..... ص:۳۴۰

[3] نہج البلاغۃ (للصبحی صالح)/ ۲۵۵/ ۲۲۳۹ انواع الظلم..... ص:۲۵۵

[4] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۲/ ۱۶۹/ باب حق المؤمن علی اخیہ واداء حقہ..... ص:۱۶۹

اِنَّ لِلْمُؤْمِنِ عَلَى الْمُؤْمِنِ سَبْعَ حُقُوقٍ فَاَوْجَبُهَا اَنْ يَقُولَ الرَّجُلُ حَقّاً وَاِنْ كَانَ عَلَى نَفْسِهِ اَوْ عَلَى وَالِدَيْهِ.

مومن کے مومن پر سات حق رکھتا ہے۔ان میں واجب ترین حق یہ ہے کہ آدمی حق بات کہے اگرچہ ماں باپ کے ہی خلاف کیوں نہ ہوں۔[1]

حقوق پر تجاوز کا انجام:

حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا:

اِنَّ اللهَ تَبَارَكَ وَ تَعَالَى اِذَا بَرَزَ لِخَلْقِهِ اَقْسَمَ قَسَماً عَلَى نَفْسِهِ فَقَالَ وَ عِزَّتِي وَ جَلَالِي لَا يَجُوزُنِي ظُلْمُ ظَالِمٍ وَلَوْ كَفٌّ بِكَفٍّ وَلَوْ مَسْحَةٌ.

خداوند عالم فرماتا ہے کہ عزت وجلالت کی قسم! کسی ظلم کرنے والے کو معاف نہیں کروں گا اگرچہ ہاتھ کو ہاتھ پر مارنا یا ہاتھ کے ذریعے کسی دوسرے کے ہاتھ کو دبانا ہی کیوں نہ ہو۔[2]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

مَنْ كَسَرَ مُؤْمِناً فَعَلَيْهِ جَبْرُهُ.

جو شخص کسی مومن کی آبروعزت کے خلاف کام کرتا ہے اسے جبران کرنا چاہیے۔[3]

۱۱۔ضروری عدالت

ہر معاشرے میں لوگوں کے نشاط وشادابی کے لئے عدالت کی ضرورت ہوتی ہے۔ بے عدالت معاشرہ ترقی نہیں کرسکتا۔اسلامی معاشرے اور مذہب شیعہ میں عدالت کو اہمیت دی گئی ہے۔

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

ثَلَاثَةُ اَشْيَاءَ يَحْتَاجُ النَّاسُ طُرّاً اِلَيْهَا الْاَمْنُ وَ الْعَدْلُ وَ الْخِصْبُ.

تین چیزوں کے لوگ نیازمند ہوتے ہیں۔امن،عدالت،حاصل خیری (زیادہ اور کم قیمت میں چیزوں کا ملنا)۔[4]

---

[1] بحارالانوار (ط-بیروت)/ج۷۱/ ۲۲۳/ باب ۱۵ حقوق الاخوان واستحباب تذاکرہم ومایناسب ذلک من المطالب..... ص:۲۲۱

[2] المحاسن/ج۱/ ۷/ الاول من الاشکال والقرائن ابواب الثلاثۃ:..... ص:۳

[3] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ج۲/ ۴۵/ باب آخر منہ..... ص:۴۴

[4] تحف العقول/النص/ ۳۲۰/ ومن کلامہ ع سماہ بعض الشیعۃ نثر الدرر..... ص:۳۱۵

حاکموں کی عدالت:

معاشرے میں حاکموں کی عدالت کی تاکید کی گئی ہے۔ کیونکہ لوگ اس کی پیروی کرتے ہیں۔

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

اَفْضَلُ الْمُلُوكِ مَنْ اُعْطِيَ ثَلَاثَ خِصَالٍ الرَّأْفَةَ وَ الْجُودَ وَ الْعَدْلَ.

بافضیلت ترین وہ حاکم ہیں کہ جن میں یہ تین صفات ہوں۔ مہربانی، سخاوت اور عدالت۔[1]

حضرت علی علیہ السلام عدالت کی پیشرفت دوسروں کے اسے پسند کرنے کے بارے میں فرماتے ہیں:

اِذَا نَفَذَ حُكْمُكَ فِي نَفْسِكَ تَدَاعَتْ اَنْفُسُ النَّاسِ اِلَى عَدْلِكَ.

جب تیرا حکم تجھ پر نافذ ہو تو لوگ بھی عدالت کے سبب تیرے پاس آئیں گے۔[2]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عدالت کی نشانی کے بارے میں فرماتے ہیں:

مَا كَرِهْتَهُ لِنَفْسِكَ فَاكْرَهْ لِغَيْرِكَ وَ مَا اَحْبَبْتَهُ لِنَفْسِكَ فَاَحْبِبْهُ لِاَخِيكَ تَكُنْ عَادِلًا فِي حُكْمِكَ مُقْسِطاً فِي عَدْلِكَ.

جو انسان اپنے لئے پسند نہیں کرتا وہ دوسروں کے لئے بھی پسند نہ کرے اور جو اپنے لئے پسند کرے، دوسروں کے لئے بھی وہی پسند کرے پس اس صورت میں عدالت میں عدل کو ملحوظ خاطر رکھو اور عدل کرتے وقت سب کو برابر سمجھو۔[3]

عدالت کی سفارش:

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

اِذَا حَكَمْتُمْ فَاعْدِلُوا

فیصلوں میں عدالت کی رعایت کرو۔[4]

اسی طرح آپ نے فرمایا:

مَنِ ابْتُلِيَ بِالْقَضَاءِ فَلْيُوَاسِ بَيْنَهُمْ فِي الْاِشَارَةِ وَ فِي النَّظَرِ وَ فِي الْمَجْلِسِ.

جو شخص فیصلہ کرتا ہے تو اس کو چاہئے کہ عدالت میں موجود افراد کی طرف دیکھنے، ان کی طرف اشارہ کرنے اور ان کو اپنی

---

[1] تحف العقول/ النص/ ۳۱۹/ ومن کلامہ ع سماہ بعض الشیعۃ نثر الدرر..... ص: ۳۱۵

[2] غرر الحکم ودرر الکلم/ ۲۸۸/ ۱۲۱..... ص: ۲۸۸

[3] تحف العقول/ النص/ ۱۴/ وصیتہ لہ اخری الی امیر المؤمنین ع..... ص: ۱۳

[4] تحف العقول/ النص/ ۱۵۱/ خطبتہ ع المعروفۃ بالدیباج..... ص: ۱۴۹

جگہ بٹھانے میں عدالت کی رعایت کرے۔[1]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

بِئْسَ الْقَوْمُ قَوْمٌ لَا يَقُومُونَ لِلّٰهِ تَعَالَى بِالْقِسْطِ.

یہ کتنی بُری قوم ہے کہ جو خدا کی عدالت کی رعایت نہیں کرتے۔[2]

روایت میں ہے کہ:

كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم يَقْسِمُ لَحَظَاتِهِ بَيْنَ أَصْحَابِهِ فَيَنْظُرُ إِلَى ذَا وَيَنْظُرُ إِلَى ذَا بِالسَّوِيَّةِ.

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب اصحاب کو دیکھتے تو اس دیکھنے میں عدالت کی رعایت کرتے تھے۔ برابر و مساوات کا لحاظ فرماتے تھے۔[3]

آثار عدالت:

جنت میں جانا:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

مَنْ تَوَلَّى أَمْراً مِنْ أُمُورِ النَّاسِ فَعَدَلَ ..... كَانَ حَقّاً عَلَى اللّٰهِ عَزَّ وَ جَلَّ أَنْ يُؤْمِنَ رَوْعَتَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَ يُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ.

جو شخص لوگوں کا امور کا متولی ہوتا ہے اسے عدالت سے کام کرنا چاہیے۔..... یہ خدا پر ہے کہ وہ روز قیامت اسے عذاب سے محفوظ رکھے گا اور جنت میں بھیجے گا۔[4]

دشمن پر فتح:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

وَ مَنْ عَمَّ عَدْلُهُ نُصِرَ عَلَى عَدُوِّهِ.

جس حاکم کی عدالت لوگوں میں عام ہو اسے دشمن پر فتح نصیب ہوتی ہے۔[5]

حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا:

قُدِّمَ الْعَدْلَ عَلَى الْبَطْشِ تَظْفَرُ بِالْمَحَبَّةِ.

---

[1] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۷ / ۴۱۳ / باب ادب الحکم..... ص: ۴۱۲

[2] النوادر (للراوندی)/ ۲۶ / فی اللقاء مع اہل الصفۃ..... ص: ۲۵

[3] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۲ / ۶۷۱ / باب النوادر..... ص: ۶۷۱

[4] الامالی (للصدوق)/ النص/ ۲۴۵ / المجلس الثالث والاربعون

[5] کنز الفوائد/ ج ۱ / ۱۳۵ / فصل مما ورد فی ذکر الظلم..... ص: ۱۳۴

انتقام پر عدالت کو مقدم کرو تا کہ دوستی پیدا ہو۔ [1]

محکم ڈھال:

ایک حدیث میں عدالت کو ڈھال سے تعبیر کیا گیا ہے اور ڈھال بھی مددگار ہے۔ [2]

آگ سے نجات دینے والا:

ایک حدیث میں عدالت کو عذاب سے بچنے کا عامل فرمایا گیا ہے۔ امام باقر علیہ السلام نے فرمایا:

اَمَّا الْمُنْجِيَاتُ ..... وَ كَلِمَةُ الْعَدْلِ فِي الرِّضَا وَ السَّخَطِ.

نجات بخش چیزوں میں سے ایک چیز یہ ہے کہ خوشنودی و غصے دونوں حالتوں میں عادلانہ گفتگو کرنا۔ [3]

ترک عدالت کا انجام:

روزِ قیامت حسرت:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

وَ اِنَّ وَلَايَتَنَا لَا تُدْرَكُ اِلَّا بِالْعَمَلِ وَ اِنَّ اَشَدَّ النَّاسِ حَسْرَةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ رَجُلٌ وَصَفَ عَدْلًا ثُمَّ خَالَفَ اِلَى غَيْرِهِ.

ہماری ولایت عمل سے ملتی ہے۔ بے شک روز قیامت سب سے زیادہ وہ آدمی حسرت کرے گا جو عدالت کی رعایت تو کرتا ہو لیکن اس کے عمل اور قول میں تضاد ہو۔ [4]

معاشرے میں بدگمانی:

جس معاشرے میں عدالت قائم ہو اس میں بدگمانی اور سوئے ظن کا تصور نہیں ہوتا اور اچھی چیز بھی یہی ہے کہ تمام اعمال کا حمل صحت پر ہو مگر یہ کہ اس کے خلاف ثبوت ہو۔

امام ہادی علیہ السلام نے فرمایا:

اِذَا كَانَ زَمَانٌ الْعَدْلُ فِيهِ اَغْلَبُ مِنَ الْجَوْرِ فَحَرَامٌ اَنْ تَظُنَّ بِاَحَدٍ سُوءاً حَتّٰى يُعْلَمَ ذٰلِكَ مِنْهُ وَ اِذَا كَانَ زَمَانٌ الْجَوْرُ اَغْلَبُ فِيهِ مِنَ الْعَدْلِ فَلَيْسَ لِاَحَدٍ اَنْ يَظُنَّ بِاَحَدٍ خَيْراً مَا لَمْ يَعْلَمْ ذٰلِكَ مِنْهُ.

---

[1] شرح نہج البلاغۃ لابن ابی الحدید/ ج ۲۰ / ۲۷۸ / الحکم المنسوبۃ..... ص: ۲۵۳

[2] اَلْعَدْلُ جُنَّةٌ وَاقِيَةٌ وَ جُنَّةٌ بَاقِيَةٌ. (عوالی اللئالی العزیزیۃ فی الاحادیث الدینیۃ/ ج ۱ / ۲۹۳ / الفصل العاشر ..... ص: ۲۴۶)

[3] من لایحضرہ الفقیہ/ ج ۴ / ۳۶۱ / باب النوادر وہو آخر ابواب الکتاب..... ص: ۳۵۲

[4] مصادقۃ الاخوان/ ۳۴ / ۵ باب اجتماع الاخوان فی محادثتہم

جب ظلم پر عدالت کا غلبہ ہو تو ایسی صورت میں دوسروں کا بدگمانی کرنا جائز نہیں ہے۔ جب عدالت کو ستم پر فتح ہو جائے تو پھر دوسروں میں اعتماد کرنا چاہیے اور کسی کے بارے میں سوئے ظن نہیں ہوتا جب تک وہ بدی یا خوبی کا علم نہ ہو جائے۔[1]

۱۲۔ خیر و نیکی کی دعوت

مسلمانوں کے لئے ضروری ہے کہ اجتماعی وظیفہ کی بناء پر ایک دوسرے سے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کریں تا کہ سب کی اصلاح ہو۔

حارث بن مغیرہ کہتا ہے:

عَنِ الْحَارِثِ بْنِ الْمُغِيرَةِ قَالَ: لَقِيَنِي أَبُو عَبْدِ اللهِ عليه السلام فِي بَعْضِ طُرُقِ الْمَدِينَةِ لَيْلًا فَقَالَ لِي يَا حَارِثُ فَقُلْتُ نَعَمْ فَقَالَ أَمَا لَتُحْمَلَنَّ ذُنُوبُ سُفَهَائِكُمْ عَلَى عُلَمَائِكُمْ ثُمَّ مَضَى قَالَ ثُمَّ أَتَيْتُهُ فَاسْتَأْذَنْتُ عَلَيْهِ فَقُلْتُ جُعِلْتُ فِدَاكَ لِمَ قُلْتَ لَتُحْمَلَنَّ ذُنُوبُ سُفَهَائِكُمْ عَلَى عُلَمَائِكُمْ فَقَدْ دَخَلَنِي مِنْ ذَلِكَ أَمْرٌ عَظِيمٌ فَقَالَ لِي نَعَمْ مَا يَمْنَعُكُمْ إِذَا بَلَغَكُمْ عَنِ الرَّجُلِ مِنْكُمْ مَا تَكْرَهُونَهُ مِمَّا يَدْخُلُ عَلَيْنَا بِهِ الْأَذَى وَ الْعَيْبُ عِنْدَ النَّاسِ أَنْ تَأْتُوهُ فَتُوَبِّخُوهُ وَ تَعِظُوهُ وَ تَقُولُوا لَهُ قَوْلًا بَلِيغاً فَقُلْتُ لَهُ إِذَنْ لَا يَقْبَلَ مِنَّا وَ لَا يُطِيعَنَا قَالَ فَقَالَ فَإِذَنْ فَاهْجُرُوهُ عِنْدَ ذَلِكَ وَ اجْتَنِبُوا مُجَالَسَتَهُ.

ایک رات راستے میں امام صادق علیہ السلام سے ملاقات ہوئی تو آپ نے فرمایا: اے حارث! آگاہ رہو! یقیناً تمہارے علماء جہلا کے گناہ کا بوجھ اٹھاتے ہیں۔

اس کے بعد میں آپ کے پیچھے پیچھے گیا اور آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: قربان جاؤں! آپ کی بات نے مجھے پریشان کر دیا ہے۔ علما کو جاہلوں کا بوجھ کیسے اٹھانا چاہیے۔

آپ نے فرمایا: جب تم شیعوں میں سے ایک آدمی ناپسندیدہ کام انجام دیتا ہو اور تم اسے جانتے ہو، اس کے پیچھے تم کیوں نہیں جاتے اور اس کی مذمت کیوں نہیں کرتے؟ اور اسے نیکی کی دعوت کیوں نہیں دیتے ہو اور اس کے ساتھ استدلال و برہان کی گفتگو نہیں کرتے ہو۔

میں نے عرض کیا: وہ ہماری بات نہیں مانتا (تو ہم کیا کریں)؟

آپ نے فرمایا: اگر ایسا ہے تو اسے معاشرے سے نکال دو اور ہجرت کرنے پر مجبور کرو اور اس کے ساتھ محفل سے پرہیز کرو۔[2]

---

[1] اعلام الدین فی صفات المؤمنین/ ۳۱۲/ من کلام الامام ابی الحسن علی بن محمد بن الرضا ع..... ص:۳۱۱

[2] السرائر الحاوی لتحریر الفتاوی (والمستطرفات)/ ج ۳/ ۵۹۸/ ومن ذلک ما استطرفناه من کتاب المشیخة ص:۵۸۹

اندرونی دعوت:

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

اَلَا وَ اِنَّهُ مَنْ لَمْ یَکُنْ لَهُ مِنْ نَفْسِهِ وَاعِظٌ لَمْ یَکُنْ لَهُ مِنَ اللهِ حَافِظٌ.

آگاہ رہو! جب تک کسی شخص میں اس کے اندرونی وجدان نے وعظ نہ کیا تو خدا کی طرف سے اسے کوئی نجات دینے والا نہیں۔[1]

خیر کی دعوت دینے کی روش:

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا:

مَنْ وَعَظَ اَخَاهُ سِرّاً فَقَدْ زَانَهُ وَمَنْ وَعَظَهُ عَلَانِیَةً فَقَدْ شَانَهُ.

جو آدمی اپنے مریض بھائی کو تنہائی میں نصیحت کرتا ہے تو اس نے اسے حقیر کیا ہے۔[2]

موعظ رفع عذاب ہے:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

ثَلَاثَةٌ رَفَعَ اللهُ عَنْهُمُ الْعَذَابَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ الرَّاضِی بِقَضَاءِ اللهِ وَ النَّاصِحُ لِلْمُسْلِمِینَ وَ الدَّالُّ عَلَی الْخَیْرِ.

خدا روز قیامت تین گروہوں کو عذاب نہیں دے گا۔ جو خدا کی قضا پر راضی ہو، جو مسلمانوں کا خیر خواہ ہو اور جو لوگوں کو نیکی و اصلاح کی طرف دعوت دیتا ہو۔[3]

وعظ قبول کرنے والوں کی صفات:

سعادت مندی:

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

اَلسَّعِیدُ مَنْ وُعِظَ بِغَیْرِهِ.

---

[1] بحار الانوار (ط-بیروت) / ج 41 / ۱۳۳ / باب ۱۰۷ جوامع مکارم اخلاقہ وآدابہ وسننہ وعدلہ وحسن سیاستہ صلوات اللہ علیہ..... ص: ۱۰۲

[2] تحف العقول / النص / ۴۸۹ / وروی عنہ ع فی قصار ہذہ المعانی..... ص: ۴۸۶

[3] ارشاد القلوب الی الصواب (للدیلمی) / ج ۱ / ۱۹۶ / الباب الثانی والخمسون فی احادیث منتخبۃ..... ص: ۱۸۷

سعادت منداور نیک بخت وہ ہے جو دوسروں کی نصیحت ووعظ کو قبول کرتا ہو۔[1]

عقل مندی:

حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا:

فَاِنَّ الْعَاقِلَ يَتَّعِظُ بِالْآدَابِ وَ الْبَهَائِمَ لَا تَتَّعِظُ اِلَّا بِالضَّرْبِ.

پس بے شک عاقل آدمی جو تعلیم وتربیت یافتہ ہو وہ وعظ کو قبول کرتا ہے اور حیوانوں کو مارنے کے علاوہ وعظ نہیں کیا جاتا۔[2]

وعظ کرنے والوں کی منزلت:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اِنَّ اَعْظَمَ النَّاسِ مَنْزِلَةً عِنْدَ اللهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اَمْشَاهُمْ فِي اَرْضِهِ بِالنَّصِيحَةِ لِخَلْقِهِ.

روز قیامت خدا کے نزدیک افضل ترین افراد وہ ہوں گے جو دنیا میں دوسروں سے زیادہ لوگوں کے خیر خواہ ہوا اور وعظ و نصیحت کرتے ہوں۔[3]

۱۳۔ مشورہ

مسلمانوں پر لازم ہے کہ اپنے اہم اجتماعی مسائل میں مشورہ کریں۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اِذَا كَانَ اُمَرَاؤُكُمْ خِيَارَكُمْ وَ اَغْنِيَاؤُكُمْ سُمَحَاءَكُمْ وَ اَمْرُكُمْ شُورَى بَيْنَكُمْ فَظَهْرُ الْاَرْضِ خَيْرٌ لَكُمْ مِنْ بَطْنِهَا وَ اِذَا كَانَ اُمَرَاؤُكُمْ شِرَارَكُمْ وَ اَغْنِيَاؤُكُمْ بُخَلَاءَكُمْ وَ اُمُورُكُمْ اِلَى نِسَائِكُمْ فَبَطْنُ الْاَرْضِ خَيْرٌ لَكُمْ مِنْ ظَهْرِهَا.

جب تمہارے حاکم نیک ہوں گے تو ثروت مند سخی ہوں اور ان کے کام مشورے سے انجام دیئے جاتے ہوں تو زمین کے اندر جانے سے زمین کے اوپر تمہارا رہنا اچھا ہے۔ لیکن تمہارے حاکم پست ہوں، ثروت مند بخیل ہوں اور اپنی زندگی کے امور کو عورتوں کے سپرد کرتے ہوں تو ان کا زمین پر رہنے سے زمین کے اندر چلے جانا بہتر ہے۔[4]

حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا:

---

[1] نہج البلاغۃ (للصبحی صالح)/ ۱۱۷/ عظۃ الناس..... ص:۱۱۶

[2] نہج البلاغۃ (للصبحی صالح)/ ۴۰۴/ وصایا شتی..... ص:۴۰۲

[3] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۲/ ۲۰۸/ باب نصیحۃ المؤمن..... ص:۲۰۸

[4] تحف العقول/ النص/ ۳۶/ وروی عنہ ص فی قصار ہذہ المعانی..... ص:۳۵

مَنِ اسْتَبَدَّ بِرَأْيِهِ هَلَكَ وَ مَنْ شَاوَرَ الرِّجَالَ شَارَكَهَا فِي عُقُولِهَا.

جو خود رائی سے کام لے گا، وہ تباہ و برباد ہوگا اور جو دوسروں سے مشورہ لے گا وہ ان کی عقلوں میں شریک ہو جائے گا۔[1]

مشیر کا وظیفہ:

امام سجاد علیہ السلام نے فرمایا:

حَقُّ الْمُسْتَشِيرِ إِنْ عَلِمْتَ أَنَّ لَهُ رَأْياً أَشَرْتَ عَلَيْهِ وَ إِنْ لَمْ تَعْلَمْ أَرْشَدْتَهُ إِلَى مَنْ يَعْلَمُ.

مشورے کا حق یہ ہے کہ اگر اچھی رائے دے سکتے ہو تو دریغ نہ کرو اور اگر کچھ نہیں جانتے ہو تو اسے ایسے شخص کو بتایا جائے جو اس کو جانتا ہے۔[2]

مشیر کی صفات:

حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا:

لَا تُدْخِلَنَّ فِي مَشُورَتِكَ بَخِيلًا يَعْدِلُ بِكَ عَنِ الْفَضْلِ وَ يَعِدُكَ الْفَقْرَ وَ لَا جَبَاناً يُضْعِفُكَ عَنِ الْأُمُورِ وَ لَا حَرِيصاً يُزَيِّنُ لَكَ الشَّرَهَ بِالْجَوْرِ.

اپنے مشورہ میں کسی بخیل کو شریک نہ کرنا کہ وہ تمہیں دوسروں کے ساتھ بھلائی کرنے سے روکے گا، اور فقر و افلاس کا خطرہ دلائے گا اور نہ کسی بزدل سے مہمات میں مشورہ لینا کہ وہ تمہاری ہمت پست کر دے گا اور نہ کسی لالچی سے مشورہ کرنا کہ وہ ظلم کی راہ سے مال بٹورنے کو تمہاری نظروں میں سجا دے گا۔[3]

مشورہ اور ہدایت:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَا مِنْ رَجُلٍ يُشَاوِرُ أَحَداً إِلَّا هُدِيَ إِلَى الرُّشْدِ.

مشورہ دینے والا راہ راست کی ہدایت کرتا ہے۔[4]

حضرت امیر علیہ السلام ایک حدیث میں فرماتے ہیں:

---

[1] نہج البلاغۃ (للصبحی صالح)/ ۵۰۰/ [۱۶۳]۱۶۱..... ص:۵۰۰

[2] الخصال/ ج ۲/ ۵۷۰/ الحقوق الخمسون التی کتب بہا علی بن الحسین سید العابدین ع الی بعض اصحابہ..... ص: ۵۶۴

[3] نہج البلاغۃ (للصبحی صالح)/ ۴۳۰/ ۵۳ ومن کتاب لہ ع کتبہ للاشتر النخعی [رحمہ اللہ] لما ولاہ علی مصر واعمالہا حین اضطرب امر امیر ہا محمد بن ابی بکر، وہو اطول عہد کتبہ واجمعہ للمحاسن..... ص:۴۲۶

[4] تفسیر الصافی/ ج ۴/ ۳۷۸/ [سورۃ الشوری (۴۲): آیۃ ۳۸]..... ص:۳۷۸

لَا غِنَى كَالْعَقْلِ وَلَا فَقْرَ كَالْجَهْلِ وَلَا مِيرَاثَ كَالْأَدَبِ وَلَا ظَهِيرَ كَالْمُشَاوَرَةِ.
عقل سے بڑھ کر کوئی ثروت نہیں اور جہالت سے بڑھ کر کوئی بے مائیگی نہیں۔ادب سے بڑھ کر کوئی میراث نہیں اور مشورہ سے زیادہ کوئی چیز معین و مددگار نہیں۔[1]

اَلْاِسْتِشَارَةُ عَيْنُ الْهِدَايَةِ.
مشورہ لینا خود صحیح راستہ پا جانا ہے۔[2]

اَلْمَشُورَةُ تَجْلِبُ لَكَ صَوَابَ غَيْرِكَ.
مشورہ صحیح رائے کو جلب کرنا ہے۔[3]

۱۴۔ گواہی دینا

مسلمانوں کا وظیفہ ہے کہ جو وہ دیکھیں اس کی گواہی دیں۔امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

لَا يَنْبَغِي لِأَحَدٍ إِذَا دُعِيَ إِلَى شَهَادَةٍ يَشْهَدُ عَلَيْهَا أَنْ يَقُولَ لَا أَشْهَدُ لَكُمْ.
کسی کے لئے یہ جائز نہیں کہ جب انہیں شہادت کے لئے بلایا جائے اور وہ نہ آئیں۔[4]

امام کاظم علیہ السلام نے فرمایا:

إِذَا دَعَاكَ الرَّجُلُ لِتَشْهَدَ لَهُ عَلَى دَيْنٍ أَوْ حَقٍّ لَمْ يَنْبَغِ لَكَ أَنْ تَقَاعَسَ عَنْهُ.
جب بھی تمہیں قرض یا حق شہادت کے لئے بلایا جائے تو تمہیں اس میں تاخیر نہیں کرنی چاہیے۔[5]

جھوٹی گواہی دینا:

امام صادق علیہ السلام نے اپنے والد گرامی سے اور انہوں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کیا کہ:

قَالَ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: مَنْ شَهِدَ شَهَادَةَ زُورٍ عَلَى أَحَدٍ مِنَ النَّاسِ عُلِّقَ بِلِسَانِهِ مَعَ الْمُنَافِقِينَ فِي الدَّرْكِ الْأَسْفَلِ مِنَ النَّارِ.
آپؐ نے فرمایا: جو شخص کسی کے خلاف جھوٹی گواہی دے، (روزِ قیامت) اسے زبان سے باندھ کر لٹکایا جائے گا اور

---

[1] نہج البلاغۃ (للصبحی صالح)/۴۷۸/[۵۲]۵۴..... ص:۴۷۸
[2] نہج البلاغۃ (للصبحی صالح)/۵۰۶/[۲۰۷]۲۱۱..... ص:۵۰۶
[3] غرر الحکم ودرر الکلم/۸۱/۱۵۴۶..... ص:۸۱
[4] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ج۷/۳۸۰/باب الرجل یدعی الی الشہادۃ..... ص:۳۷۹
[5] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ج۷/۳۸۰/باب الرجل یدعی الی الشہادۃ..... ص:۳۷۹

وہ دوزخ کی نچلی جگہ منافقین کے ساتھ ہوگا۔[1]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

مَا مِنْ رَجُلٍ مُسْلِمٍ شَهِدَ شَهَادَةَ زُورٍ عَلَى مَالِ رَجُلٍ مُسْلِمٍ لِيَقْطَعَهُ إِلَّا كَتَبَ اللهُ عَزَّ وَ جَلَّ لَهُ مَكَانَهُ ضَنْكاً إِلَى النَّارِ.

کوئی مسلمان یہ گواہی نہیں دے سکتا کہ دوسرے کے مال سے فلاح کا حق ہے اور وہ حق لے سکتا ہے یہ چھوٹی شہادت ہے۔[2]

گواہی کا چھپانا:

مسلمانوں کے لئے جائز نہیں وہ حق کی شہادت کو چھپائیں۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

وَ مَنْ رَجَعَ عَنْ شَهَادَتِهِ وَ كَتَمَهَا أَطْعَمَهُ اللهُ لَحْمَهُ عَلَى رُءُوسِ الْخَلَائِقِ وَ يُدْخِلُهُ النَّارَ وَ هُوَ يَلُوكُ لِسَانَهُ.

جو شخص گواہی سے پھر جاتا ہے یا گواہی کو چھپاتا ہے تو روز قیامت خدا اسے دوسرے لوگوں کے سامنے سے اپنا گوشت کھاتے ہوئے دکھائے گا۔ اسے دوزخ میں بھیجا جائے گا اور وہ اپنی زبان چبائے گا۔[3]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ كَتَمَ شَهَادَةً أَوْ شَهِدَ بِهَا لِيُهْدِرَ لَهَا بِهَا دَمَ امْرِءٍ مُسْلِمٍ أَوْ لِيَزْوِيَ مَالَ امْرِءٍ مُسْلِمٍ أَتَى يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلِوَجْهِهِ ظُلْمَةٌ مَدَّ الْبَصَرِ وَ فِي وَجْهِهِ كُدُوحٌ تَعْرِفُهُ الْخَلَائِقُ بِاسْمِهِ وَ نَسَبِهِ.

جو شخص شہادت کو چھپاتا ہے یا جھوٹی شہادت دیتا ہے جس سے کسی اور کا حق پامال ہو یا ناحق کسی مسلمان کا مال لیا جائے۔ جب وہ روز قیامت محشور ہوگا تو جہاں تک اس کی نظر جائے گی اسے اندھیرا نظر آئے گا۔ اس کا چہرہ زخمی اور تمام لوگ اسے نام اور نشانی سے پہچانیں گے۔ (یعنی روزِ قیامت سزا ملنے کے ساتھ ساتھ اسے رسوا بھی کیا جائے گا)[4]

نکتہ:

قرآن مجید میں اس مطلب کی طرف اشارہ ہوا ہے اور اسے گناہ شمار کیا گیا ہے:

وَمَنْ يَّكْتُمْهَا فَاِنَّهٗٓ اٰثِمٌ قَلْبُهٗ ؕ

---

[1] وسائل الشیعۃ/ ج ۲۷/ ۳۲۵/ ۹- باب تحریم شہادۃ الزور..... ص: ۳۲۴

[2] ثواب الاعمال وعقاب الاعمال/ النص/ ۲۳۵/ عقاب الشاہد بالزور والکاتم الشہادۃ..... ص: ۲۳۵

[3] ثواب الاعمال وعقاب الاعمال/ النص/ ۲۸۳/ عقاب مجمع عقوبات الاعمال..... ص: ۲۸۰

[4] الکافی (ط- الاسلامیۃ)/ ج ۷/ ۳۸۰/ باب کتمان الشہادۃ..... ص: ۳۸۰

تم گواہی کو نہ چھپاؤ اور جو چھپائے گا تو بے شک اس کا دل گنہگار ہے۔[1]

سچی گواہی کے آثار:

امام باقر علیہ السلام نے فرمایا:

وَ مَنْ شَهِدَ شَهَادَةَ حَقٍّ لِيُحْيِيَ بِهَا حَقَّ امْرِءٍ مُسْلِمٍ، أَتَى يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَ لِوَجْهِهِ نُورٌ مَدَّ الْبَصَرِ تَعْرِفُهُ الْخَلَائِقُ بِاسْمِهِ وَ نَسَبِهِ.

جو شخص حق کی شہادت دے، کسی مسلمان کے حق کی حفاظت کرے۔ روز قیامت اس حالت میں محشور ہوگا کہ جہاں تک اس کی نظر جاتی ہے اسے نور ہی نور نظر آئے گا اور تمام لوگ اسے نام ونشان سے پہچانیں گے۔[2]

۱۵۔ اہمیت وصیت

ہر مسلمان پر لازم ہے کہ اگر حق اللہ یا حق الناس اس کی گردن میں ہے تو وصیت کرے تا کہ حقوق کی ادائیگی ہو جائے۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَا يَنْبَغِي لِامْرِءٍ مُسْلِمٍ أَنْ يَبِيتَ لَيْلَةً إِلَّا وَ وَصِيَّتُهُ تَحْتَ رَأْسِهِ.

مسلمان کے لئے ضروری ہے کہ جب سوتا ہے تو اس کے سرہانے وصیت نامہ موجود ہونا چاہیے۔[3]

نیز فرمایا:

مَنْ مَاتَ بِغَيْرِ وَصِيَّةٍ مَاتَ مِيتَةً جَاهِلِيَّةً.

جو شخص بے وصیت کئے دنیا سے چلا جائے تو جاہلیت کی موت مرا ہے۔[4]

وصیت میں عدالت:

امام باقر علیہ السلام نے فرمایا:

مَنْ عَدَلَ فِي وَصِيَّتِهِ كَانَ بِمَنْزِلَةِ مَنْ تَصَدَّقَ بِهَا فِي حَيَاتِهِ، وَ مَنْ جَارَ فِي وَصِيَّتِهِ لَقِيَ اللهَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَ هُوَ عَنْهُ مُعْرِضٌ.

جو شخص وصیت سے عدالت کرتا ہے ایسا ہے اس شخص نے اپنی زندگی اپنا تمام مال اللہ کی راہ میں خرچ کیا ہو۔ جو شخص

---

[1] سورۂ بقرہ: ۲۸۳

[2] کافی (ط۔ دار الحدیث)/ ج ۱۴/ ۵۶۵/ ۳۔ باب کتمان الشہادۃ..... ص: ۵۶۴

[3] المقنعۃ/ ۶۶۶/ اباب الوصیۃ ووجوبہا..... ص: ۶۶۶

[4] المقنعۃ/ ۶۶۶/ اباب الوصیۃ ووجوبہا..... ص: ۶۶۶

وصیت میں ستم کرتا ہے روز قیامت وہ خدا سے اس حال میں ملاقات کرے گا کہ خدا اس پر نظر رحمت نہیں کرے گا۔[1]

حضرت امام صادق علیہ السلام رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ:

مَنْ لَمْ يُحْسِنِ الْوَصِيَّةَ عِنْدَ مَوْتِهِ كَانَ ذَلِكَ نَقْصاً فِي عَقْلِهِ وَ مُرُوَّتِهِ.

جب کوئی شخص مرتا ہے اور درست وصیت نہیں کرتا تو (اس کی دو وجہ ہوسکتی ہیں) یا تو وہ کم عقل ہے یا جواں مرد نہیں ہے۔[2]

۱۶۔ رازداری اور حفظ آبرو کی اہمیت

مسلمانوں کے اسرار اور حفظ و آبرو ایک اہم اجتماعی مسائل میں سے ہے۔ اس کا معاشرے میں وحدت پر بڑا اثر ہوتا ہے۔ آیات، روایات اور ائمہ علیہم السلام کی عملی سیرت میں اس کی بڑی تاکید کی گئی ہے دوسروں کے اعمال میں تجسس کرنے سے منع کیا گیا ہے۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت امیر علیہ السلام کو وصیت میں فرمایا:

يَا عَلِيُّ ثَمَانِيَةٌ اِنْ اُهِينُوا فَلَا يَلُومُوا اِلَّا اَنْفُسَهُمْ ..... وَ الدَّاخِلُ بَيْنَ اثْنَيْنِ فِي سِرٍّ لَمْ يُدْخِلَاهُ فِيهِ.....

اے علیؑ! آٹھ گروہ ایسے ہیں کہ ان کی اہانت کی جائے تو انہیں اپنے آپ کو سرزنش کرنی چاہیے۔.....ان میں سے ایک گروہ وہ ہے جو دوسروں کے اعمال میں تجسس کرتے ہیں۔[3]

اسی طرح آپؐ نے اپنے اصحاب کو خطبہ دیا اور فرمایا:

لَا تَغْتَابُوا الْمُسْلِمِينَ وَ لَا تَتَّبِعُوا عَوْرَاتِهِمْ فَاِنَّهُ مَنْ تَتَبَّعَ عَوْرَةَ اَخِيهِ تَتَبَّعَ اللهُ عَوْرَتَهُ.

مسلمان کی غیبت نہ کرو اور اس کے عیوب کو کشف نہ کرو۔ جو شخص اپنے بھائی کے عیوب کو ظاہر کرتا ہے خدا اس کے عیوب کو آشکار کرتا ہے۔[4]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

لَا تُطْلِعْ صَدِيقَكَ مِنْ سِرِّكَ اِلَّا عَلَى مَا لَوِ اطَّلَعَ عَلَيْهِ عَدُوُّكَ لَمْ يَضُرَّكَ فَاِنَّ الصَّدِيقَ قَدْ يَكُونُ عَدُوّاً يَوْماً مَا.

اسرار اور راز اپنے دوست کو بھی نہ بتاؤ سوائے ایسے راز کے جس کا اگر تیرے دشمن کو بھی پتہ چل جائے تو تیرے لئے

---

[1] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۷/ ۵۸/ باب النوادر..... ص: ۵۷

[2] مصباح المتہجد وسلاح المتعبد/ ج ۱/ ۱۵/ فصل فی ذکر غسل المیت وما یتقدمہ من الاحکام..... ص: ۱۵

[3] من لایحضرہ الفقیہ/ ج ۴/ ۳۵۵/ باب النوادر وہو آخر ابواب الکتاب..... ص: ۳۵۲

[4] مجموعۃ ورام/ ج ۱/ ۱۱۵/ باب الغیبۃ..... ص: ۱۱۵

کوئی نقصان نہ ہو۔ کیونکہ ممکن ہے دوست دشمن بن جائے۔[1]

رازی داری کا ثواب:

رازی داری اور اسرار کو چھائے رکھنا چاہئے اور دینی بھائی کے عیوب کو ظاہر نہیں کرنا چاہئے۔ اس کے مثبت آثار ہیں جو کہ ائمہ کے کلام میں ذکر ہوئے ہیں۔ ان میں سے بعض کی طرف ہم اشارہ کرتے ہیں:

حضرت علی علیہ السلام نے مالک اشتر کو خط لکھا اور فرمایا:

فَاسْتُرِ الْعَوْرَةَ مَا اسْتَطَعْتَ يَسْتُرِ اللهُ مِنْكَ مَا تُحِبُّ سَتْرَهُ مِنْ رَعِيَّتِكَ.

جتنا ممکن ہو سکے لوگوں کے عیوب کو ظاہر نہ کرنا تا کہ خدا تیرے عیوب کو چھپائے۔ جو عیب تمہارے اندر ہے اسے لوگوں سے مخفی رکھو۔[2]

امام کاظم علیہ السلام نے فرمایا:

ثَلَاثَةٌ يَسْتَظِلُّونَ بِظِلِّ عَرْشِ اللهِ يَوْمَ لَا ظِلَّ إِلَّا ظِلُّهُ رَجُلٌ زَوَّجَ أَخَاهُ الْمُسْلِمَ أَوْ أَخْدَمَهُ أَوْ كَتَمَ لَهُ سِرّاً.

جو شخص کسی مسلمان بھائی کا راز ظاہر نہیں کرتا تو وہ روز قیامت خدا کے لئے سائے میں ہوگا اور اس دن اس سائے کے علاوہ کوئی سایہ نہیں ہوگا۔[3]

دوسروں کے عیب جوئی کا انجام:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

وَ كَانَ فِي الْمَدِينَةِ أَقْوَامٌ لَا عُيُوبَ لَهُمْ فَتَكَلَّمُوا فِي عُيُوبِ النَّاسِ، فَأَظْهَرَ اللهُ لَهُمْ عُيُوباً، لَمْ يَزَالُوا يُعْرَفُونَ بِهَا إِلَى أَنْ مَاتُوا.

مدینہ کے کچھ لوگ ایسے تھے کہ جن کے اپنے عیب نہیں تھے لیکن دوسروں کے عیوب کے متعلق باتیں کرتے رہتے تھے۔ خدا نے ان کے عیوب کو ظاہر کر دیا تا کہ وہ موت کے وقت ان عیوب سے پہچانے جا سکیں۔[4]

نیز فرمایا:

---

[1] الامالی (للصدوق)/ النص/ ۶۷۰/ المجلس الخامس والتسعون

[2] نہج البلاغۃ (للصبحی صالح)/ ۴۲۹/ ۵۳ ومن کتاب لہ ع کتبہ للاشتر النخعی [رحمہ اللہ] لما ولاہ علی مصر..... ص:۴۲۶

[3] مسائل علی بن جعفر ومستدرکاتہا/ ۳۴۳/ الاخلاقیات..... ص:۳۳۳

[4] الامالی (للطوسی)/ النص/ ۴۴/ [2] المجلس الثانی

لَا تَتَتَبَّعُوا عَوْرَاتِهِمْ فَإِنَّهُ مَنْ تَتَبَّعَ عَوْرَاتِهِمْ تَتَبَّعَ اللهُ عَوْرَتَهُ وَ مَنْ تَتَبَّعَ اللهُ تَعَالَى عَوْرَتَهُ يَفْضَحْهُ وَلَوْ فِي بَيْتِهِ.

لوگوں کے عیب ظاہر نہ کرو کیونکہ جو آدمی ایسا کرتا ہے خدا اس کے عیوب آشکار کر دیتا ہے اور جو کسی کی برائی کو ظاہر کرے خدا اسے اپنے گھر میں رسوا کرتا ہے۔[1]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

مَنِ اطَّلَعَ مِنْ مُؤْمِنٍ عَلَى ذَنْبٍ أَوْ سَيِّئَةٍ فَأَفْشَى ذَلِكَ عَلَيْهِ وَ لَمْ يَكْتُمْهَا وَ لَمْ يَسْتَغْفِرِ اللهَ لَهُ كَانَ عِنْدَ اللهِ كَعَامِلِهَا وَ عَلَيْهِ وِزْرُ ذَلِكَ الَّذِي أَفْشَاهُ عَلَيْهِ وَ كَانَ مَغْفُوراً لِعَامِلِهَا وَ كَانَ عِقَابُهُ مَا أَفْشَى عَلَيْهِ فِي الدُّنْيَا مَسْتُورٌ عَلَيْهِ فِي الْآخِرَةِ ثُمَّ لَا يَجِدُ اللهَ أَكْرَمَ مِنْ أَنْ يُثَنِّيَ عَلَيْهِ عِقَاباً فِي الْآخِرَةِ.

جب تم میں سے کوئی شخص کسی مومن بھائی کے عیوب سے آگاہ ہو جائے اور انہیں ظاہر کر دے۔ ایسا آدمی وہی گناہ کا مرتکب ہونے والا ہے اور اس کا انجام یہ ہے کہ خدا تجھے کسی مصیبت میں گرفتار کر دے اور اس مومن کے گناہ بخش دے گا۔ دنیا و آخرت میں اس کا گناہ چھپا رہے گا۔[2]

۱۷۔ لوگوں کی ضروریات کو پورا کرنا

لوگوں کی مدد کرنا، ان کی ضروریات کو پورا کرنا خواہ ضروریات مادی ہوں یا معنوی، مسلمان کے اہم فرائض میں سے ہے۔ بعض روایات میں خانہ کعبہ کے دس طواف یا چند عمرے یا چند دن رات کا اعتکاف شمار ہوتا ہے۔

نو ہزار سال کے روزے اور عبادت:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ سَعَى فِي حَاجَةِ أَخِيهِ الْمُسْلِمِ فَكَأَنَّمَا عَبَدَ اللهَ عَزَّ وَ جَلَّ تِسْعَةَ آلَافِ سَنَةٍ صَائِماً نَهَارَهُ قَائِماً لَيْلَهُ.

جو شخص اپنے مسلمان بھائی کی ضرورت کو پورا کرنے کی کوشش کرتا ہے گویا اس نے نو ہزار سال دن میں روزہ رکھا اور رات کو خدا کی عبادت کی۔[3]

---

[1] الکافی (ط۔الاسلامیۃ)/ ج ۲/ ۳۵۴/ باب من طلب عثرات المؤمنین وعوراتہم ..... ص: ۳۵۴

[2] الاختصاص/ النص/ ۳۲/ طائفۃ من اقوال النبی ص والائمۃ ع

[3] من لایحضرہ الفقیہ/ ج ۲/ ۱۹۰/ باب الاعتکاف..... ص: ۱۸۴

دس طواف کے برابر:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

قَضَاءُ حَاجَةِ الْمُؤْمِنِ اَفْضَلُ مِنْ طَوَافٍ وَطَوَافٍ حَتّٰى عَدَّ عَشْراً.

کسی مومن کی حاجت کو پورا کرنا کعبہ کے دس طواف سے بہتر ہے۔[1]

ہزار حج کے برابر:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

قَضَاءُ حَاجَةِ الْمُؤْمِنِ اَفْضَلُ مِنْ اَلْفِ حِجَّةٍ مُتَقَبَّلَةٍ بِمَنَاسِكِهَا وَ عِتْقِ اَلْفِ رَقَبَةٍ لِوَجْهِ اللهِ وَ حُمْلَانِ اَلْفِ فَرَسٍ فِي سَبِيلِ اللهِ بِسُرُجِهَا وَ لُجُمِهَا.

کسی مومن کی ضرورت کو پورا کرنا ہزار حج سے افضل ہے، اللہ کی رضا کے لئے ہزار غلام آزاد کرنا، آمادہ شدہ ہزار گھوڑے زین سمیت خدا کی راہ میں دینا۔ان سب کے مقابلے میں مومن کی ضرورت کو پورا کرنا زیادہ فضیلت ہے۔[2]

مسجد حرام میں دو ماہ اعتکاف:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

مَنْ سَعَى فِي حَاجَةِ اَخِيهِ الْمُسْلِمِ فَاجْتَهَدَ فِيهَا فَاَجْرَى اللهُ عَلَى يَدَيْهِ قَضَاءَهَا كَتَبَ اللهُ عَزَّ وَ جَلَّ لَهُ حَجَّةً وَ عُمْرَةً وَ اعْتِكَافَ شَهْرَيْنِ فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَ صِيَامَهُمَا وَ اِنِ اجْتَهَدَ فِيهَا وَ لَمْ يُجْرِ اللهُ قَضَاءَهَا عَلَى يَدَيْهِ كَتَبَ اللهُ عَزَّ وَ جَلَّ لَهُ حَجَّةً وَ عُمْرَةً.

جو شخص کسی مسلمان کی ضرورت کو پورا کرنے کے لئے کوشش کرتا ہے۔خدا اسے بے نیاز کرتا ہے اور ایک حج، ایک عمرہ، دو ماہ اعتکاف اور مسجد حرام میں دو ماہ روزے کا ثواب عطا فرماتا ہے اگر وہ ضرورت کو پورا کرسکا تو اسے صرف ایک حج اور ایک عمرہ کا ثواب ملتا ہے۔[3]

بیس حج اور ایک لاکھ پر انفاق کرنا:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

لَقَضَاءُ حَاجَةِ امْرِءٍ مُؤْمِنٍ اَحَبُّ اِلَى اللهِ مِنْ عِشْرِينَ حَجَّةً كُلُّ حَجَّةٍ يُنْفِقُ فِيهَا صَاحِبُهَا مِائَةَ اَلْفٍ.

کسی مومن کی ضرورت کو پورا کرنا خدا کے نزدیک بیس حج کہ جس میں ایک لاکھ درہم یا دینار خرچ ہوں کا ثواب عطا

---

[1] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۲/ ۱۹۴/ باب قضاء حاجۃ المؤمن..... ص:۱۹۲

[2] الامالی (للصدوق)/ النص/ ۲۳۷/ المجلس الثانی والاربعون

[3] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۲/ ۱۹۸/ باب السعی فی حاجۃ المؤمن..... ص:۱۹۶

فرماتا ہے۔[1]

ضرورت پورا کرنے کے آثار:

عذاب الٰہی سے نجات:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اِنَّ لِلّٰہِ تَعَالَی عِبَاداً اخْتَصَّھُمْ بِحَوَائِجِ النَّاسِ ، یَفْزَعُ النَّاسُ اِلَیْھِمْ فِی حَوَائِجِھِمْ اُولَئِکَ الْآمِنُونَ مِنْ عَذَابِ اللّٰہِ.

بعض لوگ ایسے ہیں جو دوسروں کی ضروریات کو پورا کرتے ہیں۔ لوگ اپنی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے ان کی پناہ لیتے ہیں۔ یہ لوگ عذاب الٰہی سے امان میں ہوتے ہیں۔[2]

شیعہ ہونے کی نشانی:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

اخْتَبِرْ شِیعَتَنَا فِی خَصْلَتَیْنِ فَاِنْ کَانَتَا فِیھِمْ وَ اِلَّا فَاعْزُبْ ثُمَّ اعْزُبْ قُلْتُ مَا ھُمَا قَالَ الْمُحَافَظَةُ عَلَی الصَّلَوَاتِ فِی مَوَاقِیتِھِنَّ وَ الْمُوَاسَاةُ لِلْاِخْوَانِ وَاِنْ کَانَ الشَّیْءُ قَلِیلًا.

ہمارے شیعوں کی دو صفات ہیں اگر یہ دو صفات نہ رکھتے ہوں تو ان سے دوری اختیار کرو۔

مفضل بن عمر نے پوچھا: وہ دو صفات کون سی ہیں؟

آپ نے فرمایا: نماز کو اول وقت میں پڑھنا اور دینی بھائیوں کی مدد کرنا اگرچہ وہ کم ہی کیوں نہ ہوں۔[3]

گناہوں سے مغفرت اور درجات کی بلندی:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

مَنْ قَضَی لِمُسْلِمٍ حَاجَةً کَتَبَ اللّٰہُ لَہُ عَشْرَ حَسَنَاتٍ وَ مَحَا عَنْہُ عَشْرَ سَیِّئَاتٍ وَ رَفَعَ لَہُ عَشْرَ دَرَجَاتٍ وَ اَظَلَّہُ اللّٰہُ فِی ظِلِّ یَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلُّہُ.

جو شخص کسی مومن کی ضرورت کو پورا کرے۔ خدا اس کے تہتر (۷۳) حاجات پوری فرمائے گا۔ اس کے لئے دس نیکیاں لکھی جائیں گی اور دس گناہ معاف ہوں گے اور روز قیامت جب کوئی سایہ نہ ہوگا تو وہ شخص خدا کے سائے میں ہوگا۔[4]

---

[1] الکافی (ط۔الاسلامیۃ)/ ج ۲ / ۱۹۳ / باب قضاء حاجۃ المؤمن..... ص: ۱۹۲

[2] نہج الفصاحۃ (مجموعہ کلمات قصار حضرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ)/ ۳۳۴/ نہج الفصاحۃ مجموعہ کلمات قصار حضرت رسول اکرم، ص، باترجمہ فارسی

[3] مصادقۃ الاخوان/ ۳۶ / وباب مواساۃ الاخوان بعضھم لبعض

[4] مصادقۃ الاخوان/ ۵۴ / ط باب ثواب قضاء حوائج الاخوان

اہل خانہ کی حاجات کو پورا کرنا:

امام باقر علیہ السلام نے فرمایا:

اَیُّمَا مُؤْمِنٍ لَجَاَ اِلَیْہِ مَکْرُوبٌ فَقَضَی حَاجَتَہُ قَضَی اللّٰہُ لَہُ ثَلَاثاً وَ سَبْعِینَ حَاجَۃً اثْنَتَیْنِ وَ سَبْعِینَ حَاجَۃً فِی الْآخِرَۃِ وَ وَاحِدَۃً فِی الدُّنْیَا وَ اِنَّ اَدْنَی مَا یَکُونُ فِی الدُّنْیَا اَنْ یَدْفَعَ عَنْ نَفْسِہِ وَ مَالِہِ وَ اَھْلِہِ وَ وُلْدِہِ وَ اِنَّ اَدْنَی مَا یَکُونُ مِنَ الْآخِرَۃِ اَنْ تُفَتَّحَ لَہُ اَبْوَابُ الْجَنَّۃِ فَیُقَالُ لَہُ ادْخُلْ مِنْ اَیِّہَا شِئْتَ قَالَ اَیْنَ یَدْخُلُ اِلَیْنَا اِلَیْنَا.

اس کی بہتر حاجت آخرت میں اور ایک دنیا میں حاجات پوری کرے گا اور دنیا میں کم ترین ثواب یہ ہے کہ خدا، اس شخص اور اس کے اہل خانہ اور اولاد سے مصیبت کو دفع کرے گا اور آخرت میں کم ثواب یہ ملتا ہے کہ اس کے لئے جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور اس سے کہا جائے گا کہ جس دروازے سے چاہو داخل ہو جاؤ۔ امام نے فرمایا: وہ جس دروازے سے بھی داخل ہو ہماری ہی طرف آئے گا۔ [1]

روزی میں اضافہ:

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

اَلَا اُنَبِّئُکُمْ بِعَدْلِ ذٰلِکَ بِمَا یَزِیدُ فِی الرِّزْقِ قَالُوا بَلَی یَا اَمِیرَ الْمُؤْمِنِینَ..... قَالَ وَ مُوَاسَاۃُ الْاَخِ فِی اللّٰہِ عَزَّ وَ جَلَّ یَزِیدُ فِی الرِّزْقِ.

کیا تمہیں وہ چیزیں بتاؤں جس سے روزی میں اضافہ ہوتا ہے؟

لوگوں نے عرض کیا: جی ہاں! فرمائیں۔

آپؑ نے فرمایا: دینی بھائی کی مدد کرنے سے روزی میں اضافہ ہوتا ہے۔ [2]

دائمی روزی:

پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اِنَّ لِلّٰہِ تَعَالَی اَقْوَاماً یَخْتَصُّھُمْ بِالنِّعَمِ لِمَنَافِعِ الْعِبَادِ وَ یُقِرُّھَا فِیھِمْ مَا بَذَلُوھَا فَاِذَا مَنَعُوھَا نَزَعَھَا مِنْھُمْ فَحَوَّلَھَا اِلَی غَیْرِھِمْ.

خدا نے اپنی نعمت کو خاص اقوام کے ساتھ مخصوص کیا ہے جس سے لوگوں کو فائدہ ہوتا ہے جب تک یہ نعمت اس کے پاس ہے اور خرچ کرتے ہیں اور جب خرچ کرنا چھوڑ دیتے ہیں تو خدا وہ نعمت واپس لے لیتا ہے اور دوسروں کو دے دیتا ہے۔ [3]

حضرت امیر علیہ السلام نے جابر سے فرمایا:

---

[1] روضۃ الواعظین وبصیرۃ المتعظین (ط-القدیمۃ)/ ج ۲/ ۳۸۸/ مجلس فی ذکر حقوق الاخوان والاقرباء والجار..... ص:۳۸۶

[2] الخصال/ ج ۲/ ۵۰۵/ ست عشرۃ خصلۃ تورث الفقر وسبع عشرۃ خصلۃ تزید فی الرزق..... ص:۵۰۴

[3] نہج الفصاحۃ (مجموعہ کلمات قصار حضرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ)/ ۳۳۴/ نہج الفصاحۃ مجموعہ کلمات قصار حضرت رسول اکرمؐ، ص، با ترجمہ فارسی

يَا جَابِرُ مَنْ كَثُرَتْ نِعَمُ اللهِ عَلَيْهِ- كَثُرَتْ حَوَائِجُ النَّاسِ إِلَيْهِ، فَإِنْ فَعَلَ مَا يَجِبُ لِلهِ عَلَيْهِ عَرَضَهَا لِلدَّوَامِ وَ الْبَقَاءِ، وَإِنْ قَصَّرَ فِيمَا يَجِبُ لِلهِ عَلَيْهِ عَرَضَهَا لِلزَّوَالِ وَ الْفَنَاءِ.

اے جابر! جب خدا کسی کو اپنی نعمتوں سے مالا مال فرماتا ہے تو لوگ اپنی حاجات کے لئے اس کا رخ کرتے ہیں۔ اگر وہ واجبات کی ادائیگی کرتا ہے تو نعمتیں دائمی ہوں گی لیکن اگر وہ واجبات کے ادا کرنے میں کوتاہی کرتا ہے تو خدا ان نعمتوں کو ضائع اور نابود کر دیتا ہے۔[1]

دنیا و آخرت کی آسائش:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

أَيُّمَا مُؤْمِنٍ نَفَّسَ عَنْ مُؤْمِنٍ كُرْبَةً وَ هُوَ مُعْسِرٌ يَسَّرَ اللهُ لَهُ حَوَائِجَهُ فِي الدُّنْيَا وَ الْآخِرَةِ.

جو مومن کسی تنگ دس مومن کی حاجت کو پورا کرتا ہے خدا اس پر دنیا و آخرت کی نعمتوں کو آسان فرما دیتا ہے۔[2]

جنت:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ قَضَى لِمُؤْمِنٍ حَاجَةً قَضَى اللهُ لَهُ حَوَائِجَ كَثِيرَةً أَدْنَاهُنَّ الْجَنَّةُ.

جو شخص کسی مومن کی ضرورت کو پورا کرتا ہے خدا اس کی حاجات کو پورا کرتا ہے ان میں کم ترین یہ ہے کہ اسے جنت ملے گی۔[3]

امام سجاد علیہ السلام نے فرمایا:

مَنْ قَضَى لِأَخِيهِ حَاجَةً فَبِحَاجَةِ اللهِ بَدَأَ وَ قَضَى اللهُ لَهُ بِهَا مِائَةَ حَاجَةٍ فِي إِحْدَاهُنَّ الْجَنَّةُ.

جو شخص کسی مومن کی حاجت کو پورا کرتا ہے تو اس نے خدا کی حاجات کو پورا کرنے کا آغاز کیا ہے۔ خدا اس کی سو حاجات پوری کرتا ہے کہ ان میں سے ایک یہ ہے کہ اسے جنت ملتی ہے۔[4]

تقرب الٰہی:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

تَقَرَّبُوا إِلَى اللهِ تَعَالَى بِمُوَاسَاةِ إِخْوَانِكُمْ.

خدا فرماتا ہے کہ اپنے دینی بھائی کی مدد کر کے تقرب خدا حاصل کرو۔[5]

---

[1] التفسیر المنسوب الی الامام الحسن العسکری علیہ السلام/ ۴۰۳/ [سورۃ البقرۃ (2): آیۃ 90]..... ص: ۴۰۱

[2] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۲/ ۲۰۰/ باب تفریج کرب المؤمن..... ص: ۱۹۹

[3] قرب الاسناد (ط-الحدیثۃ)/ النص/ ۱۱۹/ احادیث متفرقۃ..... ص: ۹

[4] وسائل الشیعۃ/ ج ۱۶/ ۳۴۲/ ۲۲-باب استحباب نفع المؤمنین..... ص: ۳۴۱

[5] الخصال/ ج ۱/ ۸/ التقرب الی اللہ عزوجل بخصلۃ..... ص: ۸

خدا کا محبوب ہونا:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

خَلْقِي عِيَالِي فَأَحَبُّهُمْ إِلَيَّ ..... وَ أَسْعَاهُمْ فِي حَوَائِجِهِمْ.

لوگ میرے اہل وعیال ہیں اور ان میں سب سے زیادہ محبوب وہ ہیں جو لوگوں کی ضروریات پورا کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔[1]

ولایت سے رابطہ:

امام موسیٰ بن جعفر علیہما السلام فرماتے ہیں:

مَنْ أَتَاهُ أَخُوهُ الْمُؤْمِنُ فِي حَاجَةٍ فَإِنَّمَا هِيَ رَحْمَةٌ مِنَ اللهِ عَزَّ وَ جَلَّ سَاقَهَا إِلَيْهِ فَإِنْ قَبِلَ ذَلِكَ فَقَدْ وَصَلَهُ بِوَلَايَتِنَا وَ هُوَ مَوْصُولٌ بِوَلَايَةِ اللهِ.

مومن بھائی اپنی ضرورت کے لئے مومن بھائی کے پاس جاتا ہے یہ خدا کی رحمت ہے کہ خدا نے اسے اس طرف بھیجا اگر وہ حاجت پوری کردے تو اس شخص کو میرے اہل بیتؑ کی ولایت حاصل ہوگی جو کہ ولایت خدا سے متصل ہے۔[2]

جنت میں فرمانبروائی:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّ لِلهِ عِبَاداً يُحَكِّمُهُمْ فِي جَنَّتِهِ قِيلَ يَا رَسُولَ اللهِ وَ مَنْ هَؤُلَاءِ الَّذِينَ يُحَكِّمُهُمُ اللهُ فِي جَنَّتِهِ قَالَ مَنْ قَضَى لِمُؤْمِنٍ حَاجَةً بَيْنَهُ وَبَيْنَهُ.

خدا کے ایسے افراد بھی ہیں جو جنت میں جو چاہیں گے حکم دیں گے۔

پوچھا گیا: اے اللہ کے رسولؐ! وہ کون افراد ہیں؟

آپ نے فرمایا: وہ لوگ مومن کی ضرورت کو پورا کرتے ہیں اور ان کا یہ کام ان کے ساتھ مخفی رہے۔[3]

لوگوں کی ضروریات پر توجہ نہ دینے کا انجام:

جس طرح مومن بھائی کی حاجت کو پورا کرنے سے دنیا و آخرت میں ثواب ملتا ہے اسی طرح ان امور پر توجہ دینے کے بُرے اثرات ہوتے ہیں۔ چند ایک کو ذکر کرتے ہیں۔

ولایت الٰہی سے خراج ہونا:

امام کاظم علیہ السلام نے فرمایا:

---

[1] مصادقۃ الاخوان/ ۷۰/ ل باب السعی فی حوائج الاخوان

[2] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۲/ ۱۹۶/ باب قضاء حاجۃ المؤمن..... ص: ۱۹۲

[3] مصادقۃ الاخوان/ ۵۴/ یط باب ثواب قضاء حوائج الاخوان

مَنْ قَصَدَ اِلَيْهِ رَجُلٌ مِنْ اِخْوَانِهِ مُسْتَجِيراً بِهِ فِي بَعْضِ اَحْوَالِهِ فَلَمْ يُجِرْهُ بَعْدَ اَنْ يَقْدِرَ عَلَيْهِ فَقَدْ قَطَعَ وَلَايَةَ اللهِ تَبَارَكَ وَ تَعَالَى.

جو شخص کسی مومن بھائی کسی سے پناہ مانگے اور وہ قدرت رکھتے ہوئے بھی پناہ نہ دے یعنی اس کی مدد نہ کرے، ایسا شخص ولایت خدا سے خارج ہے۔[1]

ولایت اہل بیت علیہم السلام سے خارج ہونا:

امام صادق علیہ السلام نے رفاعہ نامی صحابی سے فرمایا:

يَا رِفَاعَةُ مَا آمَنَ بِاللهِ وَ لَا بِمُحَمَّدٍ وَ لَا بِعَلِيٍّ مَنْ اِذَا اَتَاهُ اَخُوهُ الْمُؤْمِنُ فِي حَاجَةٍ لَمْ يَضْحَكْ فِي وَجْهِهِ فَاِنْ كَانَتْ حَاجَتُهُ عِنْدَهُ سَارَعَ اِلَى قَضَائِهَا وَ اِنْ لَمْ يَكُنْ عِنْدَهُ تَكَلَّفَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِهِ حَتَّى يَقْضِيَهَا لَهُ فَاِذَا كَانَ بِخِلَافِ مَا وَصَفْتُهُ فَلَا وَلَايَةَ بَيْنَنَا وَ بَيْنَهُ.

اے رفاعہ! وہ شخص خدا، رسولؐ، علیؑ پر ایمان نہیں لایا، جس کے پاس اس کا مومن بھائی اس کے پاس حاجت لے کر آئے اور وہ حاجت پوری نہ کرے۔ پس اگر وہ حاجت پوری کرسکتا ہے تو اس میں جلدی کرے اگر خود حاجت پوری نہیں کرسکتا تو دوسروں کے ذریعے اس کی مشکل کو حل کرے۔ اگر وہ ایسا نہیں کرتا تو وہ ہمارے ولایت سے خارج ہے۔[2]

نعمت ابدی میں گرفتار:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ مَنَعَ طَالِباً حَاجَتَهُ وَ هُوَ يَقْدِرُ عَلَى قَضَائِهَا فَعَلَيْهِ مِثْلُ خَطِيئَةِ عَشَّارٍ فَقَامَ اِلَيْهِ مَالِكُ بْنُ عَوْفٍ فَقَالَ وَ مَا يَبْلُغُ مِنْ خَطِيئَةِ عَشَّارٍ يَا رَسُولَ اللهِ- فَقَالَ عَلَى الْعَشَّارِ فِي كُلِّ يَوْمٍ وَ لَيْلَةٍ لَعْنَةُ اللهِ وَ الْمَلَائِكَةِ وَ النَّاسِ اَجْمَعِينَ وَ مَنْ يَلْعَنِ اللهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهُ نَصِيراً.

جو شخص کسی ضرورت مند کی ضرورت پورا نہ کرے حالانکہ ضروری پوری کرسکتا ہو اس کا گناہ ذخیرہ اندوز کی مانند ہے۔

اس وقت مالک بن عوف اٹھا اور پوچھنے لگا: اے اللہ کے رسولؐ! ذخیرہ اندوزی کی کیا سزا ہے؟

آپ نے فرمایا: ہر روز دن رات خدا، فرشتے اور لوگ اس پر لعنت کرتے ہیں اور جس پر خدا کی لعنت ہوتی ہے اس کا کوئی مددگار و یاور نہیں ہوتا۔[3]

گناہ میں گرفتار ہونا:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

وَ اعْلَمْ اَنَّهُ مَنْ لَمْ يُنْفِقْ فِي طَاعَةِ اللهِ ابْتُلِيَ بِاَنْ يُنْفِقَ فِي مَعْصِيَةِ اللهِ عَزَّ وَ جَلَّ وَ مَنْ لَمْ يَمْشِ

---

[1] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۲/ ۳۶۸/ باب من منع مؤمنا شیئا من عندہ او من عند غیرہ..... ص: ۳۶۷

[2] بحار الانوار (ط-بیروت)/ ج ۷۲/ ۱۷۶/ باب ۵۹ من منع مؤمنا شیئا من عندہ او من عند غیرہ او استعان بہ اخوہ ..... ص: ۱۷۳

[3] وسائل الشیعۃ/ ج ۱۶/ ۳۹۰/ ۳۹- باب تحریم منع المؤمن شیئا من عندہ او عند غیرہ عند ضرورتہ..... ص: ۳۸۷

فِی حَاجَةِ وَلِیِّ اللهِ ابْتُلِیَ بِأَنْ یَمْشِیَ فِی حَاجَةِ عَدُوِّ اللهِ عَزَّ وَ جَلَّ.

جان لو! جو شخص اپنا مال خدا کی راہ میں خرچ نہیں کرتا بلکہ گناہ پر خرچ کرتا ہے وہ مصیبت میں مبتلا ہو جاتا ہے۔[1]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

مَنْ مَنَعَ حَقّاً لِلّٰهِ عَزَّ وَ جَلَّ أَنْفَقَ فِی بَاطِلٍ مِثْلَیْهِ.

جس شخص کا انفاق راہ خدا میں مانع ہو تو گویا اس نے باطل مال پر خرچ کیا ہے۔[2]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ مَنَعَ مَالَهُ مِنَ الْاَخْیَارِ اخْتِیَاراً صَرَفَ اللهُ مَالَهُ اِلَی الْاَشْرَارِ اضْطِرَاراً.

جو شخص اپنے مال تنگ افراد کو جان بوجھ کر نہیں دیتا، خدا اس کے مال کو شریر امور پر خرچ کرواتا ہے۔[3]

عذاب قبر:

امام کاظم علیہ السلام نے فرمایا:

مَنْ اَتَاهُ اَخُوهُ الْمُؤْمِنُ فِی حَاجَةٍ .....وَ اِنْ رَدَّهُ عَنْ حَاجَتِهِ وَ هُوَ یَقْدِرُ عَلَی قَضَائِهَا سَلَّطَ اللهُ عَلَیْهِ شُجَاعاً مِنْ نَارٍ یَنْهَشُهُ فِی قَبْرِهِ اِلَی یَوْمِ الْقِیَامَةِ.

جب کوئی مومن کسی مومن بھائی کے پاس حاجب لے کر آئے.....اور وہ پوری نہ کرے حالانکہ حاجب پوری کرنے کی قدرت بھی رکھتا ہو، خدا قبر میں اس پر آگ کے سانپ کو مسلط کرتا ہے جو اسے قیامت تک ڈنگ مارتا رہتا ہے۔[4]

روز قیامت میں عذاب:

روایات میں اس عذاب کا انجام کے بارے میں ملتا ہے۔ ہم بعض کی طرف اشارہ کرتے ہیں:

قیامت کے دن زنجیروں میں ہونا:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

مَنْ سَاَلَهُ اَخُوهُ الْمُؤْمِنُ حَاجَةً مِنْ ضُرٍّ فَمَنَعَهُ مِنْ سَعَةٍ وَ هُوَ یَقْدِرُ عَلَیْهَا مِنْ عِنْدِهِ اَوْ مِنْ عِنْدِ غَیْرِهِ- حَشَرَهُ اللهُ یَوْمَ الْقِیَامَةِ مَغْلُولَةً یَدُهُ اِلَی عُنُقِهِ حَتَّی یَفْرُغَ اللهُ مِنْ حِسَابِ الْخَلْقِ.

جو آدمی کسی مومن بھائی کی غربت میں اس کی مدد نہیں کرتا حالانکہ مدد کرنے کی قدرت رکھتا ہو، خدا روز قیامت اسے اس حال میں محشور فرمائے گا کہ اس کے ہاتھ گردن میں باندھے ہوئے ہوں گے اور لوگوں کے حساب لینے تک وہ بندھا

---

[1] من لایحضرہ الفقیہ/ ج ۴/ ۴۱۲/ ومن الفاظ رسول اللہ ص الموجزۃ التی لم یسبق الیہا..... ص:۳۷۶

[2] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۳/ ۵۰۶/ باب منع الزکاۃ..... ص:۵۰۲

[3] جامع الاخبار (للشعیری)/ ۱۷۸/ الفصل الحادی والاربعون والمائۃ فی النوادر وہو آخر الکتاب

[4] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۲/ ۱۹۶/ باب قضاء حاجۃ المؤمن..... ص:۱۹۲

رہے گا۔[1]

محشر میں سیاہ چہرہ:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

اَیُّمَا مُؤْمِنٍ مَنَعَ مُؤْمِناً شَیْئاً مِمَّا یَحْتَاجُ اِلَیْهِ وَ هُوَ یَقْدِرُ عَلَیْهِ مِنْ عِنْدِهِ اَوْ مِنْ عِنْدِ غَیْرِهِ اَقَامَهُ اللهُ یَوْمَ الْقِیَامَةِ مُسْوَدّاً وَجْهُهُ مُزْرَقَّةً عَیْنَاهُ مَغْلُولَةً یَدَاهُ اِلَی عُنُقِهِ فَیُقَالُ هَذَا الْخَائِنُ الَّذِی خَانَ اللهَ وَ رَسُولَهُ ثُمَّ یُؤْمَرُ بِهِ اِلَی النَّارِ.

جو آدمی قدرت رکھتے ہوئے کسی مومن کی ضرورت کو پورا نہ کرے خدا اس کو روز قیامت سیاہ چہرے اور بھینگی آنکھوں کی حالت میں محشور کرے گا اور اس کے ہاتھ گردن میں باندھے ہوئے ہوں گے۔ کہا جائے گا: یہ وہ خائن ہے جس نے خدا و رسول سے خیانت کی اور پھر اسے دوزخ کی آگ میں ڈالا جائے گا۔[2]

اپنے آپ سپرد کرنا:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ مَنَعَ الْمَاعُونَ جَارَهُ مَنَعَهُ اللهُ خَیْرَهُ یَوْمَ الْقِیَامَةِ وَ وَکَلَهُ اِلَی نَفْسِهِ وَ مَنْ وَکَلَهُ اِلَی نَفْسِهِ فَمَا اَسْوَاَ حَالَهُ.

جو کوئی زندگی کے لوازم اپنے ہمسائے کو دینے سے دریغ کرتا ہے اور صرف اپنے لئے مختص سمجھے تو روز قیامت خدا اسے رسوا کرے گا۔[3]

جنت میں سکونت سے محرومی:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

اَیُّمَا مُؤْمِنٍ کَانَتْ لَهُ دَارٌ فَاحْتَاجَ مُؤْمِنٌ اِلَی سُکْنَاهَا فَمَنَعَهُ اِیَّاهَا قَالَ اللهُ عَزَّ وَ جَلَّ مَلَائِکَتِی بَخِلَ عَبْدِی عَلَی عَبْدِی بِسُکْنَی الدُّنْیَا وَ عِزَّتِی وَ جَلَالِی لَا یَسْکُنُ جِنَانِی اَبَداً.

اگر کوئی مومن ایسا ہو جس کے پاس اضافی گھر ہو اور دوسرے مومن بھائی کو گھر کی ضرورت ہو اور وہ نہ دے۔ خدا فرماتا ہے: میرے بندے نے میرے ہی بندے سے مکان دینے میں بخل کیا، میری عزت و جلالت کی قسم! میں اسے ہرگز جنت میں مکان نہیں دوں گا۔[4]

---

[1] مشکاۃ الانوار فی غرر الاخبار/ النص/ ۱۸۶/ الفصل الاول فی اتخاذ الاخوان..... ص:۱۸۶

[2] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۲/ ۳۶۷/ باب من منع مؤمنا شیئا من عندہ او من عند غیرہ..... ص:۳۶۷

[3] من لایحضرہ الفقیہ/ ج ۴/ ۱۴/ باب ذکر جمل من مناہی النبی ص..... ص:۳

[4] المحاسن/ ج ۱/ ۱۰۱/ ۳۶ عقاب من منع مؤمنا سکنی دارہ..... ص:۱۰۱

طعام بہشتی سے محرومیت:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

اَیُّمَا مُؤْمِنٍ حَبَسَ مُؤْمِناً عَنْ مَالِهٖ وَ هُوَ مُحْتَاجٌ اِلَیْهِ لَمْ یُذِقْهُ اللّٰهُ مِنْ طَعَامِ الْجَنَّةِ- وَلَا یَشْرَبُ مِنَ الرَّحِیقِ الْمَخْتُومِ.

جو مومن شخص اپنے مومن بھائی کو اپنے مال سے محروم کرے گا جبکہ وہ اس کا محتاج بھی ہو تو اللہ تعالیٰ اسے جنت کا کھانا نہیں کھلائے گا اور نہ ہی اسے شراب طہور سے پلائے گا۔[1]

پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت سے محروم:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

اِنَّ اللّٰهَ اِذَا اَنْعَمَ عَلٰی عَبْدٍ نِعْمَةً صَیَّرَ حَوَائِجَ النَّاسِ اِلَیْهِ فَاِنْ قَضَاهَا مِنْ غَیْرِ اسْتِخْفَافٍ مِنْهُ اُسْكِنَ الْفِرْدَوْسَ وَ اِنْ لَمْ یَقْضِهَا اُسْكِنَ نَارَ جَهَنَّمَ ..... وَ لَمْ یَنَلْ شَفَاعَةَ رَسُولِ اللّٰهِ یَوْمَ الْقِیَامَةِ.

جب خدا کسی کو نعمت دیتا ہے تو لوگ اس کا اپنی حاجات کے لئے رخ کرتے ہیں اگر وہ ان کی ضروریات کو پورا کرتا ہے تو خدا اسے جنت میں سکونت عطا فرماتا ہے لیکن وہ حاجات پوری نہیں کرتا۔ تو وہ دوزخ میں سکونت پذیر ہوگا..... اور روز قیامت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت سے محروم رہے گا۔[2]

۱۸۔ روابط کی اصلاح

اصلاح ذات بین کا مطلب یہ ہے کہ دشمنی کو دوستی میں تبدیل کرنا، جو اسلامی آئین میں سے ایک اہم مسئلہ ہے۔ خدا قرآن میں فرماتا ہے:

فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَصْلِحُوْا ذَاتَ بَیْنِكُمْ ۪

خدا سے ڈرو اور اپنے باہمی معاملات کی اصلاح کرو۔[3]

وَاِنِ امْرَاَةٌ خَافَتْ مِنْۢ بَعْلِهَا نُشُوْزًا اَوْ اِعْرَاضًا فَلَا جُنَاحَ عَلَیْهِمَاۤ اَنْ یُّصْلِحَا بَیْنَهُمَا صُلْحًا ؕ وَالصُّلْحُ خَیْرٌ ؕ

اور اگر کوئی عورت اپنے شوہر کی زیادتی و بے توجہی سے (طلاق کا) خوف رکھتی ہو تو میاں بیوی کے باہم (کسی طرح) ملاپ

---

[1] وسائل الشیعۃ/ ج ۱۶ / ۳۸۹ / ۳۹- باب تحریم منع المؤمن شیئا من عندہ او عند غیرہ عند ضرورتہ..... ص: ۳۸۷

[2] مشکاۃ الانوار فی غرر الاخبار/ النص/ ۳۳۳/ فی التذکر بالنعم ومؤنہا..... ص: ۳۳۲

[3] سورۂ انفال: ۱

کر لینے میں دونوں میں سے کسی پر کچھ گناہ نہیں ہے۔ اور صلح تو (بہر حال) بہتر ہے۔[1]

وَاِنْ طَآىِٕفَتٰنِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا ۚ فَاِنْۢ بَغَتْ اِحْدٰىهُمَا عَلَى الْاُخْرٰى فَقَاتِلُوا الَّتِيْ تَبْغِيْ حَتّٰى تَفِيْٓءَ اِلٰٓى اَمْرِ اللّٰهِ ۚ فَاِنْ فَآءَتْ فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا بِالْعَدْلِ وَاَقْسِطُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ ۝۹

اور اگر مومنین میں سے دو فرقے آپس میں لڑ پڑیں تو ان دونوں میں صلح کرا دو پھر اگر ان میں سے ایک (فریق) دوسرے پر زیادتی کرے تو جو فرقہ زیادتی کرے تم (ابھی) اس سے لڑو یہاں تک کہ وہ خدا کے حکم کی طرف رجوع کرے پھر جب رجوع کرے تو فریقین میں مساوات کے ساتھ صلح کرا دو اور انصاف سے کام لو۔ بے شک خدا انصاف کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔[2]

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ فَاَصْلِحُوْا بَيْنَ اَخَوَيْكُمْ وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝۱۰

مومنین تو آپس میں بھائی بھائی ہیں تو اپنے دو بھائیوں میں میل جول کرا دیا کرو اور خدا سے ڈرتے رہو تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔[3]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اَفْضَلُ الصَّدَقَةِ اِصْلَاحُ ذَاتِ الْبَيْنِ.

لوگوں کے درمیان صلح کرانا بہترین صدقہ ہے۔[4]

اسلامی تعلیمات میں صلح کی اتنی اہمیت ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے بستر شہادت پر اپنی اولاد کو وصیت فرمائی:

اُوصِيكُمَا وَ جَمِيعَ وَلَدِي وَ اَهْلِي وَ مَنْ بَلَغَهُ .....وَ صَلَاحَ ذَاتِ بَيْنِكُمْ فَاِنِّي سَمِعْتُ جَدَّكُمَا يَقُولُ صَلَاحُ ذَاتِ الْبَيْنِ اَفْضَلُ مِنْ عَامَّةِ الصَّلَاةِ وَ الصِّيَامِ

میں نے تمہارے نانا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے کہ انہوں نے فرمایا: تمہاری آپس میں صلح نماز و روزہ (مستحبی) سے بہتر ہے۔[5]

ایک اور مقام پر رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

اَ لَا اُخْبِرُكُمْ بِاَفْضَلَ مِنْ دَرَجَةِ الصِّيَامِ وَ الصَّدَقَةِ وَ الصَّلَاةِ قَالُوا بَلَى يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ صَلَاحُ ذَاتِ الْبَيْنِ وَ فَسَادُ ذَاتِ الْبَيْنِ وَ هِيَ الْحَالِقَةُ.

---

[1] سورۂ نساء: ۱۲۸

[2] سورۂ حجرات: ۹

[3] سورۂ حجرات: ۱۰

[4] نہج الفصاحۃ (مجموعہ کلمات قصار حضرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ) / ۲۳۱ / نہج الفصاحۃ مجموعہ کلمات قصار حضرت رسول اکرمؐ، ص، باترجمہ فارسی

[5] نہج البلاغۃ (للصبحی صالح) / ۴۲۱ / ۴۷ ومن وصیۃ لہ ع للحسن والحسین ع لما ضربہ ابن ملجم لعنہ اللہ..... ص: ۴۲۱

کیا تمہیں ایسی چیز سے آگاہ کرو جو نماز، روزہ اور صدقے سے بھی افضل ہے؟ لوگوں نے کہا: کیوں نہیں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، آپؐ نے فرمایا: وہ چیز لوگوں کے درمیان صلح کرانا ہے لوگوں کے درمیان فساد پیدا کرنا باعث ہلاکت ہے۔[1]

کیونکہ رابطہ قطع ہونے سے لوگوں سے تعلقات قطع ہوجاتے ہیں اور دین پر اثر پڑتا ہے۔

امام صادق علیہ السلام اپنے شاگرد مفضل بن عمر سے فرماتے ہیں:

اِذَا رَاَیْتَ بَیْنَ اثْنَیْنِ مِنْ شِیعَتِنَا مُنَازَعَةً فَافْتَدِهَا مِنْ مَالِی.

اگر ہمارے دو افراد شیعہ کے درمیان لڑائی جھگڑا ہوجائے تو اگر مال بھی خرچ کرنا پڑے تو ان کے درمیان صلح کراؤ۔[2]

۱۹۔ کار خیر میں سبقت

مسلمانوں پر لازم ہے کہ وہ دوسروں کی ضروریات کو پورا کریں، ان کی مشکلات حل کریں۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

خَیْرُ النَّاسِ مَنْ نَفَعَ وَوَصَلَ وَاَعَانَ.

لوگوں میں سے بہترین انسان وہ ہے جو دوسروں کے کام آئے اور لوگوں کو آپس میں قریب کرے اور کار خیر میں ان کی مدد کرے۔[3]

ایک اور حدیث میں آپ نے فرمایا:

مَنْ قَضَی لِاَخِیهِ الْمُؤْمِنِ حَاجَةً کَانَ کَمَنْ خَدَمَ اللهَ عُمُرَهُ.

جو آدمی کسی مومن کی حاجت پوری کرتا ہے وہ اس شخص کی مانند ہے جس نے اپنی پوری زندگی میں خدا کی عبادت کی ہو۔[4]

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:

مَنْ فَرَّجَ عَنْ مُؤْمِنٍ کُرْبَةً فَرَّجَ اللهُ عَنْهُ کُرْبَتَهُ وَمَنْ سَتَرَ عَلَی مُؤْمِنٍ سَتَرَ اللهُ عَلَی عَوْرَتِهِ وَلَا یَزَالُ اللهُ فِی عَوْنِهِ مَا دَامَ فِی عَوْنِ اَخِیهِ.

جو شخص کسی کے غم کو دور کرتا ہے خدا اس کے غم کو دور فرماتا ہے اور جو کوئی کسی مومن کے عیب چھپاتا ہے خدا اس کے عیب

---

[1] مجموعۃ ورام/ ج۱/ ۳۹/ باب ذکر الاشرار والفجار..... ص:۳۸

[2] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۲/ ۲۰۹/ باب الاصلاح بین الناس..... ص:۲۰۹

[3] مستدرک الوسائل ومستنبط المسائل/ ج۱۲/ ۳۹۰/ ۲۲-باب استحباب نفع المؤمنین..... ص:۳۸۸

[4] اعلام الدین فی صفات المؤمنین/ ۱۴۸/ طرائف من الاخبار فی بیان صفۃ الشیعۃ وذکر احادیث متفرقۃ..... ص:۱۲۳

کو چھپاتا ہے۔ جو شخص دوسروں کی مدد کرتا ہے اللہ تعالیٰ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اس کی مدد کرتا ہے۔[1]

وسیلہ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم:

امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ:

فَمَشَى مَعَهُ إِلَى السُّوقِ لِيَبْتَاعَ قَمِيصاً فَنَظَرَ إِلَى جَارِيَةٍ قَاعِدَةٍ عَلَى الطَّرِيقِ تَبْكِي فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وَ مَا شَأْنُكِ قَالَتْ يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّ أَهْلِي أَعْطَوْنِي أَرْبَعَةَ دَرَاهِمَ لِأَشْتَرِيَ لَهُمْ حَاجَةً فَضَاعَتْ فَلَا أَجْسُرُ أَنْ أَرْجِعَ إِلَيْهِمْ فَأَعْطَاهَا رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم أَرْبَعَةَ دَرَاهِمَ وَ قَالَ ارْجِعِي إِلَى أَهْلِكِ وَ مَضَى رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ..... رَجَعَ إِلَى السُّوقِ فَاشْتَرَى بِالْأَرْبَعَةِ الَّتِي بَقِيَتْ قَمِيصاً آخَرَ فَلَبِسَهُ وَ حَمِدَ اللهَ عَزَّ وَ جَلَّ وَ رَجَعَ إِلَى مَنْزِلِهِ فَإِذَا الْجَارِيَةُ قَاعِدَةٌ عَلَى الطَّرِيقِ تَبْكِي فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مَا لَكِ لَا تَأْتِينَ أَهْلَكِ قَالَتْ يَا رَسُولَ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم إِنِّي قَدْ أَبْطَأْتُ عَلَيْهِمْ أَخَافُ أَنْ يَضْرِبُونِي فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مُرِّي بَيْنَ يَدَيَّ وَ دُلِّينِي عَلَى أَهْلِكِ وَ جَاءَ رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حَتَّى وَقَفَ عَلَى بَابِ دَارِهِمْ ثُمَّ قَالَ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا أَهْلَ الدَّارِ..... إِنَّ هَذِهِ الْجَارِيَةَ أَبْطَأَتْ عَلَيْكُمْ فَلَا تُؤْذُوهَا فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللهِ هِيَ حُرَّةٌ لِمَمْشَاكَ.....

ایک روز پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت علیؑ کے ساتھ بازار جا رہے تھے تا کہ لباس خرید سکیں۔ راستے میں ایک کنیز کو روتے ہو دیکھا تو اس سے رونے کی وجہ پوچھی تو اس نے بتایا کہ میرے مالک نے مجھے چار درہم ایک قمیص خرید کر لانے کے لئے دیئے تھے جو مجھ سے کہیں گر گئے ہیں۔ میں انہیں کیا جواب دوں گی؟

جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے چار درہم دیئے اور کہا کہ جاؤ اور قمیص خرید کر گھر لے جاؤ۔

وہ کنیز پھر بھی گھر جانے کے لئے تیار نہ تھی بلکہ اب بھی روئے جا رہی تھی۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اب گھر نہ جانے کی وجہ پوچھی تو وہ بولی کہ میرا مالک بہت غصے والا ہے دیر ہو جانے کہ وجہ سے مجھے سخت سزا دے گا۔

جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کنیز کے ساتھ اس کے گھر تک گئے، اہل خانہ کو سلام کیا اور کنیز کے دیر سے گھر آنے کی وجہ بیان کی۔

اہل خانہ نے جواب دیا کہ اے اللہ کے رسولؐ! آپؐ کے ہمارے گھر میں آنے کی وجہ سے ہم نے اس کنیز کو آزاد کر دیا۔[2]

---

[1] عوالی اللئالی العزیزیۃ فی الاحادیث الدینیۃ/ ج ۱ / ۳۷۴ / المسلک الثانی فی احادیث تتعلق بمصالح الدین روایا ص:۳۴۹

[2] الخصال/ ج ۲ / ۴۹۰ / حدیث الدراہم الاثنی عشر التی اہدیت الی رسول اللہ ص..... ص:۴۹۰

کسی کی شادی کے وسیلہ بننا

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

اَفْضَلُ الشَّفَاعَاتِ اَنْ تَشْفَعَ بَیْنَ اثْنَیْنِ فِی نِکَاحٍ حَتّٰی یَجْمَعَ اللّٰہُ بَیْنَہُمَا.

بہترین شفاعت یہ ہے کہ دو آدمیوں کے درمیان شادی کے لئے زمین ہموار کرے تا کہ خدا ان کے درمیان پیوند فرمائے۔[1]

کسی کی شادی کے وسیلہ بننے کا ثواب:

لطف خدا سے بہرہ مند ہونا:

حضرت امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

مَنْ زَوَّجَ اَعْزَبَ کَانَ مِمَّنْ یَنْظُرُ اللّٰہُ عَزَّ وَ جَلَّ اِلَیْہِ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ.

جو شخص کسی کی شادی کرانے کا وسیلہ بنتا ہے روزِ قیامت خداوند عالم اس پر اپنا لطف و کرم فرمائے گا۔[2]

شادی میں واسطہ کا ثواب:

حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ عَمِلَ فِی تَزْوِیجِ حَلَالٍ حَتّٰی یَجْمَعَ اللّٰہُ بَیْنَہُمَا زَوَّجَہُ اللّٰہُ مِنَ الْحُورِ الْعِینِ.

جو شخص کسی غیر شادی شدہ کے لئے شادی میں مدد کرتا ہے تا کہ خدا ان دو کے درمیان پیوند فرمائے، تو خداوند عالم اس کی حورالعین سے تزویج فرماتا ہے۔[3]

تزویج کروانے کے دوران ہر عمل و گفتگو پر ایک سال عبادت کا ثواب:

حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

وَ کَانَ لَہُ بِکُلِّ خُطْوَۃٍ خَطَاھَا وَ کَلِمَۃٍ تَکَلَّمَ بِہَا عِبَادَۃُ سَنَۃٍ.

جو شخص کسی کی شادی کے ایک قدم اٹھائے گا خدا اسے ہر قدم کے بدلے میں ایک سال کی عبادت کا ثواب دیتا ہے۔[4]

عرش الٰہی کے سائے سے بہرہ مند ہونا:

امام کاظم علیہ السلام نے فرمایا:

---

[1] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۵/ ۳۳۱/ باب من سعی فی التزویج..... ص:۳۳۱

[2] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۵/ ۳۳۱/ باب من سعی فی التزویج..... ص:۳۳۱

[3] جامع الاخبار (للشعیری)/ ۱۰۲/ الفصل الثامن والخمسون فی التزویج

[4] جامع الاخبار (للشعیری)/ ۱۰۲/ الفصل الثامن والخمسون فی التزویج

ثَلَاثَةٌ يَسْتَظِلُّونَ بِظِلِّ عَرْشِ اللهِ يَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلُّهُ رَجُلٌ زَوَّجَ اَخَاهُ الْمُسْلِمَ اَوْ اَخْدَمَهُ اَوْ كَتَمَ لَهُ سِرّاً.

تین گروہ ایسے ہیں کہ اس دن خدا کے سائے میں ہوں گے جب اس سائے کے علاوہ کوئی سایہ نہیں ہوگا:

۱۔ جو آدمی کسی مومن کے لئے شادی کا بندوبست کرتا ہے۔

۲۔ جو آدمی کسی مومن بھائی کی خدمت کرتا ہو۔

۳۔ جو شخص کسی دینی بھائی کے راز کو پوشیدہ رکھے۔[۱]

۲۰۔ خلاف شرع کاموں میں عدم شرکت

شریعت کے خلاف کوئی عمل سرانجام دینا بہت بڑا گناہ ہے اور مسلمان کی یہ شان نہیں ہے کہ وہ کسی کے ساتھ مل کر گناہ کا مرتکب ہو۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

وَمَنْ اَمَرَ بِسُوءٍ اَوْ دَلَّ عَلَيْهِ اَوْ اَشَارَ بِهِ فَهُوَ شَرِيكٌ.

جو شخص برے کام کی رہنمائی کرتا ہے یا کرنے کا حکم دیتا ہے وہ اس گناہ میں شریک ہے۔[۲]

ایک اور حدیث میں آپ نے فرمایا:

وَمَنْ قَادَ بَيْنَ امْرَاَةٍ وَرَجُلٍ حَرَاماً حَرَّمَ اللهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَاْوَاهُ جَهَنَّمُ وَسَاءَتْ مَصِيراً وَلَمْ يَزَلْ فِي سَخَطِ اللهِ حَتّٰى يَمُوتَ.

جو انسان مرد اور عورت کے درمیان کسی غلط کام کا واسطہ بنے، خدا اس پر جنت حرام کر دیتا ہے اور وہ دوزخ میں جاتا ہے اور یہ کتنا ہی بُرا ٹھکانہ ہے اور اس پر مرنے کے وقت تک غضب الٰہی ہوتا ہے۔[۳]

۲۱۔ مظلومین کا دفاع

مظلوموں اور محروم افراد کی مدد کرنا اسلامی معاشرے کے اہم مسائل میں سے ہے۔ روایات میں اس کی بہت تاکید کی گئی ہے۔

---

[۱] مسائل علی بن جعفر و مستدرکاتہا/ ۳۴۳/ الاخلاقیات..... ص: ۳۳۳

[۲] الخصال/ ج ۱/ ۱۳۸/ ثلاثۃ یشترکون فی الامر بالمعروف والنہی عن المنکر..... ص: ۱۳۸

[۳] وسائل الشیعۃ/ ج ۲۰/ ۳۵۱/ ۲۷۔ باب تحریم القیادۃ..... ص: ۳۵۱

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

سِرْ خَمْسَةَ اَمْيَالٍ انْصُرْ مَظْلُوماً سِرْ سِتَّةَ اَمْيَالٍ اَغِثْ مَلْهُوفاً.

مظلوم کی مدد کے لئے پانچ میل کا سفر کرنا پڑے تو کرو اور فریاد کرنے والے مظلوم کی مدد کے لئے چھ میل سفر کرنا پڑے تو کرو۔[1]

حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا:

كُنْ لِلْمَظْلُومِ عَوْناً وَ لِلظَّالِمِ خَصْماً.

مظلومین کی مدد کرنے والے بنو اور ظالم کے دشمن رہو۔[2]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

يَنْصُرُ الْمَظْلُومَ وَ يَرْحَمُ الْمِسْكِينَ نَفْسُهُ مِنْهُ فِي عَنَاءٍ وَ النَّاسُ مِنْهُ فِي رَاحَةٍ ..... وَ يُسَاعِدُ مَنْ سَاعَدَهُ.

مومن وہ ہے جو مظلوم کی مدد کرتا ہے اور غریبوں پر رحم کرتا ہے اپنی جان کو سختی میں ڈالتا ہے.....اور لوگوں کو آرام و سکون دیتا ہے۔[3]

مظلوم کی مدد کا ثواب:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

مَا مِنْ مُؤْمِنٍ يُعِينُ مُؤْمِناً مَظْلُوماً اِلَّا كَانَ اَفْضَلَ مِنْ صِيَامِ شَهْرٍ وَ اعْتِكَافِهِ فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ.

جو شخص جو کسی مظلوم مومن کی مدد کرتا اس کا یہ عمل کرنا ایک ماہ کے روزوں اور مسجد الحرام میں اعتکاف سے افضل ہے۔[4]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ اَخَذَ لِلْمَظْلُومِ مِنَ الظَّالِمِ كَانَ مَعِي فِي الْجَنَّةِ مُصَاحِباً

جو شخص کسی ظالم سے مظلوم کا حق دلوائے وہ جنت میں میرے ساتھ ہوگا۔[5]

---

[1] مصادقۃ الاخوان/ ۵۸ /کاباب زیارۃ الاخوان

[2] غرر الحکم ودرر الکلم/ ۵۲۹ / ۲۲..... ص:۵۲۹

[3] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۲ / ۲۳۱ / باب المؤمن وعلاماتہ وصفاتہ..... ص:۲۳۶

[4] ثواب الاعمال وعقاب الاعمال/ النص/ ۱۴۷ /ثواب معاونۃ الاخ ونصرتہ..... ص:۱۴۷

[5] کنز الفوائد/ ج ۱ / ۱۳۵ /فصل مما ورد فی ذکر الظلم..... ص:۱۳۴

۲۲۔امر بہ معروف ونہی عن المنکر

جو کام دین وعقل کے مطابق ہو وہ نیکی ہے اور معروف شمار ہوتا ہے، منکر وہ چیز ہے جس کی اساس نقل اور عقل میں مذموم کے مطابق ہو۔ لہٰذا تمام واجبات اور مستحبات معروف ہیں امر بالمعروف یعنی دوسروں کو واجبات ومستحبات کا حکم دینا۔ نہی عن المنکر یعنی دوسروں کو ایسے کاموں سے روکنا جو عقل کے خلاف ہو یعنی محرمات ومکروہات۔

قرآن میں امر ونہی کی اہمیت:

امر ونہی اصلی ترین دینی مسائل میں سے ہیں۔ قرآن مجید میں امر بالمعروف ونہی عن المنکر کے حوالے سے ارشاد ہے:

اَلَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِيَّ الْاُمِّيَّ الَّذِيْ يَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ ۡ يَاْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهٰىهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ وَيَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ وَالْاَغْلٰلَ الَّتِيْ كَانَتْ عَلَيْهِمْ ۭ فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَعَزَّرُوْهُ وَنَصَرُوْهُ وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ مَعَهٗٓ ۙ اُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝

جو لوگ ہمارے نبی امی کے قدم بہ قدم چلتے ہیں (جس کی بشارت) کو اپنے ہاں توریت اور انجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں اور (وہ نبی) جو اچھے کام کا حکم دیتا ہے اور بُرے کام سے روکتا ہے اور (جو) پاک و پاکیزہ چیزیں تو ان پر حلال اور ناپاک گندی چیزیں ان پر حرام کر دیتا ہے اور وہ (سخت احکام کا) بوجھ جو ان کی گردن پر تھا اور وہ پھندے جو ان پر (پڑے ہوئے) تھے ان سے ہٹا دیتا ہے۔ پس (یاد رکھو کہ) کہ جو لوگ اس (نبی محمدؐ) پر ایمان لائے اور ان کی تعظیم (عزّت) کی اور ان کی مدد کی اور اس نور کی پیروی کی جو اُن کے ساتھ نازل ہوا۔ ہے تو یہی لوگ اپنی دلی مراد پائیں گے۔

نیز لقمان اپنے بیٹے سے فرماتے ہیں:

يٰبُنَيَّ اَقِمِ الصَّلٰوةَ وَاْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَانْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاصْبِرْ عَلٰي مَآ اَصَابَكَ ۭ اِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ۝

اے بیٹا نماز پابندی سے پڑھا کرو اور (لوگوں سے) اچھا کام کرنے کو کہو اور بُرے کام سے روکو اور جو مصیبت تم پر پڑے اس پر صبر کرو۔ (کیونکہ) بے شک یہ (بڑی) ہمّت کا کام ہے۔[1]

یہ دو مومنین کے اہم ترین وظائف اور اسلامی معاشرے کی صفات ہیں کیونکہ خداوند فرماتا ہے کہ:

وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ۭ وَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ

---

[1] سورۂ لقمان: ۱۷

الْمُفْلِحُوْنَ﴿۱۰۴﴾

اورتم میں سے ایک گروہ (ایسے لوگوں کا بھی) تو ہونا چاہیے جو (لوگوں کو) نیکی کی طرف بلائیں اور اچھے کام کا حکم دیں اور بُرے کاموں سے روکیں اور ایسے ہی لوگ (آخرت میں) اپنی دلی مرادیں پائیں گے۔[1]

اسی طرح فرمایا:

كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ ؕ وَلَوْ اٰمَنَ اَهْلُ الْكِتٰبِ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ ؕ مِنْهُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ وَاَكْثَرُهُمُ الْفٰسِقُوْنَ﴿۱۱۰﴾

تم کیا اچھے گروہ ہو کہ لوگوں کی ہدایت کے واسطے پیدا کیے گئے ہو تم (لوگوں کو) اچھے کام کا تو حکم کرتے ہو اور بُرے کاموں سے روکتے ہو اور خدا پر ایمان رکھتے ہو اور اگر اہلِ کتاب بھی (اسی طرح) ایمان لاتے تو ان کے حق میں بہت اچھا ہوتا ان میں سے کچھ ہی تو ایماندار ہیں اور اکثر بدکار۔[2]

امر و نہی حدیث کی روشنی میں

لوگوں پر حجت خدا:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

جَاءَنِي جَبْرَئِيلُ فَقَالَ لِي يَا اَحْمَدُ الْاِسْلَامُ عَشَرَةُ اَسْهُمٍ وَ قَدْ خَابَ مَنْ لَا سَهْمَ لَهُ فِيهَا اَوَّلُهَا شَهَادَةُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ هِيَ الْكَلِمَةُ وَ الثَّانِيَةُ الصَّلَاةُ وَ هِيَ الطُّهْرُ وَ الثَّالِثَةُ الزَّكَاةُ وَ هِيَ الْفِطْرَةُ وَ الرَّابِعَةُ الصَّوْمُ وَ هِيَ الْجُنَّةُ.

جبرائیل علیہ السلام میرے پاس آئے اور کہا: اے احمدؐ! اسلام کے دس حصے ہیں جو شخص ان امور میں حصہ نہ لے وہ خسارے میں ہے۔ ان میں چھٹا جہاد ہے۔ جس سے عزت ہوتی ہے۔ ساتواں امر ہے جو وفاداری شمار ہوتا ہے۔ آٹھواں امر نہی ہے جو حجت خدا لوگوں پر ہے۔[3]

صالحین کی سیرت:

امام باقر علیہ السلام نے فرمایا:

اِنَّ الْاَمْرَ بِالْمَعْرُوفِ وَ النَّهْيَ عَنِ الْمُنْكَرِ سَبِيلُ الْاَنْبِيَاءِ وَ مِنْهَاجُ الصُّلَحَاءِ فَرِيضَةٌ عَظِيمَةٌ بِهَا تُقَامُ الْفَرَائِضُ وَ تَاْمَنُ الْمَذَاهِبُ وَ تَحِلُّ الْمَكَاسِبُ وَ تُرَدُّ الْمَظَالِمُ وَ تُعْمَرُ الْاَرْضُ.

امر و نہی انبیاء اور صالحین کا ایک بڑا وظیفہ ہے۔ تمام واجبات اسی سے مربوط ہیں، امن ہوتا ہے، کسب و کار حلال

---

[1] سورۂ عمران: ۱۰۴

[2] سورۂ عمران: ۱۱۰

[3] علل الشرائع/ ج ۱/ ۲۴۹/ ۱۸۲ باب علل الشرائع واصول الاسلام..... ص: ۲۴۷

ہوتے ہیں لوگوں کو حقوق ملتے ہیں اور زمین آباد ہوتی ہے۔[1]

شیعوں کی نشانی:

امام کاظم علیہ السلام نے فرمایا:

وَ هُوَ عَلَامَةٌ لِشِيعَتِنَا يُعْرَفُونَ بِهِ وَ بِالْمُحَافَظَةِ عَلَى أَوْقَاتِ الصَّلَاةِ وَ إِيتَاءِ الزَّكَاةِ وَ مُوَاسَاةِ الْإِخْوَانِ وَ الْأَمْرِ بِالْمَعْرُوفِ وَ النَّهْيِ عَنِ الْمُنْكَرِ.

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے دائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنتے تھے اور یہ ہم شیعوں کی نشانی ہے اس سے شناخت ہوتی ہے اور دوسری نشانی یہ ہے کہ نماز بروقت پڑھتا ہے۔ زکات ادا کرتا ہے، دینی بھائیوں کی مدد کرتا ہے اور امر و نہی کے فرائض انجام دیتا ہے۔[2]

امر و نہی کے مراتب:

اس فریضہ کے مختلف مراحل ہیں۔ مخاطب کے علاوہ زمان و مکان کا اثر ہے۔ معصومینؑ کی احادیث میں مندرجہ ذیل مراتب ذکر ہوئے ہیں:

(۱) عملی (۲) زبانی (۳) قلبی

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ رَأَى مِنْكُمْ مُنْكَراً فَلْيُغَيِّرْهُ بِيَدِهِ فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِهِ فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِهِ.

جب تم میں سے کوئی برائی دیکھتا ہے تو اسے روکو پس اگر نہیں روک سکتا۔ تو زبانی کہے اور اگر زبانی بھی نہیں تو دل سے بیزاری کا اظہار کریں۔[3]

نہی از منکر کم ترین حد:

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

أَدْنَى الْإِنْكَارِ أَنْ تَلْقَى أَهْلَ الْمَعَاصِي بِوُجُوهٍ مُكْفَهِرَّةٍ.

نہی عن المنکر کی کم ترین حد یہ ہے کہ لوگوں کو تیور چڑھا کے دیکھیں۔[4]

روایت میں ہے کہ:

عَنْ أَبِي بَصِيرٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ عليه السلام فِي قَوْلِ اللهِ عَزَّ وَ جَلَّ قُوا أَنْفُسَكُمْ وَ أَهْلِيكُمْ قُلْتُ لَهُ كَيْفَ

---

[1] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۵/ ۵۶/ باب الامر بالمعروف والنہی عن المنکر..... ص:۵۵

[2] علل الشرائع/ ج۱/ ۱۵۸/ ۱۲۷ باب علۃ تختم امیر المؤمنین ص فی یمینہ..... ص:۱۵۸

[3] عوالی اللئالی العزیزیۃ فی الاحادیث الدینیۃ/ ج۱/ ۴۳۱/ المسلک الثالث فی احادیث رواہا الشیخ العالم شمس الملۃ ص:۳۸۰

[4] عوالی اللئالی العزیزیۃ فی الاحادیث الدینیۃ/ ج۳/ ۱۹۰/ باب الجہاد..... ص:۱۸۲

اَقِيهِمْ قَالَ تَأْمُرُهُمْ بِمَا اَمَرَ اللهُ عَزَّ وَ جَلَّ وَ تَنْهَاهُمْ عَمَّا نَهَى اللهُ عَزَّ وَ جَلَّ فَإِنْ اَطَاعُوكَ كُنْتَ قَدْ وَقَيْتَهُمْ وَ إِنْ عَصَوْكَ كُنْتَ قَدْ قَضَيْتَ مَا عَلَيْكَ.

ابا بصیر سے مروی ہے کہ انہوں نے اس آیت "قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ" کے بارے میں امام صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ میں انہیں کیسے بچا سکتا ہوں؟

آپ نے فرمایا: جو کچھ خدا نے حکم دیا انہیں بھی وہی حکم دو اور جس سے خدا نے منع کیا اس سے انہیں روکو۔ اگر انہوں نے تیری اطاعت کی تو اس کی نگہبانی کریں گے اور نافرمانی کی تو تم نے اپنے وظیفہ پر عمل کیا ہے۔[1]

مختلف مقامات پر امر و نہی:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اَعْطُوا الْمَجَالِسَ حَقَّهَا قِيلَ وَ مَا حَقُّهَا قَالَ غُضُّوا اَبْصَارَكُمْ وَ رُدُّوا السَّلَامَ وَ اَرْشِدُوا الْاَعْمٰى وَ اْمُرُوا بِالْمَعْرُوفِ وَ انْهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ.

مجالس کا حق ادا کرو یعنی عمومی دعوتوں میں شرکت کریں۔

عرض کیا گیا: مجالس کا حق کیا ہے؟

آپ نے فرمایا: اپنی آنکھوں سے نامحرم کو نہ دیکھو۔ سلام کا جواب دو۔ نابینا کی رہنمائی کرو اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرو۔[2]

امر و نہی کے آثار قرآن کی روشنی میں:

مومنین اور صالحین میں شمار ہونا:

يُؤْمِنُوْنَ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُسَارِعُوْنَ فِي الْخَيْرٰتِ ؕ وَاُولٰٓئِكَ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۱۱۴﴾

خدا اور روزِ آخرت پر ایمان رکھتے ہیں اور اچھے کام کا (تو) حکم کرتے ہیں اور بُرے کاموں سے روکتے ہیں اور نیک کاموں میں دوڑ پڑتے ہیں اور یہی لوگ تو نیک بندوں سے ہیں۔[3]

اِنَّ اللهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ ؕ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ فَيَقْتُلُوْنَ وَيُقْتَلُوْنَ ۖ وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا فِي التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ وَالْقُرْاٰنِ ؕ وَمَنْ اَوْفٰى بِعَهْدِهٖ مِنَ اللهِ فَاسْتَبْشِرُوْا بِبَيْعِكُمُ الَّذِيْ بَايَعْتُمْ بِهٖ ؕ وَذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿۱۱۱﴾ اَلتَّآئِبُوْنَ الْعٰبِدُوْنَ الْحٰمِدُوْنَ

---

[1] عوالی اللئالی العزیزیۃ فی الاحادیث الدینیۃ/ ج ۳/ ۱۹۱/ باب الجہاد..... ص: ۱۸۲

[2] مکارم الاخلاق/ ۲۶/ فی جلوسہ ص وامر اصحابہ فی آداب المجلوس..... ص: ۲۵

[3] سورۂ آل عمران: ۱۱۴

السَّآئِحُوْنَ الرّٰكِعُوْنَ السّٰجِدُوْنَ الْاٰمِرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّاهُوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَالْحٰفِظُوْنَ لِحُدُوْدِ اللّٰهِ ؕ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۱۲﴾

اس میں تو شک ہی نہیں کہ خدا نے مومنین سے ان کی جانیں اور ان کے مال اس بات پر خرید کر لیے ہیں کہ (ان کی قیمت) ان کے لیے بہشت ہے (اسی وجہ سے) یہ لوگ خدا کی راہ میں لڑتے ہیں تو (کفار کو) مارتے ہیں تو (خود بھی) مارے جاتے ہیں (یہ) پکا وعدہ ہے (جس کا پورا کرنا) خدا پر لازم ہے (اور ایسا پکا ہے کہ) توریت اور انجیل اور قران (سب) میں (لکھا ہوا) ہے اور اپنے عہد کا پورا خدا سے بڑھ کر اور کون ہے۔ تم تو اپنی (خرید) فروخت سے جو تم نے خدا سے کی ہے خوشیاں مناؤ یہی تو بڑی کامیابی ہے۔ (یہ لوگ) توبہ کرنے والے عبادت گزار (خدا کی) حمد وثنا کرنے والے (اس کی راہ میں) سفر کرنے والے رکوع کرنے والے سجدہ کرنے والے نیک کام کا حکم کرنے والے اور بُرے کام سے روکنے والے اور خدا کی مقرر کی ہوئی) حدوں کی نگاہ رکھنے والے ہیں اور (اے رسولؐ ان) مومنین کو (بہشت کی) خوشخبری دے دو۔ [1]

خدا کی مدد:

الَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ بِغَيْرِ حَقٍّ اِلَّآ اَنْ يَّقُوْلُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ؕ وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَّهُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَبِيَعٌ وَّصَلَوٰتٌ وَّمَسٰجِدُ يُذْكَرُ فِيْهَا اسْمُ اللّٰهِ كَثِيْرًا ؕ وَلَيَنْصُرَنَّ اللّٰهُ مَنْ يَّنْصُرُهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِيٌّ عَزِيْزٌ ﴿۴۰﴾ اَلَّذِيْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِي الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ ؕ وَلِلّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ ﴿۴۱﴾

یہ وہ لوگ ہیں کہ اگر ہم انہیں روئے زمین پر قابو دے دیں تو (بھی) یہ لوگ پابندی سے نمازیں ادا کریں گے اور زکوٰۃ دیں گے اور اچھے اچھے کام کا حکم کریں گے اور بُری باتوں سے (لوگوں کو) روکیں گے۔ اور (یوں تو) سب کاموں کا انجام خدا ہی کے اختیار میں ہے۔ [2]

رحمت الٰہی سے بہرہ مند ہونا:

وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ۘ يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَيُطِيْعُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ؕ اُولٰٓئِكَ سَيَرْحَمُهُمُ اللّٰهُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿۷۱﴾

اور ایماندار مرد اور ایماندار عورتیں ان میں سے بعض کے بعض رفیق ہیں۔ لوگوں کو اچھے کام کا حکم دیتے ہیں اور بُرے کام سے روکتے ہیں اور نماز پابندی سے پڑھتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور خدا اور اس کے رسولؐ کی فرمانبرداری کرتے ہیں۔ یہی لوگ ہیں جن پر خدا عنقریب رحم کرے گا۔ بے شک خدا غالب حکمت والا ہے۔ [3]

---

[1] سورۂ توبہ: ۱۱۲

[2] سورۂ حج: ۴۰

[3] سورۂ توبہ: ۱۱۱۔ ۱۱۲

فلاح:

وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ﴿۱۰۴﴾

اورتم میں سے ایک گروہ (ایسے لوگوں کا بھی) تو ہونا چاہیے جو (لوگوں کو) نیکی کی طرف بلائیں اور اچھے کام کا حکم دیں اور بُرے کاموں سے روکیں اور ایسے ہی لوگ (آخرت میں) اپنی دلی مرادیں پائیں گے۔[1]

امر ونہی کے آثار حدیث کی روشنی میں:

دنیاوآخرت:

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

مَنْ كُنَّ فِيهِ ثَلَاثُ خِصَالٍ سَلِمَتْ لَهُ الدُّنْيَا وَ الْآخِرَةُ مَنْ اَمَرَ بِالْمَعْرُوفِ وَ ائْتَمَرَ بِهِ وَ نَهَى عَنِ الْمُنْكَرِ وَ انْتَهَى عَنْهُ وَ حَافَظَ عَلَى حُدُودِ اللهِ.

جس آدمی میں تین صفات موجود ہوں اس کی دنیاوآخرت میں فلاح ہے:

۱۔ جو امر بہ معروف کرتا ہو اور خود بھی عمل کرتا ہو۔

۲۔ جو نہی عن المنکر کرتا ہو اور خود بھی عمل کرے۔

۳۔ حدود الٰہی کی پاسداری کرتا ہو۔[2]

اجتماعی امن وامان:

امام باقر علیہ السلام نے فرمایا:

اِنَّ الْاَمْرَ بِالْمَعْرُوفِ وَ النَّهْيَ عَنِ الْمُنْكَرِ سَبِيلُ الْاَنْبِيَاءِ وَ مِنْهَاجُ الصُّلَحَاءِ فَرِيضَةٌ عَظِيمَةٌ بِهَا تُقَامُ الْفَرَائِضُ وَ تَاْمَنُ الْمَذَاهِبُ وَ تَحِلُّ الْمَكَاسِبُ وَ تُرَدُّ الْمَظَالِمُ وَ تُعْمَرُ الْاَرْضُ وَ يُنْتَصَفُ مِنَ الْاَعْدَاءِ وَ يَسْتَقِيمُ الْاَمْرُ.

بے شک امر ونہی کرو، امن ہوگا، لوگ حلال کمائیں گے، حقوق غضب شدہ واپس ملیں گے، زمین آباد ہوگی، فرائض کی ادائیگی ہوتی ہے۔ یہ انبیاء وصالحین کی سیرت ہے۔ دشمنوں سے بھی توصیفلے گی اور اس سے امور کی اصلاح ہوتی ہے۔[3]

عزت مندی:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

---

[1] سورۂ آل عمران: ۱۰۴

[2] بحار الانوار (ط۔بیروت)/ ج ۷۴ / ۴۲۲ / باب ۱۵ مواعظ امیر المؤمنین ع وخطبہ ایضا وحکمہ ص:۳۷۶

[3] الکافی (ط۔الاسلامیۃ)/ ج ۵ / ۵۶ / باب الامر بالمعروف والنہی عن المنکر..... ص:۵۵

اَلْاَمْرُ بِالْمَعْرُوفِ وَ النَّهْیُ عَنِ الْمُنْکَرِ خُلُقَانِ مِنْ خُلُقِ اللهِ تَعَالَی فَمَنْ نَصَرَهُمَا اَعَزَّهُ اللهُ تَعَالَی وَ مَنْ خَذَلَهُمَا خَذَلَهُ اللهُ تَعَالَی.

امر و نہی دونوں کو خدا نے خلق فرمایا: پس جو شخص ان پر عمل کرتا ہے وہ خدا کے ہاں عزیز ہے اور جس نے ان دونوں کو ذلیل کیا خدا اسے ذلیل کرے گا۔ [1]

امور میں شگوفائی:

حضرت امیر علیہ السلام اپنی وصیت میں محمد بن حنفیہ سے فرماتے ہیں:

..... وَ اْمُرْ بِالْمَعْرُوفِ تَکُنْ مِنْ اَهْلِهِ فَاِنَّ اسْتِتْمَامَ الْاُمُورِ عِنْدَ اللهِ تَبَارَكَ وَ تَعَالَی الْاَمْرُ بِالْمَعْرُوفِ وَ النَّهْیُ عَنِ الْمُنْکَرِ.

.....امر بالمعروف کرو تا کہ تم اہل معروف میں سے ہو اور تم صالحین کے ساتھ محشور ہو گے کیونکہ تمام امور خدا کے نزدیک امر و نہی سے مربوط ہیں۔ [2]

جنت میں جانا:

روایت میں ہے کہ:

جَاءَ اَعْرَابِیٌّ اِلَی رَسُولِ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فَقَالَ دُلَّنِی عَلَی عَمَلٍ اَدْخُلُ بِهِ الْجَنَّةَ قَالَ اَطْعِمِ الْجَائِعَ وَ اسْقِ الظَّمْآنَ وَ اْمُرْ بِالْمَعْرُوفِ وَ انْهَ عَنِ الْمُنْکَرِ

ایک دیہاتی رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا مجھے کسی ایسے عمل کی راہنمائی فرمائیں جس سے میں جنت میں جاؤں۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بھوکے کو کھانا کھلا، پیاسے کو پانی پلا، ایک دوسرے پر احسان کرو، ایک دوسرے سے نیک کرو، ہمیشہ خیر خواہی کرو۔ پس اگر لوگ اس طرح نہ ہوں۔ تو ان سے خیر و برکت اٹھالی جاتی ہے۔ [3]

نااہل حاکم اور دادرس کا نہ ہونا:

برکت کا زوال:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

لَا یَزَالُ النَّاسُ بِخَیْرٍ مَا اَمَرُوا بِالْمَعْرُوفِ وَ نَهَوْا عَنِ الْمُنْکَرِ وَ تَعَاوَنُوا عَلَی الْبِرِّ وَ التَّقْوَی فَاِذَا لَمْ یَفْعَلُوا ذٰلِکَ نُزِعَتْ مِنْهُمُ الْبَرَکَاتُ.

اگر لوگوں نے امر بالمعروف و نہی عن المنکر کرنا چھوڑ دیا۔ تو نااہل حاکم کے بعد پھر ستم گر حاکم ہی آئے گا۔ لوگوں کو نہ

---

[1] تہذیب الاحکام (تحقیق خرسان)/ ج ۶/ ۱۷۷/ ۸۰- باب الامر بالمعروف والنہی عن المنکر..... ص: ۱۷۶

[2] من لایحضرہ الفقیہ/ ج ۴/ ۳۸۷/ ومن الفاظ رسول اللہ ص الموجزۃ التی لم یسبق الیہا..... ص: ۳۷۶

[3] مجموعۃ ورام/ ج ۱/ ۱۰۵/ باب ماجاء فی الصمت وحفظ اللسان..... ص: ۱۰۴

زمین پر اور نہ آسمان میں کوئی یار و مددگار ملے گا۔[1]

ظالم حاکم کا مسلط کیا جانا:

حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علیہ السلام نے فرمایا:

فَاِذَا لَمْ یَفْعَلُوا ذٰلِكَ ..... وَ سُلِّطَ بَعْضُهُمْ عَلٰی بَعْضٍ وَ لَمْ یَكُنْ لَهُمْ نَاصِرٌ فِی الْاَرْضِ وَ لَا فِی السَّمَاءِ.

اگر تم نے ایسا نہ کیا (یعنی امر و نہی کی).....تو تم پر ظالم حاکم مسلط کر دیئے جائیں گے اور آسمان و زمین پر ان کا کوئی مددگار نہ ہوگا۔[2]

عدم قبولیت دعا:

امام کاظم علیہ السلام نے فرمایا:

لَتَاْمُرُنَّ بِالْمَعْرُوفِ وَ لَتَنْهُنَّ عَنِ الْمُنْكَرِ اَوْ لَیَسْتَعْمِلَنَّ اللهُ عَلَیْكُمْ شِرَارَكُمْ فَتَدْعُوا خِیَارُكُمْ فَلَا یُسْتَجَابُ لَهُمْ.

اگر تم نے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنا چھوڑ دیا تو خداوند عالم شریر لوگوں کو تم پر مسلط کر دے گا اور اگر اس وقت صالحین بھی دعا کریں گے تو ان کی دعا بھی قبول نہیں ہوگی۔[3]

زندہ افراد میں مردہ:

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

مَنْ تَرَكَ اِنْكَارَ الْمُنْكَرِ بِقَلْبِهٖ وَ یَدِهٖ وَلِسَانِهٖ فَهُوَ مَیِّتٌ بَیْنَ الْاَحْیَاءِ.

جو شخص دل، زبان اور ہاتھ سے امر و نہی ترک کر دیتا ہے وہ شخص زندوں میں مردہ ہے۔[4]

خدا سے دشمنی:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

وَ اِذَا رَاَی الْمُنْكَرَ فَلَمْ یُنْكِرْهُ وَ هُوَ یَقْدِرُ عَلَیْهِ فَقَدْ اَحَبَّ اَنْ یُعْصَی اللهُ عَزَّ وَ جَلَّ وَ مَنْ اَحَبَّ اَنْ یُعْصَی اللهُ فَقَدْ بَارَزَ اللهَ عَزَّ وَ جَلَّ بِالْعَدَاوَةِ.

اگر کوئی شخص برے کام کو ہوتے ہوئے دیکھتا ہے اور قدرت رکھتے ہوئے اسے منع نہیں کرتا اور وہ اس برائی کو پسند کرتا

---

[1] تہذیب الاحکام (تحقیق خرسان)/ ج۶/ ۱۸۱/ ۸۰-باب الامر بالمعروف والنہی عن المنکر..... ص:۱۷۶

[2] تہذیب الاحکام (تحقیق خرسان)/ ج۶/ ۱۸۱/ ۸۰-باب الامر بالمعروف والنہی عن المنکر..... ص:۱۷۶

[3] عوالی اللئالی العزیزیۃ فی الاحادیث الدینیۃ/ ج۳/ ۱۹۰/ باب الجہاد..... ص:۱۸۲

[4] تہذیب الاحکام (تحقیق خرسان)/ ج۶/ ۱۸۱/ ۸۰-باب الامر بالمعروف والنہی عن المنکر..... ص:۱۷۶

ہے تو ایسا شخص خدا کا دشمن ہے۔[۱]

گناہ شمار ہونا:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

وَاِذَا قَلَّ الْاَمْرُ بِالْمَعْرُوفِ اسْتُبِيحَ الْحَرِيمُ.

جب بھی امر بالمعروف کم ہو جائے تو عزت و ناموس پر تجاوز ہوگا۔[۲]

۲۳۔ بدعت

کلمہ بدعت معنی نئی چیز، یہ عمل کبھی حق، صدق و خیر اور حسن ہوتا ہے لیکن کبھی باطل، کذب، شر اور قبیح ہوتا ہے۔[۳]

یہاں پر اس کا یہ مطلب ہے دین تام و کامل ہے ہر عیب اور نقص سے پاک ہے۔ اگر دین میں کسی چیز کا اضافہ کیا جائے یا کمی کی جائے تو یہ مذموم ہے اسے مذمت شدہ بدعت کا نام دیا گیا ہے۔

آیات و روایات میں بدعت کی مذمت ہوئی ہے[۴] اور اس کے بُرے آثار برآمد ہوتے ہیں۔

بدعت گزار افراد سے سلوک:

علماء کا ایک اہم فریضہ یہ بھی ہے کہ بدعت گزار کے ساتھ مبارزہ کریں۔ خداوند عالم اپنے پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتا ہے کہ اس طرح بدعت گزار افراد سے جنگ کرو، اور کہو:

قُلْ لَّآ اَجِدُ فِيْ مَآ اُوْحِيَ اِلَيَّ مُحَرَّمًا عَلٰي طَاعِمٍ يَّطْعَمُهٗٓ اِلَّآ اَنْ يَّكُوْنَ مَيْتَةً اَوْ دَمًا مَّسْفُوْحًا اَوْ لَحْمَ خِنْزِيْرٍ فَاِنَّهٗ رِجْسٌ اَوْ فِسْقًا اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ ۚ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَاِنَّ رَبَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۴۵﴾

(اے رسولؐ) تم کہو کہ میں تو جو (قران) میرے پاس وحی کے طور پر آیا ہے اس میں کوئی چیز کسی کھانے والے پر جو اس کو کھائے حرام نہیں پاتا مگر جب کہ وہ مردہ یا بہتا ہوا خون یا سور کا گوشت ہو تو بے شک یہ چیزیں ناپاک (اور حرام) ہیں یا

---

[۱] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۵/ ۱۰۸/ باب عمل السلطان وجوائزہم..... ص:۱۰۵

[۲] ارشاد القلوب الی الصواب (للدیلمی)/ ج۱/ ۳۹/ الباب السادس فی التحذیر بالعقوبۃ فی الدنیا..... ص:۳۸

[۳] وضاحت کے لئے دیکھئے رک۔ تسنیم، ج۱۰

[۴] فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ يَكْتُبُوْنَ الْكِتٰبَ بِاَيْدِيْهِمْ ۗ ثُمَّ يَقُوْلُوْنَ هٰذَا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ لِيَشْتَرُوْا بِهٖ ثَمَنًا قَلِيْلًا ۭ فَوَيْلٌ لَّهُمْ مِّمَّا كَتَبَتْ اَيْدِيْهِمْ وَوَيْلٌ لَّهُمْ مِّمَّا يَكْسِبُوْنَ ﴿۷۹﴾ پس وائے ہو ان لوگوں پر جو اپنے ہاتھ سے کتاب لکھتے ہیں پھر (لوگوں سے) کہتے (پھرتے) ہیں کہ یہ خدا کے یہاں سے (آئی) ہے تاکہ اس کے ذریعے سے تھوڑی سی قیمت (دنیوی فائدہ) حاصل کریں۔ پس افسوس ہے ان پر کہ انکے ہاتھوں نے لکھا اور پھر افسوس ہے ان پر کہ وہ ایسی کمائی کرتے ہیں۔ (سورۂ بقرہ:۷۹)

(وہ جانور) نافرمانی (کا باعث) ہو کہ (وقتِ ذبح) خدا کے سوا کسی اور کا نام لیا گیا ہو۔ پھر جو شخص (ہر طرح) بے بس ہو جائے اور نافرمان و سرکش نہ ہو (اور اس حالت میں کھائے) تو البتہ تمہارا پروردگار بڑا بخشنے والا مہربان ہے۔[1]

روایات میں بدعت گزار افراد سے مبارزہ کرنے کی بڑی تاکید کی گئی ہے۔ ان سے دوری، نفرت و برائت اختیار کی جائے اور ان کے ساتھ سختی سے پیش آیا جائے۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

إِذَا رَأَيْتُمْ أَهْلَ الرَّيْبِ وَ الْبِدَعِ مِنْ بَعْدِي فَأَظْهِرُوا الْبَرَاءَةَ مِنْهُمْ وَ أَكْثِرُوا مِنْ سَبِّهِمْ وَ الْقَوْلَ فِيهِمْ وَ الْوَقِيعَةَ وَ بَاهِتُوهُمْ كَيْلَا يَطْمَعُوا فِي الْفَسَادِ فِي الْإِسْلَامِ وَ يَحْذَرَهُمُ النَّاسُ وَ لَا يَتَعَلَّمُوا مِنْ بِدَعِهِمْ يَكْتُبِ اللهُ لَكُمْ بِذَلِكَ الْحَسَنَاتِ وَ يَرْفَعْ لَكُمْ بِهِ الدَّرَجَاتِ فِي الْآخِرَةِ.

میرے بعد آنے والی بدعات اور بدعت گزار افراد سے بیزار رہو، ان پر زیادہ لعنت کرو، ان کو انحرافی اعمال سے ڈراؤ تاکہ دین میں فساد نہ پھیلے۔ لوگوں کی اس سے جدائی ہونی چاہیے۔ بدعات کو یاد نہ کرو، خدا تمہارے لئے نیکیاں لکھتا ہے اور وہ آخرت میں درجات بلند کرتا ہے۔[2]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

ثَلَاثٌ يَجِبُ عَلَى كُلِّ إِنْسَانٍ تَجَنُّبُهَا مُقَارَنَةُ الْأَشْرَارِ وَ مُحَادَثَةُ النِّسَاءِ وَ مُجَالَسَةُ أَهْلِ الْبِدَعِ.

تین چیزیں ایسی ہیں کہ ہر ایک کو ان سے دوری اختیار کرنی چاہیے:

۱۔ شریر لوگوں کے ساتھ رہنے سے۔

۲۔ عورتوں سے (زیادہ) گفتگو کرنے سے۔

۳۔ اہل بدعت کی محفل میں جانے سے۔[3]

اسی طرح فرمایا:

لَا تَصْحَبُوا أَهْلَ الْبِدَعِ وَ لَا تُجَالِسُوهُمْ فَتَصِيرُوا عِنْدَ النَّاسِ كَوَاحِدٍ مِنْهُمْ قَالَ رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الْمَرْءُ عَلَى دِينِ خَلِيلِهِ وَ قَرِينِهِ.

اہل بدعت کے ساتھ بیٹھنا اور محفل جمانا چھوڑ دو ورنہ تم بھی لوگوں کی نظروں میں اہل بدعت شمار ہو گے۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

انسان اپنے دوست اور ہم محفل کے دین پر ہوتا ہے۔[4]

---

[1] سورۂ انعام: ۱۴۵

[2] الکافی (ط۔الاسلامیۃ)/ ج ۲/ ۳۷۵/ باب مجالسۃ اہل المعاصی..... ص: ۳۷۴

[3] تحف العقول/ النص/ ۳۱۹/ ومن کلامہ ع سماہ بعض الشیعۃ نثر الدرر..... ص: ۳۱۵

[4] الکافی (ط۔الاسلامیۃ)/ ج ۲/ ۳۷۵/ باب مجالسۃ اہل المعاصی..... ص: ۳۷۴

علماء کا بدعت سے مقابلہ کرنا:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

إِذَا ظَهَرَتِ الْبِدَعُ فِي أُمَّتِي فَلْيُظْهِرِ الْعَالِمُ عِلْمَهُ فَمَنْ لَمْ يَفْعَلْ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللهِ.

جب بھی میری امت میں بدعت ظاہر ہو تو عالم پر واجب ہے کہ وہ اپنے علم کو ظاہر کرے اور اگر وہ ایسا نہیں کرتا تو اس پر خدا کی لعنت ہو۔[1]

اسی طرح آپؐ نے فرمایا:

فَضْلُ الْعَالِمِ عَلَى الْعَابِدِ سَبْعُونَ دَرَجَةً بَيْنَ كُلِّ دَرَجَتَيْنِ حُضْرُ الْفَرَسِ سَبْعِينَ عَاماً وَ ذَلِكَ لِأَنَّ الشَّيْطَانَ يَضَعُ الْبِدْعَةَ لِلنَّاسِ فَيُبْصِرُهَا الْعَالِمُ فَيُزِيلُهَا وَ الْعَابِدُ يُقْبِلُ عَلَى عِبَادَتِهِ.

عالم کو عابد پر ستر درجے کی فضیلت حاصل ہے اور دو درجہ کے درمیان فاصلہ اتنا ہے کہ ستر سال گھوڑا دوڑتا رہے۔ اور یہ اس بنا پر کیونکہ جب شیطان لوگوں کے درمیان کسی بدعت کو داخل کرتا ہے تو عالم اپنی بصارت سے اسے دیکھ کر اسے دور کر دیتا ہے جبکہ عابد اسے عبادت سمجھ کر قبول کر لیتا ہے۔[2]

بدعت کا مقابلہ کرنے کا ثواب:

جنت میں درجات کی بلندی:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

..... وَ بَاهِتُوهُمْ كَيْلَا يَطْمَعُوا فِي الْفَسَادِ فِي الْإِسْلَامِ وَ يَحْذَرَهُمُ النَّاسُ وَ لَا يَتَعَلَّمُوا مِنْ بِدَعِهِمْ يَكْتُبِ اللهُ لَكُمْ بِذَلِكَ الْحَسَنَاتِ وَ يَرْفَعْ لَكُمْ بِهِ الدَّرَجَاتِ فِي الْآخِرَةِ.

جب تم کسی بدعت کو دیکھو تو اس سے بیزاری کا اظہار کرو اور بدعت گزار افراد کو ڈراؤ تا کہ لوگ ان کے جال میں نہ پھنس جائیں۔ بدعات کو نہ سیکھو، خدا اس کے مقابلے میں تمہارے لئے نیکیاں لکھتا ہے اور آخرت میں تمہارے درجات بلند ہوتے ہیں۔[3]

امن وایمان:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ أَرْعَبَ صَاحِبَ بِدْعَةٍ مَلَأَ اللهُ قَلْبَهُ أَمْنًا وَ إِيمَانًا.

---

[1] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۱/ ۵۴/ باب البدع والرای والمقاییس..... ص: ۵۴

[2] منیۃ المرید/ ۱۰۰/ ۲ فصل فیما روی عن النبی ص فی فضل العلم..... ص: ۹۹

[3] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۲/ ۳۷۵/ باب مجالسۃ اہل المعاصی..... ص: ۳۷۴

جوشخص بدعات گزار کو ڈراتا ہے اس کا دل وایمان وامن سے لبریز رہتا ہے۔[1]

یقین ورضا:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

مَنْ اَعْرَضَ عَنْ صَاحِبِ بِدْعَةٍ بُغْضاً لَهُ مَلَاَ اللهُ قَلْبَهُ يَقِيناً وَرِضًا.

جوشخص بدعت سے نفرت اور بدعت گزار سے دوری اختیار کرتا ہے۔ خدا اس کے دل کو یقین ورضا سے سرشار فرماتا ہے۔[2]

بدعت آثار:

گمراہی وخسارت:

قَدْ خَسِرَ الَّذِيْنَ قَتَلُوْٓا اَوْلَادَهُمْ سَفَهًۢا بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّحَرَّمُوْا مَا رَزَقَهُمُ اللّٰهُ افْتِرَآءً عَلَى اللّٰهِ ؕ قَدْ ضَلُّوْا وَمَا كَانُوْا مُهْتَدِيْنَ ﴿۱۴۰﴾

بے شک جن لوگوں نے اپنی اولاد کو بے سمجھے بوجھے بے وقوفی سے مار ڈالا اور جو روزی خدا نے انہیں دی تھی اسے خدا پر افترا بہتان باندھ کے اپنے اوپر حرام کر ڈالا وہ سخت گھاٹے میں ہیں یہ یقیناراہ حق سے بھٹک گئے اور ہدایت پانے والے تھے بھی نہیں۔[3]

ظلم وستم:

فَمَنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۹۴﴾

پھر اس کے بعد بھی جو کوئی خدا پر جھوٹ موٹ طوفان جوڑے تو (سمجھ لو کہ) یہی لوگ ظالم (ہٹ دھرم) ہیں۔[4]

فلاح سے محروم ہونا:

وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَا تَصِفُ اَلْسِنَتُكُمُ الْكَذِبَ هٰذَا حَلٰلٌ وَّهٰذَا حَرَامٌ لِّتَفْتَرُوْا عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ لَا يُفْلِحُوْنَ ﴿۱۱۶﴾

اور جھوٹ موٹ جو کچھ تمہاری زبان پر آئے (بے سمجھے بوجھے) نہ کہہ بیٹھا کرو کہ یہ حلال ہے اور یہ حرام ہے تاکہ اس کی بدولت خدا پر جھوٹ بہتان باندھنے لگو۔ اس میں شک نہیں کہ جو لوگ خدا پر جھوٹ بہتان باندھتے ہیں وہ کبھی کامیاب نہ

---

[1] کنز العمال، ج ۳، ص ۸۲

[2] مجموعۃ ورام/ ج ۲ / ۱۱۶ / الجزء الثانی

[3] سورۂ انعام: ۱۴۰

[4] سورۂ آل عمران: ۹۴

ہوں گے۔[1]

محبت خدا سے محروم:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحَرِّمُوْا طَيِّبٰتِ مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوْا ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ۝۸۷

اے ایمانداروں جو پاک چیزیں خدا نے تمہارے واسطے حلال کر دی ہیں ان کو اپنے اوپر حرام نہ کرو اور حد سے نہ بڑھو کیونکہ خدا حد سے بڑھنے والوں کو ہرگز دوست نہیں رکھتا۔[2]

ہدایت سے محروم:

وَمِنَ الْاِبِلِ اثْنَيْنِ وَمِنَ الْبَقَرِ اثْنَيْنِ ۭ قُلْ ءٰۗالذَّكَرَيْنِ حَرَّمَ اَمِ الْاُنْثَيَيْنِ اَمَّا اشْتَمَلَتْ عَلَيْهِ اَرْحَامُ الْاُنْثَيَيْنِ ۭ اَمْ كُنْتُمْ شُهَدَاۗءَ اِذْ وَصّٰىكُمُ اللّٰهُ بِهٰذَا ۚ فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَي اللّٰهِ كَذِبًا لِّيُضِلَّ النَّاسَ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ۝۱۴۴

اور اونٹ کے (نر و مادہ) دو اور گائے کے (نر و مادہ) دو۔ (اے رسولؐ) تم ان سے پوچھو کہ خدا نے ان دونوں (اونٹ گائے) کے نروں کو حرام کیا ہے یا دونوں مادینوں کو یا اس بچّہ کو جو دونوں مادینوں کے پیٹ اپنے اندر لیے ہوئے ہیں کیا جس وقت خدا نے تم کو اس کا حکم دیا تھا تم اس وقت موجود تھے؟ پھر جو خدا پر جھوٹ بہتان باندھے اس سے زیادہ ظالم کون ہوگا تاکہ لوگوں کو بے سمجھے بوجھے گمراہ کرے خدا ہرگز ظالم قوم کو منزل مقصود تک نہیں پہنچاتا۔[3]

ترک سنت:

حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا:

وَمَا اُحْدِثَتْ بِدْعَةٌ اِلَّا تُرِكَ بِهَا سُنَّةٌ.

کوئی بدعت پیدا نہیں ہوتی سوائے اس کے کہ جب سنت (دین) ترک ہو۔[4]

نابودی اسلام:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ مَشَى اِلَى صَاحِبِ بِدْعَةٍ فَوَقَّرَهُ فَقَدْ سَعَى فِي هَدْمِ الْاِسْلَامِ.

جو شخص بھی کسی بدعت گزار کے پاس گیا اور اس کا احترام کیا پس بے شک اس نے نابودی اسلام کی کوشش کی۔[5]

---

[1] سورۂ نحل: ۱۱۶

[2] سورۂ مائدہ: ۸۷

[3] سورۂ انعام: ۱۴۴

[4] نہج البلاغۃ (للصبحی صالح)/ ۲۰۲/ ذم البدعۃ..... ص: ۲۰۲

[5] من لایحضرہ الفقیہ/ ج ۳/ ۵۷۲/ باب معرفۃ الکبائر التی اوعد اللہ عزوجل علیہا النار..... ص: ۵۶۱

لعنت الٰہی کا مستحق:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اِذَا ظَهَرَتِ الْبِدَعُ فِي اُمَّتِي فَلْيُظْهِرِ الْعَالِمُ عِلْمَهُ فَمَنْ لَمْ يَفْعَلْ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللهِ.

جب امت میں بدعت ظاہر ہو۔ پس عالم پر لازم ہے کہ اپنا علم ظاہر کرے اگر وہ ایسا نہیں کرتا۔ تو اس پر لعنت خدا ہوتی ہے۔[1]

گمراہی میں گرفتاری اور دوزخ کی آگ:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

كُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ وَ كُلُّ ضَلَالَةٍ فِي النَّارِ.

ہر بدعت گمراہی ہے اور گمراہی کا راستہ دوزخ کی طرف جاتا ہے[2]

دردناک عذاب:

وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَا تَصِفُ اَلْسِنَتُكُمُ الْكَذِبَ هٰذَا حَلٰلٌ وَّهٰذَا حَرَامٌ لِّتَفْتَرُوْا عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ لَا يُفْلِحُوْنَ ﴿۱۱۶﴾ مَتَاعٌ قَلِيْلٌ ۖ وَّلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۱۱۷﴾

اور جھوٹ موٹ جو کچھ تمہاری زبان پر آئے (بے سمجھے بوجھے) نہ کہہ بیٹھا کرو کہ یہ حلال ہے اور یہ حرام ہے تاکہ اس کی بدولت خدا پر جھوٹ بہتان باندھنے لگو۔ اس میں شک نہیں کہ جو لوگ خدا پر جھوٹ بہتان باندھتے ہیں وہ کبھی کامیاب نہ ہوں گے۔ (دنیا میں) فائدہ تو ذرا سا ہے اور (آخرت میں) اُن کی لیے دردناک عذاب ہے۔[3]

۲۴۔ تعاون

دوسروں کے امور میں تعاون کی بڑی تاکید ہوئی ہے۔ خداوند عالم فرماتا ہے:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحِلُّوْا شَعَآئِرَ اللّٰهِ وَلَا الشَّهْرَ الْحَرَامَ وَلَا الْهَدْيَ وَلَا الْقَلَآئِدَ وَلَآ آٰمِّيْنَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرِضْوَانًا ؕ وَاِذَا حَلَلْتُمْ فَاصْطَادُوْا ؕ وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ اَنْ صَدُّوْكُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اَنْ تَعْتَدُوْا ۘ وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى ۖ وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ ۖ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ﴿۲﴾

اے ایماندارو (دیکھو) نہ خدا کی نشانیوں کی بے توقیری کرو اور نہ حرمت والے مہینے کی اور نہ قربانی کی اور نہ پٹے

---

[1] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۱/ ۵۴/ باب البدع والرای والمقاییس..... ص: ۵۴

[2] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۱/ ۵۷/ باب البدع والرای والمقاییس..... ص: ۵۴

[3] سورۂ نحل: ۱۱۶۔۱۱۷

والے جانوروں کی (جو نذر خدا کے لیے نشان دے کر منیٰ میں لے جاتے ہیں) اور نہ خانہ کعبہ (کے طواف و زیارت) کا قصد کرنے والوں کی جو اپنے پروردگار کی خوشنودی اور فضل (و کرم) کے جویا ہیں اور جب تم (احرام سے) محل ہو جاؤ تو شکار کر سکتے ہو۔ اور کسی قبیلہ کی یہ عداوت کہ تمہیں ان لوگوں نے خانہ کعبہ (میں جانے) سے روکا تھا اس جرم میں نہ پھنسوا دے کہ تم ان پر زیادتی کرنے لگو اور (تمہارا تو فرض یہ ہے کہ) نیکی اور پرہیزگاری میں ایک دوسرے کی مدد کیا کرو اور گناہ اور زیادتی میں باہم کسی کی مدد نہ کرو۔ اور خدا سے ڈرتے رہو (کیونکہ) خدا تو یقیناً بڑا سخت عذاب والا ہے۔ [1]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

لَا یَزَالُ النَّاسُ بِخَیْرٍ مَا اَمَرُوا بِالْمَعْرُوفِ وَ نَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ وَ تَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَ التَّقْوٰى.

جب تک لوگ امر و نہی کرتے ہیں اور نیکی کے کاموں میں ایک دوسرے کی نصرت کرتے ہیں وہ ہمیشہ نیکی پر ہیں۔ [2]

حضرت امیر علیہ السلام اپنی زندگی کے آخری لمحات میں اکثر یہ فرماتے تھے کہ:

اَنَّهُ كَانَ یَقُولُ عِنْدَ الْوَفَاةِ تَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَ التَّقْوٰى وَ لَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْاِثْمِ وَ الْعُدْوَانِ.

نیکی اور پرہیزگاری کے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد کرو لیکن گناہ اور دشمنی میں ایک دوسرے کا ساتھ نہ دو۔ [3]

۲۵۔ عمومی و علمی انجمن

اسلام میں علمی، تحقیقی اور فرہنگی انجمن کے قائم کرنے کی تاکید کی ہے۔

خدا مشورہ کے بارے میں فرماتا ہے:

وَالَّذِیْنَ اسْتَجَابُوْا لِرَبِّهِمْ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ ۪ وَاَمْرُهُمْ شُوْرٰى بَیْنَهُمْ ۪ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ یُنْفِقُوْنَ ﴿۳۸﴾

اور جو اپنے پروردگار کا حکم مانتے ہیں اور نماز پڑھتے ہیں اور ان کے کل کام آپس کے مشورہ سے ہوتے ہیں اور جو کچھ ہم نے انہیں عطا کیا ہے اس میں سے (راہِ خدا میں) خرچ کرتے ہیں۔ [4]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بعثت سے پہلے حلف الفضول نامی عہد و پیمان دیا تھا جو مقدس ترین پیمان تھا۔ آپؐ نے اس میں شرکت کی اور مظلوموں کا دفاع فرمایا اس کے بارے میں فرمایا: میں نے عبداللہ بن جدعان کے گھر ایک پیمان میں شرکت کی، مجھے سرخ اونٹ

---

[1] سورۂ مائدہ: ۲

[2] تہذیب الاحکام (تحقیق خرسان)/ ج ۶/ ۱۸۱/ ۸۰- باب الامر بالمعروف والنہی عن المنکر..... ص: ۱۷۶

[3] مستدرک الوسائل و مستنبط المسائل/ ج ۲/ ۱۲۱/ ۲۶- باب استحباب تلقین المحتضر الشہادتین..... ص: ۱۲۱

[4] سورۂ شوریٰ: ۳۸

رکھنا پسند نہ تھا لیکن اگر آج وہ مجھے پیان کی دعوت ہوتی تو میں اسے قبول کرتا۔[1]

مذہبی تحریکیں:

امام باقر علیہ السلام نے اپنے اصحاب سے فرمایا:

اجْتَمِعُوا وَ تَذَاكَرُوا تَحُفُّ بِكُمُ الْمَلَائِكَةُ رَحِمَ اللهُ مَنْ اَحْيَا اَمْرَنَا.

ایک دوسرے سے میل جول رکھو اور ایک دوسرے سے گفتگو کرو کہ ایسی حالت میں فرشتے تمہارا احاطہ کئے ہوتے ہیں۔ خدا اس پر رحمت کرے جو ہماری ولایت کو زندہ رکھتا ہے۔[2]

امام صادق علیہ السلام نے اپنے اصحاب سے فرمایا:

وَ كُونُوا اِخْوَانًا بَرَرَةً مُتَحَابِّينَ فِي اللهِ مُتَوَاصِلِينَ مُتَرَاحِمِينَ تَزَاوَرُوا وَ تَلَاقَوْا وَ تَذَاكَرُوا اَمْرَنَا وَ اَحْيُوهُ.

تقویٰ اختیار کرو اپنے دینی بھائی سے نیکی کرو اور انہیں خدا کے لئے دوست رکھو۔ ایک دوسرے کی ہمدردی کرو، مہربان رہو، ایک دوسرے کا دیدار کرو، آپس میں بحث کرو اسے زندہ رکھو۔[3]

اس طرح امام صادق علیہ السلام نے فضیل سے فرمایا:

قَالَ لِفُضَيْلٍ تَجْلِسُونَ وَ تُحَدِّثُونَ قَالَ نَعَمْ جُعِلْتُ فِدَاكَ قَالَ اِنَّ تِلْكَ الْمَجَالِسَ اُحِبُّهَا فَاَحْيُوا اَمْرَنَا يَا فُضَيْلُ فَرَحِمَ اللهُ مَنْ اَحْيَا اَمْرَنَا يَا فُضَيْلُ مَنْ ذَكَرَنَا اَوْ ذُكِرْنَا عِنْدَهُ فَخَرَجَ مِنْ عَيْنِهِ مِثْلُ جَنَاحِ الذُّبَابِ غَفَرَ اللهُ لَهُ ذُنُوبَهُ وَلَوْ كَانَتْ اَكْثَرَ مِنْ زَبَدِ الْبَحْرِ.

کیا تم ایک دوسرے کے ساتھ مل جل کر بیٹھتے ہو؟ اور علمی گفتگو کرتے ہو؟

فضیل نے کہا: جی ہاں! قربان جاؤں۔

آپ نے فرمایا: بے شک میں ایسی مجالس کو دوست رکھتا ہوں اور ہمارے معارف اسلامی کو زندہ رکھو۔ خدا رحمت کرے اس شخص پر جو ہماری احادیث کو زندہ رکھتا ہے۔

اے فضیل! جو ہمارا ذکر کرے یا اس کے پاس ہمارا ذکر ہو اور اس کی آنکھوں سے مکھی کے بال کے برابر آنسو جاری ہو جائے۔ خدا اس کے سب گناہ معاف فرماتا ہے۔ اگرچہ وہ دریا کی جھاگ کے برابر ہی کیوں نہ ہوں۔[4]

---

[1] لَقَدْ شَهِدْتُ فِي دَارِ عَبْدِ اللهِ بْنِ جُدْعَانَ حِلْفًا مَا اُحِبُّ اَنَّ لِيَ بِهِ حُمْرَ النَّعَمِ. وَلَوْ اُدْعَى بِهِ فِي الْاِسْلَامِ لَاَجَبْتُ (السنن الکبری للبیہقی، ج ۶، ص ۴۶۷)

[2] مصادقۃ الاخوان/ ۳۸/ وباب مواساۃ الاخوان بعضھم لبعض

[3] مصادقۃ الاخوان/ ۳۴/ ہ باب اجتماع الاخوان فی محادثتھم

[4] السرائر الحاوی لتحریر الفتاوی (والمستطرفات)/ ج ۳/ ۶۲۶/ ومما استطرفناہ من کتاب قرب الاسناد تصنیف محمد بن عبداللہ بن جعفر الحمیری... ص: ۶۲۴

۲۶۔ حاکم اور کاریگر

کاریگر کی عظمت:

ایک روایت میں ملتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے حواریوں سے فرمایا:

اَفْضَلُ مِنْكُمْ مَنْ يَعْمَلُ بِيَدِهِ وَيَأْكُلُ مِنْ كَسْبِهِ.

تم میں سے بہتر حواری وہ ہے جو خود اپنے ہاتھوں سے کام کرتا ہو اور ہاتھ کی کمائی کھاتا ہو۔[۱]

روایت میں ہے کہ

اَنَّ رَسُولَ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لَمَّا اَقْبَلَ مِنْ غَزْوَةِ تَبُوكَ اسْتَقْبَلَهُ سَعْدٌ اَلْاَنْصَارِيُّ، فَصَافَحَهُ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، ثُمَّ قَالَ لَهُ: مَا هَذَا الَّذِيْ اَكْثُبَ يَدَيْكَ، قَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! اَضْرِبُ بِالْمَرِّ وَ الْمِسْحَاةِ فَاُنْفِقُهُ عَلَى عِيَالِي، فَقَبَّلَ يَدَهُ رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، وَقَالَ: هَذِهِ يَدٌ لَا تَمَسُّهَا النَّارِ.

جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جنگ تبوک سے واپس آئے تو سعد انصاری نے آپؐ کے استقبال کے لئے جلدی کی۔ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے ساتھ مصافحہ کیا تو سعد کے ہاتھ کھردرے تھے۔ آپؐ نے پوچھا: اے سعد! تمہارے ہاتھ کیوں کھردرے ہیں؟

سعد نے کہا: اے اللہ کے رسولؐ! بیلچہ اور رسی کا کام کرتا ہوں جس سے زندگی کے اخراجات پورے کرتا ہوں۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے ہاتھ کا بوسہ لیا اور فرمایا: یہ وہ شخص ہے جس کے ہاتھ دوزخ کی آگ سے محفوظ رہیں گے۔[۲]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اَطْيَبُ الْكَسْبِ عَمَلُ الرَّجُلِ بِيَدِهِ.

پاکیزہ ترین درآمد ہاتھ کی کمائی ہے۔[۳]

نکتہ:

کاریگر اور مزدور میں فرق ہوتا ہے، انسان کو کوشش کرنی چاہیے کہ وہ کسی اجرت پر کام کرنے والے کی اجرت خود سے معین نہ کرے بلکہ اس سے معلوم کرے اور اس کے ساتھ طے کر کے کام کرے، اسلام نے اس کی تاکید کی ہے اس طرح ایسا ہے جیسے اپنے

---

[۱] مستدرک الوسائل ومستنبط المسائل/ ج ۱۳ / ۲۳ / ۸۔ باب استحباب العمل بالید..... ص: ۲۲

[۲] اسد الغابہ، ج ۲، ص ۱۸۵

[۳] نہج الفصاحۃ (مجموعہ کلمات قصار حضرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ) / ۲۱۹ / نہج الفصاحۃ مجموعہ کلمات قصار حضرت رسول اکرمؐ، ص، باترجمہ فارسی

ہاتھوں سے آزادی کی صورت میں کام کرنا۔ جیسے زراعت، تجارت، صنعت، باغ بانی اور گلہ بانی وغیرہ

نمائندوں کا انتخاب:

حضرت امیر علیہ السلام نے مالک اشتر کو نمائندے انتخاب کرنے کے بارے میں فرمایا:

ثُمَّ انْظُرْ فِي اُمُورِ عُمَّالِكَ فَاسْتَعْمِلْهُمُ اخْتِيَاراً وَ لَا تُوَلِّهِمْ مُحَابَاةً وَ اَثَرَةً فَاِنَّهُمَا جِمَاعٌ مِنْ شُعَبِ الْجَوْرِ وَ الْخِيَانَةِ.

نمائندے اور ملازمین کے انتخاب میں دقت سے کام لینا۔ ان کا امتحان لینا، بے ضابطہ بھرتی نہ کرنا کیونکہ یہ دونوں طریقے خیانت وظلم کا مجموعہ ہے۔[1]

کام کرنے والے کے وظائف:

کام کرنے والا اور اس کی رضایت حاصل کرنے کے دو طریقے ہیں:

مزدوری کا تعین:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اِذَا اسْتَاْجَرَ اَحَدُكُمْ اَجِيراً فَلْيُعْلِمْهُ اَجْرَهُ.

جب بھی کسی کاریگر سے کام کراؤ تو اس سے مزدوری تعین کرلو۔[2]

مزدوری موقع پر دینا:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اَعْطُوا الْاَجِيرَ اَجْرَهُ قَبْلَ اَنْ يَجِفَّ عَرَقُهُ.

مزدور کی مزدوری اس کے پسینہ خشک ہونے سے پہلے ادا کی جائے۔[3]

کاریگر پر ظلم کے آثار:

کاریگر کے تمام یا بعض حقوق کو موقع پر ادا نہ کرنا، اس کے ساتھ ظلم شمار ہوتا ہے۔ روایت میں سخت تعبیرات استعمال ہوئی ہیں؛ جیسے:

---

[1] نہج البلاغۃ (للصبحی صالح)/ ۴۳۵ / ۵۳ ومن کتاب لہ ع کتبہ للاشتر النخعی [رحمہ اللہ] لما ولاہ علی مصر واعمالہا حین اضطرب امرا میر ہا محمد بن ابی بکر، وہو اطول عہد کتبہ واجمعہ للمحاسن..... ص:۴۲۶

[2] نہج الفصاحۃ (مجموعہ کلمات قصار حضرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ)/ ۱۸۷ / نہج الفصاحۃ مجموعہ کلمات قصار حضرت رسول اکرم، ص، باترجمہ فارسی

[3] صحیفۃ الامام الرضا علیہ السلام/ ۸۸ / باب الزیادات

بڑا گناہ:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

ظُلْمُ الْاَجِیرِ اَجْرَهُ مِنَ الْکَبَائِرِ.

کاریگر کی مزدوری کو ادا نہ کرنا ایک بہت بڑا ظلم و گناہ ہے۔[1]

ناقابل بخشش گناہ:

روایت میں ہے کہ:

غَافِرُ کُلِّ ذَنْبٍ اِلَّا مَنْ اَحْدَثَ دِیناً اَوِ اغْتَصَبَ اَجِیراً اَجْرَهُ اَوْ رَجُلٌ بَاعَ حُرّاً.

خدا سب کے گناہ معاف کرنے والا ہے۔ سوائے دین میں بدعت ایجاد کرنے والے، مزدور کا حق غصب کرنے والے اور آزادی کو غلامی میں بیچنے والے کے۔[2]

استحقاق لعنت کا موجب:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ حَبَسَ اَجِیراً اَجْرَهُ- فَعَلَیْهِ لَعْنَةُ اللهِ وَ الْمَلائِکَةِ وَ النَّاسِ اَجْمَعِینَ لَا یَقْبَلُ اللهُ مِنْهُ یَوْمَ الْقِیَامَةِ صَرْفاً وَ لَا عَدْلًا.

جو شخص مزدور کی مزدوری ادا نہیں کرتا۔ اس پر خدا، فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہوتی ہے۔ خدا روز قیامت اس کا کوئی مال قبول نہیں کرے گا۔[3]

بوئے جنت سے محروم:

ایک حدیث میں ملتا ہے:

وَ مَنْ ظَلَمَ اَجِیراً اَجْرَهُ اَحْبَطَ اللهُ عَمَلَهُ وَ حَرَّمَ عَلَیْهِ رِیحَ الْجَنَّةِ.

جو شخص مزدور کی مزدوری ادا نہ کرے خدا اس کے اعمال کو باطل کر دیتا ہے اور وہ شخص جنت کی بو سونگھنے سے بھی محروم رہتا ہے۔[4]

---

[1] بحار الانوار (ط- بیروت)/ ج ۱۰۰/ ۱۷۰/ باب ۱۰ الاجارۃ والقبالۃ واحکامہما..... ص: ۱۶۶

[2] وسائل الشیعۃ/ ج ۱۶/ ۵۵/ ۷۹- باب اشتراط توبۃ من اضل الناس بردہ لہم الی الحق..... ص: ۵۴

[3] تفسیر القمی/ ج ۲/ ۲۷۶/ [سورۃ الشوری (۴۲): الآیات ۲۱ الی ۲۶]..... ص: ۲۷۴

[4] ثواب الاعمال وعقاب الاعمال/ النص/ ۲۸۱/ عقاب مجمع عقوبات الاعمال..... ص: ۲۸۰

۲۷۔اچھے برتاؤ کی اہمیت

اسلامی معاشرے میں لوگوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنے کی بڑی تاکید کی گئی ہے اور اسے عقل کے راز سے تعبیر کیا گیا ہے۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

رَأْسُ الْعَقْلِ بَعْدَ الْإِيمَانِ بِاللهِ مُدَارَاةُ النَّاسِ فِي غَيْرِ تَرْكِ حَقٍّ وَمِنْ سَعَادَةِ الْمَرْءِ خِفَّةُ لِحْيَتِهِ.

خدا پر ایمان لانے کے بعد اساس عقل یہ ہے کہ لوگوں سے اچھا برتاؤ کیا جائے۔ایسا برتاؤ کہ ترک حق نہ ہو۔[1]

اس طرح فرمایا:

أَمَرَنِي رَبِّي بِمُدَارَاةِ النَّاسِ كَمَا أَمَرَنِي بِأَدَاءِ الْفَرَائِضِ.

جس طرح خدا نے مجھے واجبات کو ادا کرنے کا حکم دیا ہے۔اسی طرح لوگوں سے اچھے برتاؤ کا بھی فرمان دیا۔[2]

۲۸۔امانتداری کی اہمیت

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

لَا تَنْظُرُوا إِلَى كَثْرَةِ صَلَاتِهِمْ وَصَوْمِهِمْ وَكَثْرَةِ الْحَجِّ وَالْمَعْرُوفِ وَطَنْطَنَتِهِمْ بِاللَّيْلِ انْظُرُوا إِلَى صِدْقِ الْحَدِيثِ وَأَدَاءِ الْأَمَانَةِ.

لوگوں کی نمازوں، روزوں، حج وزکات، کار خیر اور نماز شب کو نہ دیکھو بلکہ ان کی سچائی اور امانتداری دیکھو۔[3]

امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے فرمایا:

إِنَّ أَهْلَ الْأَرْضِ لَمَرْحُومُونَ مَا تَحَابُّوا وَأَدَّوُا الْأَمَانَةَ وَعَمِلُوا بِالْحَقِّ.

اہل زمین جب تک آپس میں مہر ومحبت سے رہیں اور امانت کو ادا کرتے رہیں تو وہ رحمت خدا میں ہیں۔[4]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

عَلَيْكُمْ بِالْوَرَعِ وَالِاجْتِهَادِ وَأَدَاءِ الْأَمَانَةِ.

---

[1] تحف العقول/النص/۴۲/وروی عنہ ص فی قصار ہذہ المعانی..... ص:۳۵

[2] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ج۲/۱۱۷/باب المداراۃ..... ص:۱۱۶

[3] الامالی (للصدوق)/النص/۳۰۳/المجلس الخمسون

[4] مشکاۃ الانوار فی غرر الاخبار/النص/۵۲/الفصل الرابع عشر فی اداء الامانۃ..... ص:۵۲

تم پر لازم ہے کہ تقویٰ، اجتہاد اور امانت داری کا خاص خیال رکھیں۔ [۱]

امانت داری کی اہمیت کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ امام سجاد علیہ السلام نے اپنے اصحاب سے فرمایا:

عَلَيْكُمْ بِأَدَاءِ الْأَمَانَةِ فَلَوْ أَنَّ قَاتِلَ أَبِي الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ عليه السلام ائْتَمَنَنِي عَلَى السَّيْفِ الَّذِي قَتَلَهُ بِهِ لَأَدَّيْتُهُ إِلَيْهِ.

تمہیں امانت ادا کرنی چاہیے۔ اگر میرے والد گرامی حسین ابن علی علیہما السلام کا قاتل میرے پاس تلوار امانت رکھتا ہو تو میں حتماً واپس کرتا۔ [۲]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

أَدُّوا الْأَمَانَاتِ وَلَوْ إِلَى قَتَلَةِ الْأَنْبِيَاءِ.

امانتوں کو واپس کرو اگر چہ وہ انبیاء کے قاتل کی امانت ہی کیوں نہ ہو۔ [۳]

امانتداری کا ثواب:

امانتداری بہترین عمل صالح میں سے ہے۔ معصومین علیہم السلام کی بعض روایات میں ان کا ثواب ذکر ہوا ہے۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّ أَقْرَبَكُمْ مِنِّي غَداً وَ أَوْجَبَكُمْ عَلَيَّ شَفَاعَةً أَصْدَقُكُمْ لِسَاناً وَ أَدَّاكُمْ لِلْأَمَانَةِ.

بے شک روز قیامت تم میں سے میرے قریب ترین اور جسے شفاعت نصیب ہوگی۔ جو تم میں سے سب سے زیادہ سچا اور امانت دار ہے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

الْأَمَانَةُ تَجْلِبُ الْغِنَاءَ وَ الْخِيَانَةُ تَجْلِبُ الْفَقْرَ.

امانت سے بے نیازی اور خیانت سے فقر آتا ہے۔ [۴]

حضرت علی علیہ السلام نے اپنے اصحاب سے فرمایا:

أَلَا أُنَبِّئُكُمْ بَعْدَ ذَلِكَ بِمَا يَزِيدُ فِي الرِّزْقِ قَالُوا بَلَى يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ قَالَ ..... وَ أَدَاءُ الْأَمَانَةِ يَزِيدُ فِي الرِّزْقِ.

---

[۱] تفسیر العیاشی/ ج ۲/ ۲۸۶/ [سورۃ الاسراء (۱۷): آیۃ ۲۵]..... ص: ۲۸۵

[۲] معانی الاخبار/ النص/ ۱۰۸/ باب معنی الامانات التی امر اللہ عز وجل عبادہ بادائہا الی اہلہا..... ص: ۱۰۷

[۳] تحف العقول/ النص/ ۱۰۴/ آدابہ ع لاصحابہ وہی اربعمائۃ باب للدین والدنیا..... ص: ۱۰۰

[۴] بحار الانوار (ط- بیروت)/ ج ۷۲/ ۱۱۴/ باب ۱۵۰ اداء الامانۃ..... ص: ۱۱۳

کیا میں تمہیں خبر دوں اس چیز کی کہ جس سے روزی میں اضافہ ہوتا ہے؟
اصحاب نے کہا: جی ہاں! اے امیر المومنینؑ!
آپ نے فرمایا:.....امانتداری سے روزی میں اضافہ ہوتا ہے۔[1]

ایمان وتقویٰ کی نشانی:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مومن کی تعریف میں فرمایا:

اَلَا اُنَبِّئُکُمْ بِالْمُؤْمِنِ الْمُؤْمِنُ مَنِ ائْتَمَنَهُ النَّاسُ عَلَی اَنْفُسِهِمْ.

مومن وہ ہے جسے لوگ اپنے مال اور جانوں میں امین شمار کرتے ہیں۔[2]

حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا:

اِنَّ لِاَهْلِ التَّقْوَی عَلَامَاتٍ یُعْرَفُونَ بِهَا صِدْقَ الْحَدِیثِ وَ اَدَاءَ الْاَمَانَةِ.....

اہل تقویٰ کی چند نشانیاں ہیں جن سے ان کی پہچان ہوتی ہے۔ وہ سچ بولتے ہیں، امانتوں کو ادا کرتے ہیں.....۔[3]

امانت میں خیانت کا انجام

امانت میں خیانت کرنے کے منفی آثار ہیں۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اَیُّمَا رَاعٍ اِسْتَرْعٰی رَعِیَّةً فَلَمْ یَحُطْهَا بِالْاَمَانَةِ وَ النَّصِیحَةِ ضَاقَتْ عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللهِ تَعَالَی الَّتِی وَسِعَتْ کُلَّ شَیْءٍ.

جو شخص کسی قوم کے لئے حاکم بنتا ہے لیکن امانتدار اور خیر خواہی نہیں کرتا تو خدا کی رحمت جو ہر شے کو گھیرے ہوئے اس پر نہیں ہوگی۔[4]

اس طرح آپ نے فرمایا:

لَا اِیمَانَ لِمَنْ لَا اَمَانَةَ لَهُ.

جس میں امانتداری نہیں اس کا کوئی دین نہیں ہوتا۔[5]

---

[1] جامع الاخبار (للشعیری)/ ۱۲۴/ الفصل الثانی والثمانون فی عشرین خصلة تورث الفقر
[2] اعلام الدین فی صفات المؤمنین/ ۱۱۰/ طرائف من الاخبار فی بیان صفة المؤمن..... ص:۱۰۹
[3] الخصال/ ج ۲/ ۴۸۳/ لاہل التقوی اثنتا عشرة علامة..... ص:۴۸۳
[4] نہج الفصاحة (مجموعہ کلمات قصار حضرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ)/ ۳۶۳/ نہج الفصاحة مجموعہ کلمات قصار حضرت رسول اکرمؐ، ص، باترجمہ فارسی
[5] غرر الحکم ودرر الکلم/ ۱۴۱/ ۱۷۱..... ص:۱۴۱

۲۹۔ نیک کام کی اہمیت

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اَوْحَی اللّٰہُ تَبَارَکَ وَ تَعَالَی اِلَی دَاوُدَ النَّبِیِّ علیہ السلام اَنْ یَا دَاوُدُ اِنَّ الْعَبْدَ مِنْ عِبَادِی لَیَاْتِیْنِی بِالْحَسَنَۃِ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ فَاُحَکِّمُہُ فِی الْجَنَّۃِ قَالَ دَاوُدُ وَ مَا تِلْکَ الْحَسَنَۃُ قَالَ کُرْبَۃٌ یُنَفِّسُھَا عَنْ مُؤْمِنٍ بِقَدْرِ تَمْرَۃٍ اَوْ بِشِقِّ تَمْرَۃٍ فَقَالَ دَاوُدُ یَا رَبِّ حَقٌّ لِمَنْ عَرَفَکَ اَنْ لَا یَقْطَعَ رَجَاءَہُ مِنْکَ.

خدا نے داؤدؑ نبی پر اس طرح وحی نازل فرمائی: روز قیامت میرے بندوں میں سے ایک بندہ نیکی لے کر آئے گا پس میں اسے جنت کا حاکم بناؤں گا۔

حضرت داؤد علیہ السلام نے پوچھا: وہ نیکی کیا ہے؟

خداوند عالم نے فرمایا: جو کسی کے غم کو دور کرتا ہے۔ اگرچہ کھجور کے آدھے دانے کے برابر ہی کیوں نہ ہو۔

حضرت داؤد علیہ السلام نے کہا خدایا! وہ آدمی شائستہ ہے جو تیری معرفت رکھتا ہے اور تجھ پر امید رکھتا ہے۔ [1]

نیک وکاری کے آداب

قرآن مجید میں احسان اور نیکی کو نیکی ذکر کیا گیا ہے۔ لیکن اس کا دقیق معنی یہ ہے کہ اگر کوئی تم سے نیکی کرتا ہے تم بھی اس سے ایسا ہی سلوک کرو۔ یہ تمہارا عدل ہے نہ کہ احسان۔ لیکن اگر تم اس سے بڑھ کر نیکی کرو، یہ تمہارا احسان ہے اور اس احسان کے کچھ آداب ہیں۔ جن میں بعض کو ہم ذکر کرتے ہیں:

نیکی کا جواب:

روایت میں ہے کہ:

مَنْ اَتَی اِلَیْکُمْ مَعْرُوفاً فَکَافِئُوہُ فَاِنْ لَمْ تَجِدُوا فَاَثْنُوہُ فَاِنَّ الثَّنَاءَ جَزَاءٌ.

اگر کوئی شخص تم سے نیکی کرتا ہے تو اس سے نیکی کرو۔ اگر نیکی نہ کر سکو تو اس کا شکر ادا کرو کیونکہ شکر گزاری بھی ایک طرح کی نیکی ہے۔ [2]

سب کے ساتھ نیکی کرنا:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

---

[1] بحار الانوار (ط۔ بیروت) / ج ۷۲ / ۱۹ / باب ۳۳ نصر الضعفاء والمظلومین واغاثتھم وتفریج کرب المؤمنین ورد العادیۃ عنھم وستر عیوبھم..... ص: ۱۷

[2] تحف العقول / النص / ۴۹ / وروی عنہ ص فی قصار ہذہ المعانی..... ص: ۳۵

رَأْسُ الْعَقْلِ بَعْدَ الْإِيمَانِ بِاللهِ التَّوَدُّدُ إِلَى النَّاسِ وَ اصْطِنَاعُ الْخَيْرِ إِلَى كُلِّ بَرٍّ وَ فَاجِرٍ.

خدا پر ایمان لانے کے بعد عقل مندی یہ ہے کہ لوگوں سے دوستی رکھی جائے، ہر ایک نیکی کرنے والے اور بدکار دونوں کے ساتھ نیکی کی جائے۔[1]

امام رضا علیہ السلام نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل فرمایا ہے کہ

اصْطَنِعِ الْخَيْرَ إِلَى مَنْ هُوَ أَهْلُهُ وَ إِلَى مَنْ هُوَ غَيْرُ أَهْلِهِ فَإِنْ لَمْ تُصِبْ مَنْ هُوَ أَهْلُهُ فَأَنْتَ أَهْلُهُ.

اہل اور نااہل دونوں سے نیکی کی جائے اور اگر کوئی اس نیکی کا اہل نہ ہو تو تم تو ہو لہٰذا اس سے نیکی کرو۔[2]

بدی کے مقابلے میں نیکی:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِخَيْرِ خَلَائِقِ الدُّنْيَا وَ الْآخِرَةِ الْعَفْوُ عَمَّنْ ظَلَمَكُمْ وَ الْإِحْسَانُ إِلَى مَنْ أَسَاءَ إِلَيْكُمْ وَ إِعْطَاءُ مَنْ حَرَمَكُمْ.

کیا تمہیں دنیا و آخرت کی نیکی سے آگاہ کروں؟ جس نے تم پر ظلم کیا ہو اسے معاف کر دینا، نیکی اور احسان اس کے ساتھ جس نے تمہارے ساتھ بدی کی ہو، جو تم سے دریغ کرے تو اس پر انفاق کرو۔[3]

نیکی کو جلدی انجام دینا اور کم سمجھنا:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

لَا يَتِمُّ الْمَعْرُوفُ إِلَّا بِثَلَاثٍ خِلَالٍ تَعْجِيلُهُ وَ تَقْلِيلُ كَثِيرِهِ وَ تَرْكُ الِامْتِنَانِ بِهِ.

نیکی کی تین صفات سے کمال کو پہنچتی ہے۔ اس میں جلدی کرنا، زیادہ کو بھی کم سمجھنا، نیکی کر کے احسان نہ جتانا۔[4]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

رَأَيْتُ الْمَعْرُوفَ لَا يَصْلُحُ إِلَّا بِثَلَاثِ خِصَالٍ تَصْغِيرِهِ وَ تَسْتِيرِهِ وَ تَعْجِيلِهِ فَإِنَّكَ إِذَا صَغَّرْتَهُ عَظَّمْتَهُ عِنْدَ مَنْ تَصْنَعُهُ إِلَيْهِ وَ إِذَا سَتَّرْتَهُ تَمَّمْتَهُ وَ إِذَا عَجَّلْتَهُ هَنَّأْتَهُ وَ إِنْ كَانَ غَيْرُ ذَلِكَ سَخَّفْتَهُ وَ نَكَّدْتَهُ.

تین صفات کے بغیر نیکی میں صلاح نہیں ہے۔ اس کو بھی کم سمجھنا، اسے مخفی کرنا، اس میں جلدی کرنا، کیونکہ تم اسے کم سمجھتے ہو لیکن جس سے نیکی کی گئی ہو وہ اسے بڑی سمجھتا ہے اور جب تم نے اسے مخفی رکھا تو تم نے اسے کمال تک پہنچا دیا۔ جب تم نے

---

[1] عیون اخبار الرضا علیہ السلام/ ج ۲/ ۳۵/ ۳۱ باب فیما جاء عن الرضا ع من الاخبار المجموعۃ..... ص: ۲۴

[2] عیون اخبار الرضا علیہ السلام/ ج ۲/ ۳۵/ ۳۱ باب فیما جاء عن الرضا ع من الاخبار المجموعۃ..... ص: ۲۴

[3] الزہد/ النص/ ۱۵/ ۲ باب الادب والحث علی الخیر

[4] تحف العقول/ النص/ ۳۲۳/ ومن کلامہ ع سماہ بعض الشیعۃ نثر الدرر..... ص: ۳۱۵

جلدی کی تو تم نے اسے اور بہتر بنا دیا۔ [1]

حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا:

اِذَا صَنَعْتَ مَعْرُوفاً فَاسْتُرْهُ.

جب بھی کسی سے احسان و نیکی کرو تو اسے مخفی رکھو۔ [2]

کار خیر کا اجر و ثواب:

خیر کی بھلائی:

حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا:

لَا خَيْرَ فِي الدُّنْيَا اِلَّا لِاَحَدِ الرَّجُلَيْنِ رَجُلٍ يَزْدَادُ كُلَّ يَوْمٍ اِحْسَاناً وَ رَجُلٍ يَتَدَارَكُ سَيِّئَةً بِالتَّوْبَةِ وَ اَنَّى لَهُ بِالتَّوْبَةِ.

دنیا میں دو آدمیوں کے لئے خیر ہے۔ جو اپنی نیکیوں کو زیادہ کرتا ہے اور جو گناہ کا توبہ کے ذریعے جبران کرتا ہے۔ [3]

دلوں کا جذب کرنا:

حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا:

مَنْ بَذَلَ مَعْرُوفَهُ مَالَتْ اِلَيْهِ الْقُلُوبُ.

جو شخص کسی سے نیکی و احسان کرتا ہے تو لوگوں کے دل اس کی طرف مائل ہوتے ہیں۔ [4]

لغزش محفوظ:

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

صَنَائِعُ الْمَعْرُوفِ تَقِي مَصَارِعَ الْهَوَانِ.

نیکی انسان کو ذلت و خواری میں سقوط ہونے سے نجات دیتی ہے۔ [5]

بری موت سے نجات:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اِنَّ صَنِيعَ الْمَعْرُوفِ لَيَدْفَعُ مَيْتَةَ السَّوْءِ

---

[1] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۴/ ۳۰/ باب تمام المعروف..... ص: ۳۰

[2] غرر الحکم و درر الکلم/ ۲۸۱/ ۹..... ص: ۲۸۱

[3] روضۃ الواعظین و بصیرۃ المتعظین (ط-القدیمۃ)/ ج ۲/ ۴۴۸/ مجلس فی ذکر الدنیا..... ص: ۴۴۰

[4] غرر الحکم و درر الکلم/ ۶۲۸/ ۹۸۷..... ص: ۶۲۸

[5] غرر الحکم و درر الکلم/ ۴۱۹/ ۲۴..... ص: ۴۱۹

نیکی انسان کو بری موت سے بچاتی ہے۔[1]

گھر میں برکت:

امام صادق علیہ السلام نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ

اِنَّ الْبَرَکَۃَ اَسْرَعُ اِلَی الْبَیْتِ الَّذِی یُمْتَارُ مِنْہُ الْمَعْرُوفُ مِنَ الشَّفْرَۃِ فِی سَنَامِ الْبَعِیرِ اَوْ مِنَ السَّیْلِ اِلَی مُنْتَہَاہُ.

برکت اس گھر کی طرف جلدی جاتی ہے جس گھر سے نیکی ہو۔ اتنی تیزی سے جاتی ہے جیسے اونٹ کی کوہان میں چھری یا بلند پہاڑ سے سیلاب آتا ہے بلکہ اس سے زیادہ تیزی سے برکت اس گھر میں جاتی ہے۔[2]

رزق میں اضافہ اور شہروں کی آبادی:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اَلْبِرُّ وَ حُسْنُ الْجِوَارِ زِیَادَۃٌ فِی الرِّزْقِ وَ عِمَارَۃٌ فِی الدِّیَارِ.

نیکی اور ہمسائے سے حسن خلق سے روزی میں اضافہ ہوتا ہے اور شہر آباد ہوتے ہیں۔[3]

طولانی عمر:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

اَلْبِرُّ وَ حُسْنُ الْخُلُقِ یَعْمُرَانِ الدِّیَارَ وَ یَزِیدَانِ فِی الْاَعْمَارِ.

نیکی اور حسن اخلاق شہروں کو اور نعمتوں میں اضافہ آباد کرتی ہیں۔[4]

جنت میں داخلہ:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

اَنَّ اللّٰہَ یَقُولُ لِلْفُقَرَاءِ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ- اُنْظُرُوا وَ تَصَفَّحُوا وُجُوہَ النَّاسِ فَمَنْ اَتَی اِلَیْکُمْ مَعْرُوفاً فَخُذُوا بِیَدِہِ وَ اَدْخِلُوہُ الْجَنَّۃَ.

خداوند عالم روز قیامت فقراء سے فرمائے گا۔ دیکھو اور چہروں کی شناخت کرو جس نے تجھ سے نیکی کی اس کا ہاتھ پکڑو اور جنت میں لے جاؤ۔[5]

اسی طرح فرمایا:

---

[1] دعائم الاسلام/ ج ۲/ ۳۳۱/ ۴ فصل ذکر فضل الصدقۃ..... ص:۳۲۸

[2] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۴/ ۲۹/ باب ان صنائع المعروف تدفع مصارع السوء..... ص:۲۸

[3] مستدرک الوسائل ومستنبط المسائل/ ج ۸/ ۴۲۶/ ۷۳-باب استحباب حسن الجوار..... ص:۴۲۵

[4] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۲/ ۱۰۰/ باب حسن الخلق..... ص:۹۹

[5] وسائل الشیعۃ/ ج ۱۶/ ۲۹۱/ ۱-باب استحبابہ وکراہۃ ترکہ..... ص:۲۸۵

نَزْعُكَ الْقَذَاةَ عَنْ وَجْهِ اَخِيكَ عَشْرُ حَسَنَاتٍ وَ تَبَسُّمُكَ فِي وَجْهِهِ حَسَنَةٌ وَ اَوَّلُ مَنْ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ اَهْلُ الْمَعْرُوفِ.

اپنے دینی بھائی کے چہرے سے غبار صاف کرنے سے دس نیکیاں ملتی ہیں اور اس کے ساتھ ہنسنے سے ایک نیکی ملتی ہے اور جنت میں سب سے پہلے داخل ہونے والا نیک فرد ہوگا۔[1]

دوزخ کی آگ سے دوری:

حضرت موسیٰ علیہ السلام خدا سے عرض کرتے ہیں:

اِلٰهِيْ! فَمَا جَزَاءُ مَنْ كَفَّ اَذَاهُ عَنِ النَّاسِ وَ بَذَلَ مَعْرُوفَهُ لَهُمْ قَالَ يَا مُوسَى يُنَادِيهِ النَّارُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَا سَبِيلَ لِي عَلَيْكَ.

خدایا! جو شخص دوسروں کو تکلیف نہیں دیتا بلکہ ان سے نیکی کرتا ہے تو ایسے شخص کو کتنا ثواب ملے گا۔ خدا نے فرمایا: اے موسیٰ! روز قیامت آگ اس سے خطاب کرے گی تیری طرف میرا کوئی راستہ نہیں یعنی کسی طریقے سے آگ اس تک نہیں پہنچ سکتی۔[2]

محبوب خدا ہونا:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

كُلُّ مَعْرُوفٍ صَدَقَةٌ وَ الدَّالُّ عَلَى الْخَيْرِ كَفَاعِلِهِ وَ اللهُ عَزَّ وَ جَلَّ يُحِبُّ اِغَاثَةَ اللَّهْفَانِ.

ہر نیک کام صدقہ ہے، نیکی کی رہنمائی کرنے والا نیکی کرنے والے کی مانند ہے خدا معذور افراد کی مدد کو دوست رکھتا ہے۔[3]

نیک افراد کے لئے دعا:

امام سجاد علیہ السلام نے فرمایا:

وَ اَمَّا حَقُّ ذِي الْمَعْرُوفِ عَلَيْكَ فَاَنْ تَشْكُرَهُ وَ تَذْكُرَ مَعْرُوفَهُ وَ تُكْسِبَهُ الْمَقَالَةَ الْحَسَنَةَ وَ تُخْلِصَ لَهُ الدُّعَاءَ فِيمَا بَيْنَكَ وَ بَيْنَ اللهِ عَزَّ وَ جَلَّ.

جس نے تجھ سے نیکی کی ہے اس کا حق یہ ہے کہ اس کا شکر ادا کیا جائے، اس کی نیکیوں کو یاد رکھو، اس سے اچھا سلوک کرو اور خدا کی بارگاہ میں اس کے لئے خالصانہ دعا کرو۔[4]

---

[1] الدعوات (للراوندی)/ سلوۃ الحزین/ النص/ ۱۰۸/ ما یعمل اول کل شہر

[2] الامالی (للصدوق)/ النص/ ۲۰۸/ المجلس السابع والثلاثون

[3] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۴/ ۲۷/ باب فضل المعروف..... ص:۲۶

[4] من لایحضرہ الفقیہ/ ج ۲/ ۶۲۲/ باب الحقوق..... ص:۶۱۸

نااہل افراد سے نیکی:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرتؑ کو وصیت فرمائی:

يَا عَلِيُّ اَرْبَعٌ يَذْهَبْنَ ضَلَالًا اَلْاَكْلُ بَعْدَ الشِّبَعِ وَ السِّرَاجُ فِي الْقَمَرِ وَ الزَّرْعُ فِي الْاَرْضِ السَّبِخَةِ وَ الصَّنِيعَةُ عِنْدَ غَيْرِ اَهْلِهَا.

اے علیؑ! چار چیزیں تباہ ہو جائیں گی:

(۱) سیر ہونے کے بعد کھانا، (۲) چاندرات میں چراغ روشن کرنا، (۳) بنجر زمین میں بیج ڈالنا، اور (۴) نااہل آدمی سے نیکی کرنا۔[۱]

۳۰۔ مومنین کے ساتھ شریک ہونا

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:!

اَلْمُؤْمِنُ مَنْفَعَةٌ اِنْ مَاشِيَتَهُ نَفَعَكَ وَ اِنْ شَاوَرْتَهُ نَفَعَكَ وَ اِنْ شَارَكْتَهُ نَفَعَكَ وَ كُلُّ شَيْءٍ مِنْ اَمْرِهِ مَنْفَعَةٌ.

مومن سراسر منافع ہے۔ اگر تم نے اس کی ہمراہی کی تو وہ تمہیں منافع پہنچائے گا، اگر اس سے تم نے مشورہ کیا تو وہ تمہیں نفع دے گا اور اگر اس کے ساتھ شریک بنو گے تو بھی تمہیں نفع ملے گا۔ اس کی سب چیزوں میں منافع ہے۔[۲]

صالح شریک:

امام سجاد علیہ السلام نے فرمایا:

اِنَّ مِنْ سَعَادَةِ الْمَرْءِ اَنْ يَكُونَ مَتْجَرُهُ فِي بَلَدِهِ وَ يَكُونَ خُلَطَاؤُهُ صَالِحِينَ.

آدمی کی سعادت اس میں ہے کہ اس کی تجارت کا مرکز اس کے شہر ہی میں ہو اور اس کے ساتھی اور شریک افراد شائستہ ہوں۔[۳]

---

[۱] تحف العقول/ النص/ ۹/ وصیتہ لامیر المؤمنین ع..... ص:۶

[۲] نہج الفصاحۃ (مجموعہ کلمات قصار حضرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ)/ ۷۸۱/ نہج الفصاحۃ مجموعہ کلمات قصار حضرت رسول اکرمؐ، ص، باترجمہ فارسی

[۳] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۵/ ۲۵۷/ باب ان من السعادۃ ان یکون معیشۃ الرجل فی بلدہ..... ص:۲۵۷

حقوق شریک:

امام سجاد علیہ السلام نے فرمایا:

اَمَّا حَقُّ الشَّرِيكِ فَإِنْ غَابَ كَافَيْتَهُ وَ إِنْ حَضَرَ رَعَيْتَهُ وَلَا تَحْكُمُ دُونَ حُكْمِهِ وَلَا تَعْمَلُ بِرَأْيِكَ دُونَ مُنَاظَرَتِهِ وَ تَحْفَظُ عَلَيْهِ مَالَهُ وَلَا تَخُنْهُ فِيمَا عَزَّ اَوْ هَانَ مِنْ اَمْرِهِ فَإِنَّ يَدَ اللهِ تَبَارَكَ وَ تَعَالَى عَلَى الشَّرِيكَيْنِ مَا لَمْ يَتَخَاوَنَا.

شریک کا حق یہ ہے کہ اگر وہ غائب ہو تو کفایت کر اور اگر موجود ہے تو مراعات کر اور بے رائے سے مشورہ نہ لو۔ اس کے مشورے کے بغیر عمل نہ کرو۔ اس کے مال کی حفاظت کرو اور کلی و جزئی امور میں خیانت سے پرہیز کرو کیونکہ قدرت خدا دو شریک کے ساتھ ہے۔ جبکہ تک وہ ایک دوسرے سے خیانت نہ کرتے ہوں۔ [1]

ہم محفل فرد کے حقوق:

امام سجاد علیہ السلام نے فرمایا:

اَمَّا حَقُّ الْخَلِيطِ فَاَنْ لَا تَغُرَّهُ وَ لَا تَغُشَّهُ وَ لَا تَكْذِبَهُ وَ لَا تُغْفِلَهُ وَ لَا تَخْدَعَهُ وَ لَا تَعْمَلَ فِي انْتِقَاضِهِ عَمَلَ الْعَدُوِّ الَّذِي لَا يَبْقَى عَلَى صَاحِبِهِ وَ إِنِ ائْتَمَنَّ إِلَيْكَ اسْتَقْصَيْتَ لَهُ عَلَى نَفْسِكَ وَ عَلِمْتَ اَنَّ غَبْنَ الْمُسْتَرْسِلِ رِبًا.

جس آدمی کا تو ہم محفل ہے اس کا حق یہ ہے کہ اسے فریب نہ دینا، اس سے خیانت نہ کرنا، اس کی بات کا انکار نہ کرنا، اسے غافل نہ بنانا اور اس سے دشمن کا سا سلوک نہ کرنا، اگر اس نے تجھ پر اعتماد کیا۔ اسے اپنے پر مقدم جانو۔ جان لو! منفعت طلبی کے لئے خیانت کرنا کہ جس نے تجھ پر اعتماد کیا ہے تو یہ سود ہے۔ [2]

طلب کار کے حقوق:

امام سجاد علیہ السلام طلب کار کے حقوق کے بارے میں فرماتے ہیں کہ

وَ اَمَّا حَقُّ الْغَرِيمِ الطَّالِبِ لَكَ فَإِنْ كُنْتَ مُوسِراً اَوْفَيْتَهُ وَ كَفَيْتَهُ وَ اَغْنَيْتَهُ وَ لَمْ تَرُدَّهُ وَ تُمْطِلَهُ فَإِنَّ رَسُولَ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قَالَ مَطْلُ الْغَنِيِّ ظُلْمٌ وَ إِنْ كُنْتَ مُعْسِراً اَرْضَيْتَهُ بِحُسْنِ الْقَوْلِ وَ طَلَبْتَ إِلَيْهِ طَلَباً جَمِيلًا وَ رَدَدْتَهُ عَنْ نَفْسِكَ رَدّاً لَطِيفًا.

---

[1] وسائل الشیعۃ/ ج ۱۵ / ۱۷۷ / ۳۔ باب جملۃ مما ینبغی القیام بہ من الحقوق الواجبۃ والمندوبۃ..... ص: ۱۷۲

[2] تحف العقول/ النص/ ۲۶۸ / واما حق الرحم..... ص: ۲۶۳

حق کی طلب کاری یہ ہے کہ وہ تجھ حق کا تقاضا کرے۔ وہ یہ ہے کہ اگر تیرے پاس ہو تو اسے ادا کرو، اسے بے نیاز کرو اور سوال کو رد نہ کرو، تاخیر نہ کرنا۔ کیونکہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اگر بے نیاز شخص طلب کار کو دینے میں تاخیر کرے تو یہ ظلم ہے اگر تیرے پاس کچھ نہیں تو اس کو ساتھ حسن اخلاق سے راضی کرو، اس سے مہلت لے لو اور اس پر شفقت کرو۔ [1]

۳۱۔ نفع پہچانے کی اہمیت

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

خَيْرُ النَّاسِ مَنِ انْتَفَعَ بِهِ النَّاسُ.

لوگوں میں سے بہترین فرد وہ ہے جس سے لوگوں کو نفع پہنچے۔ [2]

نفع پہنچانے کے آثار:

محبوب خدا ہونا:

حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا:

اِنَّ لِلّٰهِ تَعَالَى عِبَاداً يَخُصُّهُمْ بِالنِّعَمِ لِمَنَافِعِ الْعِبَادِ فَيُقِرُّهَا فِي أَيْدِيهِمْ مَا بَذَلُوهَا فَإِذَا مَنَعُوهَا نَزَعَهَا مِنْهُمْ ثُمَّ حَوَّلَهَا إِلَى غَيْرِهِمْ.

خدا کے کچھ ایسے بندے ہیں جو دوسروں کو نفع پہنچاتے ہیں۔ خدا نے نعمتوں کو ان کے لئے مختص فرمایا ہے پس جب تک وہ نعمتیں دوسروں کو دیتا رہتے ہیں ان کے پاس نعمتیں باقی رہتی ہیں اور جب ہاتھ روک لیتے ہیں یعنی کسی کو کوئی چیز نہ دیں۔ تو خدا ان سے نعمتوں کو سلب کر دیتا ہے۔ [3]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

أَحَبُّهُمْ إِلَى اللهِ عَزَّ وَجَلَّ أَنْفَعُهُمْ لِعِيَالِهِ.

تم میں سے خدا کے نزدیک بہترین شخص وہ ہے جو اپنے اہل خانہ کو نفع پہنچاتا ہے۔ [4]

مجاہدین کا ثواب:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

---

[1] تحف العقول/ النص/ ۲۶۷/ واما حق الرحم..... ص: ۲۶۳

[2] من لایحضرہ الفقیہ/ ج ۴/ ۳۹۶/ ومن الفاظ رسول اللہ ص الموجزۃ التی لم یسبق الیہا..... ص: ۳۷۶

[3] بحار الانوار (ط- بیروت)/ ج ۶۹/ ۲۸/ باب ۹۴ فضل الفقر والفقراء وجہم ومجالستہم والرضا بالفقر وثواب اکرام الفقراء وعقاب من استہان بہم...ص: ۱

[4] قرب الاسناد (ط- الحدیثۃ)/ النص/ ۱۲۰/ احادیث متفرقۃ..... ص: ۹

مَنْ مَشَى فِي عَوْنِ أَخِيهِ وَ مَنْفَعَتِهِ فَلَهُ ثَوَابُ الْمُجَاهِدِينَ فِي سَبِيلِ اللهِ.

جو شخص اپنے دینی بھائی کی مدد کے لئے قدم اٹھاتا ہے اسے مجاہدین کا ثواب ملتا ہے۔[1]

قیامت میں ثابت قدم:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

مَنْ كَانَ وَصُولًا لِإِخْوَانِهِ بِشَفَاعَةٍ فِي دَفْعِ مَغْرَمٍ أَوْ جَرِّ مَغْنَمٍ ثَبَّتَ اللهُ عَزَّ وَ جَلَّ قَدَمَيْهِ يَوْمَ تَزِلُّ فِيهِ الْأَقْدَامُ.

جو شخص کسی مومن کی مدد کے لئے یا اس سے نقصان کا جبران کرتا ہے خدا اس کے قدموں کو اس دن ثابت رکھے گا جب سب قدم لرزیں گے۔[2]

---

[1] ثواب الاعمال وعقاب الاعمال/ النص/ ۲۸۸/ عقاب مجمع عقوبات الاعمال..... ص: ۲۸۰

[2] وسائل الشیعۃ/ ج ۱۶/ ۳۴۲/ ۲۲- باب استحباب نفع المؤمنین..... ص: ۳۴۱

دوسری فصل:

شہرسازی اور شہرداری

اسلامی شہر کی ساخت:

اسلامی شہرسازی کے لئے دو نکات پر توجہ دینی چاہیے۔

ا۔عمارتوں کی تعمیر کے اہداف

اسلامی معاشرے میں مختلف عمارتیں مختلف اہداف کے لئے بنائی جاتی ہیں۔ جیسے شخص گھر، اماکن عمومی جیسے ثقافتی مرکز، مذہبی مرکز، شہرداری اور حکومتی مختلف عمارتیں بنائی جاتی ہیں۔شخصی عمارت سے انسان گرمی اور سردی سے بچنے کا فائدہ اٹھاتا ہے جو لوگ سالم ہوتے ہیں۔ان مقامات میں انفرادی، اجتماعی، فکری اور اعتقادی، ہر لحاظ سے آرام وسکون ملتا ہے۔[1]

---

[1] وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْۢ بُيُوْتِكُمْ سَكَنًا وَّجَعَلَ لَكُمْ مِّنْ جُلُوْدِ الْاَنْعَامِ بُيُوْتًا تَسْتَخِفُّوْنَهَا يَوْمَ ظَعْنِكُمْ وَيَوْمَ اِقَامَتِكُمْ ۙ وَمِنْ اَصْوَافِهَا وَاَوْبَارِهَا وَاَشْعَارِهَآ اَثَاثًا وَّمَتَاعًا اِلٰى حِيْنٍ ﴿۸۰﴾ وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّمَّا خَلَقَ ظِلٰلًا وَّجَعَلَ لَكُمْ مِّنَ الْجِبَالِ اَكْنَانًا وَّجَعَلَ لَكُمْ سَرَابِيْلَ تَقِيْكُمُ الْحَرَّ وَسَرَابِيْلَ تَقِيْكُمْ بَاْسَكُمْ ۭ كَذٰلِكَ يُتِمُّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تُسْلِمُوْنَ ﴿۸۱﴾

اور خدا ہی نے تمہارے گھروں کو تمہارا ٹھکانا قرار دیا ہے اور اسی نے تمہارے واسطے چوپایوں کی کھالوں سے تمہارے لیے (ہلکے پھلکے) ڈیرے (خیمے) بنائے جنہیں تم سبک پا کر اپنے سفر وحضر میں کام میں لاتے ہو اور ان (چارپایوں) کی اُون اور روؤں اور بالوں سے ایک وقت خاص (قیامت) تک کے لیے تمہارے بہت سے اسباب اور کارآمد چیزیں (بنائیں) اور خدا ہی نے تمہارے آرام کے لیے اپنی پیدا کی ہوئی چیزوں کے سائے بنائے اسی نے تمہارے (چھپکے بیٹھنے کے) واسطے پہاڑوں میں گھر وندے (غار وغیرہ بنائے) اور اسی نے تمہارے لیے کپڑے بنائے جو تمہیں سردی) گرمی سے محفوظ رکھیں اور (لوہے کے) کُرتے جو تمہیں ہتھیاروں کی زد سے بچائیں یوں خدا اپنی نعمت تم پر پوری کرتا ہے تاکہ اس کی فرمانبرداری کرو۔(سورۂ نحل:۸۰،۸۱)

کچھ عمارتیں عمومی فوائد کے لئے تعمیر ہوتی ہیں۔ جیسے ترویج علوم ومصارف اسلامی، حفظ وترویج، شعائر مذہبی مراکز صحت جو لوگوں کی خدمات کے لئے ہوتی ہیں۔ اسلامی اہداف اور معاشرے کی ترقی کے لئے عمومی مراکز کی ساخت میں نمایاں ہوں۔

اس کے لئے اسلامی ثقافت اور نکات کو فراموش نہیں کرنا چاہیے۔ مثال کے طور پر شخصی عمارت قاعدہ تسلیط کے تحت تعمیر ہوتی ہے جس میں انسان اپنے انفرادی آزادی حاصل کرتا ہے۔

لیکن اگر دوسروں کے لئے نقصان دہ ہو جیسے ہمسایوں کے حقوق کی رعایت نہ ہوتی ہو تو قاعدہ عدم ضرور مقدم کریں گے۔ اسی طرح عمومی مقامات، تعظیم شعائر دینی کے قاعدہ کے مطابق یا حرمت توہین دین کے قاعدہ کے مطابق بنتے ہیں۔

عمومی مقامات میں شہریوں مثلاً عورت، مرد، بچے، جوان بوڑھے سب کے حقوق کی رعایت ہو۔ لہٰذا ان عمارتوں کی تعمیر اسی طرح ہو کہ محرم و نامحرم تک کا مسئلہ پیش نہ آئے۔

عمارتوں کی ساخت:

اسلام کی نظر میں مختلف زمانوں اور مقانوں کے لئے مختلف اصول اپنائے گئے ہیں۔ زمان و مکان اور اہداف کے لحاظ سے ساخت میں فرق ہوتا ہے۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث ہے آپ نے فرمایا:

وَ ابْنُوْا مَدَائِنَكُمْ مُشْرِفَةً.

اپنے شہروں کو خوبصورت بناؤ جن سے شرافت اور صنعت نظر آئے۔ [1]

۲۔ شہرداری

شہر اور دیہات کی حفاظت عمومی مسائل میں سے ہے اور ایک معاشرے کی ضرورت ہے۔ فرہنگ اسلام میں اس پر توجہ دی گئی ہے۔ خمس وزکات کے اصول کے لئے عمومی عمارتیں ہوتی ہیں اور یہ مخیر افراد کی طرف سے بنتی ہیں جس کے لئے آیات وروایات میں بنانے کا ثواب ملتا ہے۔ بعض مخیر حضرات سڑک، مرکز علمی، فرہنگی، عبادی سلامتی وغیرہ بناتے ہیں۔

پچھلے زمانے میں لوگوں کو سفر اور حضر میں عمارتوں کی ضرورتی ہوتی تھی۔ جو آج کل مختلف ہے پہلے مہمان سراء بنائے جاتے تھے جس سے مسافر فائدہ اٹھاتے تھے۔

اموال بیت الموال:

وہ مال جس میں مختلف درآمد کے مجموعہ کا مال ہو۔ جیسے خمس، زکات، انفال، مالیات، ٹیکس اور جذیہ وغیرہ۔ یہ عمومی ثروت شمار ہوتی ہے۔ گلی، بازار، پارک، شہر میں روشنائی، پودوں کو پانی دینا، یہ سب شہریوں کے فوائد کے لئے ہے۔ بیت المال کی تقسیم عادلانہ ہونی

---

[1] الجامع الصغیر، ج۱، ص ۱۳

چاہیے۔استحقاق کے علاوہ کوئی حق نہیں رکھتا وہ بیت المال میں سے خرچ کرے۔

اموال عمومی کے استعمال میں دقت:

حضرت امیر المومنین علیہ السلام مالک اشتر کے نام خط (عہد نامہ) میں فرماتے ہیں:

اَدِقُّوا اَقْلَامَكُمْ وَ قَارِبُوا بَيْنَ سُطُورِكُمْ وَ احْذِفُوا عَنِّي فُضُولَكُمْ وَ اقْصِدُوا قَصْدَ الْمَعَانِي وَ اِيَّاكُمْ وَ الْاِكْثَارَ فَاِنَّ اَمْوَالَ الْمُسْلِمِينَ لَا تَحْتَمِلُ الْاِضْرَارَ.

(۱) جب کچھ لکھو تو باریک قلم سے (۲) سطریں قریب قریب ہوں (۳) غیر ضروری عبارت نہ لکھو (۴) ضروری الفاظ مطلب کے ادا کرنے میں لکھو (۵) ایسا نہ ہو کہ مال اہل اسلام ضائع ہو کیونکہ مال مسلمین ضرر کا متحمل نہیں ہو سکتا۔

ایک حدیث میں عمومی اموال کے بارے میں فرمایا:

اِيَّاكَ وَ الِاسْتِئْثَارَ بِمَا النَّاسُ فِيهِ اُسْوَةٌ.

دیکھو! جن چیزوں میں سب لوگوں کا حق برابر ہوتا ہے اسے اپنے لئے مخصوص نہ کر لینا۔[1]

اور ایک مقام پر مولا فرماتے ہیں:

اَلْمُسْلِمُونَ شُرَكَاءُ فِي ثَلَاثَةٍ فِي الْكَلَاِ وَ الْمَاءِ وَ النَّارِ

مسلمان تین چیزوں میں شریک ہیں۔صحرائی گھاس، پانی اور آگ۔[2]

اموال شخصی سے فائدہ اٹھانا:

بیت المال کے اموال سے پرہیز کرنے کی اتنی تاکید کی گئی ہے حتیٰ کہ انبیاء بھی نصیحت فرماتے تھے کہ اس سے پرہیز کرو۔

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

اَوْحَى اللهُ عَزَّ وَ جَلَّ اِلَى دَاوُدَ عليه السلام اَنَّكَ نِعْمَ الْعَبْدُ لَوْ لَا اَنَّكَ تَاْكُلُ مِنْ بَيْتِ الْمَالِ وَ لَا تَعْمَلُ بِيَدِكَ شَيْئاً قَالَ فَبَكَى دَاوُدُ عليه السلام اَرْبَعِينَ صَبَاحاً فَاَوْحَى اللهُ عَزَّ وَ جَلَّ اِلَى الْحَدِيدِ اَنْ لِنْ لِعَبْدِي دَاوُدَ فَاَلَانَ اللهُ عَزَّ وَ جَلَّ لَهُ الْحَدِيدَ فَكَانَ يَعْمَلُ كُلَّ يَوْمٍ دِرْعاً فَيَبِيعُهَا بِاَلْفِ دِرْهَمٍ فَعَمِلَ ثَلَاثَمِائَةِ وَ سِتِّينَ دِرْعاً فَبَاعَهَا بِثَلَاثِمِائَةٍ وَ سِتِّينَ اَلْفاً وَ اسْتَغْنَى عَنْ بَيْتِ الْمَالِ.

خدا نے حضرت داؤد علیہ السلام پر وحی نازل فرمائی تم میرے ایک نیک بندے ہو لیکن تم بیت المال سے مال خرچ کرتے ہو

---

[1] نہج البلاغۃ (للصبحی صالح) / ۴۴۴ / ۵۳ ومن کتاب لہ ع کتبہ للاشتر النخعی [رحمہ اللہ] لما ولاہ علی مصر واعمالہا حین اضطرب امر امیر ہا محمد بن ابی بکر، وہو اطول عہد کتبہ واجمعہ للمحاسن..... ص:۴۲۶

[2] روضۃ المتقین فی شرح من لایحضرہ الفقیہ (ط-القدیمۃ) / ج ۶ / ۲۳۴ / باب الحکم فی سیل وادی مہزور..... ص:۲۳۳

اور اپنے ہاتھ کی کمائی سے کیوں نہیں خرچ کرتے۔

آپ نے فرمایا: حضرت داؤد علیہ السلام نے چالیس دن تک گریہ کیا خدا نے لوہے کو ان کے لئے نرم کیا اور اس سے ہر روز ایک جنگی زرہ بناتے تھے اور ہزار درہم میں بیچتے تھے اس طرح حضرت داؤد علیہ السلام بیت المال سے بے نیاز ہو گئے۔ [۱]

عمومی اموال میں خزانہ دار کی شرائط:

عمومی اموال کی حفاظت کے لئے خزانہ دار قابل اعتماد ہو۔ حضرت امیر علیہ السلام نے ہر ایک نمائندے کو زکات اور اموال کو جمع کرنے کے لئے خط لکھا:

وَ لَا تَأْمَنَنَّ عَلَيْهَا اِلَّا مَنْ تَثِقُ بِدِينِهِ رَافِقاً بِمَالِ الْمُسْلِمِينَ حَتَّى يُوَصِّلَهُ اِلَى وَلِيِّهِمْ فَيَقْسِمَهُ بَيْنَهُمْ وَ لَا تُوَكِّلْ بِهَا اِلَّا نَاصِحاً شَفِيقاً وَ اَمِيناً حَفِيظاً.

لوگوں کے مال پر اس شخص کو متعین کرو جو دیندار اور قابل اعتماد ہو، جو شخص مسلمانوں کے اموال کے ساتھ انصاف کی رعایت کرتا ہو اور حق دار کو حق پہنچاتا ہو اور تمام مال تقسیم کر دیتا ہو۔ ایسے افراد جو خیر خواہ، مہربان و امین ہو، بیت المال کا خزانہ دار بناؤ۔ [۲]

بیت المال کے مستحقین:

بیت المال کی حفاظت ضروری ہے اور اس کا غلط استعمال ممنوع ہے۔ لیکن بعض اوقات خرچ کرنے کی ضرورت ہوتی ہے کہ اس میں کوئی اشکال نہیں۔ جیسے خزانہ دار اور دوسرے نمائندوں کی تنخواہیں، محتاج افراد پر خرچ ہوتی ہے جیسے یتیم اور عمومی خدمات۔

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

لَا بُدَّ مِنْ اِمَارَةٍ وَ رِزْقٍ لِلْاَمِيرِ وَ لَا بُدَّ مِنْ عَرِيفٍ وَ رِزْقٍ لِلْعَرِيفِ وَ لَا بُدَّ مِنْ حَاسِبٍ وَ رِزْقٍ لِلْحَاسِبِ وَ لَا بُدَّ مِنْ قَاضٍ وَ رِزْقٍ لِلْقَاضِي وَ كَرِهَ اَنْ يَكُونَ رِزْقُ الْقَاضِي عَلَى النَّاسِ الَّذِينَ يَقْضِي لَهُمْ وَ لَكِنْ مِنْ بَيْتِ الْمَالِ.

ضروری ہے کہ حکومت بیت المال میں سے حاکم و فرمانروا کے حقوق ادا کرے، عمومی ذمہ دارانِ حکومت کی تنخواہ بھی حکومت ادا کرے، حساب دار کی بھی ضرورتیں ہوتی ہیں لہٰذا اسے بھی تنخواہ دی جائے قاضی کی تنخواہ بھی ادا کی جانی چاہئے مکروہ ہے کہ قاضی کی تنخواہ لوگ ادا کریں اور قاضی لوگوں کا محتاج ہو بلکہ بیت المال سے ادا کرنا چاہیے۔ [۳]

---

[۱] الکافی (ط۔الاسلامیۃ)/ ج۵/ ۷۴/ باب مایجب من الاقتداء بالائمۃ ع فی التعرض للرزق..... ص:۷۳

[۲] نہج البلاغۃ (للصبحی صالح)/ ۳۸۱/ ۲۵ ومن وصیۃ لہ ع کان یکتبہا لمن یستعملہ علی الصدقات..... ص:۳۸۰

[۳] دعائم الاسلام/ ج۲/ ۵۳۸/ کتاب آداب القضاۃ..... ص:۵۲۷

حبیب ابن ابی ثابت بیت المال کو یتیموں میں تقسیم کرنے کے بارے میں کہتا ہے:

جَاءَ اِلَی اَمِیرِ الْمُؤْمِنِینَ علیہ السلام عَسَلٌ وَ تِینٌ مِنْ هَمْدَانَ وَ حُلْوَانَ فَاَمَرَ الْعُرَفَاءَ اَنْ یَاْتُوا بِالْیَتَامَی فَاَمْکَنَهُمْ مِنْ رُءُوسِ الْاَزْقَاقِ یَلْعَقُونَهَا وَ هُوَ یَقْسِمُهَا لِلنَّاسِ قَدَحاً قَدَحاً فَقِیلَ لَهُ یَا اَمِیرَ الْمُؤْمِنِینَ مَا لَهُمْ یَلْعَقُونَهَا فَقَالَ اِنَّ الْاِمَامَ اَبُو الْیَتَامَی وَ اِنَّمَا اَلْعَقْتُهُمْ هَذَا بِرِعَایَةِ الْاٰبَاءِ.

ایک شخص بغداد کے نزدیک حضرت امیر علیہ السلام کی خدمت میں شہد اور انجیر لایا۔ آپ نے اپنے بزرگ اصحاب کو حکم دیا کہ یتیموں کو بلایا جائے۔ شہد ان کے حوالے کیا تا کہ وہ کھا سکیں اور خود لوگوں میں تھوڑا تھوڑا شہد تقسیم کر دیں۔

آپؑ سے عرض کیا گیا: یتیموں سے کیوں شہد کی مشک کو کیوں کھلوایا؟

آپ علیہ السلام نے فرمایا: امام یتیموں کا باپ ہوتا ہے اور میں نے اپنے باپ ہونے کی سنت پر عمل کیا۔[1]

بیت المال کا بیہودہ استعمال:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اِذَا عَمِلَتْ اُمَّتِی خَمْسَ عَشْرَةَ خَصْلَةً حَلَّ بِهِمُ الْبَلَاءُ اِذَا کَانَ الْفَیْءُ دُوَلًا وَ الْاَمَانَةُ مَغْنَماً وَ الصَّدَقَةُ مَغْرَماً وَ اَطَاعَ الرَّجُلُ امْرَاَتَهُ وَ عَصَی اُمَّهُ وَ بَرَّ صَدِیقَهُ وَ جَفَا اَبَاهُ وَ ارْتَفَعَتِ الْاَصْوَاتُ فِی الْمَسَاجِدِ.

جب میری امت غنیمت، ثروت، امانت اور صدقہ کو ضائع شمار کرے گی جب مرد اپنی عورت کی اطاعت اور ماں کی نافرمانی ہو، اپنے دوستوں سے نیکی اور باپ پر جفا کرے، مساجد میں آوازیں بلند ہوں۔ ایسے حالات میں لوگوں پر بلائیں نازل ہوں گی۔[2]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

خَمْسَةٌ لَعَنْتُهُمْ وَ کُلُّ نَبِیٍّ مُجَابٍ الزَّائِدُ فِی کِتَابِ اللهِ وَ التَّارِکُ لِسُنَّتِی - وَ الْمُکَذِّبُ بِقَدَرِ اللهِ وَ الْمُسْتَحِلُّ مِنْ عِتْرَتِی مَا حَرَّمَ اللهُ وَ الْمُسْتَاْثِرُ بِالْفَیْءِ وَ الْمُسْتَحِلُّ لَهُ.

پانچ گروہ ایسے ہیں جن پر میری اور دوسرے انبیاء کی لعنت ہے:

۱۔ جو کتاب خدا میں اضافہ کرے۔

۲۔ جو میری سنت کو ترک کر دے۔

۳۔ جو قدر الٰہی کی تکذیب کرے۔

---

[1] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۱/ ۴۰۶/ باب مایجب من حق الامام علی الرعیۃ وحق الرعیۃ علی الامام..... ص:۴۰۵

[2] ارشاد القلوب الی الصواب (للدیلمی)/ ج۱/ ۱۷/ الباب السابع عشر فی عقاب الزناء والربا..... ص:۱۷

۴۔حرام کو حلال کرنا۔
۵۔جو شخص عمومی اموال کو اپنے لئے مخصوص کرتا ہے۔[1]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

فَالْاَمْطَارُ هِيَ الَّتِي تُطْبِقُ الْاَرْضَ ..... وَ بِهَا يَسْقُطُ عَنِ النَّاسِ فِي كَثِيرٍ مِنَ الْبُلْدَانِ مَئُونَةُ سِيَاقِ الْمَاءِ مِنْ مَوْضِعٍ اِلَى مَوْضِعٍ وَ مَا يَجْرِي فِي ذَلِكَ بَيْنَهُمْ مِنَ التَّشَاجُرِ وَ التَّظَالُمِ حَتَّى يَسْتَأْثِرَ بِالْمَاءِ ذَوُو الْعِزَّةِ وَ الْقُوَّةِ وَ يُحْرَمَهُ الضُّعَفَاءُ

بارشیں زمین کو سیراب کرتی ہیں.....اکثر مقامات پر پانی بڑی مشکل سے پہنچتا ہے، لہٰذا کنویں کے مالک پانی کے اپنے لئے مختص کرنے اور ضعیف افراد کو محروم کرنے سے انسان مشکلات میں مبتلا ہوتا ہے۔[2]

۳۔عمومی خدمات کے بعض مصادیق

(الف) صدقہ اور ضرورت مند افراد کی مدد:

اسلام میں خاص تدبیر کے ساتھ معاشرے میں ضرورت مند کی مدد کے علاوہ راہ خدا میں خرچ کرنا وقف، کفارات اور اسی طرح دوسرے طریقوں سے لوگوں کی خدمت کرنا ضروری ہے۔ضرورت مند اور فقراء کی مادی ومعنوی صدقہ اور مدد کرنا تمام لوگوں کا شرعی وظیفہ ہے اور یہ کام ثروت مند افراد کا ہے۔صدقہ اور لوگوں کی مدد کرنے سے انفرادی واجتماعی آثار اور ثواب ملتا ہے۔صدقہ ایمان کا سرمایہ اور منافع بخش تجارت ہے۔نیک کام کا بہترین وسیلہ اور دوزخ کی آگ ڈھال، بلا ومصیبت کو دور کرنے سے غریبوں کی مدد ہوتی ہے اور ثروت مندوں کے لئے امان ہے۔

یہاں پر کچھ روایات ذکر کرتے ہیں جو پیام وسیرت عملی اہل بیتؑ بیان کرتی ہیں۔

صدقہ کی اہمیت:

حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا:

تَصَدَّقْتُ يَوْماً بِدِينَارٍ فَقَالَ لِي رَسُولُ اللهِ ص- اَمَا عَلِمْتَ يَا عَلِيُّ اَنَّ صَدَقَةَ الْمُؤْمِنِ لَا تَخْرُجُ مِنْ يَدِهِ حَتَّى يَفُكَّ عَنْهَا مِنْ لُحَيٍّ سَبْعِينَ شَيْطَاناً كُلُّهُمْ يَأْمُرُهُ بِاَنْ لَا يَفْعَلَ وَ مَا تَقَعُ فِي يَدِ السَّائِلِ حَتَّى تَقَعَ فِي يَدِ الرَّبِّ جَلَّ جَلَالُهُ ثُمَّ تَلَا هَذِهِ الْآيَةَ : اَلَمْ يَعْلَمُوْا اَنَّ اللهَ هُوَ يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهِ

---

[1] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۲/ ۲۹۳/ باب فی اصول الکفر وارکانہ..... ص:۲۸۹
[2] توحید المفضل/ ۱۴۹/ مصالح نزول المطر علی الارض واثر التدبیر فیہ..... ص:۱۴۹

وَيَأْخُذُ الصَّدَقٰتِ وَاَنَّ اللّٰهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ.[1].

ایک دن میں نے ایک دینار صدقہ دیا۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: کیا تجھے معلوم ہے کہ صدقہ مومن کے ہاتھ پر جانے سے پہلے شیطان وں کے منہ سے بچتا ہے؟ صدقہ سائل کے ہاتھ پر پہنچنے سے پہلے خدا کے ہاتھ پر جاتا ہے۔ کیا یہ آیت نہیں کہتی:

کیا ان لوگوں نے اتنا بھی نہیں جانا کہ یقیناً خدا ہی اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے اور وہ ہی خیراتیں (بھی) لیتا ہے اور اس میں شک نہیں کہ وہی توبہ کا بڑا قبول کرنے والا مہربان ہے۔[2]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

خَيْرُ مَالِ الْمَرْءِ وَذَخَائِرِهِ الصَّدَقَةُ.

بہترین مال ذخیرہ شدہ صدقہ ہے۔[3]

اسی طرح فرمایا:

اَرْضُ الْقِيَامَةِ نَارٌ مَا خَلَا ظِلَّ الْمُؤْمِنِ فَاِنَّ صَدَقَتَهُ تُظِلُّهُ.

میدان قیامت سراسر آگ ہے صدقہ کے سوا وہاں کوئی سائبان نہیں۔[4]

صدقہ کے اوقات

صدقہ تمام اوقامات میں اچھا اور مؤثر ہے۔ لیکن بعض اوقات خاص اثر ہوتا ہے جس کی تاکید کی گئی ہے۔

غذا کے بعد:

حضرت علی علیہ السلام نے شہادت کے وقت امام حسن علیہ السلام کو وصیت میں فرمایا:

وَلَا تَاْكُلَنَّ طَعَاماً حَتّٰى تَصَدَّقَ مِنْهُ قَبْلَ اَكْلِهِ.

ہرگز کھانا نہ کھانا جب تک اس کا صدقہ نہ دے دو۔[5]

---

[1] سورۂ توبہ: ۱۰۴

[2] تفسیر العیاشی/ ج ۲/ ۱۰۷/ [سورۃ التوبۃ (۹): الآیات ۱۰۳ الی ۱۰۴]..... ص: ۱۰۶

[3] عیون اخبار الرضا علیہ السلام/ ج ۲/ ۶۱/ ۳۱ باب فیما جاء عن الرضا من الاخبار المجموعۃ..... ص: ۲۴

[4] الکافی (ط- الاسلامیۃ)/ ج ۴/ ۳/ باب فضل الصدقۃ..... ص: ۲

[5] الامالی (للمفید)/ النص/ ۲۲۲/ المجلس السادس والعشرون

صبح وشام کا آغاز:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

بَاكِرُوا بِالصَّدَقَةِ فَإِنَّ الْبَلَايَا لَا تَتَخَطَّاهَا وَ مَنْ تَصَدَّقَ بِصَدَقَةٍ أَوَّلَ النَّهَارِ دَفَعَ اللهُ عَنْهُ شَرَّ مَا يَنْزِلُ مِنَ السَّمَاءِ فِي ذَلِكَ الْيَوْمِ فَإِنْ تَصَدَّقَ أَوَّلَ اللَّيْلِ دَفَعَ اللهُ عَنْهُ شَرَّ مَا يَنْزِلُ مِنَ السَّمَاءِ فِي تِلْكَ اللَّيْلَةِ.

اپنے دن کا آغاز صدقہ سے کرو کیونکہ اس سے بلائیں دور ہوتی ہیں۔ جو شخص دن کے آغاز پر صدقہ دے خدا آسمان سے نازل ہونے والے شر سے انسان کو محفوظ رکھتا ہے۔

اگر رات کے شروع میں صدقہ دے تو خدا اس رات کو نازل ہونے والے شر سے انسان کو امان میں رکھتا ہے۔[1]

آپؑ نے فرمایا:

مَنْ تَصَدَّقَ بِصَدَقَةٍ إِذَا أَصْبَحَ دَفَعَ اللهُ عَزَّ وَ جَلَّ عَنْهُ نَحْسَ ذَلِكَ الْيَوْمِ.

جو شخص صبح صدقہ دے خدا اس روز کی نحوست برطرف فرماتا ہے۔[2]

روز جمعہ صدقہ دینا:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

كَانَ أَبِي أَقَلَّ أَهْلِ بَيْتِهِ مَالًا وَ أَعْظَمَهُمْ مَئُونَةً قَالَ وَ كَانَ يَتَصَدَّقُ كُلَّ يَوْمِ جُمُعَةٍ بِدِينَارٍ وَ كَانَ يَقُولُ الصَّدَقَةُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ تُضَاعَفُ لِفَضْلِ يَوْمِ الْجُمُعَةِ عَلَى غَيْرِهِ مِنَ الْأَيَّامِ.

میرے والد گرامی اپنے خاندان میں سب سے کم درآمد اور سب سے زیادہ خرچ کرنے والے تھے۔ وہ ہمیشہ روز جمعہ کو صدقہ دیتے تھے اور فرماتے تھے دوسرے دنوں کی نسبت روز جمعہ صدقہ دینا زیادہ بافضیلت ہے۔[3]

امام صادق علیہ السلام ایک شخص سے [جو صدقہ جیسی نیکی کا قصد رکھتا تھا] فرماتے ہیں:

يُسْتَحَبُّ أَنْ يَكُونَ ذَلِكَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَإِنَّ الْعَمَلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ يُضَاعَفُ.

یہ زیادہ پسندیدہ ہے کہ جمعہ کے دن صدقہ دیا جائے کیونکہ جمعہ کے دن نیک کام کرنے کا دوبرابر ثواب ملتا ہے۔[4]

---

[1] من لایحضرہ الفقیہ/ ج ۲ / ۶۷ / باب فضل الصدقۃ..... ص:۶۶

[2] من لایحضرہ الفقیہ/ ج ۲ / ۲۶۹ / باب افتتاح السفر بالصدقۃ..... ص:۲۶۹

[3] وسائل الشیعۃ/ ج ۷ / ۴۱۳ / ۵۵-باب استحباب الصدقۃ یوم الجمعۃ ولیلتہا بدینار او بما تیسر..... ص:۴۱۲

[4] من لایحضرہ الفقیہ/ ج ۱ / ۴۲۳ / باب وجوب الجمعۃ وفضلہا ومن وضعت عنہ والصلاۃ والخطبۃ فیہا..... ص:۴۰۹

سفر کے شروع میں صدقہ:

حماد بن عثمان امام صادق علیہ السلام سے سفر کی کراہت کے بارے میں پوچھتا ہے۔ امام علیہ السلام نے فرمایا:

اِفْتَتِحْ سَفَرَكَ بِالصَّدَقَةِ وَ اقْرَأْ آيَةَ الْكُرْسِيِّ إِذَا بَدَا لَكَ.

سفر کا آغاز صدقہ سے کرو اور جب بھی یاد آئے آیت الکرسی پڑھنا۔[1]

راوی کہتا ہے: میں نے امام صادق علیہ السلام سے سنا کہ آپ نے فرمایا:

إِذَا خَرَجَ أَحَدُكُمْ مِنْ مَنْزِلِهِ فَلْيَتَصَدَّقْ بِصَدَقَةٍ وَ لْيَقُلْ:

جب تم میں سے کوئی سفر کیلئے جائے تو صدقہ دے کر یہ دعا پڑھے:

اَللّٰهُمَّ اَظِلَّنِي مِنْ تَحْتِ كَنَفِكَ وَ هَبْ لِيَ السَّلَامَةَ فِي وَجْهِي هَذَا ابْتِغَاءَ السَّلَامَةِ وَ الْعَافِيَةِ وَ الْمَغْفِرَةِ وَ صَرْفَ اَنْوَاعِ الْبَلَاءِ.

اَللّٰهُمَّ فَاجْعَلْهُ لِي اَمَاناً فِي وَجْهِي هَذَا وَ حِجَاباً وَ سِتْراً وَ مَانِعاً وَ حَاجِزاً مِنْ كُلِّ مَكْرُوهٍ وَ مَحْذُورٍ وَ جَمِيعِ اَنْوَاعِ الْبَلَاءِ اِنَّكَ وَهَّابٌ جَوَادٌ مَاجِدٌ كَرِيمٌ.

فَاِنَّكَ اِذَا فَعَلْتَ ذٰلِكَ وَ قُلْتَهُ لَمْ تَزَلْ فِي ظِلِّ صَدَقَتِكَ مَا نَزَلَ بَلَاءٌ مِنَ السَّمَاءِ اِلَّا وَ دَفَعَهُ عَنْكَ وَ لَا اسْتَقْبَلَكَ بَلَاءٌ فِي وَجْهِكَ اِلَّا وَ صَدَمَهُ عَنْكَ وَ لَا اَرَادَكَ مِنْ هَوَامِّ الْاَرْضِ شَيْءٌ مِنْ تَحْتِكَ وَ لَا عَنْ يَمِينِكَ وَ لَا عَنْ يَسَارِكَ اِلَّا وَ قَمَعَتْهُ الصَّدَقَةُ.

خدایا! مجھے اپنی رحمت کے سائے میں پناہ دے۔ مجھے اس راستے پر چلنے میں سلامتی فرما، اس صدقہ کے ذریعے سلامتی، عافیت، مغفرت اور مختلف مصیبتوں کے رد کرنے کے لئے درخواست کرتا ہوں۔

خدایا! اس کو میرے لئے امن کا سبب، اس سفر میں، حجاب اور ستر، مانع و ہر دکھ کو رد کرنے والا قرار فرما۔ خطر اور تمام بلا سے امن دے کیونکہ تو بخشنے والا، کشادہ دست باعظمت و بزرگوار ہے۔

جب تم نے صدقہ دیا اور اس دعا کو پڑھا تو ہمیشہ اللہ کی پناہ میں ہو اور آسمان سے نازل ہونے والی بلاؤں کو صدقہ برطرف کرتا ہے اس طرح آنے والی مصیبتیں صدقہ دینے سے دور ہو جاتی ہیں اور زمین پر ہر موذی چیز سے تمہیں امان ملے گی۔[2]

وقت افطار میں صدقہ:

امام رضا علیہ السلام نے فرمایا:

---

[1] المحاسن/ ج ۲/ ۳۴۸/ ۸ باب افتتاح السفر بالصدقة..... ص: ۳۴۸

[2] بحار الانوار (ط- بیروت)/ ج ۹۲/ ۳۰۵/ باب ۱۱۳ ادعیۃ الخروج من الدار..... ص: ۳۰۴

مَنْ تَصَدَّقَ وَقْتَ اِفْطَارِہٖ عَلٰی مِسْکِیْنٍ بِرَغِیْفٍ غَفَرَ اللّٰہُ لَہٗ ذَنْبَہٗ وَ کَتَبَ لَہٗ ثَوَابَ عِتْقِ رَقَبَۃٍ مِنْ وُلْدِ اِسْمَاعِیْلَ.

جب کوئی افطار کے وقت ایک روٹی ضرورت مند کو صدقے میں دیتا ہے۔ خدا اس کے تمام گناہ معاف کرتا ہے اور اسے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی نسل سے ایک غلام آزاد کرنے کا ثواب ملتا ہے۔ [1]

ماہِ رجب میں صدقہ:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا گیا:

یَا نَبِیَّ اللّٰہِ! فَمَنْ عَجَزَ عَنْ صِیَامِ رَجَبٍ لِضَعْفٍ اَوْ لِعِلَّۃٍ کَانَتْ بِہٖ اَوِ امْرَاَۃٍ غَیْرِ طَاھِرٍ یَصْنَعُ مَا ذَا لِیَنَالَ مَا وَصَفْتَہٗ قَالَ یَتَصَدَّقُ کُلَّ یَوْمٍ بِرَغِیْفٍ عَلَی الْمَسَاکِیْنِ وَ الَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ اِنَّہٗ اِذَا تَصَدَّقَ بِھٰذِہِ الصَّدَقَۃِ کُلَّ یَوْمٍ نَالَ مَا وَصَفْتُ وَ اَکْثَرَ اِنَّہٗ لَوِ اجْتَمَعَ جَمِیْعُ الْخَلَائِقِ کُلُّھُمْ مِنْ اَھْلِ السَّمَاوَاتِ وَ الْاَرْضِ عَلٰی اَنْ یُقَدِّرُوا قَدْرَ ثَوَابِہٖ مَا بَلَغُوا عُشْرَ مَا یُصِیْبُ فِی الْجِنَانِ مِنَ الْفَضَائِلِ وَ الدَّرَجَاتِ.

اگر کوئی کمزوری یا کسی اور عذر کی وجہ سے رجب کا روزہ نہیں رکھ سکتا۔ وہ کون سا عمل کرے جس سے اسے ثواب مل جائے۔

آپؐ نے فرمایا: ایک روٹی کے برابر مسکین کو صدقہ دو، اس خدا کی قسم! جس کے قبضے میں میری جان ہے۔ جب اس طرح صدقہ دو گے تو اس طرح ثواب ملے گا جس طرح رجب کی فضیلت کا ثواب ملتا ہے بلکہ اس سے زیادہ ثواب ملتا ہے اگر آسمان وزمین کی مخلوق شمار کرنے لگے تو ایک درہم کی فضیلت کا ثواب اور جنت میں درجات شمار نہیں کر سکتے۔ [2]

ماہِ شعبان میں صدقہ:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

مَنْ تَصَدَّقَ بِصَدَقَۃٍ فِیْ شَعْبَانَ رَبَّاھَا اللّٰہُ جَلَّ وَ عَزَّ لَہٗ کَمَا یُرَبِّیْ اَحَدُکُمْ فَصِیْلَہٗ حَتّٰی یُوَافِیَ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ وَ قَدْ صَارَتْ لَہٗ مِثْلَ اُحُدٍ.

جو آدمی ماہ شعبان میں صدقہ دے تو خدا اس کے صدقے کی پرورش کرے گا یہاں تک کہ روز قیامت کوہِ احد کی مانند

---

[1] فضائل الاشہر الثلاثۃ/ ۹۶/ کتاب فضائل شہر رمضان

[2] الامالی (للصدوق)/ النص/ ۵۳۹/ المجلس الثمانون

بڑا نظر آئے گا۔[1]

ماہِ رمضان میں صدقہ:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

.....مَنْ تَصَدَّقَ فِي هَذَا الشَّهْرِ بِصَدَقَةٍ غَفَرَ اللهُ لَهُ.

جو شخص اس ماہ (رمضان المبارک) میں صدقہ دے خدا اسے بخش دیتا ہے۔[2]

مصدیق وصدقہ

صدقے کے مصادیق زیادہ ہیں۔ان میں سے ہم بعض کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔

نیک کام:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

كُلُّ مَعْرُوفٍ صَدَقَةٌ وَمَا وَقَى بِهِ الْمَرْءُ عِرْضَهُ كُتِبَ لَهُ بِهِ صَدَقَةً.

ہر نیک کام صدقہ ہوتا ہے انسان اپنی آبرو کی حفاظت میں جو کچھ کرتا ہے وہ صدقہ شمار ہوتا ہے۔[3]

پانی پلانا:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

أَفْضَلُ الصَّدَقَةِ سَقْيُ الْمَاءِ وَ أَفْضَلُ الصَّدَقَةِ صَدَقَةُ الْمَاءِ.

سب سے اچھا صدقہ پانی پلانے کا کام ہے۔بہترین چیز کہ جو صدقے میں دے سکتے ہو وہ پانی ہے۔[4]

کھیتوں کو پانی دینا، باغ، گیاہ، حیوان اور انسان کو پانی صدقہ کے بہترین مصادیق میں سے ہے۔حتیٰ کہ اگر پودوں کو پانی دینا، کچھ دھونے کے لئے پانی دینا، عمارتوں اور ان جیسے سب کام صدقے کے مصادیق شمار ہوتے ہیں۔

---

[1] الامالی (للصدوق)/ النص/ ۶۲۸/ المجلس الحادی والتسعون

[2] الامالی (للصدوق)/ النص/ ۵۴/ المجلس الثالث عشر

[3] الدعوات (للراوندی)/ سلوۃ الحزین/ النص/ ۱۰۷/ مایعمل اول کل شہر

[4] بحار الانوار (ط-بیروت)/ ج ۷۱/ ۳۶۹/ باب ۲۳ اطعام المؤمن وسقیہ وکسوتہ وقضاء دینہ..... ص:۳۵۹

بہرہ انسان:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

اِسْمَاعُ الْاَصَمِّ مِنْ غَيْرِ تَضَجُّرٍ صَدَقَةٌ هَنِيئَةٌ.

بہرے کو بات سنانا چہرے پر تیوری لائے بغیر لوگوں سے ملنا، بہترین صدقہ ہے۔[1]

علم کا پھیلانا:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَا تَصَدَّقَ النَّاسُ بِصَدَقَةٍ مِثْلَ عِلْمٍ يُنْشَرُ.

علم کو پھیلانے سے بڑھ کر کوئی صدقہ نہیں ہے۔[2]

لوگوں سے اچھا سلوک:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مُدَارَاةُ النَّاسِ صَدَقَةٌ.

لوگوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنا صدقہ ہے۔[3]

آداب صدقہ

قصد قربت:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام سے وصیت فرمائی:

يَا عَلِيُّ لَا خَيْرَ فِي الْقَوْلِ إِلَّا مَعَ الْفِعْلِ.....وَلَا فِي الصَّدَقَةِ إِلَّا مَعَ النِّيَّةِ.

اے علیؑ! خالی بات کرنے میں کوئی فائدہ نہیں ہے سوائے عمل کے، بغیر نیت کے صدقہ دینے کا بھی کوئی فائدہ نہیں

---

[1] ثواب الاعمال وعقاب الاعمال/ النص/ ۱۴۰/ ثواب الصدقۃ..... ص:۱۳۹

[2] منیۃ المرید/ ۱۰۵/ ۲ فصل فیما روی عن النبی ص فی فضل العلم..... ص:۹۹

[3] روضۃ الواعظین وبصیرۃ المتعظین (ط-القدیمۃ)/ ج ۲/ ۳۸۰/ فصل فی ذکر کظم الغیظ..... ص:۳۷۹

ہے۔[1]

پاکیزہ ترین مال سے صدقہ:

امام صادق علیہ السلام نے اس آیت "اَنْفِقُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا كَسَبْتُمْ"[2] کے بارے میں فرمایا:

كَانَ الْقَوْمُ قَدْ كَسَبُوا مَكَاسِبَ سَوْءٍ فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَلَمَّا اَسْلَمُوا اَرَادُوا اَنْ يُخْرِجُوهَا مِنْ اَمْوَالِهِمْ لِيَتَصَدَّقُوا بِهَا فَاَبَى اللهُ تَبَارَكَ وَ تَعَالَى اِلَّا اَنْ يُخْرِجُوا مِنْ اَطْيَبِ مَا كَسَبُوا.

دوران جاہلیت لوگوں کا مال ناپاک ہوتا تھا جب وہ اسلام لے آئے تو انہوں نے چاہا کہ صدقہ دے کر اپنے مال کو پاک کریں۔ خداوند عالم نے قبول نہ فرمایا سوائے پاکیزہ ترین مال سے۔[3]

صدقہ اپنے ہاتھ سے دو:

امام صادق علیہ السلام سے بہترین صدقہ کے بارے میں پوچھا گیا تو آپؑ نے فرمایا:

اَيُّ الصَّدَقَةِ اَفْضَلُ قَالَ اَنْ تَتَصَدَّقَ وَ اَنْتَ صَحِيحٌ شَحِيحٌ تَأْمُلُ الْبَقَاءَ وَ تَخَافُ الْفَقْرَ وَ لَا تُمْهِلُ حَتّٰى اِذَا بَلَغَتِ الْحُلْقُومَ قُلْتَ لِفُلَانٍ كَذَا وَ لِفُلَانٍ كَذَا اَلَا [اَلَا] وَ قَدْ كَانَ لِفُلَانٍ.

صدقہ اس وقت بھی دو جب تم سلامت ہو۔ صدقہ دینے میں تاخیر نہ کرو۔ حتیٰ کہ جان حلق میں آجائے اور کہو یہ فلاں کے لئے اور یہ فلاں کے لئے۔[4]

چھپا کر صدقہ دینا:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بہترین صدقہ کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا:

جُهْدٌ مِنْ مُقِلٍّ اِلٰى فَقِيرٍ فِي سِرٍّ.

غریبوں کی غربت کے دوران چھپا کر صدقہ دینا بہترین صدقہ ہے۔[5]

حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا:

..... صَدَقَةُ السِّرِّ فَاِنَّهَا تُطْفِئُ الْخَطِيئَةَ وَ تُطْفِئُ غَضَبَ الرَّبِّ.

---

[1] من لایحضرہ الفقیہ/ ج ۴/ ۳۶۹/ باب النوادر وہو آخر ابواب الکتاب..... ص: ۳۵۲

[2] سورۂ بقرہ: ۲۶۷

[3] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۴/ ۴۸/ باب النوادر..... ص: ۴۶

[4] الدعوات (للراوندی)/ سلوۃ الحزین/ النص/ ۱۰۷/ ما یعمل اول کل شہر

[5] معانی الاخبار/ النص/ ۳۳۳/ باب معنی تحیۃ المسجد و معنی الصلاۃ و ما یتصل بذلک من تمام الحدیث..... ص: ۳۳۲

چھپا کے صدقہ دینا گناہ اور خطا کو ختم کر دیتا ہے اور اس پر عذاب الٰہی نہیں ہوتا۔[1]

امام باقر علیہ السلام نے فرمایا:

اَرْبَعٌ مِنْ کُنُوزِ الْبِرِّ کِتْمَانُ الْحَاجَةِ وَ کِتْمَانُ الصَّدَقَةِ وَ کِتْمَانُ الْوَجَعِ وَ کِتْمَانُ الْمُصِیبَةِ.

چار چیزیں نیکی کے خزانوں میں سے ہیں:

۱۔ضرورت کو چھپانا۔

۲۔چھپا کر صدقہ دینا۔

۳۔دکھ کو چھپانا۔

۴۔مصیبت کو چھپانا۔[2]

قناعت فقیر کا امتحان:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

قَالَ وَ کَانَ اَبِی رُبَّمَا اخْتَبَرَ السُّؤَّلَ لِیَعْلَمَ الْقَانِعَ مِنْ غَیْرِهِ فَاِذَا وَقَفَ بِهِ السَّائِلُ اَعْطَاهُ الرَّاْسَ فَاِنْ قَبِلَهُ قَالَ دَعْهُ وَ اَعْطَاهُ اللَّحْمَ فَاِنْ لَمْ یَقْبَلْهُ تَرَکَهُ وَ لَمْ یُعْطِهِ شَیْئاً.

میرے والد اس طرح کرتے تھے کہ سائل کی درخواست کا امتحان کرتے تھے۔ تا کہ اس کی قناعت کو معلوم کر سکیں۔ جب کوئی سائل آتا تو اسے بھیڑ بکری کا سر دیتے تھے۔ اگر فقیر قبول کر لیتا تو اس سے فرماتے یہ اور گوشت بھی لیے جاؤ اور سر لینے سے منع کرتا تھا تو اسے کوئی چیز نہیں دیتے تھے۔[3]

شوہر کی اجازت سے صدقہ دینا:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

فَقَالَتْ یَا رَسُولَ اللهِ مَا حَقُّ الزَّوْجِ عَلَی زَوْجَتِهِ فَقَالَ اَنْ لَا تَتَصَدَّقَ مِنْ بَیْتِهِ اِلَّا بِاِذْنِهِ وَ .....

مرد کا عورت پر یہ حق ہے کہ وہ اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر صدقہ نہ دے لیکن اگر مال اس کا اپنا ہے تو پھر شوہر سے اجازت کی ضرورت نہیں ہے۔[4]

---

[1] علل الشرائع/ ج۱ / ۲۴۷ / ۱۸۲ باب علل الشرائع واصول الاسلام..... ص:۲۴۷

[2] تحف العقول/ النص/ ۲۹۵ / وروی عنہ ع فی قصار ہذہ المعانی..... ص:۲۹۲

[3] دعائم الاسلام/ ج ۲ / ۱۸۵ / ا فصل ذکر الضحایا..... ص:۱۸۱

[4] دعائم الاسلام/ ج ۲ / ۲۱۶ / ۴ فصل ذکر الدخول بالنساء ومعاشرتہن..... ص:۲۰۴

آثار صدقہ

بے نیازی:

امام باقر علیہ السلام نے فرمایا:

اَلْبِرُّ وَ صَدَقَةُ السِّرِّ يَنْفِيَانِ الْفَقْرَ وَ يَزِيدَانِ فِي الْعُمُرِ وَ يَدْفَعَانِ عَنْ سَبْعِينَ مِيتَةَ سَوْءٍ.

نیکی اور پنہانی صدقہ دینا، نیازمندی کو ختم کر دیتے ہیں اور عمر میں اضافہ ہوتا ہے اور ستر قسم کی بری موت سے نجات ملتی ہے۔[1]

نحوست کو دفع کرنا:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اِذَا اَصْبَحْتَ فَتَصَدَّقْ بِصَدَقَةٍ تُذْهِبُ عَنْكَ نَحْسَ ذٰلِكَ الْيَوْمِ وَ اِذَا اَمْسَيْتَ فَتَصَدَّقْ بِصَدَقَةٍ تُذْهِبُ عَنْكَ نَحْسَ تِلْكَ اللَّيْلَةِ.

جب رات کو سوئے اور صبح ہو جائے تو صدقہ دو تا کہ اس دن کی نحوست ختم ہو جائے۔ جب دن ختم ہوا اور رات آئے تو بھی صدقہ دو تا کہ اس رات میں آنے والی نحوست دور ہو جائے۔[2]

جو لوگ خدا کی قضا و قدر پر ایمان نہیں رکھتے یعنی قضا و قدر صحیح سمجھ نہیں سکتے وہ خرافات کا شکار ہو جاتے ہیں۔ جیسے اچھا چانس اور برا چانس نحوست اور برا قدم وغیرہ ہے جیسے اوہام ان کے دلوں میں ہوتے ہیں۔ آل فرعون بھی جب مشکلات میں ہوتے تو خدا کا امتحان سمجھنے کی بجائے برا فال لیتے تھے۔

فَاِذَا جَآءَتْهُمُ الْحَسَنَةُ قَالُوْا لَنَا هٰذِهٖ ۚ وَاِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ يَّطَّيَّرُوْا بِمُوْسٰى وَمَنْ مَّعَهٗ ؕ اَلَآ اِنَّمَا طٰٓئِرُهُمْ عِنْدَ اللّٰهِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۳۱﴾

تو جب انہیں کوئی راحت ملتی تو کہنے لگتے کہ یہ تو ہمارے لیے سزاوار ہی ہے اور جب کوئی انہیں مصیبت پہنچتی تو موسیٰؑ اور ان کے ساتھیوں کی بدشگونی سمجھتے۔ دیکھو ان کی بدشگونی تو خدا کے ہاں (لکھی جا چکی) تھی مگر بہتیرے لوگ نہیں جانتے

---

[1] الزہد/ النص/ ۳۳/ ۵ باب برالوالدین والقرابۃ والعشیرۃ والقطیعۃ

[2] النوادر (للراوندی)/ ۵۳/ الصدقۃ وسعد ونحس الایام..... ص: ۵۳

ہیں۔[1]

حسن بن مسعود کہتا ہے:

دَخَلْتُ عَلَى اَبِي الْحَسَنِ عَلِيِّ بْنِ مُحَمَّدٍ عليه السلام وَ قَدْ نُكِبَتْ اِصْبَعِي وَ تَلَطَّخَنِي رَا كِبٌ وَ صَدَمَ كَتِفِي وَ دَخَلْتُ فِي زَحْمَةٍ فَخَرَقُوا عَلَيَّ بَعْضَ ثِيَابِي فَقُلْتُ كَفَانِي اللهُ شَرَّكَ مِنْ يَوْمٍ فَمَا اَيْسَمَكَ فَقَالَ عليه السلام لِي يَا حَسَنُ هَذَا وَ اَنْتَ تَغْشَانَا تَرْمِي بِذَنْبِكَ مَنْ لَا ذَنْبَ لَهُ قَالَ الْحَسَنُ فَاَثَابَ اِلَيَّ عَقْلِي وَ تَبَيَّنْتُ خَطَئِي فَقُلْتُ يَا مَوْلَايَ اَسْتَغْفِرُ اللهَ فَقَالَ يَا حُسْنُ مَا ذَنْبُ الْاَيَّامِ حَتَّى صِرْتُمْ تَتَشَأَّمُونَ بِهَا اِذَا جُوزِيتُمْ بِاَعْمَالِكُمْ فِيهَا قَالَ الْحَسَنُ اَنَا اَسْتَغْفِرُ اللهَ اَبَداً وَ هِيَ تَوْبَتِي يَا ابْنَ رَسُولِ اللهِ قَالَ عليه السلام وَ اللهِ مَا يَنْفَعُكُمْ وَلَكِنَّ اللهَ يُعَاقِبُكُمْ بِذَمِّهَا عَلَى مَا لَا ذَمَّ عَلَيْهَا فِيهِ اَمَا عَلِمْتَ يَا حَسَنُ اَنَّ اللهَ هُوَ الْمُثِيبُ وَ الْمُعَاقِبُ وَ الْمُجَازِي بِالْاَعْمَالِ عَاجِلًا وَ آجِلًا قُلْتُ بَلَى يَا مَوْلَايَ قَالَ عليه السلام لَا تَعُدْ وَ لَا تَجْعَلْ لِلْاَيَّامِ صُنْعاً فِي حُكْمِ اللهِ قَالَ الْحَسَنُ بَلَى يَا مَوْلَايَ.

میں امام ہادی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا میری انگلی میں خراش اور ایک حادثے کی وجہ سے میرے کندھے میں تکلیف تھی اور میں لوگوں کے اجتماع میں داخل ہوا ہجوم اتنا تھا کہ میرا لباس پھٹ گیا پس میں نے کہا: اے نحوس زمانہ! خدا مجھے تیرے شر سے نجات دے۔

امام نے مجھ سے فرمایا: اے حسن! تیرا ہمارے ساتھ آنا جانا رہتا ہے۔

اور تو اپنے گناہوں کو بے گناہ کی گردن میں ڈالتے ہو؟

حسن کہتا ہے میں امام کی طرف متوجہ ہوا اور آپؑ کے خطاب کو سمجھ گیا۔

پس میں نے کہا: اے میرے مولا! میں خدا سے مغفرت طلب کرتا ہوں۔

امام نے فرمایا: اے حسن! زمانے کا کیا گناہ ہے کہ جب بھی تو اپنے کردار سے گناہ کرتا تو زمانے کو برا بھلا کہتا ہے؟

حسن نے کہا: میں ہمیشہ کے لئے خدا سے معافی مانگتا ہوں اور اے فرزند رسول! یہ میری توبہ ہے۔

امام ہادی علیہ السلام نے فرمایا: خدا کی قسم! زمانے کو منحوس سمجھنے میں تجھے کوئی فائدہ نہیں ہوا بلکہ خدا تجھے عذاب دے گا کہ تو نے زمانے کی سرزنش کی حالانکہ وہ قابل سرزنش نہیں ہے،

اے حسن! کیا تو نہیں جانتا کہ ہر عمل کا دنیا و آخرت میں جلدی یا دیر سے جزا و ثواب دینے والا خدا ہے۔

میں نے عرض کیا: اے میرے آقا! کیوں؟

آپؑ نے فرمایا: اس عمل کا تکرار نہ کر اور زمانے کے اچھے یا برے ہونے میں حکم الٰہی کو اثر قرار نہ دے۔

---

[1] سورۂ اعراف: ۱۳۱

حسن نے کہا: ٹھیک ہے اے میرے سردار!۔[1]

غضب الٰہی سے نجات:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اِنَّ الْمَعْرُوفَ یَمْنَعُ مَصَارِعَ السُّوءِ، وَاِنَّ الصَّدَقَةَ تُطْفِئُ غَضَبَ الرَّبِّ.

نیکی ناگہانی پیش آنے والی مصیبت کو دفع کرتی ہے اور صدقہ کے ذریعے غضب الٰہی سے نجات ملتی ہے۔[2]

مال وعمر میں برکت:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

اِنَّ صَدَقَةَ اللَّیْلِ تُطْفِئُ غَضَبَ الرَّبِّ وَ تَمْحُو الذَّنْبَ الْعَظِیمَ وَ تُهَوِّنُ الْحِسَابَ وَ صَدَقَةَ النَّهَارِ تُثْمِرُ الْمَالَ وَ تَزِیدُ فِی الْعُمُرِ.

رات کو صدقہ دینے سے غضب الٰہی نہیں ہوتا۔ گناہان کبیرہ ختم کرتا ہے۔ روز قیامت حساب میں آسانی ہوتی ہے۔ دن کا صدقہ دینے سے مال میں برکت ہوتی ہے اور انسان کی عمر طولانی ہوتی ہے۔[3]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اسْتَنْزِلُوا الرِّزْقَ بِالصَّدَقَةِ.

اپنی روزی کو صدقہ کے ذریعے حاصل کرو۔[4]

اسی طرح آپ نے فرمایا:

الصَّدَقَةُ لَا تَزِیدُ الْمَالَ اِلَّا کَثْرَةً، فَتَصَدَّقُوا یَرْحَمْکُمُ اللهُ.

صدقہ دینے سے مال میں اضافہ ہوتا ہے۔ پس صدقہ دو۔ خدا تم پر رحمت فرمائے گا۔[5]

نیز فرمایا:

لَیْسَ مِنْ مُسْلِمٍ یَتَصَدَّقُ بِصَدَقَةٍ مِنْ طَیِّبٍ اِلَّا وَضَعَهَا فِی کَفِّ الرَّحْمَنِ فَیُرَبِّیهَا لَهُ حَتَّی یَمْلَأَ

---

[1] تحف العقول/ النص/ ۴۸۲/ وروی عنہ ع فی قصار ہذہ المعانی..... ص:۴۸۱

[2] قرب الاسناد (ط-الحدیثۃ)/ النص/ ۷۶/ احادیث متفرقۃ..... ص:۹

[3] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۴/ ۹/ باب صدقۃ اللیل..... ص:۸

[4] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۴/ ۳/ باب فضل الصدقۃ..... ص:2

[5] الاصول الستۃ عشر (ط-دار الحدیث)/ ۲۴۳/ [اخبار عبداللہ بن طلحۃ النہدی]..... ص:۲۴۰

كَفَّهُ.

کوئی مسلمان پاک مال کے علاوہ صدقہ نہیں دیتا مگر یہ کہ وہ دست خدا میں مال دیتا ہے اور خداوند عالم اس سدقہ دینے والے کی پرورش کرتا ہے اور اس کو وسیع رزق دیتا ہے۔[1]

بلا و بیماری سے نجات:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اِنَّ اللهَ لَيَدْرَأُ بِالصَّدَقَةِ سَبْعِينَ مِيتَةً مِنَ السُّوْءِ.

صدقہ دینے سے خدا ستر طرح کی بری موت کو انسان سے دور کر دیتا ہے۔[2]

حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا:

الصَّدَقَةُ دَوَاءٌ مُنْجِحٌ.

صدقہ دینا ایک قسم کا علاج ہے۔[3]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

دَاوُوا مَرْضَاكُمْ بِالصَّدَقَةِ وَ ادْفَعُوا الْبَلَاءَ بِالدُّعَاءِ وَ اسْتَنْزِلُوا الرِّزْقَ بِالصَّدَقَةِ فَاِنَّهَا تُفَكُّ مِنْ بَيْنِ لُحَيِّ سَبْعِمِائَةِ شَيْطَانٍ وَلَيْسَ شَيْءٌ اَثْقَلَ عَلَى الشَّيْطَانِ مِنَ الصَّدَقَةِ عَلَى الْمُؤْمِنِ وَ هِيَ تَقَعُ فِي يَدِ الرَّبِّ تَبَارَكَ وَ تَعَالَى قَبْلَ اَنْ تَقَعَ فِي يَدِ الْعَبْدِ.

اپنے مریضوں کا صدقہ کے ذریعے علاج کرو، دعا کے ذریعے بلا کو دور کرو، روزی میں صدقہ کے ذریعے اضافہ کرو کہ روزی سات سو شیطان کے منہ سے بچ کر آتی ہے۔ جتنا صدقہ دینے سے شیطان کو تکلیف ہوتی ہے اتنا کسی اور چیز سے اسے تکلیف نہیں ہوتی۔ صدقہ غریب کے ہاتھ پر جانے سے پہلے خدا کے ہاتھ پر آتا ہے۔[4]

معاذ بن مسلم کہتا ہے:

كُنْتُ عِنْدَ اَبِي عَبْدِ اللهِ عليه السلام فَذَكَرُوا الْاَوْجَاعَ فَقَالَ عليه السلام دَاوُوا مَرْضَاكُمْ بِالصَّدَقَةِ وَ مَا عَلَى اَحَدِكُمْ اَنْ يَتَصَدَّقَ بِقُوتِ يَوْمِهِ اِنَّ مَلَكَ الْمَوْتِ يُدْفَعُ اِلَيْهِ الصَّكُّ بِقَبْضِ رُوحِ الْعَبْدِ فَيَتَصَدَّقُ فَيُقَالُ لَهُ رُدَّ عَلَيْهِ الصَّكَّ.

---

[1] مستدرک الوسائل و مستنبط المسائل/ ج ۷/ ۲۴۶/ ۴۲- باب استحباب الصدقۃ باطیب المال واحلہ وعدم جواز الصدقۃ بالمال الحرام..... ص: ۲۴۴

[2] الدعوات (للراوندی)/ سلوۃ الحزین/ النص/ ۱۸۱/ فصل فی التداوی بتربۃ مولانا وسیدنا ابی عبداللہ الحسین ع والدعاء والصدقۃ..... ص: ۱۸۰

[3] نہج البلاغۃ (للصبحی صالح)/ ۴۷۰/ ۷-..... ص: ۴۷۰

[4] الکافی (ط- الاسلامیۃ)/ ج ۴/ ۳/ باب فضل الصدقۃ..... ص: ۲

میں سخت مریض تھا کہ امام صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے اسی طرح فرمایا: اپنے بیماروں کا صدقہ کے ذریعے علاج کرو۔ حتیٰ کہ ہر روز کھانے کا صدقہ دو۔ بعض اوقات عزرائیل علیہ السلام آدمی کی موت کے لئے آتا ہے لیکن وہ صدقہ دیتا ہے تو عمر طولانی ہو جاتی ہے اور وہ فرشتہ واپس چلا جاتا ہے۔ [1]

صراط سے عبور کرنے کا عمل:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

طَلَبْتُ الْجَوَازَ عَلَى الصِّرَاطِ فَوَجَدْتُهُ فِي الصَّدَقَةِ.

میں صراط سے گزرا اور اسے صدقے کے ذریعے عبور کیا۔ [2]

جنت کی ضمانت کا سبب:

حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا:

ضَمِنْتُ لِسِتَّةٍ الْجَنَّةَ رَجُلٌ خَرَجَ بِصَدَقَةٍ فَمَاتَ فَلَهُ الْجَنَّةُ- وَ رَجُلٌ خَرَجَ يَعُودُ مَرِيضاً فَمَاتَ فَلَهُ الْجَنَّةُ- وَ رَجُلٌ خَرَجَ مُجَاهِداً فِي سَبِيلِ اللهِ فَمَاتَ فَلَهُ الْجَنَّةُ- وَ رَجُلٌ خَرَجَ حَاجّاً فَمَاتَ فَلَهُ الْجَنَّةُ وَ رَجُلٌ خَرَجَ إِلَى الْجُمُعَةِ فَمَاتَ فَلَهُ الْجَنَّةُ- وَ رَجُلٌ خَرَجَ فِي جِنَازَةِ رَجُلٍ مُسْلِمٍ فَمَاتَ فَلَهُ الْجَنَّةُ.

چھ قسم کے افراد کے لئے جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔

۱۔ جو شخص صدقہ دے۔

جب وہ مرتا ہے تو جنت میں جاتا ہے اور دوسرے پانچ گروہ مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ بیمار کی عیادت کرنے والا۔ ۲۔ اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والا۔

۳۔ حج بجالانے والا۔ ۴۔ نماز جمعہ میں شریک ہونے والا۔

۵۔ نمازِ جنازہ میں جانے والا۔ [3]

خاندان پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر صدقہ حرام ہے:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

---

[1] مکارم الاخلاق/ ۳۸۸/ فی الصدقۃ..... ص:۳۸۷

[2] مستدرک الوسائل ومستنبط المسائل/ ج ۱۲/ ۱۷۳/ ۱۰۱- باب نوادر ما یتعلق بابواب جہاد النفس وما ینا سبہ..... ص:۱۶۶

[3] من لا یحضرہ الفقیہ/ ج ۱/ ۱۴۰/ باب غسل المیت..... ص:۱۳۱

الصَّدَقَةُ لَا تَحِلُّ لِمُحَمَّدٍ وَ لَا لِآلِ مُحَمَّدٍ اِنَّ اللهَ قَدْ جَعَلَ لَهُمْ فِي الْخُمُسِ مَا فِيهِ كِفَايَتُهُمْ فَجَعَلَهُ عِوَضاً عَنْهَا.

صدقہ محمد وآل محمد علیہم السلام پر حلال نہیں۔ خدا نے ان کے لئے خمس قرار دیا اور خمس صدقہ کی جگہ پر ہے۔[1]

(ب) وقف:

وقف درحقیقت مختلف خدمات کی حمایت، فرد اور معاشرے کی ضرورت ہے۔ دیندار افراد اپنے مال کو خدا کے لئے وقف کرتے ہیں تاکہ وہ مال ان کی ملکیت سے نکل کر اللہ کی راہ میں وقف ہوں۔ وقف عمومی بھی ہوتا ہے کہ جس سے تمام افراد فائدہ اٹھاتے ہیں۔ جیسے کاروان سرا کے راستے میں آرام کے لئے سرا، پانی ذخیرہ، قنات مراکز عبادی جیسے مساجد، امام بارگاہ، علمی مدارس، لائبریری اور ہسپتال وغیرہ۔ عام لوگوں کے وقف ہیں یعنی تمام لوگوں کا حق ہے کہ وزن سے فائدہ اٹھائیں۔

انسانی معاشرہ ہمیشہ ایسے وقف کے لئے ضرورت مند ہوتا ہے اور یہ صدقہ جاریہ شمار ہوتا ہے۔ کچھ وقف خاص ہوتا ہے کسی خاص گروہ یا قوم کے لئے وقف کرنا جیسے کوئی مکان سید کے لئے وقف کردینا۔

مسجد کے لئے سجدہ گاہ، تسبیح، قرآن وکتب وغیرہ۔ انہیں مسجد سے باہر لے جانا حرام ہے۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اِذَا مَاتَ الْاِنْسَانُ انْقَطَعَ عَمَلُهُ اِلَّا مِنْ ثَلَاثٍ عِلْمٍ يُنْتَفَعُ بِهِ اَوْ صَدَقَةٍ تَجْرِي لَهُ اَوْ وَلَدٍ صَالِحٍ يَدْعُو لَهُ.

جب انسان مرتا ہے تین پیوند دنیا میں باقی رہتے ہیں:

(۱) وہ علم جس سے فائدہ اٹھایا گیا ہو، (۲) صدقہ جاریہ دینا اور (۳) صالح اولاد کی والدین کے لئے دعا۔[2]

(ج) گدائی اور بھیک سے بچنے کا حل:

ہر انسان اپنے نفس کو محترم سمجھتا ہے۔ عزت نفس مسلمانوں کے لئے افتخار ہے۔ کبھی بھی مسلمان اپنے آپ کو ذلت میں نہیں ڈالتا۔ اسلام میں گدائی کو ذلت سے تعبیر کیا گیا ہے۔ انسان کو خود کمانا چاہیے اور اپنی ضرورت کو پورا کرنا چاہیے۔ کسی کے سامنے ہاتھ نہ پھیلائے۔ اپنے لئے فقر کا دروازہ نہ کھولے۔

البتہ ناگہانی مصیبت یا حکومت اسلامی نہ ہو اور مسلمانوں کے حقوق ادا نہ ہوں تو غریبوں کی مدد کرنا ضروری ہے۔ سیلاب آجاتا ہے زلزلہ آتا ہے یا حادثہ ہوجاتا ہے تو ایسی صورت میں لوگوں کی مدد کرنا ضروری ہے۔ یہ اسلامی حکومت کا وظیفہ ہے فقر کے خاتمے کے

---

[1] عوالی اللئالی العزیزیۃ فی الاحادیث الدینیۃ/ ج ۳/ ۱۳۰/ باب الخمس..... ص:۱۲۵

[2] روضۃ الواعظین وبصیرۃ المتعظین (ط-القدیمۃ)/ ج ۱/ ۱۱/ باب الکلام فی ماہیۃ العلوم وفضلہا..... ص:۵

لئے سب مسلمانوں کو مل کر کام کرنا چاہیے۔

بے نیازی کی فضیلت:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

شَرَفُ الْمُؤْمِنِ قِيَامُ اللَّيْلِ وَ عِزُّهُ اسْتِغْنَاؤُهُ عَنِ النَّاسِ.

مومن کا شرف یہ ہے کہ وہ رات کو نماز پڑھے اور لوگوں سے بے نیاز ہو اس میں اس کی عزت ہے۔[1]

امام رضا علیہ السلام سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَجُلٌ لِلنَّبِيِّ (صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ): يَا رَسُولَ اللهِ، عَلِّمْنِي عَمَلًا لَا يُحَالُ بَيْنَهُ وَ بَيْنَ الْجَنَّةِ. قَالَ: لَا تَغْضَبْ، وَلَا تَسْأَلِ النَّاسَ شَيْئاً.

ایک شخص نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا: اے اللہ کے رسولؐ! مجھے کسی ایسے عمل کی رہنمائی فرمائیں جس میں جنت اور اس عمل کے درمیان فاصلہ نہ ہو۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: غصہ نہ کرو اور لوگوں سے کچھ نہ مانگو۔[2]

نیازمند افراد کی بے نیازی:

امام صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا:

كَانَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ عليه السلام يَقُولُ لِيَجْتَمِعْ فِي قَلْبِكَ الِافْتِقَارُ إِلَى النَّاسِ وَ الِاسْتِغْنَاءُ عَنْهُمْ فَيَكُونَ افْتِقَارُكَ إِلَيْهِمْ فِي لِينِ كَلَامِكَ وَ حُسْنِ بِشْرِكَ وَ يَكُونَ اسْتِغْنَاؤُكَ عَنْهُمْ فِي نَزَاهَةِ عِرْضِكَ وَ بَقَاءِ عِزِّكَ.

تیرے دل میں نیازمندی اور لوگوں سے بے نیازی دونوں ہونے چاہئے۔ پس جب ان سے بات چیت کرو تو نرم لہجے میں گفتگو کرو اور جب معاملہ آبرو وعزت مندی کا ہو تو ان سے مستغنی ہو (یعنی ان سے کچھ نہ چاہو جو چاہو خدا سے چاہو)۔[3]

محبوبیت عزت نفس:

پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

---

[1] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۲/ ۱۴۸/ باب الاستغناء عن الناس..... ص:۱۴۸

[2] الامالی (للطوسی)/ النص/ ۵۰۸/ [۱۸] المجلس الثامن عشر

[3] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۲/ ۱۴۹/ باب الاستغناء عن الناس..... ص:۱۴۸

اِنَّ اللهَ یُحِبُّ الْحَیِیَّ الْمُتَعَفِّفَ، وَ یُبْغِضُ الْبَذِیَّ السَّائِلَ الْمُلْحِفَ.

خداوند عالم باحیا انسان کو دوست رکھتا ہے اور گداگر کو دشمن رکھتا ہے۔[1]

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

شِیعَتِی مَنْ ..... وَ لَمْ یَسْأَلِ النَّاسَ وَ لَوْ مَاتَ جُوعاً.

میرے شیعہ ..... لوگوں سے سوال نہیں کرتے اگر چہ بھوک سے وہ مرجائیں۔[2]

امام باقر علیہ السلام نے فرمایا:

لَوْ یَعْلَمُ السَّائِلُ مَا عَلَیْهِ مِنَ الْوِزْرِ مَا سَأَلَ اَحَدٌ اَحَداً وَ لَوْ یَعْلَمُ الْمَسْؤُولُ مَا عَلَیْهِ اِذَا مَنَعَ مَا مَنَعَ اَحَدٌ اَحَداً.

اگر سائل کو پتہ ہوتا کہ گداگری کا کتنا خسارہ ہے تو کوئی شخص سوال نہ کرتا۔ اگر انفاق کرنے والے افراد انفاق کے ثواب کو سمجھتے تو کبھی کسی کو خالی ہاتھ واپس نہ پلٹنے دیتے۔[3]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

فَاسْتَعِفُّوا عَنِ السُّؤَالِ مَا اسْتَطَعْتُمْ.

اگر گداگر گدائی کے انجام کو جانتا تو کبھی سوال نہ کرتا۔[4]

روایت میں ہے کہ:

دَخَلْتُ عَلَی اَبِی عَبْدِ اللهِ علیہ السلام فَذَکَرْتُ لَهُ بَعْضَ حَالِی فَقَالَ یَا جَارِیَةُ هَاتِ ذَلِكَ الْکِیسَ هَذِهِ اَرْبَعُمِائَةِ دِینَارٍ وَ صَلَنِی بِهَا اَبُو جَعْفَرٍ فَخُذْهَا وَ تَفَرَّجْ بِهَا قَالَ فَقُلْتُ لَا وَ اللهِ جُعِلْتُ فِدَاكَ مَا هَذَا دَهْرِی وَ لَکِنْ اَحْبَبْتُ اَنْ تَدْعُوَ اللهَ عَزَّ وَ جَلَّ لِی قَالَ فَقَالَ اِنِّی سَأَفْعَلُ وَ لَکِنْ اِیَّاكَ اَنْ تُخْبِرَ النَّاسَ بِکُلِّ حَالِكَ فَتَهُونَ عَلَیْهِمْ.

راوی کہتا ہے کہ میں امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان کی خدمت میں اپنے حالات بیان کئے۔ امام نے اپنی کنیز کو حکم دیا کہ پیسوں کی تھیلی لے آئے۔ امام نے اس شخص سے فرمایا: یہ چار سو دینار ہیں، انہیں لے لو اور اپنی مشکل کو حل کرو۔ اس شخص نے کہا: مجھے ایسی ضرورت نہیں لیکن میں چاہتا ہوں کہ میرے لئے دعا فرمائیں۔

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: حتماً دعا کروں گا۔ لیکن اس سے پرہیز کرو کہ لوگوں کے سامنے اپنے حالات بیان کرتے

---

[1] الامالی (للطوسی)/ النص/ ۳۹/ [2] المجلس الثانی

[2] کنز الفوائد/ ج ۱/ ۸۸/ فصل فی صفة اہل الایمان..... ص: ۸۶

[3] عدة الداعی ونجاح الساعی/ ۹۹/ فصل..... ص: ۹۸

[4] الکافی (ط- الاسلامیة)/ ج ۴/ ۲۰/ باب کراہیة المسالة..... ص: ۲۰

پھر وورنہ ذلیل ہوجاؤ گے۔[1]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

فَاسْتَعِفُّوا عَنِ السُّؤَالِ مَا اسْتَطَعْتُمْ.

جس قدر ہوسکے سوال کرنے سے بچو۔[2]

اسی طرح فرمایا:

لَاَنْ یَحْتَطِبَ الرَّجُلُ عَلَی ظَهْرِهٖ فَیَبِیعَهُ وَ یَسْتَغْنِیَ بِهٖ وَ یَتَصَدَّقَ بِفَضْلِهٖ خَیْرٌ مِنْ اَنْ یَسْاَلَ رَجُلًا اَتَاهُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ فَیُعْطِیَهُ اَوْ یَمْنَعَهُ اِنَّ الْیَدَ الْعُلْیَا خَیْرٌ مِنَ الْیَدِ السُّفْلٰی.

مرد کو چاہئے لکڑیاں جمع کرے اور بیچ کر اپنی ضرورت کو پورا کرے اور اضافی رقم میں سے صدقہ دے یہ اس کے لئے بہتر ہے کیونکہ اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہوتا ہے۔[3]

گداگری کا انجام

فقر:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

ثَلَاثٌ وَ الَّذِی نَفْسِی بِیَدِهٖ اِنْ کُنْتُ لَحَالِفٌ عَلَیْهِنَّ ..... لَا یَفْتَحُ عَبْدٌ عَلٰی نَفْسِهٖ بَابَ مَسْاَلَةٍ اِلَّا فُتِحَ عَلَیْهِ بَابُ فَقْرٍ فَاسْتَعِفُّوا.

اس خدا کی قسم! جس کے قبضے میں میری جان ہے..... جو شخص اپنے لئے گدائی کا دروازہ کھولتا ہے خدا اس پر فقر وتنگ دستی کا دروازہ کھول دیتا ہے پس اس سے عافیت چاہو۔[4]

اسی طرح حضرت امیر علیہ السلام سے فرمایا:

یَا عَلِیُّ قِلَّةُ طَلَبِ الْحَوَائِجِ مِنَ النَّاسِ هُوَ الْغِنَی الْحَاضِرُ وَ کَثْرَةُ الْحَوَائِجِ اِلَی النَّاسِ مَذَلَّةٌ وَ هُوَ الْفَقْرُ الْحَاضِرُ.

---

[1] الکافی (ط-الاسلامیة)/ ج۴/ ۲۱/ باب کراہیة المسالة..... ص:۲۰

[2] الکافی (ط-الاسلامیة)/ ج۴/ ۲۰/ باب کراہیة المسالة..... ص:۲۰

[3] مجموعة ورام/ ج۲/ ۲۲۹/ الجزء الثانی

[4] معدن الجواہر ورياضة الخواطر/ ۳۲/ باب ذکر ما جاء فی ثلاثة

اے علیؑ! لوگوں سے کم درخواست کرنا بے نیازی ہے جبکہ زیادہ سوال کرنا ذلت کا سبب ہے اور یہ باعث فقر ہے۔[1]

امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا:

ضَمِنْتُ عَلَى رَبِّي أَنَّهُ لَا يَسْأَلُ أَحَدٌ مِنْ غَيْرِ حَاجَةٍ إِلَّا اضْطَرَّتْهُ الْمَسْأَلَةُ يَوْماً إِلَى أَنْ يَسْأَلَ مِنْ حَاجَةٍ.

میں خدا کی طرف سے ضمانت دیتا ہوں کہ جو آدمی کسی دوسرے سے بغیر ضرورت کے سوال کرے ایک دن ضرورت اس کو سوال کرنے پر مجبور کرے گی۔[2]

حقارت وذلت:

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

المس الْمَسْأَلَةُ طَوْقُ الْمَذَلَّةِ تَسْلُبُ الْعَزِيزَ عِزَّهُ وَ الْحَسِيبَ حَسَبَهُ.

سوال کرنا ذلت کا طوق ہے۔عزت وسربلندی انسان سے سلب ہوجاتی ہے اور حسب ختم ہوجاتا ہے۔[3]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ فَتَحَ عَلَى نَفْسِهِ بَابَ الْمَسْأَلَةِ فَتَحَ اللهُ عَلَيْهِ سَبْعِينَ بَاباً مِنَ الْفَقْرِ لَا يَسُدُّ أَدْنَاهُ شَيْءٌ.

جو آدمی اپنے اوپر سوال کرنے کا دروازہ کھولتا ہے۔خدا اس پر ستر فقر کے دروازے کھول دیتا ہے۔[4]

قیامت حساب کا طولانی ہونا:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

يَا أَبَا ذَرٍّ إِيَّاكَ وَ السُّؤَالَ فَإِنَّهُ ذُلٌّ حَاضِرٌ وَ فَقْرٌ تَتَعَجَّلُهُ وَ فِيهِ حِسَابٌ طَوِيلٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ.

اے ابوذر! ایسا نہ ہو کہ تو لوگوں سے سوال کرتا پھرے کیونکہ درخواست ذلت ہے اور فقر کا سبب ہے اور روز قیامت حساب طولانی ہوگا۔[5]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

إِيَّاكُمْ وَ سُؤَالَ النَّاسِ فَإِنَّهُ ذُلٌّ فِي الدُّنْيَا وَ فَقْرٌ تُعَجِّلُونَهُ وَ حِسَابٌ طَوِيلٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ.

---

[1] تحف العقول/النص/۹/ وصیۃ لامیر المؤمنین ع..... ص:۶

[2] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۴/ ۱۹/ باب من سال من غیر حاجۃ ص:۱۹

[3] غرر الحکم ودرر الکلم/ ۱۲۲/ ۲۱۵۱..... ص:۱۲۲

[4] عدۃ الداعی ونجاح الساعی/ ۱۰۰/ فصل فی کراہیۃ السؤال ورد السؤال..... ص:۹۹

[5] من لایحضرہ الفقیہ/ ج ۴/ ۳۷۵/ باب النوادر وہو آخر ابواب الکتاب..... ص:۳۵۲

سوال کرنے سے پرہیز کرو کیونکہ یہ دنیا میں ذلت کا سبب ہے اور روز قیامت طولانی حساب دینا ہوگا۔[1]

ضرورت کے بغیر سوال:

امام باقر علیہ السلام نے محمد بن مسلم سے فرمایا:

يَا مُحَمَّدُ، إِنَّهُ مَنْ سَأَلَ وَ هُوَ يُظْهِرُ غِنًى لَقِيَ اللهَ مَخْمُوشاً وَجْهُهُ.

اے محمد! جو شخص بے نیازی کی حالت میں سوال کرتا ہے روز قیامت اس کا چہرہ زخمی ہوگا اور خدا کا دیدار کرے گا۔[2]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

مَا مِنْ عَبْدٍ يَسْأَلُ مِنْ غَيْرِ حَاجَةٍ فَيَمُوتُ حَتَّى يُحْوِجَهُ اللهُ إِلَيْهَا وَ يُثَبِّتَ اللهُ لَهُ بِهَا النَّارَ.

جو انسان بغیر ضرورت کے سوال کرتا ہے خدا اسے مرنے سے پہلے سوال کرنے کا نیاز مند بنا دیتا ہے۔ اس کے لئے دوزخ کی آگ مقرر ہے۔[3]

اسی طرح آپؑ نے فرمایا:

مَنْ يَسْأَلُ مِنْ غَيْرِ فَقْرٍ فَكَأَنَّمَا يَأْكُلُ الْجَمْرَ.

بغیر ضرورت کے گدائی کرنا اس شخص کی مانند ہے جو آگ کھاتا ہو۔[4]

گدائی کرنے والے افراد کے لئے نصیحت:

روایت ہے کہ:

اَصَابَتْ اَنْصَارِيّاً حَاجَةٌ فَاَخْبَرَ بِهَا رَسُولَ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فَقَالَ ائْتِنِي بِمَا فِي مَنْزِلِكَ وَ لَا تُحَقِّرْ شَيْئاً فَاَتَاهُ بِمِجْلِسٍ وَ قَدَحٍ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مَنْ يَشْتَرِيهِمَا فَقَالَ رَجُلٌ هُمَا عَلَيَّ بِدِرْهَمٍ فَقَالَ مَنْ يَزِيدُ فَقَالَ رَجُلٌ هُمَا بِدِرْهَمَيْنِ فَقَالَ هُمَا لَكَ ابْتَعْ بِاَحَدِهِمَا طَعَاماً لِاَهْلِكَ وَ ابْتَعْ بِالْآخَرِ فَاْساً فَاَتَاهُ بِفَاْسٍ فَقَالَ عليہ السلام مَنْ عِنْدَهُ نِصَابٌ لِهَذَا الْفَاْسِ فَقَالَ اَحَدُهُمْ عِنْدِي فَاَخَذَهُ رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فَاَثْبَتَهُ بِيَدِهِ فَقَالَ اذْهَبْ وَ احْتَطِبْ وَ لَا تُحَقِّرَنَّ شَوْكاً وَ لَا رَطْباً وَ لَا يَابِساً فَفَعَلَ ذَلِكَ خَمْسَ عَشْرَةَ لَيْلَةً فَاَتَاهُ وَ قَدْ حَسُنَتْ حَالُهُ فَقَالَ عليہ السلام هَذَا خَيْرٌ مِنْ اَنْ تَجِيءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَ فِي وَجْهِكَ

---

[1] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۴/ ۲۰/ باب کراہیۃ المسالۃ..... ص:۲۰

[2] الامالی (للطوسی)/ النص/ ۶۶۴/ [۳۵] مجلس یوم الجمعۃ الثالث والعشرین من رجب من السنۃ المذکورۃ احادیث الحسین بن ابراہیم القزوینی.

[3] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۴/ ۱۹/ باب من سال من غیر حاجۃ..... ص:۱۹

[4] عدۃ الداعی ونجاح الساعی/ ۹۹/ فصل فی کراہیۃ السؤال ورد السؤال..... ص:۹۹

كُدُوحُ الصَّدَقَةِ.

ایک انصاری مرد کو حاجت پیش آئی۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اطلاع ملی تو آپ نے اس سے فرمایا: جو کچھ تیرے گھر میں ہے میرے پاس لے آؤ۔ کسی چیز کو بے کار نہ سمجھنا۔ وہ شخص گھوڑے کی ایک زین اور ایک پانی پینے کا پیالہ لے آیا۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہاں موجود لوگوں سے پوچھا: ان کو کون خریدتا ہے؟

ایک شخص نے عرض کیا: میں ان کو ایک درہم میں خریدتا ہوں۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پھر پوچھا: کون ہے جو زیادہ قیمت پر خریدے؟

ایک آدمی نے کہا: میں دو درہم میں خریدتا ہوں۔

آپ نے فرمایا: یہ تیرا مال ہے، پھر اس انصاری شخص سے فرمایا: ایک درہم کی غذا اپنے اہل وعیال کے لئے خریدو اور دوسرے درہم کا ایک کلہاڑا خریدو۔

اس شخص نے ایسا ہی کیا۔ وہ شخص کلہاڑا آپ کی خدمت میں لے آیا۔

آپؐ نے فرمایا: اس کلہاڑے کا دستہ کس کے پاس ہوگا۔ اصحاب میں سے ایک نے عرض کیا۔ میرے پاس دستہ ہے۔

آپ نے وہ دستہ لیا اور کلہاڑے میں ڈالا اور تیار کیا پھر اس کو دیا اور فرمایا: جاؤ لکڑیاں جمع کرو۔ کسی چیز کو حقیر نہ سمجھنا۔

اس آدمی نے پندرہ دن کام کیا۔ پھر اچھی حالت میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آیا۔

آپؐ نے فرمایا: تیرا یہ مال اس حال سے بہتر ہے کہ تو روز قیامت صدقہ کھا کر زخمی حالت میں آتا۔[1]

(د) آب رسانی:

زندگی وحیات کا اصلی سبب پانی ہے۔ جاندار موجود تک پہچانا تا کہ وہ زندہ رہ سکیں۔ اسی طرح آیات وروایات میں دوسروں کو پانی سے سیراب کرنا۔ خواہ انسان یا حیوان اس کے آثار وبرکات ہیں اور آخرت میں ثواب ملتا ہے۔

پیاسے افراد کو سیراب کرنا

ولایت الٰہی سے پیوستہ ہونا:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

حَقُّ الْمُؤْمِنِ عَلَى الْمُؤْمِنِ قَالَ سَبْعَةُ حُقُوقٍ وَاجِبَاتٍ مَا فِيهَا حَقٌّ إِلَّا وَ هُوَ وَاجِبٌ عَلَيْهِ وَإِنْ

---

[1] مجموعۃ ورام/ ج۱/ ۴۵/ باب ماجاء فی الصدق والغضب للہ..... ص: ۴۳

خَالَفَهُ خَرَجَ مِنْ وَلَايَةِ اللهِ وَ تَرَكَ طَاعَتَهُ وَلَمْ يَكُنْ لِلّٰهِ عَزَّ وَ جَلَّ فِيهِ نَصِيبٌ.....وَ لَا تَرْوَى وَ يَظْمَأُ ..... فَإِذَا فَعَلْتَ ذَلِكَ بِهِ وَصَلْتَ وَلَايَتَكَ بِوَلَايَتِهِ وَ وَلَايَتَهُ بِوَلَايَةِ اللهِ عَزَّ وَ جَلَّ.

ایک مومن کے دوسرے مومن پر سات حقوق ہیں کہ اگر ان میں سے کسی ایک کو ادا نہیں کیا تو ولایت الٰہی سے خارج ہوگیا اور اطاعت باری عزاسمہ کو ترک کر دیا۔.....ایسا نہ ہو کہ خود سیراب ہو دوسرے مومن پیاسے ہوں۔..... اگر اس نے ایسا کیا تو وہ خدا کی ولایت سے خارج ہے۔ اگر اس نے حق ادا کیا تو اس نے اپنی ولایت کو ولایت الٰہی سے ملا دیا۔[1]

با فضیلت ترین عمل:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مِنْ أَفْضَلِ الْأَعْمَالِ عِنْدَ اللهِ (عَزَّ وَ جَلَّ) إِبْرَادُ الْأَكْبَادِ الْحَارَّةِ.

بہترین اعمال میں سے ایک عمل یہ ہے کہ کسی آدمی کے جگر کو سیراب کرے۔[2]

جبرائیل علیہ السلام کی پسندیدہ عبادت:

روایت میں کہ:

يَا مُحَمَّدُ لَوْ كَانَتْ عِبَادَتُنَا عَلَى وَجْهِ الْأَرْضِ لَعَمِلْنَا ثَلَاثَ خِصَالٍ سَقْيَ الْمَاءِ لِلْمُسْلِمِينَ وَ إِغَاثَةَ أَصْحَابِ الْعِيَالِ وَ سَتْرَ الذُّنُوبِ.

حضرت جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا: اے محمدؐ! اگر روئے زمین پر ہماری عبادت ہو تو میں تین کام انجام دیتا ہوں۔

۱۔ مسلمان کو پانی پلانا۔

۲۔ اہل وعیال کی خدمت کرتا ہو۔

۳۔ گناہوں کو پنہاں رکھتا ہو۔[3]

آخرت میں پہلا ثواب:

حضرت امیر علیہ السلام سے روایت ہے کہ

---

[1] الخصال/ ج ۲/ ۳۵۰/ للمؤمن علی المؤمن سبعۃ حقوق..... ص:۳۵۰

[2] الامالی (للطوسی)/ النص/ ۵۹۸/ [۲۶] مجلس یوم الجمعۃ الثالث والعشرین من شہر ربیع الاول سنۃ سبع وخمسین واربعمائۃ

[3] مجموعۃ ورام/ ج ۱/ ۳۹/ باب ذکر الاشرار والفجار..... ص:۳۸

اَوَّلُ مَا یُبْدَأُ بِهِ فِی الْآخِرَةِ صَدَقَةُ الْمَاءِ یَعْنِی فِی الْاَجْرِ.
روز قیامت جس کا سب سے پہلے ثواب دیا جائے گا وہ پانی پلانے کا صدقہ ہے۔[1]

عرش الٰہی کے سائے میں ہونا:

امام باقر علیہ السلام نے فرمایا:

اِنَّ اللهَ تَبَارَكَ وَ تَعَالَى یُحِبُّ اِبْرَادَ الْكَبِدِ الْحَرَّى وَ مَنْ سَقَى كَبِداً حَرَّى مِنْ بَهِیمَةٍ اَوْ غَیْرِهَا اَظَلَّهُ اللهُ یَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلُّهُ.
خدا کسی پیاسے کو پانی پلانے کو پسند فرماتا ہے۔ ایسا شخص قیامت کے دن خدا کے اس سائے میں ہوگا کہ جس کے علاوہ کوئی اور سایہ نہیں ہوگا۔[2]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

اَفْضَلُ الصَّدَقَةِ اِبْرَادُ الْكَبِدِ الْحَرَّى وَ مَنْ سَقَى كَبِدَ اَحَدٍ مِنْ بَهِیمَةٍ اَوْ غَیْرِهَا اَظَلَّهُ اللهُ یَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلُّهُ.
بہترین صدقہ کسی کے جگر کو ٹھنڈا کرنا ہے۔ جو شخص کسی انسان، حیوان یا دوسرے جانداروں کو پانی پلاتا ہے روز قیامت وہ اس سائے کے نیچے ہوگا جس سائے کے علاوہ کوئی اور سایہ نہ ہوگا۔[3]

انسانوں کو زندہ کرنا:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

مَنْ سَقَى الْمَاءَ فِی مَوْضِعٍ یُوجَدُ فِیهِ الْمَاءُ كَانَ كَمَنْ اَعْتَقَ رَقَبَةً وَ مَنْ سَقَى الْمَاءَ فِی مَوْضِعٍ لَا یُوجَدُ فِیهِ الْمَاءُ كَانَ كَمَنْ اَحْیَا نَفْساً وَ مَنْ اَحْیَا نَفْساً فَكَاَنَّمَا اَحْیَا النَّاسَ جَمِیعاً.
جس کے پاس پانی ہو اور وہ دوسروں کو سیراب کرے تو وہ اس شخص کی مانند ہے جس نے غلام کو آزاد کیا ہو۔ اگر کسی کے پاس پانی موجود نہیں لیکن پھر بھی وہ کوشش کر کے دوسرے کو پانی دیتا ہے۔ یہ اس آدمی کی مانند ہے جس نے کسی کو زندہ کیا ہو اور جس نے ایک شخص کو زندہ کیا اس نے سب انسانوں کو زندہ کیا۔[4]

---

[1] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۴/ ۵۷/ باب سقی الماء..... ص:۵۷
[2] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۴/ ۵۸/ باب سقی الماء..... ص:۵۷
[3] عدۃ الداعی ونجاح الساعی/ ۱۰۲/ فصل فی کراہیۃ السؤال ورد السؤال..... ص:۹۹
[4] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۴/ ۵۷/ باب سقی الماء..... ص:۵۷

پانی پلانے کا ثواب

جنت کا باعث:

روایت میں ہے کہ:

اَتَی رَجُلٌ اِلَی النَّبِیِّ (صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَ آلِهِ)، فَقَالَ: مَا عَمَلٌ اِنْ عَمِلْتُ بِهِ دَخَلْتُ الْجَنَّةَ قَالَ: اشْتَرِ سِقَاءً جَدِیداً، ثُمَّ اسْقِ فِیهِ حَتَّی تَخْرِقَهُ، فَاِنَّكَ لَا تَخْرِقُهُ حَتَّی تَبْلُغَ بِهِ عَمَلَ الْجَنَّةِ.

ایک شخص نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا: کس عمل سے جنت ملتی ہے؟

آپ نے فرمایا: ایک مشک خریدو اور لوگوں کو پانی پلاؤ حتیٰ کہ مشک پرانی ہو جائے۔ ابھی وہ مشک باقی ہوگی کہ اللہ تجھے جنت میں بھیج دے گا۔[1]

اعمال نامہ کھلا رہنا:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

خَمْسَةٌ فِی قُبُورِهِمْ وَ ثَوَابُهُمْ یَجْرِی اِلَی دِیوَانِهِمْ مَنْ غَرَسَ نَخْلًا وَ مَنْ حَفَرَ بِئْراً وَ مَنْ بَنَی لِلّٰهِ مَسْجِداً وَ مَنْ كَتَبَ مُصْحَفاً وَ مَنْ خَلَّفَ اِبْناً صَالِحاً.

پانچ گروہ ایسے ہیں جو قبروں میں دفن ہیں لیکن ان کا اعمال نامہ کھلا ہے اور اس میں ثواب لکھا جا رہا ہے:

۱۔ جو کھجور کا درخت لگائے۔ ۲۔ جو کنویں کھودے۔

۳۔ جو خدا کے لئے مسجد بنائے۔ ۴۔ جو شخص قرآن کو لکھتا ہے۔

۵۔ جس کا صالح فرزند دنیا میں ہو۔[2]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

خِصَالٌ یَنْتَفِعُ بِهَا الْمُؤْمِنُ مِنْ بَعْدِ مَوْتِهِ وَلَدٌ صَالِحٌ یَسْتَغْفِرُ لَهُ وَ مُصْحَفٌ یُقْرَاُ مِنْهُ وَ قَلِیبٌ یَحْفِرُهُ وَ غَرْسٌ یَغْرِسُهُ وَ صَدَقَةُ مَاءٍ یُجْرِیهِ وَ سُنَّةٌ حَسَنَةٌ یُؤْخَذُ بِهَا بَعْدَهُ.

مومن موت کے بعد بھی چند چیزوں سے فائدہ اٹھائے گا۔

---

[1] الامالی (للطوسی)/ النص/ ۳۱۰/ [۱۱] المجلس الحادی عشر

[2] جامع الاخبار (للشعیری)/ ۱۰۵/ الفصل الثانی والستون فی الاولاد

۱۔ جو بچہ اپنے والدین کے لئے مغفرت کی دعا کرتا ہے۔
۲۔ جو شخص قرآن چھوڑ کر جائے۔
۳۔ جو پانی کا کنواں کھودے۔
۴۔ جو پودے لگاتا ہے۔
۵۔ جو پانی پہنچاتا ہے۔
۶۔ نیک سنت کو باقی چھوڑ کر جانا کہ جس کے بعد لوگ اس پر عمل کریں۔[۱]

آب رسانی کے بعض مصادیق:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ سَقَى مُؤْمِناً شَرْبَةً مِنْ مَاءٍ مِنْ حَيْثُ يَقْدِرُ عَلَى الْمَاءِ أَعْطَاهُ اللهُ بِكُلِّ شَرْبَةٍ سَبْعِينَ أَلْفَ حَسَنَةٍ.

جو آدمی کے پاس پانی ہو اور وہ کسی کو ایک گھونٹ پلاتا ہے، خدا اسے پانی کے ہر شربت کے بدلے ستر ہزار نیکیاں عطا فرماتا ہے۔[۲]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ أَطْعَمَ مُؤْمِناً مِنْ جُوعٍ أَطْعَمَهُ اللهُ عَزَّ وَ جَلَّ مِنْ ثِمَارِ الْجَنَّةِ وَ مَنْ سَقَى مُؤْمِناً مِنْ ظَمَإٍ سَقَاهُ اللهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنَ الرَّحِيقِ الْمَخْتُومِ.

جو شخص کسی بھوکے کو کھانا کھلائے خدا اسے جنتی پھل عطا فرمائے گا۔ جو آدمی کسی پیاسے کو سیراب کرے خدا اسے رحیق مختوم (جنتی پانی) سے سیراب کرے گا۔[۳]

دینی بھائی:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ أَطْعَمَ أَخَاهُ حَتَّى يُشْبِعَهُ وَ سَقَاهُ حَتَّى يُرْوِيَهُ بَعَّدَهُ اللهُ مِنَ النَّارِ سَبْعَةَ خَنَادِقَ مَا بَيْنَ خَنْدَقَيْنِ مَسِيرَةُ خَمْسِمِائَةِ عَامٍ.

---

[۱] الامالی (للصدوق)/ النص/ ۱۶۹/ المجلس الثانی والثلاثون
[۲] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۲/ ۲۰۱/ باب اطعام المؤمن..... ص: ۲۰۰
[۳] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۲/ ۲۰۱/ باب اطعام المؤمن..... ص: ۲۰۰

جوشخص کسی دینی بھائی کو کھانا اور پانی سے سیراب کرتا ہے خدا اسے دوزخ کی آگ سات خندقوں کے فاصلہ سے بھی دور رکھے۔ دوخندق کے درمیان فاصلہ پانچ سال ہوتا ہے۔[1]

تمام موجودات کو پانی دینا:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ حَفَرَ بِئْراً اَوْ حَوْضاً فِی صَحْرَاءَ صَلَّتْ عَلَیْهِ مَلَائِکَةُ السَّمَاءِ وَ کَانَ لَهُ بِکُلِّ مَنْ شَرِبَ مِنْهُ مِنْ اِنْسَانٍ اَوْ طَیْرٍ اَوْ بَهِیمَةٍ اَلْفُ حَسَنَةٍ مُتَقَبَّلَةٍ وَ اَلْفُ رَقَبَةٍ مِنْ وُلْدِ اِسْمَاعِیلَ وَ اَلْفُ بَدَنَةٍ وَ کَانَ حَقّاً عَلَی اللهِ اَنْ یُسْکِنَهُ حَظِیرَةَ الْقُدُسِ.

جوشخص پانی کا کنواں کھودے اور پانی ذخیرہ کرے تا کہ لوگ فائدہ اٹھائے ایسے شخص پر آسمان کے فرشتے درود بھیجتے ہیں اور ہر انسان، پرندے یا حیوان کو پانی پلانے کا ثواب ہزار نیکی قبول شدہ اور حضرت اسماعیلؑ کی نسل سے ہزار غلام آزاد کرنے کے برابر ہے۔ اس طرح ہزار اونٹ کی قربانی کا ثواب لکھا جاتا ہے اور خدا اسے جنت بھیجتا ہے۔[2]

عبادی امور کے لئے پانی دینا:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

یُؤْتَی بِعَبْدٍ یَوْمَ الْقِیَامَةِ لَیْسَتْ لَهُ حَسَنَةٌ فَیُقَالُ لَهُ اذْکُرْ تَذَکَّرْ هَلْ لَکَ مِنْ حَسَنَةٍ قَالَ فَیَذْکُرُ فَیَقُولُ یَا رَبِّ مَا لِی مِنْ حَسَنَةٍ اِلَّا اَنَّ فُلَاناً عَبْدَکَ الْمُؤْمِنَ مَرَّ بِی فَطَلَبَ مَاءً یَتَوَضَّأُ بِهِ لِیُصَلِّیَ فَاَعْطَیْتُهُ قَالَ فَیُدْعَی بِذَلِکَ الْعَبْدِ الْمُؤْمِنِ فَیُذَکَّرُ ذَلِکَ فَیَقُولُ نَعَمْ یَا رَبِّ مَرَرْتُ بِهِ فَطَلَبْتُ مِنْهُ فَاَعْطَانِی فَتَوَضَّأْتُ فَصَلَّیْتُ لَکَ فَیَقُولُ الرَّبُّ تَبَارَکَ وَ تَعَالَی قَدْ غَفَرْتُ لَکَ اُدْخُلُوا عَبْدِیَ الْجَنَّةَ.

روز قیامت ایک شخص کو لایا جائے گا جس کی کوئی نیکی نہ ہوگی۔ اسے کہیں گے یاد کرو کوئی نیکی کی ہے تو۔ اس کا نام لو۔ وہ کہے گا: اے پروردگار! کوئی نیکی نہیں صرف یہ ہے کہ ایک دفعہ ایک آدمی گزرا اور میں نے اسے پانی پلایا تھا اس نے وضو کیا اور نماز پڑھی تھی پس صرف اس کے لئے پانی دیا تھا۔ اس وقت ایک مومن لے آئیں گے اور اس سے پوچھیں گے اور وہ اس کی تصدیق کرے گا پس خداوند عالم فرمائے گا۔ میں نے تجھے بخش دیا اور وہ جنت میں جائے گا۔[3]

---

[1] جامع الاخبار (للشعیری)/ ۸۶/ الفصل الثالث والاربعون فی عون المؤمن

[2] مستدرک الوسائل ومستنبط المسائل/ ج ۱۲/ ۳۸۶/ ۲۰- باب استحباب بناء مکان علی ظہر الطریق للمسافرین وحفر البئر لیشر بوا منہ..... ص:۳۸۶

[3] مصادقۃ الاخوان/ ۵۴/ ط باب ثواب قضاء حوائج الاخوان

(ھ) ثقافتی اور عبادی مراکز:

اسلام میں ثقافتی اور عبادی عمارتیں خاص مسجد بنانے کی بڑی تاکید کی گئی ہے۔ سب سے پہلے جو آیت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہوئی وہ علم کے بارے میں ہے۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سب سے پہلے جو کام کیا وہ یہ ہے کہ انہوں نے مدینہ میں مسجد کی بنیاد رکھی جو لوگوں اور خدا کے درمیان ارتباط برقرار کرتی ہے جہاں دنیا و آخرت کے امور کے بارے میں منصوبہ بنایا جاتا ہے۔

آیاتِ قرآن اور معصومین علیہم السلام کی روایت میں مسلمانوں کو ثقافتی و اجتماعی مراکز تعمیر کرنے کی ترغیب دی گئی ہے۔ مساجد کے آداب اور اس کی تعمیر کے آثار و برکات دنیا و آخرت کی نجات کا باعث ہے۔ اب ہم ان روایت کو ذکر کرتے ہیں جن میں ثقافتی و اجتماعی مراکز تعمیر کرنے کی تاکید کی گئی ہے ان میں سے پہلا عنوان مسجد کے بارے میں بحث کرتے ہیں۔

(ا) تعمیر مسجد:

تعمیر مسجد باقیات وصالحات کے روشن مصادیق میں سے ہے اس کے بارے میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

اِنَّ مِمَّا یَلْحَقُ الْمُؤْمِنَ مِنْ عَمَلِہٖ وَ حَسَنَاتِہٖ بَعْدَ مَوْتِہٖ عِلْمًا نَشَرَہٗ وَ وَلَدًا صَالِحًا تَرَکَہٗ وَ مُصْحَفًا وَرَّثَہٗ اَوْ مَسْجِدًا بَنَاہُ.

مومن کے وہ اعمال اور نیکیاں جن کا اجر اسے مرنے کے بعد ملے گا وہ علم ہے جس کو اس نے سکھایا ہو، وہ اولاد صالح ہے جو وہ چھوڑ گیا ہو، وہ قرآن مجید ہے جس کو وراثت میں چھوڑ گیا ہو اور وہ مسجد ہے جس کی اس نے تعمیر کی ہو۔ [1]

پھر فرمایا:

سَبْعَۃٌ اَشْیَاءَ یُکْتَبُ لِلْعَبْدِ ثَوَابُھَا بَعْدَ وَفَاتِہٖ ..... وَ بَنٰی مَسْجِداً .....

سات چیزیں ایسی ہیں جن کا ثواب انسان کو اس کی موت کے بعد ملے گا ..... مسجد کی تعمیر کی ہو۔ [2]

تعمیر مسجد کا ثواب:

امام باقر علیہ السلام نے فرمایا:

مَنْ بَنٰی مَسْجِداً کَمَفْحَصِ قَطَاۃٍ بَنَی اللّٰہُ لَہٗ بَیْتاً فِی الْجَنَّۃِ.

جس شخص نے مسجد تعمیر کی ہو اگرچہ وہ پرندے کے گھونسلے برابر ہی کیوں نہ ہو خداوند عالم اس کے لئے جنت میں ایک

---

[1] نہج الفصاحۃ (مجموعہ کلمات قصار حضرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ)/ص ۷۳۳/ نہج الفصاحۃ مجموعہ کلمات قصار حضرت رسول اکرم، ص، باترجمہ فارسی

[2] معدن الجواہر و ریاضۃ الخواطر/ص ۵۹/ باب ذکر ما جاء فی سبعۃ

گھر بناتا ہے۔[1]

تعمیر مسجد میں سادگی کا لحاظ رکھنا

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اپنی مساجد کو ایسے تعمیر کرنا کہ وہ سادہ ہو اور ہمسائیوں کے لئے باعث زحمت نہ ہو اور اپنے شہروں کو جگہ کے لحاظ سے ایسا خوبصورت بناؤ جو دیکھنے کے لئے باعث کشش ہو۔

راستوں میں مساجد کی تعمیر:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

ابْنُوا الْمَسَاجِدَ وَاَخْرِجُوا الْقِمَامَةَ مِنْهَا فَمَنْ بَنَى لِلّٰهِ مَسْجِدًا بَنَى اللّٰهُ لَهُ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ. فَقَالَ رَجُلٌ: يَارَسُولَ اللّٰهِ، وَهَذِهِ الْمَسَاجِدُ الَّتِي تُبْنَى فِي الطُّرُقِ؟ قَالَ: وَهَذِهِ الَّتِي تُبْنَى فِي الطُّرُقِ وَاِخْرَاجُ الْقِمَامَةِ مِنْهَا مُهُورُ الْحُورِ الْعِينِ.

مسجد تعمیر کرو اور اس میں سے کوڑا کرکٹ باہر پھینکو۔ جو آدمی خدا کے لئے مسجد بناتا ہے خدا اس کا جنت میں گھر بناتا ہے۔

ایک آدمی نے عرض کیا: اے اللہ کے رسولؐ! راستوں میں تعمیر ہونے والی مساجد بھی ایسی ہی ہیں؟

آپ نے فرمایا: ہاں! مسجد سے کوڑا کرکٹ باہر پھینکنا جنت کی حوروں کا حق مہر ہے۔[2]

مسجد کی تعمیر میں توسیع:

روایت ہے کہ

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مَرَّ بِقَوْمٍ قَدْ اَسَّسُوْا مَسْجِدًا لِيَبْنُوْهُ فَقَالَ: اَوْسِعُوْهُ تَمْلَئُوْهُ قَالَ: فَاَوْسَعُوْهُ.

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک ایسے گروہ کے پاس سے گزرے جو مسجد بنا رہے تھے۔ آپ نے فرمایا: اسے توسیع دیں اور لوگوں سے پُر کریں۔ انہوں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان کے مطابق مسجد کو وسیع کیا۔[3]

---

[1] من لایحضرہ الفقیہ/ ج۱/ ۲۳۵/ باب فضل المساجد وحرمتہا وثواب من صلی فیہا..... ص:۲۲۸

[2] کنز العمال: ج۷، ص۶۵۵

[3] سنن الکبریٰ، ج۲، ص۴۳۹

مسجد کی آبادکاری

مسجد کو آباد کرنے سے دنیا و آخرت کے آثار:

حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا:

اِنَّ اللهَ عَزَّ وَ جَلَّ اِذَا اَرَادَ اَنْ يُصِيبَ اَهْلَ الْاَرْضِ بِعَذَابٍ يَقُولُ لَوْ لَا الَّذِينَ يَتَحَابُّونَ فِيَّ وَ يَعْمُرُونَ مَسَاجِدِي وَ يَسْتَغْفِرُونَ بِالْاَسْحَارِ لَوْلَاهُمْ لَاَنْزَلْتُ عَلَيْهِمْ عَذَابِي.

جب خدا اہل زمین کو عذاب دینے کا ارادہ کرتا ہے تو فرماتا ہے: اگر لوگ ایک دوسرے سے محبت نہ کرتے، مساجد کو آباد نہ کرتے سحر خیز افراد استغفار اور طلب مغفرت نہ کرتے تو میں حتماً عذاب نازل کرتا۔[1]

مساجد کو آباد کرنا جوانمردی کی نشانی ہے۔

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

اَلْمُرُوَّةُ سِتٌّ ثَلَاثٌ فِي السَّفَرِ وَ ثَلَاثٌ فِي الْحَضَرِ فَالَّتِي فِي الْحَضَرِ تِلَاوَةُ الْقُرْآنِ وَ عِمَارَةُ الْمَسَاجِدِ وَ اتِّخَاذُ الْاِخْوَانِ فِي اللهِ وَ اَمَّا الَّتِي فِي السَّفَرِ بَذْلُ الزَّادِ وَ حُسْنُ الْخُلُقِ وَ الْمُعَاشَرَةُ بِالْمَعْرُوفِ.

چھ چیزوں میں مروت ہے ان میں سے تین چیزیں وطن میں ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں:

(۱) قرآن کی تلاوت، (۲) مساجد کو آباد کرنا، (۳) خدا کی راہ میں دوستی بنانا۔

تین چیزیں سفر میں ہیں۔ وہ مندرجہ ذیل ہیں:

(۱) زادہ راہ میں ایک دوسرے کا توشہ، (۲) بیویوں سے خوش اخلاقی اور (۳) لوگوں سے اچھا برتاؤ کرنا۔[2]

مسجد کے احترام کا ثواب:

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

مَنْ وَقَّرَ مَسْجِداً لَقِيَ اللهَ يَوْمَ يَلْقَاهُ ضَاحِكاً مُسْتَبْشِراً وَ اَعْطَاهُ كِتَابَهُ بِيَمِينِهِ.

وَ قَالَ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مَنْ رَدَّ رِيقَهُ تَعْظِيماً لِحَقِّ الْمَسْجِدِ جَعَلَ اللهُ ذٰلِكَ قُوَّةً فِي بَدَنِهِ وَ كَتَبَ لَهُ بِهَا حَسَنَةً

---

[1] ثواب الاعمال وعقاب الاعمال/ النص/ ۱۷۷/ ثواب الحجاب فی اللہ عزوجل وعمارۃ المساجد والاستغفار بالاسحار..... ص: ۱۷۷

[2] ارشاد القلوب الی الصواب (للدیلمی)/ ج ۱/ ۷۷/ الباب الثامن عشر وصایا وحکم بلیغۃ..... ص: ۷۲

وَحَطَّ عَنْهُ بِهَا سَيِّئَةً وَقَالَ لَا تَمُرُّ بِدَاءٍ فِي جَوْفِهِ إِلَّا أَبْرَأَتْهُ.

جو مسجد کا احترام کرتا ہے۔ خدا روز قیامت اس سے شادمانی و بشارت کی حالت میں ملے گا۔ اس کا اعمال نامہ اس کے دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے کہ جو شخص تھوک مسجد کے احترام کی خاطر باہر پھینکتا ہے۔ خدا اسے اس کے بدن کی قوت قرار دیتا ہے۔ اس کے لئے نیکی لکھی جاتی ہے اور گناہ ہوتا ہے اور اندرونی جسمانی مرض برطرف ہوتا ہے۔ [1]

مسجد کو حقیر نہ سمجھنا:

حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا:

لَا يُسَمَّى الْمُسْلِمُ رُجَيْلًا وَلَا يُسَمَّى الْمُصْحَفُ مُصَيْحِفاً وَلَا الْمَسْجِدَ مُسَيْجِداً.

مسلمان مرد و عورت، قرآن اور مسجد کو حقیر نہ سمجھو۔ [2]

اجتماع مسجد میں حضور کی سفارش:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّ الشَّيْطَانَ ذِئْبُ الْإِنْسَانِ، كَذِئْبِ الْغَنَمِ، يَأْخُذُ الشَّاذَّةَ وَالْقَاصِيَةَ وَالنَّاحِيَةَ، فَإِيَّاكُمْ وَالشِّعَابَ: وَعَلَيْكُمْ بِالْجَمَاعَةِ وَالْعَامَّةِ وَالْمَسْجِدِ.

شیطان انسان کے لئے بھیڑیا ہے جس طرح بھیڑ اپنے گلہ سے جدا ہو جائے تو بھیڑیے کا شکار ہو جاتی ہے اسی طرح اگر مسلمانوں میں جدائی اور تفرقہ ہو تو انسان شیطان کا شکار ہو جاتے ہیں۔ لہٰذا تفرقہ سے بچو اور اکٹھے جماعت کی صورت میں مسجد میں حاضر ہوتے رہو۔ [3]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

الْمُرُوءَةُ مُرُوءَتَانِ مُرُوءَةُ الْحَضَرِ وَ مُرُوءَةُ السَّفَرِ فَأَمَّا مُرُوءَةُ الْحَضَرِ فَتِلَاوَةُ الْقُرْآنِ وَ حُضُورُ الْمَسَاجِدِ.....

مروت کی دو قسمیں ہیں: وطن میں اور سفر میں۔ جو وطن میں ہے ان میں سے ایک مسجد میں حاضر ہونا ہے۔ [4]

---

[1] المحاسن/ ج ۱ / ۵۴ / ۶۵ ثواب تو قیر المساجد..... ص: ۵۴

[2] النوادر (للراوندی) / ۱۴۱ / الآداب والسنن..... ص: ۱۴۱۔ اس حدیث کا لفظی ترجمہ نہیں کیا جا سکتا مفہوم کو بیان کر دیا گیا۔

[3] مسند احمد بن حنبل، ج ۵، ص ۲۳۳

[4] دعائم الاسلام/ ج ۱ / ۳۴۶ / ذکر آداب السفر ..... ص: ۳۴۵

مسجد میں چراغ جلانے کا ثواب

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ اَسْرَجَ فِي مَسْجِدٍ مِنْ مَسَاجِدِ اللهِ سِرَاجاً لَمْ تَزَلِ الْمَلَائِكَةُ وَ حَمَلَةُ الْعَرْشِ يَسْتَغْفِرُونَ لَهُ مَا دَامَ فِي ذَلِكَ الْمَسْجِدِ ضَوْءٌ مِنَ السِّرَاجِ.

جو شخص کسی مسجد میں ایک چراغ روشن کرتا ہے جب تک وہ چراغ مسجد میں روشنی کرتا رہتا ہے فرشتے اور حاملان عرش اس شخص کے دعائے مغفرت کرتے رہتے ہیں۔ [1]

۴۔ مسجد میں روشنی کرنے کا ثواب

مسجد کی صفائی کی اہمیت:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

مَنْ تَنَخَّمَ فِي الْمَسْجِدِ ثُمَّ رَدَّهَا فِي جَوْفِهِ لَمْ تَمُرَّ بِدَاءٍ اِلَّا اَبْرَاَتْهُ.

جو شخص مسجد میں جھاڑو دیتا ہے، خدا اس کے مقابلے میں اسے ایک غلام آزاد کرنے کا ثواب عطا فرماتا ہے۔ [2]

مسجد سے گرد و غبار دور کرنا:

پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ قَمَّ مَسْجِداً كَتَبَ اللهُ لَهُ عِتْقَ رَقَبَةٍ وَ مَنْ اَخْرَجَ مِنْهُ مَا يَقْذِي عَيْناً كَتَبَ اللهُ عَزَّ وَ جَلَّ لَهُ كِفْلَيْنِ مِنْ رَحْمَتِهِ.

جو شخص مسجد سے خس و خاشاک کو باہر پھینکتا ہے۔ حتی اتنا چھوٹا سا ذرا جو آنکھ میں چلا جاتا ہے اس کے صاف کرنے پر خدا اس کے لئے دنیا و آخرت کی رحمت لکھتا ہے۔ [3]

نیز فرمایا:

مَنْ كَنَسَ الْمَسْجِدَ يَوْمَ الْخَمِيسِ- وَ لَيْلَةَ الْجُمُعَةِ فَاَخْرَجَ مِنْهُ مِنَ التُّرَابِ مَا يُذَرُّ فِي الْعَيْنِ غَفَرَ اللهُ تَعَالَى لَهُ.

جو شخص جمعرات کو مسجد میں جھاڑو دیتا ہے اور آنکھوں جانے والی دھول مٹی کو باہر پھینکتا ہے تو خدا اسے بخش دیتا ہے۔ [4]

---

[1] من لایحضرہ الفقیہ/ ج۱/ ۲۳۷/ باب فضل المساجد وحرمتہا وثواب من صلی فیہا..... ص:۲۲۸

[2] من لایحضرہ الفقیہ/ ج۱/ ۲۳۳/ باب فضل المساجد وحرمتہا وثواب من صلی فیہا..... ص:۲۲۸

[3] الامالی (للصدوق)/ النص/ ۱۸۰/ المجلس الرابع والثلاثون

[4] من لایحضرہ الفقیہ/ ج۱/ ۲۳۳/ باب فضل المساجد وحرمتہا وثواب من صلی فیہا..... ص:۲۲۸

مسجد کی کثافت کو دفن کرنا:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اَلنُّخَاعَةُ فِي الْمَسْجِدِ تَدْفِنُهَا.....

اگر ناک کا پانی یا بلغم جیسی چیز مسجد میں ہو تو سب پر لازم ہے کہ اس پر مٹی ڈال دی جائے۔(یعنی اسے صاف کیا جائے)[1]

مسجد کو گندہ کرنے والے کی سرزنش:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسجد میں بلغم پھینکنے سے منع فرمایا۔[2]

امام کاظم علیہ السلام نے فرمایا:

تَوَقَّ شُطُوطَ الْاَنْهَارِ وَ مَسَاقِطَ الثِّمَارِ وَ اَفْنِيَةَ الْمَسَاجِدِ وَ قَارِعَةَ الطَّرِيقِ ..... وَ ضَعْ حَيْثُ شِئْتَ.

نہروں کے کنارے، پھل دار درختوں کے نیچے، مسجد کے صحن اور رستے میں پیشاب یا پاخانہ نہ کرو۔[3]

مسجد میں لہسن کی بو نہ لے جانا:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اَنَّهُ نَهَى عَنْ اَكْلِ الثُّومِ اَنْ يُؤْذِيَ بِرَائِحَتِهِ اَهْلَ الْمَسْجِدِ.

جو شخص لہسن (کچا یا ضرورت سے زیادہ) کھائے ہے وہ مسجد میں نہ آئے۔[4]

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

مَنْ اَكَلَ شَيْئاً مِنَ الْمُؤْذِيَاتِ رِيحُهَا فَلَا يَقْرَبَنَّ الْمَسْجِدَ.

جو شخص بدبو والی غذا کھاتا ہے وہ مسجد میں نہ آئے۔[5]

مسجد میں دیوانہ افراد کو نہ لے جانا:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

جَنِّبُوا مَسَاجِدَكُمْ مَجَانِينَكُمْ وَ صِبْيَانَكُمْ .....

دیوانے اور بچوں کو مسجد میں نہ لے جاؤ۔ بچے سے مراد وہ بچہ ہے جو مسجد کو نجس کرتا ہو۔[6]

---

[1] مسند الامام احمد، ج۵، ص ۳۵۴

[2] من لایحضرہ الفقیہ/ ج ۴/ ۴/ باب ذکر جمل من مناہی النبی ص..... ص:۳

[3] تحف العقول/ النص/ ۴۱۱/ وروی عنہ ع فی قصار ہذہ المعانی..... ص:۴۰۸

[4] بحار الانوار (ط- بیروت)/ ج ۸۰/ ۳۸۲/ باب ۸ فضل المساجد واحکامہا وآدابہا..... ص:۳۳۹

[5] تہذیب الاحکام (تحقیق خرسان)/ ج ۳/ ۲۵۵/ ۲۵- باب فضل المساجد والصلاۃ فیہا وفضل الجماعۃ واحکامہا..... ص:۲۴۸

[6] الجعفریات (الاشعثیات)/ ۵۱/ باب منع الصبیان من المساجد وغیر ذلک..... ص:۵۱

چوتھی فصل:

امور اقتصادی

۱۔ مال وثروت کی اہمیت:

اسلام میں مال وثروت کو معاشرے کی اساس کا سبب حاصل ہے۔ فرد یا گروہ جو مال سے محروم ہیں وہ اس لئے فقیر ہیں کہ ان کے فقر کے ستون ٹوٹ چکے ہیں اور استقامت نہیں رکھتے۔ فقیر وہ شخص ہے جس کی کمر کا مہرہ ٹوٹ جائے اور اپنے پاؤں پر کھڑے ہونے کی قدرت نہ رکھتا ہو۔[۱] ایسا فرد یا معاشرے میں استقلال نہیں پائے گا۔ متکبر جہانی کی اقتصادی پابندیاں ملک کو فقر کی طرف دھکیل دیتی ہیں اور لوگ غریب ہو جاتے ہیں۔ اسی لئے قرآن میں آیا ہے:

اَمْوَالَكُمُ الَّتِيْ جَعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ قِيٰمًا.[۲]

یعنی مال ودولت سے انسانوں میں مضبوطی آتی ہے۔

اس تعبیر کا یہ مطلب ہے کہ زندگی میں مال کی تاثیر ہوتی ہے۔ فرد اور معاشرے کی پائیداری اسی سے مربوط ہے۔ مال کو معاشرے کے لئے ایسا ہی سمجھا جاتا ہے جیسے خون رگوں میں ہوتا ہے۔ دولت نادان لوگوں کے ہاتھ نہیں دینی چاہیے۔ کیونکہ وہ فضول استعمال کرتے ہیں۔

وَلَا تُؤْتُوا السُّفَهَآءَ اَمْوَالَكُمُ الَّتِيْ جَعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ قِيٰمًا.[۳]

---

[۱] ر۔ک، اسلام ومحیط زیست، ص۲۹

[۲] سورۂ نساء: ۵

[۳] سورۂ نساء: ۵

اس آیت میں بھی مال کو عمومی معاشرے سے نسبت دی گئی ہے اور معاشرہ کا قیام مال ہی سے ہے۔

مال میں برکت:

خداوند عالم نے قرآن مجید میں مال کو رشد و ترقی کا عامل اور اس کو خیر و برکت قرار دیا ہے۔

كُتِبَ عَلَيْكُمْ اِذَا حَضَرَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ اِنْ تَرَكَ خَيْرَا ۖ الْوَصِيَّةُ لِلْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ بِالْمَعْرُوْفِ ۚ حَقًّا عَلَى الْمُتَّقِيْنَ ﴿۱۸۰﴾

(مسلمانو) تم کو حکم دیا جاتا ہے کہ جب تم میں سے کسی کے سامنے موت آ کھڑی ہو بشرطیکہ وہ کچھ مال چھوڑ جائے تو ماں باپ اور قرابت داروں کے لیے اچھی وصیت کرے جو خدا سے ڈرتے ہیں ان پر یہ ایک حق ہے۔[۱]

خدا نے مال و ثروت کو اپنے بندوں کے لئے نعمت اور شکر گزاری کا سبب شمار کیا ہے۔

وَلَقَدْ مَكَّنّٰكُمْ فِي الْاَرْضِ وَجَعَلْنَا لَكُمْ فِيْهَا مَعَايِشَ ۭ قَلِيْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ ﴿۱۰﴾

ہم نے تو یقیناً تم کو زمین میں قدرت و اقتدار دیا اور اس میں تمہارے لیے اسباب زندگی مہیّا کیے (مگر) تم بہت ہی کم شکر کرتے ہو۔[۲]

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام سے فرمایا:

نِعْمَ الْعَوْنُ عَلَى تَقْوَى اللهِ الْمَالُ.

تقویٰ الٰہی کیلئے بہترین مدد مال ہے۔[۳]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

نِعْمَ الْعَوْنُ الدُّنْيَا عَلَى الْآخِرَةِ.

حلال مال دنیا و آخرت کی سعادت کو حاصل کرنے کا بہترین معاون ہے۔[۴]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

لَا خَيْرَ فِي مَنْ لَا يُحِبُّ جَمْعَ الْمَالِ مِنْ حَلَالٍ يَكُفُّ بِهِ وَجْهَهُ وَيَقْضِي بِهِ دَيْنَهُ وَيَصِلُ بِهِ رَحِمَهُ.

جو شخص مال جمع کرتا ہے تا کہ اپنی آبرو کی حفاظت کرے لیکن صلہ رحمی مال حلال سے نہ کرے تو اس شخص (کے ارادوں) میں خیر نہیں ہے۔[۵]

---

[۱] سورۂ بقرہ: ۱۸۰

[۲] سورۂ اعراف: ۱۰

[۳] شرح نہج البلاغۃ لابن ابی الحدید/ ج ۱۹ / ۲۲۷ / [نبذ من الاقوال الحکیمۃ فی الفقر والغنی] ومن کلامہ ع فی..... ص: ۲۲۷

[۴] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۵ / ۷۲ / باب الاستعانۃ بالدنیا علی الآخرۃ..... ص: ۷۱

[۵] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۵ / ۷۲ / باب الاستعانۃ بالدنیا علی الآخرۃ..... ص: ۷۱

اسلام ایک کامل دین ہے اور آخرت پر بھی توجہ دیتا ہے:

وَابْتَغِ فِيمَآ اٰتٰىكَ اللّٰهُ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ وَلَا تَنْسَ نَصِيبَكَ مِنَ الدُّنْيَا وَاَحْسِنْ كَمَآ اَحْسَنَ اللّٰهُ اِلَيْكَ وَلَا تَبْغِ الْفَسَادَ فِي الْاَرْضِ ط اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِيْنَ ۝۷۷

اور جو کچھ خدا نے تجھے دے رکھا ہے اس میں آخرت کے گھر بھی جستجو کر اور دُنیا سے جس قدر تیرا حصّہ ہے مت بھول جا اور جس طرح خدا نے تیرے ساتھ احسان کیا ہے تو بھی اوروں کے ساتھ احسان کر اور رُوئے زمین میں فساد کا خواہاں نہ ہو۔ اس میں شک نہیں کہ خدا فساد کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔[1]

اس آیت سے مراد یہ ہے کہ دنیا میں آخرت کے لئے کام کرو۔

درست اقتصاد دینی استقلال کے لئے زمین ہموار کرتا ہے اور دنیا کی نیکی کا مصداق آخرت کی نیکی کے برابر شمار ہوتی ہے۔

رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۝۲۰۱

اے ہمارے پالنے والے ہمیں دنیا میں نعمت دے اور آخرت میں ثواب دے اور دوزخ کی آگ سے بچا۔[2]

بہترین مال:

حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا:

اَفْضَلَ الْمَالِ مَا وُقِيَ بِهِ الْعِرْضُ وَ قُضِيَتْ بِهِ الْحُقُوقُ.

بہترین مال وہ ہے جس سے آبرو کی حفاظت ہو اور حقوق ادا ہوں۔[3]

مال کی حفاظت اور بعض عوامل:

مال کی نگہداری اتنی مہم ہے کہ بعض روایات کے مطابق اگر انسان مال کی حفاظت کرتے ہوئے قتل ہو جائے تو وہ شہید کی موت مرتا ہے[4] یہاں پر ہم بعض عوامل کو ذکر کرتے ہیں۔

حفاظت میں تدبیر:

امام کاظم علیہ السلام نے فرمایا:

اِنَّ رَجُلًا اَتَى جَعْفَرًا عليه السلام شَدِيهاً بِالْمُسْتَنْصِحِ لَهُ فَقَالَ لَهُ يَا اَبَا عَبْدِ اللّٰهِ كَيْفَ صِرْتَ اتَّخَذْتَ

---

[1] سورۂ قصص: ۷۷

[2] سورۂ بقرہ: ۲۰۱

[3] بحار الانوار (ط-بیروت) / ج ۷۵ / ۷ / تتمۃ باب ۱۵ مواعظ امیر المؤمنین ع وخطبہ ایضا وحکمہ ..... ص: ۱

[4] مَنْ قُتِلَ دُونَ مَالِهِ فَهُوَ شَهِيدٌ (دعائم الاسلام / ج ۱ / ۳۹۸ / ذکر من یسع قتالہ من اہل القبلۃ ..... ص: ۳۹۸)

اَلْاَمْوَالَ قِطَعاً مُتَفَرِّقَةً وَلَوْ كَانَتْ فِي مَوْضِعٍ [وَاحِدٍ] كَانَتْ اَيْسَرَ لِمَئُونَتِهَا وَ اَعْظَمَ لِمَنْفَعَتِهَا فَقَالَ اَبُو عَبْدِ اللهِ عليه السلام اتَّخَذْتُهَا مُتَفَرِّقَةً فَاِنْ اَصَابَ هَذَا الْمَالَ شَيْءٌ سَلِمَ هَذَا الْمَالُ وَ الصُّرَّةُ تُجْمَعُ بِهَذَا كُلِّهِ.

ایک شخص میرے والد گرامی کے پاس آیا اور خیر خواہانہ کہنے لگا: آپ نے مال کے کیوں ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے اور ادھر ادھر پھیلا دیا۔ اگر ایک جگہ جمع ہوتا تو اس کی حفاظت آسان ہوتی۔

میرے والد گرامی نے فرمایا: مال کو اس لئے پھیلایا ہے تا کہ اگر ایک جگہ نقصان ہو تو دوسرا مال محفوظ رہے گا۔ یہ رقم کی تھیلی تمام پیسوں کو ایک جگہ جمع کرتی ہے۔[1]

قناعت:

امام کاظم علیہ السلام نے فرمایا:

مَنِ اقْتَصَدَ وَ قَنِعَ بَقِيَتْ عَلَيْهِ النِّعْمَةُ.

جو شخص میانہ روی اور قناعت کرتا ہے اس کی نعمت زیادہ پائیدار ہوتی ہے۔[2]

زکات وانفاق:

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

يَا جَابِرُ مَنْ كَثُرَتْ نِعَمُ اللهِ عَلَيْهِ- كَثُرَتْ حَوَائِجُ النَّاسِ اِلَيْهِ، فَاِنْ فَعَلَ مَا يَجِبُ لِلّٰهِ عَلَيْهِ عَرَضَهَا لِلدَّوَامِ وَ الْبَقَاءِ، وَاِنْ قَصَّرَ فِيمَا يَجِبُ لِلّٰهِ عَلَيْهِ عَرَضَهَا لِلزَّوَالِ وَ الْفَنَاءِ.

اے جابر! جب خدا کسی کو زیادہ نعمتیں دے تو لوگوں کی ضرورت بھی پوری کرنی چاہیے۔ پس اگر اس نے اپنے وظیفہ پر عمل کیا تو نعمت باقی رہے گی اور اگر واجب الٰہی کی انجام دہی میں کوتاہی کرتا ہے تو وہ نعمت فنا ہو جاتی ہے۔[3]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

حَصِّنُوا اَمْوَالَكُمْ بِالزَّكَاةِ.....وَ مَا تَلِفَ مَالٌ فِي بَرٍّ وَلَا بَحْرٍ اِلَّا بِمَنْعِ الزَّكَاةِ.

اپنے مال کی زکات کے ذریعے حفاظت کرو۔.....کوئی مال خشکی یا دریا میں تلف نہیں ہوگا مگر وجہ زکات نہ دینا ہوگی۔[4]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام سے فرمایا:

---

[1] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۵ /۹۱/ باب شراء العقارات وبیعہا..... ص:۹۱

[2] تحف العقول/ النص/ ۴۰۳/ ومن حکمہ ع..... ص:۴۰۳

[3] التفسیر المنسوب الی الامام الحسن العسکری علیہ السلام/ ۴۰۳/ [سورۃ البقرۃ (۲): آیۃ ۹۰]..... ص:۴۰۱

[4] ثواب الاعمال وعقاب الاعمال/ النص/ ۴۶/ ثواب اخراج الزکاۃ ووضعہا فی موضعہا..... ص:۴۶

يَا عَلِيُّ! لَا خَيْرَ.....فِي الْمَالِ إِلَّا مَعَ الْجُودِ.

اے علیؑ! جس میں دین سخاوت نہ ہو اس میں برکت نہیں ہے۔

مال کو ضائع کرنے کی ممانعت اور بعض عوامل:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

إِنِّي أَكْرَهُ لَكُمْ .....وَ إِضَاعَةَ الْمَالِ .....فَرَحِمَ اللهُ مُؤْمِناً كَسَبَ طَيِّباً وَ أَنْفَقَ قَصْداً وَ قَدَّمَ خَيْراً.

مجھے یہ پسند نہیں .....تم مال کو ضائع کرو.....پس خدا رحم کرے اس مومن پر جو حلال مال کسب کرتا ہے اور جب انفاق کرتا ہے تو بھلائی کرتا ہے یعنی انفاق میں بھی میانہ روی اختیار کرتا ہے۔[1]

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مال کو تباہ کرنے سے منع فرمایا۔[2]

حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا:

وَلَا تُضَيِّعَنَّ نِعْمَةً مِنْ نِعَمِ اللهِ عِنْدَكَ.

خدا کی کسی نعمت کو ضائع مت کرو۔[3]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

أَرْبَعَةٌ لَا تُسْتَجَابُ لَهُمْ دَعْوَةٌ رَجُلٌ جَالِسٌ فِي بَيْتِهِ .....وَ رَجُلٌ كَانَ لَهُ مَالٌ فَأَفْسَدَهُ .....وَ رَجُلٌ كَانَ لَهُ مَالٌ فَأَدَانَهُ بِغَيْرِ بَيِّنَةٍ.....

چار طرح کے افراد کی دعا مستجاب نہیں ہوتی: (۱) جو گھر میں بیٹھا رہے اور رزق کی دعا کرے۔..... (۳) اس شخص کی جو اپنے مال ضائع کر لے اور پھر دعا کرے۔..... (۴) وہ شخص کو کسی کو قرض دے بغیر کسی گواہ اور لکھت پڑھت کے.....۔[4]

یہاں پر بعض ان عوامل کو ذکر کرتے ہیں جو مال کے ضائع ہونے کا سبب ہیں:

جھوٹی قسم:

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

يَا مَعْشَرَ التُّجَّارِ إِيَّاكُمْ وَ الْيَمِينَ الْفَاجِرَةَ فَإِنَّهَا تُنْفِقُ السِّلْعَةَ وَ تَمْحَقُ الْبَرَكَةَ.

---

[1] دعائم الاسلام/ ج ۲/ ۶۶/ ۱۷ فصل ذکر الحجر والتفلیس..... ص: ۶۵

[2] نَهَى عَنْ إِضَاعَةِ الْمَالِ. (مجمع البحرین/ ج ۵/ ۴۷۵/ (مول)..... ص: ۴۷۵)

[3] نہج البلاغۃ (للصبحی صالح)/ ۴۵۹/ ۶۹ ومن کتاب لہ ع الی الحارث [الہمدانی] الہمذانی..... ص: ۴۵۹

[4] الکافی (ط- الاسلامیۃ)/ ج ۲/ ۵۱۱/ باب من لا تستجاب دعوتہ..... ص: ۵۱۰

اے گروہِ تجار! جھوٹی قسم سے پرہیز کرو کیونکہ اس سے مال کم ہوتا ہے اور برکت ختم ہوتی ہے۔[1]

اسراف:

امام کاظم علیہ السلام نے فرمایا:

اِنَّ السَّرَفَ یُورِثُ الْفَقْرَ.

جو اسراف کرتا ہے اس سے نعمت زائل ہو جاتی ہے۔[2]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

مَنْ بَذَّرَ وَ اَسْرَفَ زَالَتْ عَنْهُ النِّعْمَةُ.

جو شخص اسراف کرتا ہے اس سے نعمت زائل ہو جاتی ہے۔[3]

دوسرے کے مال پر تجاوز:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

مَنْ طَلَبَ الْمَالَ بِغَیْرِ حَقٍّ حُرِمَ بَقَاءَهُ لَهُ بِحَقٍّ.

جو شخص کسی دوسرے کا ناحق مال لیتا ہے وہ حق سے محروم رہتا ہے۔[4]

مال کی تباہی کے آثار:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اِذَا اَبْغَضَ النَّاسُ فُقَرَاءَهُمْ وَ اَظْهَرُوا عِمَارَةَ اَسْوَاقِهِمْ وَ تَبَارَكُوا عَلَى جَمْعِ الدَّرَاهِمِ رَمَاهُمُ اللهُ بِاَرْبَعِ خِصَالٍ بِالْقَحْطِ مِنَ الزَّمَانِ وَ الْجَوْرِ مِنَ السُّلْطَانِ وَ الْخِيَانَةِ مِنْ وُلَاةِ الْحُكَّامِ وَ الشَّوْكَةِ مِنَ الْعُدْوَانِ.

جب لوگ فقیروں کو دشمن سمجھیں اور اپنے بازار اور عمارتوں کو آباد کرتے ہوں اور مال ذخیرہ کرنے کی ایک دوسرے کو مبارک باد دیتے ہوں تو خداوند عالم ان پر چار قسم کی چیزیں عام کر دیتا ہے۔ قحط سالی، ستم شاہی، نمائندوں میں خیانت اور دشمن کا حملہ ہوتا ہے۔[5]

---

[1] الغارات (ط-القدیمۃ)/ ج۱/ ۶۵/ سیرتہ ع فی نفسہ ..... ص: ۵۳

[2] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۴/ ۵۳/ باب فضل القصد..... ص: ۵۲

[3] تحف العقول/ النص/ ۴۰۳/ ومن حکمہ ع..... ص: ۴۰۳

[4] تحف العقول/ النص/ ۳۲۱/ ومن کلامہ ع سماہ بعض الشیعۃ نثر الدرر..... ص: ۳۱۵

[5] مجموعۃ ورام/ ج۱/ ۱۰/ فہرست مافی ہذا المجلد ..... ص: ۵

مال ذخیرہ کرنے کا خطرہ:

مال وثروت اگرچہ انسانی رشد وترقی کا باعث ہے۔ اگر انسان اس سے محروم ہو تو سعادت سے محرومی ہے انسان کو ایسی زندگی گزارنی چاہیے جس سے خدا کے نزدیک اس کی آبرو محفوظ رہے۔

خداوند قرآن میں فرماتا ہے:

كَلَّآ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَيَطْغٰٓى ۝ اَنْ رَّاٰهُ اسْتَغْنٰى ۝ اِنَّ اِلٰى رَبِّكَ الرُّجْعٰى ۝

سُن رکھو بے شک انسان جب اپنے کو غنی دیکھتا ہے۔ تو سرکش ہو جاتا ہے۔ بے شک تمہارے پروردگار کی طرف (سب کو) پلٹنا ہے۔[1]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اِنَّمَا اَتَخَوَّفُ عَلٰى اُمَّتِى مِنْ بَعْدِى ثَلَاثَ خِصَالٍ .....اَوْ يَظْهَرَ فِيهِمُ الْمَالُ حَتّٰى يَطْغَوْا وَ يَبْطَرُوا.

مجھے اپنی امت پر میرے بعد تین چیزوں کا خطرہ ہے۔..... مال زیادہ جمع کریں گے یہاں تک کہ طغیان و ناشکری کریں گے۔[2]

اسی طرح آپ نے فرمایا:

هَلَاكُ نِسَاءِ اُمَّتِى فِى الْاَحْمَرَيْنِ الذَّهَبِ وَ الثِّيَابِ الرِّقَاقِ وَ هَلَاكُ رِجَالِ اُمَّتِى فِى تَرْكِ الْعِلْمِ وَ جَمْعِ الْمَالِ.

میری امت کی عورتوں کی نابودی کے عوامل دو سرخ فام ہیں۔ سونا اور باریک لباس۔ میری امت کے مردوں کی تباہی کے دو عامل یہ ہیں۔ علم حاصل نہیں کریں گے اور مال کو ذخیرہ کریں گے۔[3]

حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا:

اَلْفِتَنُ ثَلَاثَةٌ .....وَ الدِّرْهَمِ وَ هُوَ سَهْمُ الشَّيْطَانِ.

تین چیزیں فتنہ ہیں:.....درہم و دینار سے دوستی ہوگی جو شیطان کا تیر ہے۔[4]

اسی طرح آپؑ نے فرمایا:

---

[1] سورۂ علق: ۶۔۸

[2] الخصال/ ج ۱/ ۱۶۴/ التخوف علی الامۃ من ثلاث خصال..... ص: ۱۶۴

[3] ارشاد القلوب الی الصواب (للدیلمی)/ ج ۱/ ۱۸۳/ الباب الحادی والخمسون فی اخبار عن النبی ص والائمۃ الاطہار..... ص: ۱۷۳

[4] وسائل الشیعۃ/ ج ۲۰/ ۲۶/ ۴۔باب کراہۃ الافراط فی حب النساء وتحریم حب النساء المحرمات..... ص: ۲۴

يَنْبَغِي لِلْعَاقِلِ اَنْ يَحْتَرِسَ مِنْ سُكْرِ الْمَالِ ..... فَاِنَّ لِكُلِّ ذٰلِكَ رِيحاً خَبِيثَةً تَسْلُبُ الْعَقْلَ وَ تَسْتَخِفُّ الْوَقَارَ.

عقلمند شخص کو چاہئے کہ زیادہ مال جمع کرنے سے بچے ..... کیونکہ اس سے عقل زائل ہوجاتی ہے اور انسان کا وقار کم ہوجاتا ہے۔[1]

اسی طرح فرمایا:

وَ اعْلَمُوا اَنَّ كَثْرَةَ الْمَالِ مَفْسَدَةٌ لِلدِّينِ مَقْسَاةٌ لِلْقُلُوبِ.

جان لو! مال کی ذخیرہ اندوزی دین کی تباہی اور دلوں کی قساوت کا سبب ہے۔[2]

۲۔ پیداوار:

معاشرے میں اقتصاد کو بہتر بنانے کے لئے دو محوری عنصر ہیں۔ پیداوار میں کوشش اور استعمال میں قناعت۔[3] پیداوار سے مراد ہے کہ ہر قسم کا کسب و کار جس سے اقتصادی ترقی ہو جیسے کھیتی باڑی، گلہ بانی، تجارت، صنعت وغیرہ آیات و روایات میں اس کی بڑی تاکید کی گئی ہے۔ کسب حلال ہو تاکہ دین کی رعایت حاصل ہو۔

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

مَنْ وَجَدَ مَاءً وَ تُرَاباً ثُمَّ افْتَقَرَ فَاَبْعَدَهُ اللهُ.

جس کے پاس پانی اور کھیتی باڑی کے لئے زمین کافی ہو لیکن وہ پھر بھی فقر میں مبتلا ہو وہ خدا کی رحمت سے دور ہے۔[4]

پیداوار کی سفارش:

اسلامی حاکموں نے مسلمانوں کی فلاح و بہبود کے لئے تجارت اور صدقہ جاریہ جیسے وقف باغ اور زراعت وغیرہ کا شوق دلایا۔ اس سے انسان کی عزت ہے۔

معلّی بن خنیس کہتے ہیں:

رَآنِي اَبُو عَبْدِ اللهِ عليه السلام وَ قَدْ تَاَخَّرْتُ عَنِ السُّوقِ فَقَالَ لِي اغْدُ اِلَى عِزِّكَ.

امام صادق علیہ السلام نے مجھے دیکھا کہ میں دوسروں سے دیر سے بازار جاتا ہوں۔ آپ نے مجھ سے فرمایا: صبح سویرے

---

[1] غرر الحکم و درر الکلم / ۷۹۷ / ۲۷..... ص: ۷۹۷

[2] تحف العقول / النص / ۱۹۹ / تفضیلہ العلم..... ص: ۱۹۹

[3] تسنیم، ج ۱۷، ص ۳۴۴

[4] قرب الاسناد (ط - الحدیثۃ) / النص / ۱۱۵ / احادیث متفرقۃ..... ص: ۹

اپنی عزت کی طرف روانہ ہوا کرو۔[1]

عزت سے مراد کسب وکار ہے۔[2]

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

وَ اسْتَصْلِحْ كُلَّ نِعْمَةٍ اَنْعَمَهَا اللهُ عَلَيْكَ.

خدا جو تجھے نعمت دیتا ہے اس سے فائدہ اٹھا۔[3]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مِنَ الْمُرُوءَةِ اسْتِصْلَاحُ الْمَالِ.

مال اور اس سے فائدہ اٹھانا جوان مردی ہے۔[4]

امام سجاد علیہ السلام نے فرمایا:

اسْتِثْمَارُ الْمَالِ تَمَامُ الْمُرُوءَةِ.

جوان مردی کامل یہ ہے کہ مال کو فائدہ سے اٹھایا جائے۔[5]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

اِصْلَاحُ الْمَالِ مِنَ الْاِيمَانِ.

مال کی اصلاح کرنا ایمان میں سے ہے۔[6]

اسی طرح آپ نے فرمایا:

عَلَيْكَ بِاِصْلَاحِ الْمَالِ فَاِنَّ فِيهِ مَنْبَهَةً لِلْكَرِيمِ وَ اسْتِغْنَاءً عَنِ اللَّئِيمِ.

مال کی اصلاح کرو کیونکہ یہ شرافت کا سبب ہے ذلت سے بچاتی ہے۔[7]

زرارہ امام صادق علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں کہ:

مَا يُخَلِّفُ الرَّجُلُ شَيْئاً اَشَدَّ عَلَيْهِ مِنَ الْمَالِ الصَّامِتِ كَيْفَ يَصْنَعُ بِهِ قَالَ يَجْعَلُهُ فِي الْحَائِطِ يَعْنِي فِي الْبُسْتَانِ اَوِ الدَّارِ.

---

[1] من لایحضرہ الفقیہ/ ج ۳/ ۱۹۲/ باب التجارۃ وآدابہا وفضلہا وفقہہا..... ص:۱۹۱

[2] ر۔ک، جامعہ در قرآن، ص ۲۷۱، ۲۷۲

[3] نہج البلاغۃ (للصبحی صالح)/ ۴۵۹/ ۶۹ ومن کتاب لہ ع الی الحارث [الہمدانی] الہمذانی..... ص:۴۵۹

[4] من لایحضرہ الفقیہ/ ج ۳/ ۱۶۶/ باب المعایش والمکاسب والفوائد والصناعات..... ص:۱۵۶

[5] الکافی (ط۔الاسلامیۃ)/ ج ۱/ ۲۰/ کتاب العقل والجہل..... ص:۱۰

[6] من لایحضرہ الفقیہ/ ج ۳/ ۱۶۶/ باب المعایش والمکاسب والفوائد والصناعات..... ص:۱۵۶

[7] الکافی (ط۔الاسلامیۃ)/ ج ۵/ ۸۸/ باب اصلاح المال وتقدیر المعیشۃ..... ص:۸۷

آپؑ نے فرمایا: انسان اپنے مال ومتاع کو گھر میں جمع کر کے نہ رکھے۔
راوی نے پوچھا: پس کیا کرے؟
آپ نے فرمایا: مال کو باغ اور زراعت یا گھر بنانے پر خرچ کرے۔[1]

پیداوار کا ہدف:

اسلام کی نظر میں پیداوار کے کچھ اہداف الٰہی ہیں:

۱۔ حفظ عزت اور پستی سے بے نیازی
۲۔ اہل خانہ کی خوشحالی اور عزت کے لئے۔
۳۔ رشتہ داروں اور ہمسایہ کا احترام۔
۴۔ راہ خدا میں انفاق۔

امام باقر علیہ السلام نے فرمایا:

مَنْ طَلَبَ [الرِّزْقَ فِي] الدُّنْيَا اسْتِعْفَافاً عَنِ النَّاسِ وَ تَوْسِيعاً عَلَى أَهْلِهِ وَ تَعَطُّفاً عَلَى جَارِهِ لَقِيَ اللهَ عَزَّ وَ جَلَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَ وَجْهُهُ مِثْلُ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ.

جو شخص دنیا میں اپنی بے نیازی اور اہل خانہ کی کشائش کے لئے کام کرتا ہے۔ ہمسایوں سے محبت کرتا ہے تو خدا اسے قیامت کے دن ایسا محشور کرے گا کہ اس کا چہرہ چودھویں کے چاند کی مانند ہوگا۔[2]

روایت ہے کہ:

قَالَ رَجُلٌ لِأَبِي عَبْدِ اللهِ عليه السلام وَ اللهِ إِنَّا لَنَطْلُبُ الدُّنْيَا وَ نُحِبُّ أَنْ نُؤْتَاهَا فَقَالَ تُحِبُّ أَنْ تَصْنَعَ بِهَا مَا ذَا قَالَ أَعُودُ بِهَا عَلَى نَفْسِي وَ عِيَالِي وَ أَصِلُ بِهَا وَ أَتَصَدَّقُ بِهَا وَ أَحُجُّ وَ أَعْتَمِرُ فَقَالَ عليه السلام لَيْسَ هَذَا طَلَبَ الدُّنْيَا هَذَا طَلَبُ الْآخِرَةِ.

ایک آدمی نے امام صادق علیہ السلام سے عرض کیا: خدا کی قسم! میں دنیا کے پیچھے ہوں اور اسے پانے کو دوست رکھتا ہوں۔
آپ نے پوچھا: اس سے کیا کرو گے؟
وہ شخص کہتا ہے: میں چاہتا ہوں کہ میری اور میرے اہل وعیال کی زندگی اچھی ہو۔ صلہ رحمی کروں، صدقہ دوں، حج کروں، عمرہ کروں۔

---

[1] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۵/ ۹۱/ باب شراء العقارات وبیعہا..... ص:۹۱
[2] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۵/ ۷۸/ باب الحث علی الطلب والتعرض للرزق..... ص:۷۷

امام نے فرمایا: یہ دنیا طلبی نہیں ہے بلکہ یہ آخرت طلبی ہے۔[1]

امام صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ:

اَنَّ عَلِیّاً علیہ السلام اَعْتَقَ اَلْفَ مَمْلُوكٍ مِنْ كَدِّ يَدِهِ.

حضرت امیر علیہ السلام نے ہزار غلام کو اپنی کمائی سے آزاد کیا۔[2]

مال سے بہرہ مند ہونے کے عوامل

صدقہ:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

تَصَدَّقُوا فَاِنَّ الصَّدَقَةَ تَزِيدُ فِي الْمَالِ كَثْرَةً وَ تَصَدَّقُوا رَحِمَكُمُ اللهُ.

صدقہ دو کیونکہ صدقہ دینے سے مال میں اضافہ ہوتا ہے اور صدقہ دو کہ اللہ تم پر رحم کرے گا۔[3]

امانت داری:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اَلْاَمَانَةُ تَجْلِبُ الْغِنَى، وَ الْخِيَانَةُ تَجْلِبُ الْفَقْرَ.

امانتداری سے بے نیازی آتی ہے اور خیانت سے فقر آتا ہے۔[4]

شادی:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

تَزَوَّجُوا النِّسَاءَ فَاِنَّهُنَّ يَأْتِينَ بِالْمَالِ.

شادیاں کرو کیونکہ عورتیں تمہارے لئے مال لائیں گی۔[5]

اچھی بات:

امام سجاد علیہ السلام نے فرمایا:

اَلْقَوْلُ الْحَسَنُ يُثْرِي الْمَالَ وَ يُنْمِي الرِّزْقَ

---

[1] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۵ / ۷۲ / باب الاستعانۃ بالدنیا علی الآخرۃ..... ص:۷۱

[2] المحاسن/ ج ۲ / ۶۲۴ / ۱۰ باب اتخاذ العبید والاماء..... ص:۶۲۴

[3] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۴ / ۹ / باب فی ان الصدقۃ تزید فی المال..... ص:۹

[4] قرب الاسناد (ط-الحدیثۃ)/ النص/ ۱۱۷ / احادیث متفرقۃ..... ص:۹

[5] مکارم الاخلاق/ ۱۹۶ / الفصل الاول فی الرغبۃ فی التزویج وبرکۃ المراۃ وشؤمہا..... ص:۱۹۶

اچھی بات کرنے سے رزق میں اضافہ ہوتا ہے۔[1]

طہارت:

ایک شخص نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس تنگدستی کی شکایت کی۔آپؐ نے فرمایا:

شَكَا اِلَيْهِ رَجُلٌ قِلَّةَ الرِّزْقِ فَقَالَ ﷺ اَدِمِ الطَّهَارَةَ يَدُمْ عَلَيْكَ الرِّزْقُ فَفَعَلَ الرَّجُلُ ذٰلِكَ فَوُسِّعَ عَلَيْهِ الرِّزْقُ.

ہمیشہ وضو میں رہو تا کہ تمہاری روزی میں برکت ہو۔پس اس آدمی نے عمل کیا اور اس کی روزی میں اضافہ ہوا۔[2]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

مَنْ ذَهَبَ فِي حَاجَةٍ عَلَى غَيْرِ وُضُوءٍ فَلَمْ تُقْضَ حَاجَتُهُ فَلَا يَلُومَنَّ اِلَّا نَفْسَهُ.

جو شخص بغیر وضو کے کسی حاجت کے لئے جائے اور وہ پوری نہ ہو تو اس شخص کو اپنے آپ کو سرزنش کرنا چاہئے۔[3]

ان احادیث سے چند نکات ملتے ہیں:

۱۔دین و دنیا میں پیوند۔

۲۔روح توحید پر توجہ دینا۔

۳۔احساس عدم استقلال۔

کسب معاش

روزگار دولت کمانے کا ایک مادی عامل ہے اور اسلام میں حلال روزی کمانا واجب ہے اور حرام روزی کمانے سے پرہیز لازم ہے اب ہم یہاں پر ان روایات کو ذکر کرتے ہیں جو حلال رزق کی فضیلت و اہمیت اور اس کی شرائط و آثار اور اس کے ساتھ ساتھ حرام درآمد کے بارے میں دلالت کرتی ہیں۔

کسب معاش تلاش و جستجو کی اہمیت:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

اِنَّ قَوْماً مِنْ اَصْحَابِ رَسُولِ اللهِ ﷺ لَمَّا نَزَلَتْ- وَ مَنْ يَتَّقِ اللهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجاً وَ يَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لا يَحْتَسِبُ اَغْلَقُوا الْاَبْوَابَ وَ اَقْبَلُوا عَلَى الْعِبَادَةِ وَ قَالُوا قَدْ كُفِينَا فَبَلَغَ ذٰلِكَ رَسُولَ

---

[1] الامالی (للصدوق)/ النص/ ۲/ المجلس الاول

[2] عوالی اللئالی العزیزیۃ فی الاحادیث الدینیۃ/ ج۱/ ۲۶۸/ الفصل العاشر فی احادیث تتضمن شیئا من الآداب الدینیۃ..... ص:۲۴۶

[3] من لایحضرہ الفقیہ/ ج ۳/ ۱۵۷/ باب المعایش والمکاسب والفوائد والصناعات..... ص:۱۵۶

اللہ ﷺ فَاَرْسَلَ اِلَیْهِمْ فَقَالَ مَا حَمَلَكُمْ عَلٰی مَا صَنَعْتُمْ قَالُوا یَا رَسُولَ اللّٰهِ تَكَفَّلَ اللّٰهُ عَزَّ وَ جَلَّ بِاَرْزَاقِنَا فَاَقْبَلْنَا عَلَی الْعِبَادَةِ فَقَالَ اِنَّهُ مَنْ فَعَلَ ذٰلِكَ لَمْ یَسْتَجِبِ اللّٰهُ لَهُ عَلَیْكُمْ بِالطَّلَبِ ثُمَّ قَالَ اِنِّی لَاُبْغِضُ الرَّجُلَ فَاغِراً فَاهُ اِلٰی رَبِّهِ یَقُولُ ارْزُقْنِی وَ یَتْرُكُ الطَّلَبَ.

جب یہ آیت "وَمَنْ یَّتَّقِ اللّٰهَ یَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا ۙ﴿۲﴾ وَّیَرْزُقْهُ مِنْ حَیْثُ لَا یَحْتَسِبُ" (جو خدا سے ڈرے گا تو خدا اس کے لیے نجات کی صورت نکال دے گا اور اس کو ایسی جگہ سے رزق دے گا جہاں سے وہم بھی نہ ہو[1]) نازل ہوئی تو اصحاب نے اس آیت کا مطلب درست نہ سمجھا اور کسب و کار کرنا چھوڑ دیا اور دعا و عبادت کرنے لگے جب یہ خبر رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ملی تو آپ نے ان سے پوچھا کہ تم نے کام کرنا کیوں چھوڑ دیا ہے تو انہوں نے جواب دیا کہ جب ہمارے رزق کا اللہ تعالیٰ کفیل ہے تو ہم نے کسب کی فکر چھوڑ دی اور عبادت میں لگ گئے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا: جو شخص ایسا کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو وہ عطا نہیں کرے گا جو وہ چاہتا ہے پھر فرمایا کہ میں ان کا دشمن ہوں جو کام کرنا چھوڑ دیں اور دعا کے ذریعے روزی طلب کریں۔[2]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اِنَّ اَصْنَافاً مِنْ اُمَّتِی لَا یُسْتَجَابُ لَهُمْ دُعَاؤُهُمْ رَجُلٌ .....وَ رَجُلٌ یَقْعُدُ فِی بَیْتِهِ وَ یَقُولُ رَبِّ ارْزُقْنِی وَ لَا یَخْرُجُ وَ لَا یَطْلُبُ الرِّزْقَ.

میری امت کے چند قسم کے لوگوں کی دعا مستجاب نہیں ہوگی۔.....ایک شخص وہ ہے کہ جو گھر میں بیٹھ جائے گا اور خدا سے دعا مانگے گا کہ پروردگارا! روزی دے۔[3]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

اَنَّ اللّٰهَ یُبْغِضُ الْعَبْدَ فَاغِراً فَاهُ وَ یَقُولُ اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنِی وَ یَتْرُكُ الطَّلَبَ.

خدا اس شخص کو دشمن رکھتا ہے جو دعا کے ذریعے رزق مانگتا ہے اور کام کرنا چھوڑ دیتا ہے۔[4]

روایت ہے کہ:

مَا فَعَلَ عُمَرُ بْنُ مُسْلِمٍ قُلْتُ جُعِلْتُ فِدَاكَ اَقْبَلَ عَلَی الْعِبَادَةِ وَ تَرَكَ التِّجَارَةَ فَقَالَ وَیْحَهُ اَمَا عَلِمَ اَنَّ تَارِكَ الطَّلَبِ لَا یُسْتَجَابُ لَهُ.

امام صادق علیہ السلام نے عمر بن مسلم سے کام کے بارے میں پوچھا تو لوگوں نے کہا اس نے تجارت چھوڑ دی اور دعا و

---

[1] سورۂ طلاق: ۲، ۳

[2] روضۃ المتقین فی شرح من لایحضرہ الفقیہ (ط-القدیمۃ)/ ج ۷ / ۸ / باب التجارۃ وآدابہا وفضلہا وفقہہا..... ص: ۵

[3] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۵ / ۶۷ / باب دخول الصوفیۃ علی ابی عبداللہ ع واحتجاجہم علیہ فیما ینہون الناس عنہ من طلب الرزق..... ص: ۶۵

[4] عوالی اللئالی العزیزیۃ فی الاحادیث الدینیۃ/ ج ۴ / ۲۲ / الجملۃ الاولی فی احادیث متفرقۃ زیادۃ فیما تقدم..... ص: ۵

عبادت کرتا ہے۔آپ نے فرمایا:اس پرافسوس ہے![1]

راوی کہتا ہے:

سَأَلَ أَبُو عَبْدِ اللهِ عليه السلام عَنْ رَجُلٍ وَ أَنَا عِنْدَهُ فَقِيلَ لَهُ أَصَابَتْهُ الْحَاجَةُ قَالَ فَمَا يَصْنَعُ الْيَوْمَ قِيلَ فِي الْبَيْتِ يَعْبُدُ رَبَّهُ قَالَ فَمِنْ أَيْنَ قُوتُهُ قِيلَ مِنْ عِنْدِ بَعْضِ إِخْوَانِهِ فَقَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ عليه السلام وَ اللهِ لَلَّذِي يَقُوتُهُ أَشَدُّ عِبَادَةً مِنْهُ.

میں امام صادق علیہ السلام کی خدمت میں تھا امام نے ایک مرد کے بارے میں پوچھا تو عرض کیا گیا: نیازمند ہو گیا ہے۔

امام نے پوچھا: آج کل کیا کرتا ہے؟

کہا گیا: وہ گھر میں عبادت کرتا ہے۔

آپ نے پوچھا: وہ زندگی کے اخراجات کہاں سے پورے کرتا ہے؟

عرض کیا گیا: بعض مومن بھائی اس کی مدد کرتے ہیں۔

آپ نے فرمایا: جو اسے زندگی کا خرچہ دیتا ہے وہ اس سے زیادہ عابد ہے۔[2]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

السَّاعِي عَلَى وَالِدَيْهِ لِيَكُفَّهُمَا وَيُغْنِيَهُمَا عَنِ النَّاسِ؛ فِي سَبِيلِ اللهِ، وَمَنْ سَعَى عَلَى زَوْجٍ أَوْ وَلَدٍ لِيَكُفَّهُمْ وَيُغْنِيَهُمْ عَنِ النَّاسِ؛ فِي سَبِيلِ اللهِ، وَالسَّاعِي عَلَى نَفْسِهِ لِيُغْنِيَهَا وَيَكُفَّهَا عَنِ النَّاسِ؛ فِي سَبِيلِ اللهِ، وَالسَّاعِي مُكَاثِرَةً؛ فِي سَبِيلِ الشَّيْطَانِ.

جو اپنے والدین اور بیوی بچوں کے لئے کسب کرتا ہے تا کہ ان کی ضروریات کو پورا کرتے اور ان کو لوگوں سے مستغنی کر دے تو وہ راہ خدا میں کوشش کرنے والا ہے اور جو مال جمع کرتا ہے اپنی ذات کے لئے تا کہ وہ لوگوں سے مستغنی ہو جائے تو وہ بھی راہ خدا میں کوشش کرنے والا ہے اور جو مال کو جمع کرتا ہے ذخیرہ کرنے کے لئے تو اس کا کام شیطان کا کام ہے۔[3]

امام رضا علیہ السلام نے فرمایا:

الَّذِي يَطْلُبُ مِنْ فَضْلِ اللهِ عَزَّ وَ جَلَّ مَا يَكُفُّ بِهِ عِيَالَهُ أَعْظَمُ أَجْراً مِنَ الْمُجَاهِدِ فِي سَبِيلِ اللهِ عَزَّ وَ جَلَّ.

جو اپنے اہل خانہ کے لئے معاش کی کوشش کرتا ہے اس کو مجاہد راہ خدا کے برابر ثواب ملتا ہے۔[4]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

---

[1] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۵ / ۸۴ / باب الرزق من حیث لا تحتسب..... ص:۸۳

[2] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۵ / ۸۷ / باب الحث علی الطلب والتعرض للرزق..... ص:۷۷

[3] المعجم الاوسط، ج۸، ص۲۷۷ رقم:۸۶۳۰

[4] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۵ / ۸۸ / باب من کد علی عیالہ..... ص:۸۸

اِذَا خَرَجَ الْعَبْدُ فِی حَاجَةِ اَهْلِهِ کَتَبَ اللهُ لَهُ بِکُلِّ خُطْوَةٍ دَرَجَةً.

جو شخص بیوی بچوں کے لئے روزی کمانے جاتا ہے تو خدا اسے ہر قدم کے بدلے نیکی عطا کرتا ہے۔[1]

اس طرح فرمایا:

مَنْ کَانَ فِی مِصْرٍ مِنَ الْاَمْصَارِ یَسْعٰی عَلٰی عِیَالِهٖ فِی عُسْرَهٖ وَ یُسْرَهٖ جَاءَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ مَعَ النَّبِیِّیْنَ.

جو شخص اہل خانہ کی روزی کے لئے شہر میں سخت کوشش کرتا ہے خدا اسے روز قیامت انبیاء کے ساتھ محشور فرمائے گا۔[2]

نیز فرمایا:

مَنْ اَکَلَ مِنْ کَدِّ یَدِهٖ کَانَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ فِی عِدَادِ الْاَنْبِیَاءِ وَ یَاْخُذُ ثَوَابَ الْاَنْبِیَاءِ.

جو شخص اپنی محنت و کوشش سے کما کر کھائے روزِ قیامت اسے انبیاء کے زمرے میں شمار کیا جائے گا اور اسے انبیا کرامؑ کے برابر ثواب حاصل ہوگا۔[3]

حضرت علی علیہ السلام سے روایت ہے کہ:

لَمَّا اُسْرِیَ بِی اِلَی السَّمَاءِ دَخَلْتُ الْجَنَّةَ، فَرَاَیْتُ فِیهَا قَصْراً مِنْ یَاقُوتٍ اَحْمَرَ، یُرَی بَاطِنُهُ مِنْ ظَاهِرِهٖ لِضِیَائِهٖ وَ نُورِهٖ، ..... فَقُلْتُ: یَا جَبْرَئِیلُ، لِمَنْ هَذَا الْقَصْرُ قَالَ: هَذَا لِمَنْ .....وَ اَطْعَمَ الطَّعَامَ، وَ تَهَجَّدَ بِاللَّیْلِ وَ النَّاسُ نِیَامٌ.

قَالَ عَلِیٌّ علیہ السلام: فَقُلْتُ: یَا رَسُولَ اللهِ، وَ فِی اُمَّتِكَ مَنْ یُطِیقُ هَذَا قَالَ:..... اَ تَدْرِی مَا اِطْعَامُ الطَّعَامِ قُلْتُ: اللهُ وَ رَسُولُهُ اَعْلَمُ. قَالَ: مَنْ طَلَبَ لِعِیَالِهٖ مَا یَکُفُّ بِهٖ وُجُوهَهُمْ عَنِ النَّاسِ،

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: معراج کے دوران جنت میں پہنچا وہاں یاقوت کے محل تھے جس کے اندر اور باہر دونوں طرف نور تھا.....۔ میں نے جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا: یہ محل کن کے ہیں؟ اس نے جواب دیا:..... جو لوگوں کو کھانا کھلائیں ان کے لئے ہے۔

حضرت امیر علیہ السلام نے پوچھا: کیا آپ کی امت میں کوئی یہ کام کرے گا؟

آپؐ نے پوچھا:.....کیا تم جانتے ہو کہ کھانا دینے کا مطلب کیا ہے؟

میں نے عرض کیا: خدا اور رسولؐ بہتر جانتے ہیں۔

فرمایا: جو اپنے اہل و عیال کے لئے روزی کمانے کی کوشش کرتا ہے اور لوگوں کے سامنے اُن کی آبرو کی حفاظت کرتا ہے۔[4]

---

[1] کنز العمال، ج ۱۶، ص ۲۸۲

[2] تاریخ مدینہ دمشق، ج ۳۳، ص ۳۴۸

[3] جامع الاخبار (للشعیری)/ ۱۳۹/ الفصل التاسع والتسعون فی کسب الحلال

[4] الامالی (للطوسی)/ النص/ ۴۵۸/ [۱۶] المجلس السادس عشر

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

اِنْ ظَنَنْتَ اَوْ بَلَغَكَ اَنَّ هَذَا الْاَمْرَ كَائِنٌ فِي غَدٍ فَلَا تَدَعَنَّ طَلَبَ الرِّزْقِ وَاِنِ اسْتَطَعْتَ اَنْ لَا تَكُونَ كَلًّا فَافْعَلْ.

اپنی روزی اپنے ہاتھوں سے کماؤ اور لوگوں پر بوجھ نہ بنو۔

محمد بن منکدر کہتا ہے:

فَقُلْتُ اَصْلَحَكَ اللهُ شَيْخٌ مِنْ اَشْيَاخِ قُرَيْشٍ..... اَرَاَيْتَ لَوْ جَاءَ اَجَلُكَ وَاَنْتَ عَلَى هَذِهِ الْحَالِ مَا كُنْتَ تَصْنَعُ فَقَالَ لَوْ جَاءَنِي الْمَوْتُ وَاَنَا عَلَى هَذِهِ الْحَالِ جَاءَنِي وَاَنَا فِي [طَاعَةٍ مِنْ] طَاعَةِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ اَكُفُّ بِهَا نَفْسِي وَعِيَالِي عَنْكَ وَعَنِ النَّاسِ

میں نے قریش کے ایک آدمی کو دیکھا جو کسب و کار میں مشغول تھا، میں نے اس سے کہا کہ اگر ابھی موت کا فرشتہ آجائے تو کیا کروگے۔ اس نے کہا میں خدا کی اطاعت کی حالت میں ہوں کیونکہ اپنے اور اہل خانہ کے لئے روزی کماتا ہوں۔ تیرے اور دوسروں سے بے نیاز ہوں۔[1]

پاک ترین کسب:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس شخص کے لئے اس طرح دعا کی جو کسب و کار کرتا تھا۔

فَرَحِمَ اللهُ مُؤْمِناً كَسَبَ طَيِّبا.

خدایا! رحمت فرما! اس شخص پر جو پاکیزہ کسب و کار کرتا ہے۔[2]

اسی طرح فرمایا:

خَيْرُ الْكَسْبِ كَسْبُ يَدِ الْعَامِلِ اِذَا نَصَحَ.

بہترین کسب وہ ہے جو درست ہو۔[3]

نیز فرمایا:

اَطْيَبُ مَا اَكَلَ الرَّجُلُ مِنْ كَسْبِهِ وَوَلَدُهُ مِنْ كَسْبِهِ.

پاکیزہ مال جو انسان استعمال کرتا ہے وہ جو وہ سختی سے حاصل کرتا ہے۔[4]

---

[1] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۵ / ۷۳ / باب مایجب من الاقتداء بالائمۃ ع فی التعرض للرزق..... ص: ۷۳

[2] دعائم الاسلام/ ج ۲ / ۶۶ / ۱۷ فصل ذکر الحجر والتفلیس ..... ص: ۶۵

[3] نہج الفصاحۃ (مجموعہ کلمات قصار حضرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ)/ ۴۶۸ / نہج الفصاحۃ مجموعہ کلمات قصار حضرت رسول اکرم، ص، باترجمہ فارسی

[4] مستدرک الوسائل ومستنبط المسائل/ ج ۱۳ / ۹ / ۱- باب استحبابہا واختیارہا علی اسباب الرزق..... ص: ۷

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

لَيْسَ يَنْبَغِي لِلْعَاقِلِ اَنْ يَكُونَ شَاخِصاً اِلَّا فِي ثَلَاثٍ مَرَمَّةٍ لِمَعَاشٍ اَوْ خُطْوَةٍ لِمَعَادٍ اَوْ لَذَّةٍ فِي غَيْرِ مُحَرَّمٍ

عقل مند تین کام کرتا ہے: (۱) اصلاح امور معاش، (۲) آخرت کیلئے قدم اٹھانا اور حلال کام سے لذت اٹھانا۔[۱]

نیز رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اَطْيَبُ الْكَسْبِ..... كُلُّ بَيْعٍ مَبْرُوْرٍ.

بہترین درآمد وہ ہے جو اچھے اور پاکیزہ معاملہ سے حاصل ہو۔[۲]

کسب کے لئے مناسب زمانہ:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اَلْبُكُوْرُ مُبَارَكٌ يَزِيْدُ فِي جَمِيعِ النِّعَمِ خُصُوصاً فِي الرِّزْقِ.

جو صبح سویرے کام کرتا ہے اس میں برکت ہوتی ہے تمام نعمتوں اور روزی میں اضافہ ہوتا ہے۔[۳]

اسی طرح فرمایا:

بَاكِرُوا بِالْحَوَائِجِ فَاِنَّهَا مُيَسَّرَةٌ.

صبح سویرے کام پر جاؤ کیونکہ آسانی ہوتی ہے اور برکت ہوتی ہے۔

حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا:

اَلَا اُنَبِّئُكُمْ بَعْدَ ذٰلِكَ بِمَا يَزِيْدُ فِي الرِّزْقِ قَالُوا بَلَى يَا اَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ فَقَالَ .....وَ الْبُكُوْرُ فِي طَلَبِ الرِّزْقِ يَزِيْدُ فِي الرِّزْقِ.

کیا میں تمہیں ان چیزوں کے بارے میں آگاہ نہ کروں جو رزق میں زیادتی کا باعث ہیں لوگوں نے کہا ضرور اے امیر المومنینؑ! حضرت نے فرمایا:.....صبح سویرے روزی کی تلاش میں جانا، روزی میں اضافے کا باعث ہے۔[۴]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

فَعَلَيْكُمْ بِالْجِدِّ وَ الِاجْتِهَادِ وَ اِذَا صَلَّيْتُمُ الصُّبْحَ وَ انْصَرَفْتُمْ فَبَكِّرُوا فِي طَلَبِ الرِّزْقِ وَ اطْلُبُوا

---

[۱] تحف العقول/ النص/ ۱۰/ وصیۃ اخری الی امیر المؤمنین ع مختصرۃ..... ص:۱۰

[۲] الجامع الصغیر، ج۱، ص۶۲۱

[۳] بحار الانوار (ط- بیروت)/ ج ۷۳/ ۳۱۸/ باب ۶۰ مایورث الفقر والغناء..... ص:۳۱۴

[۴] الخصال/ ج ۲/ ۵۰۵/ ست عشرۃ خصلۃ تورث الفقر وسبع عشرۃ خصلۃ تزید فی الرزق..... ص:۵۰۴

الْحَلَالَ فَإِنَّ اللهَ عَزَّ وَ جَلَّ سَيَرْزُقُكُمْ وَ يُعِينُكُمْ عَلَيْهِ.

پدتم پر لازم ہے کہ محنت وتلاش کرو اور تم نماز صبح کے بعد روزی کی تلاش میں جاؤ اور حلال کماؤ پس خداوند عالم تم رزق عطا فرمائے گا اور روزگار میں تمہاری مدد کرے۔[1]

امام رضا علیہ السلام نے فرمایا:

وَ مَنْ سَمَّى يَوْمَ عَاشُورَاءَ يَوْمَ بَرَكَةٍ وَ ادَّخَرَ فِيهِ لِمَنْزِلِهِ شَيْئاً لَمْ يُبَارَكْ لَهُ فِيمَا ادَّخَرَ وَ حُشِرَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَعَ يَزِيدَ وَ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ زِيَادٍ وَ عُمَرَ بْنِ سَعْدٍ لَعَنَهُمُ اللهُ إِلَى أَسْفَلِ دَرْكٍ مِنَ النَّارِ.

جو شخص عاشورا کے دن کو مبارک سمجھے اور اس دن کوئی ذخیرہ کرے، اس میں برکت نہیں ہوگی اور روز قیامت وہ شخص یزید، عبیداللہ اور عمر بن سعد کے ساتھ [خداوند عالم ان پر لعنت فرمائے] جہنم کے آخری درجہ میں محشور کرے گا۔[2]

کسب حلال اور اس کی فضیلت:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

طَلَبُ الْحَلَالِ فَرِيضَةٌ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ وَ مُسْلِمَةٍ.

ہر مسلمان مرد عورت پر حلال روزی کمانا واجب ہے۔[3]

اسی طرح فرمایا:

الْعِبَادَةُ عَشَرَةُ أَجْزَاءٍ تِسْعَةُ أَجْزَاءٍ فِي طَلَبِ الْحَلَالِ.

عبادت کے دس حصے ہیں اور نو حصے کسب حلال میں ہے۔[4]

نیز فرمایا:

لَعَثْرَةٌ فِي كَدٍّ حَلَالٍ عَلَى عَيِّلٍ مَحْجُوبٍ أَفْضَلُ عِنْدَ اللهِ مِنْ ضَرْبٍ بِسَيْفٍ حَوْلًا كَامِلًا لَا يَجِفُّ دَمًا مَعَ إِمَامٍ عَادِلٍ.

جو شخص کسب حلال میں سختی برداشت کرتا ہے تاکہ بیوی بچوں کے لئے روزی کمائے خدا اسے ایک سال کے جہاد کا ثواب عطا کرتا ہے وہ ایسے آدمی کی مانند ہے جس نے امام کے ساتھ مل کر دشمن کے لئے جہاد کیا ہو۔[5]

امام صادق علیہ السلام سے روایت ہے:

---

[1] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۵/ ۷۹/ باب الحث علی الطلب والتعرض للرزق..... ص:۷۷

[2] الامالی (للصدوق)/ النص/ ۱۲۹/ المجلس السابع والعشرون

[3] جامع الاخبار (للشعیری)/ ۱۳۹/ الفصل التاسع والتسعون فی کسب الحلال

[4] جامع الاخبار (للشعیری)/ ۱۳۹/ الفصل التاسع والتسعون فی کسب الحلال

[5] تاریخ مدینہ دمشق، ج ۵۲، ص ۱۶۳

وَ كَانَ اَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ عليه السلام يَخْرُجُ فِي الْهَاجِرَةِ فِي الْحَاجَةِ قَدْ كُفِيَهَا يُرِيدُ اَنْ يَرَاهُ اللهُ تَعَالَى يُتْعِبُ نَفْسَهُ فِي طَلَبِ الْحَلَالِ.

حضرت علی علیہ السلام شدید گرمی میں کام کے لئے باہر نکلے حالانکہ خادم و غلام بھی تھے ان سے بھی کام کروا سکتے ہیں لیکن آپ یہ چاہتے تھے کہ خدا سے اس حال میں ملاقات کریں کہ وہ حلال روزی کی زحمت کر رہے ہوں۔[1]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

اِنِّي لَاَرْكَبُ فِي الْحَاجَةِ الَّتِي كَفَاهَا اللهُ مَا اَرْكَبُ فِيهَا اِلَّا الْتِمَاسَ اَنْ يَرَانِيَ اللهُ اُضْحِي فِي طَلَبِ الْحَلَالِ اَمَا تَسْمَعُ قَوْلَ اللهِ فَاِذا قُضِيَتِ الصَّلاةُ فَانْتَشِرُوا فِي الْاَرْضِ وَ ابْتَغُوا مِنْ فَضْلِ اللهِ.

میں چاہتا ہوں کہ خدا سے اس حال میں ملاقات کروں کہ کسب وکار کی حالت میں ہوں۔

کیا تم نے خدا کا کلام نہیں سنا کہ وہ فرماتا ہے کہ: جب نماز سے فارغ ہوجاؤ تو روزی کے لئے پھیل جاؤ اور فضل و احسان ڈھونڈو تا کہ خدا کی نعمتوں سے بہرمند ہو۔[2]

اسی طرح فرمایا:

فَاِنِّي اَشْتَهِي اَنْ يَرَانِيَ اللهُ عَزَّ وَ جَلَّ اَعْمَلُ بِيَدِي وَ اَطْلُبُ الْحَلَالَ فِي اَذًى نَفْسِي.

خدا سے اس حال میں ملنا چاہتا ہوں کہ جب میں کسی کام میں مشغول ہوں اور حلال روزی کی تلاش میں ہوں۔[3]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اَلْكَادُّ عَلَى عِيَالِهِ مِنْ حَلَالٍ كَالْمُجَاهِدِ فِي سَبِيلِ اللهِ.

جو شخص اپنے بیوی بچوں کے لئے حلال روزی کماتا ہے وہ راہ خدا میں مجاہد کی مانند ہے۔[4]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

اِذَا كَانَ الرَّجُلُ مُعْسِراً فَيَعْمَلُ بِقَدْرِ مَا يَقُوتُ بِهِ نَفْسَهُ وَ اَهْلَهُ وَ لَا يَطْلُبُ حَرَاماً فَهُوَ كَالْمُجَاهِدِ فِي سَبِيلِ اللهِ.

جو شخص تنگ دست ہو اور اپنے اہل وعیال کیلئے حلال روزی کمائے اور حرام نہ کمائے تو وہ راہ خدا میں مجاہد کی مانند ہے۔[5]

روایت میں ہے کہ:

دَعَا اَبُو عَبْدِ اللهِ عليه السلام مَوْلًى لَهُ يُقَالُ لَهُ مُصَادِفٌ فَاَعْطَاهُ اَلْفَ دِينَارٍ وَ قَالَ لَهُ تَجَهَّزْ حَتَّى تَخْرُجَ اِلَى

---

[1] من لایحضرہ الفقیہ/ ج ۳/ ۱۶۳/ باب المعایش والمکاسب والفوائد والصناعات..... ص:۱۵۶

[2] فقہ القرآن/ ج ۱/ ۳۷۰/ [سورۃ الجمعۃ (۶۲): آیۃ ۱۰]..... ص:۳۶۰

[3] من لایحضرہ الفقیہ/ ج ۳/ ۱۶۳/ باب المعایش والمکاسب والفوائد والصناعات..... ص:۱۵۶

[4] من لایحضرہ الفقیہ/ ج ۳/ ۱۶۸/ باب المعایش والمکاسب والفوائد والصناعات..... ص:۱۵۶

[5] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۵/ ۸۸/ باب من کد علی عیالہ..... ص:۸۸

مِصْرَ فَإِنَّ عِيَالِي قَدْ كَثُرُوا قَالَ فَتَجَهَّزَ بِمَتَاعٍ وَ خَرَجَ مَعَ التُّجَّارِ إِلَى مِصْرَ فَلَمَّا دَنَوْا مِنْ مِصْرَ اسْتَقْبَلَتْهُمْ قَافِلَةٌ خَارِجَةٌ مِنْ مِصْرَ فَسَأَلُوهُمْ عَنِ الْمَتَاعِ الَّذِي مَعَهُمْ مَا حَالُهُ فِي الْمَدِينَةِ وَ كَانَ مَتَاعَ الْعَامَّةِ فَأَخْبَرُوهُمْ أَنَّهُ لَيْسَ بِمِصْرَ مِنْهُ شَيْءٌ فَتَحَالَفُوا وَ تَعَاقَدُوا عَلَى أَنْ لَا يَنْقُصُوا مَتَاعَهُمْ مِنْ رِبْحِ الدِّينَارِ دِينَاراً فَلَمَّا قَبَضُوا أَمْوَالَهُمْ وَ انْصَرَفُوا إِلَى الْمَدِينَةِ فَدَخَلَ مُصَادِفٌ عَلَى أَبِي عَبْدِ اللهِ عليه السلام وَ مَعَهُ كِيسَانِ فِي كُلِّ وَاحِدٍ أَلْفُ دِينَارٍ فَقَالَ جُعِلْتُ فِدَاكَ هَذَا رَأْسُ الْمَالِ وَ هَذَا الْآخَرُ رِبْحٌ فَقَالَ إِنَّ هَذَا الرِّبْحَ كَثِيرٌ وَ لَكِنْ مَا صَنَعْتَهُ فِي الْمَتَاعِ فَحَدِّثْهُ كَيْفَ صَنَعُوا وَ كَيْفَ تَحَالَفُوا فَقَالَ سُبْحَانَ اللهِ تَحْلِفُونَ عَلَى قَوْمٍ مُسْلِمِينَ أَلَّا تَبِيعُوهُمْ إِلَّا رِبْحَ الدِّينَارِ دِينَاراً ثُمَّ أَخَذَ أَحَدَ الْكِيسَيْنِ فَقَالَ هَذَا رَأْسُ مَالِي وَ لَا حَاجَةَ لَنَا فِي هَذَا الرِّبْحِ ثُمَّ قَالَ يَا مُصَادِفُ مُجَادَلَةُ السُّيُوفِ أَهْوَنُ مِنْ طَلَبِ الْحَلَالِ.

امام صادق علیہ السلام نے اپنے خادموں میں سے مصادف کو بلایا اور اسے ہزار دینار دیئے اور فرمایا کہ مصر کے تجارتی سفر کے لئے تیاری کرو کیونکہ اخراجات زندگی زیادہ ہیں اور اس نے بھی مال ومتاع لیا اور تاجروں کے ساتھ مصر کی طرف چل نکلا شہر کے نزدیک مصر کے لوگوں کا ایک گروہ باہر آیا اور انہوں نے اپنے مال کے بارے بازاری قیمت کا پوچھا انہوں نے کہا مصر میں اس مال کی اشد ضرورت ہے۔ تاجروں نے ان کی یہ بات سن کر قسم کھائی اور عہد کیا کہ وہ ان کے مال کو اس طرح بیچیں گے کہ انہیں کسی طرح کوئی نقصان نہ ہو۔ مصادف اپنا مال بیچنے کے بعد واپس مدینے میں امام کی خدمت میں حاضر ہوا اور دو تھیلیاں پیسوں کی امام کی خدمت میں پیش کیں ہر تھیلی میں ایک ہزار دینار تھا اور کہا یہ ہے اصل سرمایا اور اس کا منافع۔ امام نے تعجب سے پوچھا: کتنا زیادہ منافع! تم نے کیا کیا ہے؟ اس نے بھی اپنے ساتھیوں کے پیمان اور قسم کے بارے میں بتایا۔ امام نے فرمایا کہ سبحان اللہ! مسلمانوں کے نقصان پر قسم کھاتے ہو کہ ہر دینار کے مقابلے میں تم نے ایک دینار منافع حاصل کیا!؟ پھر آپ نے ایک تھیلی لے لی اور فرمایا یہ ہے میرا سرمایا۔ ہمیں اس قسم کے منافع کی ضرورت نہیں ہے۔ پھر فرمایا: تلواروں سے جنگ کرنا آسان ہے اور حلال روزی کمانا مشکل ہے۔[1]

شرائط کسب حلال:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

أَرْبَعٌ مَنْ كُنَّ فِيهِ فَقَدْ طَابَ مَكْسَبُهُ إِذَا اشْتَرَى لَمْ يَعِبْ وَ إِذَا بَاعَ لَمْ يَحْمَدْ وَ لَا يُدَلِّسُ وَ فِيمَا بَيْنَ ذَلِكَ لَا يَحْلِفُ.

جو شخص لین دین کرتا ہے ضروری ہے کہ چار چیزوں کی رعایت کرے: اس کا کسب پاک ہوتا ہے، خریدتے وقت عیب

---

[1] مرآۃ العقول فی شرح اخبار آل الرسول/ ج۱۹/ ۱۵۱/ الحدیث ۱..... ص: ۱۵۰

نہ نکالے، فریب نہ دے اور لین دین میں قسم نہ کھائے۔[1]

کسب حلال کے آثار

حفاظت الٰہی:

حدیث معراج میں ملتا ہے:

يَا اَحْمَدُ!..... فَاِنْ اُطِيبَ مَطْعَمُكَ وَ مَشْرَبُكَ فَاَنْتَ فِي حِفْظِي وَ كَنَفِي

اے احمدؐ! اگر تیرے کھانے پینے کی اشیاء حلال ہوئیں تو تم میری حفظ و امان میں ہو گے۔[2]

عبادت کی قبولیت:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

وَمَنِ اكْتَسَبَ مَالًا حَرَاماً لَمْ يَقْبَلِ اللهُ مِنْهُ صَدَقَةً وَلَا عِتْقاً وَلَا حَجّاً وَلَا اعْتِمَاراً.

جو شخص حرام مال کمائے خدا اس کا صدقہ غلام کا آزاد کرنا ہے، حج و عمرہ کو اس سے قبول نہیں فرماتا۔[3]

اجابت دعا:

روایت میں ہے کہ:

اَنَّ رَجُلًا اَتَى النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ ادْعُ اللهَ اَنْ يَسْتَجِيبَ دُعَائِي فَقَالَ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اِنْ اَرَدْتَ ذٰلِكَ فَاَطِبْ كَسْبَكَ

ایک مرد نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تقاضا کیا کہ وہ خدا سے دعا کریں اور اس کی دعا قبول ہو۔

آپ نے فرمایا: اگر چاہتے ہو کہ تمہاری دعا قبول ہو، اپنے کسب و کار کو پاک و حلال کرو۔[4]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

مَنْ سَرَّهُ اَنْ يُسْتَجَابَ لَهُ دَعْوَتُهُ فَلْيُطِبْ مَكْسَبَهُ.

جو شخص چاہتا ہے کہ اس کی دعا قبول ہو اپنے کسب کو حلال کرے۔[5]

صدقہ دینا:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

---

[1] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۵ / ۱۵۳ / باب آداب التجارۃ..... ص:۱۵۰

[2] ارشاد القلوب الی الصواب (للدیلمی)/ ج۱ / ۲۰۳ / الباب الرابع والخمسون فیما سال رسول اللہ ص ربہ لیلۃ المعراج..... ص:۱۹۹

[3] ثواب الاعمال وعقاب الاعمال/ النص/ ۲۸۳ / عقاب مجمع عقوبات الاعمال..... ص:۲۸۰

[4] الدعوات (للراوندی)/ سلوۃ الحزین/ النص/ ۲۴ / الفصل الثانی فی کیفیۃ الدعاء وآدابہ واوقات استجابتہ..... ص:۲۲

[5] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۲ / ۴۸۶ / باب الثناء قبل الدعاء..... ص:۴۸۴

اِذَا اَصْبَحَ خَرَجَ غَادِیاً فِی طَلَبِ الرِّزْقِ فَقِیلَ لَهُ یَا ابْنَ رَسُولِ اللهِ اَیْنَ تَذْهَبُ فَقَالَ اَتَصَدَّقُ لِعِیَالِی قِیلَ لَهُ اَتَتَصَدَّقُ قَالَ مَنْ طَلَبَ الْحَلَالَ فَهُوَ مِنَ اللهِ عَزَّ وَ جَلَّ صَدَقَةٌ عَلَیْهِ.

امام سجاد علیہ السلام صبح کے وقت روزی کی تلاش میں نکلتے تھے۔ پوچھا گیا: اے فرزند رسولؐ! کہاں جارہے ہیں؟

فرمایا: جارہا ہوں تا کہ اپنے اہل خانہ کے صدقہ کو جمع کروں۔

پوچھا گیا: کیا آپ اہل خانہ کو صدقہ دیتے ہیں؟

آپ نے فرمایا: جو آدمی حلال کمائی کماتا ہے وہ خدا کی طرف سے صدقہ شمار ہوتا ہے۔[1]

روز قیامت انبیاء کے ساتھ:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ طَلَبَ مَکْسَبَةً مِنْ بَابِ حَلَالٍ یَکُفُّ بِهَا وَجْهَهُ عَنْ مَسْئَلَةِ النَّاسِ وَ وُلْدِهِ وَ عِیَالِهِ جَاءَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ مَعَ النَّبِیِّینَ وَ الصِّدِّیقِینَ.

جو آدمی حلال روزی کماتا ہے اور وہ اپنے آپ اور اہل خانہ کو بے نیاز کرتا ہے وہ شخص روز قیامت انبیاء وصالحین کے ساتھ محشور ہوگا۔[2]

قیامت میں نورانی چہرہ:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ طَلَبَ الدُّنْیَا حَلَالًا .....اسْتِعْفَافاً عَنِ الْمَسْاَلَةِ وَ صِیَانَةً لِنَفْسِهِ جَاءَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ وَ وَجْهُهُ کَالْقَمَرِ لَیْلَةَ الْبَدْرِ.

جو آدمی حلال روزی کماتا ہے تا کہ اس کی آبرو محفوظ ہو اور وہ دوسروں سے بے نیاز ہو تو روز قیامت اس حال میں محشور ہوگا کہ اس کا چہرہ چودھویں کے چاند کی مانند ہوگا۔[3]

روزِ قیامت عزت مندی:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتّٰی یُعِزُّ اللهُ فِیهِ ثَلَاثَةٌ..... دِرْهَمًا فِیهِ حَلَالٌ.....

روز قیامت برپا ہونے سے پہلے خدا تین افراد کو عزت دے گا۔.....جو حلال روزی کماتا ہو.....۔[4]

---

[1] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۴ / ۱۲ / باب کفایۃ العیال والتوسع علیہم..... ص:۱۱

[2] تاریخ بغداد، ج ۸، ص ۱۶۹

[3] مجموعۃ ورام/ ج ۱ / ۱۵۳ / بیان حقیقۃ الدنیا ومایہتہا فی حق العبد..... ص:۱۵۱

[4] کنز العمال، ج ۱۴، ص ۲۴۹

گناہوں کا کفارہ:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اِنَّ مِنَ الذُّنُوبِ ذُنُوباً لَا یُکَفِّرُهَا صَلَاةٌ وَ لَا صَوْمٌ قِیلَ یَا رَسُولَ اللهِ فَمَا یُکَفِّرُهَا قَالَ الْهُمُومُ فِی طَلَبِ الْمَعِیشَةِ.

بعض گناہوں کا کفارہ نماز و روزہ نہیں۔

پوچھا گیا: اے اللہ کے رسولؐ! تو پھر ان کا کیا کفارہ ہے؟

آپؐ نے فرمایا: کسب معاش میں زحمت کرنا۔[1]

راوی کہتا ہے کہ

اسْتَقْبَلْتُ اَبَا عَبْدِ اللهِ علیہ السلام فِی بَعْضِ طُرُقِ الْمَدِینَةِ فِی یَوْمٍ صَائِفٍ شَدِیدِ الْحَرِّ فَقُلْتُ جُعِلْتُ فِدَاكَ حَالُكَ عِنْدَ اللهِ عَزَّ وَ جَلَّ وَ قَرَابَتُكَ مِنْ رَسُولِ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وَ اَنْتَ تُجْهِدُ لِنَفْسِكَ فِی مِثْلِ هَذَا الْیَوْمِ فَقَالَ یَا عَبْدَ الْاَعْلَی خَرَجْتُ فِی طَلَبِ الرِّزْقِ لِاَسْتَغْنِیَ عَنْ مِثْلِكَ.

ایک دن شدید گرمی میں مدینہ کی گلی میں میری امام صادق علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔ میں نے عرض کیا: قربان جاؤں! آپ باعظمت شخصیت ہیں۔ آل رسولؐ ہیں۔ پھر اس طرح کیوں اپنے آپ کو زحمت میں ڈالتے ہیں۔

آپ نے فرمایا: اے عبدالاعلی! روزی کمانے کی خاطر باہر آیا ہوں تا کہ تیری طرح بے نیاز بنوں۔[2]

کسب حلال میں آلودگی کے آثار

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ طَلَبَ الدُّنْیَا حَلَالًا مُکَاثِراً مُفَاخِراً لَقِیَ اللهَ وَ هُوَ عَلَیْهِ غَضْبَانُ.

وہ شخص کہ جو دنیا کے حلال کو حاصل کرتا ہے تا کہ اس سے فخر و مباہات کرے تو اللہ تعالیٰ وہ اللہ سے اس حال میں ملاقات کرے گا کہ اللہ تعالیٰ اس پر غضبناک ہوگا۔[3]

حرام درآمد:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

---

[1] الدعوات (للراوندی)/ سلوة الحزین/ النص/ ۵۶/ فصل فی الح الدعاء واوجزه..... ص: ۴۴

[2] الکافی (ط-الاسلامیة)/ ج ۵/ ۷۴/ باب مایجب من الاقتداء بالائمة ع فی التعرض للرزق..... ص: ۷۳

[3] مجموعة ورام/ ج ۱/ ۱۵۳/ بیان حقیقة الدنیا ومایبتنا فی حق العبد..... ص: ۱۵۱

اِنَّ اَخْوَفَ مَا اَخَافُ عَلٰی اُمَّتِی مِنْ بَعْدِی هٰذِهِ الْمَکَاسِبُ الْحَرَامُ ..... وَ الرِّبَا.

میرے بعد میری امت ہولناک ترین حادثات کا شکار ہوگی اور وہ ہے حرام.....اور سود کی کمائی۔[1]

اسی طرح فرمایا:

وَ شَرُّ الْکَسْبِ کَسْبُ الرِّبَا.

بدترین کمائی سود کی کمائی ہے۔[2]

نیز فرمایا:

.....مِنَ السُّحْتِ رِشْوَةُ الْاِمَامِ .....

..... پلید اور نامشروع کسب حاکم کی رشوت ہے.....۔[3]

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

مِنَ السُّحْتِ ثَمَنُ الْمَیْتَةِ، وَ ثَمَنُ الْکَلْبِ، وَ مَهْرُ الْبَغِیِّ، وَ الرِّشْوَةُ فِی الْحُکْمِ، وَ اَجْرُ الْکَاهِنِ.

جس کی درآمد مردار فروشی، کتا فروشی، رشوت خوری اور غیب بتانے کے ذریعے ہو وہ حرام ہے۔[4]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

اَلْمُغَنِّیَةُ مَلْعُوْنَةٌ مَلْعُوْنٌ مَنْ اَکَلَ کَسْبَهَا.

گلوکارہ عورت اور جو اس کی کمائی سے کھانے والا (دونوں) ملعون ہیں۔[5]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

وَ اَجْمِلُوا فِی الطَّلَبِ وَ لَا یَحْمِلْ اَحَدَکُمُ اسْتِبْطَاءُ شَیْءٍ مِنَ الرِّزْقِ اَنْ یَطْلُبَهُ بِغَیْرِ حِلِّهِ فَاِنَّهُ لَا یُدْرَکُ مَا عِنْدَ اللّٰهِ اِلَّا بِطَاعَتِهِ.

یعنی روزی کو حلال طریقہ سے طلب کرو اور حرام طریقے سے کما کر اپنی روزی میں تاخیر کا سبب نہ بنو کیونکہ جو کچھ خدا کے پاس ہے وہ نافرمانی سے حاصل نہیں ہوتی۔[6]

---

[1] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۵/ ۱۲۴/ باب المکاسب الحرام..... ص:۱۲۴

[2] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۸/ ۸۲/ وصیۃ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ لامیر المؤمنین ع..... ص:۷۹

[3] الجامع الصغیر، ج۲، ص۴۵

[4] تفسیر القمی/ ج۱/ ۱۷۰/ [سورۃ المائدۃ(۵):الآیات ۵۲ الی ۶۶]..... ص:۱۷۰

[5] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۵/ ۱۲۰/ باب کسب المغنیۃ وشرائہا..... ص:۱۱۹

[6] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۲/ ۷۴/ باب الطاعۃ والتقوی..... ص:۷۳

ناپسندیدہ درآمد:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

لَا یَصْلُحُ شِرَاءُ السَّرِقَةِ وَ الْخِیَانَةِ اِذَا عُرِفَتْ.

چوری اور خیانت سے کمائے ہوئے مال کو خریدنا جائز نہیں۔[1]

امام کاظم علیہ السلام نے فرمایا:

جَاءَ رَجُلٌ اِلَی النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فَقَالَ یَا رَسُولَ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قَدْ عَلَّمْتُ ابْنِی هَذَا الْکِتَابَ فَفِی اَیِّ شَیْءٍ اُسْلِمُهُ؟

فَقَالَ اَسْلِمْهُ لِلّٰهِ اَبُوكَ وَ لَا تُسْلِمْهُ فِی خَمْسٍ لَا تُسْلِمْهُ سَیَّاءً وَ لَا صَائِغاً وَ لَا قَصَّاباً وَ لَا حَنَّاطاً وَ لَا نَخَّاساً

ایک شخص رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا: اے اللہ کے رسولؐ! میں نے اپنے بیٹے کو لکھنا سکھایا ہے اب اسے کیا کاروبار کرنا چاہیے؟

آپؐ نے فرمایا: اسے زرگری، قصاب، گندم فروشی اور غلام فروشی میں نہ لگانا۔[2]

حرام درآمد کے آثار

حلال روزی میں کمی:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

اَلرِّزْقُ مَقْسُومٌ .....فَاِنْ طَلَبَهُ مِنْ جِهَةِ الْحَرَامِ فَوَجَدَهُ حُسِبَ عَلَیْهِ بِرِزْقِهِ وَ حُوسِبَ بِهِ.

ہر آدمی کی روزی خدا کی طرف سے تقسیم شدہ ہے۔.....پس جو حلال طریقے سے روزی کماتا ہے اس کا مواخذہ ہوگا اور مال بھی کم ہوگا۔[3]

قحط:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

وَ اِذَا طُفِّفَ الْمِکْیَالُ وَ الْمِیزَانُ اَخَذَهُمُ اللهُ بِالسِّنِینَ وَ النَّقْصِ.

---

[1] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۵ / ۲۲۸ / باب شراء السرقۃ والخیانۃ..... ص:۲۲۸

[2] من لایحضرہ الفقیہ/ ج ۳ / ۱۵۸ / باب المعایش والمکاسب والفوائد والصناعات..... ص:۱۵۶

[3] وسائل الشیعۃ/ ج ۱۷ / ۴۷ / ۱۲-باب استحباب الاجمال فی طلب الرزق ووجوب الاقتصار علی الحلال دون الحرام..... ص:۴۴

میرے بعد جب لوگ کم فروشی کریں گے تو انہیں قحط کا سامنا کرنا پڑے گا۔[1]

عبادات کی عدم قبولیت:

امام باقر علیہ السلام نے فرمایا:

مَنْ اَصَابَ مَالًا مِنْ غُلُولٍ اَوْ رِبًا اَوْ خِيَانَةٍ اَوْ سَرِقَةٍ لَمْ يُقْبَلْ مِنْهُ فِي زَكَاةٍ وَلَا فِي صَدَقَةٍ وَلَا فِي حَجٍّ وَلَا فِي عُمْرَةٍ.

جو مال، جھوٹ، سود، خیانت اور چوری سے کمایا گیا ہو اس کی زکات، صدقہ، حج و عمرہ قبول نہیں ہوتا۔[2]

رحمت الٰہی سے دوری:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

اَلْمُغَنِّيَةُ مَلْعُونَةٌ مَلْعُونٌ مَنْ اَكَلَ كَسْبَهَا.

گلوکارہ عورت اور جو اس کی کمائی سے کھانے والا (دونوں) ملعون ہیں۔[3]

ایک اور حدیث میں امامؑ سے آیا ہے:

اَلْمُغَنِّيَةُ الَّتِي تَزُفُّ الْعَرَائِسَ لَا بَأْسَ بِكَسْبِهَا.

یعنی عورت کا شادی کے موقع پر خواتین میں گانا (جہاں اس کی آواز مرد نہ سن سکیں) اس میں کوئی اشکال نہیں ہے۔[4]

لیکن یہ یاد رہے کہ یہ اس صورت میں جائز ہے کہ جب یہ محفل دیگر مفاسد سے بھی محفوظ ہو۔

دوزخ میں جانا:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ لَمْ يُبَالِ مِنْ اَيْنَ يَكْتَسِبُ الْمَالَ لَمْ يُبَالِ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ مِنْ اَيْنَ اَدْخَلَهُ النَّارَ.

جو آدمی حلال و حرام کی پرواہ نہیں کرتا خدا بھی اس کی پرواہ نہیں کرتا کہ اسے دوزخ کس جگہ ڈالا جاتا ہے۔[5]

---

[1] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۲/ ۳۷۴/ باب فی عقوبات المعاصی العاجلۃ..... ص:۳۷۳

[2] الامالی (للصدوق)/ النص/ ۴۴۲/ المجلس الثامن والستون

[3] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۵/ ۱۲۰/ باب کسب المغنیۃ وشرائہا..... ص:۱۱۹

[4] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۵/ ۱۲۰/ باب کسب المغنیۃ وشرائہا..... ص:۱۱۹

[5] مکارم الاخلاق/ ۴۶۸/ الفصل الخامس فی وصیۃ رسول اللہ ص لابی ذر الغفاری رضی اللہ عنہ..... ص:۴۵۸

روزگار کی اقسام

(الف) کھیتی باڑی

لوگوں کی زندگی میں کھیتی باڑی کی بڑی تاثیر ہے اس سے معاشرے کی اقتصادیات میں رونق آتی ہے۔ آیات و روایات میں اسے محبوب ترین پیشہ کہا گیا ہے۔ خدا کے نزدیک بہترین کسب ہے اور یہ کسب انبیاء بھی ہے۔ ان کے آداب، احکام، آثار اور فوائد ذکر ہوئے ہیں۔

کھیتی باڑی اور کسانوں کی فضیلت:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

وَاحتَرِثوا؛ فَاِنَّ الحَرثَ مُبارَكٌ؛ وآكثِروا فيهِ مِنَ الجَماجِمِ.

کھیتی باڑی کرو کیونکہ اس سے روزی میں برکت ہوتی ہے اور وہاں پانی کے کنویں کھودو۔ [1]

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

اَنَّ مَعَايِشَ الْخَلْقِ خَمْسَةٌ ..... وَ الْعِمَارَةُ ..... فَاَعْلَمَنَا سُبْحَانَهُ اَنَّهُ قَدْ اَمَرَهُمْ بِالْعِمَارَةِ لِيَكُونَ ذَلِكَ سَبَباً لِمَعَايِشِهِمْ بِمَا يَخْرُجُ مِنَ الْاَرْضِ مِنَ الْحَبِّ وَ الثَّمَرَاتِ وَ مَا شَاكَلَ ذَلِكَ مِمَّا جَعَلَهُ اللهُ مَعَايِشَ لِلْخَلْقِ.

معاش کے پانچ ذریعے ہیں: ..... زمین کی آبادکاری ..... کیونکہ خدا فرماتا ہے: یہ وہی خدا ہے جس نے تمہیں زمین سے خلق فرمایا اور تمہیں ترقی دی اور خدا چاہتا ہے کہ تم زمین آباد کرو تاکہ وسیلہ معاش حاصل ہو سکے۔ [2]

روایت میں ہے کہ:

سَاَلَهُ رَجُلٌ فَقَالَ لَهُ جُعِلْتُ فِدَاكَ اَسْمَعُ قَوْماً يَقُولُونَ اِنَّ الزِّرَاعَةَ مَكْرُوهَةٌ فَقَالَ لَهُ ازْرَعُوا وَ اغْرِسُوا فَلَا وَ اللهِ مَا عَمِلَ النَّاسُ عَمَلًا اَحَلَّ وَلَا اَطْيَبَ مِنْهُ.

ایک آدمی نے امام صادق علیہ السلام سے پوچھا: قربان جاؤں! ایک گروہ یہ کہتا ہے کہ کھیتی باڑی مکروہ اور ناپسند ہے۔

---

[1] السنن الکبری: ج ۶ ص ۲۲۹ ح ۱۱۷۵۳، کنز العمال: ج ۴ ص ۳۱ ح ۹۳۴۸، وص ۳۳ ص ۹۳۵۹ وص ۱۲۹ ح ۹۸۷۶.

[2] وسائل الشیعۃ/ ج ۱۹ / ۳۵ / ۳- باب استحباب الزرع..... ص: ۳۲

آپ نے فرمایا: کھیتی باڑی اور شجر کاری کرو۔ خدا کی قسم! اس سے زیادہ حلال اور پاکیزہ کام نہیں ہے۔[1]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَغْرِسُ غَرْساً أَوْ يَزْرَعُ زَرْعاً فَيَأْكُلُ مِنْهُ إِنْسَانٌ أَوْ طَيْرٌ أَوْ بَهِيمَةٌ إِلَّا كَانَتْ لَهُ بِهِ صَدَقَةً.

ہر مسلمان درخت کاشت کرے یا ایک دانہ کاشت کرے اور انسان یا پرند یا حیوان اسے کھائے تو اس شخص کے لئے صدقہ شمار ہوتا ہے۔[2]

امام باقر علیہ السلام نے فرمایا:

خَيْرُ الْأَعْمَالِ زَرْعٌ يَزْرَعُهُ فَيَأْكُلُ مِنْهُ الْبَرُّ وَ الْفَاجِرُ أَمَّا الْبَرُّ فَمَا أَكَلَ مِنْهُ وَ شَرِبَ يَسْتَغْفِرُ لَهُ.

بہترین کام کھیتی باڑی ہے کہ نیک و بد اس سے کھاتے ہیں۔ جب نیک افراد اس سے کھائیں اور پئیں تو وہ کسان کے لئے استغفار کرتے ہیں۔[3]

روایت میں ہے کہ:

سُئِلَ عَلِيٌّ عليه السلام عَنْ قَوْلِ اللهِ عَزَّ وَ جَلَّ- وَ عَلَى اللهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُونَ قَالَ الزَّارِعُونَ.

حضرت امیر علیہ السلام سے اس آیت "وَعَلَى اللهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُونَ" (اور توکل کرنے والوں کو خدا ہی پر توکل کرنا چاہیے[4]) کے بارے میں پوچھا گیا۔ آپ نے فرمایا: یہ کسان افراد ہیں۔[5]

راوی کہتا ہے:

سَأَلْتُ جَعْفَرَ بْنَ مُحَمَّدٍ عليه السلام عَنِ الْفَلَّاحِينَ فَقَالَ هُمُ الزَّارِعُونَ كُنُوزُ اللهِ فِي أَرْضِهِ وَ مَا فِي الْأَعْمَالِ شَيْءٌ أَحَبَّ إِلَى اللهِ مِنَ الزِّرَاعَةِ وَ مَا بَعَثَ اللهُ نَبِيّاً إِلَّا زَارِعاً إِلَّا إِدْرِيسَ عليه السلام فَإِنَّهُ كَانَ خَيَّاطاً.

میں نے امام صادق علیہ السلام سے کھیتی باڑی کے بارے میں پوچھا: آپ نے فرمایا: وہ زمین میں خدا کا خزانہ ہیں۔ خدا کے نزدیک کھیتی باڑی سے زیادہ محبوب کوئی کام نہیں۔ اللہ نے تمام انبیاء کو کسان بنا کر بھیجا سوائے حضرت ادریس علیہ السلام کے کہ وہ درزی تھے۔[6]

---

[1] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۵ / ۲۶۰ / باب فضل الزراعۃ..... ص:۲۶۰

[2] مستدرک الوسائل ومستنبط المسائل/ ج ۱۳ / ۴۶۰ / ۱- باب استحباب الغرس وشراء العقار وکراہۃ بیعہ..... ص:۴۵۹

[3] مستدرک الوسائل ومستنبط المسائل/ ج ۱۳ / ۲۶ / ۹- باب استحباب الغرس والزرع وسقی الطلح والسدر..... ص:۲۶

[4] سورۂ ابراہیم: ۱۲

[5] من لایحضرہ الفقیہ/ ج ۳ / ۲۵۳ / باب المزارعۃ والاجارۃ..... ص:۲۴۴

[6] تہذیب الاحکام (تحقیق خرسان)/ ج ۶ / ۳۸۴ / ۹۳- باب المکاسب..... ص:۳۲۱

کھیتی باڑی کی حفاظت:

امام صادق علیہ السلام نے اپنے غلام مصادف سے فرمایا:

اتَّخِذْ عُقْدَةً اَوْ ضَيْعَةً فَاِنَّ الرَّجُلَ اِذَا نَزَلَتْ بِهِ النَّازِلَةُ اَوِ الْمُصِيبَةُ فَذَكَرَ اَنَّ وَرَاءَ ظَهْرِهِ مَا يُقِيمُ عِيَالَهُ كَانَ اَسْخَى لِنَفْسِهِ.

اپنے لئے باغ یا کھیتی باڑی فراہم کرو کیونکہ جب بھی بلا و مصیبت نازل ہوتی ہے۔ مرد کی حمایت ہوتی ہے کہ وہ اپنے خاندان کے لئے روزی کماتا ہے۔ خدا اس پر آسانی فرماتا ہے۔[1]

امام باقر علیہ السلام نے فرمایا:

مَكْتُوبٌ فِي التَّوْرَاةِ اَنَّهُ مَنْ بَاعَ اَرْضاً وَ مَاءً فَلَمْ يَضَعْ ثَمَنَهُ فِي اَرْضٍ وَ مَاءٍ ذَهَبَ ثَمَنُهُ مَحْقاً.

تورات میں آیا ہے کہ جو آدمی زمین یا پانی بیچتا ہے اور یہ رقم زمین کی آبادی میں خرچ نہ کرے تو وہ سرمایہ نابود ہو جاتا ہے۔[2]

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

مَنْ وَجَدَ مَاءً وَ تُرَاباً ثُمَّ افْتَقَرَ فَاَبْعَدَهُ اللهُ.

جس شخص کے پانی اور زمین ہو اور پھر بھی وہ فقیر ہو تو وہ خدا سے دور ہے۔[3]

کھیتی باڑی کے آداب

بنجر زمین کاشت نہ کرنا:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام سے فرمایا:

يَا عَلِيُّ اَرْبَعٌ يَذْهَبْنَ ضَلَالًا اَلْاَكْلُ بَعْدَ الشِّبَعِ وَ السِّرَاجُ فِي الْقَمَرِ وَ الزَّرْعُ فِي الْاَرْضِ السَّبِخَةِ وَ الصَّنِيعَةُ عِنْدَ غَيْرِ اَهْلِهَا.

اے علیؑ! چار چیزیں تباہ کر دیتی ہیں۔ (۱) سیر ہو کر کھانے کے بعد کھانا، (۲) چاندنی رات میں چراغ جلانا، (۳) بنجر زمین میں کاشت کرنا اور (۴) نااہل آدمی سے نیکی کرنا۔[4]

---

[1] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۵ / ۹۲ / باب شراء العقارات وبیعہا..... ص:۹۱

[2] من لایحضرہ الفقیہ/ ج۳ / ۱۷۰ / باب المعایش والمکاسب والفوائد والصناعات..... ص:۱۵۶

[3] قرب الاسناد (ط-الحدیثۃ)/ النص/ ۱۱۵ / احادیث متفرقۃ..... ص:۹

[4] تحف العقول/ النص/ ۹ / وصیۃ لامیر المؤمنین ع..... ص:۶

رات کو پھل نہ اتارو اور کاشتکاری سے پرہیز:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

لَا تَجُذَّ بِاللَّيْلِ وَ لَا تَحْصُدْ بِاللَّيْلِ قَالَ وَ تُعْطِي الْحَفْنَةَ بَعْدَ الْحَفْنَةِ وَ الْقَبْضَةَ بَعْدَ الْقَبْضَةِ إِذَا حَصَدْتَهُ وَ كَذَلِكَ عِنْدَ الصَّرَامِ وَ كَذَلِكَ الْبَذْرُ وَ لَا تَبْذُرْ بِاللَّيْلِ لِأَنَّكَ تُعْطِي فِي الْبَذْرِ كَمَا تُعْطِي فِي الْحَصَادِ.

یعنی میوہ رات کے وقت نہ اتارو اور نہ رات کے وقت فصل کاٹو۔ پھر فرمایا: کاشت کرتے وقت مشت مشت بیج پھیلاؤ۔ بیج بونے میں خیرات کو فراموش نہ کرو۔ یہ بیج کا بونا ایسے ہی ہے جیسے خیرات دی جاتی ہے اور وہ رات کے وقت نہیں دی جاتی کیونکہ خیرات لینے والے رات وقت نہیں آیا کرتے۔[1]

نیز آپؑ ہی نے فرمایا:

لَا تَصْرِمْ بِاللَّيْلِ وَ لَا تَحْصُدْ بِاللَّيْلِ وَ لَا تُضَحِّ بِاللَّيْلِ وَ لَا تَبْذُرْ بِاللَّيْلِ فَإِنَّكَ إِنْ تَفْعَلْ لَمْ يَأْتِكَ الْقَانِعُ وَ الْمُعْتَرُّ فَقُلْتُ مَا الْقَانِعُ وَ الْمُعْتَرُّ قَالَ الْقَانِعُ الَّذِي يَقْنَعُ بِمَا أَعْطَيْتَهُ وَ الْمُعْتَرُّ الَّذِي يَمُرُّ بِكَ فَيَسْأَلُكَ.

باغات کا میوہ نہ رات کے وقت اتارو اور نہ جمع کرو۔ قربانی کا نور رات کے وقت ذبح نہ کرو اگر تم نے ایسا نہ کیا تو تمہیں حقیر و قانع سمجھا جائے گا۔

راوی کہتا ہے: میں نے پوچھا: قانع و حقیر کیا ہے؟

آپ نے فرمایا: قانع وہ آدمی ہے جو عطا پر راضی ہو اور حقیر وہ شخص ہے جو تجھ سے مدد مانگتا ہے۔[2]

حقوق کی ادائیگی:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

فِي الزَّرْعِ حَقَّانِ حَقٌّ تَأْخُذُ بِهِ وَ حَقٌّ تُعْطِيهِ قُلْتُ وَ مَا الَّذِي أَوْخُذُ بِهِ وَ مَا الَّذِي أُعْطِيهِ قَالَ أَمَّا الَّذِي تَأْخُذُ بِهِ فَالْعُشْرُ وَ نِصْفُ الْعُشْرِ وَ أَمَّا الَّذِي تُعْطِيهِ فَقَوْلُ اللهِ عَزَّ وَ جَلَّ.

زراعت میں دو حق ہیں۔ ایک وہ حق جو خود لیتا ہے اور دوسرا وہ حق جو تو ادا کرتا ہے۔

راوی نے پوچھا: کیا حق لیتا ہے اور کیا دیتا ہے؟

آپ نے فرمایا: جو حق دیتا ہے وہ زکات ہے اور حق لیتا ہے وہی ہے کہ خدا فرماتا ہے حق زراعت کو ادا کرو۔[3]

---

[1] علل الشرائع/ ج ۲/ ۳۷۷/ ۱۰۵ باب العلۃ التی من اجلہا نہی عن الحصاد والجذاذ والبذر باللیل..... ص: ۳۷۷

[2] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۳/ ۵۶۵/ باب الحصاد والجداد..... ص: ۵۶۴

[3] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۳/ ۵۶۴/ باب الحصاد والجداد..... ص: ۵۶۴

کھیتی باڑی کا طریقہ اور دعا

شجرکاری:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَرَّ اَخِی عِیسَی علیہ السلام بِمَدِینَةٍ وَ اِذَا فِی ثِمَارِهَا الدُّودُ فَشَکَوْا اِلَیْهِ مَا بِهِمْ فَقَالَ دَوَاءُ هَذَا مَعَکُمْ وَ لَیْسَ تَعْلَمُونَ اَنْتُمْ قَوْمٌ اِذَا غَرَسْتُمُ الْاَشْجَارَ صَبَبْتُمُ التُّرَابَ وَ لَیْسَ هَکَذَا یَجِبُ بَلْ یَنْبَغِی اَنْ تَصُبُّوا الْمَاءَ فِی اُصُولِ الشَّجَرِ ثُمَّ تَصُبُّوا التُّرَابَ لِکَیْلَا یَقَعَ فِیهِ الدُّودُ فَاسْتَأْنَفُوا کَمَا وَصَفَ فَذَهَبَ ذَلِکَ عَنْهُمْ.

میرے بھائی عیسیٰؑ کا ایک شہر سے گزر ہوا انہوں نے دیکھا کہ باغ پر آفت آئی ہوئی تھی اور اس کے پھل خراب ہو رہے تھے۔ لوگوں نے آپ سے شکایت کی۔

پس عیسیٰ نے کہا: اس کی دوا تمہارے پاس ہے لیکن تم لوگ نہیں جانتے۔ جب تم چھوٹے پودے کاشت کرتے ہو تو اس وقت پہلے پودے کو رکھو اور پھر پانی دو۔ اگر ایسا کیا تو پھل خراب نہیں ہوں گے۔ کیونکہ اس کی کاشت کے وقت اس کا خیال نہیں رکھا گیا لہٰذا آفت آ گئی ہے۔[1]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

مَنْ اَرَادَ اَنْ یُلْقِحَ النَّخِیلَ اِذَا کَانَتْ لَا یَجُودُ حَمْلُهَا وَ لَا یَتَبَعَّلُ النَّخْلُ فَلْیَأْخُذْ حِیتَاناً صِغَاراً یَابِسَةً فَلْیَدُقَّهَا بَیْنَ الدَّقَّیْنِ ثُمَّ یَذُرُّ فِی کُلِّ طَلْعَةٍ مِنْهَا قَلِیلًا وَ یَصُرُّ الْبَاقِیَ فِی صُرَّةٍ نَظِیفَةٍ ثُمَّ یَجْعَلُ فِی قَلْبِ النَّخْلَةِ یَنْفَعُ بِإِذْنِ اللهِ.

جو شخص کھجور کاشت کرنے کا ارادہ کرے اور اس پر پھل نہ لگنے کا خطرہ ہو تو کئی مہینوں سے خشک شدہ چھوٹی مچھلیوں کو پیس لو اور تھوڑا تھوڑا سا شگوفوں پر ڈالو باقی کو کپڑے میں رکھ کر کھجور کے درختوں کے درمیان قرار دو خدا کے حکم سے فائدہ ہوگا اور پھل لگے گا۔[2]

صالح بن عقبہ کہتا ہے:

قَدْ رَاَیْتُ حَائِطَکَ فَغَرَسْتَ فِیهِ شَیْئاً بَعْدُ قَالَ قُلْتُ قَدْ اَرَدْتُ اَنْ آخُذَ مِنْ حِیطَانِکَ وَدِیّاً قَالَ اَفَلَا اُخْبِرُکَ بِمَا هُوَ خَیْرٌ لَکَ مِنْهُ وَ اَسْرَعُ قُلْتُ بَلَی قَالَ اِذَا اَیْنَعَتِ الْبُسْرَةُ وَ هَمَّتْ اَنْ تُرْطِبَ

---

[1] وسائل الشیعۃ/ ج۱۹ / ۳۲ / ۲ - باب استحباب صب الماء فی اصول الشجر عند الغرس قبل التراب..... ص:۳۲

[2] الکافی (ط - الاسلامیۃ)/ ج۵ / ۲۶۳ / باب مایقال عند الزرع والغرس..... ص:۲۶۲

فَاغْرِسْهَا فَاِنَّهَا تُؤَدِّی اِلَیْكَ مِثْلَ الَّذِی غَرَسْتُهَا سَوَاءً فَفَعَلْتُ ذٰلِكَ فَنَبَتَتْ مِثْلَهُ سَوَاءً.

امام صادق علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا: تیرے باغ کو میں نے دیکھا کیا تو نے چھوٹے پودے کاشت کئے ہیں؟

میں نے کہا: میں آپ کے باغ سے چھوٹے پودے لینا چاہتا تھا۔

امام نے فرمایا: کیا تجھے ایسی چیز کی رہنمائی نہ کروں کہ جو تیرے لئے بہتر ہو اور جلدی ثمر بخش ہو؟

میں نے کہا: جی ہاں۔

آپ نے فرمایا:

جب کھجور کا پھل پکنے کے قریب ہو۔ رطب کی حالت میں ہو تو اسے کاشت کرو۔ تمہیں اسی طرح فائدہ ہوگا جس طرح میں نے چھوٹے پودے کاشت کئے ہیں۔ میں نے ایسا ہی کیا اور اس طرح چھوٹے پودے بڑے ہوئے۔[1]

کھیتی باڑی کے وقت دعا:

امام باقر علیہ السلام نے فرمایا:

اِذَا اَرَدْتَ اَنْ تَزْرَعَ زَرْعاً فَخُذْ قَبْضَةً مِنَ الْبَذْرِ بِیَدِكَ ثُمَّ اسْتَقْبِلِ الْقِبْلَةَ وَ قُلْ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ:

جب چاہو کہ کاشت کاری کرو تو ایک مشت بیج لو اور قبلہ رخ ہو کر تین بار یہ پڑھو:

اَفَرَءَیْتُمْ مَّا تَحْرُثُوْنَ ﴿۶۳﴾ ءَاَنْتُمْ تَزْرَعُوْنَهٗۤ اَمْ نَحْنُ الزّٰرِعُوْنَ ﴿۶۴﴾

بھلا دیکھو تو کہ جو کچھ تم لوگ بوتے ہو۔ کیا تم لوگ اسے اُگاتے ہو یا ہم اُگاتے ہیں۔[2]

ثُمَّ قُلِ

اس کے بعد تین دفعہ پڑھو:

بَلِ اللّٰهِ الزَّارِعُ.

بلکہ خدا ہی اُگاتا ہے

پھر پڑھو:

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ حَرْثاً مُبَارَكاً وَ ارْزُقْنَا فِیهِ السَّلَامَةَ وَ التَّمَامَ وَ اجْعَلْهُ حَبّاً مُتَرَاكِباً وَ لَا تَحْرِمْنِی خَیْرَ مَا اَبْتَغِی وَ لَا تَفْتِنِّی بِمَا مَتَّعْتَنِی بِحَقِّ مُحَمَّدٍ وَ آلِهِ الطَّیِّبِینَ الطَّاهِرِینَ ثُمَّ ابْذُرِ الْقَبْضَةَ الَّتِی فِی یَدِكَ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ.

خدایا! اس بوئے ہوئے بیج کو مبارک قرار فرما، سلامت ہو اور آخر میں ہماری روزی قرار فرما۔ ان دانوں کو زیادہ پُر بار

---

[1] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۵ / ۲۶۳ / باب مایقال عند الزرع والغرس..... ص: ۲۶۲

[2] سورۂ واقعہ: ۶۳، ۶۴

بنادے جو تجھ سے خیر طلب کرتا ہوں اس سے محروم نہ فرما۔ مجھ سے میرا امتحان نہ لے محمد وآل محمد علیہم السلام کے واسطے پھر خدا پر توکل کر اور مشت والے بیج کو بودے۔[1]

شعیب عقرقوفی امام صادق علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں کہ جب بھی بیج بونا ہو اس دعا کو پڑھو:

اَللّٰهُمَّ قَدْ بَذَرْتُ وَ اَنْتَ الزَّارِعُ فَاجْعَلْهُ حَبّاً مُتَرَاكِماً.

خدایا! میں نے بیج بو دیا۔ درحالانکہ تو اگاتا ہے پس ان سب دانوں کو پُر بار بنادے۔[2]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

اِذَا غَرَسْتَ غَرْساً اَوْ نَبْتاً فَاقْرَاْ عَلَى كُلِّ عُودٍ اَوْ حَبَّةٍ سُبْحَانَ الْبَاعِثِ الْوَارِثِ فَاِنَّهُ لَا يَكَادُ يُخْطِئُ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ.

جب چھوٹے پودے یا گھاس کاشت کرنا چاہو۔ پس اس چھوٹے پودے یا دانے پر یہ دعا پڑھو:

سُبْحَانَ الْبَاعِثِ الْوَارِثِ.

منزہ و پاک ہے اس کی ذات کہ جو وارث ہے۔

بے شک (ان شاء اللہ یہ دعا پڑھنے کی صورت میں) اس کاشت میں نقصان نہیں ہوگا۔[3]

راوی کہتا ہے: امام باقر علیہ السلام یا صادق علیہ السلام شجر کاری یا زراعت کرتے وقت یہ دعا پڑھتے تھے:

وَ مَثَلُ كَلِمَةً طَيِّبَةً كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَّفَرْعُهَا فِي السَّمَآءِ، تُؤْتِيْ اُكُلَهَا كُلَّ حِيْنٍ بِاِذْنِ رَبِّهَا.

مثل کلمہ طیبہ کے گویا ایک پاکیزہ درخت ہے کہ اس کی جڑ مضبوط ہے اور اس کی ٹہنیاں آسمان میں (لگی) ہیں، ہر وقت اپنے رب کے حکم سے پھل لاتا ہے۔[4]

(ب) گلہ بانی

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

عَلَيْكُمْ بِالْغَنَمِ وَ الْحَرْثِ فَاِنَّهُمَا يَغْدُوَانِ بِخَيْرٍ وَ يَرُوحَانِ بِخَيْرٍ.

تم پر ضروری ہے کہ گلہ بانی اور کھیتی باڑی کرو کیونکہ ان دو سے صبح و شام خیر ہوتی ہے۔[5]

---

[1] روضۃ المتقین فی شرح من لایحضرہ الفقیہ (ط-القدیمۃ)/ ج ۷ / ۲۱۱ / باب المزارعۃ والاجارۃ..... ص:۱۸۱

[2] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۵ / ۲۶۳ / باب مایقال عندالزرع والغرس..... ص:۲۶۲

[3] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۵ / ۲۶۳ / باب مایقال عندالزرع والغرس..... ص:۲۶۲

[4] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۵ / ۲۶۳ / باب مایقال عندالزرع والغرس..... ص:۲۶۲

[5] المحاسن/ ج ۲ / ۶۴۳ / ۱۶ باب الغنم..... ص:۶۴۰

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

مَا بَعَثَ اللهُ نَبِيّاً قَطُّ حَتَّى يَأْخُذَ عَلَيْهِ ثَلَاثاً اَلْإِقْرَارَ لِلّٰهِ بِالْعُبُودِيَّةِ وَ خَلْعَ الْاَنْدَادِ وَ اَنَّ اللهَ يَمْحُو مَا يَشَاءُ وَ يُثْبِتُ مَا يَشَاءُ.

خدا نے کسی نبی کو مبعوث نہیں کیا سوائے اس کے کہ وہ بھیڑ بکریاں چرانے والے تھے۔

روایت میں ہے کہ:

فَأَيُّ الْمَالِ بَعْدَ الزَّرْعِ خَيْرٌ قَالَ رَجُلٌ فِي غَنَمٍ لَهُ قَدْ تَبِعَ بِهَا مَوَاضِعَ الْقَطْرِ يُقِيمُ الصَّلَاةَ وَ يُؤْتِي الزَّكَاةَ.

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا گیا: زراعت کے بعد کون سی درآمد زیادہ اچھی ہے؟

آپ نے فرمایا: جو شخص بھیڑ بکریاں چراتا ہو، نماز قائم کرتا ہو، زکات دیتا ہو۔[1]

یعنی کھیتی باڑی کے بعد گلہ بانی بہترین کام ہے۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک اور مقام پر فرمایا:

اَلْإِبِلُ عِزٌّ لِأَهْلِهَا وَ الْغَنَمُ بَرَكَةٌ وَ الْخَيْرُ مَعْقُودٌ فِي نَوَاصِي الْخَيْلِ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ.

اونٹ باعث عزت و برکت ہیں، بھیڑ بکریوں میں خیر ہے جو قیامت تک ان کی پیشانیوں پر لکھ دی گئی ہے۔[2]

وضاحت:

اونٹوں کے پالنے اور کاروبار میں محنت و زحمت کم اور منافع زیادہ ہے اور اونٹ کا ہونا باعث عزت و افتخار ہے اس کی وجہ شاید یہ ہے کہ سابقہ زمانے میں اونٹ مال بردار اور نقل حمل کے لئے استعمال کئے جاتے تھے اگرچہ خود ان کا سنبھالنا زحمت و مشقت کا باعث تھا۔ ایک حدیث میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے کہ آپؐ نے فرمایا:

فِيهِ الشَّقَاءُ وَ الْجَفَاءُ وَ الْعَنَاءُ وَ بُعْدُ الدَّارِ.....لَا يَأْتِي خَيْرُهَا إِلَّا مِنْ جَانِبِهَا الْأَشْأَمِ.

اونٹوں کے پالنے اور سنبھالنے میں محنت و مشقت، حق کشی اور گھر اور گھر والوں سے دوری کا باعث ہے.....اس میں خیر برکت حاصل نہیں ہوتی۔[3]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّ اللهَ أَنْزَلَ بَرَكَاتٍ ثَلَاثٍ: الشَّاةَ، وَ النَّخْلَةَ، وَ النَّارَ.

خدا نے تین قسم کی برکات نازل کیں، بھیڑ بکریاں، کھجور اور آگ۔[4]

---

[1] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۵ / ۲۶۰ / باب فضل الزراعۃ..... ص:۲۶۰

[2] بحار الانوار (ط-بیروت)/ ج۶۱ / ۱۱۰ / باب ۱۲ احوال الانعام و منافعہا و مضارہا و اتخاذہا..... ص:۹۷

[3] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۵ / ۲۶۱ / باب فضل الزراعۃ..... ص:۲۶۰

[4] المعجم الکبیر للطبرانی، ۲۴، ص۴۳۶

(ج) تجارت

پہلے زمانے میں لین دین کے ذریعے زندگی کے اخراجات پورے ہوتے تھے۔ روایات میں تجارت کرنے کی ضرورت پر زور دیا گیا ہے۔

تجارت کے کئی فوائد ہیں اس لئے اس کی سفارش کی گئی ہے۔ بعض بزرگوں نے بھی تجارت کی جیسے حضرت ہود علیہ السلام کا پیشہ تجارت تھی۔[1] رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت خدیجہ سلام اللہ علیہا کے مال سے تجارت کرتے تھے۔ روایت میں ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام جب کسی کی مالی معاونت فرمایا کرتے تھے تو اسے تجارت کرنے کے بارے میں تاکید کیا کرتے تھے۔[2]

تجارت کے معالات میں گمراہی و گنہگاری کے مقامات بہت زیادہ ہیں لہٰذا مومنین کو چاہئے کہ تجارت کرنے سے پہلے احکام تجارت کو جانیں کیونکہ جو لوگ تجارت کے احکام نہیں جانتے وہ سود میں مبتلا ہو سکتے ہیں۔ بعض لوگ حرام و حلال کی رعایت نہیں کرتے ایسے لوگ فاسق و فاجر کے نام یاد کئے جاتے ہیں۔

یہاں پر تجارت کی اہمیت، آداب، شرائط، آثار، فوائد اور حرام کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔

فضیلت و اہمیت تجارت:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اَلْبَرَکَۃُ عَشَرَۃُ اَجْزَاءٍ تِسْعَۃُ اَعْشَارِھَا فِی التِّجَارَۃِ.

برکت کے دس حصے ہوتے ہیں جن میں سے نو حصے تجارت اور ایک حصہ گلہ بانی میں ہے۔[3]

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

تِسْعَۃُ اَعْشَارِ الرِّزْقِ فِی التِّجَارَۃِ وَ الْعُشْرُ فِی الْمَوَاشِیْ.

برکت کے دس حصے ہوتے ہیں جن میں سے نو حصے تجارت اور ایک حصہ گلہ بانی میں ہے۔[4]

وضاحت:

ان احادیث میں تجارت پر جو زیادہ تاکید کی گئی اس کی وجہ شاید یہ بھی ہو کہ عرب میں اقتصاد کے مواقع تجارت میں زیادہ پائے جاتے تھے بہ نسبت کھیتی باڑی کے کیونکہ عرب میں کھیتی باڑی کی زمین بہت ہی کم ہے۔

---

[1] بحار الانوار (ط-بیروت)/ ج ۱۰۰/ ۵۶/ باب ۴ جوامع المکاسب المحرمۃ والمحللۃ..... ص: ۴۲

[2] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۵/ ۷۶/ باب ما یجب من الاقتداء بالائمۃ ع فی التعرض للرزق..... ص: ۷۳

[3] الخصال/ ج ۲/ ۴۴۵/ البرکۃ عشرۃ اجزاء..... ص: ۴۴۵

[4] من لا یحضرہ الفقیہ/ ج ۳/ ۱۹۳/ باب التجارۃ وآدابہا وفضلہا وفقہہا..... ص: ۱۹۱

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

اَتَّجِرُوا بَارَكَ اللهُ لَكُمْ فَاِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم يَقُولُ اِنَّ الرِّزْقَ عَشَرَةُ اَجْزَاءٍ تِسْعَةٌ فِي التِّجَارَةِ وَوَاحِدٌ فِي غَيْرِهَا.

تجارت کرو تا کہ خدا تمہیں برکت دے۔ میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا کہ آپ نے فرمایا: رزق (میں برکت) کے دس اجزا ہیں نو حصے تجارت میں اور باقی ایک حصہ باقی تمام کاموں میں ہے۔[1]

اَنَّ مَعَايِشَ الْخَلْقِ خَمْسَةٌ .....وَ التِّجَارَةُ .....

لوگوں کے روزگار کی پانچ راہیں ہیں.....(ان میں سے ایک) تجارت (ہے).....۔[2]

راوی کہتا ہے:

قُلْتُ لِاَبِي عَبْدِ اللهِ علیہ السلام الرَّجُلُ يَتَّجِرُ وَاِنْ هُوَ آجَرَ نَفْسَهُ اُعْطِيَ اَكْثَرَ مِمَّا يُصِيبُ فِي تِجَارَتِهِ قَالَ لَا يُؤَاجِرُ نَفْسَهُ وَلَكِنْ يَسْتَرْزِقُ اللهَ تَعَالَى وَيَتَّجِرُ فَاِنَّهُ اِذَا آجَرَ نَفْسَهُ حَظَرَ عَلَى نَفْسِهِ الرِّزْقَ.

میں نے امام صادق علیہ السلام سے عرض کیا: ایک آدمی تجارت کی خاطر اجیر بن جائے تو کیا اس کی آمد میں اضافہ ہوگا؟

آپ نے فرمایا: خدا سے طلب روزی کے لئے خود تجارت کرے اگر وہ اجیر بنتا ہے تو زیادہ منافع سے محروم رہتا ہے۔[3]

محمد بن عذافر کہتا ہے:

اَعْطَى اَبُو عَبْدِ اللهِ علیہ السلام اَبِي اَلْفاً وَسَبْعَمِائَةِ دِينَارٍ فَقَالَ لَهُ اتَّجِرْ بِهَا ثُمَّ قَالَ اَمَا اِنَّهُ لَيْسَ لِي رَغْبَةٌ فِي رِبْحِهَا وَاِنْ كَانَ الرِّبْحُ مَرْغُوباً فِيهِ وَلَكِنِّي اَحْبَبْتُ اَنْ يَرَانِيَ اللهُ جَلَّ وَعَزَّ مُتَعَرِّضاً لِفَوَائِدِهِ.

امام صادق علیہ السلام نے ایک مرتبہ سات سو درہم میرے والد کو سرمایہ گزاری کے لئے دیئے اور فرمایا: اس سرمائے سے تجارت کرو، پھر فرمایا: مجھے مادی منافع کی رغبت نہیں لیکن میں اس بات کو دوست رکھتا ہوں کہ خدا مجھے اس حال میں دیکھے کہ اس برکت کی جستجو میں ہوں۔[4]

آثار تجارت

رفع اندوہ:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اِذَا اَعْسَرَ اَحَدُكُمْ فَلْيَخْرُجْ وَلَا يَغُمَّ نَفْسَهُ وَاَهْلَهُ.

---

[1] من لایحضرہ الفقیہ/ ج ۳/ ۱۹۲/ باب التجارۃ وآدابہا وفضلہا وفقہہا..... ص:۱۹۱

[2] وسائل الشیعۃ/ ج ۱۹/ ۳۵/ ۳-باب استحباب الزرع..... ص:۳۲

[3] من لایحضرہ الفقیہ/ ج ۳/ ۱۷۴/ باب المعایش والمکاسب والفوائد والصناعات..... ص:۱۵۶

[4] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۵/ ۷۶/ باب مایجب من الاقتداء بالائمۃ ع فی التعرض للرزق..... ص:۷۳

جب بھی سختی اور فقر کا شکار ہو جاؤ۔ تجارت کے لئے باہر نکلو اور اپنے آپ کو اور اہل خانہ کو غمگین نہ کرو۔ [1]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

إِذَا أَعْسَرَ أَحَدُكُمْ فَلْيَضْرِبْ فِي الْأَرْضِ يَبْتَغِي مِنْ فَضْلِ اللهِ وَلَا يَغُمَّ نَفْسَهُ وَأَهْلَهُ.

اگر تم میں سے کوئی تنگ دست ہو جائے تو زمین پر فضل کی جستجو کے لئے قدم اٹھائے اپنے آپ اور خاندان کو پریشان نہ کرے۔ [2]

لوگوں کے مال سے بے نیازی:

حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا:

تَعَرَّضُوا لِلتِّجَارَةِ فَإِنَّ فِيهَا غِنًى لَكُمْ عَمَّا فِي أَيْدِي النَّاسِ وَ إِنَّ اللهَ عَزَّ وَ جَلَّ يُحِبُّ الْعَبْدَ الْمُحْتَرِفَ الْأَمِينَ.

تجارت کرو کیونکہ تجارت لوگوں سے بے نیازی کا سبب ہے۔ خداوند عالم بے نیاز امانتدار کو دوست رکھتا ہے۔ [3]

افزائش عقل:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

التِّجَارَةُ تَزِيدُ فِي الْعَقْلِ.

تجارت سے عقل میں اضافہ ہوتا ہے۔ [4]

قیامت میں شہدا کے ساتھ:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

التَّاجِرُ الْأَمِينُ الصَّدُوقُ الْمُسْلِمُ مَعَ الشُّهَدَاءِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ.

امانتدار تاجر و صادق مسلمان روز قیامت شہدا کے ساتھ ہوں گے۔ [5]

حلال تجارت کے آداب

فقہ تجارت:

حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا:

---

[1] تہذیب الاحکام (تحقیق خرسان)/ ج۶/ ۳۲۹/ ۹۳- باب المکاسب..... ص:۳۲۱

[2] عوالی اللئالی العزیزیۃ فی الاحادیث الدینیۃ/ ج۳/ ۱۹۳/ باب التجارۃ..... ص:۱۹۳

[3] الخصال/ ج۲/ ۶۲۱/ علم امیر المؤمنین ع اصحابہ فی مجلس واحد اربعمائۃ باب مما یصلح للمسلم فی دینہ ودنیاہ..... ص:۶۱۰

[4] الکافی (ط- الاسلامیۃ)/ ج۵/ ۱۴۸/ باب فضل التجارۃ والمواظبۃ علیہا..... ص:۱۴۸

[5] نہج الفصاحۃ (مجموعہ کلمات قصار حضرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ)/ ۳۹۴/ نہج الفصاحۃ مجموعہ کلمات قصار حضرت رسول اکرم، ص، باترجمہ فارسی

يَا مَعْشَرَ التُّجَّارِ الْفِقْهَ ثُمَّ الْمَتْجَرَ الْفِقْهَ ثُمَّ الْمَتْجَرَ الْفِقْهَ ثُمَّ الْمَتْجَرَ وَ اللهِ لَلرِّبَا فِي هَذِهِ الْأُمَّةِ أَخْفَى مِنْ دَبِيبِ النَّمْلِ عَلَى الصَّفَا.

اے تاجروں کے گروہ! پہلے فقہ پھر تجارت، پہلے فقہ پھر تجارت، پہلے فقہ پھر تجارت۔

خدا کی قسم! اس امت میں سود پتھر پر چیونٹی کے چلنے سے بھی زیادہ غیر محسوس انداز میں داخل ہوگا۔[1]

ایک روایت میں ہے کہ:

أَنَّ رَجُلًا قَالَ لَهُ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ إِنِّي أُرِيدُ التِّجَارَةَ قَالَ أَفَقِهْتَ فِي دِينِ اللهِ قَالَ يَكُونُ بَعْضُ ذَلِكَ قَالَ وَيْحَكَ الْفِقْهَ ثُمَّ الْمَتْجَرَ فَإِنَّهُ مَنْ بَاعَ وَ اشْتَرَى وَ لَمْ يَسْأَلْ عَنْ حَرَامٍ وَ لَا حَلَالٍ ارْتَطَمَ فِي الرِّبَا ثُمَّ ارْتَطَمَ.

ایک شخص نے امیر علیہ السلام سے کہا: میں تجارت کرنا چاہتا ہوں۔

آپ نے فرمایا: کیا احکام الٰہی تمہیں یاد ہیں؟

اس نے جواب دیا: ان میں سے بعض مسائل کو جانتا ہوں۔

حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا: تجھ پر افسوس! جو آدمی تجارت کرنا چاہتا ہے۔ پہلے احکام سیکھے، اگر حلال وحرام نہ جانتا ہو تو سود میں مبتلا ہو سکتا ہے۔[2]

حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا:

يَا مَعْشَرَ التُّجَّارِ الْفِقْهَ ثُمَّ الْمَتْجَرَ الْفِقْهَ .....التَّاجِرُ فَاجِرٌ وَ الْفَاجِرُ فِي النَّارِ إِلَّا مَنْ أَخَذَ الْحَقَّ وَ أَعْطَى الْحَقَّ.

پہلے فقہ یاد کرو، پھر تجارت کرو.....تاجر فاجر ہے اور فاجر آگ میں ہے مگر یہ کہ حق سے لے اور حق سے دے۔[3]

خرید و فروخت میں اسلامی احکام:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ بَاعَ وَ اشْتَرَى فَلْيَجْتَنِبْ خَمْسَ خِصَالٍ وَ إِلَّا فَلَا يَبِيعَنَّ وَ لَا يَشْتَرِيَنَّ الرِّبَا وَ الْحَلْفَ وَ كِتْمَانَ الْعَيْبِ وَ الْمَدْحَ إِذَا بَاعَ وَ الذَّمَّ إِذَا اشْتَرَى.

جو آدمی خرید و فروخت کرتا ہے۔ اسے پانچ خصلتوں سے دور ہونا چاہیے۔ وگرنہ لین دین نہ کرے، سود، قسم، چیزوں

---

[1] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۵/ ۱۵۰/ باب آداب التجارۃ..... ص:۱۵۰

[2] دعائم الاسلام/ ج ۲/ ۱۶/ ا فصل ذکر الحض علی طلب الرزق وما جاء فیہ عن اہل البیت صلوات اللہ علیہم اجمعین..... ص: ۱۳

[3] من لایحضرہ الفقیہ/ ج ۳/ ۱۹۵/ باب التجارۃ وآدابہا وفضلہا وفقہہا..... ص:۱۹۱

کے عیب پوشیدہ رکھنا، بیچتے وقت مال کی تعریف کرنا، اور خریدتے وقت اس کے عیب نکالنا۔[1]

حضرت امیر علیہ السلام ہر روز صبح کے وقت کوفہ کے بازار میں گشت کرتے تھے ہر بازار میں جاتے اور کھڑے ہو کر فرماتے:

يَا مَعْشَرَ التُّجَّارِ اتَّقُوا اللهَ عَزَّ وَ جَلَّ ..... قَدِّمُوا الِاسْتِخَارَةَ وَ تَبَرَّكُوا بِالسُّهُولَةِ وَ اقْتَرِبُوا مِنَ الْمُبْتَاعِينَ وَ تَزَيَّنُوا بِالْحِلْمِ وَ تَنَاهَوْا عَنِ الْيَمِينِ وَ جَانِبُوا الْكَذِبَ وَ تَجَافَوْا عَنِ الظُّلْمِ وَ اَنْصِفُوا الْمَظْلُومِينَ وَ لَا تَقْرَبُوا الرِّبَا وَ اَوْفُوا الْكَيْلَ وَ الْمِيزَانَ وَ لَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْيَاءَهُمْ ... وَ لَا تَعْثَوْا فِي الْاَرْضِ مُفْسِدِينَ.

اے تاجروں کے گروہ! تقویٰ الٰہی اختیار کرو، ..... لین دین اور سودے میں طلب خیر کرو، آسانی کرو، خدا سے برکت طلب کرو، خریداروں کے نزدیک جاؤ، بردبادی کا مظاہرہ کرو، قسم، جھوٹ اور ظلم وستم سے دوری اختیار کرو۔ ستم شدہ افراد سے انصاف کرو، سود کے قریب نہ جاؤ تولنے میں عدالت کرو، لوگوں کے مال کو کم قیمت نہ سمجھو اور زمین پر فساد نہ پھیلاؤ۔[2]

تجارت میں آسانی:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّ اللهَ تَعَالَى يُحِبُّ سَمْحَ الْبَيْعِ سَمْحَ الشِّرَاءِ.

خدا آسان خرید وفروش کو دوست رکھتا ہے۔[3]

اسی طرح فرمایا:

رَحِمَ اللهُ سَهْلَ الْقَضَاءِ سَهْلَ الِاقْتِضَاءِ بَائِعاً وَ مُشْتَرِياً.

خدا اس آدمی پر رحمت کرے جو خرید وفروش میں آسانی کرتا ہے۔[4]

خریدار کی پشیمانی کو قبول کرنا:

روایت میں ہے کہ

إِنَّ رَسُولَ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لَمْ يَأْذَنْ لِحَكِيمِ بْنِ حِزَامٍ بِالتِّجَارَةِ حَتَّى ضَمِنَ لَهُ إِقَالَةَ النَّادِمِ وَ إِنْظَارَ الْمُعْسِرِ وَ اَخْذَ الْحَقِّ وَافِياً وَ غَيْرَ وَافٍ.

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم بن حزام کو تجارت کرنے کی اجازت نہ دی۔ مگر یہ کہ آپ نے اس سے یہ عہد لیا کہ اگر طرف

---

[1] الخصال/ ج۱/ ۲۸۶/ من اتجر فلیجتنب خمس خصال..... ص:۲۸۵

[2] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۵/ ۱۵۱/ باب آداب التجارۃ..... ص:۱۵۰

[3] الجامع الصغیر، ج۱، ص۳۸۷

[4] فقہ القرآن/ ج۲/ ۴۲/ [سورۃ الاعراف(۷): آیۃ۱۹۹]..... ص:۴۲

مقابل پشیمان ہوجائے تو اسے قبول کرلینا۔حق کی رعایت کرنا خواہ منافع ہو یا نہ ہو۔[1]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

اَیُّمَا عَبْدٍ اَقَالَ مُسْلِماً فِی بَیْعٍ اَقَالَهُ اللهُ تَعَالَی عَثْرَتَهُ یَوْمَ الْقِیَامَةِ.

جو آدمی خرید وفروش میں خریدار کی پشیمانی کو قبول کرتا ہے خدا روز قیامت اس کی لغزش معاف فرماتا ہے۔[2]

صداقت:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اِنَّ اَطْیَبَ الْکَسْبِ کَسْبُ التُّجَّارُ الَّذِینَ اِذَا حَدَّثُوا لَمْ یَکْذِبُوا وَ اِذَا ائْتُمِنُوا لَمْ یَخُونُوا وَ اِذَا وَعَدُوا لَمْ یُخْلِفُوا وَ اِذَا کَانَ عَلَیْهِمْ دَیْنٌ لَمْ یُمْطُلُوا وَ اِذَا کَانَ لَهُمْ لَمْ یُعْسِرُوا.

سب سے زیادہ پاک رزق، ان تاجروں کا ہے جو تجارت کے دوران جھوٹ نہیں بولتے، امانت میں خیانت نہیں کرتے۔خریدتے وقت چیز کا عیب اور بیچتے وقت اس کی تعریف نہیں کرتے۔جب منافع نہیں ملتا تو پھر آج کل نہیں کرتے، نفع لیتے وقت سختی نہیں کرتے ہیں۔[3]

وطن میں تجارت:

امام سجاد علیہ السلام نے فرمایا:

اِنَّ مِنْ سَعَادَةِ الْمَرْءِ اَنْ یَکُونَ مَتْجَرُهُ فِی بَلَدِهِ.

یقیناً انسان کے لئے وطن میں تجارت سعادت مندی کا سبب ہے۔[4]

حفظ منابع درآمد:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

اِذَا رُزِقْتَ مِنْ شَیْءٍ فَالْزَمْهُ.

جس دن جو روزی تجھے ملے، اس کی حفاظت کر۔[5]

نیز فرمایا:

اِذَا نَظَرَ الرَّجُلُ فِی تِجَارَةٍ فَلَمْ یَرَ فِیهَا شَیْئاً فَلْیَتَحَوَّلْ اِلَی غَیْرِهَا.

---

[1] الکافی (ط-الاسلامیة)/ ج۵/ ۱۵۱/ باب آداب التجارة..... ص:۱۵۰

[2] الکافی (ط-الاسلامیة)/ ج۵/ ۱۵۳/ باب آداب التجارة..... ص:۱۵۰

[3] نہج الفصاحۃ (مجموعہ کلمات قصار حضرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ)/ ۲۷۳/ نہج الفصاحۃ مجموعہ کلمات قصار حضرت رسول اکرمؐ، ص، باترجمہ فارسی

[4] الکافی (ط-الاسلامیة)/ ج۵/ ۲۵۷/ باب ان من السعادة ان یکون معیشة الرجل فی بلده..... ص:۲۵۷

[5] من لایحضرہ الفقیہ/ ج۳/ ۱۶۹/ باب المعایش والمکاسب والفوائد والصناعات..... ص:۱۵۶

اگر تاجر تجارت سے منافع نہ لیتے تو کوئی اور تجارت ہوتی۔[1]

سودا کرتے وقت دعا:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اِذَا بَایَعَ الْمُسْلِمَ فَلْیَقُلْ اَللّٰھُمَّ خِرْ لِی وَلَہُ.

جب مسلمان کسی مسلمان کے ساتھ کوئی معاملہ کرتا ہے تو یہ پڑھے:

اَللّٰھُمَّ خِرْ لِی وَلَہُ.

خدایا! میرے اور اس کے لئے خیر خواہ رہ۔

ایک حدیث میں امام صادق علیہ السلام سے اس طرح نقل ہوا کہ جب بھی تم کوئی چیز خریدنا چاہو تو تین بار یہ کہو: "اللہ اکبر" اس کے بعد یہ دعا پڑھو:

اَللّٰھُمَّ اِنِّی اشْتَرَیْتُہُ اَلْتَمِسُ فِیہِ مِنْ فَضْلِكَ فَصَلِّ عَلَی مُحَمَّدٍ وَ آلِ مُحَمَّدٍ اَللّٰھُمَّ فَاجْعَلْ لِی فِیہِ فَضْلًا اَللّٰھُمَّ اِنِّی اشْتَرَیْتُہُ اَلْتَمِسُ فِیہِ مِنْ رِزْقِكَ [اَللّٰھُمَ] فَاجْعَلْ لِی فِیہِ رِزْقاً

خدایا! میں نے اسے خریدا ہے اس میں تیرا فضل و احسان چاہتا ہوں۔ پس محمد آل محمد علیہم السلام پر درود فرما اور اس میں میرے لئے برکت قرار فرما۔[2]

معاویہ بن عمار کی روایت ہے کہ آپ نے فرمایا: جب بھی کسی چیز کا سودا کرو، تو یہ پڑھو:

یَا حَیُّ یَا قَیُّومُ یَا دَائِمُ یَا رَءُوفُ یَا رَحِیمُ اَسْاَلُكَ بِعِزَّتِكَ وَ قُدْرَتِكَ وَ مَا اَحَاطَ بِہِ عِلْمُكَ اَنْ تَقْسِمَ لِی مِنَ التِّجَارَةِ الْیَوْمَ اَعْظَمَھَا رِزْقاً وَ اَوْسَعَھَا فَضْلًا وَ خَیْرَھَا عَاقِبَةً فَاِنَّہُ لَا خَیْرَ فِیمَا لَا عَاقِبَةَ لَہ

اے ہمیشہ زندہ رہنے والے، اے برپا کرنے والے، اے پابند، اے مہربان، اے بخشنے والے، تجھے تیری عزت، قدرت اور جس عمل پر تیری قدرت کی قسم کھاتا ہوں، چاہتا ہوں۔

تجارت کو میری قسمت قرار دے تمام تجارتوں سے زیادہ روزی عطا فرما، برکت زیادہ فرما، عاقبت اچھی ہو کیونکہ عاقبت کے انجام خیر نہیں۔[3]

---

[1] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۵/ ۱۶۸/ باب لزوم ما ینفع من المعاملات..... ص:۱۶۸

[2] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۵/ ۱۵۶/ باب القول عند ما یشتری للتجارۃ..... ص:۱۵۶

[3] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۵/ ۱۵۷/ باب القول عند ما یشتری للتجارۃ..... ص:۱۵۶

سودے میں ناپسندہ برتاؤ

جوانمردی سے دور:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

لَيْسَ مِنْ مُرُوَّةِ اَلرِّبْحُ عَلَى الْاَخْوَانِ.

دینی بھائیوں سے منافع لینا جوانمردی نہیں ہے۔[1]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

رِبْحُ الْمُؤْمِنِ عَلَى الْمُؤْمِنِ رِبًا اِلَّا اَنْ يَشْتَرِيَ بِاَكْثَرَ مِنْ مِائَةِ دِرْهَمٍ فَارْبَحْ عَلَيْهِ قُوتَ يَوْمِكَ اَوْ يَشْتَرِيَهُ لِلتِّجَارَةِ فَارْبَحُوا عَلَيْهِمْ وَ ارْفُقُوا بِهِمْ.

مومن کا مومن سے منافع لینا سود ہے مگر یہ کہ جنس کی قیمت سو درہم سے زیادہ ہو۔ایسی صورت تو ایک دن کا خرچ کا منافع لے سکتا ہے۔اگر تجارت کا مقصد ہو تو مصلحت کر لینی چاہیے۔[2]

بازار کا چکر لگانا:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

لَا تَكُونَنَّ دَوَّاراً فِي الْاَسْوَاقِ وَ لَا تَكُنْ شَرَّاءَ دَقَائِقِ الْاَشْيَاءِ بِنَفْسِكَ فَاِنَّهُ يُكْرَهُ لِلْمَرْءِ ذِي الْحَسَبِ وَ الدِّينِ اَنْ يَلِيَ دَقَائِقَ الْاَشْيَاءِ بِنَفْسِهِ.

بازار میں گھومنے پھرنے سے پرہیز کرو اور اپنی حیثیت سے گری ہوئی چیزوں کے خریدار نہ بنو کیونکہ یہ خاندانی اور دیندار افراد کے لئے ناپسندیدہ کام ہے جب کچھ خریدو تو اپنی حیثیت کے مطابق خریدو۔[3]

سودے میں قسم کھانا:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے:

اِيَّاكُمْ وَ كَثْرَةَ الْحَلْفِ عِنْدَ الْبَيْعِ، فَاِنَّهُ يُنَفِّقُ ثُمَّ يُمْحَقُ.

معاملے میں قسم کھانا سے معاملے میں رونق ہوتی ہے اور چیز کی تعریف ہوتی ہے۔لیکن اس سے برکت ختم ہو جاتی ہے۔[4]

ایک اور حدیث میں فرمایا:

---

[1] تاریخ مدینۃ، دمشق، ج۶۱، ص۳۲۵

[2] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۵ / ۱۵۴ / باب آداب التجارۃ..... ص:۱۵۰

[3] تحف العقول/ النص/ ۳۷۹/ وروی عنہ ع فی قصار ہذہ المعانی..... ص:۳۵۷

[4] فتح الباری، ج۴، ص۳۱۵، الجامع الصغیر، ج۱، ص۵۹۱

اَرْبَعَةٌ يُبْغِضُهُمُ اللهُ الْبَيَّاعُ الْحَلَّافُ.....

چار گروہ ایسے ہیں کہ خدا انہیں دشمن رکھتا ہے۔ بیچنے والا زیادہ قسم کھانے والا.....۔[1]

اسی طرح فرمایا:

ثَلَاثَةٌ لَا يَنْظُرُ اللهُ اِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيامَةِ وَلَا يُزَكِّيهِمْ وَلَهُمْ عَذابٌ اَلِيم ..... وَرَجُلٌ جَعَلَ اللهُ بِضَاعَتُهُ لَا يَشْتَرِي اِلَّا بِيَمِينِهِ وَلَا يَبِيعُ اِلَّا بِيَمِينِهِ.

روز قیامت خدا تین قسم کے افراد پر نظر کرم نہیں کرے گا اور نہ انہیں پاک کرے گا اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔.....ان میں ایک وہ آدمی ہے جو خرید اور فروخت کے وقت قسم کھاتا ہو۔[2]

نیز فرمایا:

مَنِ اقْتَطَعَ شَيْئاً مِنْ مَالِ امْرِءٍ مُسْلِمٍ بِيَمِينِهِ حَرَّمَ اللهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ قَالُوا يَا رَسُولَ اللهِ وَاِنْ كَانَ شَيْئاً يَسِيراً قَالَ وَاِنْ كَانَ قَضِيباً مِنْ اَرَاكٍ.

جو شخص کسی مسلمان کا مال قسم کے ذریعے لیتا ہے وہ جنت سے محروم رہتا ہے۔

پوچھا گیا: اگر کم بھی ہو؟

آپ نے فرمایا: اگرچہ درخت کی شاخ کے مسواک کے برابر ہی کیوں نہ ہو۔[3]

حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا:

يَا مَعْشَرَ التُّجَّارِ اِيَّاكُمْ وَالْيَمِينَ الْفَاجِرَةَ فَاِنَّهَا تُنْفِقُ السِّلْعَةَ وَتَمْحَقُ الْبَرَكَةَ.

اے تجارت کرنے والو! معاملے میں قسم کھانے سے پرہیز کرو کیونکہ قسم سے جھوٹ کا بازار گرم ہوتا ہے اور برکت ختم ہو جاتی ہے۔[4]

ایک حدیث میں گزر چکا ہے کہ امام صادق علیہ السلام نے آمادہ ہاتھ کا منافع قسم کے ذریعے قبول نہ فرمایا۔[5]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

اَرْبَعٌ مَنْ كُنَّ فِيهِ فَقَدْ طَابَ مَكْسَبُهُ ..... وَلَا يُدَلِّسُ.

جو چاہتا ہے کہ اس کی کمائی پاک ہو وہ سودے میں فریب نہ دے۔[6]

---

[1] مستدرک الوسائل ومستنبط المسائل/ ج ۱۳ / ۲۷۳ / ۲۰ - باب کراہۃ الحلف علی المبیع والشراء صادقا وتحریم الحلف کاذبا..... ص:۲۶۹

[2] نہج الفصاحۃ (مجموعہ کلمات قصار حضرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ) / ۴۰۷ / نہج الفصاحۃ مجموعہ کلمات قصار حضرت رسول اکرمؐ، ص، با ترجمہ فارسی

[3] مجموعۃ ورام/ ج ۱ / ۵۳ / باب الظلم..... ص:۵۳

[4] الغارات (ط - القدیمۃ) / ج ۱ / ۶۵ / سیرتہ ع فی نفسہ ص:۵۳

[5] ر.ک: ذیل عنوان لزوم وفضیلت کسب حلال۔ ص ۵۹۰

[6] الکافی (ط - الاسلامیۃ) / ج ۵ / ۱۵۳ / باب آداب التجارۃ..... ص:۱۵۰

مَنْ غَشَّ مُسْلِماً فِي شِرَاءٍ أَوْ بَيْعٍ فَلَيْسَ مِنَّا

جو آدمی مسلمان سے خرید وفروخت میں خیانت کرتا ہے۔ وہ ہم سے نہیں ہے۔[1]

وَيْلٌ لِتُجَّارِ أُمَّتِي مِنْ لَا وَ اللهِ.

افسوس ہے ان تاجروں پر جو (کاروبار میں) قسم کھاتے ہیں۔[2]

ثَلَاثَةٌ لَا يَنْظُرُ اللهُ إِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ- وَ لَا يُزَكِّيهِمْ وَ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ..... وَ الْمُنَفِّقُ سِلْعَتَهُ بِالْحَلْفِ الْكَاذِبِ أَعَادَهَا ثَلَاثاً.

قیامت کے روز تین قسم کے لوگوں کی اللہ تعالیٰ نظر کرم نہیں فرمائے گا اور نہ ہی انہیں پاک کرے گا بلکہ وہ سخت عذاب میں ہوں گے۔.....وہ شخص جو بازار میں خرید وفروخت کے وقت قسم کھائے آپؐ نے تین مرتبہ اس جملے کی تکرار فرمائی۔[3]

اسی طرح فرمایا:

صَاحِبُ السِّلْعَةِ أَحَقُّ بِالسَّوْمِ.

مال کا مالک فروخت میں ترجیح رکھتا ہے۔[4]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

فِي الْجَيِّدِ دَعْوَتَانِ وَ فِي الرَّدِيِّ دَعْوَتَانِ يُقَالُ لِصَاحِبِ الْجَيِّدِ بَارَكَ اللهُ فِيكَ وَ فِيمَنْ بَاعَكَ وَ يُقَالُ لِصَاحِبِ الرَّدِيِّ لَا بَارَكَ اللهُ فِيكَ وَ لَا فِيمَنْ بَاعَكَ.

اچھے مال کے لئے دو دعائیں اور معمولی مال کے لئے دو بد دعائیں ہیں؛ جس کا مال اچھا ہو اسے کہا جاتا ہے خدا تجھ میں اور جس نے تجھے بیچا ہے اسے برکت عطا فرمائے اور معمولی مال والے کے لئے کہا جاتا ہے۔ خدا تجھ میں اور جس نے تجھے بیچا ہے اسے برکت نہ دے۔[5]

نیز فرمایا:

ثَلَاثَةٌ يُدْخِلُهُمُ اللهُ الْجَنَّةَ بِغَيْرِ حِسَابٍ وَ ثَلَاثَةٌ يُدْخِلُهُمُ اللهُ النَّارَ بِغَيْرِ حِسَابٍ فَأَمَّا الَّذِينَ يُدْخِلُهُمُ اللهُ الْجَنَّةَ بِغَيْرِ حِسَابٍ فَإِمَامٌ عَادِلٌ وَ تَاجِرٌ صَدُوقٌ وَ شَيْخٌ أَفْنَى عُمُرَهُ فِي طَاعَةِ اللهِ عَزَّ وَ جَلَّ وَ أَمَّا الثَّلَاثَةُ الَّذِينَ يُدْخِلُهُمُ اللهُ النَّارَ بِغَيْرِ حِسَابٍ فَإِمَامٌ جَائِرٌ وَ تَاجِرٌ كَذُوبٌ وَ شَيْخٌ زَانٍ.

تین گروہ ایسے ہیں جو بے حساب جنت میں جائیں گے اور تین گروہ بغیر حساب کے جہنم میں جائیں گے پس جو بغیر

---

[1] من لایحضرہ الفقیہ/ ج ۴/ ۱۴/ باب ذکر جمل من مناہی النبی ص..... ص:۳

[2] من لایحضرہ الفقیہ/ ج ۳/ ۱۶۰/ باب المعایش والمکاسب والفوائد والصناعات..... ص:۱۵۶

[3] وسائل الشیعۃ/ ج ۱۷/ ۴۲۱/ ۲۵- باب کراہۃ الحلف علی البیع والشراء صادقا وتحریم الحلف کاذبا..... ص:۴۱۹

[4] الکافی (ط- الاسلامیۃ)/ ج ۵/ ۱۵۲/ باب آداب التجارۃ..... ص:۱۵۰

[5] الکافی (ط- الاسلامیۃ)/ ج ۵/ ۲۰۱/ باب فضل الشیء الجید الذی یباع..... ص:۲۰۱

حساب کے جنت میں جائیں گے وہ ہیں: عادل حاکم، سچا امین تاجر، جس کی عمر اطاعت خدا میں گزری ہو اور جو بے حساب دوزخ میں جائیں گے وہ ہیں: ظالم حاکم، جھوٹا تاجر اور بوڑھا زانی۔ [1]

معاملے میں فریب:

روایت میں ہے کہ:

دَخَلَ عَلَيْهِ رَجُلٌ يَبِيعُ الدَّقِيقَ فَقَالَ إِيَّاكَ وَ الْغِشَّ فَإِنَّ مَنْ غَشَّ غُشَّ فِي مَالِهِ فَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ مَالٌ غُشَّ فِي أَهْلِهِ.

ایک آٹا بیچنے والا امام صادق علیہ السلام کی خدمت میں آیا۔ آپ نے اس سے فرمایا: جنس کو مخلوط کرنے اور فریب سے پرہیز کرو جو دوسرے کو فریب دے ایک دن وہ خود فریب کھاتا ہے۔ [2]

نیز فرمایا:

لَيْسَ مِنَّا مَنْ غَشَّنَا.

جو آدمی سودے میں فریب دیتا ہے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ [3]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ غَشَّ مُسْلِماً فِي شِرَاءٍ أَوْ بَيْعٍ فَلَيْسَ مِنَّا وَ يُحْشَرُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَعَ الْيَهُودِ لِأَنَّهُمْ أَغَشُّ الْخَلْقِ لِلْمُسْلِمِينَ.

جو آدمی مسلمان کو سودے میں فریب دیتا ہے، وہ ہم میں سے نہیں اور روز قیامت یہودیوں کے ساتھ محشور ہوگا کیونکہ یہودی مسلمانوں کو فریب دینے والے ہیں۔ [4]

اسی طرح فرمایا:

نَهَى عَنْ شَوْبِ اللَّبَنِ بِالْمَاءِ إِذَا أُرِيدُ بِهِ الْبَيْعُ لِأَنَّهُ يَكُونُ غِشّاً.

جب چاہو کہ دودھ بیچو، اس میں پانی نہ ملاؤ کیونکہ ملاوٹ معاملے میں شمار ہوتی ہے۔ [5]

بعض معاملات سے پرہیز:

روایت میں ہے کہ:

---

[1] الخصال/ ج۱/ ۸۰/ ثلاثة يدخلهم الله الجنة بغير حساب وثلاثة يدخلهم الله النار بغير حساب..... ص:۸۰

[2] الکافی (ط-الاسلامیة)/ ج۵/ ۱۶۰/ باب الغش..... ص:۱۶۰

[3] الکافی (ط-الاسلامیة)/ ج۵/ ۱۶۰/ باب الغش..... ص:۱۶۰

[4] من لایحضرہ الفقیہ/ ج۴/ ۱۴/ باب ذکر جمل من مناہی النبی ص..... ص:۳

[5] مستدرک الوسائل ومستنبط المسائل/ ج۱۳/ ۲۰۱/ ۶۹-باب تحریم الغش بما یخفی کشوب اللبن بالماء..... ص:۲۰۱

نَهٰى رَسُوْلُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عَنْ بَيْعُ السَّلَاحِ فِي الْفِتْنَةِ.

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فتنہ وفساد کے وقت، اسلحہ بیچنے سے منع فرمایا ہے۔[1]

راوی کہتا ہے کہ:

سَأَلْتُ اَبَا عَبْدِ اللهِ علیہ السلام عَنِ الْفِئَتَيْنِ يَلْتَقِيَانِ مِنْ اَهْلِ الْبَاطِلِ اَبِيعُهُمَا السِّلَاحَ فَقَالَ علیہ السلام بِعْهُمَا مَا يَكُنُّهُمَا الدِّرْعَ وَ الْخُفْتَانَ وَ الْبَيْضَةَ وَ نَحْوَ ذٰلِكَ.

میں نے امام صادق علیہ السلام پوچھا کہ جب دو باطل گروہ میں برسر پیکار ہوں تو ان دونوں کو اسلحہ بیچنے کے بارے میں کیا حکم ہے تو نے فرمایا: اگر دو گروہ باطل آپس میں لڑ رہے ہیں تو اسلحہ بیچنا جائز ہے۔ جیسے زرہ، حفاظتی فوجی ٹوپی۔[2]

امام رضا علیہ السلام نے فرمایا:

قَدْ نَهٰى رَسُوْلُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عَنْ بَيْعِ الْمُضْطَرِّ وَ عَنْ بَيْعِ الْغَرَرِ.

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجبور افراد کی مجبوری سے فائدہ اٹھانے والی خرید وفروخت اور دھوکے پر مبنی خرید وفروخت سے منع کیا ہے۔[3]

اسی طرح آپ نے فرمایا:

..... اِذَا طُفِّفَتِ الْمِكْيَالُ اَخَذَهُمُ اللهُ بِالسِّنِينَ وَ النَّقْصِ .....

جو کم تولتے ہیں وہ خدا کی طرف سے قحط کا شکار ہو جاتے ہیں۔[4]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شکاری کتے کے معاملے سے بھی منع فرمایا۔[5]

اسی طرح اضافی پانی کو بیچنے سے بھی منع فرمایا۔[6]

اسی طرح دوسروں کے معاملہ میں مداخلت کو ممنوع فرمایا۔[7]

نیز کسی دینی بھائی کے معاملے میں دخل اندازی سے بھی منع فرمایا ہے۔[8]

---

[1] سنن الکبریٰ، ج۵، ص۳۲۷

[2] تحف العقول/ النص/ ۳۷۴/ وروی عنہ ع فی قصار ہذہ المعانی..... ص:۳۵۷

[3] عیون اخبار الرضا علیہ السلام/ ج۲/ ۴۶/ ۳۱ باب فیما جاء عن الرضا ع من الاخبار المجموعۃ..... ص:۲۴

[4] علل الشرائع/ ج۲/ ۵۸۴/ ۳۸۵ باب نوادر العلل..... ص:۵۷۷

[5] نَهٰى عَنْ ثَمَنِ الْكَلْبِ اِلَّا كَلْبَ الصَّيْدِ. (الجامع الصغیر، ج۲، ص۶۸۶)

[6] نَهٰى عَنْ بَيْعِ فَضْلِ الْمَآءِ. (مسند احمد بن حنبل، ج۳، ص۳۳۸)

[7] نَهٰى عَنْ تَلَقِّى الْبُيُوْعِ..... (مسند احمد بن حنبل، ج۱، ص۴۳۰)

[8] نَهٰى اَنْ يَدْخُلَ الرَّجُلُ فِي سَوْمِ اَخِيهِ الْمُسْلِمِ. (من لایحضرہ الفقیہ/ ج۴/ ۵/ باب ذکر جمل من مناہی النبی ص..... ص:۳)

(د) صنعت وحرفہ

اہمیت صنعت:

انسان کی بعض ضروریات، صنعتوں کے ذریعے ہی پوری ہو پاتی ہیں۔

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

..... لَكِنْ جَعَلَ بَعْضَهُمْ لِبَعْضٍ عَوْناً وَ جَعَلَ اَسْبَابَ اَرْزَاقِهِمْ فِي ضُرُوبِ الْاَعْمَالِ وَ اَنْوَاعِ الصِّنَاعَاتِ- وَ ذٰلِكَ اَدْوَمُ فِي الْبَقَاءِ وَ اَصَحُّ فِي التَّدْبِيرِ.

خدا نے لوگوں کی روزی کو مختلف امور اور مختلف صنائع میں رکھا ہوا ہے۔ یہ بشر کی بقاء اور امور میں تدبیر کے لئے سودمند ہے۔[1]

قرآن مجید میں بعض ان منائع کی طرف اشارہ ملتا ہے۔ جو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انجام دیئے۔

خدا فرماتا ہے:

فَاَوْحَيْنَآ اِلَيْهِ اَنِ اصْنَعِ الْفُلْكَ بِاَعْيُنِنَا وَوَحْيِنَا فَاِذَا جَآءَ اَمْرُنَا وَفَارَ التَّنُّوْرُ ۙ فَاسْلُكْ فِيْهَا مِنْ كُلٍّ زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ وَاَهْلَكَ اِلَّا مَنْ سَبَقَ عَلَيْهِ الْقَوْلُ مِنْهُمْ ۚ وَلَا تُخَاطِبْنِيْ فِي الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ۚ اِنَّهُمْ مُّغْرَقُوْنَ ﴿۲۷﴾

ہم نے نوحؑ کے پاس وحی بھیجی کہ تم ہمارے سامنے ہمارے حکم کے مطابق کشتی بنانا شروع کرو پھر جب ہمارا عذاب آجائے اور تنور (سے پانی) اُبلنے لگے تو تم اس میں ہر قسم (کے جانوروں میں) سے (نر و مادہ) دو دو کے جوڑے اور اپنے لڑکے بالوں کو بٹھالو مگر ان میں سے جس کی نسبت (غرق ہونے کا) پہلے سے ہمارا حکم ہو چکا ہے (انہیں چھوڑ دو) اور جن لوگوں نے (ہمارے حکم سے) سرکشی کی ہے ان کے بارے میں مجھ سے کچھ کہنا (سننا) نہیں کیونکہ یہ لوگ یقیناً ڈوبنے والے ہیں۔[2]

اسی طرح فرمایا:

وَعَلَّمْنٰهُ صَنْعَةَ لَبُوْسٍ لَّكُمْ لِتُحْصِنَكُمْ مِّنْۢ بَاْسِكُمْ ۚ فَهَلْ اَنْتُمْ شٰكِرُوْنَ ﴿۸۰﴾

اور ہم ہی نے ان کو تمہاری جنگی پوشش (زرہ) کا بنانا سکھا دیا تا کہ تمہیں (ایک دوسرے کے) وار سے بچائے تو کیا

---

[1] الاحتجاج علی اہل اللجاج (للطبرسی) / ج ۲ / ۳۴۱ / احتجاج ابی عبداللہ الصادق ع فی انواع شتی من العلوم الدینیۃ ..... ص: ۳۳۱

[2] سورۂ مومنون: ۲۷

تم (اب بھی) شکرگزار نہ بنو گے۔[1]

حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا:

فَكَانَ يَعْمَلُ كُلَّ يَوْمٍ دِرْعاً فَيَبِيعُهَا بِأَلْفِ دِرْهَمٍ .....وَ اسْتَغْنَى عَنْ بَيْتِ الْمَالِ.

اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کے لئے لوہے کو نرم بنا دیا تھا وہ ہر روز زرہ بناتے اور اسے ہزار درہم میں بیچتے تھے..... اور وہ بیت المال سے بے نیاز ہو گئے۔[2]

آداب صنعت گری:

صنعت گر کو چاہئے ماہر و دانا ہونے کے ساتھ ساتھ عصر حاضر میں لوگوں کی ضروریات پر توجہ دے کہ عوام کو کس چیز کی ضرورت ہے تا کہ اس سے استفادہ کرنے والے زیادہ ہوں۔ یہ لوگوں کی خدمت بھی ہے اور عبادت بھی۔

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

كُلُّ ذِي صِنَاعَةٍ مُضْطَرٌّ إِلَى ثَلَاثِ خِلَالٍ يَجْتَلِبُ بِهَا الْمَكْسَبَ وَ هُوَ أَنْ يَكُونَ حَاذِقاً بِعَمَلِهِ مُؤَدِّياً لِلْأَمَانَةِ فِيهِ مُسْتَمِيلًا لِمَنِ اسْتَعْمَلَهُ.

ہر صنعت اس میں تین صفات ہونی چاہیے تا کہ وہ کسب کرنے والوں کو اپنی طرف متوجہ کر سکے: کام میں مہارت، ادائے امانت، کام کرنے والوں سے محبت۔[3]

حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا:

إِنَّ اللهَ عَزَّ وَ جَلَّ يُحِبُّ الْمُحْتَرِفَ الْأَمِينَ.

خداوند عالم صاحب حرفہ امانتدار کو دوست رکھتا ہے۔[4]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

وَيْلٌ لِصُنَّاعِ أُمَّتِي مِنَ الْيَوْمِ وَ غَدٍ.

میری امت کے ان تاجروں پر وائے ہو جو آج اور کل کہتے ہیں۔[5]

یعنی آجکل کے وعدوں پر کام لٹکائے رکھتے ہیں یا اس کا یہ معنی بھی کیا جا سکتا ہے کہ یہ آج کی ضرورت ہے اور یہ گزرے وقت سے مربوط ہے یا آنے والے وقت سے متعلق ہے جیسی باتیں کر کے وقت کو ضائع کر دیں۔

---

[1] سورۂ انبیاء: ۸۰

[2] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۵ / ۷۴ / باب مایجب من الاقتداء بالائمۃ ع فی التعرض للرزق..... ص: ۷۳

[3] تحف العقول/ النص/ ۳۲۲/ ومن کلامہ ع سماہ بعض الشیعۃ نثر الدرر..... ص: ۳۱۵

[4] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۵ / ۱۱۳ / باب الصناعات..... ص: ۱۱۳

[5] من لایحضرہ الفقیہ/ ج ۳ / ۱۶۰ / باب المعایش والمکاسب والفوائد والصناعات..... ص: ۱۵۶

اقسام دستکاری

حلال دستکاری:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

كُلُّ مَا يَتَعَلَّمُ الْعِبَادُ اَوْ يُعَلِّمُونَ غَيْرَهُمْ مِنْ صُنُوفِ الصِّنَاعَاتِ مِثْلِ الْكِتَابَةِ وَ الْحِسَابِ وَ التِّجَارَةِ وَ الصِّيَاغَةِ وَ السِّرَاجَةِ وَ الْبِنَاءِ وَ الْحِيَاكَةِ وَ الْقِصَارَةِ وَ الْخِيَاطَةِ وَ صَنْعَةِ صُنُوفِ التَّصَاوِيرِ مَا لَمْ يَكُنْ مُثُلَ الرُّوحَانِيِّ وَ اَنْوَاعِ صُنُوفِ الْآلَاتِ الَّتِي يَحْتَاجُ اِلَيْهَا الْعِبَادُ الَّتِي مِنْهَا مَنَافِعُهُمْ وَ بِهَا قِوَامُهُمْ وَ فِيهَا بُلْغَةُ جَمِيعِ حَوَائِجِهِمْ فَحَلَالٌ فِعْلُهُ وَ تَعْلِيمُهُ وَ الْعَمَلُ بِهِ وَ فِيهِ لِنَفْسِهِ اَوْ لِغَيْرِهِ

جو لوگ خود دستکاریوں کو سیکھتے ہیں یا دوسروں کو سیکھاتے ہیں جیسے لکھنا، ریاضی، تجارت، زرگری، زین سازی، تعمیر سازی، بننے کا کام، درزی، مصوری، مختلف قسم کے وسائل اور ایسی آلات سازی جن کی لوگوں کو عام طور پر ضرورت ہوتی ہے اور ان سے فائدہ اٹھاتے ہیں اور جن کی زندگی ان سے وابستہ ہے اور ان کی مختلف ضروریات کو پورا کرتے ہیں یہ تمام افعال اور ان کی تعلیم اپنے لئے اور دوسروں کے لئے جائز ہے۔[1]

حرام دستکاری:

حرام صنعت کی دو قسمیں ہیں: (۱) صنعت حلال ہیں لیکن حرام میں استعمال ہوتی ہے۔ (۲) جو صنعت صرف حرام کاموں کے لئے بنائی جائے۔

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

اِنَّمَا حَرَّمَ اللهُ الصِّنَاعَةَ الَّتِي حَرَامٌ هِيَ كُلُّهَا الَّتِي يَجِيءُ مِنْهَا الْفَسَادُ مَحْضاً نَظِيرَ الْبَرَابِطِ وَ الْمَزَامِيرِ وَ الشِّطْرَنْجِ وَ كُلِّ مَلْهُوٍّ بِهِ وَ الصُّلْبَانِ وَ الْاَصْنَامِ وَ مَا اَشْبَهَ ذٰلِكَ مِنْ صِنَاعَاتِ الْاَشْرِبَةِ الْحَرَامِ وَ مَا يَكُونُ مِنْهُ وَ فِيهِ الْفَسَادُ مَحْضاً وَ لَا يَكُونُ فِيهِ وَ لَا مِنْهُ شَيْءٌ مِنْ وُجُوهِ الصَّلَاحِ فَحَرَامٌ تَعْلِيمُهُ وَ تَعَلُّمُهُ وَ الْعَمَلُ بِهِ وَ اَخْذُ الْاَجْرِ عَلَيْهِ وَ جَمِيعُ التَّقَلُّبِ فِيهِ مِنْ جَمِيعِ وُجُوهِ الْحَرَكَاتِ كُلِّهَا اِلَّا اَنْ تَكُونَ صِنَاعَةً قَدْ تَنْصَرِفُ اِلَى جِهَاتِ الصَّنَائِعِ وَ اِنْ كَانَ قَدْ يُتَصَرَّفُ بِهَا وَ يُتَنَاوَلُ بِهَا وَجْهٌ مِنْ وُجُوهِ الْمَعَاصِي فَلَعَلَّهُ لِمَا فِيهِ مِنَ الصَّلَاحِ حَلَّ تَعَلُّمُهُ وَ تَعْلِيمُهُ وَ الْعَمَلُ بِهِ وَ يَحْرُمُ عَلَى مَنْ صَرَفَهُ اِلَى غَيْرِ وَجْهِ الْحَقِّ وَ الصَّلَاحِ فَهٰذَا تَفْسِيرُ بَيَانِ وَجْهِ اكْتِسَابِ مَعَاشِ الْعِبَادِ وَ تَعْلِيمِهِمْ فِي جَمِيعِ وُجُوهِ اكْتِسَابِهِمْ.

---

[1] تحف العقول/النص/۳۳۵/واما تفسیر الصناعات..... ص:۳۳۵

وہ دستکاری جو صرف حرام کاموں میں استعمال ہوتی ہے اور جو محض فساد و تباہی کا باعث ہے اور اس میں کوئی اصلاح کا پہلو نہیں خداوند عالم نے اسے حرام قرار دیا ہے (جیسے لہو ولعب کے ہارڈ ویئر اور سوفٹ ویئر، بت سازی، حرام مشروبات، ہر وہ چیز جو لوگوں اور معاشرے کی تباہی کا موجب ہوتی ہے) پس اس کا سیکھنا اور سکھانا اور اس پر عمل کرنا اور اس پر مزدوری لینا اور ہر قسم کے اقدامات حرام ہیں مگر یہ کہ کوئی ایسی دست کاری ہو جو کبھی منفعت اور حلال طریقے سے استعمال ہوتی ہو لہٰذا اس میں اصلاح کا پہلو موجود ہے اس کا یاد کرنا اور اس پر عمل کرنا حلال ہے لیکن جو شخص اسے حرام اور ناجائز کاموں میں استعمال کرتا ہے حرام ہے۔[1]

(۳) مال کی تقسیم

اگر چہ بیت المال کی تقسیم حکومت و سلطنت نمائندوں کے ہاتھوں میں ہے۔ ثروت مند افراد کو بھی خدا نے مستقیم خطاب فرمایا کہ وہ اپنے رشتہ داروں اور ضرورت مندوں کے حقوق کو پورا کریں۔

اسلامی دولت ایک امانت الٰہی کی مانند ہے۔ صدقات واجب جیسے زکات و خمس، غنیمت اور دوسرا مال موجود ہوتا ہے۔ جو معاشرے کی اصلاح کے لئے خرچ ہوتا ہے۔ دوسروں کی رشد و ترقی فراہم کرنا حکومت کی ذمہ داری ہے۔

خداوند عالم قرآن میں فرماتا ہے:

مَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْ اَهْلِ الْقُرٰى فَلِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِى الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ۙ كَيْ لَا يَكُوْنَ دُوْلَةًۢ بَيْنَ الْاَغْنِيَآءِ مِنْكُمْ ۭ وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۤ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝

تو جو مال خدا نے اپنے رسولؐ کو دیہات والوں سے بے لڑے دلوایا ہے وہ خاص خدا اور رسولؐ اور (رسولؐ کے) قرابت داروں اور یتیموں اور محتاجوں اور پردیسیوں کا ہے تا کہ جو لوگ تم میں سے دولت مند ہیں ہر پھر کر دولت ان ہی میں نہ رہے ہاں جو تم کو رسولؐ دے دیں وہ لے لیا کرو اور جس سے منع کریں اس سے باز رہو اور خدا سے ڈرتے رہو۔ بے شک خدا سخت عذاب دینے والا ہے۔[2]

تقسیم کا ہدف:

اسلام میں نظام اقتصادی کا ایک ہدف یہ ہے کہ منابع اور درآمد عادلانہ طریقے سے تقسیم ہو اور ضائع نہ کریں۔ تمام انسان خدا کی

---

[1] تحف العقول/النص/۳۳۵/واما تفسیر الصناعات..... ص:۳۳۵

[2] سورۂ حشر:۷

نعمتوں سے بہرہ مند ہیں لہٰذا ان پر کچھ حقوق ہیں جن کو ادا کرنا لازم ہے۔

(۱) عام افراد کے حقوق: ایک معاشرے میں تمام افراد منابع اور امکانات فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ سب برابر کے شریک ہیں۔ آباد ہونے کو ترقی دینے کے لئے سب ثروت سے فائدہ اٹھائیں۔

خداوند عالم فرماتا ہے:

هُوَ اَنْشَاَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ وَاسْتَعْمَرَكُمْ فِيْهَا

اللہ نے تم کو زمین (کی مٹّی) سے پیدا کیا اور تم کو اس میں بسایا ہے۔[۱]

وَلَقَدْ مَكَّنّٰكُمْ فِي الْاَرْضِ وَجَعَلْنَا لَكُمْ فِيْهَا مَعَايِشَ ۭ قَلِيْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ ۝

اور (اے بنی آدم) ہم نے تو یقیناً تم کو زمین میں قدرت و اقتدار دیا اور اس میں تمہارے لیے اسباب زندگی مہیّا کیے (مگر) تم بہت ہی کم شکر کرتے ہو۔[۲]

وَسَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا مِّنْهُ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ۝

اور جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے سب کو اپنے (حکم) سے تمہارے کام میں لگا دیا ہے جو لوگ غور کرتے ہیں ان کے لیے اس میں (قدرت خدا کی) بہت سی نشانیاں ہیں۔[۳]

(۲) اپنے کام کاج کرنا، جو جتنا زیادہ کماتا ہے اس کا زیادہ حصہ ہوتا ہے درج ذیل دو آیات قرآنی میں اس بات کا اشارہ پایا جاتا ہے:

وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْيَاۗءَهُمْ وَلَا تَعْثَوْا فِي الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ ۝

اور لوگوں کو ان کی چیزیں (جو خریدیں) کم نہ دیا کرو اور رُوئے زمین میں فساد نہ پھیلاتے پھرو۔[۴]

وَاَنْ لَّيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰى ۝

اور یہ کہ انسان کو وہی ملتا ہے جس کی وہ کوشش کرتا ہے۔[۵]

میں اس مطلب کی طرف اشارہ ہوا ہے۔

(۳) نیازمند افراد کے حقوق: بعض افراد ایسے ہیں جو کوشش وسعی نہیں کر سکتے یا معذور ہیں یا ذہنی، بدنی، بڑھاپا، یتیمی یا بیماری یا کسی اور وجہ سے ضرورت مند ہیں۔

اسلام نے ثروت مند افراد کے مال میں سے ایک خاص حصہ ان مذکورہ افراد کے لے رکھا ہے اور واجب قرار دیا حتیٰ کہ بعض

---

[۱] سورۂ ہود: ۶۱

[۲] سورۂ اعراف: ۱۰

[۳] سورۂ جاثیہ: ۱۳

[۴] سورۂ اعراف: ۸۵

[۵] سورۂ نجم: ۳۹

اموال جیسے زکات وخمس ہے مستقیم محروم افراد لے سکتے ہیں۔

وَفِيْٓ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ لِّلسَّآئِلِ وَالْمَحْرُوْمِ ﴿۱۹﴾

اوران کے مال میں مانگنے والے اور نہ مانگنے والے محروم (دونوں) کا حصّہ تھا۔[۱]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

اَنَّ اللهَ عَزَّ وَ جَلَّ فَرَضَ فِي اَمْوَالِ الْاَغْنِيَاءِ لِلْفُقَرَاءِ مَا يَكْتَفُونَ بِهِ الْفُقَرَاءُ.

اللہ تعالیٰ نے مالداروں پر فرض کیا ہے کہ وہ فقراء کفالت کریں۔[۲]

اشیاء اور رقم کی تقسیم:

اسلام میں ثروت کی عادلانہ تقسیم کے تین طریقے ہیں:

(۱) منابع کی تقسیم

امام باقر علیہ السلام فرماتے ہیں:

وَجَدْنَا فِي كِتَابِ عَلِيٍّ عليه السلام اِنَّ الْاَرْضَ لِلّٰهِ يُوْرِثُهَا مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ وَ الْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ اَنَا وَ اَهْلُ بَيْتِيَ الَّذِيْنَ اَوْرَثَنَا اللهُ الْاَرْضَ وَ نَحْنُ الْمُتَّقُوْنَ وَ الْاَرْضُ كُلُّهَا لَنَا فَمَنْ اَحْيَا اَرْضاً مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ فَلْيَعْمُرْهَا وَلْيُؤَدِّ خَرَاجَهَا اِلَى الْاِمَامِ مِنْ اَهْلِ بَيْتِي.

میں نے حضرت علی علیہ السلام کی کتاب میں پڑھا "ساری زمین تو خدا ہی کی ہے۔ وہ اپنے بندوں میں سے جس کو چاہے اس کا وارث (و مالک) بنائے اور خاتمہ بخیر تو بس پرہیزگاروں ہی کا ہے" (قرآن کی آیت کے بارے میں فرماتے ہیں) میں اور میرے اہل بیت اس زمین کے وارث ہیں اور ہم ہی وہ متقین ہیں لہٰذا ہر اس مسلمان کو چاہیے کہ جو خدا کی زمین کو آباد کرے وہ اس کا ٹیکس امامؑ اور اہل بیت علیہم السلام کو دے۔[۳]

(۲) مال کی تقسیم:

اسلام نے مال کی عادلانہ تقسیم کے لئے تین طریقے وراستے اپنائے ہیں:

انفاق میں ترغیب:

خدا قرآن میں فرماتا ہے:

وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ فَلِاَنْفُسِكُمْ ۭ وَمَا تُنْفِقُوْنَ اِلَّا ابْتِغَاۗءَ وَجْهِ اللّٰهِ ۭ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ يُّوَفَّ اِلَيْكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تُظْلَمُوْنَ ﴿۲۷۲﴾

---

[۱] سورۂ ذاریات: ۱۹

[۲] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۳/ ۴۹۸/ باب فرض الزکاۃ وما یجب فی المال من الحقوق..... ص: ۴۹۶

[۳] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۱/ ۴۰۷/ باب ان الارض کلہا للامام ع..... ص: ۴۰۷

اور تم تو خدا کی خوشنودی کے سوا اور کام میں خرچ کرتے ہی نہیں ہو اور جو کچھ تم نیک کام میں خرچ کرو گے (قیامت میں) تم کو بھرپور واپس ملے گا اور تمہارا حق نہ مارا جائے گا۔[1]

امام سجاد علیہ السلام نے فرمایا:

كَانَ رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم يَقُولُ فِي آخِرِ خُطْبَتِهِ طُوبَى لِمَنْ ..... وَ أَنْفَقَ الْفَضْلَ مِنْ مَالِهِ وَ أَمْسَكَ الْفَضْلَ مِنْ قَوْلِهِ وَ أَنْصَفَ النَّاسَ مِنْ نَفْسِهِ.

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے خطبہ میں فرمایا کہ خوش نصیب ہے وہ ..... جو زیادہ انفاق کرتا ہے اور زیادہ بولنے سے پرہیز کرتا ہے انصاف کی رعایت کرتا ہے۔[2]

بُرے کام کا انجام:

جو آدمی حرص اور دنیا طلبی کی خاطر مالی حقوق ادا نہیں کرتے ان کا بُرا انجام ہے۔

وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۙ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ۙ﴿۳۴﴾

اور جو لوگ سونا اور چاندی جمع کرتے جاتے ہیں اور اس کو خدا کی راہ میں خرچ نہیں کرتے تو (اے رسولؐ) ان کو دردناک عذاب کی خوشخبری سنا دو۔[3]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

أَنْفِقْ وَ أَيْقِنْ بِالْخَلَفِ وَ اعْلَمْ أَنَّهُ مَنْ لَمْ يُنْفِقْ فِي طَاعَةِ اللهِ ابْتُلِيَ بِأَنْ يُنْفِقَ فِي مَعْصِيَةِ اللهِ عَزَّ وَ جَلَّ

انفاق کرو اور یقین کرو اور جان لو کہ جو بھی راہ اطاعت خدا میں انفاق نہیں کرتا وہ گناہ میں انفاق کرے گا جو خداوند عالم کی معصیت ہے۔[4]

اقدام حکومت:

اسلامی حکومت کا وظیفہ ہے کہ ثروت کو ضائع ہونے سے بچائے تا کہ تلف ہونے سے بچے اور دوسروں کو فائدہ دینے کا موقع فراہم کیا جائے۔

حضرت علی علیہ السلام نے اس کے بارے میں مالک اشتر کو یہ لکھا:

تَفَقَّدْ أُمُورَهُمْ بِحَضْرَتِكَ وَ فِي حَوَاشِي بِلَادِكَ وَ اعْلَمْ مَعَ ذَلِكَ أَنَّ فِي كَثِيرٍ مِنْهُمْ ضِيقاً فَاحِشاً وَ شُحّاً قَبِيحاً وَ احْتِكَاراً لِلْمَنَافِعِ وَ تَحَكُّماً فِي الْبِيَاعَاتِ وَ ذَلِكَ بَابُ مَضَرَّةٍ لِلْعَامَّةِ وَ عَيْبٌ عَلَى الْوُلَاةِ

---

[1] سورۂ بقرہ: ۲۷۲

[2] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۲/ ۱۴۴/ باب الانصاف والعدل..... ص: ۱۴۴

[3] سورۂ توبہ: ۳۴

[4] من لایحضرہ الفقیہ/ ج ۴/ ۴۱۲/ ومن الفاظ رسول اللہ ص الموجزۃ التی لم یسبق الیہا..... ص: ۳۷۶

فَامْنَعْ مِنَ الِاحْتِكَارِ فَإِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ مَنَعَ مِنْهُ.

یہ لوگ تمہارے سامنے ہوں یا جہاں جہاں دوسرے شہروں میں پھیلے ہوئے ہوں۔تم ان کی خبر گیری کرتے رہنا۔ہاں اس کے ساتھ یہ بھی یاد رکھو کہ ان میں ایسے بھی ہوتے ہیں جو انتہائی تنگ نظر اور بڑے کنجوس ہوتے ہیں جو نفع اندوزی کے لئے مال روک رکھتے ہیں اور اونچے نرخ معین کر لیتے ہیں۔یہ چیز عوام کے لئے نقصان دہ، اور حکام کی بدنامی کا باعث ہوتی ہے۔لہٰذا ذخیرہ اندوزی سے منع کرنا، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے ممانعت فرمائی ہے۔[1]

مزید فرماتے ہیں:

ثُمَّ اللهَ اللهَ فِي الطَّبَقَةِ السُّفْلَى مِنَ الَّذِينَ لَا حِيلَةَ لَهُمْ مِنَ الْمَسَاكِينِ وَ الْمُحْتَاجِينَ وَ أَهْلِ الْبُؤْسَى وَ الزَّمْنَى فَإِنَّ فِي هَذِهِ الطَّبَقَةِ قَانِعاً وَ مُعْتَرّاً وَ احْفَظْ لِلهِ مَا اسْتَحْفَظَكَ مِنْ حَقِّهِ فِيهِمْ وَ اجْعَلْ لَهُمْ قِسْماً مِنْ بَيْتِ مَالِكَ وَ قِسْماً مِنْ غَلَّاتِ صَوَافِي الْإِسْلَامِ فِي كُلِّ بَلَدٍ فَإِنَّ لِلْأَقْصَى مِنْهُمْ مِثْلَ الَّذِي لِلْأَدْنَى وَ كُلٌّ قَدِ اسْتُرْعِيتَ حَقَّهُ.

پھر خصوصیت کے ساتھ اللہ کا خوف کرنا پسماندہ وافتادہ طبقہ کے بارے میں جن کا کوئی سہارا نہیں ہوتا۔وہ مسکینوں، محتاجوں، فقیروں اور معذوروں کا طبقہ ہے۔ان میں کچھ تو ہاتھ پھیلا کر مانگنے والے ہوتے ہیں اور کچھ کی صورت سوال ہوتی ہے اللہ کی خاطر ان بے کسوں کے بارے میں اس کے اس حق کی حفاظت کرنا جس کا اس نے تمہیں ذمہ دار بنایا ہے ان کے لئے ایک حصہ بیت المال سے معین کر دینا اور ایک حصہ ہر شہر کے اس گلہ میں سے دینا جو اسلامی غنیمت کی زمینوں سے حاصل ہوا ہو، کیونکہ اس میں دور والوں کا اتنا ہی حصہ ہے جتنا نزدیک والوں کا ہے اور تم ان سب کے حقوق کی نگہداشت کے ذمہ دار بنائے گئے ہو۔[2]

(۳) خدمات کی تقسیم:

عادلانہ تقسیم اور خدمات میں تمام افراد یکساں ہیں۔جیسے سڑکیں بنانا، ہسپتال بنانا، مراکز علمی وتحقیقی وتفریحی زکات کے آٹھ مستحقین ہیں۔ثروت مند افراد حضرات زکات فی سبیل اللہ کے طور پر خرچ کر سکتا ہے۔شہر یا ملک کو آباد کرنے اور لوگوں کی خدمات کا ایک ذریعہ زکات ہے۔

خدا قرآن میں فرماتا ہے:

إِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَآءِ وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْعٰمِلِيْنَ عَلَيْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوْبُهُمْ وَفِي الرِّقَابِ وَالْغٰرِمِيْنَ وَفِيْ سَبِيْلِ اللهِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ؕ فَرِيْضَةً مِّنَ اللهِ ؕ وَاللهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۶۰﴾

خیرات تو بس خاص فقیروں کا حق ہے اور محتاجوں کا اور اس (زکوٰۃ وغیرہ) کے کارندوں کا اور جن کی تالیف قلب کی گئی

---

[1] نہج البلاغۃ (للصبحی صالح)/ ۴۳۸/ ۵۳ ومن کتاب لہ ع کتبہ للاشتر النخعی [رحمہ اللہ]..... ص:۴۲۶

[2] نہج البلاغۃ (للصبحی صالح)/ ۴۳۸/ ۵۳ ومن کتاب لہ ع کتبہ للاشتر النخعی [رحمہ اللہ]..... ص:۴۲۶

ہے (اُن کا) اور جن کی گردنوں میں (غلامی کا پھندا پڑا ہے اُن کا) اور قرض داروں کا (جو خود سے ادا نہیں کر سکتے) اور خدا کی راہ (جہاد) میں اور پردیسیوں کی کفالت میں (خرچ کرنا چاہیے یہ حقوق) خدا کی طرف سے مقرر کیے ہوئے ہیں اور خدا بڑا واقف کار حکمت والا ہے۔[1]

عادلانہ تقسیم کا حل:

عادلانہ تقسیم کی مختلف راہیں ہیں۔ جیسے وقف، نذر، ہبہ، بخشش اور دولت کو تقسیم کرنا جس کی تفصیل آئندہ صفحات میں آئے گی۔ (ان شاء اللہ)

انواع تقسیم:

واجب: جیسے خمس، زکات، فطرہ اور دوسرے مالی واجبات جو لوگوں کے حقوق ہیں کو ادا کرنا ضروری ہے۔

حرام: واجب چیز کسی ایسے فرد کو دینا جو اہل نہ ہو۔ صدقات کو خرچ کرنے کے لئے جب امام صادق علیہ السلام سے سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ اسے ان کو صرف تین گروہ میں تقسیم نہیں کرنا چاہیے۔ جو افراد فتنہ و فساد اور جہالت کا مظاہرہ کرتے ہوں۔ جیسے پارٹی بازی و کنبہ پروری وغیرہ۔ اسی طرح ہیں وہ افراد جو اپنی بیویوں کا حق مہر ادا نہیں کرتے۔ اسی طرح جو لوگ دوسروں کے مال میں عادلانہ تقسیم کی پرواہ نہ کرتے ہوں۔[2]

۴۔ خرچ

جس طرح علمی و تحقیقی شعبوں میں تمام لوگ یکساں نہیں۔ اسی طرح اقتصادی مسائل میں بھی تمام افراد یکساں نہیں ہیں۔ جیسے جسم کی بعض رگوں میں زیادہ خون گردش کرتا ہے اور بعض میں کم اور یہ طبعی فرق ہے کیونکہ استعداد مختلف ہیں۔

اسی طرح بعض مقامات پر اقتصادی خرچ زیادہ ہوتا ہے اور بعض مقامات پر کم اور یہ معاشرے کی طبعی ضرورت ہے جہاں ثروت کم خرچ کرنے کی ضرورت ہے وہاں کم خرچ کی جائے تا کہ دوسری جگہ جہاں پر زیادہ خرچ کی ضرورت ہو وہاں زیادہ خرچ کر سکیں

---

[1] سورۂ توبہ: ۶۰

[2] وَلَا تُعْطِيَنَّ مِنْ سَهْمِ الْغَارِمِينَ الَّذِينَ يُنَادُونَ بِنِدَاءِ الْجَاهِلِيَّةِ شَيْئاً قُلْتُ وَمَا نِدَاءُ الْجَاهِلِيَّةِ- قَالَ هُوَ الرَّجُلُ يَقُولُ يَا لَبَنِي فُلَانٍ فَيَقَعُ بَيْنَهُمَا الْقَتْلُ وَالدِّمَاءُ فَلَا يُؤَدُّوا ذَلِكَ مِنْ سَهْمِ الْغَارِمِينَ وَلَا الَّذِينَ يُغْرَمُونَ مِنْ مُهُورِ النِّسَاءِ وَلَا أَعْلَمُهُ إِلَّا قَالَ وَلَا الَّذِينَ لَا يُبَالُونَ مَا صَنَعُوا فِي أَمْوَالِ النَّاسِ.

(وسائل الشیعۃ/ ج ۹/ ۲۹۸/ ۴۸- باب عدم جواز دفع الزکاۃ الی الغارم فی معصیۃ وحکم مہور النساء..... ص: ۲۹۸)

تعادل برقرار رکھنا ضروری ہے۔[1]

قرآن مجید میں اللہ کی نعمتوں سے فائدہ اٹھانے کی تاکید کی گئی ہے اور یہ سب کچھ انسان کے کمال و ترقی کے لئے ہے تاکہ انسان کی انفرادی و اجتماعی ضرورت کو پورا کیا جا سکے۔

خداوند عالم فرماتا ہے:

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُلُوا مِن طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ وَاشْكُرُوا لِلَّهِ إِن كُنتُمْ إِيَّاهُ تَعْبُدُونَ﴿١٧٢﴾

اے ایمان دارو جو کچھ ہم نے تمہیں دیا ہے اس میں سے ستھری چیزیں (شوق سے) کھاؤ اور اگر خدا کی ہی عبادت کرتے ہو تو اسی کا شکر کرو۔[2]

پھر فرمایا:

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُحَرِّمُوا طَيِّبَاتِ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوا ۚ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ﴿٨٧﴾

اے ایمانداروں جو پاک چیزیں خدا نے تمہارے واسطے حلال کر دی ہیں ان کو اپنے اوپر حرام نہ کرو اور حد سے نہ بڑھو کیونکہ خدا حد سے بڑھنے والوں کو ہرگز دوست نہیں رکھتا۔[3]

خدا نے قرآن میں مال کو امانت الٰہی کے عنوان سے تعبیر کیا ہے۔

اللہ فرماتا ہے:

وَآتُوهُم مِّن مَّالِ اللَّهِ الَّذِي آتَاكُمْ ۚ

اور خدا کے مال سے جو اس نے تمہیں عطا کیا ہے ان کو بھی دو۔[4]

آمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَأَنفِقُوا مِمَّا جَعَلَكُم مُّسْتَخْلَفِينَ فِيهِ ۖ

خدا اور اس کے رسولؐ پر ایمان لاؤ اور جس (مال) میں اس نے تم کو اپنا نائب بنایا ہے اس میں سے کچھ (خدا کی راہ میں) خرچ کرو۔[5]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

اجْعَلْ مَالَكَ كَعَارِيَّةٍ تَرُدُّهَا.

---

[1] تسنیم، ج ۱۷، ص ۳۴۴

[2] سورۂ بقرہ: ۱۷۲

[3] سورۂ مائدہ: ۸۷

[4] سورۂ نور: ۳۳

[5] سورۂ حدید: ۷

مال کو عاریتاً قرار دو تا کہ وہ واپس پلٹ کر آئے۔[1]

ایک اور جگہ آپ نے فرمایا:

اِنَّمَا اَعْطَاکُمُ اللهُ هَذِهِ الْفُضُولَ مِنَ الْاَمْوَالِ لِتُوَجِّهُوهَا حَيْثُ وَجَّهَهَا اللهُ وَ لَمْ يُعْطِكُمُوهَا لِتَكْنِزُوهَا.

خدا نے تمہیں اس لئے مال عطا فرمایا کہ تم الٰہی امور میں خرچ کر کے اللہ کی رضا حاصل کرو، اسے ذخیرہ کرنے کے لئے نہیں دیا گیا۔[2]

امام سجاد علیہ السلام نے فرمایا:

اسْتِثْمَارُ الْمَالِ تَمَامُ الْمُرُوءَةِ.

کامل جوانمردی، ثروت سے بہرہ مندی میں ہے۔[3]

خرچ کرنے کا ہدف:

خداوند عالم مال کو لوگوں کے لئے نعمت قرار دیا ہے اور انہیں اللہ کی شکر گزاری کا حکم دیتا ہے۔

خدا فرماتا ہے:

وَلَقَدْ مَكَّنّٰكُمْ فِي الْاَرْضِ وَجَعَلْنَا لَكُمْ فِيْهَا مَعَايِشَ ؕ قَلِيْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ ۝۱۰

اور (اے بنی آدم) ہم نے تو یقیناً تم کو زمین میں قدرت و اقتدار دیا اور اس میں تمہارے لیے اسباب زندگی مہیّا کیے (مگر) تم بہت ہی کم شکر کرتے ہو۔[4]

دوسری آیت میں ان لوگوں کو جواب دیتا ہے جو دین کے قوانین کو آخرت کے لئے جانتے ہیں ان کی یہ کوشش ہے کہ معارف اور اقتصاد کو دین سے حذف کیا جائے اور صرف معنوی امور سرانجام دیئے جائیں۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحَرِّمُوْا طَيِّبٰتِ مَآ اَحَلَّ اللهُ لَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوْا ؕ اِنَّ اللهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ ۝۸۷

اے ایمانداروں جو پاک چیزیں خدا نے تمہارے واسطے حلال کر دی ہیں ان کو اپنے اوپر حرام نہ کرو اور حد سے نہ بڑھو کیونکہ خدا حد سے بڑھنے والوں کو ہرگز دوست نہیں رکھتا۔[5]

---

[1] من لایحضرہ الفقیہ/ ج ۴/ ۴۱۰/ ومن الفاظ رسول اللہ ص الموجزۃ التی لم یسبق الیہا..... ص:۳۷۶

[2] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۴/ ۳۲/ باب وضع المعروف موضعہ ص:۳۰

[3] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۱/ ۲۰/ کتاب العقل والجہل ص:۱۰

[4] سورۂ اعراف:۱۰

[5] سورۂ مائدہ:۸۷

اسلام میں عقیدہ اصل ہے نہ اقتصاد۔لیکن معاشرے کے اندر معذور افراد موجود جو محتاج ہیں اور یہ بھی ہوسکتا ہے انسان غربت کی وجہ سے دین سے منحرف ہوجائے۔اس مطلب کا اشارہ قرآن میں ہے۔رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اقتصاد اور ضرورتمندوں کی ضرورت کو پورا کرنا اور خدا کی دنیاوی نعمتوں میں روٹی کو نمونہ کے طور پر پیش کیا اور خدا سے اس طرح چاہا:

اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي الْخُبْزِ وَ لَا تُفَرِّقْ بَيْنَنَا وَ بَيْنَهُ فَلَوْ لَا الْخُبْزُ مَا صُمْنَا وَ لَا صَلَّيْنَا وَ لَا اَدَّيْنَا فَرَائِضَ رَبِّنَا عَزَّ وَ جَلَّ.

خدایا! ہماری روٹی (ہمارا اقتصاد) میں برکت عطا فرما۔ہمارے اور ہماری روٹی کے درمیان جدائی نہ فرما کیونکہ اگر روٹی نہ ہوتو روزے دار،نماز گزاروں کے لئے واجبات ادا کرنا مشکل ودشوار ہوجائیں گے۔[1]

یہاں پر روٹی سے مراد اقتصاد ہے۔معاشرے میں لوگوں کی ضروریات جیسے گھر،لباس،علاج،تحصیل علم وغیرہ پورا کرنا ہے۔[2]

انواع خرچ:

خداوند عالم کی نظر میں خرچ کی بھی حدود ہیں یہ کہ انسان کی رشد وترقی کے لئے خرچ کیا جائے۔ضروریات انفرادی واجتماعی پر توجہ دی جائے۔اگر حدود الٰہی سے کم یا زیادہ خرچ کیا جائے سے معیشت کا نظام خراب ہوجاتا ہے۔لوگوں کو محروم کرنا بخل ہے،زیادہ خرچ کرنا اسراف شمار ہوتا ہے۔لہٰذا خرچ کو محدود رکھنا چاہئے کیونکہ جو تجاوز کرتا ہے روایات میں اس کی مذمت ہوئی ہے اعتدال اور میانہ روی سے کام لینا چاہیے۔خرچ کی آیات وروایات کی روشنی میں تین قسمیں ہیں:

(۱) بخل

بخل کا معیار:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اَلْبَخِيلُ الَّذِي يَأْكُلُ وَ لَا يُعْطِي.

بخیل وہ آدمی ہے جو خود کھاتا ہے لیکن دوسروں کو نہیں دیتا۔[3]

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا:

لِلِاقْتِصَادِ مِقْدَاراً، فَإِنْ زَادَ عَلَيْهِ فَهُوَ بُخْلٌ.

---

[1] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۶/ ۲۸۷/ باب ان ابن آدم اجوف لا بدلہ من الطعام..... ص:۲۸۶

[2] تسنیم، ج۱۷، ص۵۵۳

[3] جامع الاخبار (للشعیری)/ ۱۱۳/ الفصل التاسع والستون فی السخاء والایثار

میانہ روی کا بھی ایک اندازہ ہے کہ اگر حد سے کم ہو بخل شمار ہوتا ہے۔[1]

بخل سے پرہیز:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

كُلُوا وَ اشْرَبُوا وَ الْبَسُوا وَ تَصَدَّقُوا فِي غَيْرِ سَرَفٍ وَ لَا بُخْلٍ إِنَّ اللهَ يُحِبُّ أَنْ يَرَى أَثَرَ نِعْمَتِهِ عَلَى عَبْدِهِ.

کھاؤ، پیو، پہنو اور صدقہ دو، اسراف نہ کرو، بخل نہ کرو کیونکہ خدا اسے دوست رکھتا ہے کہ وہ اپنے بندے میں اپنی نعمت کا اثر دیکھے۔[2]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

.....مَنْ بَرِيءَ مِنَ الْبُخْلِ نَالَ الشَّرَفَ.....

.....جو شخص بخل سے پرہیز کرتا ہے اسے شرف حاصل ہوتا ہے.....۔[3]

بخل کا نقصان:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

لَيْسَتْ لِبَخِيلٍ رَاحَةٌ.

بخیل شخص کو آرام و سکون نہیں ملتا۔[4]

حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا:

جُودُ الرَّجُلِ يُحَبِّبُهُ إِلَى أَضْدَادِهِ وَ بُخْلُهُ يُبَغِّضُهُ إِلَى أَوْلَادِهِ.

لوگوں کو عطا کرنے کی صفت اس کو دشمن کا بھی محبوب بناتی ہے۔ جو آدمی بخیل ہوتا ہے اس کا بخل اسے اپنی اولاد کا مبغوض بناتا ہے۔[5]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ مَنَعَ مَالَهُ مِنَ الْأَخْيَارِ اخْتِيَاراً صَرَفَ اللهُ مَالَهُ إِلَى الْأَشْرَارِ اضْطِرَاراً.

جو آدمی بخیل ہو اور مال کو نیک افراد میں تقسیم نہ کرے تو ایسے شخص کا مال شریر لوگ کھانے کیلئے مضطر ہوتے ہیں۔[6]

---

[1] نزہۃ الناظر وتنبیہ الخاطر/ ۱۴۴/ المع من کلام الامام ابی محمد الحسن بن علی العسکری علیہما السلام

[2] بحار الانوار (ط- بیروت)/ ج ۷۰/ ۲۰۷/ باب ۱۳۰ الکبر..... ص:۱۷۹

[3] تحف العقول/ النص/ ۳۱۶/ ومن کلامہ ع سماہ بعض الشیعۃ نثر الدرر..... ص:۳۱۵

[4] من لایحضرہ الفقیہ/ ج ۴/ ۳۹۴/ ومن الفاظ رسول اللہ ص الموجزۃ التی لم یسبق الیہا..... ص:۳۷۶

[5] تصنیف غرر الحکم ودرر الکلم/ ۳۷۸/ یزرع المحبۃ..... ص:۳۷۸

[6] جامع الاخبار (للشعیری)/ ۱۷۸/ الفصل الحادی والاربعون والمائۃ فی النوادر وہو آخر الکتاب

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

فَاِذَا ..... بَخِلَ الْغَنِیُّ بِفَضْلِهِ ..... رَجَعَتِ الدُّنْیَا عَلَی تُرَاثِهَا قَهْقَرَی.

غربت و پسماندگی کے عوامل میں سے ایک عامل ثروت مند افراد کا بخل ہے۔ [1]

بخل کا انجام:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اَلْبَخِیلُ بَعِیدٌ مِنَ اللهِ بَعِیدٌ مِنَ النَّاسِ بَعِیدٌ مِنَ الْجَنَّةِ وَ قَرِیبٌ مِنَ النَّارِ.

بخیل شخص؛ خدا، جنت اور لوگوں سے دور جبکہ جہنم کی آگ کے قریب ہوتا ہے۔ [2]

پھر فرمایا:

لَا یَدْخُلُ الْجَنَّةَ ..... وَلَا بَخِیلٌ

بخیل آدمی جنت میں داخل نہیں ہوگا۔ [3]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

اَیُّمَا مُؤْمِنٍ کَانَتْ لَهُ دَارٌ فَاحْتَاجَ مُؤْمِنٌ اِلَی سُکْنَاهَا فَمَنَعَهُ اِیَّاهَا قَالَ اللهُ عَزَّ وَ جَلَّ مَلَائِکَتِی بَخِلَ عَبْدِی عَلَی عَبْدِی بِسُکْنَی الدُّنْیَا وَ عِزَّتِی وَ جَلَالِی لَا یَسْکُنُ جِنَانِی اَبَداً.

اگر کسی مومن کے پاس اضافی گھر ہو اور دوسرے مومن کو اس کی ضرورت ہو اور وہ نہ دے۔ خدا فرماتا ہے: اے میرے فرشتو! جس نے میرے بندے کو گھر دینے میں بخل کیا (اسے بتا دو) مجھے اپنی عزت و جلالت کی قسم! وہ ہرگز جنت میں داخل نہیں ہوگا۔ [4]

بخیل افراد سے پرہیز:

امام سجاد علیہ السلام نے فرمایا:

یَا بُنَیَّ ..... وَ اِیَّاكَ وَ مُصَاحَبَةَ الْبَخِیلِ فَاِنَّهُ یَخْذُلُكَ فِی مَالِهِ اَحْوَجَ مَا تَکُونُ اِلَیْهِ.

اے بیٹے! بخیل کی صحبت سے پرہیز کرو کہ وہ تجھے شدید ترین ضرورت کے وقت بھی تیری ضرورت کو پورا نہیں کرے گا اور اس وقت تجھے ذلیل کرے گا۔ [5]

---

[1] روضۃ الواعظین وبصیرۃ المتعظین (ط-القدیمۃ)/ ج۱/ ۶/ باب الکلام فی ماہیۃ العلوم وفضلہا..... ص:۵

[2] مصباح الشریعۃ/ ۸۳/ الباب السابع والثلاثون فی السخاء

[3] مجموعۃ ورام/ ج۱/ ۱۹۸/ بیان ذم الکبر..... ص:۱۹۷

[4] المحاسن/ ج۱/ ۱۰۱/ ۳۶ عقاب من منع مؤمنا سکنی دارہ..... ص:۱۰۱

[5] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۲/ ۳۷۷/ باب مجالسۃ اہل المعاصی..... ص:۳۷۴

(۲) اسراف کا خرچ

اسراف کے موارد:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

اِنَّمَا الْاِسْرَافُ فِیمَا اَفْسَدَ الْمَالَ وَ اَضَرَّ بِالْبَدَنِ.

اسراف یہ ہے کہ مال کے لئے باعث فساد اور بدن کے لئے نقصان دہ ہو۔[۱]

نیز فرمایا:

لَیْسَ فِیمَا اَصْلَحَ الْبَدَنَ اِسْرَافٌ.

جو چیز بدن کے لئے مفید ہے وہ اسراف نہیں ہے۔[۲]

اور فرمایا:

مَنْ عَدَا ذٰلِكَ كَانَ عَلَیْهِ حَرَاماً ثُمَّ قَالَ وَلا تُسْرِفُوا * اِنَّ اللهَ لا یُحِبُّ الْمُسْرِفِینَ.

اعتدال و میانہ روی سے بڑھ کر خرچ کرنا اسراف ہے۔ اسراف نہ کرو کیونکہ خدا اسراف کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا۔[۳]

جو آدمی کھانے، پینے، لباس، ہمبستری، سواری، اقتصاد میں میانہ روی کی رعایت نہیں کرتا، اس کا حاصل کردہ حلال فائدہ بھی حرام میں خرچ ہوگا۔[۴]

اسراف کی ممانعت:

قرآن میں خداوند قدوس نے زیادہ خرچ کرنے سے منع فرمایا:

یٰبَنِیْۤ اٰدَمَ خُذُوْا زِیْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَّ كُلُوْا وَ اشْرَبُوْا وَ لَا تُسْرِفُوْا ۚ اِنَّهٗ لَا یُحِبُّ الْمُسْرِفِیْنَ ۚ﴿۳۱﴾

اولادِ آدمؑ ہر نماز کے وقت بن سنور کے نکھر جایا کرو اور کھاؤ اور پیو اور فضول خرچی نہ کرو۔ (کیونکہ) خدا فضول خرچی

---

[۱] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۴/ ۵۴/ باب فضل القصد..... ص: ۵۲

[۲] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۴/ ۵۴/ باب فضل القصد..... ص: ۵۲

[۳] تفسیر العیاشی/ ج ۲/ ۱۳/ [سورۃ الاعراف (۷): آیۃ ۳۱]..... ص: ۱۲

[۴] .....لٰكِنَّ الْمَالَ مَالُ اللهِ یَضَعُهُ عِنْدَ الرَّجُلِ وَدَائِعَ وَ جَوَّزَ لَهُمْ اَنْ یَأْكُلُوا قَصْداً وَ یَشْرَبُوا قَصْداً وَ یَلْبَسُوا قَصْداً وَ یَنْكَحُوا قَصْداً وَ یَرْكَبُوا قَصْداً ..... فَمَنْ فَعَلَ ذٰلِكَ كَانَ مَا یَأْكُلُ حَلَالًا وَ یَشْرَبُ حَلَالًا وَ یَرْكَبُ حَلَالًا وَ یَنْكِحُ حَلَالًا وَ مَنْ عَدَا ذٰلِكَ كَانَ عَلَیْهِ حَرَاماً. (تفسیر العیاشی/ ج ۲/ ۱۳/ [سورۃ الاعراف (۷): آیۃ ۳۱]..... ص: ۱۲)

کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا۔[1]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

كُلُوا وَ اشْرَبُوا وَ الْبَسُوا وَ تَصَدَّقُوا فِي غَيْرِ سَرَفٍ.....

کھاؤ پیو، پہنو، صدقہ دو لیکن اسراف نہ کرو۔[2]

نیز فرمایا:

شِرَارُ أُمَّتِي الَّذِينَ غُذُّوا بِالنَّعِيمِ وَ نَبَتَتْ عَلَيْهِ أَجْسَامُهُمْ.

میری امت کے بدترین افراد وہ اسراف کرنے والے ہیں کہ ان کا جسم اسراف سے پر ہے۔[3]

جب امام رضا علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ خانوادہ پر خرچ کرنا کیسا ہے تو آپؑ نے فرمایا:

بَلَى يَرْحَمُكَ اللهُ أَمَا تَعْرِفُ أَنَّ اللهَ عَزَّ وَ جَلَّ كَرِهَ الْإِسْرَافَ وَ كَرِهَ الْإِقْتَارَ فَقَالَ وَ الَّذِينَ إِذا أَنْفَقُوا لَمْ يُسْرِفُوا وَ لَمْ يَقْتُرُوا وَ كانَ بَيْنَ ذلِكَ قَواماً.

بہت اچھا ہے لیکن اپنے اہل خانہ کے اخراجات میں اسراف نہ کرو۔ خدا اسراف کو پسند نہیں کرتا کیونکہ وہ ارشاد فرماتا ہے: اور وہ لوگ کہ جب خرچ کرتے ہیں تو نہ فضول خرچی کرتے ہیں اور نہ تنگی کرتے ہیں اور ان کا خرچ اس کے درمیان اوسط درجہ کا رہتا ہے۔[4]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

إِنَّ السَّرَفَ أَمْرٌ يُبْغِضُهُ اللهُ حَتَّى طَرْحَكَ النَّوَاةَ فَإِنَّهَا تَصْلُحُ لِلشَّيْءِ وَ حَتَّى صَبَّكَ فَضْلَ شَرَابِكَ.

خدا اسراف کو دشمن رکھتا ہے۔ اگرچہ کھجور کی گٹھلی ہی کیوں نہ ہو۔ جو کسی چیز کے لئے مفید ہو۔ حتیٰ کہ باقی بچا ہوا پانی بھی دور پھینکنا اسراف ہے۔[5]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

إِذَا سَقَطَتْ لُقْمَةُ أَحَدِكُمْ فَلْيُمِطْ مَا أَصَابَهَا مِنْ أَذًى وَ لْيَأْكُلْهَا وَ لَا يَدَعْهَا لِلشَّيْطَانِ.....

جب تمہارا لقمہ گر جائے تو اسے صاف کر کے کھالو اور شیطان کے لئے نہ چھوڑ دو.....۔[6]

---

[1] سورۂ اعراف: ۳۱

[2] بحار الانوار (ط-بیروت)/ ج ۷۰/ ۲۰۷/ باب ۱۳۰ الکبر..... ص: ۱۷۹

[3] مجموعۃ ورام/ ج ۱/ ۱۷۸/ بیان ذم الغنی و مدح الفقر..... ص: ۱۷۵

[4] الخصال/ ج ۱/ ۵۵/ تحجب النفقۃ علی العیال بین المکروہین..... ص: ۵۴

[5] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۴/ ۵۲/ باب فضل القصد..... ص: ۵۲

[6] الجامع الصغیر، ج ۱، ص ۱۵۰

اسراف کی نشانیاں

اسراف کرنے والے آدمی کی نشانی:

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

لِلْمُسْرِفِ ثَلَاثُ عَلَامَاتٍ يَأْكُلُ مَا لَيْسَ لَهُ وَيَلْبَسُ مَا لَيْسَ لَهُ وَيَشْتَرِي مَا لَيْسَ لَهُ.

اسراف کرنے والے شخص کی تین نشانیاں ہیں: وہ چیز کھاتا ہے جو اس کے لئے نہیں ہوتی، وہ لباس پہنتا ہے جو اس کے لئے نہیں ہوتا اور وہ چیز خریدتا ہے جو اس کے لئے نہیں ہوتی۔ [1]

اسراف کے موارد:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

السَّرَفُ فِي ثَلَاثٍ ابْتِذَالُكَ ثَوْبَ صَوْنِكَ وَ إِلْقَاؤُكَ النَّوَى بِيَمِيناً وَ شِمَالًا وَ إِهْرَاقُكَ فَضْلَةَ الْمَاءِ وَ قَالَ لَيْسَ فِي الطَّعَامِ سَرَفٌ.

اسراف کی تین علامات ہیں، مہمانی میں پرانا لباس پہننا، آبروداری، کھجور کی گٹھلی کو دور پھینکنا، بچا ہوا پانی انڈیل دینا۔

آپ نے فرمایا: خوارک میں اسراف نہیں ہے۔ [2]

کم ترین اسراف کی نشانی:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

أَدْنَى الْإِسْرَافِ هِرَاقَةُ فَضْلِ الْإِنَاءِ وَ ابْتِذَالُ ثَوْبِ الصَّوْنِ وَ إِلْقَاءُ النَّوَى.

کم سے کم اسراف یہ ہے کہ باقی ماندہ پانی کو پھینک دینا، لباس کا بے جا استعمال اور کھجور کی گٹھلی کو پھینکنا۔ [3]

اسراف کا نقصان

فقر اور روزی سے محروم ہونا:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

وَمَنْ بَذَّرَ حَرَمَهُ اللهُ.

جو شخص بھی اسراف کرتا ہے خدا اسے روزی سے محروم کر دیتا ہے۔ [4]

---

[1] الخصال/ ج۱/ ۹۸/ للمسرف ثلاث علامات..... ص:۹۷

[2] الخصال/ ج۱/ ۹۳/ السرف فی ثلاث..... ص:۹۳

[3] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۶/ ۴۶۰/ باب لبس الخلقان..... ص:۴۶۰

[4] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۲/ ۱۲۲/ باب التواضع..... ص:۱۲۱

اسی طرح فرمایا:

مَنْ بَذَّرَ اَفْقَرَهُ اللّٰهُ.

جو شخص اسراف کرے خدا اسے فقر میں مبتلا کر دیتا ہے۔[1]

خودسازی کی ممانعت:

یہاں خودسازی سے مراد بلاوجہ و بلامقصد تن سازی ہے کہ جس میں انسان اپنی ذات کے علاوہ سب کچھ بھول جاتا ہے یہاں تک کہ بعض اوقات یہ تن سازی انسان کے لئے نشہ کی شکل اختیار کر جاتی ہے۔

حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا:

وَيْحَ الْمُسْرِفِ مَا اَبْعَدَهُ عَنْ صَلَاحِ نَفْسِهِ وَ اسْتِدْرَاكِ اَمْرِهِ.

(اپنے جسم پر) اسراف کرنے والے پر افسوس کہ وہ اپنی اصلاح سے دور ہے اور اپنے کام کا جبران بھی نہیں کر سکتا۔[2]

دعا کی قبولیت میں رکاوٹ:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

اَرْبَعَةٌ لَا تُسْتَجَابُ لَهُمْ دَعْوَةٌ..... وَ رَجُلٌ كَانَ لَهُ مَالٌ فَاَفْسَدَهُ فَيَقُولُ اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنِي.....

چار افراد جن کی دعا قبول نہیں..... وہ جو مال کو تباہ کرتا ہے، پھر دعا مانگتا ہے خدایا مجھے رزق عطا فرما۔[3]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اِنَّ اَصْنَافاً مِنْ اُمَّتِي لَا يُسْتَجَابُ لَهُمْ دُعَاؤُهُمْ ..... وَ رَجُلٌ رَزَقَهُ اللّٰهُ مَالًا كَثِيراً فَاَنْفَقَهُ ثُمَّ اَقْبَلَ يَدْعُو يَا رَبِّ ارْزُقْنِي فَيَقُولُ اللّٰهُ عَزَّ وَ جَلَّ اَلَمْ اَرْزُقْكَ رِزْقاً وَاسِعاً فَهَلَّا اقْتَصَدْتَ فِيهِ كَمَا اَمَرْتُكَ وَ لِمَ تُسْرِفُ وَ قَدْ نَهَيْتُكَ عَنِ الْاِسْرَافِ.....

خداوند عالم میری امت کے کچھ گروہوں کی دعا قبول نہیں کرتا..... ان میں سے ایک وہ ہے جسے خدا نے نعمتوں سے مالا مال کیا ہو اور وہ سب کا سب انفاق کرتا ہو پھر خدا سے اگر روزی طلب کرتا ہے اور کہے: خدایا! مجھے روزی عطا فرما۔ خدا فرماتا ہے کیا تجھے میں نے کافی رزق نہیں دیا تھا؟ جس طرح کا میں نے حکم دیا تو نے کیوں اس پر عمل نہیں کیا؟ تو نے کیوں اسراف کیا؟ حالانکہ میں نے تجھے اسراف سے منع کیا تھا.....۔[4]

خسارے کا خرچ:

ابو مخنف ازدی کہتا ہے:

---

[1] مجموعۃ ورام/ ج۱/ ۱۶۷/ علاج الحرص والطمع والدواء الذی یکتسب بہ صفۃ القناعۃ..... ص:۱۶۶

[2] غرر الحکم ودرر الکلم/ ۲۷۷/ ۳۱..... ص:۲۷۷

[3] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۲/ ۵۱۱/ باب من لا تستجاب دعوتہ..... ص:۵۱۰

[4] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۵/ ۶۷/ باب دخول الصوفیۃ علی ابی عبداللہ ع واحتجاجہم علیہ فیما ینہون الناس عنہ من طلب الرزق..... ص:۶۵

اَتَی اَمِیرَ الْمُؤْمِنِینَ صَلَوَاتُ اللهِ عَلَیْهِ رَهْطٌ مِنَ الشِّیعَةِ فَقَالُوا یَا اَمِیرَ الْمُؤْمِنِینَ لَوْ اَخْرَجْتَ هَذِهِ الْاَمْوَالَ فَفَرَّقْتَهَا فِی هَؤُلَاءِ الرُّؤَسَاءِ وَ الْاَشْرَافِ وَ فَضَّلْتَهُمْ عَلَیْنَا حَتَّی اِذَا اسْتَوْسَقَتِ الْاُمُورُ عُدْتَ اِلَی اَفْضَلِ مَا عَوَّدَكَ اللهُ مِنَ الْقَسْمِ بِالسَّوِیَّةِ وَ الْعَدْلِ فِی الرَّعِیَّةِ فَقَالَ اَمِیرُ الْمُؤْمِنِینَ ﷺ اَتَاْمُرُونِّی وَیْحَكُمْ اَنْ اَطْلُبَ النَّصْرَ بِالظُّلْمِ وَ الْجَوْرِ فِیمَنْ وُلِّیتُ عَلَیْهِ مِنْ اَهْلِ الْاِسْلَامِ لَا وَ اللهِ لَا یَكُونُ ذَلِكَ مَا سَمَرَ السَّمِیرُ وَ مَا رَاَیْتُ فِی السَّمَاءِ نَجْماً وَ اللهِ لَوْ كَانَتْ اَمْوَالُهُمْ مَالِی لَسَاوَیْتُ بَیْنَهُمْ فَكَیْفَ وَ اِنَّمَا هِیَ اَمْوَالُهُمْ قَالَ ثُمَّ اَزَمَ سَاكِتاً طَوِیلًا ثُمَّ رَفَعَ رَاْسَهُ فَقَالَ مَنْ كَانَ فِیكُمْ لَهُ مَالٌ فَاِیَّاهُ وَ الْفَسَادَ فَاِنَّ اِعْطَاءَهُ فِی غَیْرِ حَقِّهِ تَبْذِیرٌ وَ اِسْرَافٌ وَ هُوَ یَرْفَعُ ذِكْرَ صَاحِبِهِ فِی النَّاسِ وَ یَضَعُهُ عِنْدَ اللهِ وَ لَمْ یَضَعِ امْرُؤٌ مَالَهُ فِی غَیْرِ حَقِّهِ وَ عِنْدَ غَیْرِ اَهْلِهِ اِلَّا حَرَمَهُ اللهُ شُكْرَهُمْ وَ كَانَ لِغَیْرِهِ وُدُّهُمْ فَاِنْ بَقِیَ مَعَهُ مِنْهُمْ بَقِیَّةٌ ثُمَّ یُظْهِرُ الشُّكْرَ لَهُ وَ یُرِیهِ النُّصْحَ فَاِنَّمَا ذَلِكَ مَلَقٌ مِنْهُ وَ كَذِبٌ فَاِنْ زَلَّتْ بِصَاحِبِهِمُ النَّعْلُ ثُمَّ احْتَاجَ اِلَی مَعُونَتِهِمْ وَ مُكَافَاَتِهِمْ فَاَلْاَمُ خَلِیلٍ وَ شَرُّ خَدِینٍ وَ لَمْ یَضَعِ امْرُؤٌ مَالَهُ فِی غَیْرِ حَقِّهِ وَ عِنْدَ غَیْرِ اَهْلِهِ اِلَّا لَمْ یَكُنْ لَهُ مِنَ الْحَظِّ فِیمَا اُتِیَ اِلَّا مَحْمَدَةُ اللِّئَامِ وَ ثَنَاءُ الْاَشْرَارِ مَا دَامَ عَلَیْهِ مُنْعِماً مُفْضِلًا وَ مَقَالَةُ الْجَاهِلِ مَا اَجْوَدَهُ وَ هُوَ عِنْدَ اللهِ بَخِیلٌ فَاَیُّ حَظٍّ اَبْوَرُ وَ اَخْسَرُ مِنْ هَذَا الْحَظِّ.....

شیعوں کا ایک گروہ حضرت علی علیہ السلام کی خدمت میں آیا اور کہنے لگا: اے امیر المومنین! اے کاش کہ آپ اس بیت المال کو لے لیتے اور قبیلے کے سرداروں اور اشراف افراد میں تقسیم کر دیتے اور ان کو ہم پر برتری دے دیتے۔ پھر مال کی لوگوں میں عادلانہ تقسیم واپس آجاتی۔

حضرت نے فرمایا: وائے ہو تم پر! کیا تم مجھے حکم دیتے ہو کہ نصرت کے بدلے ظلم کروں، ان پر کہ جو میری ولایت رکھتے ہیں؟ نہ! خدا کی قسم! جب تک (زندگی کے) دن باقی ہے، آسمان میں ستارے دیکھتا ہوں ہرگز ایسا نہیں کروں گا۔

خدا کی قسم! اگر یہ مال میرا ہوتا تو حتماً مسلمانوں کے درمیان مساوی تقسیم کرتا، جبکہ یہ مال مسلمانوں کا ہے۔

پھر آپ نے جلدی سے سر اٹھایا اور فرمایا: جو آدمی تم میں سے مال رکھتا ہے اس کو تباہ ہونے سے بچاؤ اور بے جا عطا اسراف ہے۔ جس سے لوگوں میں عظمت و بلندی حاصل ہوتی ہے اور خدا کے نزدیک وہ ذلیل ہوتا ہے ہرگز کوئی آدمی بے جا خرچ نہ کرے اور نا اہل آدمی پر بھی خرچ نہ کرے۔ مگر یہ کہ خدا نے ان کو شکر گزاری سے محروم رکھا ہو اور ان کی دوستی دوسروں کے لئے ہے اگر ان میں سے کوئی باقی ہے کہ جس کے لئے قدردانی کرے۔ یہ کام قطعاً چاپلوسی اور جھوٹ ہے اس کی نشانی یہ ہے کہ اگر اس کے پاؤں میں لغزش آجائے اور اسے ان کی مدد کی ضرورت پڑے۔ وہ بدترین اور پست ترین دوست ہے کوئی آدمی بے جا خرچ نہ کرے اور نا اہل پر خرچ نہ کرے سوائے اس کے کہ پست لوگ اس کی تعریف کریں گے اور وہ بھی اس وقت کہ جب وہ ان پر خرچ کرے۔ سخن نادانی یہ ہے کہ وہ کتنا بخشش کرنے والا ہے حالانکہ وہ خدا کے نزدیک بخیل ہے پس یہ

کتنا خسارے والا حصہ ہے۔[1]

اسراف سے پرہیز:

حضرت امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

اَلْمُؤْمِنُ.....وَلَا یُسْرِفُ.....

مومن (کی ایک نشانی یہ ہے کہ وہ) اسراف سے پرہیز کرتا ہے۔[2]

حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا:

اِذَا اَرَادَ اللّٰہُ بِعَبْدٍ خَیْراً .....وَجَنَّبَہُ سُوءَ التَّدْبِیرِ وَ الْاِسْرَافَ.

جب خدا کسی سے نیکی کا ارادہ کرتا ہے تو.....اسے بری تدبیر اور اسراف سے دور رکھتا ہے۔[3]

نیز فرمایا:

مِنْ اَشْرَفِ الشَّرَفِ الْکَفُّ عَنِ التَّبْذِیرِ وَ السَّرَفِ.

شرف اور شخصیت اس میں ہے کہ وہ بری تدبیر اور چیزوں کو ضائع کرنے سے بچے۔[4]

امام کاظم علیہ السلام نے فرمایا:

.....قَدْ اَنْفَقُوھَا فِی طَاعَۃِ اللّٰہِ مِنْ غَیْرِ اِسْرَافٍ.

.....زندگی کا خرچ خدا کی اطاعت کے مطابق ہو اور اسراف سے پرہیز ہو۔[5]

(۳) معیشت میں اعتدال:

تعلیمات آسمانی میں پیداوار، اعتدال وقناعت کی تاکید کی گئی ہے بہت سی آیات وروایات اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں۔ اچھی زندگی آدمی کی فضول خرچی میں نہیں بلکہ بے نیازی میں ہے اور دوسروں سے بے نیاز رہنا۔ جو شخص اپنے دنیاوی تعلقات کو چھوڑ کر بے نیاز ہو جائے تو اس کی زندگی آسان ہوگی۔[6]

کچھ لوگ زندگی میں اضافی چیزوں سے پرہیز کرتے ہیں لیکن بعض افراد اپنی زندگی کے برعکس گزارتے ہیں۔

---

[1] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۴/ ۳۱/ باب وضع المعروف موضعہ..... ص:۳۰

[2] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۲/ ۲۳۱/ باب المؤمن وعلاماتہ وصفاتہ..... ص:۲۳۶

[3] غرر الحکم ودرر الکلم/ ۲۹۱/ ۱۶۴..... ص:۲۹۱

[4] غرر الحکم ودرر الکلم/ ۶۸۰/ ۱۳۸..... ص:۶۸۰

[5] عوالی اللئالی العزیزیۃ فی الاحادیث الدینیۃ/ ج۳/ ۱۲۱/ باب الزکاۃ..... ص:۱۱۳

[6] اَسْتِغْنَاؤُکَ عَنِ الشَّیْءِ خَیْرٌ مِنَ اسْتِغْنَائِکَ بِہِ. (سفینۃ البحار/ ج۷/ ۳۷۵/ فضل القناعۃ..... ص:۳۷۴)

اعتدال کی سفارش:

امام رضا علیہ السلام سے روایت ہے کہ

لَا تَبْنُوا مَا لَا تَسْكُنُونَ وَ لَا تَجْمَعُوا مَا لَا تَأْكُلُونَ وَ اتَّقُوا اللهَ الَّذِي إِلَيْهِ تُرْجَعُونَ.

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مومنین کے ایک گروہ سے فرمایا کہ جس گھر میں تم نہیں رہنا چاہتے اسے کیوں بناتے ہو اور جو نہیں کھانا اسے جمع نہ کرو اس خدا سے ڈرو جس کی طرف پلٹ کر جانا ہے۔[1]

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

.....اقْتَصِدْ يَا بُنَيَّ فِي مَعِيشَتِكَ وَ اقْتَصِدْ فِي عِبَادَتِكَ.

.....اے بیٹے! معیشت اور عبادت میں میانہ روی اختیار کرو۔[2]

امام سجاد علیہ السلام نے فرمایا:

كَانَ آخِرُ مَا أَوْصَى بِهِ الْخَضِرُ مُوسَى بْنَ عِمْرَانَ عليه السلام أَنْ قَالَ ..... أَحَبُّ الْأُمُورِ إِلَى اللهِ عَزَّ وَ جَلَّ ثَلَاثَةٌ الْقَصْدُ فِي الْجِدَةِ

حضرت خضر علیہ السلام نے موسیٰ بن عمران علیہ السلام کو یہ وصیت فرمائی کہ.....خدا کے نزدیک محبوب ترین کام ثروت مندی میں میانہ روی ہے۔[3]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

الِاقْتِصَادُ فِي النَّفَقَةِ نِصْفُ الْمَعِيشَةِ.

نفقہ میں میانہ روی اور زندگی کا خرچ آدھی معیشت ہے۔[4]

ایک روایت میں ہے:

سَمِعْتُ رَجُلًا يَقُولُ لِأَبِي عَبْدِ اللهِ عليه السلام: بَلَغَنِي أَنَّ الِاقْتِصَادَ وَ التَّدْبِيرَ فِي الْمَعِيشَةِ نِصْفُ الْكَسْبِ. فَقَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ عليه السلام: لَا، بَلْ هُوَ الْكَسْبُ كُلُّهُ، وَ مِنَ الدِّينِ التَّدْبِيرُ فِي الْمَعِيشَةِ.

ایک آدمی نے امام سجاد علیہ السلام سے عرض کیا: میں نے سنا ہے کہ میانہ روی تدبیر معیشت میں آدھا کسب ہے؟ آپ نے فرمایا: نہ یہ صرف یہ بلکہ سب کا سب کسب ہے اور معیشت میں تدبیر دین کا جز ہے۔[5]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

---

[1] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۲/ ۴۸/ باب خصال المؤمن..... ص:۴۷

[2] الامالی (للمفید)/ النص/ ۲۲۲/ المجلس السادس والعشرون

[3] الخصال/ ج۱/ ۱۱۱/ احب الامور الی اللہ ثلاثۃ..... ص:۱۱۱

[4] منیۃ المرید/ ۲۵۸/ ۳۱-ان یغتنم سؤالہ عند طیب نفسہ وفراغہ..... ص:۲۵۸

[5] الامالی (للطوسی)/ النص/ ۶۷۰/ [36] مجلس یوم الجمعۃ سلخ رجب-عظم اللہ برکتہ-سنۃ سبع وخمسین واربعمائۃ

الْمَالُ مَالُ اللهِ يَضَعُهُ عِنْدَ الرَّجُلِ وَدَائِعَ، وَ جَوَّزَ لَهُمْ اَنْ يَأْكُلُوا قَصْداً، وَ يَشْرَبُوا قَصْداً، وَ يَنْكِحُوا قَصْداً، وَيَرْكَبُوا قَصْداً.

خدا نے اموال کو لوگوں کے پاس امانت رکھا ہے، لوگوں کو اجازت ہے کہ وہ میانہ روی سے کھائیں، پئیں، پہنیں، جماع کریں اور سواری سے فائدہ اٹھائیں۔[1]

نیز فرمایا:

لِيَكُنْ طَلَبُكَ الْمَعِيشَةَ فَوْقَ كَسْبِ الْمُضَيِّعِ وَ دُونَ طَلَبِ الْحَرِيصِ الرَّاضِي بِدُنْيَاهُ الْمُطْمَئِنِّ اِلَيْهَا وَ لَكِنْ اَنْزِلْ نَفْسَكَ مِنْ ذَلِكَ بِمَنْزِلَةِ النَّصَفِ الْمُتَعَفِّفِ.

یعنی طلب روزی میں اس طرح سستی نہ کرو کہ عمر کو تباہ کر بیٹھو اور نہ اتنا حریص بنو کہ دنیا پر مطمئن ہو جاؤ بلکہ زندگی میں اعتدال سے کام لے۔[2]

امام رضا علیہ السلام نے فرمایا:

وَ لْيَكُنْ نَفَقَتُكَ عَلَى نَفْسِكَ وَ عَلَى عِيَالِكَ قَصْداً.

اپنے اور اہل خانہ کے خرچ میں میانہ روی ہونی چاہیے۔[3]

اعتدال کے بعض آثار

رزق الٰہی:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنِ اقْتَصَدَ فِي مَعِيشَتِهِ رَزَقَهُ اللهُ وَ مَنْ بَذَّرَ حَرَمَهُ اللهُ.

جو آدمی معیشت میں میانہ روی کرتا ہے خدا اسے روزی عطا کرتا ہے اور جو آدمی اسراف کرتا ہے خدا اسے اس سے محروم کر دیتا ہے۔[4]

فقر سے میانہ روی:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَا عَالَ مَنِ اقْتَصَدَ.

---

[1] وسائل الشیعۃ/ ج۱۱ / ۵۰۰ / ۲۳-باب کراہۃ المغالاۃ فی اثمان الابل وسائر الدواب..... ص:۴۹۹

[2] تہذیب الاحکام (تحقیق خرسان)/ ج۶ / ۳۲۲ / 93-باب المکاسب..... ص:۳۲۱

[3] الفقہ المنسوب الی الامام الرضا علیہ السلام/ ۲۵۵ / ۳۷باب النفقۃ والمآکل والمشارب والطعام

[4] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۲ / ۱۲۲ / باب التواضع..... ص:۱۲۱

جو شخص اعتدال سے کام لے وہ فقیر نہیں ہوتا۔ [1]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

اِنَّ الْقَصْدَ یُورِثُ الْغِنَی.

میانہ روی بے نیازی کا سبب ہے۔ [2]

ابراہیم بن میمون کہتا ہے کہ میں نے امام صادق علیہ السلام سے سنا کہ آپ نے فرمایا:

ضَمِنْتُ لِمَنِ اقْتَصَدَ اَنْ لَا یَفْتَقِرَ.

اس شخص کے فقیر نہ ہونے کی ضمانت دیتا ہوں جو میانہ رو اور اعتدال پسند ہو۔ [3]

استجابت دعا:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

رَجُلٌ کَانَ لَهُ مَالٌ فَاَفْسَدَهُ فَیَقُولُ اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنِی فَیُقَالُ لَهُ اَلَمْ آمُرْكَ بِالاقْتِصَادِ.

جو اپنے مال کو تباہ کرتا ہے اور پھر کہتا ہے: خدایا! مجھے روزی دے، اس کی دعا قبول نہیں ہوتی اور اس سے کہا جاتا ہے کیا تجھے حکم نہیں دیا گیا تھا کہ اعتدال و میانہ روی سے کام لینا۔ [4]

کمال کی نشانی:

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

اَلْکَمَالُ کُلُّ الْکَمَالِ ..... وَ تَقْدِیرُ الْمَعِیشَةِ.

انسان کے کمال کی نشانی ..... معیشت میں تدبیر اور اندازہ گیری ہے۔ [5]

عذاب سے نجات:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

اتَّقِ اللهَ وَ لَا تُسْرِفْ وَ لَا تَقْتُرْ وَ کُنْ بَیْنَ ذٰلِكَ قَوَاماً اِنَّ التَّبْذِیرَ مِنَ الْاِسْرَافِ قَالَ اللهُ تَعَالَی وَ لَا تُبَذِّرْ تَبْذِیراً اِنَّ اللهَ تَعَالَی لَا یُعَذِّبُ عَلَی الْقَصْدِ.

تقویٰ الٰہی اختیار کرو اور نہ اسراف کرو اور نہ کنجوسی بلکہ ان دونوں کے درمیان پائیدار اور بہترین راستے کا انتخاب کرو

---

[1] نہج البلاغۃ (للصبحی صالح)/ ۴۹۴/ [۱۳۶] ۱۴۰..... ص: ۴۹۴

[2] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۴/ ۵۳/ باب فضل القصد..... ص: ۵۲

[3] الخصال/ ج ۱/ ۹/ مضمون لمن عمل خصلۃ ان لا یفتقر..... ص: ۹

[4] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۲/ ۵۱۱/ باب من لا تستجاب دعوتہ..... ص: ۵۱۰

[5] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۱/ ۳۲/ باب صفۃ العلم وفضلہ وفضل العلماء..... ص: ۳۲

کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ فضول خرچی مت کرو۔ یقیناً اللہ تعالیٰ کسی کو میانہ روی کے سبب سے عذاب نہ دے۔[1]

خرچ میں قناعت

قناعت بڑی ثروت ہے:

حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا:

مَنْ قَنِعَ بِمَا رَزَقَهُ اللهُ فَهُوَ مِنْ اَغْنَى النَّاسِ.

جو شخص اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے رزق پر قناعت کرتا ہے وہ لوگوں سے مستغنی ہو جاتا ہے۔[2]

حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا:

لَا كَنْزَ اَغْنَى مِنَ الْقُنُوعِ.

کوئی کنجی ایسی نہیں ہے جو قناعت سے زیادہ مستغنی کرنے والی ہو۔[3]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

اَلْغِنَى الْاَكْبَرُ الْقَنَاعَةُ بِمَا اُعْطِيَ.

انسان کے مستغنی ہونے کی جو سب سے بڑی دولت قناعت ہے۔[4]

قناعت کی سفارش:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

طُوبَى لِمَنْ هُدِيَ لِلْاِسْلَامِ وَ كَانَ عَيْشُهُ كَفَافاً وَ قَنِعَ.

خوش نصیب ہے وہ کہ جس نے دین اسلام سے ہدایت پائی، ضرورت کی چیزیں رکھتا ہے سادہ زندگی گزارتا ہے اور قناعت کرنے والا ہوتا ہے۔[5]

پھر فرمایا:

اِذَا اشْتَدَّ بِكَ الْجُوعُ فَعَلَيْكَ بِرَغِيفٍ وَ كُوزٍ مِنْ مَاءٍ.

جب تم پر بھوک کا غلبہ ہو تو روٹی اور پانی پر کفایت کرو۔[6]

---

[1] مستدرک الوسائل ومستنبط المسائل/ ج ۱۳ / ۵۱ / ۱۹- باب استحباب الاقتصاد وتقدیر المعیشۃ..... ص:۵۰

[2] تحف العقول/ النص/ ۷ / وصیۃ لامیر المؤمنین ع..... ص:۶

[3] الکافی (ط- الاسلامیۃ)/ ج ۸ / ۱۹ / خطبۃ لامیر المؤمنین ع وہی خطبۃ الوسیلۃ..... ص:۱۸

[4] تحف العقول/ النص/ ۳۱۸ / ومن کلامہ ع سماہ بعض الشیعۃ نثر الدرر..... ص:۳۱۵

[5] مستدرک الوسائل ومستنبط المسائل/ ج ۱۵ / ۲۳۱ / ۱۰- باب استحباب الرضی بالکفاف..... ص:۲۲۸

[6] مجموعۃ ورام/ ج ۱ / ۱۶۳ / بیان ذم الحرص والطمع ومدح القناعۃ والیاس ممافی ایدی الناس..... ص:۱۶۲

ابوذر کہتے ہیں:

اَوْصَانِي رَسُولُ اللهِ بِسَبْعٍ اَوْصَانِي اَنْ اَنْظُرَ اِلَى مَنْ هُوَ دُونِي وَ لَا اَنْظُرَ اِلَى مَنْ هُوَ فَوْقِي.

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے حکم دیا کہ اپنے سے نیچے طبقے پر نگاہ کروں اور اوپر کے طبقے کو نہ دیکھو۔ [1]

امام صادق علیہ السلام نے حمران بن اعین سے فرمایا:

يَا حُمْرَانُ انْظُرْ اِلَى مَنْ هُوَ دُونَكَ فِي الْمَقْدُرَةِ وَ لَا تَنْظُرْ اِلَى مَنْ هُوَ فَوْقَكَ فِي الْمَقْدُرَةِ فَاِنَّ ذَلِكَ اَنْفَعُ لَكَ مِمَّا قُسِمَ لَكَ وَ اَحْرَى اَنْ تَسْتَوْجِبَ الزِّيَادَةَ مِنْ رَبِّكَ.

اے حمران! اپنے سے غریب افراد کو دیکھو اور ثروت کو نہ دیکھ کیونکہ اس سے تجھ میں قناعت آئے گی اور خدا کی طرف سے روزی میں برکت ہوتی ہے۔ [2]

نیز فرمایا:

وَ اقْنَعْ بِمَا قَسَمَهُ اللهُ لَكَ وَ لَا تَنْظُرْ اِلَّا اِلَى مَا عِنْدَكَ وَ لَا تَتَمَنَّ مَا لَسْتَ تَنَالُهُ فَاِنَّ مَنْ قَنِعَ شَبِعَ وَ مَنْ لَمْ يَقْنَعْ لَمْ يَشْبَعْ.

اللہ تعالیٰ نے تمہیں جو کچھ دیا ہے اس پر قناعت کرو اور تمہاری نظر صرف تمہارے اپنے مال پر ہو جو چیز تمہیں نہیں ملنی اس کی آرزو نہ کرو کیونکہ جو قناعت کرتا ہے وہ سیر ہوتا ہے اور جو قناعت نہیں کرتا وہ سیر نہیں ہوتا۔ [3]

قناعت کے بعض آثار

نعمت کی بقا:

امام کاظم علیہ السلام نے فرمایا:

مَنِ اقْتَصَدَ وَ قَنِعَ بَقِيَتْ عَلَيْهِ النِّعْمَةُ.

جو آدمی قناعت اور میانہ روی اختیار کرتا ہے خدا اس کی روزی میں اضافہ کرتا ہے۔ [4]

بے نیازی:

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

اِنَّ اللهَ سُبْحَانَهُ وَضَعَ خَمْسَةً فِي خَمْسَةٍ ..... وَ الْغِنَى فِي الْقَنَاعَةِ.

---

[1] الخصال/ ج ۲/ ۳۴۵/ اوصی رسول اللہ ص اباذر بسبع ..... ص: ۳۴۵

[2] علل الشرائع/ ج ۲/ ۵۵۹/ ۳۵۲ باب العلۃ التی من اجلہا امر الانسان ان ینظر الی من ہو دونہ ولا ینظر الی من ہو فوقہ..... ص: ۵۵۹

[3] تحف العقول/ النص/ ۳۰۴/ وصیتہ ع لعبداللہ بن جندب..... ص: ۳۰۱

[4] تحف العقول/ النص/ ۴۰۳/ ومن حکمہ ع..... ص: ۴۰۳

خداوند سبحان نے پانچ چیزوں کو پانچ چیزوں میں قرار دیا ہے.....ثروت اور بے نیازی کو قناعت میں رکھا ہے۔[1]

آرام وسکون:

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

مَنِ اقْتَصَرَ عَلَى بُلْغَةِ الْكَفَافِ فَقَدِ انْتَظَمَ الرَّاحَةَ.

جو اندازے کے مطابق خرچ کرتا ہے وہ آرام وسکون سے رہتا ہے۔[2]

نیز فرمایا:

أَنْعَمُ النَّاسِ عَيْشاً مَنْ مَنَحَهُ اللهُ سُبْحَانَهُ الْقَنَاعَةَ

لوگوں میں سے پرسکون زندگی اس شخص کی ہے جسے اللہ تعالیٰ نے قناعت کی دولت عطا فرمائی ہے۔[3]

ایمان کی نشانی:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

يَنْبَغِي لِلْمُؤْمِنِ أَنْ يَكُونَ فِيهِ ثَمَانِي خِصَالٍ..... قَانِعاً بِمَا رَزَقَهُ اللهُ.

مومن میں آٹھ صفات ہونی چاہیے.....(ان میں سے ایک یہ ہے کہ) جو کچھ خدا نے دیا ہے اس پر قناعت کرے۔[4]

---

[1] ارشاد القلوب الی الصواب (للدیلمی)/ ج۱/ ۱۱۹/ الباب الرابع والثلاثون فی القناعۃ ومصلحتہا..... ص:۱۱۸

[2] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۸/ ۱۹/ خطبۃ لامیر المؤمنین ع وہی خطبۃ الوسیلۃ..... ص:۱۸

[3] غرر الحکم ودرر الکلم/ ۲۱۲/ ۴۶۹..... ص:۲۱۲

[4] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۲/ ۴۷/ باب خصال المؤمن..... ص:۴۷

چوتھا حصہ

انسان کا حیوان سے تعامل

انسانی زندگی میں حیوانات کے بیشمار آثار وفوائد ہیں۔ خداوند عالم نے حیوانات کی خلقت اور انسانوں کے ہاتھوں ان کو مسخر کرنے کو بہت ساری نعمتوں سے نوازا ہے۔

کئی صدیوں سے انسان چیزوں کے نقل وحمل اور سفر کرنے کے ساتھ ساتھ کھیتی باڑی کے لئے پالتو حیوانات سے اسفادہ کرتا آیا ہے۔

گوشت، کھال، اون، دودھ اور ان کے جسمانی فوائد ہمارے معاشرے کا ایک اہم ترین روایتی سرمایہ اور سند کے طور پر مارکیا جاتا ہے۔ انسان حیوانات کی نگہبانی، ان کی دیکھ بھال اور سیر وتفریح کے فوائد اٹھاتا آیا ہے۔ آج بھی ان نعمات الٰہی سے صحیح یا کبھی ظالمانہ انداز میں استفادہ کیا جاتا ہے۔

گلہ بانی، پرندوں کی پرورش، شہد کی مکھیوں کے ذریعے اپنی زندگی کی ضروریات کو پورا کرتا ہے اور حلال کماتا ہے جس سے دنیا میں کئی ملین خاندان اس طریقے سے اپنی ضروریات پوری کرتے ہیں۔ حیوانات کو علمی تجربات کے لئے بھی استعمال کیا جاتا ہے۔ اسی چڑیا گھر اور پرورش کے مراکز اور مختلف پالتو اور جنگلی حیوانات کی حفاظت کے ذریعے ہزاروں علمی باب کھلے ہیں اور اجتماعی ضروریات پوری ہوئی ہیں۔

علمی تحقیقات خلقت کے ذریعے اور انسانوں کے جسم پر تجربات اور ان کی فعالیت اور مختلف حیوانوں کی پیداوار سے انسان بہرہ مند ہوا ہے۔ آج بھی مختلف قسم کی چھلیوں اور دریائی حیوانات سے صفائی، علاج، علمی اور تحقیقی مراکز قائم ہیں۔

ریشم کے کیڑے کی پرورش کی جاتی ہے تاکہ اس سے لباس قالین جو کہ ایک قیمی ترین اقتصادی عامل کی روش شمار ہوتی ہے آج بھی انسانی معاشرے میں رائج ہے۔

قرآن کریم میں بعض سورتوں کے نام بعض حیوانات کے نام پر جیسے بقرہ، انعام، فیل، نحل، نمل اور عنکبوت وغیرہ جس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ جس سے انسانی زندگی کا حیوانات سے بہت قریبی رابطہ ہے۔

فقہ اسلامی میں بھی انسان کے لئے پالتو اور جنگلی حیوانات کے حقوق اور وظائف بیان ہوئے ہیں جس میں اس سے حرام اور حلال طریقے مشخص ہوئے ہیں۔

جانوروں کی زندگی کی تمام ضروریات کے احکام بیان ہوئے ہیں جن میں سے ان کو پانی دینا اور ان کی خوراک کا انتظام امل

ہے۔اس کے علاوہ حیوان پر ظلم بھی نہیں کرنا چاہئے بلکہ چار قسم کے حیوانات (گائے، بھیڑ، بکری اور اونٹ) کی زکوٰۃ کو ادا کرنا چاہئے۔حیوان کو ذبح کرتے وقت قبل رخ کرنا اور نام خدا لینے کے بارے فقہ اسلامی کے مختلف ابواب میں ان کے احکام بیان ہوئے ہیں۔

مفاتیح الحیات کے اس حصے میں کچھ فقہی واخلاقی وظائف آیات وروایت کی روشنی میں تین عناوین کے تحت بیان ہوں گے۔

(۱)حفاظت

(۲)استفادہ

(۳)حیوان کے حقوق

پہلی فصل:

حیوانات کی نگہداری

دین اسلام کی تعلیمات میں مصلحت ومفسدہ کو مدنظر رکھتے ہوئے۔اپنے گھروں میں بعض حیوانوں کو رکھنے کی اجازت ہے۔لیکن بعض جانوروں کے رکھنے کی نفی کی گئی ہے۔

البتہ گھر میں حیوان کو رکھنا زمان ومکان کے لحاظ سے فرق ہے۔صحت وسلامتی کے اصول کی رعایت کی جائے، کیونکہ جانوروں سے بیماریاں پیدا ہوتی ہیں۔اصلاً اگر کوئی آدمی حیوان رکھنا چاہتا ہے کہ وہ چار دیواری سے الگ اس کا انتظام کرے۔

بعض حیوانات رکھنے کی نصیحت:

بعض حیوانات کو گھر میں رکھنے کی اسلام نے اجازت دی ہے۔جیسے بھیڑ بکریاں، اونٹ، گھوڑا، بلی، پرندے، مرغ اور کبوتر وغیرہ۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَا مِنْ اَهْلِ بَيْتٍ عِنْدَهُمْ شَاةٌ اِلَّا وَ فِيْ بَيْتِهِمْ بَرَكَةٌ.

کوئی خاندان ایسا نہیں ہے جو گلہ بانی کرتا ہو مگر یہ کہ برکت اس کے شامل حال ہوتی ہے۔[1]

اسی طرح فرمایا:

اَلْاِبِلُ عِزٌّ لِاَهْلِهَا اَوِ الْغَنَمُ بَرَكَةٌ وَ الْخَيْرُ مَعْقُوْدٌ فِيْ نَوَاصِي الْخَيْلِ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ.

---

[1] الجامع الصغیر، ج۲، ص۵۰۹

اونٹ عزت کا باعث اور بھیڑ بکریاں برکت کا باعث ہوتی ہیں۔ گھوڑے کی پیشانی پر روز قیامت تک خیر و نیکی کی گرہ لگائی گئی ہے۔[1]

خاندان کے اقتصاد اور نقل و حمل میں قدیم زمانے سے ان تینوں حیوانات کا اہم کردار رہا ہے۔ آج بھی گوشت تمام دنیا کے لئے انہی حیونات سے حاصل کیا جاتا ہے اور بعض علاقوں میں گھوڑے اور اونٹ کو مال برداری کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔

امام رضا علیہ السلام فرماتے ہیں:

لَا يَنْبَغِي اَنْ يَخْلُوَ بَيْتُ اَحَدِكُمْ مِنْ ثَلَاثَةٍ وَ هُنَّ عُمَّارُ الْبَيْتِ الْهِرَّةُ وَ الْحَمَامُ وَ الدِّيكُ فَاِنْ كَانَ مَعَ الدِّيكِ اَنِيسَةٌ فَلَا بَأْسَ بِذَلِكَ لِمَنْ لَا يَقْدِرُ هَا.

یہ زیب نہیں دیتا کہ کوئی گھر تین چیزوں سے خالی ہو کیونکہ وہ تین چیزیں گھروں کے آباد ہونے کا موجب ہیں: بلی، کبوتر اور مرغا۔ اس میں کوئی حرج نہیں ہے کہ مرغے کے ساتھ مرغی بھی ہو۔[2]

حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا:

صِيَاحُ الدِّيكِ صَلَاتُهُ وَ ضَرْبُهُ بِجَنَاحِهِ رُكُوعُهُ وَ سُجُودُهُ.

مرغے کی بانگ اس کی نماز ہے اور اس کا پر پھڑ پھڑانا اس کے رکوع و سجود شمار ہوتے ہیں۔[3]

سحر کے وقت مرغے کی آواز مومنوں کو نماز شب کے بیدار کرنے کے لئے اذان اور قدیم سے لوگ عبادت اور باقی امور کے وقت کی پہچان اس کی اذان سے فائدہ اٹھاتے آئے ہیں۔

حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اَكْثِرُوا فِي بُيُوتِكُمُ الدُّيُوكَ فَاِنَّ اِبْلِيسَ لَا يَدْخُلُ بَيْتاً فِيهِ دِيكٌ اَفْرَقُ: وَ قَالَ ص: اِذَا صَاحَ الدِّيكُ فِي السَّحَرِ نَادَى مُنَادٍ مِنَ الْجِنَانِ اَيْنَ الْخَاشِعُونَ الذَّاكِرُونَ الرَّاكِعُونَ السَّاجِدُونَ السَّائِحُونَ الْمُسْتَغْفِرُونَ فَاَوَّلُ مَنْ يَسْمَعُ ذَلِكَ مَلَكٌ مِنْ مَلَائِكَةِ السَّمَوَاتِ عَلَى صُورَةِ الدِّيكِ.

اپنے گھروں میں مرغ پالو کیونکہ جس گھر میں تاجدار مرغا موجود ہو شیطان نہیں آتا۔

نیز فرمایا:

جب مرغا سحر کے وقت اذان دیتا ہے تو جنت میں سے ایک ندا کرنے والا فریاد کرتا ہے: کہاں ہیں وہ خضوع و خشوع کے ساتھ ذکر کرنے والے، رکوع و سجود کرنے والے اور عابد لوگ جو مساجد میں آمد و رفت اور مغفرت کے طلبگار ہیں؟ پس جو

---

[1] الجامع الصغیر، ج۱، ص۴۸۱

[2] مکارم الاخلاق/ ۱۳۰ / فیما یتعلق بالمسکن..... ص:۱۲۸

[3] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۶ / ۵۵۰ / باب الدیک..... ص:۵۴۹

سب سے پہلے اس فریاد کو سنتا ہے وہ ایک خدا کے فرشتوں میں سے ایک مرغے کی شکل میں فرشتہ ہے۔[1]

نیز آپؐ نے فرمایا:

دِيكٌ اَبْيَضُ اَفْرَقُ يَحْرُسُ دُوَيْرَةَ اَهْلِهِ وَ سَبْعَ دُوَيْرَاتٍ حَوْلَهُ.

سفید کلغی والا مرغا اپنے صاحب خانہ کے ساتھ اطراف کے سات گھروں کو بھی رحمت خدا میں شامل کر لیتا ہے۔[2]

اس قسم کے حیوانات کے پالنے کے آثار کے علاوہ کہ جو حوائس خمسہ سے ادراک نہیں ہوتے حیوانات میں سے کچھ ایسے ہیں جو خطرے وقت انسان کو خاص قسم کی تنبیہ کی اطلاع دیتے ہیں۔

گھر میں کتا رکھنے کی مذمت:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

لَا تَدْخُلُ الْمَلَائِكَةُ بَيْتاً فِيهِ صُورَةٌ وَلَا كَلْبٌ وَلَا جُنُبٌ.

وہ گھر جس میں مجسمہ یا کتا یا مجنب فرد موجود ہو اس گھر میں خدا کے فرشتے نازل نہیں ہوتے۔[3]

حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا:

تَنَزَّهُوا عَنْ قُرْبِ الْكِلَابِ.

کتے کے قریب ہونے سے پرہیز کرو۔[4]

بے شک اس حیوان کے پالنے کی ممنوعیت زندگی کے ماحول میں جراثیم کے آلودہ ہونے اور انسان کے جسم میں منتقل ہونے اور نجس کرنے بارے میں فقہی احکام میں سے ہے اور واضح ہے کہ صفائی کی حفاظت اور زندگی کا ماحول بدن لباس کپڑے آلات اور باقی کھانے کے وسائل کو پاک رکھنے بارے میں اسلام نے بہت تاکید کی ہے۔ لیکن تربیت یافتہ کتے کو رکھنا کہ جس کے خاص اہداف ہوتے ہیں جیسے زراعت، فیکٹریوں، حیوانات کے گلے اور منشیات کی تلاشی کے لئے استعمال میں کوئی اشکال نہیں ہے۔ البتہ تین نکات کی رعایت ہونا ضروری ہے۔ (صفائی ستھرائی، طہارت، آلودگی سے تحفظ)۔ انسانی زندگی کے وسائل و آلات اسلامی احکام کی رعایت کرنی چاہئے۔

حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا:

---

[1] مستدرک الوسائل و مستنبط المسائل/ ج ۸/ ۲۸۹/ ۳- باب استحباب الدیک الابیض الافرق واختیارہ علی الطاوس ..... ص: ۲۸۸

[2] الکافی (ط- الاسلامیۃ)/ ج ۶/ ۵۴۹/ باب الدیک..... ص: ۵۴۹

[3] مستدرک الوسائل و مستنبط المسائل/ ج ۳/ ۴۵۳/ ۳- باب عدم جواز نقش البیوت بالتماثیل والصور ذوات الارواح وکراہۃ غیرہا وعدم جواز التلعب بہا ..... ص: ۴۵۳

[4] تحف العقول/ النص/ ۱۱۵/ آداب رع لاصحابہ وہی اربعمائۃ باب للدین والدنیا..... ص: ۱۰۰

لَا خَيْرَ فِي الْكِلَابِ اِلَّا كَلْبَ صَيْدٍ اَوْ كَلْبَ مَاشِيَةٍ.
کتے میں خیر نہیں لیکن شکاری اور گلہ کی حفاظت کرنے والا کتا رکھ سکتے ہیں۔[1]

[1] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج٦/ ٥٥٢/ باب الکلاب..... ص:٥٥٢

دوسری فصل:

حیوان سے فائدہ اٹھانا

اسلام میں جانوروں کے ساتھ بھی اچھے سلوک کی تاکید کی گئی ہے۔ جانوروں سے انسان اپنی زندگی میں فائدہ اٹھاتا ہے۔ لہٰذا ان کے انسان پر حقوق ہیں۔

جانوروں کو اہمیت نہ دینا، ان سے اچھا سلوک نہ کرنا، انہیں مارنا اور تکلیف دینا جائز نہیں ہے۔ بعض روایات اور معصومین علیہم السلام کی عملی سیرت کے بارے میں چند نکات بیان کرتے ہیں۔

جانوروں کے فائدے

(۱) حمل ونقل میں استعمال کرنا:

انسان اپنی زندگی میں اشیاء کو نقل وحمل کرنا یا مسافرت جیسی ضروریات کی ضرورت ہوتی ہے۔ انسان حیوان کے ذریعے سفر طے کرتا تھا اور کرتا ہے۔ پرانے زمانے میں وسائل کی نقل وحمل کا واحد وسیلہ حیوان تھا لیکن آج لوگ حیوان سے فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ حیوان سے کام لینے کے آداب مقرر ہیں جن کی رعایت کرنا ضرری ہے۔ آج حیوان کی جگہ مشینری نظام آ گیا ہے۔

اوصاف کا بیان:

سواری کی تعریف میں اسے دنیا کی نعمت سے تعبیر کیا گیا ہے۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَرْکَبٌ وَطِیءٌ وَ الْمَرْاَۃُ الصَّالِحَۃُ وَ الْمَنْزِلُ الْوَاسِعُ.

اچھی سواری، اچھی بیوی اور وسیع گھر دنیا کی نعمتوں میں سے ہیں۔[1]

بعض روایات میں انہیں مومن کی سعادت اور زینت سے تعبیر کیا گیا ہے۔

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

مِنْ سَعَادَۃِ الْمُؤْمِنِ دَابَّۃٌ یَرْکَبُھَا فِی حَوَائِجِہٖ وَ یَقْضِی عَلَیْھَا حُقُوقَ اِخْوَانِہٖ.

مومن کی سعادت یہ ہے کہ اس کے پاس سواری ہو جس سے وہ اپنی ضرورت پوری کرتا ہے اور دینی بھائیوں کے حقوق بھی ادا کرتا ہے۔[2]

ایک اور حدیث میں ملتا ہے کہ آپ نے فرمایا:

اتَّخِذُوا الدَّابَّۃَ فَاِنَّھَا زَیْنٌ وَ تُقْضَی عَلَیْھَا الْحَوَائِجُ وَ رِزْقُھَا عَلَی اللّٰہِ جَلَّ ذِکْرُہٗ.

سواری کا بندوبست کرو کہ زینت کا باعث ہے اور یہ انسان کی ضرورت ہوتی ہے اور اس کی ضروریات خدا فراہم کرتا ہے۔[3]

جن کے پاس سواری ہے وہ اپنے کام کے علاوہ مسلمانوں کے حقوق پر بھی توجہ دیں کیونکہ ان کا بھی اس سواری میں حق ہے۔

انسان اپنی سواری سے فائدہ اٹھاتے وقت خوشی و سعادت محسوس کرتا ہے۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام کو وصیت فرمائی:

یَا عَلِیُّ الْعَیْشُ فِی ثَلَاثَۃٍ دَارٍ قَوْرَاءَ وَ جَارِیَۃٍ حَسْنَاءَ وَ فَرَسٍ قَبَّاءَ.

اے علیؑ! تین چیزوں میں انسان کے لئے راحت ہوتی ہے۔ وسیع گھر، خوبصورت کنیز، چھوٹے شکم والا گھوڑا۔[4]

اسی طرح فرمایا:

مِنْ سَعَادَۃِ الْمَرْءِ الْمُسْلِمِ الْمَرْکَبُ الْھَنِیءُ.

مسلمان انسان کی سعادت میں سے ایک یہ ہے کہ اس کے پاس سفر کے لئے سواری ہو۔[5]

انسان کے لئے یہ تمام نعمتیں شمار ہوتی ہیں۔ لہٰذا خدا کا شکر ادا کرنا چاہیے بعض جانوروں پر سواری کرنے سے غرور و تکبر آتا ہے۔

آج کل بھی اچھی گاڑی پر سوار ہو کر لوگ تکبر کرتے ہیں حالانکہ سادہ گاڑی بھی وہی فائدہ دیتی ہے۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

---

[1] الجامع الصغیر، ج۱، ص۵۲۸

[2] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۶/ ۵۳۶/ باب ارتباط الدابۃ والمرکوب..... ص:۵۳۵

[3] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۶/ ۵۳۷/ باب ارتباط الدابۃ والمرکوب..... ص:۵۳۵

[4] من لایحضرہ الفقیہ/ ج۴/ ۳۶۱/ باب النوادر وھو آخر ابواب الکتاب..... ص:۳۵۲

[5] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۶/ ۵۳۶/ باب ارتباط الدابۃ والمرکوب..... ص:۵۳۵

اَلَا اُنَبِّئُکُمْ بِخَمْسٍ مَنْ کُنَّ فِیہِ فَلَیْسَ بِمُتَکَبِّرٍ ..... وَ اَنْ یَرْ کَبَ الْحِمَارَ.

خبردار پانچ کاموں کی انجام دہی تواضع کا سبب ہے اور اس سے تکبر دور ہوتا ہے۔..... گدھے پر سوار ہونا۔[۱]

ان چیزوں سے انسان خودنمائی کرے تو یہ حقارت کا باعث ہے۔

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

کَفَی بِالرَّجُلِ خِزْیاً اَنْ یَلْبَسَ ثَوْباً مُشَهِّراً اَوْ یَرْ کَبَ دَابَّةً مُشَهِّرَةً.

انسانی پستی اور ذلت کے لئے اتنا کافی ہے کہ لباس شہرت پہنتا ہے اور دکھاوے والی سواری پر سوار ہوتا ہے۔[۲]

(۲) جہاد میں استعمال:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اَفْضَلُ الدَّنَانِیرِ : دِینَارٌ یُنْفِقُهُ الرَّجُلُ عَلَی عِیَالِهِ، وَدِینَارٌ یُنْفِقُهُ الرَّجُلُ عَلَی دَابَّتِهِ، وَدِینَارٌ یُنْفِقُهُ الرَّجُلُ عَلَی اَصْحَابِهِ فِی سَبِیلِ اللهِ.

بہترین خرچ وہ ہے جو انسان اپنے اہل وعیال پر خرچ کرتا ہے وہ خرچ جو سواری پر کرتا ہے اور وہ خرچ جو راہ خدا میں جہاد کے لئے کرتا ہے۔[۳]

نکتہ:

آج کے زمانے میں گاڑیاں اور پیشرفت جنگی ہتھیار آ گئے ہیں جبکہ پہلے زمانے میں جنگوں میں حیوانات استعمال ہوا کرتے تھے۔ اس آیت "وَاَعِدُّوا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ" (ان کفار کے (مقابلہ کے) واسطے جہاں تک تم سے ہو سکے (لڑائی کا) سامان مہیا کرو)[۴] جو حکم دیا گیا ہے وہ زمانے کے ساتھ ہے۔ یعنی جب پہلے گھوڑوں اور تلواروں کی ضرورت ہوا کرتی تو اس کا انتظام رکھنا واجب تھا اور اب جبکہ زمانہ ترقی کر چکا ہے ایٹم کے بعد ہائیڈروجن بم بنائے جا رہے ہیں تو لازمی ہے کہ ہم بھی وہ قوت حاصل کریں جس کے ذریعے اپنا تحفظ یقینی بنا سکیں۔

(۳) ورزشی فائدہ:

ورزش جسمانی سلامتی کے علاوہ دفاعی امور میں بھی تاثیر گزار ہے۔ اسی طرح حیوان کی ورزش، تیراندازی کے رتبہ کے برابر شمار

---

[۱] مستدرک الوسائل ومستنبط المسائل/ ج ۱۲ / ۳۵ / ۶۰ - باب حد التکبر والتجبر المحرمین..... ص: ۳۴

[۲] مکارم الاخلاق/ ۱۱۶ / فی لباس الشہرۃ..... ص: ۱۱۶

[۳] جامع الصغیر، ج ۱، ص ۱۸۸

[۴] سورۂ انفال: ۶۰

ہوتی ہے۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

كُلُّ لَهْوِ الْمُؤْمِنِ بَاطِلٌ اِلَّا فِي ثَلَاثٍ فِي تَأْدِيبِهِ الْفَرَسَ وَ رَمْيِهِ عَنْ قَوْسِهِ وَ مُلَاعَبَتِهِ امْرَأَتَهُ فَاِنَّهُنَّ حَقٌّ.

مومن کی تمام سرگرمیاں (وقت پاس کرنے والی) باطل اور بے ہودہ ہیں سوائے تین چیزوں کے۔ (۱) گھوڑے کی تربیت، (۲) کمان سے تیراندازی اور (۳) اپنی بیوی سے ملاعبہ [1]۔ یہ سرگرمیاں حق اور ہدف دار ہیں۔ [2]

ایک حدیث میں ہے کہ

اَحَبَّ اللَّهْوِ اِلَى اللهِ تَعَالَى اِجْرَاءِ الْخَيْلِ وَ الرَّمْيِ.

خدا کے نزدیک محبوب ترین سرگرمیاں یہ ہیں: گھوڑسواری، تیراندازی۔ [3]

یہ کام دفاع و جہاد کے لئے مفید ہیں۔

حمل ونقل، جہاد اور ورزش میں استعمال کے آداب

سوار ہوتے وقت اللہ کا نام لینا

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اِذَا رَكِبَ الرَّجُلُ الدَّابَّةَ فَسَمَّى رَدِفَهُ مَلَكٌ يَحْفَظُهُ حَتَّى يَنْزِلَ فَاِنْ رَكِبَ وَ لَمْ يُسَمِّ رَدِفَهُ شَيْطَانٌ فَيَقُولُ لَهُ تَغَنِّ.

جو شخص سواری پر سوار ہو وہ خدا کے نام سے سوار ہو۔ اگر اس نے ایسا کیا تو خداوند عالم ایک فرشتہ اس کے ہمراہ کرتا ہے جو اس کی حفاظت کرتا ہے۔ اگر سوار ہوتے وقت اللہ کا نام نہ لیا جائے تو شیطان اس کے ہمراہ ہوتا ہے اور اس کے لئے غنا گاتا ہے۔ [4]

اچھا ہے کہ گاڑیوں کے ڈرائیور حضرات سوار ہوتے وقت اللہ کے نام سے سفر شروع کریں تا کہ وہ محفوظ رہیں اور شیطان کے

---

[1] اپنی بیوی سے مجامعت کے بغیر شوخی مذاق کے ذریعہ لذت حاصل کرنا۔

[2] الکافی (ط-الاسلامیۃ) / ج ۵ / ۵۰ / باب فضل ارتباط الخیل واجرائہا والرمی..... ص: ۴۷

[3] نہج الفصاحۃ (مجموعہ کلمات قصار حضرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ) / ۱۶۹ / نہج الفصاحۃ مجموعہ کلمات قصار حضرت رسول اکرم، ص، باترجمہ فارسی

[4] المحاسن / ج ۲ / ۶۲۸ / ۱۲ باب ارتباط الدابۃ والرکوب..... ص: ۶۲۵

جال میں نہ آجائیں۔

دعا کرتے وقت صرف بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ہی نہیں بلکہ اور بھی ذکر ہیں جو آدمی پڑھ سکتا ہے جیسے لا الا الا للہ، سبحان اللہ، اللہ اکبر۔

سواری پر سوار ہونے کی دعا:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

كَانَ أَبُو عَبْدِ اللهِ عليه السلام إِذَا وَضَعَ رِجْلَهُ فِي الرِّكَابِ يَقُولُ- سُبْحانَ الَّذِي سَخَّرَ لَنا هذا وَ ما كُنَّا لَهُ مُقْرِنِينَ وَ يُسَبِّحُ اللهَ سَبْعاً وَ يَحْمَدُ اللهَ وَ يُهَلِّلُ اللهَ سَبْعاً.

جب سوار ہوتے وقت تم رکاب میں پاؤں رکھتے ہو تو یہ دعا پڑھو:

سُبْحٰنَ الَّذِیْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِیْنَ.

پاک ہے جس نے اس کو ہمارا تابعدار بنایا حالانکہ ہم تو ایسے (طاقتور) نہ تھے کہ اس پر قابو پاتے۔[1]

"سُبْحَانَ اللهِ"، "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ"، "لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللهُ" میں سے ہر ایک کو سات دفعہ پڑھیں۔[2]

امام صادق علیہ السلام نے ایک شخص [سے جو سفر کرنا چاہتا تھا] سے فرمایا:

وَ رَكِبْتَ الْبَرَّ فَإِذَا اسْتَوَيْتَ عَلَى رَاحِلَتِكَ فَقُلْ سُبْحَانَ الَّذِي الخ وَ إِنْ رَكِبْتَ بَحْراً فَقُلْ حِينَ تَرْكَبُ بِسْمِ اللهِ مَجْرَاهَا وَ مُرْسَاهَا.

جب تم سواری پر سوار ہونا چاہو تو یہ پڑھو:

سُبْحٰنَ الَّذِیْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِیْنَ. وَاِنَّآ اِلٰى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ﴿۱۴﴾

پاک ہے جس نے اس کو ہمارا تابعدار بنایا حالانکہ ہم تو ایسے (طاقتور) نہ تھے کہ اس پر قابو پاتے۔ اور ہم کو تو یقیناً اپنے پروردگار کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔[3]

اگر کشتی میں سوار ہونا چاہو تو یہ دعا پڑھو:

بِسْمِ اللهِ مَجْرٖىهَا وَمُرْسٰىهَا.

---

[1] سورۂ زخرف: ۱۳

[2] المحاسن/ ج ۲ / ۳۵۳ / ۱۰ باب القول عند الرکوب..... ص: ۳۵۲

[3] سورۂ زخرف: ۱۳، ۱۴

خدا ہی کے نام سے اس کا بہاؤ اور ٹھہراؤ ہے، کشتی میں سوار ہو جاؤ۔ [۱] [۲]

جانوروں سے اچھا برتاؤ:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اِتَّقُوا اللّٰهَ فِي الْبَهَائِمِ الْمُعْجَمَةِ فَارْكَبُوْهَا صَالِحَةٌ وَ كُلُوْهَا صَالِحَةً.

جانوروں کے بارے میں خوف خدا کرو، ان پر اچھے طریقے سے سوار ہو اچھی خدمت حاصل کرو اور ان کے گوشت سے فائدہ اٹھاؤ۔ [۳]

امام موسیٰ بن جعفر علیہما السلام نے فرمایا:

مَا مِنْ دَابَّةٍ يُرِيْدُ صَاحِبُهَا اَنْ يَرْكَبَهَا اِلَّا قَالَتْ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ بِيْ رَحِيْماً.

جب انسان سواری پر سوار ہوتا ہے تو وہ یہ کہتی ہے: خدایا! اسے میرے لئے مہربان فرما۔ [۴]

حضرت علی علیہ السلام نے حیوانات کے نمائندے سے فرمایا:

وَ لَا تَأْمَنَنَّ عَلَيْهَا اِلَّا مَنْ تَثِقُ بِدِيْنِهِ رَافِقاً بِمَالِ الْمُسْلِمِيْنَ ..... وَ لَا تُوَكِّلْ بِهَا اِلَّا نَاصِحاً شَفِيقاً وَ اَمِيناً حَفِيظاً غَيْرَ مُعْنِفٍ وَ لَا مُجْحِفٍ وَ لَا مُلْغِبٍ.....

حیوان اس کے حوالے کرو کہ جس کے دین کے بارے میں تم مطمئن ہو اور مسلمانوں کے مال کو عادلانہ تقسیم کرو۔ .....دلسوز اور امانت دار بنو۔ حیوانوں کو زیادہ نہ تھکاؤ۔ [۵]

روایت ہے:

وَ حَجَّ عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ عليه السلام عَلَى نَاقَةٍ لَهُ اَرْبَعِيْنَ حَجَّةً فَمَا قَرَعَهَا بِسَوْطٍ.

امام سجاد علیہ السلام نے اونٹ پر سوار ہو کر چالیس حج ادا کئے، کبھی بھی سواری کو تازیانہ نہیں مارا۔ [۶]

---

[۱] سورۂ ہود: ۴۱

[۲] بحار الانوار (ط - بیروت) / ج ۷۳ / ۲۴۴ / باب ۴۸ حمل العصا و ادارۃ الحنک و سائر آداب الخروج من الصدقۃ و الدعاء و الصلاۃ و سائر الادعیۃ المتعلقۃ بالسفر ..... ص: ۲۲۹

[۳] الجامع الصغیر، ج ۱، ص ۲۴

[۴] مسائل علی بن جعفر و مستدرکاتہا / ۳۴۹ / الاخلاقیات..... ص: ۳۳۳

[۵] نہج البلاغۃ (للصبحی صالح) / ۳۸۱ / ۲۵ و من وصیۃ لہ ع کان یکتبہا لمن یستعملہ علی الصدقات..... ص: ۳۸۰

[۶] من لا یحضرہ الفقیہ / ج ۲ / ۲۹۳ / باب ما یجب من العدل علی الجمل و ترک ضربہ و اجتناب ظلمہ ..... ص: ۲۹۲

سواری پر سوار ہونا:

حضرت امیر علیہ السلام نے مالیات کے مامور سے فرمایا:

وَلَا يَجْهَدَنَّهَا رُكُوباً وَلْيَعْدِلْ بَيْنَ صَوَاحِبَاتِهَا فِي ذَلِكَ وَبَيْنَهَا وَلْيُرَفِّهْ عَلَى اللَّاغِبِ

اس پر سواری کر کے اسے ہلکان نہ کر ڈالے۔ اس میں اور اس کے ساتھ کی دوسری اونٹنیوں میں انصاف و مساوات سے کام لے۔ [1]

اسی طرح آپ نے فرمایا:

وَلْيُرَفِّهْ عَلَى اللَّاغِبِ وَلْيَسْتَأْنِ بِالنَّقِبِ وَالظَّالِعِ.

حیوان کی پشت پر اتنا سوار نہ ہو کہ اس سے تحمل نہ ہو۔ اگر حیوان تھک جائے ہے تو اسے آرام کرنے دو۔ [2]

نیز آپ نے مالیات کے مامور سے فرمایا:

وَلَا يُكَلِّفُهَا مِنَ الْمَشْيِ إِلَّا مَا تُطِيقُ.

زخمی اور تھکے ہوئے اونٹ پر سواری دشوار ہوتی ہے۔ لہٰذا رعایت کرو اور کمزور اونٹ کو آہستہ چلنے دو۔ [3]

مال برداری کے وقت حیوان پر توجہ دینا:

حیوان کی قدر و طاقت سے زیادہ وزن نہ لادو کیونکہ زیادہ بوجھ حیوان کے لئے نقصاندہ ہوتا ہے۔ طولانی سفر میں حیوان کو آرام دینا ضروری ہے اور تین سے زیادہ افراد کو سوار نہیں ہونا چاہیے۔ [4]

حماد لحام کہتا ہے:

مَرَّ قِطَارٌ لِأَبِي عَبْدِ اللهِ عليه السلام فَرَأَى زَامِلَةً قَدْ مَالَتْ فَقَالَ يَا غُلَامُ اعْدِلْ عَلَى هَذَا الْحَمْلِ فَإِنَّ اللهَ تَعَالَى يُحِبُّ الْعَدْلَ.

اونٹوں کی قطار جن پر بوجھ تھا حضرت امام صادق علیہ السلام کے پاس سے گزری ان میں سے ایک اونٹ کا وزن ٹیڑھا تھا جس سے اونٹ کو اذیت ہو رہی تھی۔ امام نے ساربان سے فرمایا: اس اونٹ کا بار سیدھا اور برابر کرو کیونکہ خدا عدالت کو پسند کرتا ہے۔ [5]

---

[1] نہج البلاغۃ (للصبحی صالح)/ ۳۸۱/ ۲۵ ومن وصیۃ لہ ع کان یکتبہا لمن یستعملہ علی الصدقات..... ص:۳۸۰

[2] نہج البلاغۃ (للصبحی صالح)/ ۳۸۱/ ۲۵ ومن وصیۃ لہ ع کان یکتبہا لمن یستعملہ علی الصدقات..... ص:۳۸۰

[3] من لایحضرہ الفقیہ/ ج ۲/ ۲۸۶/ باب حق الدابۃ علی صاحبہا..... ص:۲۸۶

[4] جواہر الکلام ج ۳۱، ص ۳۹۷

[5] من لایحضرہ الفقیہ/ ج ۲/ ۲۹۲/ باب ما یجب من العدل علی الجمل وترک ضربہ واجتناب ظلمہ ص:۲۹۲

اسی طرح آپ نے فرمایا:

لَا یُحَمِّلُهَا فَوْقَ طَاقَتِهَا.

حیوان پر اس کی طاقت سے زیادہ وزن نہیں لادنا چاہیے۔[1]

بعض روایات میں ہے کہ حیوان کی پشت پر نہیں سونا چاہیے۔ ہاں اگر محمل ہو تو اس میں سوار سو سکتا ہے۔[2]

امام صادق علیہ السلام نے سواری پر سونے سے منع فرمایا۔[3]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بکری کا نام لے کر فرمایا:

اَحْسِنُوْا اِلَی الْمَعْزٰی وَ اَمِیْطُوْا عَنْهَا الْاَذٰی.

بکری سے اچھا برتاؤ کرو اور اس سے آلودگی کو دور کرو۔[4]

حیوان کے بال اور دم نہ پکڑنا:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

لَا تُجَزُّوا نَوَاصِیَ الْخَیْلِ وَ لَا اَعْرَافَهَا وَ لَا اَذْنَابَهَا فَاِنَّ الْخَیْرَ فِی نَوَاصِیهَا وَ اِنَّ اَعْرَافَهَا دَفْؤُهَا وَ اِنَّ اَذْنَابَهَا مَذَابُّهَا.

گھوڑوں کے پیشانی کے بالوں کو نہ پکڑو کیونکہ ان میں خیر ہے۔ ان کی دم کو چھوٹا نہ کرو کیونکہ یہ حیوان کا ابزار ہے جس سے وہ حشرات کو دور کرتا ہے۔[5]

سوار ہونے میں رعایت:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

لَا یَرْتَدِفُ ثَلَاثَةٌ عَلَی دَابَّةٍ اِلَّا اَحَدُهُمْ مَلْعُونٌ وَ هُوَ الْمُقَدَّمُ.

تین آدمی ایک حیوان پر سوار نہ ہوں کیونکہ ان میں سے ایک جو زیادہ ہے اس پر لعنت کی گئی ہے۔[6]

---

[1] المحاسن/ ج ۲/ ۶۲۷/ ۱۲ باب ارتباط الدابۃ والرکوب..... ص:۶۲۵

[2] وَ لَا تَنَامَنَّ عَلَی دَابَّتِكَ فَاِنَّ ذٰلِكَ سَرِیعٌ فِی دَبَرِهَا وَ لَیْسَ ذٰلِكَ مِنْ فِعْلِ الْحُكَمَاءِ اِلَّا اَنْ تَكُونَ فِی مَحْمِلٍ یُمْكِنُكَ التَّمَدُّدُ لِاسْتِرْخَاءِ الْمَفَاصِلِ (المحاسن/ ج ۲/ ۳۷۵/ ۳۷ باب آداب المسافر..... ص:۳۷۵)

[3] وَ لَا یَتَّخِذُ ظَهْرَهَا مَجَالِسَ یَتَحَدَّثُ عَلَیْهَا (المحاسن/ ج ۲/ ۶۲۷/ ۱۲ باب ارتباط الدابۃ والرکوب..... ص:۶۲۵)

[4] حیاۃ الحیوان، ج ۲، ص ۳۸۵

[5] مکارم الاخلاق/ ۲۶۴/ فی الخیل وغیرہا..... ص:۲۶۴

[6] المحاسن/ ج ۲/ ۶۲۷/ ۱۲ باب ارتباط الدابۃ والرکوب..... ص:۶۲۵

حیوان کی توہین اور ناروا سلوک:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ائمہ علیہم السلام کے زمانے میں مہم ترین وسیلہ نقلیہ حیوانات تھے۔ انسان کی روزمرہ امور کے لئے حیوان کی بڑی اہمیت ہے۔ سیرت ائمہ میں ان کے استعمال کے لئے آداب فرمائے ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ جانور کی توہین نہ کی جائے۔ ہم بعض آداب کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔

حیوانات کو گالیاں نہ دینا:

حیوان کو تکلیف نہ دینے کے علاوہ اسے گالیاں بھی نہیں دینی چاہیے، اس پر نفرین نہ کریں کیونکہ یہ امور ناپسندیدہ ہیں۔

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

عَنْ رَسُولِ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اَنَّهُ سَمِعَ رَجُلًا يَلْعَنُ بَعِيرَهُ فَقَالَ ارْجِعْ وَلَا تَصْحَبْنَا عَلَى بَعِيرٍ مَلْعُونٍ.

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ سنا کہ ایک آدمی اونٹ کو گالیاں بھی دے رہا ہے۔ آپ نے اس سے فرمایا: واپس آجاؤ ہمیں اونٹ پر نفرین کرنے سے منع کیا گیا ہے۔ لہٰذا اس کے ساتھ نہ چلو۔ [1]

نیز فرمایا:

اِنَّ الدَّوَابَّ اِذَا لُعِنَتْ لَزِمَتْهَا اللَّعْنَةُ.

حیوانات کو نہ مارو، ان پر نفرین نہ کرو کیونکہ جو حیوان پر نفرین کرتا ہے خدا اس پر نفرین کرتا ہے۔ [2]

حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا:

لَا تَضْرِبُوا الْوُجُوهَ وَلَا تَلْعَنُوهَا فَاِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ لَعَنَ لَاعِنَهَا.

نہ حیوان کے چہرے پر مارو اور نہ اس کو گالیاں دو کیونکہ اللہ اس پر نفرین کرتا ہے جو حیوان کو گالیاں دے۔ [3]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

.....وَلَا يَشْتِمُهَا.....

.....جانور کو گالیاں نہ دو..... [4]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اِذَا عَثَرَتِ الدَّابَّةُ تَحْتَ الرَّجُلِ فَقَالَ لَهَا تَعَسْتِ تَقُولُ تَعَسَ اَعْصَانَا لِلرَّبِّ.

---

[1] دعائم الاسلام/ ج۱/ ۳۴۷/ ذکر آداب السفر ص:۳۴۵

[2] من لایحضرہ الفقیہ/ ج۲/ ۲۸۷/ باب حق الدابۃ علی صاحبہا..... ص:۲۸۶

[3] مکارم الاخلاق/ ۲۶۳/ الفصل السابع فی حسن القیام علی الدواب وحقہا علی صاحبہا..... ص:۲۶۲

[4] تہذیب الاحکام (تحقیق خرسان)/ ج۶/ ۱۶۴/ ۷۷- باب ارتباط الخیل وآلات الرکوب..... ص:۱۶۳

جب سواری کو چلنے میں مشکل ہو اور سوار آدمی یہ کہے: خدایا! اسے مار دے۔ وہ حیوان جواب دیتا ہے۔ موت اس شخص کے لئے ہے جو خدا کا نافرمان ہو۔[1]

امام رضا علیہ السلام نے فرمایا:

لَا تَأْكُلُوا الْقُنْبُرَةَ وَ لَا تَسُبُّوهَا وَ لَا تُعْطُوهَا الصِّبْيَانَ يَلْعَبُونَ بِهَا فَإِنَّهَا كَثِيرَةُ التَّسْبِيحِ لِلّٰهِ تَعَالَى وَ تَسْبِيحُهَا لَعَنَ اللّٰهُ مُبْغِضِي آلِ مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم.

چنڈول[2] کا گوشت نہ کھاؤ اسے بُرا بھلا نہ کہو اسے بچوں کے حوالے نہ کرو تا کہ وہ کھیلیں کیونکہ یہ پرندہ خدا کی تسبیح بجا لاتا ہے اور اس کی تسبیح یہ ہے۔ آل محمد علیہم السلام سے کینہ رکھنے والے پر خدا کی لعنت ہو۔[3]

حیوان کو آزار پہچانے کی ممانعت:

اسلام سے قبل کی جنگوں میں گھوڑا لوگوں کے لئے بہترین وسیلہ تھا۔ آمنے سامنے جنگ کرنے اور دشمن پر غلبہ پانے کے لئے گھوڑے سے کام لیتے تھے اور یہ شجاعت کی ایک نشانی سمجھی جاتی تھی۔ اسلام نے اس کی ممانعت کی اور فقہاء نے مکروہ لکھا ہے ایسا عمل جو ناپسندیدہ ہو۔[4] ضرورت کے وقت حیوان کو ذبح کرتے اور گوشت کھاتے تھے۔ باقی رہا حیوانات کے اعضا کو قطع کرنا یعنی کان یا ٹانگ کا بطور ظلم کاٹنا اور اذیت دے کر مارنا حرام ہے۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

إِذَا حَرَنَتْ عَلَى أَحَدِكُمْ دَابَّتُهُ (فِي أَرْضِ الْعَدُوِّ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ) فَلْيَذْبَحْهَا وَ لَا يُعَرْقِبْهَا.

جب تمہارا حیوان راہ خدا میں دشمن کی سرزمین پر زمین گیر ہو جائے تو اسے ذبح کر دو اور اسے اذیتیں دے کر نہ مارو۔[5]

ایک اور حدیث میں ہے:

نَهَى صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عَنْ تَعْذِيبِ الْحَيَوَانِ إِلَّا لِمَأْكَلِهِ.

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حیوانوں کو آزار دینے سے منع فرمایا ہے مگر یہ کہ کسی حیوان کو ذبح کر کے کھایا جائے۔[6]

حشرات کو آزار نہ دینا:

اسلامی فقہ کے مطابق جانوروں کے بلوں میں پیشاب کرنا، کھڑے اور جاری پانی میں پیشاب کرنا مکروہ ہے کیونکہ اس سے پانی

---

[1] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۶/ ۵۳۸/ باب نوادر فی الدواب..... ص:۵۳۷

[2] یہ ایک چھوٹا سا پرندہ ہے جس کے سر پر تاج سا بنا ہوتا ہے اس کی آواز بہت خوبصورت ہوتی ہے۔

[3] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۶/ ۲۳۵/ باب القبرۃ..... ص:۲۳۵

[4] کتاب السرائر، ج۲، ص۲۰

[5] وسائل الشیعۃ/ ج۱۱/ ۵۴۳/ ۵۲-باب انہ یکرہ ان تعرقب الدابۃ ان حرنت فی ارض العدو بل تذبح ویکرہ ان ینزی حمار علی عتیقۃ..... ص:۵۴۳

[6] حیاۃ الحیوان، ج۲، ص۳۱۶

میں رہنے والی مخلوق کو نقصان پہنچتا ہے۔[1] حیوانات کے بلوں اور گھروں میں پیشاب کرنے سے منع کیا گیا ہے۔[2]

روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ضرورت کے علاوہ جاری پانی میں پیشاب کرنے سے منع فرمایا ہے۔[3]

آپ نے جاری پانی میں پیشاب کرنے سے منع فرمایا اور فرمایا کہ یہ کم عقلی کا موجب ہے۔[4]

حیوان کو قید کرنے کی ممانعت:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

رَاَیْتُ فِی النَّارِ صَاحِبَةَ الْهِرَّةِ تَنْهَشُهَا مُقْبِلَةً وَ مُدْبِرَةً وَ كَانَتْ اَوْثَقَتْهَا فَلَمْ تَكُنْ تُطْعِمُهَا وَ لَمْ تُرْسِلْهَا فَتَاْكُلَ مِنْ خِشَاشِ الْاَرْضِ.

میں نے شب معراج ایک عورت کو دوزخ میں دیکھا کہ ہر طرف سے بلیاں اسے کاٹ رہی ہیں کیونکہ اس عورت نے حیوانوں کو باندھ رکھا تھا۔ نہ انہیں عذا دیتی اور نہ انہیں آزاد کرتی تھی۔[5]

حیوان کو برا بھلا کہنا:

حکم بن حارث کا اونٹ کھڑا نہیں ہوسکتا تھا اور وہ اونٹ کو مارتا تھا۔ آپ نے اس کو اس فعل سے منع فرمایا اور اونٹ کو اٹھانے کے لئے کہا: "حُلْ حُلْ" اونٹ اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔[6]

حیوان کے چہرے پر مارنے کی منع کیا گیا ہے۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

لَا تَضْرِبُوا الدَّوَابَّ عَلَى وُجُوهِهَا فَاِنَّهَا تُسَبِّحُ بِحَمْدِ اللهِ.

حیوانوں کے چہروں پر مت مارو۔ کیونکہ ان کے چہرے خدا کی حمد وشکر کرتے ہیں۔[7]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

وَ لَا يَضْرِبُهَا فِي وَجْهِهَا فَاِنَّهَا تُسَبِّحُ.

جانوروں کے چہروں پر تازیانہ نہ مارو کیونکہ ان کے چہرے خدا کی تسبیح کرتے ہیں۔[8]

ابراہیم بن علی اپنے باپ سے نقل کرتے ہیں:

---

[1] جواہر الکلام، ج ۲، ص ۶۷، ۶۸

[2] النہایۃ، طوسی، ص ۱۰

[3] وسائل الشیعۃ/ ج ۱/ ۳۴۱/ ۲۴- باب کراہۃ البول فی الماء جاریا وراکدا وجملۃ من المناہی..... ص: ۳۴۰

[4] وسائل الشیعۃ/ ج ۱/ ۳۴۱/ ۲۴- باب کراہۃ البول فی الماء جاریا وراکدا وجملۃ من المناہی..... ص: ۳۴۰

[5] دعائم الاسلام/ ج ۲/ ۴۶۸/ ۱ فصل ذکر الحکم فی السراق..... ص: ۴۶۸

[6] اسد الغابہ، ج ۱، ص ۳۳۶

[7] الکافی (ط- الاسلامیۃ)/ ج ۶/ ۵۳۸/ باب نوادر فی الدواب..... ص: ۵۳۷

[8] المحاسن/ ج ۲/ ۶۲۷/ ۱۲ باب ارتباط الدابۃ والرکوب..... ص: ۶۲۵

حَجَجْتُ مَعَ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ عليه السلام فَالْتَاثَتْ عَلَيْهِ النَّاقَةُ فِي سَيْرِهَا فَأَشَارَ إِلَيْهَا بِالْقَضِيبِ ثُمَّ قَالَ آهِ لَوْ لَا الْقِصَاصُ وَرَدَّ يَدَهُ عَنْهَا.

میں امام سجاد علیہ السلام کے ساتھ حج پر گیا تھا۔ راستے میں اونٹ کے چلنے میں سستی اور تھکاوٹ ظاہر ہوئی۔ اس وقت امام نے اونٹ کو لاٹھی دکھائی اور فرمایا: آہ! اگر قصاص کا ڈر نہ ہوتا تو میں کچھ کرتا۔ پھر اپنے دست مبارک کو نیچے لے آئے اور لاٹھی کو حیوان کی آنکھوں سے دور کر دیا۔[1]

حیوان کو مارنا:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اضْرِبُوهَا عَلَى النِّفَارِ وَلَا تَضْرِبُوهَا عَلَى الْعِثَارِ.

یعنی اگر حیوان لغزش کرے اور چلنے میں ہمواری نہ رکھ سکے تو اسے مارنا نہیں چاہیے لیکن اسے تیز چلانے کی خاطر (ہلکا پھلکا) مارا جا سکتا ہے۔[2]

روایت ہے کہ ایک کہتا ہے کہ:

سَأَلْتُ الصَّادِقَ عليه السلام مَتَى أَضْرِبُ دَابَّتِي تَحْتِي فَقَالَ إِذَا لَمْ تَمْشِ تَحْتَكَ كَمَشْيَتِهَا إِلَى مِذْوَدِهَا.

میں نے امام صادق علیہ السلام سے پوچھا: کیا میں اپنی سواری کو مار سکتا ہوں؟

آپ نے فرمایا: اگر حیوان کی راستے میں حرکت سست پڑ جائے اور اسے تیز چلنے کی خاطر اسے مار سکتے ہو۔[3]

(۴) غذا:

حلال حیوان کے کئی فوائد ہیں ان کا گوشت و دودھ غذا کے طور پر استعمال کرتے ہیں دودھ کے حوالے سے سابقاً گزر چکا ہے اب یہاں پر اس کے گوشت کے بارے کچھ آداب کو ذکر کرتے ہیں۔

حیوان ذبح کرنے کے آداب:

اسلامی تعلیمات کی حاکم روح یہ ہے کہ حیوانوں کو ذبح کرنے سے پرہیز کیا جائے سوائے ایسے مواقع پر کہ جہاں ذبح کی ضرورت ہو۔ ذبح کرتے وقت جانوروں کو زیادہ تکلیف نہیں دینی چاہیے۔ دوسرے حیوان کے سامنے حیوان کو ذبح نہیں کرنا چاہیے۔ اچھے طریقے سے ذبح کیا جائے۔

---

[1] وسائل الشیعۃ/ ج۱۱/ ۴۸۵/ ۱۰-باب کراہۃ ضرب الدابۃ علی وجہہا وغیرہ ولعنہا..... ص:۴۸۲

[2] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۶/ ۵۳۸/ باب نوادر فی الدواب..... ص:۵۳۷

[3] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۶/ ۵۳۸/ باب نوادر فی الدواب..... ص:۵۳۷

ذبح کے وقت حیوان سے نیکی:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اِنَّ اللهَ مُحْسِنٌ يُحِبُّ الْاِحْسَانَ فَاِذَا قَتَلْتُمْ فَاَحْسِنُوا الْقَتْلَةَ وَاِذَا ذَبَحْتُمْ فَاَحْسِنُوا الذِّبْحَةَ.

خداوند عالم احسان کرنے والا ہے اور احسان کو دوست رکھتا ہے۔ پس جب کسی (حرام گوشت) حیوان کو مارنا مقصود ہو تو اچھے طریقے سے مارو۔ حیوان ذبح کرتے وقت اچھا سلوک کیا جائے۔[1]

ذبح کے لئے قصاب کی آمادگی:

شداد بن اوس کہتے ہیں:

اِنَّ اللهَ كَتَبَ عَلَيْكُمُ الْاِحْسَانَ فِي كُلِّ شَيْءٍ فَاِذَا قَتَلْتُمْ فَاَحْسِنُوا الْقِتْلَةَ وَ اِذَا ذَبَحْتُمْ فَاَحْسِنُوا الذِّبْحَةَ وَلْيُحِدَّ اَحَدُكُمْ شَفْرَتَهُ وَلْيُرِحْ ذَبِيحَتَهُ.

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: خدا نے تم پر لازم کیا ہے کہ ہر کام میں اہل احسان میں سے بنو اور جب چاہو۔ حیوان کو ذبح کرلو۔ اچھے طریقے سے ذبح کرو۔ تیز چھری سے ذبح کرو اور ذبیحہ کو جلدی آرام دیں۔[2]

اسی طرح فرمایا:

اِذَا ذَبَحَ اَحَدُكُمْ فَلْيُجْهِزْ.

جب بھی حیوان کو ذبح کرنا چاہو تو بہت جلدی سے ذبح کرو۔[3]

حیوان کے بچے کو ذبح کرنا:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چند جانوروں کے ذبح کرنے سے منع فرمایا۔ ان میں بچے اور دودھ دینے والی بکری ہے۔[4]

حاملہ حیوان کو ذبح کرنا:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اَنَّهُ كَرِهَ ذَبْحَ ذَاتِ الْجَنِينِ وَذَوَاتِ الدَّرِّ لِغَيْرِ عِلَّةٍ.

حاملہ اور دودھ دینے والے جانوروں کو ذبح کرنا مکروہ ہے۔[5]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ قَتَلَ عُصْفُوراً عَبَثاً عَجَّ اِلَى اللهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَ يَقُولُ يَا رَبِّ عَبْدُكَ قَتَلَنِي عَبَثاً وَ لَمْ

---

[1] کنز العمال، ج ۵، ص ۳۹۲

[2] بحار الانوار (ط- بیروت)/ ج ۶۲/ ۳۱۶/ باب ۸ التذکیۃ وانواعہا واحکامہا..... ص: ۲۹۴

[3] بحار الانوار (ط- بیروت)/ ج ۶۲/ ۳۱۶/ باب ۸ التذکیۃ وانواعہا واحکامہا..... ص: ۲۹۴

[4] الجامع الصغیر، ج ۲، ص ۶۸۹

[5] دعائم الاسلام/ ج ۲/ ۱۷۷/ ۱ فصل ذکر افعال الذابحین..... ص: ۱۷۴

يَقْتُلُنِي لِمَنْفَعَةٍ.

جو شخص کسی چڑیا کو بلاوجہ ذبح کرتا ہے۔ روز قیامت وہ پرندہ خدا کے پاس شکایت کرے گا اور کہے گا: اے پروردگار! تیرے بندے نے مجھے ذبح جبکہ اس کا کوئی فائدہ بھی نہ تھا۔[1]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

اَقْذَرُ الذُّنُوبِ ثَلَاثَةٌ قَتْلُ الْبَهِيمَةِ وَ حَبْسُ مَهْرِ الْمَرْاَةِ وَ مَنْعُ الْاَجِيرِ اَجْرَهُ.

پلیدترین گناہ تین چیزیں ہیں: (۱) بلاوجہ حیوان کو ذبح کرنا، (۲) بیوی کا حق مہر ادا نہ کرنا اور (۳) مزدور کی مزدوری ادا نہ کرنا۔[2]

رات میں ذبح:

خدا نے رات کو آرام وسکون کے لئے قرار دیا ہے۔[3] اس لئے رات کو حیوان کا شکار یا ذبح کرنے سے منع کیا گیا ہے۔

شیخ طوسیؒ لکھتے ہیں: رات کو جانور ذبح کرنا مکروہ ہے۔ مگر ضرورت کے وقت یا اس کے مرنے کا خطرہ ہو تو ایسی صورت میں ذبح کیا جاسکتا ہے۔[4]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

لَا تَأْتُوا الْفِرَاخَ فِي اَعْشَاشِهَا وَ لَا الطَّيْرَ فِي مَنَامِهِ حَتَّى يُصْبِحَ فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ وَ مَا مَنَامُهُ يَا رَسُولَ اللهِ فَقَالَ اللَّيْلُ مَنَامُهُ فَلَا تَطْرُقُهُ فِي مَنَامِهِ حَتَّى يُصْبِحَ وَ لَا تَأْتُوا الْفَرْخَ فِي عُشِّهِ حَتَّى يَرِيشَ وَ يَطِيرَ فَاِذَا طَارَ فَاَوْتِرْ لَهُ قَوْسَكَ وَ انْصِبْ لَهُ فَخَّكَ.

آشیانوں میں پرندوں کے بچوں کو کچھ نہ کہو۔ جب پرندہ سو رہا ہو تو شکار نہ کرو یہاں تک صبح نہ ہو جائے۔ ایک آدمی نے پوچھا: ان کے سونے کا وقت کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: رات۔ ان کے سونے کا وقت ہوتا ہے۔ پس ان کا تعاقب نہ کرو۔ جن بچوں کے ابھی پر نہیں آئے ان کا تعاقب نہ کرو۔ جب ان کے پر آجائیں اور وہ اڑنے کی قدرت رکھتے ہوں اس وقت تیر کمان سے شکار کر سکتے ہو۔[5]

ابان بن تغلب کہتے ہیں:

كَانَ عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ عليه السلام يَاْمُرُ غِلْمَانَهُ اَنْ لَا يَذْبَحُوا حَتَّى يَطْلُعَ الْفَجْرُ وَ يَقُولُ اِنَّ اللهَ تَعَالَى جَعَلَ اللَّيْلَ سَكَناً لِكُلِّ شَيْءٍ قَالَ قُلْتُ جُعِلْتُ فِدَاكَ فَاِنْ خِفْنَا قَالَ اِنْ كُنْتَ تَخَافُ الْمَوْتَ فَاذْبَحْ.

---

[1] بحار الانوار (ط-بیروت)/ ج۶۱/ ۳۰۶/ باب ۱۱ القبرۃ والعصفور وشبابہما..... ص: ۳۰۰

[2] مکارم الاخلاق/ ۲۳۷/ الفصل العاشر فی نوادر النکاح..... ص: ۲۳۳

[3] سورۂ انعام: ۹۶

[4] النہایۃ، طوسی، ص ۵۸۵

[5] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۶/ ۲۱۶/ باب صید اللیل..... ص: ۲۱۵

امام سجاد علیہ السلام نے اپنے غلام کو دستور دیا کہ جب تک سورج طلوع نہ ہو جائے جانور کو ذبح نہ کرو
اور فرمایا: خدا نے رات کو سب کے لئے آرام وسکون کے لئے بنایا ہے۔
ابان کہتا ہے: میں نے پوچھا: میری جان قربان ہو! اگر حیوان کے مرنے کا ڈر ہو تو کیا کریں؟ امام نے فرمایا: ایسی صورت میں حیوان کو ذبح کیا جا سکتا ہے۔[1]

(۵) غیر مناسب فائدہ:

اسلام میں جانوروں کو بہترین نعمت شمار کیا گیا ہے اسی لئے ان سے غیر مناسب فائدہ اٹھانے سے منع کیا گیا ہے۔ جیسے حیوان کی پشت پر سونا، سوار ہو کر زیادہ دیر کھڑے رہنا، زیادہ دیر بیٹھانا، ایک طرف سوار ہونا اور ہر قسم کی نامناسب فائدہ سے منع کیا گیا ہے۔

روایت میں ہے کہ:

لَا يَقِفُ عَلَيْهَا فُوَاقاً.

یعنی سواری کی حالت میں زیادہ دیر کھڑے نہ ہو۔[2]

نیز روایت میں ہے کہ:

وَلَا يَقِفُ عَلَى ظَهْرِهَا إِلَّا فِي سَبِيلِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ

حیوان کی پشت پر زیادہ دیر نہ بیٹھو مگر یہ کہ راہِ خدا میں جہاد کے موقع پر توقف ہو۔[3]

جب سواری پر بیٹھو تو وزن میں خیال رکھا جائے کہ حیوان کے اٹھانے والا ہو یہ نہ ہو کہ جانور ابھی اتنا وزن اٹھانے کے قابل ہی نہ ہو اور اس پر اس کی طاقت سے زیادہ بوجھ لاد دیا جائے۔[4]

حیوانوں کو آپس میں لڑانا:

پرانے زمانے سے انسان کی ایک سرگرمی یہ ہے کہ وہ جانوروں کو آپس میں لڑاتے تھے۔ مرغ کی لڑائی، مینڈھوں کی لڑائی، ریچھ اور کتے کی لڑائی وغیرہ۔ آج بھی دنیا کے بعض ممالک میں رائج ہے۔ حتیٰ کہ ٹی وی پر دکھاتے ہیں۔ اسلام میں حیوان سے ایسا سلوک کرنے کی منع کیا گیا ہے۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے مکروہ فرمایا، سوائے شکاری کتے کے۔[5]

ابو عباس کہتا ہے کہ

سَأَلْتُهُ عَنِ التَّحْرِيشِ بَيْنَ الْبَهَائِمِ فَقَالَ كُلُّهُ مَكْرُوهٌ إِلَّا الْكِلَابَ.

---

[1] تہذیب الاحکام (تحقیق خرسان)/ ج۹/ ۶۰/ اباب الصید والذکاۃ..... ص:2
[2] مستدرک الوسائل ومستنبط المسائل/ ج۸/ ۲۵۹/ ۷۔ باب حقوق الدابۃ الواجبۃ والمندوبۃ..... ص:۲۵۸
[3] من لایحضرہ الفقیہ/ ج۲/ ۲۸۶/ باب حق الدابۃ علی صاحبہا..... ص:۲۸۶
[4] الکافی، ج۶، ص۵۳۹
[5] الکافی، ج۶، ص۵۵۴

میں نے حیوانوں کے آپس میں لڑانے کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا: یہ عمل مکروہ ہے سوائے کتوں کے۔[1]
اگر جانوروں پر ظلم شمار ہو تو کتوں کا لڑانا بھی حرام ہے۔

جانوروں پر تیر اندازی:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

لا تَتَّخِذُوا شَيْئاً فيه الرُّوحُ غَرَضًا.

کسی جاندار کو تیر کا ہدف قرار نہ دو۔[2]

اسلام میں بعض جانوروں کے شکار کی خاص حالات میں اجازت دی گئی ہے۔ لیکن فضول ہدف بنانے سے منع کیا گیا ہے۔

روایت ہے کہ:

مَرَّ رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عَلَى قَوْمٍ نَصَبُوا دَجَاجَةً حَيَّةً وَ هُمْ يَرْمُونَهَا بِالنَّبْلِ فَقَالَ مَنْ هَؤُلَاءِ لَعَنَهُمُ اللهُ.

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک گروہ کے پاس سے گزرے جو زندہ مرغ کو بلند جگہ پر رکھ کر تیر کا ہدف قرار دے رہے تھے۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ دیکھ کر پوچھا: یہ کون لوگ ہیں؟ ان پر خدا کی لعنت ہو۔[3]

حیوان کے جنین کو سقط کرنا:

کسی کو یہ حق حاصل نہیں کہ وہ کسی جانور کو مارے کہ جس سے اس کا جنین سقط ہو جائے۔ ایسے کام کے مرتکب ہونے والے کو اس کے صاحب کو قیمت ادا کرنی چاہیے۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

فِي جَنِينِ الْبَهِيمَةِ إِذَا ضُرِبَتْ فَأَلْقَتْ عُشْرُ ثَمَنِهَا.

اگر کوئی آدمی کسی حیوان کو مارتا ہے اور اس کا بچہ سقط ہو جاتا ہے تو اسے درہم کا دسواں حصہ دینا چاہیے۔[4]

حیوان کی آنکھ کی دیت:

اگر حیوان کو آزار دیں تو بعض اوقات دیت دینی ہوتی ہے۔ امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

مَنْ فَقَأَ عَيْنَ دَابَّةٍ فَعَلَيْهِ رُبُعُ ثَمَنِهَا.

جس نے حیوان کی آنکھ نکالی ہو اسے حیوان کی ایک چوتھائی قیمت ادا کرنی چاہیے۔[5]

---

[1] المحاسن/ ج ۲/ ۶۲۸/ ۱۲ باب ارتباط الدابۃ والرکوب..... ص: ۶۲۵
[2] بحار الانوار (ط- بیروت)/ ج ۶۱/ ۲۸۲/ باب ۱۰ النحل والنمل وسائر ما نہی عن قتلہ من الحیوانات..... ص: ۲۲۹، جامع الصغیر، ج ۲، ص ۷۲۹
[3] النوادر (للراوندی)/ ۳۳/ فی الحرب ولواحقہ..... ص: ۳۲
[4] تہذیب الاحکام (تحقیق خرسان)/ ج ۱۰/ ۳۱۰/ ۲۷- باب الجنایات علی الحیوان..... ص: ۳۰۹
[5] الکافی (ط- الاسلامیۃ)/ ج ۷/ ۳۶۸/ باب فیما یصاب من البہائم وغیرہا من الدواب..... ص: ۳۶۷

پرندوں کی خدا سے شکایت:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

كَانَ فِيمَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ رَجُلٌ يَأْتِي وَكْرَ طَائِرٍ إِذَا خَرَجَ، يَأْخُذُ فَرْخَتَهُ، فَشَكَا ذَلِكَ الطَّائِرُ إِلَى اللهِ عَزَّ وَجَلَّ مَا يَصْنَعُ ذَلِكَ الرَّجُلُ، فَأَوْحَى اللهُ تَعَالَى إِلَيْهِ: إِنْ هُوَ عَادَ فَأَهْلِكُهُ.

پرانے زمانے میں ایک آدمی نے پرندے کے گھونسلے کو دیکھا اور جب بھی اس کے بچے ہوتے وہ اٹھا لیتا تھا اس پرندے نے خدا سے شکایت کی۔ خدا نے اس پرندے پر الہام کیا اگر وہ آدمی دوبارہ آیا تو میں اسے نابود کر دوں گا۔[1]

ہدہد کا ذبح کرنا:

علی بن جعفر کہتا ہے:

سَأَلْتُ أَخِي مُوسَى عليه السلام عَنِ الْهُدْهُدِ وَقَتْلِهِ وَذَبْحِهِ فَقَالَ لَا يُؤْذَى وَلَا يُذْبَحُ فَنِعْمَ الطَّيْرُ هُوَ.

میں نے اپنے بھائی موسیٰ بن جعفر علیہ السلام سے ہدہد کے ذبح کرنے اور سر کے کاٹنے کے بارے میں پوچھا: آپ نے فرمایا: وہ اچھا پرندہ ہے اسے ذبح نہ کیا جائے۔[2]

مینڈک کو مارنا:

روایت میں ہے کہ:

إِنَّ طَبِيبًا ذَكَرَ ضِفْدَعًا فِي دَوَاءٍ عِنْدَ رَسُولِ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فَنَهَى رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عَنْ قَتْلِهِ.

ایک طبیب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے مینڈک سے دارو بنانے کے لئے پوچھا۔ آپ نے فوراً طبیب کو مینڈک سے دارو بنانے کو منع فرمایا۔[3]

حیوان کو جلانا:

حیوان کو جلانے سے منع کیا گیا ہے۔[4] رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حیوان کو اذیت دینے یا اسے جلانے سے منع فرمایا۔[5]

شہد کی مکھیوں کا چھتا جلانا:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نقصان دینے والی مکھیوں کو مارنا جائز فرمایا لیکن اس کے چھتے کو آگ لگانے سے منع فرمایا۔[6]

---

[1] حیاۃ الحیوان، ج ۳، ص ۲۸۴

[2] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۶/ ۲۲۴/ باب الہدہد والصرد..... ص: ۲۲۴

[3] سنن نسائی، ج ۷، ص ۲۱

[4] نَهَى صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم أَنْ يُحْرَقَ شَيْءٌ مِنَ الْحَيَوَانِ بِالنَّارِ (من لایحضرہ الفقیہ/ ج ۴/ ۵/ باب ذکر جمل من مناہی النبی ص..... ص: ۳)

[5] فَإِنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قَدْ نَهَى عَنْ تَعْذِيبِ الْحَيَوَانِ بِالنَّارِ (بحار الانوار (ط-بیروت)/ ج ۶۱/ ۲۴۴/ باب ۱۰ النحل والنمل وسائر ما نہی عن قتلہ من الحیوانات وما یحل قتلہ منہا من الحیات والعقارب والغربان وغیرہا والنہی عن حرق الحیوانات وتعذیبہا..... ص: ۲۲۹)

[6] يُكْرَهُ إِحْرَاقُ بُيُوتِهَا بِالنَّارِ. (بحار الانوار (ط-بیروت)/ ج ۶۱/ ۳۱۸/ باب ۱۱۲ الذباب والبق والبرغوث والزنبور والخنفساء والقملۃ والقرد والحلم و اشباہہا..... ص: ۳۱۰)

حیوان کو ناحق ذبح کرنا:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَا مِنْ طَائِرٍ وَلَا غَيْرُهُ يُقْتَلُ بِغَيْرِ الْحَقِّ إِلَّا سَتَخَاصِمُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ.

اگر کوئی پرندے یا کسی اور جانور کو ناحق ذبح کیا جائے تو وہ روز قیامت اپنے قاتل سے دشمنی کرے گا۔[1]

نیز فرمایا:

مَا مِنْ إِنْسَانٍ يَقْتُلُ عُصْفُوراً فَمَا فَوْقَهَا بِغَيْرِ حَقِّهَا إِلَّا سَأَلَهُ اللهُ عَنْهَا قِيلَ يَا رَسُولَ اللهِ وَ مَا حَقُّهَا قَالَ أَنْ يَذْبَحَهَا فَيَأْكُلَهَا وَ أَنْ لَا يَقْطَعَ رَأْسَهَا وَ يَرْمِيَ بِهِ.

جو آدمی کسی چڑیا یا دوسرے پرندے کو ناحق مارتا ہے روز قیامت اس کا جواب دینا ہوگا۔

پوچھا گیا: اے اللہ کے رسولؐ! اس کا حق کیا ہے؟

آپ نے فرمایا: ذبح کرنے کے بعد اسے کھایا جائے نہ یہ کہ اسے ذبح کر کے دور پھینک دیا جائے۔[2]

حیوان پر ستم کا انجام:

روایت میں ہے:

أَبْصَرَ نَاقَةً مَعْقُولَةً وَ عَلَيْهَا جَهَازُهَا فَقَالَ أَيْنَ صَاحِبُهَا مُرُوهُ فَلْيَسْتَعِدَّ غَداً لِلْخُصُومَةِ.

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک اونٹ کو پلان کے ساتھ بندھے ہوئے دیکھا تو پوچھا: اس کا مالک کہاں ہے؟

اور پھر فرمایا: اسے کہہ دو کہ روز قیامت مواخذہ کے لئے تیار رہے۔[3]

موذی حیوان کو مارنا:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہر موجودات کو مارنے سے منع فرمایا سوائے موذی جانوروں کے۔[4]

اسی طرح پانچ قسم کے جانوروں کو مارنا جائز ہے۔ کوا، گدھ، سانپ، بچھو، پاگل کتا۔[5]

---

[1] کنز العمال، ج ۱۵، ص ۳۷

[2] بحار الانوار (ط- بیروت)/ ج ۶۱/ ۳۰۶/ باب ۱۱ القبرۃ والعصفور وأشباہہما..... ص: ۳۰۰

[3] من لایحضرہ الفقیہ/ ج ۲/ ۲۹۲/ باب ما یجب من العدل علی الجمل وترک ضربہ واجتناب ظلمہ ..... ص: ۲۹۲

[4] نَهَى عَنْ قَتْلِ كُلِّ ذِي رُوحٍ إِلَّا أَنْ يُؤْذِيَ. (کنز العمال، ج ۱۵، ص ۳۹)

[5] أَنَّ رَسُولَ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ..... أَمَرَ بِقَتْلِ خَمْسَةٍ الْغُرَابِ وَ الْحِدَأَةِ وَ الْحَيَّةِ وَ الْعَقْرَبِ وَ الْكَلْبِ الْعَقُورِ. (الخصال/ ج ۱/ ۲۹۷/ النہی عن قتل خمسۃ والامر بقتل خمسۃ ..... ص: ۲۹۷)

یہ اس لئے ہے کہ ضرر سے بچا جا سکے۔

پاگل کتے کو مارنا:

روایت میں کہ:

جَاءَ رَجُلٌ مِنَ الصَّحَابَةِ، وَ قَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، إِنَّ كَلْبَ فُلَانٍ الذِّمِّيِّ قَدْ خَرَقَ ثَوْبِي، وَ خَدَشَ سَاقِي، فَمَنَعَنِي مِنَ الصَّلَاةِ مَعَكَ فَقَالَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ سَلَّمَ: إِذَا كَانَ الْكَلْبُ عَقُوراً وَجَبَ قَتْلُهُ.

انصار کا ایک آدمی رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آیا اور عرض کرنے لگا: اے اللہ کے رسول! فلاں ذمی آدمی کے کتے نے میرا لباس پھاڑ دیا اور میرے پاؤں کو مجروح کر دیا۔ میں آپ کے ساتھ نماز ادا نہیں کر سکتا۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کاٹنے والے کتے کو مارنا جائز ہے۔[1]

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ أَمْسَكَ كَلْباً فَإِنَّهُ يَنْقُصُ مِنْ عَمَلِهِ كُلَّ يَوْمٍ قِيرَاطٌ إِلَّا كَلْبَ حَرْث.....

اگر کوئی شخص کتے کو باندھ کے رکھے تو ہر روز اس کے عمل میں ایک قیراط ثواب کم ہو جاتا ہے مگر یہ کہ کتا پاگل ہو۔[2]

---

[1] الروضۃ فی فضائل امیر المؤمنین علی بن ابی طالب علیہما السلام (لابن شاذان القمی)/ ۲۰۲/ (۱۷۲) (حدیث علی ولی اللہ)

[2] صحیح البخاری، ج ۳، ص ۶۷

تیسری فصل:

حقوق حیوان

دنیا کے ہر جاندار کا اپنے خالق سے ارتباط ہوتا ہے اگر چہ ان کو روک کرنا انسان کے لئے آسان نہیں۔[1]

آیات وروایات کی روشنی میں حیوانات بھی ادراک اور شعور رکھتے ہیں۔ان کے احساسات اور عواطف ہیں۔[2] اس وجہ سے ان کی قدر و قیمت ہے۔انسان کو بھی صرف جائز فائدہ اٹھانے کی اجازت ہے۔خدا کی طرف سے ان کے حقوق ہیں۔[3] اسلامی فقہ میں انسانی کے واجبات میں ایک قسم حیوانات کے حقوق بھی ہیں۔[4]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

مَهْمَا اُبْهِمَ عَلَى الْبَهَائِمِ مِنْ شَيْءٍ فَلَا يُبْهَمُ عَلَيْهَا اَرْبَعَةُ خِصَالٍ مَعْرِفَةُ اَنَّ لَهَا خَالِقاً وَ مَعْرِفَةُ طَلَبِ الرِّزْقِ وَ مَعْرِفَةُ الذَّكَرِ مِنَ الْاُنْثَى وَ مَخَافَةُ الْمَوْتِ.

اگر چہ خداوند عالم نے حیوانات کو بے ادراک و بے عقل خلق کیا لیکن چار خصلتیں اس میں بھرپور پائی جاتی ہیں:

---

[1] تُسَبِّحُ لَهُ السَّمٰوٰتُ السَّبْعُ وَالْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهِنَّ ؕ وَاِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ وَلٰكِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِيْحَهُمْ ؕ اِنَّهٗ كَانَ حَلِيْمًا غَفُوْرًا ﴿۴۴﴾

ساتوں آسمان اور زمین اور جو لوگ ان میں ہیں (سب) اس کی تسبیح کرتے ہیں اور (سارے جہان میں) کوئی چیز ایسی نہیں جو اس کے حمد (وثنا) کی تسبیح نہ کرتی ہو مگر تم لوگ ان کی تسبیح نہیں سمجھتے۔اس میں شک نہیں کہ وہ بڑا بُردبار بخشنے والا ہے۔(سورۂ اسراء:۴۴)

[2] الکافی، ج۶، ص۵۳۹

[3] جواہر الکلام، ج۲۷، ص۱۱۱

[4] مسالک الافہام، ج۱۲، ص۱۲۰

(۱) خالق کی شناخت، (۲) روزی کی تلاش، (۳) نر سے مادہ کی شناخت، (۴) موت سے ڈر۔[۱]

امام سجاد علیہ السلام نے فرمایا:

مَعْرِفَتِهَا بِالْمَرْعَى عَنِ الْخِصْبِ.

حیوان اپنی چراگاہ اور پانی پینے کے گھاٹ کو جانتا ہے۔[۲]

لہٰذا قرآن کریم کی نص اور روایات کے مطابق جانور انسان کے فائدے کے لئے پیدا کئے گئے ہیں۔[۳] اس طرح نہیں ہے کہ وہ انسانوں پر حقوق نہیں رکھتے اور صرف انسان ان سے فائدہ اٹھا سکتا ہے بلکہ شرعی ضوابط ہیں اسلام میں حیوانوں کے بھی حقوق ہیں انسان کو جن کی رعایت کرنی چاہیے۔

حیوان کے حقوق کی اہمیت:

اسلام مقدس میں انسان کی بنیادی ضروریات حیوان کے ذریعے پوری ہوتی ہیں۔ ان کے حقوق کا پورا کرنا انسان کے وظائف میں شمار ہوتا ہے۔ لہٰذا انسان تمام جانوروں کی نسبت مسؤل اور ذمہ دار ہیں۔ ان کا ایک حق یہ ہے کہ وہ حق حیات رکھتے ہیں پانی کے علاوہ چارہ، مناسب مکان اور دن رات امن جیسے جانوروں کے حقوق اور حیوان کو تکلیف سے محفوظ رکھنا چاہیے۔ جانور کی جسمانی سلامتی اور اس کی حرمت اس کے حقوق میں سے ہے۔ اسلام نے مسلمانوں کو ان حقوق کا پابند بنایا ہے۔ ان کی رعایت مالک یا حاکم شرع پر واجب ہے۔ فقہاء نے غیر پالتو حیوان کو بھی پانی اور چارہ دینا مستحب لکھا ہے۔[۴]

امام کاظم علیہ السلام نے فرمایا:

اتَّقُوا اللهَ فِيمَا خَوَّلَكُمْ وَفِي الْعُجْمِ مِنْ أَمْوَالِكُمْ.

خدا کے لئے غلاموں اور حیوانوں کے بارے میں ان کے حقوق کو پورا کیا جائے۔[۵]

آپ علیہ السلام نے فرمایا:

مِنْ مُرُوءَةِ الرَّجُلِ أَنْ تَكُونَ دَوَابُّهُ سِمَاناً قَالَ وَ سَمِعْتُهُ يَقُولُ ثَلَاثٌ مِنَ الْمُرُوءَةِ فَرَاهَةُ الدَّابَّةِ وَ حُسْنُ وَجْهِ الْمَمْلُوكِ وَ الْفَرَسُ السَّرِيُّ.

انسان کی مروت اور مردانگی یہ ہے کہ اس کے زیر اختیار صحتمند و موٹے تازے حیوانات ہوں۔ یعنی اپنے حیوانات کے

---

[۱] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۶/ ۵۳۹/ باب نوادر فی الدواب..... ص:۵۳۷

[۲] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۶/ ۵۳۹/ باب نوادر فی الدواب..... ص:۵۳۷

[۳] وَالْأَنْعَامَ خَلَقَهَا ۚ لَكُمْ۔ اور اسی نے چارپایوں کو تمہارے لیے پیدا کیا (سورۂ نحل:۵)

[۴] جواہر الکلام، ج۳۱، ص۳۹۴ تا ۳۹۶

[۵] مکارم الاخلاق/ ۱۲۹/ فیما یتعلق بالمسکن..... ص:۱۲۸

چارے پانی کا بھرپور خیال رکھتا ہو۔

راوی کہتا ہے میں نے امام سے سنا کہ آپؑ نے فرمایا: تین چیزیں انسانی مروت میں سے ہیں: (۱) اس کا حیوان چالاک ہو، (۲) خوبصورت چہرہ غلام رکھتا ہو اور (۳) تیز رفتار گھوڑا رکھتا ہو۔[۱]

حیوانات کے حقوق

۱۔ چارے کا حق:

حیوان کے اساسی حقوق میں ایک حق یہ ہے کہ اس کے کھانے پینے کی ضروریات کو پورا کیا جائے یعنی اس کو چارہ دیا جائے، پانی پلایا جائے کیونکہ حیوان خود زبان سے اظہار نہیں کرسکتا۔ حیوان کو قید میں رکھنا، یا نعمت الٰہی سے محروم کرنا اسلام میں پسندیدہ عمل نہیں ہے۔ بعض حیوانات انسان کی خدمت کرتے ہیں لیکن چارہ وغیرہ باہر جنگل سے حاصل کرتے ہیں۔ یہ مالک کا فرض ہے حیوان کو اس کی ضروریات کے لئے اسے آزادی بھی دے۔[۲]

بعض حیوان خود پہاڑوں وجنگلوں سے چرا کر خود واپس آجاتے ہیں لیکن اگر گھر پر حیوان رکھا ہے تو اس کی نیاز کو پورا کرنا ضروری ہے۔ حیوان کا دودھ اصل میں بچے کا حق ہے اگر سارا دودھ دوہ لیا جائے تو اس کا بچہ بھوکا رہے گا۔ اگر کوئی آدمی حیوانات کی ضروریات کو پورا نہیں کرتا تو حاکم اسلامی مالک کو تین کاموں میں سے کسی ایک پر مجبور کرسکتا ہے۔ بیچنا، ذبح کردینا، اس کا خرچ ادا کرنا۔[۳]

اسلامی فقہ کے مطابق جب کوئی آدمی حیوان کا مالک بنتا ہے تو اس پر واجب ہے کہ اس کی ضروریات پورا کرے اور اس میں کوئی فرق نہیں کہ جانور حلال گوشت ہو یا حرام گوشت پرندہ ہو یا کوئی اور۔ حیوان حق حیات رکھتا ہے۔[۴] جتنا ممکن ہوسکے حیوان کے چارہ وغیرہ کا خیال رکھا جائے۔ اگر مالک خوراک نہیں دیتا تو کوئی دوسرا اس کے چارے وغیرہ کا انتظام کرے اور مالک سے خرچ لے۔[۵]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک جگہ سے گزرے، انہوں نے ایک اونٹ کو گھر میں دیکھا جس کے پاؤں بندھے ہوئے تھے جبکہ اس کے پاس چارہ بھی نہ تھا۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا:

اس حیوان کا مالک کہاں ہے۔ جب وہ آیا تو آپ نے اس سے فرمایا: کیا تو اس حیوان کے بارے میں خدا سے نہیں

---

[۱] وسائل الشیعۃ/ ج ۱۱ / ۴۷۲ / ۵ - باب استحباب استسمان الدواب وفراہتہا وحسن وجہ المملوک واتخاذ الفرس السری..... ص: ۴۷۲

[۲] المبسوط، ج ۶، ص ۲۷

[۳] جواہر الکلام، ج ۳۱، ص ۳۹۶

[۴] المبسوط، ج ۶، ص ۲۷، جواہر الکلام، ج ۳۱، ص ۳۹۴

[۵] جواہر الکلام، ج ۳۱، ص ۳۹۶

ڈرتا یا اسے چارہ دے یا پھر آزاد کردے۔[1]

چارے کے لئے حیوان کی صبح کی دعا:

حیوان کی اساسی ضرورت یہ ہے کہ اس کے چارے کا خیال رکھا جائے۔ خدا نے جس آدمی کو حیوان کی نعمت دی ہے اسے اس کا شکر گزار ہو جائے۔

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

رُئِیَ اَبُو ذَرٍّ یَسْقِی حِمَاراً بِالرَّبَذَةِ فَقَالَ لَهُ بَعْضُ النَّاسِ اَوَ مَا لَكَ یَا بَا ذَرٍّ مَنْ یَسْقِی لَكَ هَذَا الْحِمَارَ فَقَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یَقُولُ مَا مِنْ دَابَّةٍ اِلَّا وَ هِیَ تَسْاَلُ كُلَّ صَبَاحٍ اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنِی مَلِیكاً صَالِحاً یُشْبِعُنِی مِنَ الْعَلَفِ وَ یُرْوِینِی مِنَ الْمَاءِ.

کچھ لوگوں نے ربذہ میں ابوذر غفاریؓ اپنے گدھے کو خود پانی پلاتے دیکھا تو انہوں نے ان سے کہا: تمہارے پاس کوئی اور آدمی نہیں جو اسے پانی پلائے۔

ابوذرؓ کہتے ہیں: میں نے اللہ کے رسولؐ سے سنا کہ آپؐ نے فرمایا: کوئی ایسا جاندار نہیں جو صبح کے وقت اپنے پروردگار سے درخواست نہ کرتا ہو: پروردگارا! مجھے اچھے مالک کے حوالے فرما جو مجھے چارہ دیتا رہے۔[2]

ایک اور روایت میں ابوذرؓ فرماتے ہیں:

سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یَقُولُ اِنَّ الدَّابَّةَ تَقُولُ: اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنِی مَلِیكَ صِدْقٍ یُشْبِعُنِی وَ یَسْقِینِی وَ لَا یُحَمِّلُنِی مَا لَا اُطِیقُ.

میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا کہ انہوں نے فرمایا: حیوان خدا سے کہتا ہے: پروردگارا! مجھے اچھا مالک دے جو مجھے سیراب کرے اور مجھ سے میری طاقت سے زیادہ کوئی کام نہ لے۔[3]

حیوان کو چارہ دینے کی سفارش:

روایت میں ہے:

یَا بُنَیَّةِ بِحَقِّی عَلَیْكِ اِلَّا مَا اَطْلَقْتِیهِ فَقَدْ حَبَسْتِ مَا لَیْسَ لَهُ لِسَانٌ وَ لَا یَقْدِرُ عَلَی الْكَلَامِ اِذَا جَاعَ اَوْ عَطِشَ فَاَطْعِمِیهِ وَ اسْقِیهِ وَ اِلَّا خَلِّی سَبِیلَهُ یَاْكُلْ مِنْ حَشَائِشِ الْاَرْضِ.

---

[1] اَیْنَ صَاحِبُ هٰذِهِ الرَّاحِلَةِ؟ اَلَا تَتَّقِی اللهُ فِیهَا؟ اِمَّا اَنْ تَعْلِفَهَا اَنْ تُرْسِلَهَا حَتّٰی تَبْتَغِیَ لِنَفْسِهَا. (کنز العمال، ج۹، ص۶۸)

[2] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۶/ ۵۳۷/ باب نوادر فی الدواب..... ص: ۵۳۷

[3] من لایحضرہ الفقیہ/ ج۲/ ۲۸۹/ باب حسن القیام علی الدواب..... ص:۲۸۹

حضرت امیر علیہ السلام انیس رمضان کو میں اپنی بیٹی اُم کلثوم کے گھر مہمان تھے۔آپ نے گھر کی مرغابیوں کے بارے میں فرمایا: اے بیٹی! کیوں مخلوق کو قید کر رکھا ہے اور ان کی زبان نہیں کہ جب وہ بھوکے پیاسے ہوں تو اس کا اظہار کریں۔ان کو خوراک دو یا انہیں چھوڑ دو تا کہ صحرا سے خود کھائیں۔[1]

حیوان کی غذا:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

فَإِذَا أَكَلَ أَحَدُكُمُ الطَّعَامَ وَشَيْءٌ مِنْهَا بَيْنَ يَدَيْهِ فَلْيُطْعِمْهُ أَوْ لِيَطْرُدْهُ فَإِنَّ لَهَا أَنْفُسَ سَوْءٍ.

جب تم میں کوئی کھانا کھائے یا کھانے کوئی چیز اس کے پاس ہو تو اگر کوئی کتا سامنے آجائے تو اسے بھی غذا دو یا اسے وہاں سے ہٹادو کیونکہ محروم کا نفس بُرا ہوتا ہے۔[2]

دودھ دینے والے حیوانات پر توجہ:

دودھ دینے والے جانوروں کا خیال رکھنے کی اہمیت ہے کیونکہ اس کے حقوق کی رعایت حیوان کے حق میں ادا ہو جاتے ہیں اور حیوان کی دو قسمیں ہیں۔دودھ دینے والے یا جسمانی کمزوری اور بیماری کا خطرہ ہو تو ایسے حالات میں ان کی حفاظت ضروری ہے۔

روایت میں ہے کہ

قَالَ عليه السلام لَهُ لَكَ نَاضِحٌ فَقَالَ نَعَمْ فَقَالَ لَهُ اعْلِفْهُ إِيَّاهُ وَلَا تَأْكُلْهُ.

ایک شخص سے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا: کیا تیرے پاس دودھ دینے والا حیوان ہے؟

اس نے کہا: ہاں۔

حضرت نے فرمایا: اس کو چارہ دو اور تم اس سے کچھ نہ کھاؤ۔[3]

حضرت امیر علیہ السلام امور مالیات کو وصیت میں فرماتے ہیں:

أَلَّا يَحُولَ بَيْنَ نَاقَةٍ وَبَيْنَ فَصِيلِهَ.

اونٹنی اور اس کے بچے کے درمیان جدائی نہ ڈالو۔[4]

نیز فرمایا:

---

[1] مستدرک الوسائل ومستنبط المسائل/ ج۸/ ۳۰۶/ ۴۵-باب نوادر ما یتعلق بابواب احکام الدواب فی السفر وغیرہ..... ص:۳۰۵

[2] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۶/ ۵۵۳/ باب الکلاب..... ص:۵۵۲

[3] تہذیب الاحکام (تحقیق خرسان)/ ج۶/ ۳۵۶/ ۹۳-باب المکاسب..... ص:۳۲۱

[4] نہج البلاغۃ (للصبحی صالح)/ ۳۸۱/ ۲۵ ومن وصیۃ لہ ع کان یکتبہا لمن یستعملہ علی الصدقات..... ص:۳۸۰

وَ لَا يَمْصُرَ لَبَنَهَا فَيُضِرَّ ذٰلِكَ بِفَصِيلِهَا.

حیوان کا سارا دودھ نہ دوہنا، کہ بچہ بھوکا نہ رہے۔[1]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب میں سے ایک صحابی کہتے ہیں:

اَهْدَيْتُ اِلَى النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لَقْحَةً فَاَمَرَنِيْ اَنْ اَحْلُبَهَا فَجَهَدْتُّ حَبْلَهَا. فَقَالَ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: لَا تَفْعَلْ دَعْ دَاعِيَ اللَّبَنِ.

ایک دودھ دینے والی اونٹنی رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہدیہ دی گئی آپؐ نے مجھے حکم دیا کہ اس کا دودھ دوہ لوں میں نے اس کا دودھ مکمل دوہ لینا چاہا۔ جب آپؐ نے یہ دیکھا تو مجھے حکم دیا: سارا دودھ نہ دوہنا بچے کا بھی حصہ ہوتا ہے سارا دودھ دوہنے سے خود حیوان کو بھی تکلیف ہوتی ہے۔[2]

اور یہ ضروری نہیں حیوان صرف حلال گوشت ہو بلکہ حیوانات جیسے کتا، جسے عام حالت میں رکھنے سے منع کیا گیا ہے لیکن جب کتیا دودھ دینے والی ہو تو اس کی غذا کا خیال رکھنا ضروری ہے۔[3]

جب فتح مکہ کے لئے اسلامی سپاہ روانہ ہوئی تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک کتے کو دیکھا کہ بچہ ہونے کی وجہ سے دوسرے بچوں کو دیکھ رہا تھا جو ماں کا دودھ پیتے تھے۔

جمیل بن سراقہ سے آپؐ نے فرمایا: اس حیوان کے سامنے کھڑا رہے اور اس کی حفاظت کرے تا کہ سپاہ گزرنے سے ان کو نقصان نہ پہنچے۔[4]

سواری کی غذا:

حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا:

مَنْ سَافَرَ بِدَابَّتِهِ بَدَاَ بِعَلْفِهَا وَ سَقْيِهَا.

جب کوئی آدمی حیوان پر سفر کرے تو سفر سے پہلے اسے چارہ اور پانی دے۔[5]

امام صادق علیہ السلام نے حیوانات کے حقوق کے بارے میں فرمایا:

وَ يَبْدَأُ بِعَلَفِهَا اِذَا نَزَلَ.

---

[1] نہج البلاغۃ (للصبحی صالح)/ ۳۸۱/ ۲۵ ومن وصیۃ لہ ع کان یکتبہا لمن یستعملہ علی الصدقات..... ص: ۳۸۰

[2] حیاۃ الحیوان، ج ۲، ص ۲۷۷

[3] جواہر الکلام، ج ۳۱، ص ۳۹۷

[4] سبیل الہدیٰ والرشاد، ج ۵، ص ۲۱۲، ج ۷، ص ۲۹

[5] تحف العقول/ النص/ ۱۰۸/ آداب ع لاصحابہ وہی اربعمائۃ باب للدین والدنیا..... ص: ۱۰۰

جب تم سواری سمیت منزل مقصود پر پہنچو تو سب سے پہلے حیوان کو چارہ دو۔[1]

امام صادق علیہ السلام سفر کے آداب کے ضمن میں حضرت لقمان سے نقل فرماتے ہیں کہ لقمان نے اپنے بیٹے کو وصیت کی:

وَ ابْدَأْ بِعَلْفِهَا قَبْلَ نَفْسِكَ.

جب سفر میں کہیں آرام کے لئے ٹھہرو تو اپنی حاجت سے پہلے حیوان پر توجہ کرو اور اسے چارہ دو۔[2]

تمیم بیت المقدس میں کسی عہدے پر فائز تھا۔ ایک دن وہ گھوڑے کے لئے جَو صاف کر رہا تھا کسی نے کہا اس کام کے لئے کوئی آدمی نہیں۔ تمیم نے جواب دیا:

سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مَنْ نَقَّى شَعِيراً لِفَرَسِهِ ثُمَّ قَامَ بِهِ حَتَّى يَعْلِفَهُ عَلَيْهِ كَتَبَ اللهُ لَهُ بِكُلِّ شَعِيرَةٍ حَسَنَةً.

میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا کہ آپ نے فرمایا: جو شخص گھوڑے کے لئے جَو صاف کرتا ہے پھر اسے کھلاتا ہے خداوند عالم جَو کے ہر دانے کے بدلے ایک نیکی عطا فرماتا ہے۔[3]

حرام و نجس غذا:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

إِنَّ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ عليہ السلام كَرِهَ أَنْ تُسْقَى الدَّوَابُّ الْخَمْرَ.

حضرت امیر علیہ السلام حیوان کو بطور علاج بھی شراب دینا مکروہ سمجھتے تھے۔[4]

ابوبصیر کہتے ہیں:

سَأَلْتُهُ عَنِ الْبَهِيمَةِ الْبَقَرَةِ وَ غَيْرِهَا تُسْقَى أَوْ تُطْعَمُ مَا لَا يَحِلُّ لِلْمُسْلِمِ أَكْلُهُ أَوْ شُرْبُهُ أَ يُكْرَهُ ذَلِكَ قَالَ نَعَمْ يُكْرَهُ ذَلِكَ.

میں نے امام صادق علیہ السلام سے پوچھا: کیا گائے، بھینس وغیرہ کو حرام خوراک دے سکتے ہیں آیا یہ کام مسلمان کے لئے حلال ہے یا مکروہ؟

آپ نے فرمایا: ہاں لیکن یہ کام مکروہ ہے۔[5]

---

[1] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۶/ ۵۳۷/ باب نوادر فی الدواب..... ص:۵۳۷

[2] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۸/ ۳۴۹/ حدیث اسلام علی ع..... ص:۳۳۸

[3] بحار الانوار (ط-بیروت)/ ج۶۱/ ۱۷۷/ باب۷ فضل ارتباط الدواب و بیان انواعہا و مافیہ شؤمہا و برکتہا..... ص:۱۵۸

[4] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۶/ ۴۳۰/ باب النوادر..... ص:۴۲۸

[5] تہذیب الاحکام (تحقیق خرسان)/ ج۹/ ۱۱۵/ ۲-باب الذبائح والاطعمۃ وما یحل من ذلک وما یحرم منہ..... ص:۶۳

بھوک سے حیوان کی شکایت:

روایت ہے کہ:

اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ دَخَلَ حَائِطاً لِبَعْضِ الْاَنْصَارِ فَاِذَا فِیهِ جَمَلٌ فَلَمَّا رَاَی النَّبِیَّ ﷺ ذَرَفَتْ عَیْنَاهُ فَمَسَحَ النَّبِیُّ ﷺ سَنَامَهُ فَسَکَنَ ثُمَّ قَالَ مَنْ رَبُّ هَذَا الْجَمَلِ فَجَاءَ فَتًی مِنَ الْاَنْصَارِ فَقَالَ هُوَ لِی یَا رَسُولَ اللهِ ﷺ فَقَالَ اَلَا تَتَّقِی اللهَ فِی هَذِهِ الْبَهِیمَةِ الَّتِی مَلَّکَکَ اللهُ اِیَّاهَا فَاِنَّهُ یَشْکُو اِلَیَّ اَنَّکَ تُجِیعُهُ وَ تُدْئِبُهُ.

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک انصار آدمی کے باغ میں داخل ہوئے اور آپ نے ایک اونٹ دیکھا۔ جب اونٹ نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا تو اس کی آنکھوں میں آنسو جاری ہو گئے۔ آپ نے اس کی کوہان پر ہاتھ پھیرا۔ اونٹ نے آرام محسوس کیا حضرتؐ نے لوگوں سے پوچھا: اس کا مالک کہاں ہے؟ انصار کے ایک جوان نے کہا: یہ میرا اونٹ ہے۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے فرمایا: تو اس حیوان کی کیوں پروا نہیں کرتا؟ اس اونٹ نے مجھ سے شکایت کی ہے کہ تو اسے بھوکا رکھتا ہے اور اس نے اپنے لاغر و کمزور ہونے کی بھی شکایت کی ہے۔ [1]

وضو پر حیوان کی پیاس مقدم ہے:

حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا:

رَسُولُ اللهِ ﷺ یَتَوَضَّاُ اِذْ لَاذَ بِهِ هِرٌّ الْبَیْتِ وَ عَرَفَ رَسُولُ اللهِ ﷺ اَنَّهُ عَطْشَانُ فَاَصْغَی اِلَیْهِ الْاِنَاءَ حَتَّی شَرِبَ مِنْهُ الْهِرُّ وَ تَوَضَّاَ بِفَضْلِهِ.

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وضو کر رہے تھے۔ ایک بلی آپ کے پاس آئی۔ آپ جانتے تھے کہ یہ پیاسی ہے۔ آپؐ نے برتن کو بلی کی طرف کیا اس نے پانی پیا اور پھر آپ نے وضو فرمایا۔ [2]

اسلامی فقہ میں بھی یہی حکم ہے کہ اگر حیوان اتنا پیاسا ہو کہ اس کی موت کا خطرہ ہو اور پانی بھی اتنا ہے کہ حیوان سیراب ہو سکتا ہو یا وضو تو حیوان کو سیراب کرے اور وضو کے بدلے تیمم کرے۔

پیاسے حیوان کو پانی پلانے کا ثواب:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے کہ

---

[1] بحار الانوار (ط۔ بیروت) / ج ۶۱ / ۱۱۱ / باب ۱۲ احوال الانعام و منافعها و مضارها و اتخاذها..... ص: ۹۷

[2] بحار الانوار (ط۔ بیروت) / ج ۱۶ / ۲۹۳ / فی سوا کہ..... ص: ۲۵۴

وَ اطَّلَعْتُ عَلَى الْجَنَّةِ فَرَاَيْتُ امْرَاَةً مُومِسَةً [1] فَسَاَلْتُ عَنْهَا فَقِيلَ اِنَّهَا مَرَّتْ بِكَلْبٍ يَلْهَثُ مِنَ الْعَطَشِ فَاَرْسَلَتْ اِزَارَهَا فِي بِئْرٍ فَعَصَرَتْهُ فِي حَلْقِهِ حَتّٰى رَوِيَ فَغَفَرَ اللهُ لَهَا.

جب میں معراج کے سفر پر گیا اور جنت کو دیکھا میں نے ایک گناہ گار عورت کو دیکھا۔ میں نے اس کا حال پوچھا تو کہا گیا: یہ عورت ایک کنویں کے قریب سے گزر رہی تھی کہ وہاں ایک پیاسا کتا تھا۔ اس عورت نے اپنی چادر کو کنویں ڈالا اور پیاسے کتے کو سیراب کیا۔ خدا نے اسے اس عمل کے نتیجے میں بخش دیا۔ [2]

نیز روایت میں ہے کہ:

فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللهِ اَوَ لَنَا فِي الْبَهَائِمِ اَجْرٌ قَالَ نَعَمْ فِي كُلِّ كَبِدٍ رَطْبَةٍ اَجْرٌ.

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا گیا: کیا حیوان سے نیکی کرنے کا ثواب ملتا ہے۔

آپ نے فرمایا: ہاں! ہر پیاسے کے جگر کو ٹھنڈا کرنے کا ثواب ہے۔ [3]

امام باقر علیہ السلام نے فرمایا:

اِنَّ اللهَ تَبَارَكَ وَ تَعَالَى يُحِبُّ اِبْرَادَ الْكَبِدِ الْحَرَّى وَ مَنْ سَقَى كَبِداً حَرَّى مِنْ بَهِيمَةٍ اَوْ غَيْرِهَا اَظَلَّهُ اللهُ يَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلُّهُ.

خدا پیاسوں کو سیراب کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔ جو آدمی کسی حیوان کو سیراب کرتا ہے خدا اس دن اسے عرش کے سائے میں رکھے گا جب اس سائے کے علاوہ اور کوئی سایہ نہیں ہوگا۔ [4]

حیوان کو پیاسا رکھنے کا انجام:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

اِنَّ امْرَاَةً عُذِّبَتْ فِي هِرَّةٍ رَبَطَتْهَا حَتّٰى مَاتَتْ عَطَشاً.

ایک عورت اس وجہ سے عذاب الٰہی میں مبتلا ہوئی کہ اس نے ایک بلی کو باندھ کر پیاسا رکھا۔ [5]

حیوان کی خدمت کا ثواب:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

---

[1] ای زانیۃ

[2] جواہر الکلام، ۳۱، ص ۳۹۵

[3] بحار الانوار (ط-بیروت)/ ج ۶۲/ ۶۵/ باب ۱۱ الکلاب وانواعہا وصفاتہا واحکامہا والسنانیر والخنازیر فی بدء خلقہا واحکامہا..... ص: ۴۸

[4] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۴/ ۵۸/ باب سقی الماء..... ص: ۵۷

[5] ثواب الاعمال وعقاب الاعمال/ النص/ ۲۷۸/ عقاب من قتل نفسا متعمدا..... ص: ۲۷۷

مَنِ ارْتَبَطَ فَرَساً فِي سَبِيلِ اللهِ، كَانَ عَلَفُهُ وَرَوْثُهُ وَشَرَابُهُ فِي مِيزَانِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ.
جو شخص گھوڑے کو راہ خدا میں جہاد کے لئے پالتا ہے، اسے چارہ دیتا ہے اور اس کی حفاظت کرتا ہے اس کی یہ خدمت روز قیامت اعمال کے ترازو میں ہوگی۔ [1]

نیز آپ نے فرمایا:

اَكْرِمُوا الْمُعَزّٰى وَامْسَحُوا بِرَغَامِهَا فَإِنَّهَا مِنْ دَوَابِّ الْجَنَّةِ.
بکری کی خدمت کرو یعنی اس کی گرد و غبار اس سے دور کرو کیونکہ یہ جنتی حیوان ہے۔ [2]

نیز فرمایا:

مَنْ مَشٰى عَنْ رَاحِلَتِهِ عَقَبَةً فَكَأَنَّمَا أَعْتَقَ رَغَبَةً.
جو شخص سواری کے ہوتے ہوئے پیدل جائے تو خدا اسے ایک غلام آزاد کرنے کا ثواب عطا فرماتا ہے۔ [3]

چھوٹی مخلوقات کی حمایت:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اتَّقِ الْخُرُوجَ بَعْدَ نَوْمَةٍ فَإِنَّ لِلهِ دَوَابَّ يَبُثُّهَ.
جب رات کا کچھ حصہ گزر جائے تو باہر نہ جاؤ کیونکہ خدا کی مخلوق چرندے اس وقت زمین پر پھیلے ہوتے ہیں۔ [4]

۲۔ حیوان کا علاج اور اس کی سلامتی:

حیوانوں کی صحت و سلامتی پر بھی توجہ دینی چاہیے، روایات میں ہے کہ انہیں آلودہ جگہ میں نہ رکھو اور غیر مناسب خوارک نہ دو اور حیوان کو اگر دوا کی ضرورت ہے تو مالک دوا کا خرچا کرے۔ [5]

روایات معصومین علیہم السلام میں بھی حیوان کے حوالے بہت تاکید وارد ہوئی ہے دو روایات پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں حتی کہ آپ کا یہ فرمان بھی گزرا ہے کہ بکری سے گرد غبار کو دور کیا جانا چاہئے۔

---

[1] الامالی (للطوسی)/ النص/ ۳۸۴/ [۱۳] المجلس الثالث عشر
[2] الجامع الصغیر، ج۱، ص ۱۶۵
[3] کنز العمال، ج۹، ص ۶۹
[4] بحار الانوار (ط- بیروت)/ ج ۷۳/ ۲۶۴/ باب ۴۸ حمل العصا و ادارۃ الحنک وسائر آداب الخروج من الصدقۃ والدعاء و..... ص: ۲۲۹
[5] جواہر الکلام، ج ۳۶، ص ۴۳۶، ۴۳۷

۳۔آرام کا حق:

مسلمان حیوان سے مختلف فوائد لیتے آئے ہیں لہٰذا حیوان سے فائدہ ضرور اٹھائیں لیکن اسے آرام کرنے کی فرصت بھی دیں۔ گدھا گاڑی سے سارا دن نہیں کام لینا چاہئے بلکہ اس کے مناسب آرام کا بندوبست ہونا چاہیے۔خاص کر رات کو آرام دینا چاہیے۔

حیوان کو آرام دینے کی سفارش:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اِذَا رَکِبْتُمْ هٰذِهِ الدَّوَابَّ فَاَعْطُوْهَا حَظَّهَا مِنَ الْمَنَازِلِ وَلَا تَکُوْنُوْا عَلَيْهَا شَيَاطِيْنَ.

جب کسی حیوان سے خدمت لو تو انہیں آرام کے وقت آرام کرنے دو اور ان پر شیطانوں کی طرح مسلط نہ ہو جاؤ یعنی ان پر ستم نہ کرو۔[۱]

روایت میں ہے کہ

نَهٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عَنِ السَّوْمِ مَا بَيْنَ طُلُوْعِ الْفَجْرِ اِلٰی طُلُوْعِ الشَّمْسِ.

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے طلوع آفتاب سے پہلے حیوانات کو چرانے سے منع فرمایا ہے۔[۲]

حضرت امیر علیہ السلام مالیات کے مامور کو لکھتے ہیں:

وَلْيُرَوِّحْهَا فِي السَّاعَاتِ.

ہر وقفے کے بعد اونٹوں کو آرام کرنے کی فرصت دو۔[۳]

حیوان کے آرام کے لئے مناسب جگہ:

حضرت امام صادق علیہ السلام حضرت لقمان حکیم کے بارے نقل فرماتے ہیں کہ انہوں نے بیٹے کو وصیت فرمائی:

وَ اِذَا قَرُبْتَ مِنَ الْمَنْزِلِ فَانْزِلْ عَنْ دَابَّتِكَ ..... وَ اِذَا اَرَدْتُمُ النُّزُوْلَ فَعَلَيْكُمْ مِنْ بِقَاعِ الْاَرَضِيْنَ بِاَحْسَنِهَا لَوْناً وَ اَلْيَنِهَا تُرْبَةً وَ اَكْثَرِهَا عُشْباً

جب آرام کرنے کی جگہ کے نزدیک پہنچو تو سواری سے پیدل ہو جاؤ.....اور جب تم کہیں ٹھہرنے کا ارادہ کرو تو

---

[۱] الجامع الصغیر، ج۱، ص۱۰۶

[۲] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۵ / ۱۵۲ / باب آداب التجارۃ..... ص:۱۵۰

[۳] شرح نہج البلاغۃ لابن ابی الحدید/ ج۱۵ / ۱۵۲ / ۲۵ ومن وصیۃ لہ ع کان یکتبہا لمن یستعملہ علی الصدقات..... ص:۱۵۱

صاف ستھری اور اچھی جگہ پر آرام کرو جہاں پر زیادہ سبزہ ہو۔[1]

حیوان کے لئے سبزہ کی جگہ مناسب ہے:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اِنَّ اللهَ يُحِبُّ الرِّفْقَ وَ يُعِينُ عَلَيْهِ فَإِذَا رَكِبْتُمُ الدَّوَابَّ الْعُجُفَ فَأَنْزِلُوهَا مَنَازِلَهَا فَإِنْ كَانَتِ الْأَرْضُ مُجْدِبَةً فَأَلْحُّوا عَلَيْهَا وَ إِنْ كَانَتْ مُخْصِبَةً فَأَنْزِلُوهَا مَنَازِلَهَا.

یقیناً اللہ تعالیٰ دوست ہے حیوان سے اچھا برتاؤ کرنے والے کو۔ اونٹوں کو وہاں سے لے کر گزرو جہاں دونوں طرف گھاس ہو اور خشک و بیابان کا راستہ انتخاب نہ کرو۔ جب پانی اور گھاس کے قریب پہنچو تو انہیں پانی اور گھاس دو۔[2]

نیز فرمایا:

وَ لَا يَعْدِلْ بِهَا عَنْ نَبْتِ الْأَرْضِ إِلَى جَوَادِّ الطُّرُقِ.

ہریالی والی جگہوں کو چھوڑ کر اونٹوں کو خشک و بیابان جگہ سے لے کر نہ گزرو۔[3]

پرندوں کا آشیانہ:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

الطَّيْرُ فِي وَكْرِهِ آمِنٌ فِي أَمَانِ اللهِ فَإِذَا طَارَ فَصِيدُوهُ إِنْ شِئْتُمْ.

پرندہ اپنے آشیانہ میں خدا کی پناہ اور امان میں ہوتا ہے۔ جب وہ اڑے تو شکار کرو۔[4]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

وَ لَا يُصَادُ مِنَ الطَّيْرِ إِلَّا مَا أَضَاعَ التَّسْبِيحَ.

کوئی پرندہ نہیں پکڑا جاتا سوائے اس کے کہ وہ خدا کی تسبیح کو بھول گیا ہو۔[5]

۴۔ حیوان کی نسل:

انسان کو یہ حق حاصل نہیں کہ وہ حیوان کو عقیم کرے اور اسے نسل پیدا کرنے سے روکے۔

---

[1] الکافی (ط۔الاسلامیۃ)/ ج۸/ ۳۴۹/ حدیث اسلام علی ع..... ص:۳۳۸، المحاسن/ ج۲/ ۳۷۵/ ۳۷ باب آداب المسافر..... ص:۳۷۵

[2] المحاسن/ ج۲/ ۳۶۱/ ۲۴ باب الرفق بالدابۃ وتعہدہا..... ص:۳۶۱

[3] نہج البلاغۃ (للصبحی صالح)/ ۳۸۱/ ۲۵ ومن وصیۃ لہ ع کان یکتبہا لمن یستعملہ علی الصدقات..... ص:۳۸۰

[4] دعائم الاسلام/ ج۲/ ۱۶۸/ افصل ذکر ما یحل من الصید وما یحرم منہ..... ص:۱۶۸

[5] دعائم الاسلام/ ج۲/ ۱۶۸/ افصل ذکر ما یحل من الصید وما یحرم منہ..... ص:۱۶۸

اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نَهٰی عَنْ اِخْصَاءِ الْخَیْلِ وَ الْغَنَمِ وَ الدِّیكِ.

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے گھوڑے، بھیڑ اور مرغ جیسے حیوانوں کو عقیم کرنے سے منع فرمایا ہے۔[۱]

حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں:

اِنَّ رَجُلًا مِنْ نَجْرَانَ كَانَ مَعَ رَسُولِ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فِی غَزَاةٍ وَمَعَهُ فَرَسٌ وَ كَانَ رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یَسْتَأْنِسُ اِلَی صَهِیلِهِ فَفَقَدَهُ فَبَعَثَ اِلَیْهِ فَقَالَ مَا فَعَلَ فَرَسُكَ فَقَالَ اشْتَدَّ عَلَیَّ شَغْبُهُ فَخَصَیْتُهُ فَقَالَ رَسُولُ اللهُ مَثَّلْتَ بِهِ مَثَّلْتَ بِهِ الْخَیْلُ مَعْقُودٌ فِی نَوَاصِیهَا الْخَیْرُ اِلَی یَوْمِ الْقِیَامَةِ وَ اَهْلُهَا مُعَاوَنُونَ عَلَیْهَا اَعْرَافُهَا وَقَارُهَا وَ نَوَاصِیهَا جَمَالُهَا وَ اَذْنَابُهَا مَذَابُّهَا.

نجران کے علاقے کا ایک آدمی جنگ میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھا۔ اس کے پاس گھوڑا تھا جس کو خصی کیا گیا تھا آپ نے اس شخص کے پیچھے آدمی کو بھیج کر پوچھا: تو نے گھوڑے ساتھ کیا کیا؟

اس نے جواب دیا: میرا گھوڑا شہوت والا تھا اور میں نے اسے خصی کر دیا۔

آپ نے فرمایا: تو نے اسے مثلہ کر دیا ہے گھوڑے کی پیشانی پر قیامت تک خیر لکھی ہوئی ہے۔ گھوڑے کے بال پُر وقار اس کی پیشانی خوبصورت اور اس کی دم حشرات کو دور کرنے کا آلہ ہے۔[۲]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

اَنَّهُ كَرِهَ اِخْصَاءَ الدَّوَابِّ وَ التَّحْرِیشَ بَیْنَهَا.

میرے والد گرامی نے حیوانوں کو خصی کرنے اور ان کو آپس میں لڑانے سے منع فرمایا۔[۳]

۵۔ حیوان کی دوستی کا حق:

انسان حیوان کی پرورش کرتا ہے جس سے وہ انسان کا وفادار ہوتا ہے۔ وہ آدمی پر دوستی کا حق رکھتا ہے۔ اسی لئے اسلامی فقہ میں پالتو حیوان کو ذبح کرنا مکروہ ہے۔

محمد بن فضیل کہتا ہے:

قُلْتُ جُعِلْتُ فِدَاكَ كَانَ عِنْدِی كَبْشٌ سَمِینٌ لِاُضَحِّیَ بِهِ فَلَمَّا اَخَذْتُهُ وَ اَضْجَعْتُهُ نَظَرَ اِلَیَّ فَرَحِمْتُهُ وَ رَقَقْتُ لَهُ ثُمَّ اِنِّی ذَبَحْتُهُ قَالَ فَقَالَ لِی مَا كُنْتُ اُحِبُّ لَكَ اَنْ تَفْعَلَ لَا تُرَبِّیَنَّ شَیْئاً مِنْ هَذَا ثُمَّ تَذْبَحُهُ.

---

[۱] بحار الانوار (ط۔ بیروت)/ ج ۶۲/ ۱۰/ باب ۲ فضل اتخاذ الدیک وانواعہا واتخاذ الدجاج فی البیت واحکامہا..... ص: ۳

[۲] النوادر (للراوندی)/ ۳۴/ شعار الحرب..... ص: ۳۳

[۳] المحاسن/ ج ۲/ ۶۳۴/ ۱۴ باب فضل الخیل وارتباطہا..... ص: ۶۳۰

میں نے امام رضا علیہ السلام سے عرض کیا: میں آپ پر فدا ہو جاؤں میں نے دنبے کو قربانی کے لئے پالا تھا جب میں نے اسے ذبح کرنے کے لئے زمین پر لٹایا تو اس نے مجھے دیکھا، میرا دل اس کے لئے نرم ہوا پھر بھی میں نے اسے ذبح کیا۔

آپ نے فرمایا: میں تیرے اس عمل کو پسند نہیں کرتا۔[1]

اس حیوان کو ذبح کرنا مکروہ ہے جس کی انسان خود پرورش کرے۔

روایت میں ہے کہ:

قُلْتُ لَهُ الرَّجُلُ يَعْلِفُ الشَّاةَ وَ الشَّاتَيْنِ لِيُضَحِّيَ بِهِمَا قَالَ لَا أُحِبُّ ذَلِكَ قُلْتُ فَالرَّجُلُ يَشْتَرِي الْحَمَلَ وَ الشَّاةَ فَيَتَسَاقَطُ عَلَفُهُ مِنْ هَاهُنَا وَ مِنْ هَاهُنَا فَيَجِيءُ الْوَقْتُ وَ قَدْ سَمِنَ فَيَذْبَحُهُ فَقَالَ لَا وَ لَكِنْ إِذَا كَانَ ذَلِكَ الْوَقْتُ فَلْيَدْخُلْ سُوقَ الْمُسْلِمِينَ وَ لْيَشْتَرِ مِنْهَا وَ يَذْبَحْهُ.

راوی نے امام صادق علیہ السلام سے پوچھا: ایک آدمی ایک دو بھیڑوں کی پرورش کرتا ہے تا کہ قربانی کرے۔

آپ نے فرمایا: مجھے اس کا یہ کام پسند نہیں ہے۔

دوبارہ پوچھا گیا: ایک شخص ایک اونٹ یا بھیڑ بکری کو اس قصد سے خریدے اور اسے خورک دیتا رہے تا کہ قربانی تک موٹا ہو جائے۔ کیا اس کی قربانی کر سکتا ہے؟

امام نے فرمایا: نہیں! بلکہ مسلمانوں کے بازار سے خریدے اور پھر قربانی کرے۔[2]

امام سجاد علیہ السلام نے اپنی عمر کے آخری لمحات میں اپنے بیٹے سے فرمایا:

قَدْ حَجَجْتُ عَلَى نَاقَتِي هَذِهِ عِشْرِينَ حِجَّةً فَلَمْ أَقْرَعْهَا بِسَوْطٍ قَرْعَةً فَإِذَا نَفَقَتْ فَادْفِنْهَا لَا يَأْكُلْ لَحْمَهَا السِّبَاعُ .....فَلَمَّا نَفَقَتْ حَفَرَ لَهَا أَبُو جَعْفَرٍ عليه السلام وَ دَفَنَهَا.

میں نے اپنے اس اونٹ پر بیس حج کئے ہیں اور ایک تازیانہ تک نہیں مارا۔ جب یہ مرے تو اسے دفن کرنا تا کہ پرندے اس کا گوشت نہ کھائیں۔.....پس امام علیہ السلام نے اس اونٹ کی موت کے بعد اسے دفن کر دیا۔[3]

۶۔ ہم نوع کی دوستی:

حضرت لقمان علیہ السلام سے اس طرح نقل ہوا ہے کہ

كُلُّ دَابَّةٍ تُحِبُّ مِثْلَهَا وَ إِنَّ ابْنَ آدَمَ يُحِبُّ مِثْلَهُ.

ہر حیوان اپنے ہم نوع سے دوستی کرتا ہے چنانچہ اولاد آدم ہم نوع کو دوست رکھتی ہے۔[4]

---

[1] تہذیب الاحکام (تحقیق خرسان)/ ج۵/ ۴۵۲/ ۲۶ باب من الزیادات فی فقہ الحج..... ص: ۳۸۷

[2] تہذیب الاحکام (تحقیق خرسان)/ ج۹/ ۸۳/ ۲- باب الذبائح والاطعمۃ وما یحل من ذلک وما یحرم منہ..... ص: ۶۳

[3] ثواب الاعمال وعقاب الاعمال/ النص/ ۵۰/ باب نادر..... ص: ۵۰

[4] الکافی (ط- الاسلامیۃ)/ ج۲/ ۶۴۲/ باب من تکرہ مجالستہ ومرافقتہ ..... ص: ۶۳۹

۷۔حیوان کے احترام کا حق:

حیوان کا احترام کرنا اس کا حق شمار کیا گیا ہے۔

اَنَّ رَجُلًا اَتَی النَّبِیَّ ﷺ وَ هُوَ قَائِمٌ عَلَی فَرَسٍ لَهُ فَسَلَّمَ عَلَی النَّبِیِّ ﷺ فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ وَ عَلَیْكُمُ السَّلَامُ فَقَالَ الرَّجُلُ اِنَّمَا اَنَا وَحْدِی فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ عَلَیْكَ وَ عَلَی فَرَسِكَ.

ایک شخص رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آیا وہ گھوڑے پر بیٹھا ہوا تھا اس نے آپؐ کو سلام کیا، آپ نے جواب میں "وعلیکم السلام" کہا، اس شخص نے پوچھا: اے اللہ کے رسولؐ! آپ نے جمع کا صیغہ استعمال کیا حالانکہ میں تنہا ہوں۔ آپ نے فرمایا: میں نے تمہیں اور تمہارے گھوڑے کو سلامتی کی دعا دی ہے۔[۱]

ضروری ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت پر عمل کریں۔

حیوان کا چہرہ:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

لِكُلِّ شَیْءٍ حُرْمَةٌ وَ حُرْمَةُ الْبَهَائِمِ فِی وُجُوهِهَا.

ہر چیز کی حرمت ہوتی ہے اور حیوانات کی حرمت ان کے چہرے ہیں۔[۲]

حیوان کے چہرے کو خوبصورت رکھنا:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

وَ لَا یَسِمُهَا فِی وَجْهِهَا.

انسان حیوان کے چہرے پر نشانی لگانے سے پرہیز کرے۔[۳]

یعنی لوہا گرم کر کے اس کے چہرے پر نشان نہ لگائے۔ لیکن چہرے کے علاوہ جسم پر نشانی لگا سکتا ہے۔ ہر چیز کا احترام ہے اور حیوان کا بھی احترام ہوتا ہے اور ان کا احترام انہیں خوبصورت رکھنے میں ہے۔[۴]

حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا:

لَا تُقَبِّحُوا الْوُجُوهَ.

کسی کو یہ حق نہیں کہ وہ حیوان کے چہرے پر نشانی لگائے۔[۵]

---

[۱] الجعفریات (الاشعثیات)/ ۸۷/ باب السیرۃ فی الخیل..... ص:۸۵، النوادر (للراوندی)/ ۴۱/ الآداب والسنن..... ص:۴۱

[۲] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۶/ ۵۳۹/ باب نوادر فی الدواب..... ص:۵۳۷

[۳] المحاسن/ ج۲/ ۶۲۷/ ۱۲ باب ارتباط الدابۃ والرکوب..... ص:۶۲۵

[۴] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۶/ ۵۳۹/ باب نوادر فی الدواب..... ص:۵۳۷

[۵] من لایحضرہ الفقیہ/ ج۲/ ۲۸۷/ باب حق الدابۃ علی صاحبہا..... ص:۲۸۶

حیوان پر ناروا سواری:

لَا تَتَّخِذُوا ظُهُورَ الدَّوَابِّ كَرَاسِيَّ فَرُبَّ دَابَّةٍ مَرْكُوبَةٍ خَيْرٌ مِنْ رَاكِبِهَا.

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع فرمایا کہ انسان حیوان کی پشت کو آرام دہ قرار دے (یعنی اس پر سوئے یا بلاوجہ اس پر سواری کرے) ممکن ہے کہ سواری سوار سے بہتر ہو۔[1]

بعض اوقات حیوان خدا کی اطاعت اور سوار سے بہتر ہوتا ہے۔

حقوق حیوان کی رعایت نہ کرنا:

جابر انصاریؓ کہتے ہیں:

مَا مِنْ صَاحِبِ إِبِلٍ وَلَا بَقَرٍ وَلَا غَنَمٍ لَا يُؤَدِّي حَقَّهَا إِلَّا أُقْعِدَ لَهَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِقَاعٍ قَرْقَرٍ تَطَؤُهُ ذَاتُ الظِّلْفِ بِظِلْفِهَا وَتَنْطَحُهُ ذَاتُ الْقَرْنِ بِقَرْنِهَا لَيْسَ فِيهَا يَوْمَئِذٍ جَمَّاءُ وَلَا مَكْسُورَةُ الْقَرْنِ قَالُوا يَا رَسُولَ اللهِ وَمَا حَقُّهَا قَالَ إِطْرَاقُ فَحْلِهَا وَ إِعَارَةُ دَلْوِهَا وَمِنْحَتُهَا وَحَلَبُهَا عَلَى الْمَاءِ وَحَمْلٌ عَلَيْهَا فِي سَبِيلِ اللهِ.

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو لوگ اپنے اونٹ، گائے، بھیڑ بکری جیسے جانوروں کے حقوق ادا نہیں کرتے تو روز قیامت یہ حیوان اپنے سموں اور سینگوں سے ان افراد کو پامال کریں گے۔

میں نے پوچھا: اے اللہ کے رسولؐ! اس حیوان کا حق کیا ہے؟

آپ نے فرمایا:

۱۔ نر کو نسل بڑھانے کے لئے دوسروں کو دینا۔

۲۔ اونٹ کو دوسروں کو عاریتاً دینا۔

۳۔ گائے، بھیڑ، بکری سے دودھ، گوشت و پشم وغیرہ دوسروں کو دینا۔

۴۔ دودھ دینے والے حیوان کو پانی کے کنارے دوھنا۔

۵۔ اونٹ اور سواری کو خدا کی راہ میں استعمال کرنا۔[2]

---

[1] دعائم الاسلام/ ج ۱/ ۳۴۷/ ذکر آداب السفر ..... ص: ۳۴۵

[2] صحیح مسلم، ج ۳، ص ۷۴، سنن دارمی، کتاب الزکوۃ، حدیث نمبر ۱۵۶۵

پانچواں حصہ

تعامل انسان با ماحولیات

خدا نے جہانی نظام، زمین اور مختلف دوسری مخلوقات کو انسان کے لئے پیدا کیا ہے تا کہ انسان ان مخلوقات کو دیکھے اور شناخت کے بعد یہ سوچے کہ یہ امانت خدا کی اطاعت میں کیسے راستے پر گامزن ہیں:

قرآن میں خدا فرماتا ہے:

اِنَّا جَعَلْنَا مَا عَلَى الْاَرْضِ زِيْنَةً لَّهَا لِنَبْلُوَهُمْ اَيُّهُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ۝۷

جو کچھ روئے زمین پر ہے ہم نے اسے اس کی زینت (رونق) قرار دی تا کہ ہم لوگوں کا امتحان لیں کہ ان میں سے کون سب سے اچھے چلن کا ہے۔[۱]

جب نعمتیں اور امکانات اپنے اصلی ہدف میں قرار پاتے ہیں کہ ان کے لئے استفادہ کیا جائے نہ حد سے تجاوز کرنا اور نہ حد سے کم کرنا بلکہ ایک اعتدال پسند راستے کا انتخاب کرنا چاہیے۔

روز قیامت تمام نعمتوں کی باز پرس ہوگی۔

ثُمَّ لَتُسْـَٔلُنَّ يَوْمَىِٕذٍ عَنِ النَّعِيْمِ ۝۸

پھر تم سے اُس دن نعمتوں کے بارے میں ضرور باز پُرس کی جائے گی۔[۲]

انسان کو جان لینا چاہیے کہ ماحول میں سب انسان شامل ہے ہر آدمی کا حصہ ہے لہٰذا اس کی حفاظت بھی لازم ہے تا کہ خود بھی بہرہ مند ہو سکے۔

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

لَا تَطِيبُ السُّكْنَى اِلَّا بِثَلَاثٍ الْهَوَاءِ الطَّيِّبِ وَ الْمَاءِ الْغَزِيرِ الْعَذْبِ وَ الْاَرْضِ الْخَوَّارَةِ.

انسان کو پاکیزگی وصفائی حاصل نہیں ہوسکتی جب تک تین چیزیں پاک وصاف نہ جائیں ماحول، پانی اور زمین۔[۳]

انسانی ماحول کے اردگرد تمام اشیاء ماحولیات میں شامل ہیں۔ ان کی حفاظت کی کوشش کے لئے مادی اور معنوی ثواب ملتا ہے۔

---

[۱] سورۂ کہف: ۷

[۲] سورۂ تکاثر: ۸

[۳] تحف العقول/ النص/ ۳۲۰/ ومن کلامہ ع سماہ بعض الشیعۃ نثر الدرر..... ص: ۳۱۵

مثال کے طور پر رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مامِن رَجُلٍ یَغرِسُ غَرسًا اِلَّا کَتَبَ اللهُ لَهُ مِنَ الْاَجرِ قَدرَ مَا یَخرُجُ مِن ثَمَرِ ذٰلِكَ الْغَرسِ.

جو آدمی درخت لگاتا ہے۔ خدا اس کے پھل کی پیداوار کے اندازے کے مطابق اسے نیکیاں عطا فرماتا ہے۔[1]

اس کے برعکس جو آدمی محیط زیست کو نقصان دیتا ہے۔ اس کے بُرے آثار ہیں۔ جو نا قابل جبران بھی ثابت ہو سکتے ہیں۔

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

لَا تَبُلْ فِی مَاءٍ نَقِیعٍ فَاِنَّهُ مَن فَعَلَ ذٰلِكَ فَاَصَابَهُ شَیءٌ فَلَا یَلُومَنَّ اِلَّا نَفسَهُ.

کھڑے پانی میں پیشاب نہ کرو، جو ایسا کرتا ہے وہ بلا و مصیبت میں گرفتار ہوگا اور اسے صرف اپنی سرزنش کرنی چاہیے۔[2]

لوگوں کی ضروریات کی اشیاء کو آلودہ کرنا جیسے کنواں، چشمہ یا پانی کا دوسرے مخزن کو خراب و آلودہ کرنا کا بُرا انجام ہے۔ اس بحث کو نو فصلوں میں تنظیم کیا گیا ہے۔

---

[1] الجامع الصغیر، ج ۲، ص ۵۱۴

[2] علل الشرائع/ ج ۱ / ۲۸۳ / ۲۰۰ باب علۃ النہی عن البول فی الماء النقیع..... ص: ۲۸۳

پہلی فصل:

ماحولیات

انسانی زندگی کا ماحول یعنی گھر سے لے کر گلی کوچوں تک ہر زندہ موجودات پارک کی فضا، سرسبز فضا، اڈے، جنگل نہریں، علمی مراکز، تحقیقی مراکز، فرہنگی، خدماتی، ادارتی، عبادی وغیرہ۔ یہ سب ماحول یا محولیات میں شامل ہے۔ ماحول کی سلامتی کا ایک سالم معاشرے سے گہرا رابطہ ہے۔ جس طرح بدن کے بارے میں صحت وسلامتی، علاج مقدم ہے اسی طرح ماحولیات سالم بھی مقدم ہے۔ ماحولیات کی حفاظت سب کی ذمہ داری ہے۔ یعنی رعایت حق زمین، ہوا، پانی، خاک، دریا، صحرا، پہاڑ، گھاس، حیوانات اور دوسری موجودات یہ سب آدمی کی زندگی اور معاشرے کے درمیان رابطہ ہیں۔[1] ماحولیات کو آلودہ کرنے سے منع کیا گیا ہے اور پاک رکھنے کی ترغیب دلائی گئی ہے۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

اَکْنُسُوا اَفْنِیَتَکُمْ وَلَا تَشَبَّهُوا بِالْیَهُودِ.

زندگی کے ماحول کی نظافت کی رعایت کرو اور یہودیوں کی مانند نہ بنو۔[2]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اِنَّ اللهَ تَعَالٰی طَیِّبٌ یُحِبُّ الطَّیِّبَ نَظِیْفٌ یُحِبُّ النَّظَافَةَ..... فَنَظِّفُوْا اَفْنِیَتَکُمْ.

خداوند عالم پاک ہے اور صفائی کو دوست رکھتا ہے، وہ پاکیزہ ہے اور پاکیزگی کو دوست رکھتا ہے۔ پس زندگی کا ماحول

---

[1] اسلام ومحیط زیست، ص ۳۸

[2] المحاسن/ ج ۲ / ۶۲۴ / ۹ باب تنظیف البیوت والافنیۃ..... ص: ۶۲۴، الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۶ / ۵۳۱ / باب النوادر..... ص: ۵۳۱

پاکیزہ رکھو۔[1]

اس حدیث سے چند نکات ملتے ہیں:

۱۔انسان خدا کا خلیفہ ہے اور خلیفہ کو چاہیے کہ اس کی سیرت کو برقرار رکھے اپنے اردگرد، اندر باہر خود سے مربوط ہر چیز مین صفائی و پاکیزگی کو مدنظر رکھے، پاکیزگی محبوب خدا ہے۔

۲۔خوشبو اور پاکیزگی روح کو لطیف بناتی ہے۔پس جسم کی پاکیزگی سے روح ملکوتی کو طاقت ملتی ہے۔

۳۔یہ حکم سب کے لئے ہے، ہمیشہ اور سب جگہ کو شامل ہے۔مرد و عورت، بوڑھا، جوان، سب انسانوں کی زندگی کو خطاب ہے۔ عوام اور حکومت دونوں کی ذمہ داری ہے کہ ماحول کو پاکیزہ رکھیں۔

۴۔خدا جمیل ہے اور جمال کو پسند کرتا ہے۔پاک و پاکیزہ فضا محبوب خدا ہے۔[2]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے احد کے پہاڑ کے بارے میں فرمایا:

هٰذَا اُحُدٌ جَبَلٌ يُحِبُّنَا وَنُحِبُّهُ.

یہ اُحد کا وہ پہاڑ ہے جو ہمیں دوست رکھتا ہے اور ہم اس کو دوست رکھتے ہیں۔[3]

تمام پہاڑ ہمارے دوست ہیں اور ہم ان کے دوست ہیں۔یہ صرف احد کے پہاڑ سے مخصوص نہیں ہے۔یعنی خدا کی تمام نعمتوں سے حقیقی فائدہ اٹھایا جائے۔

خداوند عالم فرماتا ہے:

اِنَّ الْمُلُوْكَ اِذَا دَخَلُوْا قَرْيَةً اَفْسَدُوْهَا وَجَعَلُوْٓا اَعِزَّةَ اَهْلِهَآ اَذِلَّةً ۚ وَكَذٰلِكَ يَفْعَلُوْنَ ۝۳۴

بادشاہوں کا قاعدہ ہے کہ جب کسی بستی میں (بزور فتح) داخل ہوتے ہیں تو اس کو اجاڑ دیتے ہیں اور وہاں کے معزز لوگوں کو ذلیل و رسوا کر دیتے ہیں۔اور یہ لوگ بھی ایسا ہی کریں گے۔[4]

انسان کو چاہیے کہ ماحولیات کو خدا کی امانت سمجھے اور اسے آلودہ نہ ہونے دے۔[5]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب فوج کو جنگ پر روانہ کرتے تو انہیں سفارش فرماتے:

لَا تَقْطَعُوا شَجَرَةً اِلَّا اَنْ تُضْطَرُّوا اِلَيْهَا

مجبوری کے علاوہ درخت کو نہ کاٹیں۔[6]

---

[1] نہج الفصاحۃ (مجموعہ کلمات قصار حضرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ)/۲۹۶/نہج الفصاحۃ مجموعہ کلمات قصار حضرت رسول اکرم، ص، باترجمہ فارسی

[2] سروش ہدایت، ج۱، ص ۳۵ تا ۳۸

[3] اعلام الوری باعلام الہدی (ط-الحدیثۃ)/ج۱/۲۴۷/فصل فی مکر بعض اصحاب رسول اللہ (ص) بہ..... ص:۲۴۵

[4] سورۂ نمل: ۳۴

[5] ر۔ک۔اسلام و محیط زیست، ص ۷۳، ۷۵

[6] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ج۵/۳۰/باب وصیۃ رسول اللہ ص و امیر المؤمنین ع فی السرایا..... ص:۲۷

اسی طرح امامؑ فرماتے ہیں کہ اس سرزمین میں رہائش اچھی ہوتی ہے جس کی ہوا صاف ستھری، زیادہ پانی، زمین زرخیز اور کاشت کے قابل ہو۔[1]

ماحولیات کے آثار:

انسان کی زندگی کے لئے سلامتی ایک بڑی نعمت ہے۔ انسان کی روزی کے لئے بڑی موثر ہے۔ امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام اس کے بارے میں فرماتے ہیں:

تَرْكُ الزِّنَا وَ كَنْسُ الْفِنَاءِ وَ غَسْلُ الْاِنَاءِ مَجْلَبَةٌ لِلْغَنَاءِ.

زنا کو ترک کرنا، جھاڑو دینا، برتنوں کو دھونا، انسان کی بے نیازی کا باعث ہے۔[2]

امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

غَسْلُ الْاِنَاءِ وَ كَسْحُ الْفِنَاءِ مَجْلَبَةٌ لِلرِّزْقِ.

ظروف کا دھونا جھاڑو دینا روزی میں اضافہ کا سبب ہے۔[3]

امام رضا علیہ السلام نے فرمایا:

كَنْسُ الْفِنَاءِ يَجْلِبُ الرِّزْقَ.

نظافت اور جھاڑو دینے سے روزی میں اضافہ ہوتا ہے۔[4]

امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام کے فرمان میں پاکیزگی دامن اور ماحولیات دونوں کی رعایت کا حکم دیا گیا ہے اور اگر دقت نظر سے اس حدیث پر توجہ دی جائے محسوس یہ ہوتا ہے کہ امام نے دونوں کو برابر شمار کیا ہے۔

ماحول کو آلودہ کرنا:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

نَهَى اَنْ يَبُولَ اَحَدٌ تَحْتَ شَجَرَةٍ مُثْمِرَةٍ اَوْ عَلَى قَارِعَةِ الطَّرِيقِ.

پھل دار درخت ہو یا عام راستے ان پر پیشاب نہ کرو۔[5]

---

[1] تحف العقول/ النص/ ۳۲۰/ ومن کلامہ ع سماہ بعض الشیعۃ نثر الدرر..... ص: ۳۱۵

[2] بحار الانوار (ط- بیروت)/ ج ۷۳/ ۳۱۸/ باب ۶۰ مایورث الفقر والغناء..... ص: ۳۱۴

[3] الخصال/ ج ۱/ ۵۴/ خصلتان مجلبتان للرزق..... ص: ۵۴

[4] المحاسن/ ج ۲/ ۶۲۴/ ۹ باب تنظیف البیوت والافنیۃ..... ص: ۶۲۴

[5] من لایحضرہ الفقیہ/ ج ۴/ ۴/ باب ذکر جمل من مناہی النبی ص..... ص: ۳

لہٰذا مسلمان کے لئے یہ زیب نہیں دیتا کہ وہ پارکوں، اڈوں، سبزوں اور راستوں کو آلودہ کریں۔ حکومت اور عوام دونوں مل کر ہی ماحول کو پاکیزہ بنا سکتے ہیں۔ بعض دوسروں کو آلودہ دیکھتے ہیں اور منع تک نہیں کرتے۔ ایسے لوگوں پر خدا ناراض ہوتا ہے۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

ثَلَاثٌ مَلْعُونٌ مَنْ فَعَلَهُنَّ الْمُتَغَوِّطُ فِي ظِلِّ النُّزَّالِ وَ الْمَانِعُ الْمَاءَ الْمُنْتَابَ وَ السَّادُّ الطَّرِيقَ الْمَسْلُوكَ.

تین گروہ ناروا کام کرنے کی وجہ سے خدا کی رحمت سے دور ہیں۔

۱۔ جو آدمی عمومی جگہ پارک گلی، روڈ، سایہ بان اور مہمان سراء کو آلودہ کرتے ہیں۔

۲۔ جو آدمی پانی کی باری میں رعایت نہ کرے۔

۳۔ جو آدمی سڑک پر ایسی چیز رکھے جس سے گزرنے والوں کے لئے مشکل ہو۔ [1]

حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا:

لَا يَبُلْ عَلَى سَطْحٍ فِي الْهَوَاءِ وَ لَا فِي مَاءٍ جَارٍ فَمَنْ فَعَلَ ذَلِكَ فَأَصَابَهُ شَيْءٌ فَلَا يَلُومَنَّ إِلَّا نَفْسَهُ.

مکان کی چھت پر، ہوا میں اور جاری پانی میں پیشاب نہ کرو اگر کسی نے ایسا کیا وہ بیماری میں مبتلا ہوگا اور اسے اپنے سوا کسی کی سرزنش نہیں کرنا چاہیے۔ [2]

ماحولیات پر گناہ کا اثر:

دنیا کے حوادث ایک حد تک انسانی اعمال کے تابع ہیں یعنی اگر انسان خدا کی اطاعت کرتا ہے اور اس کی بندگی کرتا ہے اس پر رحمت کے دریا اور برکات الٰہی ہوتی ہیں اس کے برعکس بعض لوگ معاشرے میں فساد برپا کرتے ہیں۔

گمراہ کن وادی میں قدم رکھنے والا، باطل اندیشہ اور فاسد انگیزہ انسان کو آلودہ کر دیتا ہے۔ انسانی معاشرے میں فساد ہوتا ہے دریا خشک ہو جاتے ہیں۔ ستم کی وجہ سے ملت میں امن نہیں رہتا، جنگ فتنہ و فساد عام ہو جاتا ہے۔

خداوند عالم فرماتا ہے:

وَمَآ اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيْكُمْ وَيَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ ﴿۳۰﴾

اور جو مصیبت تم پر پڑتی ہے وہ تمہارے اپنے ہی ہاتھوں کی کرتوت سے اور (اس پر بھی) وہ بہت کچھ معاف کر دیتا ہے۔ [3]

---

[1] الکافی (ط۔الاسلامیۃ)/ ج ۲/ ۲۹۲/ باب فی اصول الکفر وارکانہ..... ص:۲۸۹

[2] تحف العقول/ النص/ ۱۰۲/ آدابہ ع لاصحابہ وہی اربعمائۃ باب للدین والدنیا..... ص:۱۰۰

[3] سورۂ شوریٰ: ۳۰

لوگوں اور قوموں کی نافرمانیوں اور سرکشیوں کی بنا پر جو عذاب وحوادث نازل ہوئے ان کا ذکر قرآن مجید میں کچھ طرح سے ہے۔قوم عرم پر جو عذاب آیا اس کا ذکر یوں آیا ہے:

فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ سَيْلَ الْعَرِمِ

ہم نے (ایک ہی بند توڑ کر) ان پر بڑے زوروں کا سیلاب بھیج دیا۔[1]

طوفان نوحؑ کا ذکر یوں ہے:

فَاَخَذَهُمُ الطُّوْفَانُ وَهُمْ ظٰلِمُوْنَ﴿۱۴﴾

آخر طوفان نے انہیں لے ڈالا۔اور وہ اس وقت بھی سرکش ہی تھے۔[2]

قوم ثمود کے عذاب کا ذکر یوں ہے:

وَاَمَّا ثَمُوْدُ فَهَدَيْنٰهُمْ فَاسْتَحَبُّوا الْعَمٰى عَلَى الْهُدٰى فَاَخَذَتْهُمْ صٰعِقَةُ الْعَذَابِ الْهُوْنِ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ﴿۱۷﴾

اور رہے ثمود تو ہم نے ان کو سیدھا رستہ دکھا دیا مگر ان لوگوں نے ہدایت کے مقابلہ میں گمراہی کو پسند کیا تو ان کی کرتوتوں کی بدولت ذلت کے عذاب کی بجلی نے ان کو لے ڈالا۔[3]

قوم عاد پر عذاب کا ذکر یوں ہے:

وَاَمَّا عَادٌ فَاُهْلِكُوْا بِرِيْحٍ صَرْصَرٍ عَاتِيَةٍ﴿۶﴾

رہے (قوم) عاد تو وہ بہت شدید تیز آندھی سے ہلاک کیے گئے۔[4]

دنیا میں ہونے والے حوادث کے واقع ہونے میں انسان کے نیک اعمال اور بداعمال کی تاثیر ہوتی ہے۔[5]

امام باقر علیہ السلام نے فرمایا:

اَمَا اِنَّهُ لَيْسَتْ سَنَةٌ اَمْطَرَ مِنْ سَنَةٍ وَلٰكِنْ يَصِفُهُ [يَضَعُهُ] حَيْثُ يَشَاءُ اِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ اِذَا عَمِلَ قَوْمٌ بِالْمَعَاصِي صَرَفَ عَنْهُمْ مَا كَانَ قَدَّرَ لَهُمْ مِنَ الْمَطَرِ فِي تِلْكَ السَّنَةِ اِلٰى غَيْرِهَا مِنَ الْفَيَافِي وَ الْبِحَارِ وَ الْجِبَالِ وَ اِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَ جَلَّ لَيُعَذِّبُ الْجُعَلَ فِي جُحْرِهَا بِحَبْسِ الْمَطَرِ عَنِ الْاَرْضِ لِخَطَا [لِخَطَايَا] مَنْ يَحْضُرُ تَهَا [يَحْضُرَتِهَا] وَ قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ لَهُ السَّبِيلَ وَ الْمَسْلَكَ اِلٰى مَحَلِّ اَهْلِ الطَّاعَةِ ثُمَّ قَالَ اَبُو

---

[1] سورۂ سبا:۱۶

[2] سورۂ عنکبوت:۱۴

[3] سورۂ فصلت:۱۷

[4] سورۂ حاقہ:۶

[5] اسلام ومحیط زیست،ص ۲۰۴

جَعْفَرٍ ﷺ فَاعْتَبِرُوا يَا أُولِي الْأَبْصَارِ وَ الْأَلْبَابِ- ثُمَّ قَالَ وَجَدْنَا فِي كِتَابِ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ ع قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا ظَهَرَ الزِّنَاءُ كَثُرَ مَوْتُ الْفَجْأَةِ وَ إِذَا طُفِّفَ الْمِكْيَالُ أَخَذَهُمُ اللهُ بِالسِّنِينَ وَ النَّقْصِ وَ إِذَا مَنَعُوا الزَّكَاةَ مَنَعَتِ الْأَرْضُ بَرَكَتَهَا مِنَ الزَّرْعِ وَ الثِّمَارِ وَ الْمَعَادِنِ وَ إِذَا جَارُوا فِي الْأَحْكَامِ وَ تَعَاوَنُوا عَلَى الظُّلْمِ وَ الْعُدْوَانِ وَ إِذَا نَقَضُوا الْعُهُودَ سَلَّطَ اللهُ عَلَيْهِمْ عَدُوَّهُمْ وَ إِذَا قَطَعُوا الْأَرْحَامَ جُعِلَتِ الْأَمْوَالُ فِي أَيْدِي أَشْرَارِهِمْ وَ إِذَا لَمْ يَأْمُرُوا بِمَعْرُوفٍ وَ لَمْ يَنْهَوْا عَنْ مُنْكَرٍ وَ لَمْ يَتَّبِعُوا الْأَخْيَارَ مِنْ أَهْلِ بَيْتِي سَلَّطَ اللهُ عَلَيْهِمْ أَشْرَارَهُمْ فيدعوا [فَيَدْعُو] أَخْيَارُهُمْ فَلَا يُسْتَجَابُ لَهُمْ.

کوئی ایسا سال نہیں جس میں پہلے سے زیادہ بارش نہ ہو لیکن جب معاشرے میں لوگ گناہ کے مرتکب ہوتے ہیں تو خدا بارش نازل نہیں فرماتا۔ پہاڑوں، دریاؤں اور صحراؤں میں بارش ہوتی ہے۔

پھر امام باقر علیہ السلام نے فرمایا:

اے صاحب بصیرت! نصیحت حاصل کرو۔

پھر فرمایا: امیر المومنین علیہ السلام کی کتاب میں آیا ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

جب زنا آشکار ہو جائے، ناگہانی موت عام ہو جاتی ہے۔ جب کم فروشی ہوتی ہے تو خدا لوگوں کو قحط میں مبتلا کر دیتا ہے۔ جب زکات ادا نہیں ہوتی تو زمین بھی انہیں زراعت، پھل اور معدنیات سے محروم کر دیتی ہے۔ جب قضاوت میں ظلم ہو ایک دوسرے کے دشمن ہوں گے جب وعدہ خلافی کرتے ہیں تو خدا ان کے دشمنوں کو ان پر مسلط کر دیتا ہے۔ جب قطع رحمی ہو اموال شریر لوگوں کے ہاتھوں میں آجاتا ہے۔

جب امر و نہی نہیں کرتے تو خدا بروں کو حاکم بنا دیتا ہے ایسی حالت میں نیک افراد دعا کرتے ہیں لیکن ان کی دعا مستجاب نہیں ہوتی۔ [1]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

إِنَّ الْمُؤْمِنَ لَيَنْوِي الذَّنْبَ فَيُحْرَمُ رِزْقَهُ.

گناہ کی نیت روزی سے محرومیت کا سبب ہے۔ [2]

آگ کا بجھانا:

عمارتوں، جنگلوں، کھیتوں، وسائل نقلیہ اور دوسری چیز جسے آگ لگ جائے ایسی حالت میں مدد کرنا ضروری ہے۔ اس سے

---

[1] ثواب الاعمال وعقاب الاعمال/ النص/ ۲۵۲/ عقاب المعاصی..... ص:۲۵۲

[2] المحاسن/ ج۱/ ۱۱۶/ ۵۶ عقاب الذنب..... ص:۱۱۵

ماحولیات کی حفاظت ہوتی ہے۔ایسی مدد کرنے کا ثواب بھی ہے۔

امام صادق علیہ السلام نے اپنے باپ سے روایت کی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اِذَا رَاَیْتُمُ الْحَرِیقَ فَکَبِّرُوا فَاِنَّ اللهَ تَعَالَی یُطْفِئُهُ.

اگر کسی جگہ آگ لگ جائے تو اللہ اکبر کہو خدا آگ کو خاموش کر دیتا ہے۔[1]

جس طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام پر یہ واقعہ ہوا اسی طرح منصور دوانیقی نے امام صادق علیہ السلام کے گھر کو آگ لگائی۔آپ نے آگ کے شعلوں سے گزرتے ہوئے کہا:

اَنَا ابْنُ اَعْرَاقِ الثَّرَی اَنَا ابْنُ اِبْرَاهِیمَ خَلِیلِ اللهِ.

میں اعراق الثریٰ[2] کا فرزند ہوں میں ابراہیم خلیل اللہ کا فرزند ہوں۔

آگ کا آپؑ پر کچھ اثر نہ ہوا۔[3]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے کہ اللہ اکبر کہو، اللہ تعالیٰ آگ کو خاموش کر دیتا ہے۔

یہ ظاہری آگ کے ساتھ مختص نہیں بلکہ اگر اپنی ذلت کو جان لے تو شہوت کی آگ بھی بجھائی جاسکتی ہے۔اگر اللہ اکبر کہنے والا مؤحد ہو تو آگ خاموش ہو جاتی ہے لیکن مؤحد کا رمظہر الٰہی ہوتا ہے۔

کُلَّمَآ اَوْقَدُوْا نَارًا لِّلْحَرْبِ اَطْفَاَهَا اللهُ ۙ

جب یہ لوگ لڑائی کی آگ بھڑکاتے ہیں تو خدا اس کو بجھا دیتا ہے۔[4]

پس رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس کلام سے یہ مقصود ہے کہ آپ نے فرمایا: اللہ اکبر کہنے سے آگ خاموش ہو جاتی ہے۔

اللہ اکبر ایسی ہو جس سے کبریائی ظاہر ہو اس وقت اندرونی وظاہری دونوں قسم کی آگ بجھ سکتی ہے۔[5]

اسی طرح رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ رَدَّ عَنْ قَوْمٍ مِنَ الْمُسْلِمِینَ عَادِیَةَ مَاءٍ اَوْ نَارٍ وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ.

جو شخص مسلمانوں کو آگ لگنے سے بچاتا ہے خدا اس پر جنت واجب کر دیتا ہے۔[6]

---

[1] کشف الغمۃ فی معرفۃ الائمۃ (ط-القدیمۃ)/ ج۲/ ۱۶۴/ وامامناقبہ وصفاتہ..... ص:۱۵۵

[2] یہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کا لقب ہے جس کا ایک معنی ہے "پانی دینے والا بہت مالدار"

[3] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۱/ ۴۷۳/ باب مولد ابی عبداللہ جعفر بن محمد ع..... ص:۴۷۲

[4] سورۂ مائدہ: ۶۴

[5] تفسیر موضوعی قرآن کریم، ج۹، سیرۂ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم در قرآن، ص۳۵۹، ۳۶۰

[6] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۵/ ۵۵/ باب..... ص:۵۴

دوسری فصل

آب وہوا اور زرخیز زمین

صاف آب وہوا اور زرخیز زمین خدا کی ایک نعمت ہے۔ جو ضروریات زندگی میں سے ہے۔

قرآن میں خداوند عالم فرماتا ہے:

وَهُوَ الَّذِيْ خَلَقَ مِنَ الْمَآءِ بَشَرًا فَجَعَلَهٗ نَسَبًا وَّصِهْرًا ؕ وَكَانَ رَبُّكَ قَدِيْرًا ﴿۵۴﴾

اور وہی تو وہ خدا ہے جس نے پانی (منی) سے آدمی کو پیدا کیا پھر اس کو خاندان اور سُسرال والا بنایا اور (اے رسولؐ) تمہارا پروردگار ہر چیز پر قادر ہے۔[1]

وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ طِيْنٍ ﴿۱۲﴾

اور ہم نے آدمی کو گیلی مٹی کے جوہر سے پیدا کیا۔[2]

وَاللّٰهُ خَلَقَ كُلَّ دَآبَّةٍ مِّنْ مَّآءٍ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِيْ عَلٰى بَطْنِهٖ ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِيْ عَلٰى رِجْلَيْنِ ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِيْ عَلٰٓى اَرْبَعٍ ؕ يَخْلُقُ اللّٰهُ مَا يَشَآءُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۴۵﴾

اور خدا ہی نے تمام زمین پر چلنے والے کو پانی سے پیدا کیا۔ ان میں سے بعض تو ایسے ہیں جو اپنے پیٹ کے بل چلتے ہیں اور بعض ان میں ایسے ہیں جو دو پاؤں پر چلتے ہیں اور بعض ان میں سے ایسے ہیں جو چار پاؤں پر چلتے ہیں۔ خدا جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے اس میں شک نہیں کہ خدا ہر چیز پر قادر ہے۔[3]

---

[1] سورۂ فرقان: ۵۴

[2] سورۂ مومنون: ۱۲

[3] سورۂ نور: ۴۵

وَمِنْ اٰيٰتِهٖ يُرِيْكُمُ الْبَرْقَ خَوْفًا وَّطَمَعًا وَّيُنَزِّلُ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَيُحْيٖ بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ﴿۲۴﴾

اور اسی کی (قدرت کی) نشانیوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ وہ تم کو ڈرانے اور اُمید دلانے کے واسطے بجلی دکھاتا ہے اور آسمان سے پانی برساتا ہے اور اس کے ذریعے سے زمین کو اس کے پڑتی ہونے کے بعد آباد کرتا ہے بے شک عقلمندوں کے واسطے اس میں (قدرت خدا کی) بہت سی دلیلیں ہیں۔[۱]

اَوَلَمْ يَرَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنَّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ كَانَتَا رَتْقًا فَفَتَقْنٰهُمَا ؕ وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَآءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ ؕ اَفَلَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۳۰﴾

جولوگ کافر ہو بیٹھے کیا ان لوگوں نے اس بات پر غور نہیں کیا کہ آسمان اور زمین دونوں بستہ (بند) تھے تو ہم نے دونوں کو شگافتہ کیا (کھول دیا) اور ہم ہی نے ہر جاندار چیز کو پانی سے پیدا کیا۔ تو کیا اس پر بھی یہ لوگ ایمان نہ لائیں گے۔[۲]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

لَيْسَ لِابْنِ اٰدَمَ حَقٌّ فِي سِوٰى هٰذِهِ الْخِصَالِ: بَيْتٌ يَسْتُرُهُ، وَثَوْبٌ يُوَارِي عَوْرَتَهُ، وَجِلْفُ الْخُبْزِ، وَالْمَاءِ.

انسان کوئی حق نہیں رکھتا ان پانچ حقوق حقوق کے علاوہ: رہنے کے لئے گھر، پہننے کے لئے لباس، کھانے کے لئے روٹی اور پانی۔[۳]

پھر فرمایا:

اَلْمُسْلِمُوْنَ شُرَكَاءُ فِيْ ثَلَاثَةٍ:..... اَلْمَآءُ.

تمام مسلمان تین چیزوں میں برابر کے شریک ہیں:..... پانی۔ف[۴]

امام صادق علیہ السلام سے نقل ہوا کہ

لَا تَطِيبُ السُّكْنٰى اِلَّا بِثَلَاثٍ الْهَوَاءِ الطَّيِّبِ وَ الْمَاءِ الْغَزِيرِ الْعَذْبِ وَ الْاَرْضِ الْخَوَّارَةِ.

ایسی سرزمین جس کے تین عوامل نہ ہوں زندگی گوارا نہیں ہوتی۔ پاک ہوا، زیادہ پانی اور زرخیز زمین۔[۵]

ایک اور جگہ فرمایا:

ثَلَاثَةُ اَشْيَاءَ يَحْتَاجُ النَّاسُ طُرّاً اِلَيْهَا الْاَمْنُ وَ الْعَدْلُ وَ الْخِصْبُ.

---

[۱] سورۂ روم: ۲۴

[۲] سورۂ انبیاء: ۳۰

[۳] الجامع الصغیر، ج ۲، ص ۴۶۲

[۴] الجامع الصغیر، ج ۲، ص ۶۶۸

[۵] تحف العقول/ النص/ ۳۲۰/ ومن کلامہ ع سماہ بعض الشیعۃ نثر الدرر..... ص: ۳۱۵

تمام لوگ تین چیزوں میں محتاج ہیں۔امن، عدالت اور فراوانی نعمت۔[1]

ضروری ہے آب وہوا اور اس سے فائدہ اٹھانا جو کہ امانت الٰہی ہیں ان کی پاکیزگی اور آلودگی سے پاک کرنا خاص فن کی ضرورت ہوتی ہے۔[2]

اسی طرح لازم ہے کہ زرخیز زمین اور اس کی کیفیت خدا کی طرف سے نعمت ہے۔وہ امور جو زمین کو خراب کرتے ہیں ان پر توجہ دینا ضروری ہے ان سے فائدہ لینا بشر کا حق ہے فرد اور معاشرے کی ضروریات کو پورا کرنا لازم ہے۔[3]

پانی ذخیرہ:

خدا قرآن میں فرماتا ہے:

اَفَرَءَيْتُمُ الْمَآءَ الَّذِيْ تَشْرَبُوْنَ ﴿۶۸﴾ ءَاَنْتُمْ اَنْزَلْتُمُوْهُ مِنَ الْمُزْنِ اَمْ نَحْنُ الْمُنْزِلُوْنَ ﴿۶۹﴾ لَوْ نَشَآءُ جَعَلْنٰهُ اُجَاجًا فَلَوْلَا تَشْكُرُوْنَ ﴿۷۰﴾

تو کیا تم نے پانی پر بھی نظر ڈالی جو (دن رات) پیتے ہو۔کیا اس کو بادل سے تم نے برسایا ہے یا ہم برساتے ہیں۔اور اگر ہم چاہیں تو اُسے کھاری بنا دیں تو تم لوگ شکر کیوں نہیں کرتے۔[4]

خدا بارش کو معین حساب سے نازل فرماتا ہے:

وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءًۢ بِقَدَرٍ فَاَسْكَنّٰهُ فِي الْاَرْضِ ۖ وَاِنَّا عَلٰى ذَهَابٍۭ بِهٖ لَقٰدِرُوْنَ ﴿۱۸﴾

اور ہم ہی نے آسمان سے ایک اندازے کے ساتھ پانی برسایا پھر اس کو زمین میں (حسب مصلحت) ٹھہرائے رکھا۔اور ہم تو یقیناً اس کے غائب کر دینے پر قابو رکھتے ہیں۔[5]

"بقدر" کی تعبیر سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا ایک خاص مقدار میں بارش نازل فرماتا ہے نہ زیادہ نہ کم۔امام باقر علیہ السلام نے فرمایا:

بارش کا پانی زمین میں جذب ہوتا ہے اور وہاں ذخیرہ ہوتا ہے پھر نہر، چشموں اور کنویں کے ذریعے اس سے استفادہ کیا جاتا ہے۔[6]

جیسا کہ آیت میں ہے:

اَخْرَجَ مِنْهَا مَآءَهَا وَمَرْعٰىهَا ﴿۳۱﴾

---

[1] تحف العقول/النص/۳۲۰/ومن کلامہ ع سماہ بعض الشیعۃ نثر الدرر..... ص:۳۱۵

[2] ر۔ک، اسلام ومحیط زیست، ص ۲۷۴

[3] اسلام ومحیط زیست، ص ۲۷۴

[4] سورۂ واقعہ: ۶۸ تا ۷۰

[5] سورۂ مومن: ۱۸

[6] تفسیر القمی، ج ۲، ص ۹۳

اسی میں سے اس کا پانی اور اس کا چارہ نکالا۔[1]

انسان نے پانی کو ذخیرہ کرنا سیکھا لہٰذا بڑے بڑے بند بنائے اور بجلی بھی پیدا کر سکتے ہیں اور زراعت بھی ہوتی ہے۔ پانی کو ذخیرہ کرنے کے بارے میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی سفارش فرماتے تھے اس میں اسراف کرنے اور اسے آلودہ کرنے سے منع فرمایا۔

اَلْوُضُوءُ مُدٌّ وَ الْغُسْلُ صَاعٌ وَ سَيَأْتِي أَقْوَامٌ بَعْدِي يَسْتَقِلُّونَ ذَلِكَ فَأُولَئِكَ عَلَى خِلَافِ سُنَّتِي وَ الثَّابِتُ عَلَى سُنَّتِي مَعِي فِي حَظِيرَةِ الْقُدْسِ.

وضو میں پانی کی مقدار ایک مد (کلو سے کم) اور غسل کے لئے صاع (تین کلو) پانی استعمال کرنا چاہیے۔ لیکن میرے بعد ایک قوم آئے گی جو اسے کم شمار کرے گی وہ میری سنت کی مخالفت کریں گے جو باعمل ہوگا وہ روز قیامت میرے ساتھ ہوگا۔[2]

آپ نے فرمایا:

مَنْ رَدَّ عَادِيَةَ مَاءٍ أَوْ عَادِيَةَ نَارٍ فَلَهُ الْجَنَّةُ الْبَتَّةَ.

جو آدمی پانی کو ضائع ہونے سے بچائے اور ذخیرہ کرے وہ جنت میں جائے گا۔[3]

حضرت امیر علیہ السلام کا کلام بھی اس مطلب پر دلالت کرتا ہے کہ

مَنْ وَجَدَ مَاءً وَ تُرَاباً ثُمَّ افْتَقَرَ فَأَبْعَدَهُ اللهُ.

جس ملت کے پاس پانی، زمین اور کھیتی باڑی ہو لیکن پھر بھی وہ محتاج ہو تو وہ رحمت الٰہی سے دور ہے۔[4]

پانی کے بعض آثار:

اسلام نے پانی کو ذخیرہ کرنے کی تاکید کی ہے اور اس کے استعمال کے لئے احکام ہیں۔ حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا:

تَنَظَّفُوا بِالْمَاءِ مِنَ الرِّيحِ الْمُنْتِنَةِ

تم اپنے آپ کو پانی سے پاکیزہ رکھو۔[5]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سرد پانی کے لئے فرماتے ہیں:

اِسْتَنْجُوا بِالْمَاءِ الْبَارِدِ فَإِنَّهُ مُصَحَّةٌ لِلْبَوَاسِيرِ.

---

[1] سورۂ نازعات: ۳۱

[2] روضۃ المتقین فی شرح من لایحضرہ الفقیہ (ط-القدیمۃ)/ ج۱/ ۱۲۹/ باب مقدار الماء للوضوء والغسل..... ص: ۱۲۷

[3] ارشاد القلوب الی الصواب (للدیلمی)/ ج۱/ ۱۷۵/ الباب الحادی والخمسون فی اخبار عن النبی ص والائمۃ الاطہار..... ص: ۱۷۳

[4] قرب الاسناد (ط-الحدیثۃ)/ النص/ ۱۱۵/ احادیث متفرقۃ..... ص: ۹

[5] تحف العقول/ النص/ ۱۱۰/ آداب ع لاصحابہ وہی اربعمائۃ باب للدین والدنیا..... ص: ۱۰۰

ٹھنڈے پانی سے استنجا کرو کیونکہ یہ بواسیر کا علاج ہے۔[1]

حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا:

صُبُّوا عَلَى الْمَحْمُومِ الْمَاءَ الْبَارِدَ فَإِنَّهُ يُطْفِئُ حَرَّهَا.

جس آدمی کو بخار ہو اس پر ٹھنڈا پانی ڈالو تا کہ بخار کی حرارت کم ہو جائے۔[2]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

الْمَاءُ الْبَارِدُ يُطْفِئُ الْحَرَارَةَ وَيُسَكِّنُ الصَّفْرَاءَ وَيُذِيبُ الطَّعَامَ فِي الْمَعِدَةِ وَيَذْهَبُ بِالْحُمَّى.

ٹھنڈا پانی حرارت کو خاموش کرتا ہے۔صفراء کو آرام ملتا ہے غذا ہضم ہوتی ہے اور بخار برطرف ہوتا ہے۔[3]

حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا:

الْمَاءُ الْمَغْلِيُّ يَنْفَعُ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ وَلَا يَضُرُّ مِنْ شَيْءٍ.

گرم پانی تمام چیزوں کے لئے مہم ہے۔کسی چیز کے لئے نقصان دہ نہیں ہے۔[4]

آب زم زم:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

كَانَتْ زَمْزَمُ اَشَدَّ بَيَاضاً مِنَ اللَّبَنِ وَ اَحْلَى مِنَ الشَّهْدِ وَ كَانَتْ سَائِحَةً فَبَغَتْ عَلَى الْاَمْيَاهِ فَاَغَارَهَا اللهُ جَلَّ وَ عَزَّ وَ اَجْرَى عَلَيْهَا عَيْناً مِنْ صَبِرٍ.

آب زم زم دودھ سے زیادہ سفید۔شہد سے زیادہ شیریں، زمین پر جاری تھا پس جس نے دوسرے پانی سے صرف نظر کیا خداوند عالم نے اسے مہار کیا اور صبر کا چشمہ جاری کیا۔[5]

پانی پر نگاہ ڈالنا:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور امام کاظم علیہ السلام نے ایک حدیث میں اس طرح فرمایا:

ثَلَاثَةٌ يَجْلِينَ الْبَصَرَ ..... وَ النَّظَرُ إِلَى الْمَاءِ الْجَارِي.....

---

[1] الجامع الصغیر، ج۱، ص ۱۵۳

[2] مکارم الاخلاق/ ۱۵۶/ فی الماء البارد..... ص:۱۵۶

[3] مکارم الاخلاق/ ۱۵۶/ فی الماء البارد..... ص:۱۵۶

[4] مکارم الاخلاق/ ۱۵۷/ فی الماء المغلی..... ص:۱۵۷

[5] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۶/ ۳۸۶/ باب فضل ماء زمزم وماء المیزاب..... ص:۳۸۶

تین چیزوں پر نظر سے آنکھ کی روشنی زیادہ ہوتی ہے:.....جاری پانی پر نگاہ کرنے.....۔[1]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

اَرْبَعٌ یُضِئْنَ الْوَجْهَ.....وَ النَّظَرُ اِلَی الْمَاءِ .....

چار چیزوں سے انسان کا چہرہ نورانی وشاداب نظر آتا ہے:.....پانی کو دیکھنے سے.....۔[2]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

سَیِّدُ الْاَشْرِبَةِ فِی الدُّنْیَا وَ الْآخِرَةِ الْمَاءُ.

پینے کے پانی کو دنیا وآخرت کے پانی پر برتری حاصل ہے۔[3]

پانی پینے کی دعا:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اِذَا شَرِبَ الْمَاءَ قَالَ

پانی پیتے وقت یہ دعا پڑھو:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِی لَمْ یَجْعَلْهُ اُجَاجاً بِذُنُوبِنَا وَ جَعَلَهُ عَذْباً فُرَاتاً بِنِعْمَتِهِ.

اس خدا کی تعریف جس نے پانی کو ہمارے گناہوں کی وجہ سے اسے نمکین اور تلخ نہیں بنایا بلکہ ایک خوشگوار نعمت قرار دیا۔[4]

قیامت میں ٹھنڈے پانی کا سوال:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اِنَّ اوَّلَ ما یُسْاَلُ عَنْهُ العَبْدُ یَوْمَ الْقِیَامَةِ مِنَ النَّعِیمِ اَنْ یُقَالَ لَهُ: اَلَمْ نُصِحَّ لَكَ جِسْمَكَ، وَنُرْوِ مِنَ الماءِ البارِدِ؟.

روز قیامت مادی نعمتوں میں سے سب سے پہلے یہ سوال ہوگا کہ انسان سے پوچھا جائے گا: کیا تجھے سالم بدن نہیں دیا اور ٹھنڈے پانی سے سیراب نہیں کیا تھا۔[5]

---

[1] الخصال/ ج۱/ ۹۲/ ثلاثة یجلین البصر ص:۹۲

[2] الخصال/ ج۱/ ۲۳۷/ اربعة یضئن الوجه..... ص:۲۳۷

[3] مکارم الاخلاق/ ۳۲/ الفصل الرابع فی صفة اخلاقه ص فی مشربه..... ص:۳۱

[4] ارشاد القلوب الی الصواب (للدیلمی)/ ج۱/ ۳۸/ الباب الخامس فی التخویف والترہیب..... ص:۳۱

[5] الجامع الصغیر، ج۱، ص ۳۴۴

روایت میں ہے کہ:

قَالَ اَمِیرُ الْمُؤْمِنِینَ علیہ السلام فِی قَوْلِهِ تَعَالَی لَتُسْئَلُنَّ یَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِیمِ الصِّحَّةُ وَ الْاَمْنُ وَ الْقُوَّةُ وَ الْعَافِیَةُ وَ قِیلَ الْمَاءُ الْبَارِدُ فِی اَیَّامِ الْحَرِّ

حضرت امیر علیہ السلام نے اس آیت "ثُمَّ لَتُسْئَلُنَّ یَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِیمِ"[1] (پھر تم سے اُس دن نعمتوں کے بارے میں ضرور باز پُرس کی جائے گی) کی تفسیر میں فرمایا کہ روز قیامت نعمت سے سوال کا مطلب یہ ہے کہ نعمت سے مراد گرم دنوں میں ٹھنڈا پانی ہے۔[2]

نکتہ

یاد رہے پانی کی نعمت خدا تعالیٰ کی مادی وظاہری نعمت ہے امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ

"نَحْنُ مِنَ النَّعِیمِ".

ہم ہیں وہ نعمت الٰہی جس کے متعلق سوال کیا جائے گا۔[3]

یہ نعمت خداوند قدوس کی معنوی نعمتوں میں سے روشن ترین مصداق ہے۔

پانی کو آلودہ نہ کرنا:

مسلمان کے لئے جائز نہیں ہے کہ وہ انسان کی زندگی کا سبب یعنی پانی اور زندہ موجودات کو آلودہ کرے۔

منقول ہے کہ:

نَهَی رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اَنْ یُتَغَوَّطَ عَلَی شَفِیرِ مَاءٍ یُسْتَعْذَبُ مِنْهُ اَوْ نَهَرٍ یُسْتَعْذَبُ مِنْهُ.

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پینے کے پانی میں اور دریا کے کنارے جہاں سے لوگ پانی سے استفادہ کرتے ہیں اس جگہ پیشاب کرنے، جاری میں پیشاب کرنے اور کنویں میں لعاب دہن پھینکنے سے منع فرمایا ہے۔[4]

بعض جگہوں پر پانی کے کنارواطراف میں پاخانہ کرنے سے بھی منع کیا گیا ہے۔[5]

کہیں حکم دیا گیا ہے کہ جاری میں پانی میں پیشاب نہ کیا جائے۔[6]

---

[1] سورۂ تکاثر: ۸

[2] ارشاد القلوب الی الصواب (للدیلمی)/ ج۱/ ۳۸/ الباب الخامس فی التخویف والترہیب..... ص: ۳۱

[3] الامالی (للطوسی)/ النص/ ۲۷۲/ [۱۰] المجلس العاشر

[4] الخصال/ ج۱/ ۹۷/ النہی عن التغوط فی ثلاثۃ مواضع..... ص: ۹۷

[5] الجامع الصغیر، ج۲، ص ۷۰۵

[6] الجامع الصغیر، ج۲، ص ۷۰۴

جن مقامت پر سے پانی پیا جاتا ہے وہاں پانی میں تھوکنے سے منع کیا گیا ہے۔[1]
اسی طرح آپ نے جمع شدہ پانی کو آلودہ کرنے والے کو لعنت کا مستحق قرار دیا ہے۔[2]
اسی طرح دیگر مواقع پر فرمایا کہ کھڑے ہوئے پانی میں پیشاب و پاخانہ نہ ڈالا جائے۔[3]
حضرت امیر علیہ السلام نے پانی میں پیشاب و پاخانہ سے منع فرمایا ہے۔[4]
حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا:

اِنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نَهٰی اَنْ یَبُولَ الرَّجُلُ فِی الْمَاءِ اِلَّا مِنْ ضَرُورَةٍ.

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پینے کے پانی کے علاوہ باقی پانی میں حالت اضطرار کے علاوہ پیشاب یا پاخانہ کرنے سے منع فرمایا ہے۔[5]

پانی میں پیشاب کا نقصان:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

لَا تَبُلْ فِی مَاءٍ نَقِیعٍ فَاِنَّهُ مَنْ فَعَلَ ذٰلِكَ فَاَصَابَهُ شَیْءٌ فَلَا یَلُومَنَّ اِلَّا نَفْسَهُ.

ذخیرہ شدہ خوشگوار پانی میں پیشاب نہ کرو جو ایسا کرتا ہے وہ بیماری میں مبتلا ہو جاتا ہے اور پھر اسے اپنے آپ کو سرزنش کرنی چاہیے۔[6]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کھڑے پانی میں پیشاب کرنے سے منع فرمایا اور اس کی علت کے بارے میں فرمایا:

فَاِنَّهُ مِنْهُ یَكُونُ ذَهَابُ الْعَقْلِ

عقل کے زائل ہونے کا سبب ہے۔[7]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

یَا عَلِیُّ تِسْعَةُ اَشْیَاءَ تُورِثُ النِّسْیَانَ ..... وَ الْبَوْلُ فِی الْمَاءِ الرَّاكِدِ.

---

[1] نَهٰی عَنِ الْبَزَاقِ فِی الْبِئْرِ الَّتِی یُشْرَبُ مِنْهَا (من لایحضرہ الفقیہ/ ج ۴/ ۱۰/ باب ذکر جمل من مناہی النبی ص..... ص: ۳)
[2] الجامع الصغیر، ج ۱، ص ۲۷
[3] لَا یَبُولَنَّ اَحَدُكُمْ فِی الْمَاءِ الدَّائِمِ (عوالی اللئالی العزیزیۃ فی الاحادیث الدینیۃ/ ج ۲/ ۱۸۷/ باب الطہارۃ..... ص: ۱۶۷)
[4] اَلْمَاءُ لَهُ سُكَّانٌ فَلَا تُؤْذُوهُمْ بِبَوْلٍ وَلَا غَائِطٍ (مستدرک الوسائل ومستنبط المسائل/ ج ۱/ ۲۷۱/ ۱۹- باب کراہۃ البول فی الماء جاریا وراکدا و حملۃ من المناہی..... ص: ۲۷۰)
[5] عوالی اللئالی العزیزیۃ فی الاحادیث الدینیۃ/ ج ۲/ ۱۸۷/ باب الطہارۃ..... ص: ۱۶۷
[6] علل الشرائع/ ج ۱/ ۲۸۳/ ۲۰۰ باب علۃ النہی عن البول فی الماء النقیع..... ص: ۲۸۳
[7] من لایحضرہ الفقیہ/ ج ۴/ ۴/ باب ذکر جمل من مناہی النبی ص..... ص: ۳

اے علیؑ! فراموشی کے نو عامل ہیں.....کھڑے پانی میں پیشاب کرنا ہے۔[1]

ایک روایت میں یہ بھی ملتا ہے کہ

اَنَّ الْبَوْلَ فِی الْمَاءِ الْجَارِی یُورِثُ السَّلَسَ وَفِی الرَّاکِدِ یُورِثُ الْحَصَرَ.

جاری پانی میں پیشاب کرنے سے تسلسل بول کی بیماری ہوتی ہے اور کھڑے پانی میں پیشاب کرنے سے پیشاب بند ہوکر آتا ہے۔[2]

پانی سے منع نہ کرو:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

ثَلَاثٌ لَا یُمْنَعْنَ: اَلْمَاءُ.....

لوگوں کو تین چیزوں سے محروم نہیں کیا جاتا: پانی.....۔[3]

نیز فرمایا:

ثَلَاثَةٌ لَا یَنْظُرُ اللهُ اِلَیْهِمْ یَوْمَ الْقِیامَةِ وَلَا یُزَکِّیهِمْ وَلَهُمْ عَذابٌ اَلِیمٌ[4] ..... رَجُلٌ لَهُ مَاءٌ عَلَی ظَهْرِ الطَّرِیقِ یَمْنَعُهُ سَابِلَةَ الطَّرِیقِ.

روز قیامت اللہ تعالیٰ تین قسم کے افراد پر نظر کرم نہیں فرمائے گا۔ ناپاک رہنا اور اس کا انجام دردناک عذاب ہے۔

.....ان میں ایک یہ کہ جو آدمی لوگوں کے چلنے کے راستے پر پانی رکھتا ہے لیکن اسے استعمال کرنے سے منع کرتا ہوں۔[5]

مردہ زمین کو زندہ کرنا:

خدا نے انسان کو خلق کرنے سے پہلے اس کے لئے تمام ضرورت کی نعمتیں خلق فرمائیں جس سے بشر کی زندگی وابستہ ہے پھر انسان کو پیدا کیا اور اپنا خلیفہ بنایا اور تمام نعمتوں سے استفادہ کرایا ہے۔

وَاِلٰی ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا ؕ قَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗ ؕ هُوَ اَنْشَاَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ وَاسْتَعْمَرَكُمْ فِیْهَا فَاسْتَغْفِرُوْهُ ثُمَّ تُوْبُوْۤا اِلَیْهِ ؕ اِنَّ رَبِّیْ قَرِیْبٌ مُّجِیْبٌ ﴿۶۱﴾

اور (ہم نے) قوم ثمودؑ کے پاس ان کے بھائی صالحؑ کو (پیغمبر بنا کر بھیجا) تو انہوں نے (اپنی قوم سے) کہا اے میری

---

[1] من لایحضرہ الفقیہ/ ج ۴/ ۳۶۱/ باب النوادر وہو آخر ابواب الکتاب..... ص: ۳۵۲

[2] عوالی اللئالی العزیزیۃ فی الاحادیث الدینیۃ/ ج ۲/ ۱۸۷/ باب الطہارۃ..... ص: ۱۶۷

[3] نہج الحق وکشف الصدق/ ۲۹۴/ ماحماہ عن المسلمین وصرف الصدقۃ فی غیر وجہہا..... ص: ۲۹۴

[4] سورۂ بقرہ: ۱۷۴

[5] دعائم الاسلام/ ج ۲/ ۱۷/ افصل ذکر الحض علی طلب الرزق وما جاء فیہ عن اہل البیت صلوات اللہ علیہم اجمعین..... ص: ۱۳

قوم خدا ہی کی پرستش کرو اس کے سوا کوئی تمہارا معبود نہیں اسی نے تم کو زمین (کی مٹّی) سے پیدا کیا اور تم کو اس میں بسایا تو اس سے مغفرت کی دعا مانگو پھر اس کی بارگاہ میں توبہ کرو۔ بے شک میرا پروردگار (ہر شخص کے) قریب (اور سب کی) سنتا اور دعا قبول کرتا ہے۔[1]

فَاِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوْا فِي الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ۝۱۰

پھر جب نماز ہو چکے تو زمین میں (جہاں چاہو) جاؤ اور خدا کے فضل سے (اپنی روزی کی) تلاش کرو اور خدا کو بہت یاد کرتے رہو تا کہ تم دلی مرادیں پاؤ۔ {FR2283}[2]

هُوَ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ ذَلُوْلًا فَامْشُوْا فِيْ مَنَاكِبِهَا وَكُلُوْا مِنْ رِّزْقِهٖ ۭ وَاِلَيْهِ النُّشُوْرُ۝۱۵

وہی تو ہے جس نے زمین کو تمہارے لیے نرم (وہموار) کر دیا تو اس کے اطراف و جوانب میں چلو پھرو اور اس کی دی ہوئی روزی کھاؤ اور پھر اسی کی طرف قبر سے اُٹھ کر جانا ہے۔[3]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَوْتَانُ الْاَرْضِ لِلّٰهِ وَرَسُولِهِ فَمَنْ اَحْيَا مِنْهَا شَيْئاً فَهُوَ لَهُ.

مردہ زمین خدا اور رسول کی ہے پس جو بھی آباد کرے اس کی ملکیت ہے۔[4]

حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا:

مَنْ اَحْيَا اَرْضاً مِنَ الْمُؤْمِنِينَ فَهِيَ لَهُ.

جو مومن جس زمین کو آباد کرتا ہے وہ زمین اس کی ملکیت ہوتی ہے۔[5]

امام زمانہ علیہ السلام کے حاضر زمانہ میں زمین کی آبادکاری ان کے حکم سے ہونی چاہیے اور ان کی غیبت میں فقیہ سے اجازت لینا چاہیے۔

---

[1] سورۂ ہود: ۶۱

[2] سورۂ جمعہ: ۱۰

[3] سورۂ ملک: ۱۵

[4] عوالی اللئالی العزیزیۃ فی الاحادیث الدینیۃ/ ج ۳/ ۴۸۰/ باب احیاء الموات..... ص: ۴۸۰

[5] عوالی اللئالی العزیزیۃ فی الاحادیث الدینیۃ/ ج ۳/ ۴۸۰/ باب احیاء الموات..... ص: ۴۸۰

تیسری فصل:

شجر کاری اور جنگل

مسلمانوں کے لئے ضروری ہے کہ درختوں کی کاشت اور ان کی حفاظت میں کوتاہی نہ کریں کیونکہ درختوں سے فضا اور آب و ہوا، انسان کی صحت پر بڑا اثر ہوتا ہے۔ اسلام میں شجر کاری کو مقدس، ثمر بخش نیکی قرار دیا گیا ہے۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک حدیث کے ضمن میں شجر کاری، تحصیل علم، مسجد بنانا، قرآن کو میراث میں ملنا وغیرہ کے ہم رتبہ قرار دیا ہے۔[1] اسلام نے شجر کاری کی اہمیت کی تاکید کی ہے اور انہیں قطع کرنے سے منع کیا گیا ہے۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ سَقَى طَلْحَةً أَوْ سِدْرَةً فَكَأَنَّمَا سَقَى مُؤْمِناً مِنْ ظَمَإٍ.

جو شخص ملح و سدر کے درخت کو پانی دیتا ہے گویا اس نے پیاسے مومن کو پانی پلایا۔[2]

درخت کو قطع کرنے کے بارے میں آپ نے فرمایا:

مَنْ قَطَعَ سِدْرَةً صَوَّبَ اللهُ رَأْسَهُ فِي النَّارِ.

جو شخص سدر (بیری) کے درخت کو قطع کرتا ہے خدا اس کے سر کو آگ میں ڈالے گا۔[3]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

لَا تُقَطِّعُوا الثِّمَارَ فَيَصُبَّ اللهُ عَلَيْكُمُ الْعَذَابَ صَبّاً.

---

[1] کنز العمال، ج ۱۵، ص ۹۵۳، ۹۵۴

[2] تفسیر العیاشی/ ج ۲/ ۸۶/ [سورۃ التوبۃ (۹): آیۃ ۳۱]..... ص: ۸۶

[3] بحار الانوار (ط- بیروت)/ ج ۶۳/ ۱۱۳/ باب ۱ جوامع احوالہا ونوادر ہا واحوال الاشجار وما یتعلق بہا..... ص: ۱۰۸

ثمر بخش درختوں کو قطع نہ کرو اگر ایسا کرو گے تو خدا سخت عذاب نازل کرے گا۔[1]

اسی طرح حضرت امیر علیہ السلام سے منقول ہے:

وَ مِمَّا يَزِيدُ فِي الْعُمُرِ تَرْكُ الْاَذَى وَ تَوْقِيرُ الشُّيُوخِ وَ صِلَةُ الرَّحِمِ وَ اَنْ يُحْتَرَزَ عَنْ قَطْعِ الْاَشْجَارِ الرَّطْبَةِ اِلَّا عِنْدَ الضَّرُورَةِ وَاِسْبَاغُ الْوُضُوءِ وَحِفْظُ الصِّحَّةِ.

عمر میں اضافہ ہوتا ہے: دوسروں کو تکلیف نہ دینے، بوڑھوں کا احترام کرنے، صلہ رحمی اور سبز درخت کو کاٹنے سے پرہیز کرنے سوائے ضرورت کے۔[2]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

مَكْرُوهٌ قَطْعُ النَّخْلِ.

کھجور کے درخت کو کاٹنا مکروہ ہے۔[3]

اسی طرح جن علاقوں میں کم درخت ہیں وہاں سے درخت کاٹنے کی ممانعت کی گئی ہے۔[4]

راوی محمد بن ابی نصیر کہتا ہے:

سَاَلْتُ اَبَا الْحَسَنِ عليه السلام عَنْ قَطْعِ السِّدْرِ فَقَالَ سَاَلَنِي رَجُلٌ مِنْ اَصْحَابِكَ عَنْهُ فَكَتَبْتُ اِلَيْهِ قَدْ قَطَعَ اَبُو الْحَسَنِ عليه السلام سِدْراً وَ غَرَسَ مَكَانَهُ عِنَباً.

میں نے امام رضا علیہ السلام سے پوچھا بیری کے درخت کے کاٹنے کے بارے میں آپؑ نے فرمایا کہ میرے دوستوں میں ایک شخص نے یہی مسئلہ پوچھا تھا تو میں جواب دیا کہ میں اپنے والد کو دیکھا کہ انہوں نے بیری کا درخت کاٹ کر انگور کی بیل لگائی تھی۔[5]

یعنی ایسی صورت میں درخت کو کاٹ سکتے ہیں۔

شجر کاری کی اہمیت:

شجر کاری کی اتنی اہمیت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے بارے میں فرماتے ہیں:

اِنْ قَامَتِ السَّاعَةُ وَ فِي يَدِ اَحَدِكُمُ الْفَسِيلَةُ فَاِنِ اسْتَطَاعَ اَنْ لَا تَقُومَ السَّاعَةُ حَتَّى يَغْرِسَهَا

---

[1] وسائل الشیعۃ/ ج۱۹ / ۳۹ / ۷ - باب حکم قطع شجر الفواکہ والسدر واستحباب سقی الطلح والسدر..... ص:۳۹

[2] بحار الانوار (ط - بیروت) / ج ۷۳ / ۳۱۹ / باب ۶۰ مایورث الفقر والغناء..... ص:۳۱۴

[3] الکافی (ط - الاسلامیۃ) / ج ۵ / ۲۶۴ / باب مایقال عند الزرع والغرس..... ص:۲۶۲

[4] اِنَّمَا يُكْرَهُ قَطْعُ السِّدْرِ بِالْبَادِيَةِ لِاَنَّهُ بِهَا قَلِيلٌ وَ اَمَّا هَاهُنَا فَلَا يُكْرَهُ. (الکافی (ط - الاسلامیۃ) / ج ۵ / ۲۶۴ / باب مایقال عند الزرع و الغرس..... ص:۲۶۲)

[5] الکافی (ط - الاسلامیۃ) / ج ۵ / ۲۶۳ / باب مایقال عند الزرع والغرس..... ص:۲۶۲

فَلْيَغْرِسْهَا.

اگر کسی کے پاس کوئی پودا موجود ہو اور قیامت سر پر آ چکی ہو تو قیامت کے آنے کی فرصت میں بھی کاشت کرے۔[1]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

كَانَ يَخْرُجُ وَ مَعَهُ أَحْمَالُ النَّوَى فَيُقَالُ لَهُ يَا أَبَا الْحَسَنِ مَا هَذَا مَعَكَ فَيَقُولُ نَخْلٌ إِنْ شَاءَ اللهُ فَيَغْرِسُهُ فَلَمْ يُغَادَرْ مِنْهُ وَاحِدَةٌ.

حضرت علی علیہ السلام کھجور کے گٹھلیوں کو اٹھاتے جا رہے تھے۔ لوگوں نے پوچھا: اے ابوالحسن! کیا اٹھایا ہوا ہے؟ آپ نے فرمایا: اگر خدا نے چاہا تو یہ کھجور کے درخت ہیں۔ پس آپ نے ان کو کاشت کیا پس ان گٹھلیوں میں ایک بھی ضائع نہیں ہوئی۔[2]

حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

نِعْمَ الشَّيْءُ النَّخْلُ مَنْ بَاعَهُ فَإِنَّمَا ثَمَنُهُ بِمَنْزِلَةِ رَمَادٍ ..... إِلَّا أَنْ يُخْلِفَ مَكَانَهَا.

اچھی چیز جو خریدی جائے وہ کھجور کا درخت ہے یہ بمنزلہ رماد خریدنے کے ہے..... مگر یہ کہ اس کا مکان تبدیل ہے۔[3]

کھجور کا درخت اگر مناسب جگہ پر ہو تو باقیات الصالحات میں شمار ہوتا ہے۔

شجر کاری کے آثار

۱۔ حلال کسب:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

ازْرَعُوا وَ اغْرِسُوا فَلَا وَ اللهِ مَا عَمِلَ النَّاسُ عَمَلًا أَحَلَّ وَلَا أَطْيَبَ مِنْهُ.

کھیتی باڑی اور شجر کاری کرو خدا کی قسم! اس سے بڑھ کر حلال اور پاکیزہ کوئی چیز نہیں ہے۔[4]

۲۔ اس کی پیداوار کا صدقہ ہونا:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَغْرِسُ غَرْساً يَأْكُلُ مِنْهُ إِنْسَانٌ أَوْ دَابَّةٌ أَوْ طَيْرٌ إِلَّا أَنْ يُكْتَبَ لَهُ صَدَقَةٌ إِلَى يَوْمِ

---

[1] مستدرک الوسائل و مستنبط المسائل/ ج ۱۳ / ۴۶۰ / ۱۔ باب استحباب الغرس و شراء العقار و کراہۃ بیعہ..... ص: ۴۵۹

[2] الکافی (ط۔ الاسلامیۃ)/ ج ۵ / ۷۵ / باب ما یجب من الاقتداء بالائمۃ ع فی التعرض للرزق..... ص: ۷۳

[3] الکافی (ط۔ الاسلامیۃ)/ ج ۵ / ۲۶۱ / باب فضل الزراعۃ..... ص: ۲۶۰

[4] الکافی (ط۔ الاسلامیۃ)/ ج ۵ / ۲۶۰ / باب فضل الزراعۃ..... ص: ۲۶۰

الْقِيَامَةِ.

اگر کوئی مسلمان درخت لگاتا ہے اور انسان یا حیوان ان کا پھل کھاتا ہے تو مالک کے لئے صدقہ شمار ہوتا ہے۔[1]

ایک اور حدیث میں ہے:

مَنْ زَرَعَ زَرْعًا فَأَكَلَ مِنْهُ طَيْرٌ كَانَ لَهُ صَدَقَةً.

جو شخص کوئی چیز کاشت کرتا ہے اور اس سے پرندہ کھاتا ہے تو وہ صدقہ شمار ہوتا ہے۔[2]

۳۔ پیداوار کے برابر ثواب:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَا مِنْ رَجُلٍ يَغْرِسُ غَرْسًا إِلَّا كَتَبَ اللهُ لَهُ مِنَ الْأَجْرِ قَدْرَ مَا يَخْرُجُ مِنْ ثَمَرِ ذَالِكَ الْغَرْسِ.

جو کوئی شخص بھی وہ درخت لگاتا ہے خداوند عالم اسے اس درخت کی پیداوار کے برابر ثواب عطا فرماتا ہے۔[3]

۴۔ مرنے کے بعد فائدہ:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

خَمْسَةٌ فِي قُبُوْرِهِمْ وَ ثَوَابُهُمْ يَجْرِي إِلَى دِيوَانِهِمْ مَنْ غَرَسَ نَخْلًا.

پانچ گروہ ایسے ہیں جو قبروں میں ہیں اور ان کے لئے ان کے اعمال نامہ میں ثواب لکھا جارہا ہے ان میں سے ایک یہ ہے کہ جس نے کھجور کا درخت کاشت کیا ہو۔[4]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

سِتُّ خِصَالٍ يَنْتَفِعُ بِهَا الْمُؤْمِنُ بَعْدَ مَوْتِهِ ..... وَ غَرْسٌ يَغْرِسُهُ.

وہ چیزیں جن سے مومن موت کے بعد بھی بہرہ مند ہوتا ہے۔..... جس آدمی نے کوئی درخت لگایا ہو۔[5]

درخت کے نیچے والی جگہ کو آلودہ نہ کرنا:

أَنْ يَضْرِبَ أَحَدٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ خَلَاهُ تَحْتَ شَجَرَةٍ أَوْ نَخْلَةٍ قَدْ أَثْمَرَتْ لِمَكَانِ الْمَلَائِكَةِ الْمُوَكَّلِينَ بِهَا.

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پھل دار درختوں کے نیچے پیشاب یا پاخانہ اور اس طرح کھجور کے درخت کے نیچے بھی منع فرمایا

---

[1] مستدرک الوسائل ومستنبط المسائل/ ج ۱۳/ ۲۶/ ۹- باب استحباب الغرس والزرع وسقی الطلح والسدر..... ص:۲۶

[2] نہج الفصاحۃ (مجموعہ کلمات قصار حضرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ)/ ۷۶۲/ نہج الفصاحۃ مجموعہ کلمات قصار حضرت رسول اکرم، ص، باترجمہ فارسی

[3] نہج الفصاحۃ (مجموعہ کلمات قصار حضرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ)/ ۷۰۷/ نہج الفصاحۃ مجموعہ کلمات قصار حضرت رسول اکرم، ص، باترجمہ فارسی

[4] جامع الاخبار (للشعیری)/ ۱۰۵/ الفصل الثانی والستون فی الاولاد

[5] الخصال/ ج ۱/ ۳۲۳/ ست خصال ینتفع بہا المؤمن بعد موتہ..... ص:۳۲۳

ہے کیونکہ خدا کی طرف سے فرشتے مامور ہیں۔[1]

ایک روایت میں پھل دار درختوں کے نیچے پاخانہ کرنے سے منع کیا گیا ہے۔[2]

اس طرح آپ نے پھل دار درختوں کے نیچے پیشاب کرنے سے بھی منع فرمایا۔[3]

---

[1] علل الشرائع/ ج ۱ / ۲۷۸ / ۱۸۵ باب العلۃ التی من اجلہا نہی عن التغوط تحت الاشجار المثمرۃ والعلۃ التی من اجلہا یکون للاشجار التی علیہا الثمار انسا والعلۃ التی من اجلہا سمیت سدرۃ المنتہی..... ص:۲۷۶

[2] تحف العقول، ص ۴۱۱، الخصال، ج، ۱، ص ۹۷

[3] من لایحضرہ الفقیہ ج ۴، ص ۴

چوتھی فصل:

سرسبز وشاداب فضا

فضا سبز بنانا:

انسان کی صحت وسلامتی اور ماحول کی پاکیزگی میں سرسبز وشاداب فضا اہم کردار ہوتا ہے۔ اس معاملے میں روایات کے ذکر کرنے سے پہلے اس نکتے کی طرف اشارہ کردیں کہ یہ کام کسی ایک شخص کے ساتھ مختص نہیں بلکہ سب کو سرسبز وشاداب فضا بنانے کی ترغیب دی گئی ہے۔[۱]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

ثَلَاثٌ يَجْلِينَ الْبَصَرَ النَّظَرُ إِلَى الْخُضْرَةِ وَ النَّظَرُ إِلَى الْمَاءِ الْجَارِي وَ النَّظَرُ إِلَى الْوَجْهِ الْحَسَنِ.

تین چیزیں نظر کے لئے مفید ہیں۔ سبزے کو دیکھنا، جاری پانی اور خوبصورت چہرے کو دیکھنا۔[۲]

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ پارک، باغ، سبزہ جات وغیرہ کی حفاظت کرنا ایک مطلوب چیز ہے۔ اس کام میں کوتاہی نہیں کرنا چاہیے۔ اگر پھول یا زراعت کے لئے دانے کاشت کریں تاکہ ثمر بخش ہو نیکی دوبرابر حساب کی جاتی ہے۔ سبزہ پھول وگھاس وغیرہ سے سبز فضا ایجاد ہوتی ہے۔[۳]

حضرت امیر علیہ السلام نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پھول وگھاس کا اہتمام کرنے کے بارے میں فرماتے ہیں:

---

[۱] مستدرک الوسائل، ج ۴، ص ۴۶۰

[۲] تحف العقول/ النص/ ۴۰۹/ وروی عنہ ع فی قصار ہذہ المعانی..... ص: ۴۰۸

[۳] ر.ک، اسلام ومحیط زیست، ص ۲۷۰، ۲۷۱

حَبَانِي رَسُولُ اللهِ ﷺ بِالْوَرْدِ بِكِلْتَا يَدَيْهِ- فَلَمَّا اَدْنَيْتُهُ اِلَى اَنْفِي قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ اَمَا اِنَّهُ سَيِّدُ رَيْحَانِ الْجَنَّةِ بَعْدَ الْآسِ.

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دو ہاتھوں سے مجھے گل محمدیؐ ہدیہ کیے۔ جب میں نے ان کو سونگھا آپ نے فرمایا: یہ گل اور اس کی خوشبو جنت کی خوشبو کے سردار ہیں۔[1]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خوشبودار پھول بہت پسند تھے اور فرماتے تھے:

حُبِّبَ اِلَيَّ مِنْ دُنْيَاكُمْ ..... وَ الطِّيبُ.....

تمہاری دنیا سے مجھے محبوب ہے.....وہ خوشبو ہے.....۔[2]

اسی طرح اس کی ترغیب دلائی اور فرمایا:

لَوْ اَذِنَ اللهُ تَعَالٰى فِي التِّجَارَةِ لِاَهْلِ الْجَنَّةِ لَاتَّجَرُوا فِي الْبَزِّ وَ الْعِطْرِ.

اگر جنتی افراد کو تجارت کا حکم ہوتا تو وہ کپڑے اور عطر کی تجارت کرتے۔[3]

کیونکہ خوشبو محبوب خدا ہے۔ حبیب خدا اس کے دوست ہیں۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

حُبِّبَ اِلَيَّ مِنْ دُنْيَاكُمْ ..... وَ الطِّيبُ.....

تمہاری دنیا سے محبوب ترین چیز.....خوشبو ہے۔[4]

سبزے پر نگاہ کرنا:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

اَرْبَعٌ يُضِئْنَ الْوَجْهَ..... النَّظَرُ اِلَى الْخُضْرَةِ.

چار چیزیں چہرے کو نورانی و درخشاں کر دیتی ہیں: سبزے کو دیکھنا۔[5]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

ثَلَاثٌ يَجْلِينَ الْبَصَرَ النَّظَرُ اِلَى الْخُضْرَةِ.

---

[1] صحیفۃ الامام الرضا علیہ السلام/ ۷۴ /متن الصحیفۃ

[2] الخصال/ ج۱ / ۱۶۵ /حبب الی النبی ص من الدنیا ثلاث..... ص:۱۶۵

[3] کنز العمال، ج ۴، ص ۳۱

[4] الخصال/ ج۱ / ۱۶۵ /حبب الی النبی ص من الدنیا ثلاث..... ص:۱۶۵

[5] الخصال/ ج۱ / ۲۳۷ / اربعۃ یضئن الوجہ..... ص:۲۳۷

سبزے کو دیکھنا نظر کے لئے مفید ہے۔[1]

ایک اور جگہ فرمایا:

اَلنَّظَرُ اِلَی الْخُضْرَةِ یُسِرُّ.

سبزے کو دیکھنا نشاط آور ہے۔[2]

حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا:

اَلنَّظَرُ اِلَی الْخُضْرَةِ نُشْرَةٌ.

سبزے کی طرف دیکھنا چہرے کی شادابی اور صحت مندی کے لئے مفید ہے۔[3]

مسلمانوں کا اشتراک:

عمومی منافع میں روایت کے مطابق تمام مسلمان شریک ہیں۔

امام کاظم علیہ السلام نے فرمایا:

اِنَّ الْمُسْلِمِینَ شُرَکَاءُ فِی الْمَاءِ وَ النَّارِ وَ الْکَلَاِ.

مسلمان پانی، آگ اور بیابانی گھاس میں برابر شریک ہیں۔[4]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

ثَلَاثٌ لَا یَمْنَعْنَ اَلْمَاءُ وَ الْکَلَاءُ وَ النَّارُ.

تین چیزوں سے کسی کو منع نہ کریں: پانی، آگ اور گھاس۔[5]

نیز فرمایا:

مَنْ مَنَعَ فَضْلَ مَاءٍ وَ کَلَاءٍ مَنَعَهُ اللهُ فَضْلَهُ یَوْمَ الْقِیَامَةِ.

جو شخص ان سے منع کرتا ہے خدا روز قیامت اپنے فضل و کرم سے محروم فرمائے گا۔[6]

عمومی منافع کا انحصار:

---

[1] تحف العقول/ النص/ ۴۰۹/ وروی عنہ ع فی قصار ہذہ المعانی..... ص:۴۰۸

[2] مستدرک الوسائل ومستنبط المسائل/ ج۱۶/ ۳۶۷/ ۳۷-باب اکل العسل والاستشفاء بہ..... ص:۳۶۵

[3] نہج البلاغۃ (للصبحی صالح)/ ۵۴۶/ [۴۰۸]۴۰۰..... ص:۵۴۶

[4] من لایحضرہ الفقیہ/ ج۳/ ۲۳۹/ باب بیع الکلا والزرع والاشجار والارضین والقنی والشرب والعقار..... ص:۲۳۴

[5] الجامع الصغیر، ج۱، ص۵۳۷

[6] الجامع الصغیر، ج۲، ص۶۴۹

امام کاظم علیہ السلام نے عمومی منافع سے فائدہ اٹھانے کے بارے میں فرمایا:

اِذَا كَانَتِ الْاَرْضُ اَرْضَهُ فَلَهُ اَنْ يَحْمِيَ وَ يُصَيِّرَ ذَلِكَ اِلَى مَا يَحْتَاجُ اِلَيْهِ.

اگر زمین کسی کی ملکیت ہو، اس سے وہ خود بہرہ مند ہوسکتا ہے تو لازم ہے کہ اس سے استفادہ کرے۔[1]

امام صادق علیہ السلام سے پانی جاری کے فروخت کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: اگر کسی کا مال ہو تو وہ اس سے کھیتی باڑی کرسکتا ہے۔[2]

---

[1] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۵/ ۲۷۶/ باب بیع المراعی..... ص:۲۷۶

[2] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۵/ ۲۷۶/ باب بیع المراعی..... ص:۲۷۷

پانچویں فصل:

ہوا اور بارش

ہوا کو گالیاں نہ دو:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

لَا تَسُبُّوا الرِّيحَ فَإِنَّهَا بُشْرٌ وَ إِنَّهَا نُذُرٌ وَ إِنَّهَا لَوَاقِحُ فَاسْأَلُوا اللهَ مِنْ خَيْرِهَا وَ تَعَوَّذُوا بِهِ مِنْ شَرِّهَا.

ہواؤں کو برا بھلا نہ کہو کیونکہ یہ تو بشارت دینے والی اور درانے والی ہیں۔ ان کی خیر خداوند عالم سے طلب کرو اور ان کے شر سے اللہ تعالی کی پناہ مانگو۔ [1]

خشک سالی کے عوامل:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

إِذَا ظَهَرَ الزِّنَا مِنْ بَعْدِي كَثُرَ مَوْتُ الْفَجْأَةِ وَ إِذَا طُفِّفَتِ الْمِكْيَالُ أَخَذَهُمُ اللهُ بِالسِّنِينَ وَ النَّقْصِ.

جب میرے بعد زنا عام ہوگا تو ناگہانی موتیں ہوں گی اور کم تولا جانے لگے گا تو اللہ تعالیٰ کی طرف خشک سالی اور قحط کا عذاب آئے گا۔ [2]

---

[1] تفسیر العیاشی/ ج ۲/ ۲۳۹/ [سورۃ الحجر (۱۵): آیۃ ۲]..... ص: ۲۳۹

[2] الکافی (ط- الاسلامیۃ)/ ج ۲/ ۳۷۴/ باب فی عقوبات المعاصی العاجلۃ..... ص: ۳۷۳

حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا:

اِذَا جَارَ الْحَاکِمُ قَلَّ الْمَطَرُ.

جب حاکم ظالم ہوتو بارش کم ہوتی ہے۔[1]

امام رضا علیہ السلام نے فرمایا:

اِذَا کَذَبَ الْوُلَاۃُ حُبِسَ الْمَطَرُ.

جب حاکم افراد جھوٹے ہوں تو بارش کم آتی ہے۔[2]

امام باقر علیہ السلام نے فرمایا:

اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی اِذَا عَمِلَ قَوْمٌ بِالْمَعَاصِی صَرَفَ عَنْھُمْ مَا کَانَ قَدَّرَہٗ لَھُمْ مِنَ الْمَطَرِ فِی تِلْکَ السَّنَۃِ.

جب کوئی قوم گناہ کرتی ہے تو خداوند عالم اس پر ہونے والی بارانِ رحمت جوان کے لئے مقدر کردی گئی تھی اس کو نازل نہیں کرتا۔[3]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

اِذَا فَشَا اَرْبَعَۃٌ ظَھَرَتْ اَرْبَعَۃٌ اِذَا فَشَا الزِّنَا ظَھَرَتِ الزَّلْزَلَۃُ وَ اِذَا فَشَا الْجَوْرُ فِی الْحُکْمِ احْتَبَسَ الْقَطْرُ وَ اِذَا خُفِرَتِ الذِّمَّۃُ اُدِیلَ لِاَھْلِ الشِّرْکِ مِنْ اَھْلِ الْاِسْلَامِ وَ اِذَا مُنِعَتِ الزَّکَاۃُ ظَھَرَتِ الْحَاجَۃُ.

جب چار چیزیں آشکار ہوں تو چار چیزیں ظاہر ہوتی ہیں: اگر زنا عام ہو زلزلہ آئے گا، جب حکمراں ظالم ہوتو بارشیں نہیں آتی، جب عہد کی وفا نہ ہوتو مشرکین مسلمانوں پر حاکم ہوں گے جب زکات ادا نہیں ہوگی تو فقر پیدا ہوگا۔[4]

بارش کے پانی کے فوائد:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

عَلَّمَنِی جَبْرَئِیلُ علیہ السلام دَوَاءً لَا یَحْتَاجُ مَعَہٗ اِلٰی دَوَاءٍ فَقِیلَ یَا رَسُولَ اللّٰہِ مَا ذٰلِکَ الدَّوَاءُ قَالَ یُؤْخَذُ مَاءُ الْمَطَرِ قَبْلَ اَنْ یَنْزِلَ اِلَی الْاَرْضِ ثُمَّ یُجْعَلُ فِی اِنَاءٍ نَظِیفٍ وَ یَقْرَاُ عَلَیْہِ الْحَمْدَ اِلٰی آخِرِھَا سَبْعِینَ مَرَّۃً وَ قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ وَ الْمُعَوِّذَتَیْنِ سَبْعِینَ مَرَّۃً ثُمَّ یَشْرَبُ مِنْہُ قَدَحاً بِالْغَدَاۃِ وَ قَدَحاً بِالْعَشِیِّ.

---

[1] ارشاد القلوب الی الصواب (للدیلمی)/ ج۱/ ۳۹/ الباب السادس فی التحذیر بالعقوبۃ فی الدنیا..... ص:۳۸

[2] الامالی (للمفید)/ النص/ ۳۱۰/ المجلس السابع والثلاثون

[3] المحاسن/ ج۱/ ۱۱۶/ ۵۷ عقاب المعاصی..... ص:۱۱۶

[4] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۲/ ۴۴۸/ باب فی تفسیر الذنوب..... ص:۴۴۷

جبرائیل علیہ السلام نے مجھے ایک دوا ایسی دی ہے جس کے بعد مجھے کسی دوسری دوا کی ضرورت نہیں رہی۔

پوچھا گیا: وہ کیا ہے؟

آپ نے فرمایا: بارش کا پانی زمین پر گرنے سے پہلے کسی ظرف میں جمع کرلیں اور اس پر سورۂ حمد، سورۂ توحید، سورۂ فلق اور سورۂ ناس ستر مرتبہ پڑھی جائیں اور اس میں سے ایک گلاس صبح وشام پی لیں۔[1]

حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا:

اشْرَبُوا مَاءَ السَّمَاءِ فَإِنَّهُ طَهُورٌ لِلْبَدَنِ وَ يَدْفَعُ الْأَسْقَامَ قَالَ اللهُ جَلَّ وَ عَزَّ وَ يُنَزِّلُ عَلَيْكُمْ مِنَ السَّماءِ ماءً لِيُطَهِّرَكُمْ بِهِ وَ يُذْهِبَ عَنْكُمْ رِجْزَ الشَّيْطانِ.

بارش کا پانی پیو کیونکہ بدن کی پاکیزگی کا سبب ہے اور بیماری نہیں ہوتی۔ آسمان سے تم پر بارش نازل ہوتی ہے تاکہ تمہیں پاکیزہ رکھے اور شیطان کی پلیدگی تم سے دور کرے۔[2]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

حَيَاةُ دَوَابِّ الْبَحْرِ بِالْمَطَرِ - فَإِذَا كُفَّ الْمَطَرُ ظَهَرَ الْفَسادُ فِي الْبَرِّ وَ الْبَحْرِ.

دریا کی زندہ موجودات بارش سے وابستہ ہیں اگر بارش بند ہوجائے تو دریا وصحرا میں فساد ہوتا ہے۔[3]

طلب باراں کی دعا:

مسلمانوں کے لئے ضروری ہے کہ جب خشک سالی ہو اور باش کم ہو تو دعا مانگیں۔ امام سجاد علیہ السلام کی یہ دعا پڑھیں:

(1) اَللّٰهُمَّ اسْقِنَا الْغَيْثَ، وَ انْشُرْ عَلَيْنَا رَحْمَتَكَ بِغَيْثِكَ الْمُغْدِقِ مِنَ السَّحَابِ الْمُنْسَاقِ لِنَبَاتِ أَرْضِكَ الْمُوْنِقِ فِي جَمِيعِ الْآفَاقِ.

(۱) خدایا! ہمیں باران رحمت سے سیراب فرمادے اور ہم پر اس دامن رحمت کو پھیلا دے جو تیری موسلا دھار بارش سے تیار ہوتا ہے اور اس بادل کے دوش پر چلتا ہے جسے تمام آفاق میں رنگ و بو پیدا کرنے کے لئے اور زمین میں سبزہ خوش رنگ اُگانے کے لئے بھیجا جاتا ہے۔

(2) وَ امْنُنْ عَلَى عِبَادِكَ بِإِيْنَاعِ الثَّمَرَةِ، وَ أَحْيِ بِلَادَكَ بِبُلُوغِ الزَّهَرَةِ، وَ أَشْهِدْ مَلَائِكَتَكَ الْكِرَامَ السَّفَرَةَ بِسَقْيٍ مِنْكَ نَافِعٍ، دَائِمٍ غُزْرُهُ، وَاسِعٍ دِرَرُهُ، وَابِلٍ سَرِيعٍ عَاجِلٍ.

(۲) اور پھلوں کو تیار کرکے اپنے بندوں پر کرم فرما اور سبزہ کو اگا کر اپنے شہروں کو زندگی دیدے اور اپنے ان ملائکہ کو گواہ

---

[1] مکارم الاخلاق/ ۳۸۷/ للشفاء من کل داء..... ص: ۳۸۷

[2] تحف العقول/ النص/ ۱۲۴/ آداب ع لاصحابہ وہی اربعمائۃ باب للدین والدنیا..... ص: ۱۰۰

[3] تفسیر القمی/ ج ۲/ ۱۶۰/ [سورۃ الروم (۳۰): الآیات ۳۹ الی ۵۰]..... ص: ۱۵۹

بنادے جو محترم ہیں اور جنھیں نمائندہ بنا کر بھیجا جاتا ہے اپنی طرف اس منفعت بخش سیرابی کے لئے جس کی فراوانی دائمی ہو اور جس کی روانی ہمہ گیر ہو اور جس کی بوندیں بڑی بڑی ہوں اور تیز برسنے والی ہوں۔

(3) تُحْيِي بِهِ مَا قَدْ مَاتَ، وَ تَرُدُّ بِهِ مَا قَدْ فَاتَ وَ تُخْرِجُ بِهِ مَا هُوَ آتٍ، وَ تُوَسِّعُ بِهِ فِي الْأَقْوَاتِ، سَحَاباً مُتَرَاكِماً هَنِيئاً مَرِيئاً طَبَقاً مُجَلْجَلًا، غَيْرَ مُلِثٍّ وَدْقُهُ، وَ لَا خُلَّبٍ بَرْقُهُ.

(۳) جن کے ذریعہ تو مردہ زمینوں کو زندہ بنادے اور جو نعمتیں فوت ہوگئی ہیں انھیں دوبارہ پلٹادے اور جو نعمتیں سامنے آنے والی ہیں انھیں سامنے لے آ، بندوں کے رزق میں وسعت عطا کردے اور وہ بادل بھیج دے جو تہ بہ تہ خوش آئند خوشگوار زمین پر محیط اور گھن گرج والا ہو۔ نہ اس کی بارش بالکل مسلسل ہو اور نہ اس کی بجلی صرف دھوکہ ہو۔

(4) اَللّٰهُمَّ اسْقِنَا غَيْثاً مُغِيثاً مَرِيعاً مُمْرِعاً عَرِيضاً وَاسِعاً غَزِيراً، تَرُدُّ بِهِ النَّهِيضَ، وَ تَجْبُرُ بِهِ الْمَهِيضَ.

(۴) خدایا! ہمیں ایسی بارش سے سیراب کردے کو خشک سالی کو فنا کرنے والی، سبزہ کو اگانے والی، سرسبز و شاداب کرنے والی، وسعت والی اور کثیر پانی والی ہو۔

(5) اَللّٰهُمَّ اسْقِنَا سَقْياً تُسِيلُ مِنْهُ الطِّرَابَ، وَ تَمْلَأُ مِنْهُ الْجِبَابَ، وَ تُفَجِّرُ بِهِ الْأَنْهَارَ، وَ تُنْبِتُ بِهِ الْأَشْجَارَ، وَ تُرْخِصُ بِهِ الْأَسْعَارَ فِي جَمِيعِ الْأَمْصَارِ، وَ تَنْعَشُ بِهِ الْبَهَائِمَ وَ الْخَلْقَ، وَ تُكْمِلُ لَنَا بِهِ طَيِّبَاتِ الرِّزْقِ، وَ تُنْبِتُ لَنَا بِهِ الزَّرْعَ وَ تُدِرُّ بِهِ الضَّرْعَ وَ تَزِيدُنَا بِهِ قُوَّةً إِلَى قُوَّتِنَا.

(۵) جس کے ذریعہ تو مرجھائی ہوئی گھاس کی رونق کو پلٹادے اور سوکھے سبزے میں جان پیدا کردے۔ خدایا! ہمیں وہ سیرابی عطا فرما جس کا پانی ٹیلوں سے بہہ نکلے اور جس سے کنویں چھلک جائیں، نہریں جاری ہو جائیں اور درخت اُگنے لگیں، تمام شہروں میں قیمتیں ارزاں ہو جائیں اور تمام انسان، مخلوقات جی اٹھیں ہمارے لئے پاکیزہ رزق کا سامان مکمل کردے اور زراعت کو اگادے اور تھنوں سے دودھ جاری کردے اور ہماری قوت میں مزید طاقت کا اضافہ کردے۔

(6) اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْ ظِلَّهُ عَلَيْنَا سَمُوماً، وَ لَا تَجْعَلْ بَرْدَهُ عَلَيْنَا حُسُوماً، وَ لَا تَجْعَلْ صَوْبَهُ عَلَيْنَا رُجُوماً، وَ لَا تَجْعَلْ مَاءَهُ عَلَيْنَا أُجَاجاً.

(۶) خدایا! اس ابر کے سایہ کو ہمارے لئے زہریلا اور اس کی ٹھنڈک کو نحوست کا سرچشمہ نہ بنا دینا اس کا رخ ہماری طرف کا پیش خیمہ نہ ہو جائے اور اس کا پانی ہمارے حق میں کھارا نہ ہو جائے۔

(7) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَ آلِ مُحَمَّدٍ، وَ ارْزُقْنَا مِنْ بَرَكَاتِ السَّمَاوَاتِ وَ الْأَرْضِ، إِنَّكَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ.

(۷) خدایا! محمد و آل محمد علیہم السلام پر رحمت نازل فرما اور ہمیں آسمان و زمین کی برکتوں سے نواز دے کہ تو ہر شے پر قدرت رکھنے والا ہے۔[1]

---

[1] صحیفۂ کاملہ، دعا ۱۹

چھٹی فصل

نہر و دریا

نہر میں پانی جاری کرنے کا ثواب:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

سَبْعَةُ اَسْبَابٍ يُكْتَبُ لِلْعَبْدِ ثَوَابُهَا بَعْدَ وَفَاتِهِ رَجُلٌ غَرَسَ نَخْلًا اَوْ حَفَرَ بِئْراً اَوْ اَجْرَى نَهَراً.

سات ایسے کام ہیں کہ انسان کو مرنے کے بعد بھی ثواب ملتا رہتا ہے۔ ان میں ایک یہ ہے کہ پانی کو نہر میں جاری کرنا۔[1]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

سِتُّ خِصَالٍ يَنْتَفِعُ بِهَا الْمُؤْمِنُ بَعْدَ مَوْتِهِ ..... وَ صَدَقَةُ مَاءٍ يُجْرِيهِ.....

چھ ایسی چیزیں ہیں کہ انسان کو اس کی موت کے بعد بھی ثواب ملتا ہے۔.....جاری پانی کا صدقہ دینا.....۔[2]

یادآوری

اِنَّا نَحْنُ نُحْيِ الْمَوْتٰى وَنَكْتُبُ مَا قَدَّمُوْا وَاٰثَارَهُمْ ۭ وَكُلَّ شَيْءٍ اَحْصَيْنٰهُ فِيْٓ اِمَامٍ مُّبِيْنٍ ۝

ہم ہی یقیناً مردوں کو زندہ کرتے ہیں اور جو کچھ لوگ پہلے کر چکے ہیں (ان کو) اور ان کی (اچھی یا بُری باقی ماندہ)

---

[1] مجموعۃ ورام/ ج ۲ / ۱۱۰ / الجزء الثانی

[2] الخصال/ ج ۱ / ۳۲۳ / ست خصال ینتفع بہا المؤمن بعد موتہ..... ص: ۳۲۳

نشانیوں کو لکھتے جاتے ہیں اور ہم نے ہر چیز کو ایک صریح و روشن پیشوا میں گھیر دیا ہے۔[1]

ساحل سے فائدہ اٹھانا:

خدا تمام موجودات پر حاکم ہے۔ دریاؤں، نہروں، سورج، چاند، شب و روز سب انسان کے فائدے کے لئے ہیں۔

اَللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَاَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجَ بِهٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزْقًا لَّكُمْ ۚ وَسَخَّرَ لَكُمُ الْفُلْكَ لِتَجْرِیَ فِی الْبَحْرِ بِاَمْرِهٖ ۚ وَسَخَّرَ لَكُمُ الْاَنْهٰرَ ﴿۳۲﴾ وَسَخَّرَ لَكُمُ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ دَآئِبَیْنِ ۚ وَسَخَّرَ لَكُمُ الَّیْلَ وَالنَّهَارَ ﴿۳۳﴾

خدا ہی ایسا (قادر و توانا) ہے جس نے آسمان و زمین پیدا کر ڈالے اور آسمان سے پانی برسایا پھر اس کے ذریعے سے (مختلف درختوں سے) تمہاری روزی کے واسطے (طرح طرح کے) پھل پیدا کیے اور تمہارے واسطے کشتیاں تمہارے بس میں کر دیں تا کہ اس کے حکم سے دریا میں چلیں اور تمہارے واسطے ندیوں کو تمہارے اختیار میں کر دیا اور سورج چاند کو تمہارا تابعدار بنا دیا کہ سدا پھیری کیا کرتے ہیں اور رات دن کو تمہارے قبضہ میں کر دیا (کہ ہمیشہ حاضر باش رہتے ہیں)۔[2]

نعمت کا درست استعمال اسے آلودہ نہ کرنے میں ہے۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ اَمَاطَ عَنْ طَرِیقِ الْمُسْلِمِینَ مَا یُؤْذِیهِمْ كَتَبَ اللّٰهُ لَهُ اَجْرَ قِرَاءَةِ اَرْبَعِمِائَةِ آیَةٍ كُلَّ حَرْفٍ مِنْهَا بِعَشْرِ حَسَنَاتٍ.

جو شخص مسلمانوں کے راستوں سے رکاوٹ کو گزرنے والوں کے لئے دور کرتا ہے۔ اسے چار آیات کی قرات کرنے کا ثواب ملتا ہے کہ ہر حرف کی دس نیکیاں ہیں۔[3]

حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا:

مِنْ اَعْظَمِ الْفَجَائِعِ اِضَاعَةُ الصَّنَائِعِ.

سب سے بڑا نقصان منابع کو ضائع کرنا ہے، دریا کو آلودہ نہ کرو۔[4]

ظَهَرَ الْفَسَادُ فِی الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ اَیْدِی النَّاسِ لِیُذِیقَهُمْ بَعْضَ الَّذِیْ عَمِلُوْا لَعَلَّهُمْ یَرْجِعُوْنَ ﴿۴۱﴾

---

[1] سورۂ یٰسین: ۱۲

[2] سورۂ ابراہیم: ۳۲، ۳۳

[3] مستدرک الوسائل و مستنبط المسائل/ ج ۱۲ / ۳۸۵ / ۱۹- باب استحباب رحمۃ الضعیف و اصلاح الطریق و ایواء الیتیم و الرفق بالمملوک..... ص: ۳۸۴

[4] غرر الحکم و درر الکلم / ۶۷۴ / ۶۰..... ص: ۶۷۴

خودلوگوں ہی کے اپنے ہاتھوں کی کارستانیوں کی بدولت خشک وتر میں فساد پھیل گیا تا کہ جو کچھ یہ لوگ کر چکے ہیں خدا ان کوان میں سے بعض کرتوتوں کا مزہ چکھادے گا تا کہ یہ لوگ (اب بھی) باز آئیں۔[1]

وَمَآ اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيْكُمْ وَيَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ ﴿۳۰﴾

اور جو مصیبت تم پر پڑتی ہے وہ تمہارے اپنے ہی ہاتھوں کی کرتوت سے اور (اس پر بھی) وہ بہت کچھ معاف کر دیتا ہے۔[2]

وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ الْقُرٰٓى اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَرَكٰتٍ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ وَلٰكِنْ كَذَّبُوْا فَاَخَذْنٰهُمْ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿۹۶﴾

اور اگر ان بستیوں کے رہنے والے ایمان لاتے اور پرہیز گار بنتے تو ہم ان پر آسمان و زمین کی برکتوں (کے دروازوں) کو کھول دیتے مگر (افسوس) ان لوگوں نے (ہمارے پیغمبروں کو) جھٹلایا ہم نے بھی ان کی کرتوتوں کی بدولت ان کو (عذاب میں) گرفتار کیا۔[3]

اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ ؕ

جب تک لوگ خود آپ اپنی نفسی حالت میں تغیّر نہ ڈالیں خدا ہرگز تغیر نہیں ڈالا کرتا۔[4]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

حَيَاةُ دَوَابِّ الْبَحْرِ بِالْمَطَرِ- فَاِذَا كُفَّ الْمَطَرُ ظَهَرَ الْفَسادُ فِي الْبَرِّ وَ الْبَحْرِ وَ ذٰلِكَ اِذَا كَثُرَتِ الذُّنُوبُ وَ الْمَعَاصِي.

دریا کی زندہ موجودات کی حیات بارش سے وابستہ ہے۔ اگر بارش نہ آئے تو صحرا و دریا میں فساد ہوگا اور یہ اس وقت ہے جب گناہ زیادہ ہوں۔[5]

---

[1] سورۂ روم: ۱۲

[2] سورۂ شوریٰ: ۳۰

[3] سورۂ اعراف: ۹۶

[4] سورۂ رعد: ۱۱

[5] تفسیر القمی / ج ۲ / ۱۶۰ / [سورۃ الروم (۳۰): الآیات ۳۹ الی ۵۰]..... ص: ۱۵۹

ساتویں فصل

راستے اور سڑکیں

مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ اپنے راستوں کی صفائی ستھرائی اور خوبصورتی کا خیال رکھیں ماحول اور راستوں کا انسان کی صحت و سلامتی اور ایمان پر بھی اثر پڑتا ہے اگرچہ تمام ادیان میں اس کی طرف توجہ دی گئی ہے لیکن اسلام میں خاص طور پر بعض امور کو انجام کے لئے ثواب کا وعدہ بھی دیا ہے۔

راستے بنانا:

بہت سی روایات اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں کہ راستوں کی پاکیزگی وصفائی ستھرائی اور راستے بنانے کا ثواب ملتا ہے اور رستے بنانے کا مرتبہ وثواب بہت ہی زیادہ ہے۔

حضرت علی علیہ السلام نے زمین تقسیم کے وقت ایک دوسرے آنے جانے اور عبور کرنے کا راستہ دینے کو لازمی قرار دیا ہے۔[1]

راستے کی وسعت:

ہر زمان و مکان میں راستوں کی چوڑائی مختلف رہی ہے۔ روایت میں آیا ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں راستے کی وسعت ساتھ ہاتھ تھی (ساڑھے تین میٹر)۔[2] لیکن وسائل نقلیہ کی نقل وحمل کے لحاظ سے انسانی زندگی میں ترقی ہونے سے راستوں کی توسیع کی گئی ہے۔

امام رضا علیہ السلام نے فرمایا:

---

[1] دعائم الاسلام، ج ۲، ص ۵۰۰

اِذَا قَامَ الْقَائِمُ ﷺ..... وَ يُوَسِّعُ الطَّرِيقَ الْاَعْظَمَ فَيُصَيِّرُ سِتِّينَ ذِرَاعاً وَ يَهْدِمُ كُلَّ مَسْجِدٍ عَلَى الطَّرِيقِ..... وَ كُلَّ جَنَاحٍ وَ كَنِيفٍ وَ مِيزَابٍ اِلَى الطَّرِيقِ

جب امام مہدی علیہ السلام قیام کریں گے.....تو آپ راستوں اور سڑکوں کو وسیع کریں گے یہاں تک کہ راستوں کی چوڑائی ساٹھ ہاتھ ہوگیا ور ہر وہ مسجد ڈھادیں گے جو راستے پر (باعث رکاوٹ) ہوگیا ور راستے گرد درختوں کی فضول شاخیں اور جھاڑیاں نالے وغیرہ درست کردیئے جائیں گے۔[1]

سوار پیدل پر مقدم:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

صَاحِبُ الدَّابَّةِ اَحَقُّ بِالْجَادَّةِ مِنَ الرَّاجِلِ وَ الْحَافِي اَحَقُّ بِهَا مِنَ الْمُنْتَعِلِ.

عمومی روڈ پر سوار شخص پیدل پر مقدم ہے۔ یا برہنہ پا جوتے پہنے ہوئے پر مقدم ہے۔[2]

راستوں کی صفائی ستھرائی

اسلام میں راستے، گلی اور عمومی اماکن کو آلودہ کرنے سے منع کیا گیا ہے۔

امام کاظم علیہ السلام نے فرمایا:

تَوَقَّ..... وَ قَارِعَةَ الطَّرِيقِ

راستے میں رفع حاجت نہ کرو۔[3]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم راستوں کی صفائی ستھرائی کے بارے میں فرماتے ہیں:

اَعْزِلِ الْاَذٰى عَنْ طَرِيقِ الْمُسْلِمِينَ.

راستے میں موانع کو دور کریں۔[4]

اسی طرح فرمایا:

اَلْاِيمَانُ بِضْعٌ وَ سَبْعُونَ شُعْبَةً،..... وَ اَدْنَاهَا اِمَاطَةُ الْاَذٰى عَنِ الطَّرِيقِ.

---

[1] الغیبۃ (للطوسی)/کتاب الغیبۃ للحجۃ/النص/۴۷۵/۸۔فصل افصل فی ذکر طرف من صفاتہ ومنازلہ وسیرتہ ع

[2] دعائم الاسلام/ج۱/۳۴۸/ذکر آداب السفر ص:۳۴۵

[3] تحف العقول/النص/۴۱۱/وروی عنہ ع فی قصار ہذہ المعانی..... ص:۴۰۸

[4] نہج الفصاحۃ (مجموعہ کلمات قصار حضرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ)/۲۲۱/نہج الفصاحۃ مجموعہ کلمات قصار حضرت رسول اکرم، ص، باترجمہ فارسی

ایمان کے ستر سے زیادہ مراتب ہیں.....ان میں سے کم ترین وآسان ترین مانع کو دور کرنا جو سڑک پر لوگوں کے گزرنے کے لئے اذیت کا باعث ہو۔[1]

عمومی راستوں کی صفائی ستھرائی کے آثار

۱۔صدقہ دینا:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

فِي الْإِنْسَانِ سِتُّوْنَ وَ ثَلَاثُ مِائَةِ مَفْصِلٍ فَعَلَيْهِ اَنْ يَتَصَدَّقَ عَنْ كُلِّ مَفْصَلٍ مِنْهَا صَدَقَةً..... اَلشَّيْءُ تُنَحِّيْهِ عَنِ الطَّرِيْقِ.....

انسان میں تریسٹھ ہزار جوڑ ہیں پس انسان پر یہ لازم ہے کہ ہر ایک جوڑ کا صدقہ دے۔ایک صدقہ یہ ہے کہ راستے میں رکاوٹ بننے والی چیز کو دور کر دینا۔[2]

ایک اور حدیث میں آیا ہے کہ

اِنَّ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ فِي كُلِّ يَوْمٍ صَدَقَةً قَالَ رَجُلٌ مَنْ يُطِيقُ ذٰلِكَ قَالَ ﷺ اِمَاطَتُكَ الْاَذٰى عَنِ الطَّرِيقِ صَدَقَةٌ.

ہر مسلمان ہر روز صدقہ دے۔

پوچھا گیا: آیا کوئی یہ قدرت رکھتا ہے؟

آپؐ نے فرمایا: راستے میں تکلیف دینے والی چیز کو دور کر دینا بھی صدقہ ہے۔[3]

اور فرمایا:

اَمْطُ الْاَذٰى عَنِ الطَّرِيْقِ فَاِنَّهٗ لَكَ صَدَقَةٌ.

راستے پر اذیت دینے والی چیز کو دور پھینک دو کہ یہ کام تمہارے لئے صدقہ شمار ہوگا۔[4]

نیز فرمایا:

اِمَاطَتُكَ الْحَجَرَ وَ الشَّوْكَ وَ الْعَظْمَ عَنِ الطَّرِيْقِ لَكَ صَدَقَةٌ.

راستے میں پڑے ہوئے پتھروں اور کانٹوں کو ایک طرف ہٹا دینا بھی صدقہ ہے۔[5]

---

[1] مشکاۃ الانوار فی غرر الاخبار/النص/۴۰/الفصل العاشر فی الایمان والاسلام..... ص:۳۸

[2] جامع الصغیر، ج۲، ص۲۲۱

[3] الدعوات (للراوندی)/سلوۃ الحزین/النص/۹۸/یوم الجمعۃ..... ص:۹۸

[4] جامع الصغیر، ج۱، ص۲۵۱

[5] جامع الصغیر، ج۱، ص۴۹۷

۲۔گناہوں کی مغفرت:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

غَفَرَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ لِرَجُلٍ اَمَاطَ غُصْنَ شَوْكٍ عَنِ الطَّرِيقِ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَمَا تَأَخَّرَ.

خدا اس آدمی کے گذشتہ اور آئندہ کے گناہ معاف کرتا ہے جو کانٹے وغیرہ کو لوگوں کے راستے سے دور کرتا ہے۔[۱]

۳۔چار سو آیات کی تلاوت کا ثواب:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ اَمَاطَ عَنْ طَرِيقِ الْمُسْلِمِينَ مَا يُؤْذِيهِمْ كَتَبَ اللهُ لَهُ اَجْرَ قِرَاءَةِ اَرْبَعِمِائَةِ آيَةٍ كُلَّ حَرْفٍ مِنْهَا بِعَشْرِ حَسَنَاتٍ.

مسلمانوں کے راستے سے اذیت دینے والی چیز کو دور کرنا چار سو آیات کی تلاوت کا ثواب ملتا ہے اور ہر حرف کے بدلے دس نیکیاں ملتی ہیں۔[۲]

۴۔مکتوب حسنہ:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ اَمَاطَ عَنْ طَرِيقِ الْمُسْلِمِينَ كَتَبَ لَهُ حَسَنَةً وَمَنْ تَقَبَّلَتْ مِنْهُ حَسَنَةً دَخَلَ الْجَنَّةَ.

جو آدمی مسلمانوں کے راستے سے کانٹا یا تکلیف دہ چیز کو دور کرتا ہے اس کے نیکی لکھی جاتی ہے جس کی نیکی قبول ہوگی وہ جنت میں جائے گا۔[۳]

نیز فرمایا:

مَنْ رَفَعَ حَجَرًا عَنْ طَرِيقٍ كَتَبَ لَهُ حَسَنَةً وَمَنْ كَانَتْ لَهُ حَسَنَةٌ دَخَلَ الْجَنَّةَ.

جو شخص راستے سے پتھر کو ہٹا دے اس کے لئے بھی نیکی لکھی جاتی ہے۔جس کی نیکی ہوگی وہی جنت میں جائے گا۔[۴]

اسی طرح فرمایا:

عُرِضَتْ عَلَيَّ اُمَّتِي بِاَعْمَالِهَا، حَسَنِهَا وَسَيِّئِهَا، فَرَاَيْتُ فِي مَحَاسِنِ اَعْمَالِهَا اِمَاطَةُ الْاَذٰى عَنِ طَرِيْقٍ.

میری امت کے ایک گروہ کے نیک اعمال میں سے یہ عمل ہوگا کہ اس نے راستے کی رکاوٹوں ہٹایا اور نقصاندہ اشیاء کو

---

[۱] نہج الفصاحۃ (مجموعہ کلمات قصار حضرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ)/ ۵۸۴ / نہج الفصاحۃ مجموعہ کلمات قصار حضرت رسول اکرمؐ ص، باترجمہ فارسی

[۲] مستدرک الوسائل ومستنبط المسائل/ ج ۱۲ / ۳۸۵ / ۱۹۔باب استحباب رحمۃ الضعیف واصلاح الطریق وایواء الیتیم والرفق بالمملوک..... ص: ۳۸۴

[۳] جامع الصغیر، ج ۲، ص ۵۸۱

[۴] جامع الصغیر، ج ۲، ص ۶۰۴

راستے سے دور کیا ہوگا۔[1]

۵۔رفع عذاب قبر:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَرَّ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ عليه السلام بِقَبْرٍ يُعَذَّبُ صَاحِبُهُ ثُمَّ مَرَّ بِهِ مِنْ قَابِلٍ فَإِذَا هُوَ لَا يُعَذَّبُ فَقَالَ يَا رَبِّ مَرَرْتُ بِهَذَا الْقَبْرِ عَامَ أَوَّلَ فَكَانَ يُعَذَّبُ وَ مَرَرْتُ بِهِ الْعَامَ فَإِذَا هُوَ لَيْسَ يُعَذَّبُ فَأَوْحَى اللهُ إِلَيْهِ أَنَّهُ أَدْرَكَ لَهُ وَلَدٌ صَالِحٌ فَأَصْلَحَ طَرِيقاً وَ آوَى يَتِيماً فَلِهَذَا غَفَرْتُ لَهُ بِمَا فَعَلَ ابْنُهُ.

حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک قبر کے قریب سے گزرے۔آپ نے اس قبر میں مردے پر عذاب کو دیکھا لیکن ایک سال بعد جب اسی قبر کے قریب سے گزرے تو اس پر عذاب نہ تھا۔حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اس کا راز اللہ سے پوچھا۔

خدا نے وحی فرمائی: اے روح اللہ! اس مردے کا ایک صالح فرزند تھا جس نے راستے سے رکاوٹ ہٹائی اور یتیم کو پناہ دی۔پس اس کے بیٹے کے اس عمل سے خدا نے اسے بخش دیا۔[2]

۶۔جنت:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَرَّ رَجُلٌ بِغُصْنِ شَجَرَةٍ عَلَى ظَهْرِ طَرِيقٍ فَقَالَ: وَ اللهِ لَأُنَحِّيَنَّ هٰذَا عَنِ الْمُسْلِمِينَ لَا يُؤْذِيهِمْ فَأُدْخِلَ الْجَنَّةَ.

جو آدمی لوگوں کے راستے سے درختوں کی شاخیں ہٹاتا ہے تاکہ کسی مسلمان کو آزار نہ پہنچے تو اس کا اجر جنت ہے۔[3]

نیز فرمایا:

دَخَلَ عَبْدٌ الْجَنَّةَ بِغُصْنٍ مِنْ شَوْكٍ كَانَ عَلَى طَرِيقِ الْمُسْلِمِينَ فَأَمَاطَهُ عَنْهُ.

جو شخص مسلمانوں کے راستے سے کانٹا ہٹاتا ہے اسے جنت ملتی ہے۔[4]

سڑکوں، گلیوں اور عمومی راستوں کی صفائی ستھرائی کی رعایت کرنی چاہیے۔گھر کا کوڑا کرکٹ، ہوٹل کی گندگی وغیرہ راستے پر نہ پھینکیں۔

عمومی راستوں پر روشنی کا انتظام:

اسلامی معاشرے کو یہ زیب دیتا ہے کہ گلی، خیابان، اور راستوں کو روشنی سے مزین کریں۔

---

[1] جامع الصغیر، ج۲، ص۱۵۳

[2] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۶/ ۳/ باب فضل الولد..... ص:۲

[3] جامع الصغیر، ج۲، ص۵۳۵

[4] الخصال/ ج۱/ ۳۲/ دخل الرجل الجنۃ بخصلۃ..... ص:۳۲

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

اِنَّ اللّٰہَ اِذَا اَنْعَمَ عَلٰی عَبْدٍ نِعْمَۃً اَحَبَّ اَنْ یَرٰی عَلَیْہِ اَثَرَھَا قِیلَ کَیْفَ ذٰلِکَ قَالَ یُنَظِّفُ ثَوْبَہُ وَ یُطَیِّبُ رِیحَہُ وَ یُجَصِّصُ دَارَہُ وَ یَکْنُسُ اَفْنِیَتَہُ حَتّٰی اِنَّ السِّرَاجَ قَبْلَ مَغِیبِ الشَّمْسِ یَنْفِی الْفَقْرَ وَ یَزِیدُ فِی الرِّزْقِ.

خدا اس بات کو دوست رکھتا ہے کہ جو اس نے انسان کو نعمت دی ہے وہ ان کی زندگی میں ظاہر ہو۔

لوگوں نے پوچھا: وہ کیسے؟

آپ نے فرمایا: پاکیزہ ولطیف لباس پہنو۔ اپنے آپ کو خوشبو لگاؤ۔ گھر کی صفائی کرو۔ حتیٰ کہ غروب آفتاب سے پہلے چراغ کو جلانے سے فقر ختم ہوتا ہے اور روزی میں اضافہ ہوتا ہے۔[1]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ اَسْرَجَ فِی مَسْجِدٍ مِنْ مَسَاجِدِ اللّٰہِ سِرَاجاً لَمْ تَزَلِ الْمَلَائِکَۃُ وَ حَمَلَۃُ الْعَرْشِ یَسْتَغْفِرُونَ لَہُ مَا دَامَ فِی ذٰلِکَ الْمَسْجِدِ ضَوْءٌ مِنَ السِّرَاجِ.

جو شخص اللہ تعالیٰ کی مساجد مین سے کسی مسجد میں چراغ جلاتا ہے جب تک وہ چراغ روشن رہتا ہے فرشتے آسمان سے نازل نہیں ہوتے مگر اس کے لئے مغفرت کرتے ہیں جب تک کہ وہ چراغ مسجد میں روشن رہتا ہے۔[2]

یہ ثواب اس لئے کہ مومنین مسجد سے استفادہ کرتے ہیں۔ عبادت کرتے ہیں گلی کوچہ میں بھی اسی طرح ہے راستوں کو چراغ سے روشن رکھنے سے ثواب ملتا ہے۔ زندگی کی ضروریات کو پورا کرنے کی کوشش وتلاش خدا کی راہ میں جہاد ہے۔[3]

راستہ بند کرنے کا انجام:

مسلمانوں کا وظیفہ ہے کہ وہ خدا کی نعمتوں کا شکر ادا کریں کیونکہ اس سے نعمت میں اضافہ ہوتا ہے اور بھائی رہتی ہے۔ خدا نے قرآن میں مطلب کو بیان فرمایا ہے، معصومین علیہم السلام نے نعمت الٰہی کا شکر ادا کرنے کی تاکید فرمائی ہے۔

حضرت امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

مَنْ اَضَرَّ بِشَیْءٍ مِنْ طَرِیقِ الْمُسْلِمِینَ فَھُوَ لَہُ ضَامِنٌ.

جو شخص مسلمانوں کے راستے سے ضرر دینے والی شے کو ہٹائے تو وہ اس کی (بخشش کی) ضامن ہے۔[4]

---

[1] وسائل الشیعۃ/ ج ۵/ ۷/ ۱- باب استحباب التجمل وکراہۃ التباؤس..... ص:۵

[2] من لایحضرہ الفقیہ/ ج 1/ ۷/ ۲۳/ باب فضل المساجد وحرمتہا وثواب من صلی فیہا..... ص:۲۲۸

[3] اَلْکَادُّ عَلٰی عِیَالِہِ کَالْمُجَاھِدِ فِی سَبِیلِ اللّٰہِ. (الکافی (ط- الاسلامیۃ)/ ج ۵/ ۸۸/ باب من کد علی عیالہ..... ص:۸۸)

[4] الکافی (ط- الاسلامیۃ)/ ج ۷/ ۳۵۰/ باب مایلزم من یحفر البئر فیقع فیہا المار..... ص:۳۴۹

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ اَخْرَجَ مِیزَاباً اَوْ کَنِیفاً اَوْ اَوْتَدَ وَتِداً اَوْ اَوْثَقَ دَابَّةً اَوْ حَفَرَ بِئْراً فِی طَرِیقِ الْمُسْلِمِینَ فَاَصَابَ شَیْئاً فَعَطِبَ فَهُوَ لَهُ ضَامِنٌ.

جوشخص مسلمانوں کے راستے میں پانی کا حوض بنائے یا جانور باندھنے کے لئے کیل گاڑھے یا کنواں کھودے پس وہ شے یا کام جو اس نے انجام دیا ہے اس (کی بخشش) کا ضامن ہے۔[1]

شیخ صدوقؒ نے روایت ذکر کی ہے:

مَنْ سَدَّ طَرِیقاً بَتَرَ اللهُ عُمُرَهُ.

جوشخص راستے میں رکاوٹ کھڑی کرے خداوند عالم اس کی عمر کم کر دیتا ہے۔[2]

امام سجاد علیہ السلام نے فرمایا:

الذُّنُوبُ الَّتِی تُعَجِّلُ الْفَنَاءِ.....وَ سَدُّ طُرُقِ الْمُسْلِمِینَ.

وہ گناہ جو انسان کو بہت جلد موت کے دھانے تک لے جاتا ہے وہ راستے مین رکاوٹ کھڑی کرنا ہے۔[3]

ایک دوسری حدیث میں اس طرح آیا ہے:

مَلْعُونٌ مَنْ سَدَّ الطَّرِیقَ الْمُعْرَبَةَ.

وہ شخص کہ جو راستوں پر رکاوٹ کھڑی کرے رحمت خدا سے دور ہے۔[4]

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

ثَلَاثٌ مَلْعُونٌ مَنْ فَعَلَهُنَّ الْمُتَغَوِّطُ فِی ظِلِّ النُّزَّالِ وَ الْمَانِعُ الْمَاءَ الْمُنْتَابَ وَ السَّادُّ الطَّرِیقَ الْمَسْلُوكَ.

جوشخص راستے میں ایسی رکاوٹ کھڑی کرے جسے لوگوں کے لئے عبور کرنا مشکل ہو خدا کی رحمت سے دوری کا سبب ہے۔[5]

نیز فرمایا:

مَنْ اَخَذَ مِنْ طَرِیقِ الْمُسْلِمِینَ شَیْئًا جَاءَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ یَحْمِلُهُ مِنْ سَبْعِ اَرَضِینَ.

جوشخص مسلمانوں کے راستے کا ایک وجب حصہ غصب کرے روزِ قیامت اس طرح محشور ہوگا کہ دنیا کے ساتوں طبق کا

---

[1] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۷/ ۳۵۰/ باب مایلزم من یحفر البئر فیقع فیہا المار..... ص:۳۴۹

[2] من لایحضرہ الفقیہ/ ج۱/ ۲۶/ باب ارتیاد المکان للحدث والسنۃ فی دخولہ والآداب فیہ الی الخروج منہ..... ص:۲۲

[3] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۲/ ۳۴۷/ باب قطیعۃ الرحم..... ص:۳۴۶

[4] مجمع البحرین/ ج۲/ ۱۱۹/ (عرب)..... ص:۱۱۷

[5] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۲/ ۲۹۲/ باب فی اصول الکفر وارکانہ..... ص:۲۸۹

بوجھ اس کی گردن پر ہوگا۔[1]

حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے بھی سڑک میں مزاحمت کرنے والے ایک گروہ سے فرمایا:

لَا اَعْفُو عَنْكُمْ اِلَّا عَلَى اَنْ اَرْجِعَ وَ قَدْ هَدَمْتُمْ هٰذِهِ الْمَجَالِسَ وَ سَدَدْتُمْ كُلَّ كُوَّةٍ وَ قَلَعْتُمْ كُلَّ مِيزَابٍ وَ طَمَمْتُمْ كُلَّ بَالُوعَةٍ عَلَى الطَّرِيقِ فَاِنَّ هٰذَا كُلَّهُ فِي طَرِيقِ الْمُسْلِمِينَ وَ فِيهِ اَذًى لَهُمْ.

میں تمہیں معاف نہیں کرتا مگر یہ کہ تم راستے میں رکاوٹ بننے والی چیزوں کو اٹھالو اپنے گھر کی کھڑکیوں کو بند رکھو اور وہ پرنالے جو آنے جانے میں مانع ہیں انہیں اکھاڑ پھینکو اور راستے میں بنے ہوئے پانی کے گڑھوں کو پر رکھو کیونکہ یہ امور مسلمانوں کے لئے زحمت و تکلیف کا باعث ہیں۔[2]

راستہ بند کرنے کے بعض نمونے

۱۔ رستے کی جگہ گھیرنا:

نَهَى عَنْ اِخْرَاجِ الْجِدَارِ فِي طُرُقَاتِ الْمُسْلِمِينَ.

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے گھر کی دیوار کے ساتھ راستے کی جگہ نشست گاہ بنانے سے منع فرمایا ہے۔[3]

حضرت امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

مَنْ اَخْرَجَ جِدَارَ الدَّارِ اِلَى طَرِيقٍ لَيْسَ لَهُ فَاِنَّ عَلَيْهِ رَدَّهُ اِلَى مَوْضِعِهِ وَ كَيْفَ يَزِيدُ اِلَى دَارِهِ مَا لَيْسَ لَهُ.

جو شخص اپنے گھر کی دیوار کو باہر اسراتے کی طرف بڑھاتا ہے جو اس کا نہیں ہے اسے واپس اپنی جگہ تک محدود کرنا چاہئے (تعجب ہے) وہ کیسے ایک ایسی چیز کو جو اس گھر کا حصہ نہیں اسے اپنا حصہ بنالیتا ہے؟[4]

۲۔ گزرگاہوں پر بیٹھنا:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اِتَّقُوا الْمَلَاعِنَ الثَّلَاثِ..... ..... اَوْ فِي طَرِيقٍ.....

تین قسم کی ملامتوں سے بچو.....گزرگاہ میں بیٹھنا.....۔[5]

---

[1] الجامع الصغیر، ج، ص ۵۵۹

[2] مستدرک الوسائل و مستنبط المسائل/ ج ۱۷/ ۱۱۹/ ۱۱- باب حکم اخراج الجناح ونحوہ الی الطریق والمیزاب والکنیف..... ص:۱۱۹

[3] دعائم الاسلام/ ج ۲/ ۴۸۷/ ۲ فصل ذکر التعدی..... ص:۴۸۶

[4] دعائم الاسلام/ ج ۲/ ۴۸۷/ ۲ فصل ذکر التعدی..... ص:۴۸۶

[5] الجامع الصغیر، ج ۱، ص ۲۷، الفائق فی غریب الحدیث/ ج ۳/ ۲۰۲/ [لعن]..... ص:۲۰۲

ایک اور حدیث میں ارشاد فرمایا:

شَرُّ الْمَجَالِسِ الْاَسْوَاقُ وَ الطُّرُقُ، و خَيْرُ الْمَجَالِسِ الْمَسَاجِدُ.....

بری محفل وہ ہے جو بازاروں اور گزرگاہوں پر منعقد ہو اور اچھی محفل مساجد میں منعقد ہوتی ہیں۔[1]

۳۔ راستے کے درمیان میں بیٹھ جانا:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اِيَّاكُمْ وَ الْجُلُوْسَ عَلَى الطُّرُقَاتِ..... فَاِنْ اَبَيْتُمْ اِلَّا الْمَجَالِسَ فَاَعْطُوا الطَّرِيْقَ حَقَّهَا ..... غَضُّوا الْبَصَرِ وَ كَفُّ الْاَذٰى وَرَدُّ السَّلَامِ وَ الْاَمْرُ بِالْمَعْرُوْفِ وَ النَّهْى عَنِ الْمُنْكَرِ.

خبردار گزرگاہوں پر نہ بیٹھو..... پس اگر تم بیٹھ گئے ہو تو اس کی رعایت کرو..... نامحرم کی طرف دیکھنے سے اپنی آنکھوں کو روکو، دوسروں کے لئے آزار کا باعث نہ بنو، لوگوں کے سلام کا جواب دو اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرو۔[2]

۴۔ پر ہجوم راستوں میں وضو کرنا:

امام سجاد علیہ السلام نے اس شخص کے جواب میں فرمایا کہ جس نے پوچھا تھا کہ غرباء کہاں وضو کریں:

قَالَ يَتَّقُوْنَ..... وَ الطُّرُقَ النَّافِذَةَ.

آپؑ نے فرمایا خوف خدا کریں..... اور گزرگاہ پر وضو کرنے سے پرہیز کریں۔[3]

۵۔ پر ہجوم راستوں میں نماز پڑھنا:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

سَبْعَةٌ مَوَاطِنَ لَا تَجُوْزُ فِيْهَا الصَّلَاةُ:..... وَ مُحَجَّةُ الطَّرِيْقِ.

لوگوں کے گزرگاہ پر نماز پڑھنا اچھی بات نہیں۔[4]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

عَشَرَةُ مَوَاضِعَ لَا يُصَلَّى فِيْهَا ..... وَ مَسَانُّ الطَّرِيقِ.....

دس مقامات پر نماز نہیں ہوتی..... لوگوں کے گزرنے کی جگہ پر۔[5]

تذکر:

---

[1] الجامع الصغیر، ج ۲، ص ۷۷

[2] الجامع الصغیر، ج ۱، ص ۴۴۷

[3] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۳/ ۱۵/ باب الموضع الذی یکرہ ان یتغوط فیہ او یبال..... ص:۱۵

[4] الجامع الصغیر، ج ۲، ص ۴۳

[5] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۳/ ۳۹۰/ باب الصلاۃ فی الکعبۃ وفوقہا وفی البیع والکنائس والمواضع التی تکرہ الصلاۃ فیہا..... ص:۳۸۷

ان احادیث کی روشنی میں مندرجہ ذیل امور کا گزرگاہوں پر انجام دینا ناجائز تجاوزات شمار ہوتے ہیں جیسے:

لوگوں کی گزرنے کی جگہ پر کھڑے ہونا، بیٹھنا، اکٹھے ہونا، گاڑیوں کو ایسی جگہ پارک کرنا جو مسافروں کے لئے راستہ بند ہونے یا ان کے چلنے میں زحمت کا باعث ہوں جیسے تنگ گلیوں، پر ہجوم سڑکوں، پیدل چلنے والوں کے راستوں پر یا چوراہوں پر گاڑی کھڑ دینا وغیرہ۔ نیز گزرگاہوں پر ایسی محافل سجالینا جو لوگوں کے باعث زحمت ہوں جیسے شادی بیاہ یا محافل میلاد و مجالس وغیرہ۔ بے جا ہارن بجا بھی اسی کے زمرے میں آتا ہے کیونکہ یہ بھی لوگوں کے لئے باعث تکلیف ہوتا ہے۔

چنانچہ ایسی جگہوں پر ہر قسم کی اشیاء کا پھینکنا، دکانوں اور مارکیٹوں کے سامنے سائے بان نصب کرنا جو زحمت کا باعث ہوتے ہیں۔ اسی طرح سیر و تفریح کے مقامات اور گاڑیوں کی پارکنگ کی جگہ پر اشیاء کا پھینکنا جو کہ لوگوں کے لئے باعث زحمت و تکلیف ہوتی ہیں یہ سب راستہ بند کرنے کی مثالیں ہیں اور روایات میں باقاعدہ ان کی سزا ذکر ہوئی ہے۔

اسکے علاوہ ایسی جگہیں کہ جہاں مساجد، زیارت گاہ، نماز جمعہ کی جگہ، رفاعی پارک، گاڑیوں کی پارکنگ، مدارس، اسکول، یونیورسٹی یہ سب عوامی مقامات ہیں ان کی جگہوں پر قبضہ کرنا یا ان میں کسی قسم کا تصرف کہ جو لوگوں کے لئے باعث تکلیف ہو جائز نہیں ہے۔

فٹ پاتھ، گلیوں اور سڑکوں پر خواتین کا گزرنا

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

لَيْسَ لِلنِّسَاءِ نَصِيبٌ..... فِي الطُّرُقِ إِلَّا الْحَوَشِيَ.

خواتین کو فٹ پاتھ کے علاوہ راستہ چلنا جائز نہیں ہے۔[1]

نیز فرمایا:

لَيْسَ لِلنِّسَاءِ وَسْطُ الطَّرِيقِ.

خواتین کو سڑک کے درمیان میں نہیں چلنا چاہئے۔[2]

امیر المومنینؑ نے فرمایا:

لَا يَنْبَغِي لِلْمَرْأَةِ أَنْ تَمْشِيَ فِي وَسَطِ الطَّرِيقِ وَلَكِنَّهَا تَمْشِي إِلَى جَانِبِ الْحَائِطِ.

ایک عورت کے لئے جائز نہیں ہے کہ راستے کے درمیان چلے بہتر یہ ہے کہ ایک طرف دیوار کے کنارے گزرے۔[3]

---

[1] الجامع الصغیر، ج ۲، ص ۴۶۲

[2] الجامع الصغیر، ج ۲، ص ۴۶۲

[3] من لایحضرہ الفقیہ، ج ۳، ص ۵۴۱

آٹھویں فصل

معدنیات

درست استعمال کریں اور اسراف سے پرہیز کریں قرآن مجید میں خداوند عالم نے اس مطلب پر بہت زیادہ تاکید کی ہے۔[1] اسراف خاص کر مالی مسائل میں گناہانِ کبیرہ شمار ہوتا ہے۔ دعا قبول نہیں ہوتی اور نعمت سے انسان محروم رہتا ہے۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ لَمْ یَرَ اَنَّ لِلّٰہِ عَلَیْہِ نِعْمَۃً اِلَّا فِی مَطْعَمٍ اَوْ مَشْرَبٍ فَقَدْ جَھِلَ وَ کَفَرَ نِعَمَ اللّٰہِ.

جو شخص خداوند عالم کی نعمتوں کو صرف اپنے کھانے پینے تک محدود سمجھتا ہے تو وہ جہالت اور اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا کفر کرتا ہے۔[2]

خدا کی نعمتوں میں سے ایک معدنیات بھی ہیں جیسے بجلی، گیس، تیل و پیٹرول وغیرہ ان کے بارے میں بھی ہمارا ایک دینی و انسانی وظیفہ ہے اور وہ یہ کہ ہم ان چیزوں کو بے جا استعمال نہ کریں اور اسراف نہ کریں کیونکہ اسراف تمام مسائل میں گناہان کبیرہ میں شمار کیا گیا ہے اور دعاؤں کی قبولیت میں رکاوٹ کا باعث ہے۔[3] اور یہ نعمت کو اپنے ہاتھ سے دے دینے کا ایک عامل بھی ہے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے:

مَنْ بَذَّرَ حَرَمَہُ اللّٰہُ

---

[1] سورۂ بقرہ: ۵۲، سورۂ ابراہیم: ۷

[2] تحف العقول/ النص/ ۵۲/ وروی عنہ ص فی قصار ہذہ المعانی..... ص: ۳۵

[3] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۲/ ۵۱۱/ باب من لاتستجاب دعوتہ..... ص: ۵۱۰

جو اسراف کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے محروم کر دیتا ہے۔[1]

حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا:

سَبَبُ الْفَقْرِ الْاِسْرَافُ.

اسراف فقر کا سبب ہے۔[2]

امام کاظم علیہ السلام نے فرمایا:

مَنْ بَذَّرَ وَ اَسْرَفَ زَالَتْ عَنْهُ النِّعْمَةُ.

جو شخص زیادہ روی اور اسراف کرتا ہے وہ نعمت سے محروم رہتا ہے۔[3]

مستحکم زندگی کا سبب:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

قِوَامُ الدُّنْيَا بِثَلَاثَةِ اَشْيَاءَ النَّارِ وَ الْمِلْحِ.....

دنیا کی پائیدار زندگی تین چیزوں سے وابستہ ہے۔آگ (یعنی انرجی).....۔[4]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

ثَلَاثٌ لَا يُمْنَعْنَ:..... اَلنَّارُ.

لوگوں کو تین چیزوں سے محروم نہیں کرنا چاہیے:.....آگ (یعنی انرجی)۔[5]

بجلی کا استعمال:

مادی نعمتوں میں سے ایک نعمت بجلی کا استعمال ہے۔اس کے استعمال میں بچت کرنی چاہیے یعنی اعتدال سے کام لینا چاہیے۔غیر ضروری چراغ کو روشن کرنا فضول خرچی ہے۔رسولؐ کا فرمان ان سب چیزوں کو شامل ہے۔آپ نے حضرت علی علیہ السلام کو وصیت فرمائی:

يَا عَلِيُّ اَرْبَعَةٌ يَذْهَبْنَ ضَيَاعاً اَلْاَكْلُ عَلَى الشِّبَعِ وَ السِّرَاجُ فِي الْقَمَرِ وَ الزَّرْعُ فِي السَّبَخَةِ وَ الصَّنِيعَةُ عِنْدَ غَيْرِ اَهْلِهَا.

---

[1] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۲/ ۱۲۲/ باب التواضع..... ص:۱۲۱

[2] غرر الحکم ودرر الکلم/ ۳۹۶/ ۲۰..... ص:۳۹۶

[3] تحف العقول/ النص/ ۴۰۳/ ومن حکمہ ع..... ص:۴۰۳

[4] تحف العقول/ النص/ ۳۲۱/ ومن کلامہ ع سماہ بعض الشیعۃ نثر الدرر..... ص:۳۱۵

[5] بحار الانوار (ط-بیروت)/ ج۳۱/ ۲۲۷/ العاشر:..... ص:۲۲۷

اے علیؑ! چار چیزیں ضائع ہونے والی ہیں۔ سیر ہونے کی حالت میں کھانا، چاندنی رات میں چراغ جلانا، بنجر زمین میں کاشت کرنا اور اس شخص سے نیکی کرنا جو نیکی کے اہل نہ ہو۔ [1]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

اَرْبَعَةٌ لَا تُسْتَجَابُ لَهُمْ دَعْوَةٌ رَجُلٌ جَالِسٌ فِي بَيْتِهِ يَقُولُ اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنِي.

جو آدمی اپنے مال کو ضائع کرتا ہے وہ اگر خدا سے روزی طلب کرے تو اس کی دعا قبول نہیں ہوتی۔ [2]

نکتہ

واضح ہونا چاہئے کہ بے جا چراغ کا جلایا جانا بعض دفع خطرناک واقع ہوتا ہے اور آتش سوزی کا باعث بن جاتا ہے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی اس کے نقصاندہ مصادیق میں سے ایک طرف اشارہ فرمایا ہے:

اَطْفِئُوا سُرُجَكُمْ فَاِنَّ الْفُوَيْسِقَةَ تُضْرِمُ الْبَيْتَ عَلَى اَهْلِهِ.

(سوتے وقت) چراغوں کو بجھا دیا کرو کہ ممکن ہے کہ چوہے اس چراغ کو گرا کر گھر والوں کے لئے نقصان کا باعث بن جائیں۔ [3]

---

[1] من لایحضرہ الفقیہ/ ج ۴ / ۳۷۳ / باب النوادر وہو آخر ابواب الکتاب..... ص: ۳۵۲

[2] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۲ / ۵۱۱ / باب من لاتستجاب دعوتہ..... ص: ۵۱۰

[3] علل الشرائع/ ج ۲ / ۵۸۲ / ۳۸۵ باب نوادر العلل..... ص: ۵۷۷

نویں فصل

سیر وسیاحت

قرآن میں ہے کہ زمین کی سیر کرو اور گذشتہ اقوام سے عبرت حاصل کرو کہ خدا نے ان کے ساتھ کیسا سلوک کیا۔ حضرت عزیر کے واقعہ کے بارے میں قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے:

اَوْ كَالَّذِیْ مَرَّ عَلٰی قَرْیَةٍ وَّهِیَ خَاوِیَةٌ عَلٰی عُرُوْشِهَا ۚ قَالَ اَنّٰی یُحْیٖ هٰذِهِ اللّٰهُ بَعْدَ مَوْتِهَا ۚ فَاَمَاتَهُ اللّٰهُ مِائَةَ عَامٍ ثُمَّ بَعَثَهٗ ؕ قَالَ كَمْ لَبِثْتَ ؕ قَالَ لَبِثْتُ یَوْمًا اَوْ بَعْضَ یَوْمٍ ؕ قَالَ بَلْ لَّبِثْتَ مِائَةَ عَامٍ فَانْظُرْ اِلٰی طَعَامِكَ وَشَرَابِكَ لَمْ یَتَسَنَّهْ ۚ وَانْظُرْ اِلٰی حِمَارِكَ وَلِنَجْعَلَكَ اٰیَةً لِّلنَّاسِ وَانْظُرْ اِلَی الْعِظَامِ كَیْفَ نُنْشِزُهَا ثُمَّ نَكْسُوْهَا لَحْمًا ؕ فَلَمَّا تَبَیَّنَ لَهٗ ۙ قَالَ اَعْلَمُ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ﴿۲۵۹﴾

(اے رسول تم نے) مثلاً اس (بندہ کے حال) پر بھی نظر کی جو ایک گاؤں پر سے (ہوکر) گزرا اور وہ ایسا اُجڑا تھا کہ اپنی چھتوں پر ڈھے کر گر پڑا تھا (یہ دیکھ کر) وہ بندہ کہنے لگا اللہ اب اس گاؤں کو (ایسی) ویرانی کے بعد کیوں کر آباد کرے گا اس پر خدا نے اس کو (مار ڈالا اور) سو برس تک مردہ رکھا۔ پھر اس کو جلا اٹھایا (تب) پوچھا تم کتنی دیر پڑے رہے؟ عرض کی ایک دن (پڑا رہا) یا ایک دن سے بھی کم۔ فرمایا نہیں تم (اسی حالت میں) سو برس پڑے رہے۔ اب ذرا اپنے کھانے پینے (کی چیزوں) کو دیکھو کہ ابھی تک خراب نہیں اور ذرا اپنے گدھے (سواری) کو تو دیکھو کہ اس کی ہڈیاں ڈھیر پڑی ہیں اور سب اس واسطے کیا ہے تاکہ لوگوں کے لیے تمہیں قدرت کا نمونہ بنائیں اور (اچھا اب اس گدھے کی) ہڈیوں کی طرف نظر کرو کہ ہم کیوں کر ان کو جوڑ جاڑ ڈھانچہ بناتے ہیں پھر ان پر گوشت چڑھاتے ہیں۔ پس (جب اُن پر یہ ظاہر ہوا تو بے ساختہ) بول اُٹھے کہ (اب) میں یہ یقین کامل سے جانتا ہوں کہ خدا ہر چیز پر قادر ہے۔ [1]

---

[1] سورۂ بقرہ: ۲۵۹

سیر وسیاحت کے آثار

۱۔ خدا کی نعمتوں سے بہرہ مند ہونا:

قرآن میں خدا فرماتا ہے:

هُوَ الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ ذَلُوْلًا فَامْشُوْا فِیْ مَنَاكِبِهَا وَ كُلُوْا مِنْ رِّزْقِهٖ ؕ وَ اِلَیْهِ النُّشُوْرُ ﴿۱۵﴾

وہی تو ہے جس نے زمین کو تمہارے لیے نرم (وہموار) کر دیا تو اس کے اطراف وجوانب میں چلو پھرو اور اس کی دی ہوئی روزی کھاؤ اور پھر اسی کی طرف قبر سے اُٹھ کر جانا ہے۔[۱]

۲۔ نظام خلق کا مطالعہ:

خدا فرماتا ہے:

قُلْ سِیْرُوْا فِی الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَیْفَ بَدَاَ الْخَلْقَ ثُمَّ اللّٰهُ یُنْشِئُ النَّشْاَةَ الْاٰخِرَةَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ﴿۲۰﴾

(اے رسولؐ ان لوگوں سے) تم کہہ دو کہ ذرا روئے زمین پر چل پھر کر دیکھو تو کہ خدا نے کس طرح پہلے پہل مخلوق کو پیدا کیا پھر (اسی طرح) وہی خدا (قیامت کے دن) آخری پیدائش پیدا کرے گا۔ بے شک خدا ہر چیز پر قادر ہے۔[۲]

اَفَلَمْ یَسِیْرُوْا فِی الْاَرْضِ فَتَكُوْنَ لَهُمْ قُلُوْبٌ یَّعْقِلُوْنَ بِهَاۤ اَوْ اٰذَانٌ یَّسْمَعُوْنَ بِهَا ۚ فَاِنَّهَا لَا تَعْمَی الْاَبْصَارُ وَ لٰكِنْ تَعْمَی الْقُلُوْبُ الَّتِیْ فِی الصُّدُوْرِ ﴿۴۶﴾

کیا یہ لوگ روئے زمین پر چلے پھرے نہیں تا کہ ان کے ایسے دل ہوتے جن سے (حق باتوں کو) سمجھتے۔ یا ان کے ایسے کان ہوتے جن کے ذریعے سے (سچّی باتوں کو) سنتے۔ کیونکہ آنکھیں اندھی نہیں ہوا کرتیں بلکہ جو دل سینے میں ہیں وہ اندھے ہو جایا کرتے ہیں۔[۳]

۳۔ تاریخ کا مطالعہ:

قُلْ سِیْرُوْا فِی الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَیْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلُ ؕ كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّشْرِكِیْنَ ﴿۴۲﴾

(اے رسولؐ) تم کہہ دو کہ ذرا رُوئے زمین پر چل پھر کر دیکھو تو کہ جو لوگ اس کے قبل گزر گئے ان (کے افعال) کا انجام کیا ہوا ان میں سے بہتیرے تو مشرک ہی ہیں۔[۴]

دوسری آیت میں خدا فرماتا ہے:

---

[۱] سورۂ ملک: ۱۵

[۲] سورۂ عنکبوت: ۲۰

[۳] سورۂ حج: ۴۶

[۴] سورۂ روم: ۴۲

اَوَلَمۡ یَسِیۡرُوۡا فِی الۡاَرۡضِ فَیَنۡظُرُوۡا کَیۡفَ کَانَ عَاقِبَۃُ الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِہِمۡ ؕ کَانُوۡۤا اَشَدَّ مِنۡہُمۡ قُوَّۃً وَّ اَثَارُوا الۡاَرۡضَ وَ عَمَرُوۡہَاۤ اَکۡثَرَ مِمَّا عَمَرُوۡہَا وَ جَآءَتۡہُمۡ رُسُلُہُمۡ بِالۡبَیِّنٰتِ ؕ فَمَا کَانَ اللّٰہُ لِیَظۡلِمَہُمۡ وَ لٰکِنۡ کَانُوۡۤا اَنۡفُسَہُمۡ یَظۡلِمُوۡنَ ۹

کیا یہ لوگ روئے زمین پر چلے پھرے نہیں کہ دیکھتے کہ جو لوگ ان سے پہلے گزر گئے ان کا انجام کیسا (بُرا) ہوا حالانکہ وہ لوگ ان سے قوت میں بھی کہیں زیادہ تھے اور جس قدر زمین ان لوگوں نے آباد کی ہے اس سے کہیں زیادہ (زمین کی) ان لوگوں نے کاشت بھی کی تھی اور اس کو آباد بھی کیا تھا اور ان کے پاس بھی ان کے پیغمبر واضح و روشن معجزے لے کر آ چکے تھے (مگر ان لوگوں نے نہ مانا) تو خدا نے ان پر کوئی ظلم نہیں کیا مگر وہ لوگ (کفر و سرکشی سے) آپ اپنے اوپر ظلم کرتے تھے۔[1]

گوشہ نشینی کی ممانعت:

حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا:

جَاءَ عُثۡمَانُ بۡنُ مَظۡعُونٍ اِلَی رَسُولِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فَقَالَ یَا رَسُولَ اللّٰہِ قَدۡ غَلَبَنِی حَدِیثُ النَّفۡسِ وَ لَمۡ اُحۡدِثۡ شَیۡئاً حَتَّی اَسۡتَأۡمِرَکَ قَالَ بِمَ حَدَّثَتۡکَ نَفۡسُکَ یَا عُثۡمَانُ قَالَ ھَمَمۡتُ اَنۡ اَسِیحَ فِی الۡاَرۡضِ قَالَ فَلَا تَسِحۡ فِی الۡاَرۡضِ فَاِنَّ سِیَاحَۃَ اُمَّتِی الۡمَسَاجِدُ.

عثمان بن مظعون رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا اور اس نے عرض کی: اے اللہ کے رسولؐ! میں معاشرے سے کنارہ گیری کرنا چاہتا ہوں اور رہبانیت اختیار کرنا چاہتا ہوں آپ کے مشورہ کے بغیر پہلے یہ کام نہیں کیا۔ آپ نے فرمایا: ایسی سیاحت نہ کر، میری امت کی سیاحت مسجد میں جانے کا نام ہے۔[2]

---

[1] سورۂ روم: ۹

[2] دعائم الاسلام/ ج ۲/ ۱۹۰/ ا فصل ذکر الرغائب فی النکاح..... ص: ۱۸۹

خاتمہ

اس خاتمہ میں کام، قمری دن اور رسوم ورواج کے موضوعات پر بحث ہوگی۔

قمری دنوں میں کام:

کام پر زمان کا اثر ہوتا ہے یعنی زمان ومکان کا اثر ہوتا ہے اگر ایک کام کسی خاص زمانہ یعنی مثلاً رمضان میں کیا تو زیادہ ثواب ملتا ہے۔ یا کسی خاص مکان پر عبادت کی جائے تو زیادہ ثواب ملتا ہے۔

خداوند عالم نزول قرآن کے بارے میں فرماتا ہے:

اِنَّاۤ اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَیْلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ اِنَّا كُنَّا مُنْذِرِیْنَ ۝۳

ہم نے اس کو مبارک رات (شب قدر) میں نازل کیا بے شک ہم (عذاب سے) ڈرانے والے تھے۔[1]

بنو امیہ یہ گمان کرتے تھے کہ وہ اہل بیت علیہم السلام پر کامیاب ہوئے ہیں اور عاشورا کے دن امام حسین علیہ السلام کو شکست دی لہٰذا عاشورا کو مبارک دن شمار کرتے تھے، وہ اس دن روزہ رکھتے تھے حالانکہ ہمارے نزدیک فاقہ ہونا چاہیے اور روزہ نہیں رکھنا چاہیے حتیٰ کہ اس دن کاروبار کرنے سے منع کیا گیا ہے۔ روایات میں آیا ہے کہ اس دن کام کی چھٹی ہونی چاہیے اور بنی امیہ سے دوری اختیار کرنی چاہئے۔

حضرت امام رضا علیہ السلام فرماتے ہیں:

مَنْ تَرَكَ السَّعْیَ فِی حَوَائِجِهِ یَوْمَ عَاشُورَاءَ قَضَی اللهُ لَهُ حَوَائِجَ الدُّنْیَا وَ الْآخِرَةِ وَ مَنْ كَانَ یَوْمُ عَاشُورَاءَ یَوْمَ مُصِیبَتِهِ وَ حُزْنِهِ وَ بُكَائِهِ جَعَلَ اللهُ عَزَّ وَ جَلَّ یَوْمَ الْقِیَامَةِ یَوْمَ فَرَحِهِ وَ سُرُورِهِ وَ قَرَّتْ بِنَا فِی الْجِنَانِ عَیْنُهُ وَ مَنْ سَمَّی یَوْمَ عَاشُورَاءَ یَوْمَ بَرَكَةٍ وَ ادَّخَرَ فِیهِ لِمَنْزِلِهِ شَیْئاً لَمْ یُبَارَكْ لَهُ فِیمَا ادَّخَرَ وَ حُشِرَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ مَعَ یَزِیدَ وَ عُبَیْدِ اللهِ بْنِ زِیَادٍ وَ عُمَرَ بْنِ سَعْدٍ لَعَنَهُمُ اللهُ تَعَالَی اِلَی اَسْفَلِ دَرَكَةٍ مِنَ النَّارِ.

جو شخص عاشور کے دن دنیاوی حاجات کے لئے تگ ودو نہ کرے تو اللہ اس کی دنیا وآخرت کی حاجات پوری کرے گا۔

---

[1] سورۂ دخان: ۳

اور جو شخص روز عاشور کو مصیبت اور غم اور گریہ کے دن کے طور پر بسر کرے تو اللہ تعالیٰ روز قیامت کو اس کے لئے خوشی اور مسرت کا دن بنائے گا اور ہماری وجہ سے جنت میں اس کی آنکھوں کو ٹھنڈک نصیب ہوگی۔

اور جو شخص روز عاشور کو برکت کا دن قرار دے اور اس دن اپنے گھر کے لئے کچھ ذخیرہ کرے تو اللہ اس کے ذخیرہ میں برکت نہیں دے گا اور قیامت کے دن وہ یزید اور عبداللہ بن زیاد اور عمر بن سعد لعنۃ اللہ علیہم کے ساتھ محشور ہوگا اور ان کے ساتھ دوزخ کے پست ترین درجے میں ہوگا۔[1]

صدقہ کے ذریعے قرب الٰہی حاصل ہوتا ہے لہٰذا معلوم ہوا کہ زمان و مکان کا ہمارے اعمال پر اثر ہوتا ہے۔ یہ روایات میں آیا ہے کہ وقت و زمانہ کاموں میں اثر پذیری رکھتا ہے یہ اثر پذیری زمینہ سازی کے معنی میں ہے نہ کہ لازمی و ایجابی کیونکہ تاثیر اصلی خدوند عالم کی ذات ہے لہٰذا ایک مومن کو ہرگز ایسا نہیں کرنا چاہئے کہ زمانے کی مداخلت کو آگے رکھے اور ذات خدا کو پیچھے کر دے اور لطف خدا سے خود کو جدا سمجھے۔

کاموں کا انجام:

امام صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ ہر قمری ماہ میں مندرجہ ذیل تاریخیں کام کے لئے مبارک ہیں:

۱، ۲، ۶، ۷، ۹، ۱۴، ۱۷، ۱۹، ۲۰،
۲۲، ۲۳، ۲۷، ۲۸، ۲۹۔[2]

صدقہ کے ذریعے خطرے کا دفاع:

بعض روایات میں ملتا ہے کہ ہر ماہ کا ہر دن بعض کاموں کے لئے مناسب نہیں ہوتا لہٰذا ان دنوں میں صدقہ اور دعا کے ذریعے نحوست کو دور کیا جا سکتا ہے۔

حماد بن عثمان کہتا ہے کہ

قُلْتُ لِاَبِی عَبْدِ اللهِ علیہ السلام اَ یُکْرَهُ السَّفَرُ فِی شَیْءٍ مِنَ الْاَیَّامِ الْمَکْرُوهَةِ الْاَرْبِعَاءِ وَ غَیْرِهِ فَقَالَ افْتَتِحْ سَفَرَکَ بِالصَّدَقَةِ وَ اقْرَأْ آیَةَ الْکُرْسِیِّ اِذَا بَدَا لَکَ.

میں نے امام صادق علیہ السلام سے عرض کیا بعض ایام میں سفر کرنا جیسے بدھ وغیرہ کو مکروہ ہے؟ حضرت نے فرمایا: جب مناسب سمجھو صدقہ دو اور آیت الکرسی پڑھ کر سفر کا آغاز کرو۔ آپ نے فرمایا: جس دن چاہو سفر کرو لیکن صدقہ ضرور دو۔[3]

---

[1] الامالی (للصدوق)/ النص/ ۱۲۹/ المجلس السابع والعشرون

[2] عیون اخبار الرضاؑ؛ ج۱، ص۲۹۸، ۲۹۹

[3] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۴/ ۲۸۳/ باب القول عند الخروج من بیتہ وفضل الصدقۃ..... ص: ۲۸۳

اسی طرح ایک اور روایت میں:

تَصَدَّقْ وَ اخْرُجْ اَیَّ یَوْمٍ شِئْتَ.

صدقہ دے کر سفر کرو جس دن چاہو۔[1]

ابن ابی عمیر کہتا ہے کہ

کُنْتُ اَنْظُرُ فِی النُّجُومِ فَاَعْرِفُهَا وَ اَعْرِفُ الطَّالِعَ فَیَدْخُلُنِی مِنْ ذٰلِكَ فَشَكَوْتُ ذٰلِكَ اِلٰی اَبِی عَبْدِ اللّٰهِ علیہ السلام فَقَالَ اِذَا وَقَعَ فِی نَفْسِكَ شَیْءٌ فَتَصَدَّقْ عَلٰی اَوَّلِ مِسْكِینٍ ثُمَّ امْضِ فَاِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَ جَلَّ یَدْفَعُ عَنْكَ.

میں ماضی میں ستارہ شناس تھا اور طالع کو جانتا تھا لہٰذا کبھی میں بھی ان سے متاثر ہوتا تھا۔ ابوالحسن موسیٰ بن جعفر علیہ السلام کے پاس شکوہ کیا امام نے فرمایا: جب کسی بدی کا احساس کرو تو صدقہ دو۔ پھر اقدام کرو۔ بے شک خدا تم سے مصیبت کو دور کرتا ہے۔[2]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

مَنْ تَصَدَّقَ بِصَدَقَةٍ اِذَا اَصْبَحَ دَفَعَ اللّٰهُ عَزَّ وَ جَلَّ عَنْهُ نَحْسَ ذٰلِكَ الْیَوْمِ.

جب صبح ہو تو صدقہ دو خداوند عالم اس دن کا خطرہ ٹال دیتا ہے۔[3]

صدقہ سے پہلے اور بعد میں دعا:

سید ابن طاووس کہتے ہیں کہ سفر سے پہلے صدقہ دیتے وقت یہ پڑھو:

اَللّٰهُمَّ اِنِّی اشْتَرَیْتُ بِهٰذِهِ الصَّدَقَةِ سَلَامَتِی وَ سَلَامَةَ سَفَرِی وَ مَا مَعِی فَسَلِّمْنِی وَ سَلِّمْ مَا مَعِی وَ بَلِّغْنِی وَ بَلِّغْ مَا مَعِی بِبَلَاغِكَ الْحَسَنِ الْجَمِیلِ.

پروردگار! میں اس صدقہ کے بدلے میں چاہتا ہوں اپنی سلامتی، اپنے سفر کی سلامتی، اور اس کی سلامتی جو میرے ساتھ۔ پس سلامت رکھ اس کو جو میرے ساتھ پس مجھے عطا فرما اور جو اس کو عطا فرما جو میرے ساتھ ہے نیک و پسندیدہ مقصد تک۔

صدقہ کے بعد یہ دعا پڑھو:

---

[1] الکافی (ط۔الاسلامیۃ)/ ج ۴/ ۲۸۳/ باب القول عند الخروج من بیتہ وفضل الصدقۃ..... ص: ۲۸۳

[2] المحاسن/ ج ۲/ ۳۴۹/ ۸ باب افتتاح السفر بالصدقۃ..... ص: ۳۴۸

[3] بحار الانوار (ط۔بیروت)/ ج ۷۳/ ۲۳۶/ باب ۴۸ حمل العصا وادارۃ الحنک وسائر آداب الخروج من الصدقۃ والدعاء والصلاۃ وسائر الادعیۃ المتعلقۃ بالسفر..... ص: ۲۲۹

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْحَلِيمُ الْكَرِيمُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ سُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ السَّمَاوَاتِ السَّبْعِ وَ رَبِّ الْاَرَضِينَ السَّبْعِ وَ مَا فِيهِنَّ وَ مَا بَيْنَهُنَّ وَ مَا تَحْتَهُنَّ وَ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ. وَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَى مُحَمَّدٍ وَ آلِهِ الطَّيِّبِينَ ثُمَّ يَقُولُ اَللّٰهُمَّ كُنْ لِي جَاراً مِنْ كُلِّ جَبَّارٍ عَنِيدٍ وَ مِنْ كُلِّ شَيْطَانٍ مَرِيدٍ بِسْمِ اللّٰهِ دَخَلْتُ وَ بِسْمِ اللّٰهِ خَرَجْتُ اَللّٰهُمَّ اِنِّي اُقَدِّمُ بَيْنَ يَدَيْ نِسْيَانِي وَ عَجَلَتِي بِسْمِ اللّٰهِ وَ مَا شَاءَ اللّٰهُ فِي سَفَرِي هَذَا ذَكَرْتُهُ اَوْ نَسِيتُهُ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ الْمُسْتَعَانُ عَلَى الْاُمُورِ كُلِّهَا وَ اَنْتَ الصَّاحِبُ فِي السَّفَرِ وَ الْخَلِيفَةُ فِي الْاَهْلِ اَللّٰهُمَّ هَوِّنْ عَلَيْنَا سَفَرَنَا وَ اطْوِ لَنَا الْاَرْضَ وَ سَيِّرْنَا فِيهَا بِطَاعَتِكَ وَ طَاعَةِ رَسُولِكَ اَللّٰهُمَّ اَصْلِحْ لَنَا ظَهْرَنَا وَ بَارِكْ لَنَا فِيمَا رَزَقْتَنَا وَ قِنَا عَذَابَ النَّارِ اَللّٰهُمَّ اِنِّي اَعُوذُ بِكَ مِنْ وَعْثَاءِ السَّفَرِ وَ كَآبَةِ الْمُنْقَلَبِ وَ سُوءِ الْمَنْظَرِ فِي الْاَهْلِ وَ الْمَالِ وَ الْوَلَدِ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ عَضُدِي وَ نَاصِرِي اَللّٰهُمَّ اقْطَعْ عَنِّي بُعْدَهُ وَ مَشَقَّتَهُ وَ اصْحَبْنِي فِيهِ وَ اخْلُفْنِي فِي اَهْلِي بِخَيْرٍ لَا حَوْلَ وَ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ فَاِذَا اَرَادَ الرُّكُوبَ فَلْيَقُلْ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ بِسْمِ اللّٰهِ وَ اللّٰهُ اَكْبَرُ فَاِذَا اسْتَوَى عَلَى رَاحِلَتِهِ قَالَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي هَدَانَا لِلْاِسْلَامِ وَ مَنَّ عَلَيْنَا بِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ سُبْحَانَ اللّٰهِ سُبْحَانَ الَّذِي سَخَّرَ لَنَا هذا وَ ما كُنَّا لَهُ مُقْرِنِينَ وَ اِنَّا اِلى رَبِّنا لَمُنْقَلِبُونَ- وَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ الْحَامِلُ عَلَى الظَّهْرِ وَ الْمُسْتَعَانُ عَلَى الْاَمْرِ اَللّٰهُمَّ بَلِّغْنَا بَلَاغاً يَبْلُغُ اِلَى الْخَيْرِ بَلَاغاً يَبْلُغُ اِلَى رَحْمَتِكَ وَ رِضْوَانِكَ وَ مَغْفِرَتِكَ اَللّٰهُمَّ لَا طَيْرَ اِلَّا طَيْرُكَ وَ لَا خَيْرَ اِلَّا خَيْرُكَ وَ لَا حَافِظَ غَيْرُكَ فَاِذَا اَشْرَفَ عَلَى مَنْزِلٍ اَوْ قَرْيَةٍ اَوْ بَلَدٍ قَالَ اَللّٰهُمَّ رَبَّ السَّمَاءِ وَ مَا اَظَلَّتْ وَ رَبَّ الْاَرْضِ وَ مَا اَقَلَّتْ وَ رَبَّ الرِّيَاحِ وَ مَا ذَرَتْ وَ رَبَّ الْاَنْهَارِ وَ مَا جَرَتْ عَرِّفْنَا خَيْرَ هَذِهِ الْقَرْيَةِ وَ خَيْرَ اَهْلِهَا وَ اَعِذْنَا مِنْ شَرِّهَا وَ شَرِّ اَهْلِهَا اِنَّكَ عَلى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ.[1]

بعض دنوں کی فضیلت:

ماہ قمری کے بعض دن با فضیلت ہوتے ہیں۔عیدوں کے دن کی دینی شرافت ہوتی ہے۔ان دنوں میں نیکی کرنا، صدقہ دینا، مومنین کوخوش کرنے کی سفارش کی گئی ہے۔جیسا کہ پندرہ رمضان کے دن خود اس دن کی فضیلت کے علاوہ امام حسن علیہ السلام کی ولادت باسعادت بھی ہے۔اسی طرح تیسری شعبان، پانچویں شعبان اور نیمہ شعبان جن میں امام حسین علیہ السلام، امام سجاد علیہ السلام اور حضرت قائم علیہ السلام کی ولادت باسعادت بھی ہے۔اسی طرح سترہ ربیع الاول رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت کا دن ہے۔بیس (۲۰) جمادی الثانی میں حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا کی ولادت کا دن ہے۔

---

[1] بحار الانوار (ط- بیروت) / ج ۷۳ / ۲۳۶ / باب ۴۸ حمل العصا و ادارۃ الحنک و سائر آداب الخروج من الصدقۃ و الدعاء و الصلاۃ و سائر الادعیۃ المتعلقۃ بالسفر ص:۲۲۹

ایام ہفتہ

ہفتہ

امام رضا علیہ السلام اپنے باپ سے ہفتہ کے بارے میں نقل کرتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے کہ آپ نے خدا سے اپنے کے لئے یہ درخواست فرمائی۔

اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لِاُمَّتِي فِي بُكُورِهَا يَوْمَ سَبْتِهَا وَ خَمِيسِهَا.

خدایا! میری امت کے لئے ہفتہ اور جمعرات کو مبارک قرار فرما۔[1]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

مَنْ كَانَ مُسَافِراً فَلْيُسَافِرْ يَوْمَ السَّبْتِ فَلَوْ اَنَّ حَجَراً زَالَ عَنْ جَبَلٍ يَوْمَ السَّبْتِ لَرَدَّهُ اللهُ عَزَّ ذِكْرُهُ اِلَى مَوْضِعِهِ.

ہفتہ کے دن سفر کرو اگر ہفتے کے دن پہاڑ سے کوئی پتھر گرتا ہے تو خداوند عالم اسے اپنی جگہ پلٹا دیتا ہے۔[2]

اتوار:

یہ دن شجر کاری اور ساخت وساز کے لئے مناسب ہے۔

حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا:

يَوْمُ الْاَحَدِ يَوْمُ غَرْسٍ وَ بِنَاءٍ.

اتوار کا دن شجر کاری اور بنا سازی کا دن ہے۔[3]

پیر:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

اَلْحِجَامَةُ يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ مِنْ آخِرِ النَّهَارِ تَسُلُّ الدَّاءَ سَلًّا مِنَ الْبَدَنِ.

پیر کے دن کے آخری حصے میں حجامت کرنے سے بدن کمزور ہوتا ہے۔[4]

حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا:

يَوْمُ الْاِثْنَيْنِ يَوْمُ سَفَرٍ وَ طَلَبٍ.

---

[1] من لایحضرہ الفقیہ/ ج۱/ ۴۲۵/ باب وجوب الجمعۃ وفضلہا ومن وضعت عنہ والصلاۃ والخطبۃ فیہا..... ص:۴۰۹

[2] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج۸/ ۱۴۳/ حدیث محاسبۃ النفس..... ص:۱۴۳

[3] الخصال/ ج۲/ ۳۸۴/ ماجاء فی الاَحد ومابعدہ..... ص:۳۸۳

[4] الخصال/ ج۲/ ۳۸۵/ ماجاء فی یوم الاثنین..... ص:۳۸۴

پیر کا دن سفر اور معاش کے لئے ہے۔[1]

منگل:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

مَنْ تَعَذَّرَتْ عَلَيْهِ الْحَوَائِجُ فَلْيَلْتَمِسْ طَلَبَهَا يَوْمَ الثَّلَاثَاءِ فَإِنَّهُ الْيَوْمُ الَّذِي أَلَانَ اللهُ فِيهِ الْحَدِيدَ لِدَاوُدَ عليه السلام.

جو آدمی کوئی حاجت رکھتا ہے اسے منگل کے دن جستجو کرنی چاہیے۔ کیونکہ خدا نے اس دن حضرت داؤد کے لئے لوہے کو نرم کیا تھا۔[2]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنِ احْتَجَمَ يَوْمَ الثَّلَاثَاءِ لِسَبْعَ عَشْرَةَ أَوْ تِسْعَ عَشْرَةَ أَوْ لِإِحْدَى وَ عِشْرِينَ مِنَ الشَّهْرِ كَانَتْ لَهُ شِفَاءً مِنْ كُلِّ دَاءٍ مِنْ أَدْوَاءِ السَّنَةِ.

جو آدمی سترہ تاریخ، منگل کے روز یا انیس تاریخ یا بیس تاریخ اور اول ماہ میں حجامت کرواتا ہے اس کے سارے سال کے درد ختم ہوتے ہیں۔[3]

بدھ:

امام رضا علیہ السلام اپنے والد سے روایت نقل فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

آخِرُ أَرْبِعَاءَ فِي الشَّهْرِ يَوْمُ نَحْسٍ مُسْتَمِرٍ.

ہر ماہ کا آخری بدھ ہمیشہ نامبارک دن ہے۔[4]

ایک روایت میں بدھ کو حجامت کرنا اور جسم کے زائد بالوں کے صاف کرنے کی ممانعت ہوئی ہے۔

امام صادق علیہ السلام اپنے آباؤ اجداد حضرت امیر علیہ السلام سے نقل فرماتے ہیں:

تَوَقَّوُا الْحِجَامَةَ يَوْمَ الْأَرْبِعَاءِ وَ النُّورَةَ فَإِنَّ يَوْمَ الْأَرْبِعَاءِ يَوْمُ نَحْسٍ مُسْتَمِرٍّ وَ .....

بدھ کو حجامت اور زائد شیو کرنے سے پرہیز کرو۔ کیونکہ بدھ نحوست کا دن ہے۔ لیکن حجامت بدھ کے دن کے آخری حصے میں اشکال نہیں ہے۔[5]

حذیفہ بن منصور کہتا ہے:

---

[1] الخصال/ ج ۲/ ۳۸۴/ ماجاء فی الآحد ومابعدہ..... ص: ۳۸۳

[2] الکافی (ط-الاسلامیۃ)/ ج ۸/ ۱۴۳/ حدیث محاسبۃ النفس..... ص: ۱۴۳

[3] الخصال/ ج ۲/ ۳۸۵/ ماجاء فی یوم الثلاثاء..... ص: ۳۸۵

[4] الخصال/ ج ۲/ ۳۸۷/ ماجاء فی یوم الأربعاء..... ص: ۳۸۶

[5] الخصال/ ج ۲/ ۳۸۷/ ماجاء فی یوم الأربعاء..... ص: ۳۸۶

رَاَیْتُ اَبَا عَبْدِ اللهِ علیہ السلام احْتَجَمَ یَوْمَ الْاَرْبِعَاءِ بَعْدَ الْعَصْرِ.

بدھ بعد از عصر امام صادق علیہ السلام کو میں نے حجامت کراتے دیکھا۔[1]

اس دن کی نحوست کو دور کرنے کے لئے صدقہ دینا چاہیے۔

جمعرات:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

مَنْ قَصَّ اَظَافِیرَهُ یَوْمَ الْخَمِیسِ وَ تَرَكَ وَاحِدَةً لِیَوْمِ الْجُمُعَةِ نَفَی اللهُ عَنْهُ الْفَقْرَ.

ہر جمعرات کو ناخن اتارو اور ایک کو جمعہ کے دن کے لئے چھوڑ دو۔ خدا فقر کو دور کرتا ہے۔[2]

جمعہ:

ابو کہمس کہتے ہیں کہ میں نے امام صادق علیہ السلام سے عرض کیا: مجھے کی دعا کی تعلیم دیں جو میں پڑھا کروں، آپ نے فرمایا:

خُذْ مِنْ شَارِبِكَ وَ اَظْفَارِكَ وَ لْیَكُنْ ذَلِكَ فِی یَوْمِ الْجُمُعَةِ.

اپنی مونچھیں اور ناخن کو چھوٹا کرو اور یہ کام جمعہ کے دن انجام دو۔[3]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

مَنْ قَلَّمَ اَظْفَارَهُ وَ قَصَّ شَارِبَهُ فِی كُلِّ جُمُعَةٍ ثُمَّ قَالَ بِسْمِ اللهِ وَ بِاللهِ وَ عَلَی سُنَّةِ مُحَمَّدٍ وَ آلِ مُحَمَّدٍ اُعْطِیَ بِكُلِّ قُلَامَةٍ وَ جُزَازَةٍ عِتْقَ رَقَبَةٍ مِنْ وُلْدِ اِسْمَاعِیلَ.

جو آدمی ناخن اور مونچھوں کو ہر جمعہ چھوٹا کرتا ہے وہ پھر یہ پڑھے:

بِسْمِ اللهِ وَ بِاللهِ وَ عَلَی سُنَّةِ مُحَمَّدٍ وَ آلِ مُحَمَّدٍ

شروع خدا کے نام سے اور اللہ کے نام مبارک کے ساتھ اور سیرت محمد و آل محمد علیہم السلام کے ساتھ۔

(ایسا کرنے والے کو) ہر ناخن اور بال کے بدلے میں حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد سے غلام آزاد کرنے کا ثواب ملتا ہے۔[4]

امام صادق علیہ السلام نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل فرمایا کہ آپ نے فرمایا:

مَنْ قَلَّمَ اَظْفَارَهُ یَوْمَ الْجُمُعَةِ اَخْرَجَ اللهُ مِنْ اَنَامِلِهِ الدَّاءَ وَ اَدْخَلَ فِیهِ الدَّوَاءَ.

جو شخص جمعہ کے دن ناخن چھوٹے کرتا ہے اس کی انگلیوں کی بیماری ختم ہوتی ہے اور داروان میں داخل ہو جاتا ہے۔[5]

---

[1] الخصال/ ج ۲/ ۳۸۷/ ماجاء فی یوم الأربعاء..... ص: ۳۸۶

[2] ثواب الأعمال وعقاب الأعمال/ النص/ ۲۳/ ثواب تقلیم الأظفار والأخذ من الشارب..... ص: ۲۳

[3] ثواب الأعمال وعقاب الأعمال/ النص/ ۲۴/ ثواب تقلیم الأظفار والأخذ من الشارب..... ص: ۲۳

[4] وسائل الشیعة/ ج ۷/ ۳۶۳/ ۳۵- باب مایستحب أن یقال عند تقلیم الأظفار والأخذ من الشارب یوم الجمعة..... ص: ۳۶۲

[5] الخصال/ ج ۲/ ۳۹۱/ ماجاء فی یوم الجمعة..... ص: ۳۹۰

روز جمعہ دوبرابر ثواب:

فِي الرَّجُلِ يُرِيدُ أَنْ يَعْمَلَ شَيْئاً مِنَ الْخَيْرِ مِثْلَ الصَّدَقَةِ وَ الصَّوْمِ وَ نَحْوِ هَذَا قَالَ يُسْتَحَبُّ أَنْ يَكُونَ ذَلِكَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَإِنَّ الْعَمَلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ يُضَاعَفُ.

ہشام بن حکم نے امام صادق علیہ السلام سے ایک شخص کے بارے میں پوچھا کہ وہ قصد رکھتا ہے کہ روزہ یا نیک کام انجام دینا چاہتا ہے؟

آپ نے فرمایا: اچھا ہے اس عمل کو جمعہ کے دن انجام دے کیونکہ روز جمعہ نیک عمل کا چند برابر ثواب ملتا ہے۔[1]

نماز جمعہ سے پہلے کام کرنا مکروہ ہے:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

وَ يُكْرَهُ السَّفَرُ وَ السَّعْيُ فِي الْحَوَائِجِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ يُكْرَهُ مِنْ أَجْلِ الصَّلَاةِ فَأَمَّا بَعْدَ الصَّلَاةِ فَجَائِزٌ.

سفر اور دوسرے کام جمعہ کے دن انجام دینا مکروہ ہے اور نماز جمعہ کی وجہ سے مکروہ ہے۔ نماز جمعہ کے بعد جائز ہے۔[2]

جمعہ میں دین شناسی کے ترک کرنے کی مذمت:

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

أُفٍّ لِلرَّجُلِ الْمُسْلِمِ أَنْ لَا يُفَرِّغَ نَفْسَهُ فِي الْأُسْبُوعِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ لِأَمْرِ دِينِهِ فَيَسْأَلَ عَنْهُ.

افسوس ہے ایسے مسلمان مردوں پر جو اپنے آپ کو روز جمعہ کے دن بھی آزاد نہیں کرتے تا کہ احکام دین پوچھیں۔[3]

دن کی ساعات:

شیخ طوسیؒ نے دنوں کی ساعات کو بارہ قسموں میں تقسیم کیا اور ہر دن ایک معصومینؑ سے منسوب ہے اور خاص دعائیں ہیں۔ پہلی ساعت طلوع فجر سے لے کر طلوع خورشید حضرت سے منسوب ہے۔ دوسری ساعت طلوع خورشید سے لے کر صبح کی سرخ کے زوال تک امام حسن سے، تیسری ساعت سرخی کے زائل ہونے کے وقت سے لے کر سورج نظر آنے تک امام حسین علیہ السلام سے، چوتھی ساعت دن بڑھنے سے لے کر زوال خورشید تک امام سجاد علیہ السلام سے، پانچویں ساعت زوال خورشید سے لے کر چار رکعت کے برابر کے وقت تک امام باقر علیہ السلام سے، چھٹی ساعات چار رکعت نماز پڑھنے کے وقت کے برابر زوال سے لے کر نماز ظہر تک امام صادق علیہ السلام سے،

---

[1] من لایحضرہ الفقیہ/ ج ۱/ ۴۲۳/ باب وجوب الجمعۃ وفضلہا ومن وضعت عنہ والصلاۃ والخطبۃ فیہا..... ص:۴۰۹

[2] الخصال/ ج ۲/ ۳۹۳/ ماجاء فی یوم الجمعۃ..... ص:۳۹۰

[3] الخصال/ ج ۲/ ۳۹۳/ ماجاء فی یوم الجمعۃ..... ص:۳۹۰

ساتویں ساعت نماز ظہر کے بعد چار رکعت کے اندازے کے مطابق قبل از نماز عصر۔ امام کاظم علیہ السلام سے، آٹھویں ساعت چار رکعت کے اندازے کے بعد جو فضیلت عصر سے لے کر نماز عصر تک امام رضا علیہ السلام سے، نویں ساعت نماز عصر کے بعد دو ساعت بعد امام جواد علیہ السلام سے، دسویں ساعت دو ساعت بعد از نماز عصر سے لے کر خورشید کی زردی تک امام ہادی علیہ السلام سے گیارہویں ساعت قبل از زردی سے لے کر زردی تک امام حسن عسکری علیہ السلام سے بارہویں ساعت خورشید کی زردی سے لے کر غروب تک امام عصر علیہ السلام سے منسوب ہے ان ساعات میں دعائیں بھی ذکر ہوئی ہیں۔ [1]

رسم ورواج:

گذشتہ اور حاضر دور میں ملت واقوام جو ادیان ومذاہب کی پیروی کرتے ہیں، ان کے مختلف طور طریقے اور رسم ورواج ہوتے ہیں۔ بعض ان میں پسندیدہ اور بعض ناپسندیدہ ہیں۔ پسندیدہ رسم ورواج رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث کا مصداق ہیں کہ آپ نے فرمایا:

مَنْ سَنَّ سُنَّةً حَسَنَةً، فَلَهُ اَجْرُهَا وَ اَجْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا اِلى يَوْمِ الْقِيَامَةِ مِنْ غَيْرِ اَنْ يُنْقَصَ مِنْ اُجُورِهِمْ شَيْءٌ.

جو شخص کسی اچھی رسم کی بنیاد رکھے تو اس کے لئے اس کی بنیاد رکھنے اور پھر اس پر عمل کرنے والے کا ثواب قیامت تک اس عمل کی بنیاد رکھنے والے کو بھی ملتا رہتا ہے اور ذرا بھر کم نہیں ہوتا۔ [2]

ناپسندیدہ رسم ورواج بھی اس حدیث کا مصداق ہیں کہ آپ نے فرمایا:

مَنْ سَنَّ سُنَّةً سَيِّئَةً كَانَ عَلَيْهِ وِزْرُهَا وَوِزْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا اِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ.

جس نے جس غلط کام کی بنیاد رکھی وہ بھی قیامت تک اس کے گناہ میں شریک ہے۔ [3]

یہاں چند رسم ورواج کا ذکر کرتے ہیں۔

نوروز:

نوروز کا معنی "نیا دن" ہے۔ اصطلاح میں ایرانیوں کے سال کے پہلے ماہ کا پہلا دن نوروز کہلاتا ہے۔ اس دن بہار کا آغاز ہوتا ہے۔ اس رسم ورواج کے لئے ایرانیوں اور بعض دوسری قوموں میں خاص طور طریقے ہیں۔ مختلف روایات ملتی ہیں بعض تائید میں ہیں اور بعض نفی میں ہیں۔

---

[1] ر،ک۔ مصباح المتہجد، عنوان ادعیۃ الساعات، المصباح الکفعمی، ص ۱۳۳، ۱۴۷

[2] کافی (ط۔ دارالحدیث)/ ج۹/ ۳۷۲/ ۳۔ باب وجوہ الجہاد..... ص:۳۷۱

[3] الفصول المختارۃ/ ۱۳۶ /فصل الکلام فی تفسیر القرآن..... ص:۱۳۶

یہ احتمال بھی ہے کہ غدیر کا واقعہ اس دن ہوا ہو۔ بہر حال اس میں اچھے طور طریقے بھی ہیں جیسے اس دعا کا پڑھنا:

یَا مُقَلِّبَ الْقُلُوبِ وَ الْاَبْصَارِ
یَا مُدَبِّرَ اللَّیْلِ وَ النَّهَارِ
یَا مُحَوِّلَ الْحَوْلِ وَ الْاَحْوَالِ
حَوِّلْ حَالَنَا اِلَی اَحْسَنِ الْحَالِ.

تمت بحمد اللہ

ترجمہ کے کام مورخہ ۲۳ رمضان المبارک ۱۴۳۵ھ بمقام جامعہ علمیہ ڈیفنس کراچی میں مکمل ہوا۔
سید ظفر حسین نقوی